

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U7954

پُصْنَا پُکُورِ مَکَا پُفَضْلِ حَسَنِ لَازِ وِ سَا
پُعَوْنِ بَیْعِ مَکَیْنِ نِ وِ نِ مَیْنِ نِ

الحمد لله الذي جعل هذا الكتاب من عظم مستند علماء العرب عجم يفيد خواص عوام وزنگار



ترجمہ مولوی خرم علی صاحب موم پبلیکیشنز مولانا محمد حسین نانوتوی و خطاط کاپی رایت

پُطَبِیْعِ نَاشِی لَکھنؤ پُکُتُبِ وِ لَکھنؤ پُطَبِیْعِ مَکَیْنِ نِ وِ نِ مَیْنِ نِ

اطلاعی - این مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ مسلسل وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مکتوبی طریق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جو چھاپہ خانہ و مطبعہ سے شائقانِ علمی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ازان اس کتاب کے پیشل پیسہ کے تین صغیر ہو گا وہ میں انہیں کتب و رسائل بہت و بہت کی طرح کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

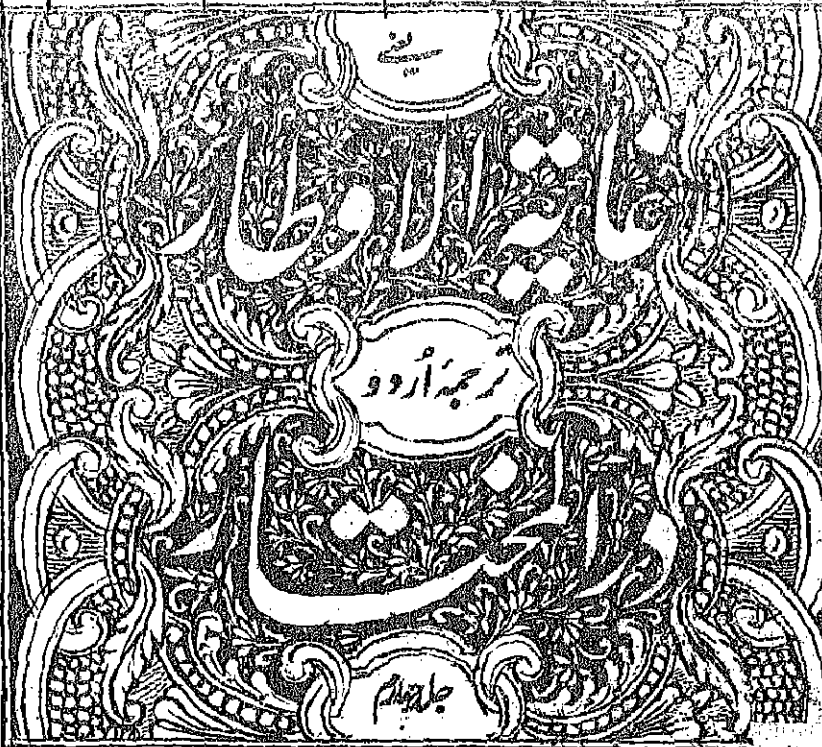
(فقه) اردو	اشرف المسائل - از مولوی اشرف علی خان - رسالہ تجزیہ و تفسیر بیت - از محمد عمر - فقہ فارسی	مالا پورہ - از قاضی شہار الدین رحیم صاحب شرح مختصر وقایہ کوہ سیری - از مولانا جلال الدین سمرقندی - رسالہ تفسیر الانسان - درجہ حرارت و حرمت جالوزان - رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان -
<p>راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ - مفتاح الحجۃ - از مولوی کریم علی جوہری - حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالہ لکھ نازان - ترجمہ فتاویٰ عالمگیری - کامل ہر چار جلدیں - مقدمہ جلد اول مترجمہ مولانا احتشام الدین والبقیہ بر سہ جلدیں مقدمہ ترجمہ مولانا امیر علی - کشف الحاجات - ترجمہ اردو مالا پورہ از مولوی محمد نور الدین - ہزار مسئلہ شامل ہفت رسالہ - (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثانیہ (۳) صدوری مسئلہ (۴) مناجات ہر گاہ بارتیالی (۵) حلیہ تریفہ (۶) نور نامہ (۷) چیل مسائل - از افاناست مولوی عبد السلام - شرح عمیری منظوم - مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری - تفسیر النافیس - مسائل دینیہ - حیرت الفقہ - مسائل مشکلفہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری - جواب السائلین - بطور استفتاء - کثر الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی محمد سبحان چیل مسائل فقہ - از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری</p>	<p>پہلیا - پیشانی پر اصل عربی اور پشت میں ترجمہ فارسی مع شرح از علامہ کلامہ جوہر دستہ استدلال ہر دو جلد کامل - شرح سفر السعادت - از مولانا عبدالحق دہلوی حجازی - حج الحج - معنی بنیاد الشہور از علامہ شہزادہ - تجلیات الانساب - از فقہ شری مولفہ عبد الرزاق تکریمہ الحجۃ - احکام جمہور مولوی عبد السلام - تبیان - در حکم تاکو و حقہ از ملا معین الدین - میراث منکوم - مسائل فقہ نظم فارسی از ملا ناظم علی - ماہر حق - مشہور دینی از شیخ شرف الدین بخاری - ماہر مسائل - منظوم مسائل از مولانا احمد جبار - شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملحق الا بحر از شاہ عبدالحق محدث دہلوی - مسکک الثقیین - مرغوب علماء سے دلائل از مولوی آلہ یار خان - فتاویٰ پرستہ - جامع ابواب فقہ از مفتی نصیر الدین - قدوری - ترجمہ مولانا ابو القاسم عبد الباقی - شرح فارسی مختصر وقایہ - از عبد الرحمن جامی - کثر فارسی - از مفتی نصیر الدین کرانی حاشیہ مع شرح</p>	<p>فقہ عربی ابوالکلام - شرح مختصر وقایہ از عبد اللہ بن محمد معروف - برجندی - شرح مختصر وقایہ از مولانا عبد اللہ برجندی مستبر شرح - جامع الرموز - شرح مختصر وقایہ از شمس محمد قستان متداول - فتح القدیر - پیشانی پر ہدایہ اور تحت میں حاشیہ فتح القدیر از امام کمال الدین بن الہام نہایت مستند و با غلط شرح مشہور و معروفہ اور آخر میں تکریم بن الدین اخندی کامل چار جلد ضخیم - عینی - معنی بنیاد شرح ہدایہ از قاضی العتقاد بدر الدین عین تابی معروف پینٹی نہایت معتد کامل شرح - چھ جلدات ضخیم - ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ تر واید و فوائد بخشی مولوی محمد حسن سنبھلی مرحوم ہر چار جلد کامل و مکملات میں (مجلد اول) دونوں جلدیں اولین و آخر</p>

فہرست جلد چہارم غایۃ الاوطار شریعہ اہل و عسرا المختار

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱	کتاب الاجارۃ	۹۱	یعنی بصر قوی نماز میں کون کون سے چیزیں گناہ ہیں	۱۰۳	یعنی مکروہ و حرام و مباح چیزوں کا بیان
۲	یعنی الجھک اور نوکری اور زبردستی اور کریمہ کے حکام	۹۲	فصل فی البیوع یعنی فروخت کے بارے میں احکام	۱۰۴	فصل فی اللبس یعنی لباس کی اجازت اور کریمہ کا مکروہ
۱۰	حسب عمل میں ناس و سوداگران و دولت کا اعتبار	۹۳	کتاب المذکور	۱۰۵	فصل فی النکاح یعنی نکاح کی اجازت اور کریمہ کا مکروہ
۱۱	باب صلیبیوں کی اجازت و حکام	۹۴	یعنی نظام اور نابالغ کو اجازت تجارت وغیرہ دینے کے حکام	۱۰۶	بالا کی اجازت اور کریمہ کا مکروہ
۲۸	یعنی جہاد و دست پر اور جہاد میں شمولیت	۱۰۵	کتاب الفہر	۱۰۷	بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں
۳۳	باب اجارۃ الفلک یعنی اجارہ فاسک احکام	۱۰۶	یعنی چیز کے چھین لینے کے احکام	۱۰۸	فصل فی البیوع یعنی کوئی چیزوں کی بیع و فسخ و کریمہ
۳۴	حرمت تجارتی چیزوں کا مال و مہینان و نوکران	۱۰۷	فصل فی اسیرین و غنیمت کے احکام	۱۰۹	احکام مسجد
۳۵	مزاہر و نوازان و جزیرہ نوکری تعلیم تران و فطرت	۱۰۸	کتاب الشفقت	۱۱۰	شفقت لکنا حیوانات کی ہڈی کا استعمال عورت کی دوسری نسل
۳۶	واذان	۱۰۹	یعنی شفقہ کے احکام	۱۱۱	تصدقاتی زمین طرہ چھوٹی
۳۷	باب ضمان الاجارۃ یعنی فروخت و اجارہ کے احکام	۱۱۰	تہتیب شفیجان	۱۱۲	چار چیزوں کا دھوکہ کرنا ناجائز ہے
۳۸	باب فسخ الاجارۃ یعنی اجارہ فسخ کے احکام	۱۱۱	باب طہارۃ الشفقت یعنی شفقہ طہارۃ کے احکام	۱۱۳	اقسام علم
۳۹	مسائل فتنی یعنی جاریہ کے مسائل فقہ	۱۱۲	باب مایثتھی فیہ لاینبذ یعنی کوئی چیز چھوٹی و بڑی	۱۱۴	پانچ شخصوں کی غیبت مباح ہے
۴۰	تحریر و تنازعہ و قاضی کو تحریر یعنی تحریر و تنازعہ	۱۱۳	شفقت بت ہوا و نوکری و غنیمت میں نہیں	۱۱۵	فضائل صلہ رحم
۴۱	کتاب المسکات	۱۱۴	اجارہ طہارۃ یعنی کوئی شفقہ طہارۃ	۱۱۶	خطا کے سلام کو پڑھ کر جواب دینا واجب ہے
۴۲	یعنی غلام کو حکم دینا و نوکری کو حکم دینا	۱۱۵	کتاب القسمۃ	۱۱۷	زبارت قبول
۴۳	باب ایضو لکنا یعنی غلام کو حکم دینا و نوکری کو حکم دینا	۱۱۶	یعنی مشترک چیز کا شریکوں میں بانٹنا	۱۱۸	وسم کا خضاب مکروہ نہیں
۴۴	باب کتابۃ المشترا یعنی غلام کو حکم دینا و نوکری کو حکم دینا	۱۱۷	کتاب المزارعۃ	۱۱۹	وصیت کا طریق
۴۵	باب موقوف المسکات و عجز کا وصی المولی	۱۱۸	یعنی بٹائی پر حکمت دینے کے احکام	۱۲۰	اصل طلال کے دس ہیں
۴۶	یعنی مکتبہ کے احوال دکان سے اور فاکر کے حکام	۱۱۹	کتاب المساقاۃ	۱۲۱	کتاب احیاء الموات
۴۷	کتاب الاولاء	۱۲۰	یعنی دشمنوں کے برادر کے لیے دوسرے کو دینا اور کسی کو چھوٹی چیز	۱۲۲	یعنی زمین غیر مزرعو کو قابل زراعت کرنا
۴۸	یعنی غلام کا مال و نوکری کا مال و شریک کے مال کا مال	۱۲۱	کتاب المذبحۃ	۱۲۳	فصل فی الشرب یعنی شرب کی حد و حرام و حلال
۴۹	فصل فی الاولاء یعنی مولا کا حق و شریک کے حق	۱۲۲	یعنی بیع کے اور مذبح و جانوروں کے احکام	۱۲۴	کے پانی پلانے کے بارے کے احکام ہیں
۵۰	کتاب الاکراۃ	۱۲۳	کتاب الاضحیۃ	۱۲۵	کتاب الاشریۃ
۵۱	یعنی دوسرے پر زبردستی کرنے کے احکام	۱۲۴	یعنی قربان کے احکام	۱۲۶	یعنی بیع کی چیزیں کو کسی حرام ہیں اور حلال
۵۲	کتاب الجحۃ	۱۲۵	کتاب الجحۃ	۱۲۷	خواب کے برائے کے پاک کرنے کے احکام

صنایع کرم کا فضل و اسما
پہر عیون بکین نول و بین

اگر وہ المذکر کہ ہمارے قادی محمد بن ابی ہاشم عظیم مستند علماء عرب و عجم ہندوستان و ہندوستان



یہ مولوی خرم علی صاحب قوم پیکمیل مولانا محمد حسن صدیقی تانا توئی و تخطا کاپی رایت

ناپوشی لکھنؤ کے واقعہ کیسے طبع کرنا
پہر عیون بکین نول و بین



یہ کتاب ہر اجارہ کے احکام میں مترجم کتاب ہل ہند اجارہ کو تھیکہ اور نوکری اور مزدوری اور کرایہ بولتے ہیں قدم البتہ لکھنا تھیک عین دہندہ
تھیک منفعت مصنف نے یہ کہ مقدم کیا اجارہ ہر واسطے کہ یہ عبارت ہر تھیک عین سے اور اجارہ عبارت ہر تھیک منفعت سے ہر تھیک عین
یعنی اور اعیان وجود میں مقدم ہیں منافع ہر ہذا تھیک عین کی تقدیم تھیک منافع سے ذکر میں مناسب ہوئی لہذا اسم الاجارہ وہی المستحق علی عمل غیر
ولذا مدعی بقیال عظم اندراج اجارہ لغت میں اسم ہر اجرت کا اور اجرت وہ جو تھیک کام بہر حق ہو لہذا بلفظ اجارہ دعا کی جاتی ہو یوں دعا دیتے ہیں
کہ خدا تجھ کو اجر عظیم دے م اجرت لغت میں کرایہ ہر مزدور کا اور اجارہ و اجارہ کام کی خواہ کام تھیک ہو یا بدلتا فی القاموس الاجارہ اجرت علی
العمل کا لاجارہ والا جرتہ الکلام مطاوی نے کہا شایع کی عبارت میں خلل ہر چنانچہ عینی کی شرح کفر سپر دلالت کرتی ہواستے یعنی عینی نے اجرت کی
تفسیر کرار اجیر اور اجرت تفسیر المستحق علی عمل غیر کی ہر دشرعا تھیک نفع مقصود میں عین بعض حتی لو اسما جرت یا باوا دانی لیسجل بہا و داتہ لیسجل بہا
میں یہ یاد اور ارا لیسکھنا و عبد اور اہم او غیر ذلک لایستعمل بل لیطین الناس انہ لافلا اجارہ فاسدہ فی الکل ولا اجرت لانا منفعۃ غیر مقصودہ سن
العین بزازتہ و سبجی اور اصطلاح شرع میں اجارہ عبارت ہر اس منفعت کی تھیک بعض سے جو مقصود ہو عین سے تو اگر کپڑے یا برتن کرایہ لینے تاکہ
انہ سے نکل اور آرایش حاصل کرے یا گھوڑا مثلاً کرایہ لے تاکہ اپنے آگے کو تل چلاوے یا گھر کرایہ لے اس واسطے کہ اس میں سکونت کرے یا غلام یا درہم
یا سولے اسکے اور چیز کرایہ لے اس واسطے کہ استعمال میں نہ لاوے بلکہ لگان کرین آدمی کہ وہ چیز اسی کی ملوک ہو تو سب صورتوں میں اجارہ فاسد
اور اشیاء مذکورہ کے مالک کو اجرتہ لیکھا اس واسطے کہ نکل اور گمان ملک منفعت غیر مقصود ہو عین سے کذا فی البرازتہ اور اسکا ذکر آگے آوے گا ہم نفع کی قید
سے بیع اور ہبہ خارج ہو گئی اور یہ تعریف اجارہ صحیحہ اور فاسدہ دونوں کو شامل ہر اس واسطے کہ نفع اور عوض میں معلوم اور عین ہونے کی قید نہیں لگائی
اشیاء مذکورہ کے اجارہ میں اجرت ثابت نہ ہوگی اگرچہ نکل وغیرہ نفع غیر مقصود میں استعمال کرے اور یہ جو فقہا کا قول ہے کہ اجارہ فاسدہ میں نفع خارج
سے اجرت واجب ہوتی ہے تو اس صورت پر معمول ہر جب کہ نفع مقصود میں استعمال ہوئی ہو وکل ماصالح مثلاً ای بدلانی ایصلح اجرتہ لانا منفعۃ
اور جو چیز نفع لینے میں بدل ہونے کی صلاحیت رکھتی ہو وہ اجرت اور مزدوری ہونے کی بھی صلاحیت رکھتی ہر اس واسطے کہ اجرت میں نفع
کام نفع میں بھی ہوتا ہو اور عین بھی اس واسطے کہ بیع المتاعضہ میں عین بدل واقع ہوتا ہو تو عین اجرت ہونے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو لہذا عین

قال المطاوی
قال ابن خلدون
شیخ کلز الجبلی
الاجارہ عبارت
من کار الاجیر
الاجیر من
علی غیر ذلک
ببذل مال غیر
بذل مال غیر
یعنی بیع میں
عوض میں سے

کلیا علیٰ افعال بالاجارہ لاجارہ اجارہ بالمنفعة اذا اختلف المکملین اور قول ہر شخص کے ایکس کلی نہیں ہوتا تو یوں نہ ہو لیکن
 کہ جب کاشن ہونا جائز نہیں اسکا اجرت ہونا جائز نہیں بسبب جائز ہونے اجارہ منفعت کے بعض منفعت کے سبب کہ دونوں منفعتین
 مختلف ایکس ہوں چنانچہ اسکا ذکر آگے آوے گا ہم اختلاف جنس منفعت جیسے سکونت دار کا اجارہ زراعت ارض سے کہ صحیح ہے اور بیع
 میں منفعت کا شریک نہیں ایکس کلی سے بیان عکس انوی مراد یہ عکس منطقی و متفقہ بانتر تک ہنداء الدار شہر ایکہ الان العارۃ
 بعض اجارہ بخلاف ایکس اور منعقد ہوتا ہے اجارہ اس قول سے کہ میں نے تجکو یہ گھر عاریت دیا یعنی تجکو بعض تنے کے اس واسطے کہ عاریت
 بشرط عوض کے اجارہ ہر بخلاف عکس یعنی عاریت بلفظ اجارہ منعقد نہیں ہوتی تو اگر یوں کہے کہ یہ گھر میں جسے تجکو اجارہ دیا بلا عوض تو یہ اجارہ فائدہ
 ہو گا نہ عاریت کذا فی الدرر او وہ ہر تک او اجرت تک منافعہا شہر لکھنؤ یا منعقد ہوتا ہے اجارہ اس قول سے کہ اس گھر کے منافع میں نے تجکو
 سبب کیے ایک مہینہ بھر بعض تنے کے یا اس قول سے کہ اس گھر کے منافع میں نے تجکو اجارہ دیا ایک مہینہ بھر بعض سبب کے انا دان کرنا
 الايجاب والقبول مصنف نے فائدہ ظاہر کیا کہ اجارہ کا کرکین ایجاب اور قبول ہر شرط کا وہی ہے کما شایہ کہ یہ افادہ مصنف کے اس قول سے ہوتا ہے
 کہ (ہر ملک نفع بعض) اس واسطے کہ نہیں ہو سکتا بدین ایجاب اور قبول کے اسی میں کتابوں اور شاید کہ کنیت ایجاب اور قبول کی منعقد لفظ سے
 نکلتی ہے اس واسطے کہ عقد حاصل ہوتا ہے ایجاب اور قبول کے ربط سے و شہرہا کون الاجارۃ والمنفعة معلومین لان ہا لہما منفعتا
 المنازعة اور اجارہ کی شرط معلوم اور معین ہونا ہے اجرت کا اور منفعت کا اس واسطے کہ دونوں کا غیر معلوم ہونا منازعہ کی طرف پہنچتا ہے و کما شایہ کہ
 الملک فی البدلین ساتھ فماتہ اور حکم یعنی اثر مترتب اجارہ کا واقع ہونا ملک کا ہر دونوں عوضوں یعنی منفعت اور اجرت میں دسبب اور گھڑی
 گھڑی م وجہ اسکی یہ ہے کہ اجارہ عقد معاوضہ ہے اور احد الغرضین منفعت ہے کہ انہک اندک دسبب پیدا ہوتی جاتی ہے اور معاوضہ بقیہ ہر سادات کا تو
 بالضرورت تراخی فی المنفعة موجب ہر تراخی فی البدل کا ان اگر تعجل اجرت عقد میں شرط ہو گئی ہو تو بدل کا دینا پہلے واجب ہو گا کذا فی الدرر و
 منعقد بالتعاطی ظاہر خلاصہ نعم ان علمت المدة فی البرزانیہ ان قصرت نعم والا لا اور کیا اجارہ منعقد ہوتا ہے تعاطی سے بلا ایجاب و قبول لفظی
 ظاہر خلاصہ سپر دالات کرتا ہے کہ ان تعاطی سے اجارہ منعقد ہوتا ہے اگر مدت اجارہ کی معلوم ہو اور برزانیہ میں ہے کہ اگر مدت اجارہ کی کثیر ہو تو منعقد
 ہوتا ہے اور اگر کمتر نہ ہو تو منعقد نہیں ہوتا مام محمد نے اہل میں مذکور کیا کہ ایک مرد نے دوسرے شخص سے بلا تعین و تعیین اجارہ لین
 تو جائز نہیں اس واسطے کہ تعیین منقطع المقدار ہوتی ہیں تو اگر وہ شخص و تعیین لایا اور مستاجر نے قبول کر لیں پہلے کرایہ پر تو جائز ہے اور یہ اجارہ
 جدید ہو گا تعاطی سے اور قیہ میں ہے کہ میں نے ابو یوسف سے سوال کیا کہ کوئی مرد دخل ہوتا ہے نادین یا حجامت کر داتا ہے یا فصد لیتا ہے یا حجامت
 جاتا ہے یا سقے سے پانی پیتا ہے پھر اجرت اور پانی کا شریک دیتا ہے ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ اجارہ جائز ہے بطور اتحسان کے اور پہلے سے
 عقد کی کچھ حاجت نہیں کذا فی الطحاوی عن العالمیۃ عن التاثرانیہ و علیہ النفع بیان المدة کا لکھنے والزاعہ مدة کذا فی مدۃ کانت
 وان طالت ولو مضانہ کاجر تکھاخذ اولموجر بیہا و بطل الاجارۃ بہ یعنی خاتیہ اور منفعت معلوم ہو جاتی ہے مدت اجارہ کے بیان کرنے سے چنانچہ
 سکونت دار اور زراعت ارض ہر قدر مدت تک کوئی مدت ہو اگرچہ مدت مہینہ دراز ہو کہ مدت مضان بزمان مستقبل ہو چنانچہ یوں کہنا کہ میں نے
 تجکو گھر اجارہ دیا کل کے دن اور موجد کو اس دار مستاجرہ کا آج کے دن بیچ ڈالنا جائز ہے اور اس بیع سے اجارہ باطل ہو جائیگا اسی قول
 پر فتوے ہے کذا فی النخانیۃ م مدت طویلہ کا اجارہ جائز ہے اگرچہ موجد اور مستاجر اس مدت تک زندہ نہ رہیں ہی قول نصاب کا مختار ہے اور
 بعضوں نے کہا کہ مدت طویلہ بمنزلہ تابدید کے ہے اور تابدید مبطل اجارہ ہے یہ قول ہے ابو عاصم عامری کا کذا فی الطحاوی و لم یزد فی الاوقات

علی تین تین فی الضیاع و علی سنتہ فی غیرہا کہ ہر تین برس کی مدت سے زیادہ جائز نہ ہوگی اگر ارضی میں
 اور ایک برس سے زیادہ جائز نہیں غیر ارضی میں چنانچہ گھر اور دکان میں جس طرح باب الوقت میں اسکا بیان گذر گیا وہ عملیہ ان عقد
 عقود و ہفتہ کل عقد سنتہ بکذا فیلزم العقد الاول لانه ناجز الا بالباقی لانه مضاف للمقتولی فسخہ خانیہ اور اگر متولی وقت اجارہ طویلہ کا محتاج
 ہو تو اجارہ طویلہ کا یہ حیلہ ہے کہ اجارہ کے چند عقود مختلف منعقد کرے ہر عقد ایک برس کی ہو جو بعض معین تو پہلا عقد لازم ہوگا اس واسطے کہ وقت
 حاضر کا عقد پہلا ضمانت اور باقی عقود لازم نہ ہونگے کہ وہ مضاف بزمان مستقبل میں ہو متولی کو اسکا منفعہ کڑا مانا جائز ہے کذا فی الخانیہ و فیہا لشرط
 الوقتی قریبھا الا اذا كانت اجارۃ تہا اکثر نفعاً فیہو جازاً القاضی لا المتولی لان ولایتہ عامۃ اور خانیہ میں ہے کہ اگر وقت کا کرنے والا اجارہ وقت
 کی مدت شرط کرے تو اس شرط کی پیروی لازم ہے مگر جب کہ اس کے اجارہ میں منفعہ کثیر ہو تو قاضی اسکو اجارہ دے نہ متولی اس واسطے کہ
 قاضی کی ولایت عام ہے یعنی قاضی کا حکم مستحقین وقت اور میت سب پر نافذ ہے قلت قد منانی الوقت ان الفتوی علی البطلان الاجارۃ الطولیۃ
 ولو بقیہ و یہی متنا فلیرجع ویحفظ میں کہتا ہوں اور ہم مقدم بیان کر چکے ہیں کتاب الوقت میں کہ البطلان اجارہ طویلہ پر فتویٰ ہے اگرچہ بعد و
 جدا گانہ ہو اور اسکا ذکر متن میں عنقریب آویگا تو اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسکو یاد رکھنا چاہیے فلو اجبرنا المتولی اکثر لم یصح الاجارۃ
 اور اگر اوقات کو متولی نے تین برس سے زیادہ اجارہ دیا تو اجارہ صحیح نہ ہوگا و تفسیح فی کل المدة لان العقد اذا فسد فی بعضہ فسد فی کلہ فتادی قاری
 الہدایۃ و ترجمہ المصنف علی مانی النفع الوسائل اور عقد اجارہ طویلہ منہج ہوگا کل مدت میں یعنی نہ تین سال میں صحیح ہوگا نہ زیادہ میں ہو اس واسطے کہ عقد جو
 جب بعض میں فاسد ہو تو کل میں فاسد ہوگا کذا فی الطحاوی قاری الہدایۃ اور مصنف نے اپنی شرح میں فساد کلی کو ترجیح دی ہے نفع الوسائل
 کے قول پر ہم نفع الوسائل میں مذکور ہے کہ اجارہ طویلہ اگر ارضی میں ہے تو تین برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں غیر صحیح اور اگر گھر یا دکان میں ہو تو
 ایک برس میں صحیح ہوگا اور باقی میں باطل و نافذ نہ ہو لایق کثیر اسن اخذ کم الوقت او یشیم ساقاۃ فیستاجر ارضہ الخالیۃ من الاستجارۃ بسلع
 کثیر و یساقی علی استجارہ لبہم من النعمانیم اور مصنف نے اپنی شرح میں اس امر کے فساد کا افادہ کیا ہے جو اکثر واقع ہوتا ہے اگر کوئی وقت لینے
 سے یا یشیم کے باغ لینے سے بطور ساقاۃ کے پھر شخص سباقی اجارہ لیتا ہے اس باغ کی زمین کو جو خالی ہے و اشجار سے بعض بسلع کثیر اور ساقاۃ کا
 کرتا ہے وقت یا یشیم کے اشجار پر بمقابلہ ایک سہم کے ہزار سہم سے م یعنی ایک سہم یتیم یا وقت کے واسطے مقرر کرتا ہے اور باقی اپنے واسطے
 ساقی میں کرتا ہے کذا فی الطحاوی و فی المحظوظا ہر فی الاجارۃ لانی المساقاۃ تو محظوظ یعنی فساد کا نصیب ظاہر ہے و اجارہ میں مساقاۃ
 میں لینے فساد اجارہ کا طول مدت سے تو خود ظاہر ہے لیکن مساقات کا فساد ظاہر نہیں اس واسطے کہ مساقات عبارت ہے درختوں کے
 سینچنے اور کوٹرنے سے بعض بعض میں خواہ بعض قلیل ہوں یا کثیر فساد المساقاۃ بالادس لان کلامنا عقد جدید
 تو فساد اس کا لینے منع النفاہ مصنف کی شرح کا مستفاد بطریق اولیٰ فساد مساقات کا اس واسطے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے
 لینے ہر ایک اجارہ اور مساقات سے عقد جدید یعنی عقد مستقل ہے منہج النفاہ میں خانیہ سے مذکور ہے کہ جب دسی ارض یتیم کا یا متولی ارض
 وقت کا اجارہ طویلہ کرے تین برس کا تو جائز نہیں اس واسطے کہ اجارہ طویلہ کی رسم پہلے برسوں کے مقابلہ میں تھوڑا سا
 ہوتا ہے اور پچھلے سال کے مقابلہ میں اکثر مال ہوتا ہے پھر جب پہلے برسوں کا اجارہ اجرت مثل سے کمتر ہوا تو صحیح نہ ہوگا انتہا
 وجہ اولویت کی یہ ہے کہ عقد مذکور یتیم اور وقت کے واسطے خیر اور ضرر دونوں ہے اور باوجود اس کے فاسد ہے تو جو عقد سراسر اور بالکل شرعی و خیر
 مساقات مذکورہ تو اسکا فساد ہونا بطریق اولیٰ ہے ضمیر فسادہ کی اسکی طرف راجع ہے جو اس کے کلام سے مستفاد نہیں کذا فی الطحاوی

فلست و تہد اسلرۃ الفساد فی باب البیع العاسد بالفساد القوی الجمع علیہ تفسیری الجمع بین ہر دو عبد بخلاف الضعیف المختلف فیقتصر علی محله
لاستعداد الجمع بین عبدہ و مدبر بقدر بین کتاہوں اور بیع فاسد کے باب میں فقہانے سرایت فساد کو مقتید فساد قوی تحقق علیہ کیا ہر توکل عقد
میں فساد پھیلے گا جیسے جمع کرنا آزاد اور غلام کا عقد و احارین بخلاف فساد ضعیف مختلف فیہ کے کہ وہ تو اپنی جگہ پر پھٹا رہے گا اور وہ ان سے تجاوز نہ کرے گا
جیسے جمع کرنا غلام اور مدبر کا عقد و احارین تو اسکو تامل کر ہم یہ شارح نے انفع الوسائل کی تائید شریع کی اور امر بالمعروف سے اشارہ کیا کہ طول اجارہ وقف سے
ضعیف ہر تو زیادہ پر پھٹا رہے گا اور اصل تک نہ پھیلے گا کذا فی الخطاوی و علوہ ایضا من الفساد الطاری فتنہ وریہ بھی کہ فقہون نے طول اجارہ کو فساد
طاری قرار دیا ہر تو اگر وہ ہم یہ دوسری تائید ہر یعنی جب کہ یہ فساد طاری ہو تو کل عقد میں ساری نہ ہو گا خطاوی نے کہا کہ اس کے طاری نہ ہونے میں تامل لینے
ہو اس کے کہ صلب عقد میں داخل ہر اور طاری وہ ہر جو بعد عقد کے لاحق ہو ورنہ حوادث ارجوم وی زید باع ضعیفہ من کثرہ لدین علی انہا ملکہ ثم طار فی بعضہا
وقف مسجد بل یصح البیع فی الباقی اجاب فریق شہم و فریق بلاد الف بعضہم رسالہ مفصلاً ترجیح الاول ثانی اور ملک روم کے حوادث سے
یہ مسئلہ منسوخ ہر کہ زید کے وہی نے اس کے منسوخ ہر سے قلعہ زمین کا بیجا و اسے دین کے واسطے اس شرط پر کہ وہ قلعہ زید کی ملک ہر پھر طاری ہوا
کہ بعض قطعہ مسجد پر وقف ہر کیا باقی زمین میں بیع صحیح ہوگی یا نہیں علماء کے ایک فریق نے جواب دیا کہ باقی باقی یعنی غیر وقف میں بیع صحیح ہر اور دوسرے فریق نے
جواب دیا کہ زمین باقی میں بھی صحیح ہوگی اور بعض علماء نے زمین رسالہ لکھا خلاصہ فقہون رسالہ جواب اول کی ترجیح ہر تو اسکو تامل کر ہم شارح نے ہر تامل
سے انفع الوسائل کی تقویت کی طرف اشارہ کیا جمہوری نے کہا ایسا نہیں ہوتا کہ عقد احارین میں تو صحیح ہو اور بعض فاسد اور فساد ہی عالمگیری میں بیہرالات کرتا
کہ عقد جب ایک ہو تو فساد و تہدی ہو جائے کہ کذا فی الخطاوی و فی ہر الفساد ہی جزیقیہ و تقاضات نہیں و کتب فی الصکاتہ اخیر تلیشن عقد اکل عقد
عقیدہ الآخر لا یصح الاجارۃ و ہر البیوع و علیہ الفتوی صیانہ لا وقاف ثم قال دو قضی فاضل بصورتہ تجوز ویرفع الخلاف انتہی اور جو ہر استادی
میں ہر کہ وقف کی زمین تین سال کو اجارہ دی اور دستاویز میں لکھا کہ اسے تیس عقد کا اجارہ دیا ہر عقد دوسرے عقد کے بعد یعنی
عقد و مذکورہ سے ہر عقد تین برس کی تو اجارہ مذکور صحیح نہ ہوگا اور یہی قول صحیح ہر اور اسی پر قوی ہر وقاف کی حفاظت کے واسطے یعنی
تاکہ اتنی مدت کے تصرف سے مستاجر وقف کی ملکیت کا دعوی نہ کرے پھر جو ہر الفتاوی کے مصنف نے کہا اور اگر فاضل اجارہ مذکورہ کی صحت کا حکم
دے تو جائز ہوگا اور خلاف دور ہو جائیگا انتہی ہم رفع خلاف اس وقت ہوگا جبکہ فاضل حادثہ شریعی میں حکم کرے اس طرح ہر کہ دوسری ہون ایک صحت کا مدعی
اور دوسرے طلالان کا مدعی تب فاضل صحت کا حکم کرے کذا فی الخطاوی و قلت و یجوز ان المدعی لو جری دون بل مثل بلزم المستاجر تمام الخ مثل انہ یصل
بالانفع للوقت میں کتاہوں اور کے آویگا کہ متولی اور وی اگر اجارہ دین کمتر احرا مثل سے تو مستاجر پر پورا جری بل لازم ہوگا اور یہ کہ اس پر عمل ہوگا جو زیادہ
نافع ہر وقف کی واسطے و فی صلح نہایت متی نہ لہ عقد فی بعض مقصد متعارن لیسندنی لکل اور صلح نہایت میں ہر کہ جب عقد بعض میں فاسد ہو سبب میں فساد کے جو
متعارن ہر عقد سے تو تمام عقد فاسد ہوگا مصنف اپنی شرح میں اس عمل کو لایا ہر قاری ہر یہ کہ فساد کی تقویت کی واسطے و علم النفع ایضاً بیان لکل لہ صحت
و البیوع و خیاطہ بایس تفع ابھارتہ اور بیان عمل سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہر پانچ زرگری اور رنگ سازی اور دخت اس طرح کا بیان جو
ہمالت کو دور کر دے ہم عمل زرگری میں ایسا بیان منسل جاسیے کہ رافع نزاع ہو اور رنگ میں کپڑے کا بیان اور جس رنگ کہ سرخ باز و یا بنہ
اور یہ کہ ہلکار رنگ ہو یا گرا ضروری اور دخت میں جنس خیاطہ اور کپڑے کا بیان لازم ہر اور شوب میں کپڑے کا معین ہونا ضروری و لہذا
محیط میں ہر کہ اگر بن دیکھے دس کپڑوں کے شوب کا اجارہ کرے تو اجارہ فاسد ہر اگر کپڑے کی جنس کا بیان ہو چکا ہو اس واسطے کہ کپڑا
خلط اور رقت میں مختلف ہوتا ہر انتہی فیشہ طری تجارت اللہ لکروب بیان الوقت لا الموضع فلو خلا عنہا فی فاسدہ بنزایہ تو سواری کی واسطے

جاء فوہم کہ کرایہ لینے میں بیان وقت یا مکان رکوب شرط ہو تو اگر اجارہ دونوں کے بیان سے خالی ہو گا تو فاسد ہو گا کذا فی البزار یعنی اس شرط
 کہ بیان مذکور در دفع جہالت نہیں و علیہذا بالاجارہ کنتقل ہذا الطعام الی کذا اور اشارہ کرنے سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ لاجا نا
 اس طعام کا خلاصہ مکان تک ہم ہر چند بوقت اشارہ نہیں ہر لیکن اشارہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فعل مخصوص مراد کذا فی البزار و علم ان
 الاجارہ طرہم بالعقد و لا یجب تسلیم بہ بل بتجلیہ و شرط فی الاجارہ المتخیرہ اور معلوم کر کہ اجارہ مزدوری لازم نہیں عقد سے تو وجہ نہیں
 اس کی تسلیم یعنی اسکا ادا کرنا عقد سے بلکہ مستاجر کی تعمیل سے یا اجارہ حاضرہ میں تعمیل کے مشروط ہونے سے لازم تسلیم ہوتی ہے ہم وجہ
 کہ مستاجر نے اول مزدوری ادا کر دی تو اب اسکو نہیں پھیرے سکتا کذا فی الطحاوی عن العائنی اما المضاہفہ فلا ملک فیہا الاجارہ بشرط التحیل
 اجارہ اور اجارہ مضاہفہ یعنی وقت غیر موجود کے اجارہ میں اجرت ملوک نہیں ہوتی تعمیل اجرت کی شرط کرنے سے بالاتفاق وقیل تعمیل عقود فی کل الاحکام
 فیفتی بروایت تملکھا بشرط التحیل للماخضہ شرح و بیانہ للشرعیہ و بعضوں نے کہا کہ اجارہ مضاہفہ جمیع احکام میں عقود ٹھہرایا جائے پھر اجرت
 کے مالک ہونے کا فتویٰ دیا جائے بشرط التحیل سے بسبب حاجت کے کذا فی شرح الوسیانیہ للشرعیہ ہم شارح سے بیان اختصار مثل واقع جو اجارہ
 مطلب ہے ہر نہ ہو گا اجارہ مذکورہ بخارا میں بخارہ صورت اسکی یہ کہ گھریا زمین کا اجارہ کرتے ہیں تو تیس برس کا لیکن تین دن چار اس سے نکال دیتے
 میں اجارہ سے تا اتصال سخوات باقی رہی و رسال کی اجرت قلیل مقرر کرتے ہیں اور پچھلے سال کی اجرت کثیر معین کرتے ہیں علم اسکے جواز اور عدم جواز
 میں مختلف ہیں بعض مجوز ہیں اس اجارہ کو عقود مختلفہ قرار دیتے ہیں اور بعض ایک ہی عقد اعتبار کرتے ہیں اسلئے کہ اگر عقود اعتبار کیجئے تو اسے عقد اول
 کے باقی عقود مضاف ٹھہریں اور اجارہ مضاہفہ میں اجرت ملوک نہیں ہوتی نہ تعمیل سے نہ شرط التحیل سے اور فرض اس اجارہ سے تملک اجرت ہر صدر لا سلام نہیں
 کہ اس سے نزدیک صحیح یہ کہ وجہ سائر احکام عقود متبصر کیجئے اور وجہ ملک اجرت التحیل یا بشرط التحیل سے ایک ہی عقد اعتبار کیجئے انتہی تو موضوع کلام شارح کا یہ بیان
 اور اگر دیوں کے کہ میں نے اپنا گھر تجھ کو اجارہ دیا کل اتنی اجرت پر مقدم مذکور ہو چکا کہ اس میں بشرط التحیل ہاں ہے اور ہاں سبب اجرت لازم ہونی چاہئے بلکہ میں نے بیان کیا
 ہر روز دہائی کے کہ اس تحریر سے مجھ کو معلوم ہو گا کہ شارح کلام شریعی کے مانند محروم و شرم نہیں ہوا اگر شارح بولیں کہ اس میں بشرط التحیل عقد اول و حاشیہ فی ہر ایہ تملکھا بشرط
 التحیل ای علی ذلک القول تو بہتر اور واضح تر ہو گا کذا فی الطحاوی و الا استفادہ فی المضاہفہ یا اجرت لازم ہوتی ہر صفت کے حال کہ کہنے سے او مکلفہ منہ الا فی ثبات
 مذکورہ فی الاشیاء یا اجرت لازم ہوتی ہر استفادہ صفت پر فادہ ہونے سے مگر ان تین صورتوں میں باوجود قدرت لازم نہیں ہوتی جو شہادہ میں مذکور ہیں ہم جب
 مستاجر کو اجارہ کی چیز اپنے باب سے خالی کر کے دے اور اسکی طرف سے یا حاکم یا غاصب کی طرف سے کوئی مانع نہ ہو تو مستاجر قادر ٹھہرے گا اور ہر وقت میں اگر
 مستاجر استفادہ صفت کو ترک کرے گا تو یہ تعطل لازم اجرت کی مانع نہ ہوگی تو اگر موجب کی طرف سے تسلیم نہ واقع ہوئی یا وہ چیز کے ہفت سے نافع نہیں یا نافع
 تسلیم کی مدت کے غیر میں یا مدت میں تسلیم کی لیکن اسکو غیر محل جارہ میں جس کر رکھایا اسکو محل جارہ میں رکھا اور کسی کوئی عذر ہو مانع یا موجب کی طرف سے کوئی
 عذر نہیں لیکن حکم یا غاصب اسکو روک رکھایا کہ اجارہ فاسدہ تھا تو اجرت ان صورتوں میں لازم نہیں کذا فی مجموعی شہادہ کی مستثنی صورتوں میں سے پہلی صورت
 یہ کہ قدرت علی الاستیفا اجارہ فاسدہ میں ہو دوسری صورت یہ کہ جب جانور خارج شہر کی سواری کیواسلئے کرایہ لیا پھر اسکو اپنے پاس باندھ رکھا اور اسسوار
 نہو تیسری صورت یہ کہ اگر کرایہ لیا ہر روز کی ایک دانگ اجرت معین کر کے پھر اسکو چند سال کے چھوڑا بدزن پنہنے کے تو اجرت لازم نہوگی اس مدت کے بعد کہ اگر اسکو
 پنہنا تو کچھ بچٹ جاگہ یعنی وہاں تک اجرت مذکورہ ہر روز لازم ہوگی کہ اگر اسکو پنہنے جاتا تو کچھ نہ بچٹا پھر اس مدت کے بعد اجرت نہ لازم ہوگی کذا فی الطحاوی ہم فرمایا
 علی ذلک فی وجہ الاجارہ فی قبضت و لم تسکن بوجود لیکن من الانتفاع پھر صنف نے اس پر یعنی قدرت انتفاع پہلے اس قول سے تفریع کی تو اجرت
 واجب ہوگی اس گھر کی جو مقبوض ہوا اور منور اس میں مستاجر نہیں ہوا واجب ہونا اجرت کا سبب پاسے جانے قدرت انتفاع کے ہونے اذاکانت

فصل فی
 تملکھا بشرط
 التحیل

الاجارہ صحیحہ و اما فی الفاسدۃ فلا یجب الاجرا لا حقیقۃ الاستفلاح کما بسطہ فی العمادۃ اور یہی وجہ اجرت بقدرت انتفاع اس وقت ہے جب کہ صحیح اجارہ ہو اور اجارہ فاسدہ میں تو اجرت واجب نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع فقط قدرت سے چنانچہ اسکو عادیہ میں شرح بیان کیا جو ظاہر فی الاستفلاح اخرج الوقت فوجب اجرتہ فی الفاسدۃ بالکن کذا فی الاشباہ اور ظاہر قول اسحاق کما نکال ڈالنا ہر وقت کا وقت کی اجرت فاسد اجارہ میں واجب ہوگی قدرت انتفاع سے کذا فی الاشباہ ہم خلاصہ عبارت اسحاق یہ ہے کہ وقت کے اجارہ فاسدہ میں اگر زرعت اور کسوت نہ ہو تو اجرت لازم نہیں ہوتی مگر قیاس کے قول پر اسکی تو صاحب اشباہ سمجھا کہ قبول تاخرین اجرت لازم ہو گا لاکہ تاخرین کا خلاف اس میں نظر نہیں آیا اور اجناس میں خود صحیح ہے کہ وقت کی اجرت اجارہ فاسدہ میں لازم نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع سے انتہی اور یہی صریح ہے جو ہم وجوب میں ہے جب وقت کا حکم معام بہو اتو مال یتیم وغیرہ کا بھی حکم معلوم ہو گیا ہے میں شرح اپنا تردد بیان کر گیا کذا فی المططاوی فیضا قلت ولما لیتیم والمصلح لا یستحق من بیع الوفا علی ما فی بیع الوفا لروم کذا لک محل تردد فیہر ج میں کہنا ہوں اور کیا یتیم کا مال اور جو چیز کرایہ وغیرہ کے واسطے عیا ہو اور بیع الوفا کے اجارہ والی چیز جو جب فتوے علماء روم کی ہے طرح وقت کے مانند ہر تردد کا مقام ہے تو مسائل مذکورہ کا حکم تلاش کرنا چاہیے ہم کو تردد کا مقام نہیں چنانچہ ہم مذکور کرتے ہو اسطے کہ اگر اجارہ صحیح ہے تو قدرت انتفاع اس میں کافی ہے اور اگر اجارہ فاسدہ ہے تو اس کے حکم میں کچھ تغیر نہیں ہے بیع الوفا کی صورت ہے کہ بیع الوفا کے بائع نے اجارہ لیا مشتری سے اس چیز کا جو بطریق بیع الوفا کے بھی اور یہ اجارہ بعد بیع مشتری کے واقع ہوا تو مدت اجارہ میں اجارہ صحیح ہے ہر چیز اگر مدت اجارہ گذر گئی اور وہ چیز اس کے ہاتھ میں باقی رہی تو علماء روم نے لزوم اجرت مثل کا فتویٰ دیا اور اسکا نام بیع الاستفلاح رکھا اس میں خیال ہے کہ بعد نقصان مدت اجارہ ہوا اجارہ میں کذا فی المططاوی و بقولہ لیتیم الاجرا لخصب ای باسیلو تہین لیتیم تاجر والعین لان حقیقۃ الخصب لا یجری فی العقار اور مصنف نے قدرت انتفاع پر اپنے اس قول سے تفریع کی اور ساقط ہوتی ہے اجرت غصب سے یعنی مستاجر اور اجارہ والی چیز کے درمیان حائل ہونے سے ہر ساقط کہ حقیقت غصب کی جائے نہیں ہوتی زمین میں یہی جب کوئی شخص حائل ہو تو قدرت انتفاع نہ پائی گئی لہذا اجرت مستاجر سے ساقط ہوگی ولما یفتضح بالغصب قال فی المسئلۃ نعم خلافا لفاضی خان اور کیا اجارہ فسخ ہو جاتا ہو غصب کے درمیان کہ ان فسخ ہو جاتا ہو بر غلاف فاضی خان کے ولو غصب فی بعض المسائل اجارہ اور اگر غصب واقع ہوا بعض مدت اجارہ میں تو حساب اس کی اجرت ساقط ہوگی لانا انما لکن اخرج الغاصب من الدار مثلا بشفاعۃ او حایۃ اشباہ مگر جبکہ نکالنا غاصب کا مثلاً گھر سے ممکن ہو سفارش سے یا مددگاروں کی حایت اور در سے تو اجرت ساقط نہ ہوگی کذا فی الاشباہ ہم اگر باوجود اجارہ اخرج مستاجر اسکو نہ خارج کر گیا تو قصور مستاجر کا ہے اجرت اس پر لازم ہوگی اور اگر مدد خراج مال کے اسکا اخرج ممکن نہ ہو تو قیاس میں ہے کہ اجرت ساقط ہوگی ولو انکر ذلک ای غصب الموجد و ادعاہ المستاجر ولا ینتہ لہ حکم الحال کسئلۃ للاحوتہ اور اگر موجد یعنی اجارہ دینے والا اس غصب کا منکر ہو اور مستاجر یعنی اجارہ لینے والا اسکا مدعی ہو اور مستاجر کے گواہ نہ ہوں تو ظاہر حال حکم کریگا پین چکی کے مسئلہ کے مانند ہم یعنی اگر مستاجر گھر میں رہتا ہو مستاجر کے حال میں تو موجد کا قول مقبول ہے اور اگر اس میں غیر مستاجر رہتا ہو تو مستاجر کا قول مقبول ہے اور اگر یہ گواہ کذا فی البحر اور اگر پین چکی کے مستاجر اور موجدین اختلاف واقع ہو بعد نقصان مدت اجارہ کے پانی کے جاری ہونے اور قطع میں تو ظاہر حال حکم ہوگا یعنی اگر بانی جاری ہو جگہ کے وقت تو موجد کا قول مقبول ہوگا اور زمین تو مستاجر کا قول مقبول ہوگا کذا فی محلی ولا یقبل قول الساکن لانه فرد ذخیرہ اور گھر کے رہنے والے کا قول مقبول ہوگا اسطے کہ وہ تما شخص ہے کہ کذا فی الذخیرۃ یعنی مسئلہ غصب میں ساکن اور اگر گھر میں کوئی ساکن نہیں تو مستاجر پر اجرت لازم ہوگی کذا فی الملکیۃ و بقولہ ولا یقیق قریب الموجد لو کان اجیرہ لانه لم یمکنہ بالعقد و عدم لزوم اجرت بالعقد یصنف نے اپنے اس قول سے تفریع لے کر فرما دیا نہ ہوگا قرابت و ابو جبر کا اگر قرابت دار اجرت مقرر ہو اجارہ میں ہو اسطے کہ موجد اسکا مالک نہیں ہو گیا فقط عقد اجارہ سے ہم صورت اس کی یہ ہے

کہ زیادہ کاغذ اور خالی جہجہ کا بیانی سویر سے محمود کی زمین اجارہ کی اور خالی کو اسکی اجرت مقرر کی تو خالی بجز عقد سے آزاد ہوگا اس واسطے کہ مذکور ہوگا
 کہ تو عقد سے اجرت لازم نہیں ہوتی یعنی موجر کی ملک میں زمین ہو جائی و المارڈن مکانہ من الاستیفاء و تسلیم المثل الی المستاجر حیث لا مانع من الاستیفاء
 اور قدرت استیفاء منعت سے مراد تسلیم محل کی ہر مستاجر کی طرف اس طرح ہے کہ کوئی مانع نہ ہو منعت کے لینے سے غاصب علیہ العین الموبرة بعد منعی
 بعض المدد قاعداً و جبراً فلیس لاحد مما لا یتضمن من تسلیم و تسلیم فی الباقی المدد اذ المملکین فی مدۃ الاجارۃ وقت یرغب فیما لاجلہ
 اگر موجر نے مستاجر کو اجارہ کی چیز بعد گذر جانے بعض مدت اجارہ کے تسلیم کی تو دونوں میں سے کسی کو باقی مدت میں دینے اور لینے سے
 امتناع جائز نہیں بشرطیکہ اجارہ کی مدت میں ایسا کوئی وقت مخصوص نہ ہو جسکے واسطے اجارہ لینے کی خواہش ہوتی ہو یعنی تمام مدت یکساں ہو تب امتناع
 دینے اور لینے سے جائز نہیں فان کان فیما اثنی فی العین الموبرة وقت گذر ملک کیسوت کہ دینی او حوالہ نماز من الموصوفۃ الی غریب فیما بعد
 الموصوفۃ فیما بعد تسلیم فی الوقت الذی یرغب لاجلہ خیر فی قبض الباقی کما فی البیع کذا فی الجہد اور اگر اجارہ کی چیز میں دینا وقت موجر کے واسطے اجارہ لینے
 کی خواہش اور رغبت ہوتی ہو چنانچہ مکہ معظمہ اور منامکے گھر اور دکانیں ہوسم ج کے زمانے میں ہو اسلئے کہ بعد موصوفۃ ج ان کی خواہش
 نہیں رہتی تو اگر موجر مستاجر کو اس وقت میں تسلیم نہ کرے جسکی خواہش ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار ہوگا باقی مدت کے قبض میں چاہے سہلے چاہے
 نہ لے چنانچہ مع میں کذا فی الجہد یعنی اگر بیوت مکہ معظمہ خرید کیے قبل ہوسم ج کے تو تسلیم نہ واقع ہوئی مگر بعد گذر جانے ہوسم ج کے تو مشتری کو خرید اور عدم خرید
 میں اختیار ہوگا و لولہ الفتح فلم یقدر علی الفتح فبایضا ان الکفۃ لا کفۃ وجب الاجر الا لاشباہ اور اگر موجر نے مستاجر کو مکان کی کچنی دی
 سو مستاجر اس کے کھولنے پر قادر نہ ہو اسبب کم ہو جائے کچنی کے تو اگر اس کو کھولنا بلا کلفت اور شدت ممکن ہو تو کرایہ واجب ہوگا اور نہیں
 تو واجب نہیں کذا فی الاشباہ و ام اور اگر مالک نے کہا یہ مکان ہے اور میں رہ رہا ہوں تو اسے دروازہ کھول نہیں دیا اور مستاجر نے مدت کے بعد کہا
 میں اس میں نہیں رہا تو اگر مستاجر بلا منعت کھولنے پر قادر تھا تو کرایہ لازم ہوگا اور نہیں تو نہیں اور موجر کو یون مست کرنا جائز نہیں کہ تو نے کیون نہ
 قفل توڑ ڈالا اور کیون نہ اس میں داخل ہوا کذا فی العالمگیریہ قلت و کذا فی الجہد المستاجر عن الفتح ہذا الفتح لم یکن تسلیم لان الخلیۃ لم تصح صیرفیہ
 میں کتاہون اور اگر سیطرہ اگر مستاجر عاجز ہو کھولنے سے ہواسطے اس کچنی یعنی موجر کی دی کچنی کے تو تسلیم نہ ہوگی ہواسطے کہ تخلیہ نہ صحیح ہو کذا فی
 الصیرفیہ و لو تخلفا کلیم کمال اور اگر دونوں میں اختلاف پڑا تو ظاہر حال حکم کرے گا یعنی بعد مدت اجارہ اختلاف ہوا اور حالانکہ کچنی مستاجر کے پاس
 ہو مستاجر کتاہو کرے میں قفل کھولنے پر قادر نہ ہوا اور موجر کتاہو کرے تو قادر ہو اور دونوں کے گواہ نہیں ہیں تو ظاہر حال حکم ہوگا اور شاید کہ ظاہر حال
 سے مراد یہ ہو کہ مستاجر سے کہا جائے کہ قفل کو کھول تو اگر کھول نہ سکے تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر کھول سکے تو موجر کا قول مقبول ہو کذا فی اللطفاوی
 ولو برہنا فیئیتہ الموبرة خیرہ اور اگر دونوں گواہ لاوین تو موجر کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی الذخیرہ و کذا فی البیع اور سیطرہ مع حکم یہ تشبیہ ہے بجز
 مستاجر کی ساتھ منہج ہنغار میں کہا نظر خرید کیا اور کچنی اسکی لی اور گھر کی طرف نہیں گیا تو اگر کچنی ایسی ہو کہ بلا کلفت کھل سکے تو قابض ٹھہر گیا اور نہیں تو نہیں
 کذا فی البیع ذیل ان قال کہ قبض الفتح و فتح الباب فتسلیم والا لاکما بسطہ المصنف اور قول ضعیف یہ ہے کہ اگر موجر نے مستاجر سے کہا کہ کچنی لے اور
 دروازہ کھول تو یہ تسلیم ہو اور اگر کچنی دی اور قول مذکور نہ کہا تو تسلیم نہ ہوگی چنانچہ اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے و لولہ جہ
 طلب الاجر للدار و الارض کل یوم و للدار بکل مرحلۃ اذ اطلقتہ ولو بین بعین اور موجر کہ جائز ہو گھر اور زمین کا کرایہ مانگتا ہے ہر روز
 اور جانور کا کرایہ ہر سنہ دل میں جبکہ کرایہ مطلق مقرر ہو بلا قید تعمیل یا تاخیر کے اور اگر تعمیل یا تاخیر کا بیان ہو گیا ہو تو وہی تعین ہوگا
 شرط کے موافق و للعیاطۃ و نحو ہا من الصنائع اذ اشرع و تسلیم نہ کیا قبل تسلیم لسیط الاجر اور شیئہ اور مانند اس کے اور

کذا فی الجہد المستاجر عن الفتح ہذا الفتح لم یکن تسلیم لان الخلیۃ لم تصح صیرفیہ

چنانچہ

پیشوں کی مزدوری مانگنا جائز ہے جب کہ اس کام سے فراغت حاصل کرے اور مستاجر کو تسلیم کرے یعنی اس میں مزدوری کا مطالبہ ہر دن نہیں بلکہ کام کر چکے اور ہونے والا دینیہ کے بعد ہی تو اس چیز کا تلف ہو جانا قبل تسلیم کے مزدوری کو ساقط کر دیتا ہے ہم کچھ سنیہ کو دیا سو درزی نے سیا اور اس کی لڑکی جل گیا تو مزدوری ساقط ہو گئی بسبب عدم تسلیم کے اور درزی پر تادان کچھ لگا لازم ہو گا کیوں کہ وہ بلا تعدی میں ہو گا لاکل میں لکھا اثر اور سب طرح ہر ایک اس پیشہ ور کا حکم ہے جس کے عمل کا اثر موجود ہو چنانچہ بڑھتی اور لار اور سحر اور جولاہہ اور سنار کا اسکے عمل کا اثر لکھی اور لوہے اور کان اور کپڑے اور زیورین موجود رہتا ہے تو مزدوری مانگنا بعد فراغ اور تسلیم کے جائز ہو گا و لا اثر کہ حال لہ الاجارہ ص ۱۸۷ دان لم تسلیم جسے اور جس کے عمل کا اثر نہیں ہوتا چنانچہ حال تو اس کو مزدوری مانگنا بھروسہ فراغت کے جائز ہے اگرچہ تسلیم نہ واقع ہو ہم تو بوجہ فراغت کے تلف ہو جانے سے مزدوری ساقط نہ ہوگی کذا فی الجواب وان ولایتی عمل فی بیعت المستاجر و وقت وغیرہ کی مزدوری لازم نہیں بدین وقت اور تسلیم کے اگرچہ وقت وغیرہ کا کام مستاجر کے گھر میں کیا ہو ہم تصدیق کا یہ قول اس کو تقضی ہے کہ مستاجر کے گھر میں عمل سے فراغ ہوتا تسلیم نہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوا سو اسکے کہ زلیعی میں ہے کہ مداخلت وغیرہ میں مستاجر کے گھر میں تسلیم حاصل ہوتی ہے مجتہد فعل کے اس واسطے کہ وہ مستاجر کے گھر میں ہو اور گھر اس کے قبضے میں ہو تو اس میں تسلیم جیسی کی حاجت نہیں تو اجرت واجب ہوگی مجتہد فعل کے اس واسطے کہ اگر کرا وغیرہ ہوگا بعد فراغت عمل کے قبل تسلیم جیسی کے تو اجرت اجبت کی نسبت تسلیم جیسی کے بعد فراغ عمل کے اگرچہ تسلیم نہ کرے کی ہو لیکن تسلیم یا نہ تسلیم کی ہر ایک میں یوں کہ کہ ہر ایک اور درزی کو مطالبہ اجرت کا نہیں تا وقتیکہ عمل سے ان فراغ نہ ہوا سو اسکے کہ بعض عمل سے نفع حاصل نہیں تو بعض عمل سے مستوجب اجرت کا نہ ہوگا اور اس سبب اگر مستاجر کے گھر میں عمل کرے مستوجب اجرت ہوگا قبل فراغ کے کذا فی الخطاوی اور حد و الشرع میں ہے کہ جب مستاجر کے گھر میں بعض نو باری وقت کرے پھر اس کی چوری ہو جائے تو بعد وقت اس کی اجرت ثابت ہے تو یہ دلیل ہے کہ اجرت بعد عمل واجب ہوتی ہے نہ ہی درمیں ہو کہ یہ ہر ایک و تجربہ کے مستاجر کے گھر میں عمل کرنا قبل از فراغ عمل حتیٰ اجرت نہیں اور موقوفہ اور ذخیرہ اور شرب جامع وغیرہ میں نہ کہ ہر ایک جب بعض وقت واقع ہو مستاجر کے گھر تو بعد اس کے حساب کے اجرت واجب ہوگا اگرچہ چوری ہو جائے کچھ سینے کے بعد تو اس کے حساب کے موافق اتقان اجرت کا ہوگا کہ نعم لو سرق بعد ما خلا بعضہ و اہدم بعد ما بناہ فلا لاجر بحساب علی الذہب بحد ابن کمال مان اگرچہ چوری ہو جائے بعد اسکے کہ درزی نے اس کو کچھ سیا یا کچھ دیوار گر پڑی بعد بنائیکے تو اس کا اجرت ثابت ہوگا اسکے حساب کے موافق بنا ہر ذہب صحیح کے کذا فی الجواب ابن کمال ہم یہ استدراک بلا وجہ کر اس واسطے کہ اگر خیالات مستاجر کے گھر میں ہو تو اجرت واجب ہے خواہ ب وقت ہو یا بعض سبب جو تسلیم اور اگر درزی کے گھر میں ہو تو کل یا بعض کچھ اجرت نہیں بدین تسلیم کے اور یوں اٹھانا تو نہیں ہوتا مگر مستاجر کے پاس ہر ایک میں ہر کہ مسئلہ بنا خود اصل میں مقصدی ہے کہ بعض عمل سے اجرت اس کی واجب ہوتی ہے بسبب تسلیم کے اور اگرچہ اس کو ہمارے احباب سے نقل کیا ہے اور اسی پر یقین کیا ہے کہ فایۃ البیان میں ہر ایک پر درکر کے تو یہی مذہب شہر اولہ مصنف یعنی صاحب کنز نے مستثنیٰ میں لکھا ہے کہ کیا ہر ایک اس کی عبارت کنز میں مطلق ہے کذا فی الخطاوی ثوب خطاۃ الخیاط باجر فقطہ عمل قبل ان یقبضہ رب الثوب فلا لاجر لہ انھیں انفاق کچھ چھوڑ دینی نے سیا مزدوری پر سیون او میٹر والی کسی شخص نے مالک کے قبضہ کرنے سے پہلے تو اسکے واسطے مزدوری نہیں بلکہ درزی کو سیون او میٹر نے واسے سے تاوان لینے کا اختیار ہے ولا یجبر علی الاعادۃ وان کان الخیاط هو الفالاق فعلیہ الاعادۃ کا نہ عمل بخلاف فقہ اربعی اور درزی پر اعادہ وقت کا جبر نہ ہوگا اور اگر درزی ہی سیون کا او میٹر نے والا ہو تو اسپر و بارہ سینا واجب ہوگا یا اس نے نہ سیا تھا یا نہ لاف اجنبی سے لینے اجنبی شخص کے او میٹر نے سے درزی پر اعادہ وقت لازم نہیں بلکہ الخیاط باجر فقطہ عمل الخیاط الاصح لا استنباہ لکن فی حاشیہ ما مضیہ للمصنفات المفتی بہ نعم وقال المصنف یعنی ان حکم المعروف انہی ثم رایت فی القمار خانیۃ مفریاء لکبر نے ان المفتی علی الاول فاقول اور

اس پر تاوان لازم ہوگا و لو دخل بنا لثمن او یطبخ ہمساً فوخت منه شترارة فاقترق البیت لم یضمون للاذن ولا یضمون صاحب الدار لو اقرق سنے
 من اسکان البیت القیدی جو ہرہ اور اگر مستاجر کے گھر میں باورچی آگ سے گیاروٹی یا لٹری پکائے کیہ اسنے اور اس سے ایک بیکاری
 گھر میں پڑی اور گھر چلایا تو اس پر تاوان نہیں بھست از صاحب خانہ اور صاحب خانہ بھی تاوان نہ دے گا اگرچہ جس جاسے رہنے والا بیکار ہو سہلہ و تقسیم
 کے ہم ملوادی سنے کہا یہ مسئلہ غصہ میں باجیر بلج نہیں بلکہ کراپہ دار اور شیر اور مالک خانہ کو بھی شامل ہو و بصیرت اللہ علیہ اذاتہ دقا لا یؤخر حکم
 اسی جمل بعض علی بعض بقولہ انشی ابن کمال معزیا للیون ادبکی انیت پائے کی فردوری کا سطلہ لٹکھڑی کر دینے کے لیے پڑا و صاحبین کے کہا
 کہ تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور اس پر لگا دینے کے بعد وجوب ہوگی اور صاحبین کی قول پر تو ہی نقل کیا کہ اس کمال نے عیون سے
 و بنا اذ اقرق فی بیت استاجر فلو فی غیر ملک فلا اجرتی ایہہ مضمون باعزہ و شربا فہذا فیہ ایہہ اسوقت ہو کہ مستاجر کے گھر میں انیت پائے ہو اور اگر مستاجر
 کی غیر ملک میں انیت پائے ہو تو اجرت و اجرت نہیں جبکہ شمار نہ کر دے کھڑی کر کے نام سے نزدیک اور دوسرے لگا کر کھڑی کر کے نزدیک کدانی الی
 مضمون میں تسلیم شرط کی جو نہ شمار اور اشتراط تسلیم ہو بہتر ہو اس سطلہ کا اگر تسلیم ہو بدو نہ شمار کے تو اجرت ثابت ہوگی کدانی اگر قسریں سے مسائل لکھنے شائع کے
 البین علی اللہ انما سب علی استاجر و اذ خال محل المنزل علی الحال لا یضرب فی الجوانق او مضمون و للفرقة الا بشتر انیت پائے کا سب پائے پائے والے کے
 دوسرے پڑا و سنی انیت پائے والے مستاجر پر اور بوجہ کا مکان کے کارکن اور کھانا بوجہ انیت پائے پر نہ اسکا و ان اور پھر تاوان یون یا اسکا پڑا و یا جان پڑا
 پیکر شرط کر لینے سے دیکھتے و تپکھل علی الکابری و کذا الخالی و الجوانق اور بوجہ لا و سنے کے واسطے پالان جواہر پر باندھنا بیکاری الی کران واسطے پڑا و اور
 اسی طرح رسیان اور کوٹن بیکاری پر میں و بیکر سطلہ الکاتب و اشتراط اور قی علیہ لیسہ یا لیریا اور روشنائی لکھنے واسطے کے دوسرے پڑا و کا غذا
 شرط کرنا کاتب پر اجارہ کتابت کا شہرہ کی کدانی المہیرۃ و من کان لعلہ اشترى لیسین کا اصباح و القصاص و سبھا لاجل الامارہ میں باجیر کے عمل اور
 کام کا اثر جو دوسرے چیزیں پناہیہ رنگیز اور دھوبی کا تودہ اس چیز کو رک رکھنے اور مستاجر کو نہ دے اپنی فردوری سنے کے واسطے لیسہ و دھوبی سے
 وہ دھوبی مراد ہو کہ پھر دھوبی سے نشاستہ وغیرہ کا کلب لگا کر نہ لکھنا حاصل ثبوت جس سے یہ کہ قسرو علیہ و صحت ہو جو اصل میں ثابت ہو تو جس جس بدلانے کے
 واسطے ہوا چنانچہ بیچ میں کدانی الدار و علی المراد بالاثربین ملوکہ للعامل کا اشارہ انعام مجرد مالعین دیری فیہ تاوان مضمون اللہ علی فاعسل الثوب و کاسر
 انفسیق و الطلب و الطمان و الخیاط و الخفاف و حال راس البعد لیسہ حسن البین بلا اجرت علی الاصح ثبوت اور آیا اثر سے کام کرنے واسطے کی کوئی
 چیز ملوک مراد ہو چنانچہ نشاستہ اور صابون یا فقط وہ چیز اثر سے مراد ہو جو نظر پڑے ہو و رکھائی دے اس میں و قول میں اسنے ایک قول یہ ہو کہ
 چیز ملوک عامل مراد ہو اور دوسرا قول یہ کہ جو لفظ آئے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں تو لون میں سے صحیح تر و دوسرا قول ہو تو کھرا دھوبی سے والا
 اور پستہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور درزی اور بوزہ و دوز اور غلام کا سرو بند سنے والا ان سب کو روک رکھنا چیز کا اثر
 لینے کے واسطے جائز ہو جب قول اصح کدانی المجتہد ہم بحر الرائق میں ہو کہ مستہ نفی میں وغیرہ سے منقول ہو کہ صحیح قول یہ ہو کہ مجرد مالعین میں حق جس میں
 تو صحیح مختلف ٹھہری اور یہی قول لائق ترجیح کے ہو اور صاحب ہدیہ نے غسل ثوب کو عمل کے مانند ٹھہرایا ہو کدانی الطحاوی و درمین ہمسایہ عن
 قاضی خان مذکور ہو کہ جب دھوبی کے عمل کا اثر نہ ہو اسے میل چھڑانے کے ہیں خلاف ہرچیز تر قول یہ ہو کہ اسکو جس ثابت ہو حال میں اس واسطے کہ غیا
 شفی تھی جو ظاہر ہو گئی دھوبی کے عمل سے تو گویا اسے پسیدی ایجاد کردی ظاہر کر دینے سے و ہذا اذا کان حال الامارہ فلا یلک صاحب اسکا
 فی بیت المستاجر تسلیم کیا اور یہ لینے ہی جس اسوقت ہو جب کہ اجرت کی مدت نہ مقرر ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجیر اسے جس
 کر رکھنے کا مالک نہیں جیسے مستاجر کے گھر عمل کرنے میں جس کا اختیار نہیں سبب تسلیم حکم کے و عین بالتقدی و لونی فی بیت المستاجر غایہ اور اجیر پر تاوان

ترجمہ اردو درختہ چار
 کتاب الامارہ
 باب فی المستاجر
 و لو دخل بنا لثمن او یطبخ ہمساً فوخت منه شترارة فاقترق البیت لم یضمون للاذن ولا یضمون صاحب الدار لو اقرق سنے
 من اسکان البیت القیدی جو ہرہ اور اگر مستاجر کے گھر میں باورچی آگ سے گیاروٹی یا لٹری پکائے کیہ اسنے اور اس سے ایک بیکاری
 گھر میں پڑی اور گھر چلایا تو اس پر تاوان نہیں بھست از صاحب خانہ اور صاحب خانہ بھی تاوان نہ دے گا اگرچہ جس جاسے رہنے والا بیکار ہو سہلہ و تقسیم
 کے ہم ملوادی سنے کہا یہ مسئلہ غصہ میں باجیر بلج نہیں بلکہ کراپہ دار اور شیر اور مالک خانہ کو بھی شامل ہو و بصیرت اللہ علیہ اذاتہ دقا لا یؤخر حکم
 اسی جمل بعض علی بعض بقولہ انشی ابن کمال معزیا للیون ادبکی انیت پائے کی فردوری کا سطلہ لٹکھڑی کر دینے کے لیے پڑا و صاحبین کے کہا
 کہ تشریح کے بعد یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور اس پر لگا دینے کے بعد وجوب ہوگی اور صاحبین کی قول پر تو ہی نقل کیا کہ اس کمال نے عیون سے
 و بنا اذ اقرق فی بیت استاجر فلو فی غیر ملک فلا اجرتی ایہہ مضمون باعزہ و شربا فہذا فیہ ایہہ اسوقت ہو کہ مستاجر کے گھر میں انیت پائے ہو اور اگر مستاجر
 کی غیر ملک میں انیت پائے ہو تو اجرت و اجرت نہیں جبکہ شمار نہ کر دے کھڑی کر کے نام سے نزدیک اور دوسرے لگا کر کھڑی کر کے نزدیک کدانی الی
 مضمون میں تسلیم شرط کی جو نہ شمار اور اشتراط تسلیم ہو بہتر ہو اس سطلہ کا اگر تسلیم ہو بدو نہ شمار کے تو اجرت ثابت ہوگی کدانی اگر قسریں سے مسائل لکھنے شائع کے
 البین علی اللہ انما سب علی استاجر و اذ خال محل المنزل علی الحال لا یضرب فی الجوانق او مضمون و للفرقة الا بشتر انیت پائے کا سب پائے پائے والے کے
 دوسرے پڑا و سنی انیت پائے والے مستاجر پر اور بوجہ کا مکان کے کارکن اور کھانا بوجہ انیت پائے پر نہ اسکا و ان اور پھر تاوان یون یا اسکا پڑا و یا جان پڑا
 پیکر شرط کر لینے سے دیکھتے و تپکھل علی الکابری و کذا الخالی و الجوانق اور بوجہ لا و سنے کے واسطے پالان جواہر پر باندھنا بیکاری الی کران واسطے پڑا و اور
 اسی طرح رسیان اور کوٹن بیکاری پر میں و بیکر سطلہ الکاتب و اشتراط اور قی علیہ لیسہ یا لیریا اور روشنائی لکھنے واسطے کے دوسرے پڑا و کا غذا
 شرط کرنا کاتب پر اجارہ کتابت کا شہرہ کی کدانی المہیرۃ و من کان لعلہ اشترى لیسین کا اصباح و القصاص و سبھا لاجل الامارہ میں باجیر کے عمل اور
 کام کا اثر جو دوسرے چیزیں پناہیہ رنگیز اور دھوبی کا تودہ اس چیز کو رک رکھنے اور مستاجر کو نہ دے اپنی فردوری سنے کے واسطے لیسہ و دھوبی سے
 وہ دھوبی مراد ہو کہ پھر دھوبی سے نشاستہ وغیرہ کا کلب لگا کر نہ لکھنا حاصل ثبوت جس سے یہ کہ قسرو علیہ و صحت ہو جو اصل میں ثابت ہو تو جس جس بدلانے کے
 واسطے ہوا چنانچہ بیچ میں کدانی الدار و علی المراد بالاثربین ملوکہ للعامل کا اشارہ انعام مجرد مالعین دیری فیہ تاوان مضمون اللہ علی فاعسل الثوب و کاسر
 انفسیق و الطلب و الطمان و الخیاط و الخفاف و حال راس البعد لیسہ حسن البین بلا اجرت علی الاصح ثبوت اور آیا اثر سے کام کرنے واسطے کی کوئی
 چیز ملوک مراد ہو چنانچہ نشاستہ اور صابون یا فقط وہ چیز اثر سے مراد ہو جو نظر پڑے ہو و رکھائی دے اس میں و قول میں اسنے ایک قول یہ ہو کہ
 چیز ملوک عامل مراد ہو اور دوسرا قول یہ کہ جو لفظ آئے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں تو لون میں سے صحیح تر و دوسرا قول ہو تو کھرا دھوبی سے والا
 اور پستہ توڑنے والا اور لکڑی چیرنے والا اور آٹا پیسنے والا اور درزی اور بوزہ و دوز اور غلام کا سرو بند سنے والا ان سب کو روک رکھنا چیز کا اثر
 لینے کے واسطے جائز ہو جب قول اصح کدانی المجتہد ہم بحر الرائق میں ہو کہ مستہ نفی میں وغیرہ سے منقول ہو کہ صحیح قول یہ ہو کہ مجرد مالعین میں حق جس میں
 تو صحیح مختلف ٹھہری اور یہی قول لائق ترجیح کے ہو اور صاحب ہدیہ نے غسل ثوب کو عمل کے مانند ٹھہرایا ہو کدانی الطحاوی و درمین ہمسایہ عن
 قاضی خان مذکور ہو کہ جب دھوبی کے عمل کا اثر نہ ہو اسے میل چھڑانے کے ہیں خلاف ہرچیز تر قول یہ ہو کہ اسکو جس ثابت ہو حال میں اس واسطے کہ غیا
 شفی تھی جو ظاہر ہو گئی دھوبی کے عمل سے تو گویا اسے پسیدی ایجاد کردی ظاہر کر دینے سے و ہذا اذا کان حال الامارہ فلا یلک صاحب اسکا
 فی بیت المستاجر تسلیم کیا اور یہ لینے ہی جس اسوقت ہو جب کہ اجرت کی مدت نہ مقرر ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجیر اسے جس
 کر رکھنے کا مالک نہیں جیسے مستاجر کے گھر عمل کرنے میں جس کا اختیار نہیں سبب تسلیم حکم کے و عین بالتقدی و لونی فی بیت المستاجر غایہ اور اجیر پر تاوان

اگرچہ تعدی مستاجر کے گھر میں واقع ہو کذا فی النہایۃ فان مجلس فضلی علی الاجارہ لا ضمان عدم التعدی سوا اگرچہ چھوڑے
 بزرگ رکھی اور وہ قلعہ ہو گئی تو اسکی مزدوری نہیں اور نہ اسپر تادان ہے اسلئے عدم تعدی کے دس لاکھ شریعت کا کمال علی غلیہ اور
 والملاح وغسل الثوب ای تطہیرہ لا تشیئہ بتی تطہیرہ لا یجوز الا بحسب اعراس للاجرۃ اور جس اجیر کے عمل کا اثر موجود نہ ہو چھوڑے چنانچہ اپنی چھوڑی جاتی
 پر جو لا زمی الا اور طبع اور کپڑا دھوئے والا غیر کو نہ رکھے مزدوری لینے کی اسلئے غاسل ثوب سے وہ کپڑا دھوئے والا مزدور کو چھوڑے اور دھوئے
 اس کے طہار کر نیکی واسلئے نہ تحسین کیواسلئے کذا فی التبیانی تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم تحسین فی ب سے مراد سفید کرنا ہی اسواسلئے کہ سفیدی غنی تھی جو اس کے فعل سے
 ظاہر ہو گئی تو گویا اس نے سفیدی کو ایجاد کیا تو محسن ثوب جس کا مالک ہو گا نہ ظہر ثوب درین کا اگر غلام کو غنیہ کے بکرا لائیو اس کے کو حق میں ثابت ہر اگرچہ اس کے
 عمل کا اثر نہیں تھا جو جس ضمن ضمانت تعصب یعنی فی باب پس اگرچہ یہ کہ جس کے تو غصب کیا تاوان سے اور نہ ان تعصب گئے اور کیا غصب سے کہ
 باب میں یعنی اگر محسن میں ہر طرف ہو جائے تو مثل کا تاوان دے اگر وہ چیز مثلی ہو اور قیمت کا تاوان دے اگر وہ قیمتی ہو و جمہا چھوڑا یا بھاریا ان شامہ
 قیمتہا ای بدھا شرعاً محمولہ ولہ الاجر وان شامہ غیر محمولہ والا اجر ہرۃ اور محمول چیز کا مالک شمار ہر اگرچہ ہے محال سے اسکو محمول اعتبار کے اسکی قیمت
 یعنی اس کے عوض شرعی کا تاوان دے اور حال کی مزدوری دے اور اگرچہ ہے غیر محمول کا تاوان دے اور مزدوری غصب کے کذا فی الجہرہ وادو شرط علیہ غصب
 بان بقولہ عمل بنسبک و سیدک لا یستعمل غیرہ الا انظر شرطہا استقلال غیر ما بشرط وغیرہ خلاصہ اور اگر مستاجر بھیر کا عمل ذاتی شرط کرے اسلئے کہ
 اس سے کہے کہ تو خود اپنی ذات سے یا اپنے ہاتھ سے کام کر تو چھوڑے سوا اور شخص سے کام ملے مگر یہ کہ اسکو غیر عورت سے دودھ پلویا دینا جائز ہر شرط اور
 بلا شرط ہر طرح سے کذا فی الخلاصہ م خانیہ میں ہر کہ درزی سے کہا کہ تو خود کپڑا سی دے یا موبی سے کہا کہ تو خود دھو دھو سے پھر اسے اپنے غلام یا شاگرد سے کام
 کروا دیا تو اجرت دینا واجب نہ ہو گا کذا فی الخطاوی وان طلق کان لہ فی الاجارۃ لیتاجر غیرہ افاد بالاجارۃ لودفع لاجنبی ضمن الاول لا انسانی و
 صرح فی الخلاصہ اور اگر مطلق بلا قید عمل ذاتی اجارہ واقع ہوا تو جبر کو جائز ہے کہ اپنے غیر سے مزدوری کر اسے مصنف نے اجتہاد کے لفظ سے اشارہ کر دیا اسکا کہ اگر
 اجنبی کو اجیر لگا بلا استیجار تو اول شخص تاوان دیکر دس دس دس ہو نیکی نہ شخص ذاتی اور خلاصہ میں اسکو صرح بیان کیا ہر قید بشرط العمل لانه بشرط الیوم او غدا
 لغیرہ و ملا بہرا انظر حتی سرق لا یضمن و اجاب س اس الائمۃ بالعنان کذا فی الخلاصہ اور مصنف نے شرط عمل کی قید لگائی اسواسلئے کہ اگر مستاجر نے آج
 یا کل کے دن کی شرط کی سو اسے اس دن کام کیا اور سنا بے نے اجیر سے چند بار مطالبہ کیا سو اسے کو تاسی کی یہاں تک کہ وہ ہر چوری ہو گئی تو تاوان اجیر پر لازم
 نہ ہو گا اور س اس الائمہ نے وجوب ضمان کا جواب دیا ہر کذا فی الخلاصہ وقولہ علی ان العمل طلاق لا یتقید شہقی فلا ان لیتاجر غیرہ اور مستاجر کا یون کہنا کہ
 استیجار ہر طرح سے عمل پر یہ طلاق ہر قید کا لگانا کذا فی التہذیب تو ہر کہ جائز ہے کہ غیر شخص سے مزدوری کر دے مستاجر لیاقتی لیسا لہ فاست بعضہم فجار
 میں نقلی ظاہر ہے کہ سنا بہ لانه ان فی بعض المقود علیہ مستاجر نے ٹیکہ کیا کہ اجیر اس کے اہل و عیال کو لے آوے سو ان میں کوئی شخص مر گیا اور وہ باقی
 لوگوں کو لے آئے آیا تو اسکی مزدوری ثابت ہو گئی اس کے حساب سے موافق اسلئے کہ اسے بعض مقود علیہ کو پورا کیا یعنی عقد بارہ تمام عیال کے لائے پر منعقد
 ہوا تھا اور دسکو نہ لایا تو پوری مزدوری کا مستحق نہ ہو گا بھرا بھرا لایا نصف عیال ہوں تو نصف اجرت کا مستحق ہو گا اور اگر ٹکٹ ہوں تو ٹکٹ اجرت کا مستحق ہو گا
 وقید بقولہ لو کانوا الی عیالہ محملین ای للعاقدين لیکون الاجر مقابلہ لگتم اور مصنف نے اس قول سے قید لگائی کہ اگر اس کے اہل و عیال معلوم ہوں یعنی
 عاقدين انکو جانتے ہوں تب بقدر حساب بعض عیال اجرت کا مستحق ہو گا تاکہ اجرت سے مقابلہ میں ٹپسے والا لیکو لو اعلوین فکلمہ ای لکل الاجر و نقل ابن
 الکمال ان کانت الموتۃ نقل بقضمان وہم بمسبہ والا بکلہ اور اگر عیال غیر معلوم ہوں تو جبر کیا اسلئے تمام اجرت واجب ہو گئی اور ان کما لے نقل کیا یعنی امام ہند و
 سے کہ اگر لائے کی شفقت کم ہو جاتی ہو عیال کے کم ہونے سے تو بقدر اس کے حساب کے اجرت لازم ہو گئی اور اگر شفقت کم نہ ہو جاتی ہو تو تمام اجرت لازم ہو گئی

اگرچہ تعدی مستاجر کے گھر میں واقع ہو کذا فی النہایۃ فان مجلس فضلی علی الاجارہ لا ضمان عدم التعدی سوا اگرچہ چھوڑے

لا ایصال خط ای کتاب او زوالی زیدان روه ای مکتوب الزاد ملو شہ اسی زیداد غیبتہ لاشی لہ لائے نقضہ بعدہ کا خیاط اذ احاطہ تم
 فتنہ ٹھیکہ مقرر کیا ایک مرد سے خط یا توشہ پہنچا دینے کا مثلاً زید کے پاس اگر اجیر خط اور توشہ پھیر لایا زید کی موت یا غائب ہونے سے تو اسکے خط
 کچھ فردوسی نہیں اسلئے کہ اسے معقولہ علیہ یعنی ایصال مکتوب یا زاد کو باطل کر دیا اسکے پھیر لائے سے بطرح در ذی نے جبکہ سیاح پھر اس کو
 اودینے والا مصنف کو لازم تھا کہ خط پہنچانا اور جواب لانا دونوں کو ذکر کرتا اسلئے کہ اگر جواب لانا مذکور ہوگا تو خط پھیر لائے سے تمام اجرت لازم ہوگی
 چنانچہ شرح مجمع میں مصرع عروا نام محمد کی جامع صغیر میں خط لہجنا اور جواب لانا دونوں مذکور ہیں کذا فی الطحاوی مختصر ذی الخانیۃ استاجر لید بوضع
 کذا وید عوفلا باجرسی فذہب للموئع فلم یجد فلانا وجب الاجر وذا یند میں ہر کہ اجارہ کیا تا فلا نے کی طرف جاسے اور فلا نے شخص کو بلا لاوے میں دوسری
 پر میں اجیر ہوا نہ گیا اور اسے اس شخص کو بپایا تو فردوسی واجب ہوگی ہم خانیہ میں تبلیغ رسالت مذکور ہے نہ بلا لانا اور شایع نے رسالت اور بلا لائے کو یکساں
 قرار دیا کذا فی الطحاوی فان فیہ الخط الی ورتبہ فی صورت الموت اوسن سلم الیہ اذ انفسہ فی صورتہ غیبتہ وجب الاجر بالذہاب و نیز مصنف
 الاجر المسمی کذا فی الدرر والفر و تبہ المصنف و لکن تعقبہ الحشون و عروا علی لزوم کل الاجر لکن فی التہستانی من لہنا ینہ انہ شرط الجہی بالاجوبہ فہمہ
 والا فکلا علیکن التوفیق پس سکہ ایصال مکتوب میں اگر اجیر نے خط دیا زید کے وارثوں کو در صورت موت زید کے یا اس شخص کو دیا جو زید کو چاہا
 جب کہ وہ آوے در صورت غائب ہونے زید کے توجانے کی فردوسی واجب ہوگی اور وہ نصف اجرت ہے نہ کہ کذا فی الدرر والفر و نیز مصنف پیر ہوا ہر
 صاحب درکار دیکھیں درر چشتیوں نے اعتراض کیا ہوا در تمام اجرت کے لازم جو نہ پیر ہوا کیا ہر لیکن تہستانی میں نہ پایہ سے منقول ہے کہ اگر جواب
 لانا شرط کیا ہر تو نصف اجرت لازم ہوا زمین تو تمام اجرت لازم ہو تو توفیق بین القولین ہوگی یعنی صاحب در راو مصنف کا کلام اشتراط جواب پیر ہوا
 ہوا در چشتیوں کا قول عدم اشتراط محمول ہوا ان جہدہ ولم یوصل الیہ لم یجب لہ شی لا انتقام لہ معقولہ علیہ ہوا لا ایصال اور اگر اجیر نے زید
 پایا اور خط اور توشہ اسکو نہ پہنچایا تو کچھ فردوسی اسکی واجب نہ ہوگی بسبب نہ ہونے معقولہ علیہ کے یعنی ایصال خط پر اجارہ ہوا تھا سو پایا گیا و نہ تلف فیما
 لوفرقہ اور اس میں اختلاف ہے اگر اجیر نے خط کو بھار ڈالا یعنی بعضوں کے نزدیک اس میں فردوسی واجب ہوا در بعضوں کے نزدیک جب نہیں متولی ارض وقت
 اجیر یا بغیر اجل مثل ملزم مستاجر کا ای مستاجر انور اوقف لا المتولی کا غلط فیہ بعضہم تمام جبر مثل علی لفتی کہ کافی لاجیر عن الیمنین وغیرہ متولی ارض وقت نے
 زمین وقت کو بغیر اجرت مثل اپنی کم تنہا اجرت مثل پر اجارہ دیا تو مستاجر ارض وقت کو پوری اجرت مثل نی لازم ہوگی بنا برتولی منشی چنانچہ بجا لائق میں شخص
 وغیرہ سے اور تولی پر اجرت مثل لازم ہوگی چنانچہ بعض علما غلط سمجھے ہیں و کذا حکم وحی اب کما فی جمیع الفتاوی اور اس طرح کا حکم فردوسی اور باب کا چنانچہ
 جمیع الفتاوی میں ہے یعنی اگر وحی یا باب غیر کی زمین کثیرا اجرت مثل پر اجارہ دے تو مستاجر پوری اجرت مثل لازم ہوگی نہ وحی اور باب پر لفتی بالاضمان فی
 غصب عتق اروقہ و غصب منافعہ و کذا لفتی کل ما ہو النفع لا وقت نیما خلت فیہ العلماء حتی نقضوا الاجارۃ عند الزیادۃ القاضیۃ نظر اللوقف مبیہا
 لوقت اللہ تعالیٰ حاوی القدسی فتویٰ دیا گیا ہر غاصب کے تادان پر زمین یا مکان وقت کے غصب کرنے میں اور منافع زمین یا مکان وقت کے غصب کرنے میں
 اور اس طرح ہر ایک اس چیز کا فتویٰ ہے جو وقت کی واسطے نافع تر ہے زمین عالموں کا اختلاف ہے اقع ہوا ہو تو نقص اجارہ کا حکم کیا ہر نعمانے زیادت فاشہ کے نزدیک
 بلحاظ وقت کے اور حق اللہ کی محافظت کے واسطے کذا فی حاوی القدسی ہم زیادت فاشہ سے مراد فی نفسہ اجرت مثل کا زیادہ ہو جائے ہر بلا غصب چنانچہ غصب
 فروع میں مذکور ہوگا مات الاجر و علیہ دیون حتی فسخ العقد بعد التعلیل البذل فالمتاجر لو اہین فی یدہ ولو بعد فساد شاہ حق بالاستاجرین عمرانیہ ہی ہوگا
 الاجارۃ المبیعہ مرگیا ایک اجارہ کا دینے والا اور پیر لوگوں کے دین میں تا اینکه عقد اجارہ فسخ ہو گیا بدل اجارہ کی تعمیل کے بعد تو مستاجر زیادہ تر عقد اجارہ کی
 چیز کا اسکے اور غیر حق دیون سے تا اینکه مستاجر پیشگی اجرت کو حاصل کرے بشرطیکہ اجارہ کی چیز مستاجر کے قبضہ میں ہو و اگر بعد فساد اس کے تصرف میں ہو

الاجارۃ باکسر و باقل ما یتعین فیہ الناس لاجل التیاسر ینتھون فاسدۃ فیوجزہ اجارۃ صحیحۃ اماکن الاول من غیرہ باجر الشل او بزیادۃ بقدر ما یرحمی
 بالاستجارۃ انقی اور اجارہ جائزہ اجرت مثل سے یا زیادہ ترا جرت مثل سے یا کمتر اجرت مثل سے اس قدر اکثر یا اقل ہو بقدر زمین لوگوں کو تعین ہو یا ہو
 نہ اس قدر زمین زمین تعین تعین نہیں ہوتا تو اب اجارہ فاسد ہو جائیگا تو موجد اسکا اجارہ صحیحہ منعقد کرے خواہ ستاجر اول سے یا اسکے سوا اور شخص سے اجرت
 مثل مقرر کر کے یا زیادہ اجرت مثل سے جس قدر سے کہ مستاجر بھی ہوتا ہی مافی فادی موزدادہ مافی فادی کا مافی مافی الا ثبات مقدمہ ہی اتنی شہد بان الاجرۃ
 الادا جرت اقل و قد فصل بی القضاۃ فیما فیہ قال ۱۰ اجاب بقیۃ الیہ لیس فیہ یحفظ اور تا وی حانوتی میں ہر کہ اثبات سے گواہ مقدم میں در گواہ اثبات وہ ہیں جو
 یہ گواہی میں کہ اجرت پہلی اجرت مثل ہی تھی اور گواہی سے قاضی کا حکم بھی متصل ہو گیا تو اجارہ منعقد ہونے نہ گواہ حانوتی نے کہا اور یہی جواب دیا ہر بقیۃ اقل تا
 نے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم حانوتی کی عبارت یہ ہر کہ نور الدین علی طرابلسی سے یہ سوال ہوا کہ حاکم نے صحت اجارہ وقف کا اور اسکا کہ اجرت پہلی اجرت مثل ہی
 حکم کیا بعد اس گواہی کے کہ اجرت مثل بھی بھرا در گواہوں نے گواہی دی کہ اجرت کمتر تھی اجرت مثل سے تو عمل بطلان اجارہ ہو گیا یا نہیں جواب دیا
 کہ گواہی اثبات کی مقدمہ ہی اور حکم حاکم بھی اس سے متصل ہو گا تو اجارہ منقوض نہ ہو گا کذا فی المطاوع ۱۰

باب ما یجوز من الاجارۃ وما یكون خلافا فیہا ای فی الاجارۃ

یہ باب ہر اس اجارہ کا جو جائز ہو جس اجارہ میں اختلاف ہر مطلقادی نے کیا یوں کہنا واضح تر تھا باب ما یجوز من الاجارۃ فی الاجارہ یہ باب ہر ان افعال کا جو
 اجارہ میں جائز ہیں صحیح اجارہ حالت اسی دکان و دار بلا بیان یا عمل فیہا نصفہ للشارف صحیح ہر اجارہ حانوت یعنی دکان کا اور گھر کا بلا بیان افعال
 کے جو انہیں کیا جائے بسبب پھرنے نقل اور عمل کے ستارے اور مروج کی طرف ہم ہر الاق میں کہا اس واسطے کہ عمل ستارے اس میں کوئی ہر تو وہی سزا ہوگی اور کوئی
 تفاوت چیز نہیں و بلا بیان من لیسکنہا فلا ینسکنہا غیرہ باجارۃ وغیرہ لکما سبجی اور اجارہ صحیح ہر ان میں بیان کے کہ گھر میں کوئی شخص رہے گا تو ستاجر کو جائز ہے
 کہ غیر شخص کرے یا اجارہ یا غیر اجارہ چنانچہ آگے مذکور ہو گا غیر کار کھنا جائز ہے اگرچہ فقط مستاجر کا رہنا شرط ہو گیا ہو کذا فی المطاوعی ولہ ان عمل فیہا الخانات
 والذکر کل ما را و فیہ نہ یرید و اب و یکسر خطبہ و یغنی بجزرہ و یغنی بالوعدۃ ان لم یضرب طین برجی الید و ان ضربہ ففی قنیہ او ستاجر کو جائز ہے کہ دکان در گھر میں جو چاہے سوکا
 کرے تو بیخ گازی اور اپنے جانور انہیں باندھے اور لکڑیاں توڑے اور اسکی دیوار سے استہار کرے اور نجاست کا چوبہ بنا دے اگر ضرر نہ ہو اور ہاتھ کی چکی سے آٹا
 پیسے اگرچہ گھر کو ضرر ہو اسکا فتویٰ ہر کذا فی القنیۃ ہم جانور باندھنا اسوقت جائز ہے جبکہ جانوروں کی واسطے کوئی مکان گھر میں مقرر ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو گھر کو مصلحت نہ تباہ
 اور چکی کے مسئلہ میں شائع ہر مصلحت کی شرح کا اور مصلحت لینے اسوا صاحب بکر کا پیر و حالانکہ بکر الاق میں خلاصہ کی نقل عبارت سے وہ لفظ ساقط ہو گیا ہے جس سے
 حکم نکلتا ہے یعنی منع کا و عبارتہ خلاصہ لکھا فی الزمرۃ لا یمنع من رجی الید و ان کان یضرب طین علیہ الفتویٰ یعنی ہاتھ کی چکی منع نہیں اور اگر ضرر نہ ہو تو منع ہے اور اسی پر فتویٰ ہے
 حرم نے کہا احوال کہ جو فعل کہ عمارت کو مست اور کز در کڑا لے وہ مطلق عقد سے متحقق نہیں مگر یہ کہ اسکی شرط ہو گئی ہو یا مالک اس فعل سے رہی ہو جائے اور فعل
 کز در نہ کرے وہ مطلق عقد سے متحقق ہر کذا فی المطاوعی غیر انہ لایسکن بالبنار للفاعل المفعول ضرر او تضار او اطمینان غیر رضی اما مالک او شرطہ مالک فی عقد الاجارۃ
 لانہ یجوز ان البنار ینتفع علی الرضا کرایہ دار کو ہر مل گھر میں درست ہوئے اسکے کہ گھر میں لو بار یا دھوبی یا چکی پیسنے والے کو نہ کرے بدون رضامندی مالک یا اسکی
 شرط ہو جانے سے عقد اجارہ میں ہو اسطے کہ لو بار وغیرہ کار ہنا عمارت کو کز در کڑا لے تو مالک خانہ کی رضامندی پر وقوف ہو گا شائع نے کہا لیکن رضامندی یا مجبور
 کا صیغہ ہر ہم شائع کو یوں کہنا مناسب تھا کہ لیکن ثانی مجبور یا ثانی غیر ذمیہ کا صیغہ ہر چنانچہ نسخ الغار میں ہر کو پہلی صورت میں خدا کا غضب ہونا بآفتاب
 حال ہونے کے ہر اور دوسری صورت میں باقیہ مفعول ہونے کے ولو اتماع فی الا شتر اطفا لقول للموہب لکما لکرا اصل العقد اور اگر مستاجر
 اور موجد شرط ہونے میں مختلف ہوں تو موجد کا قول مقبول ہے چنانچہ اگر موجد اصل عقد اجارہ کا منکر ہو تو اسی کا قول مقبول ہو گا وان اقاما

باب ما یجوز من الاجارۃ وما یكون خلافا فیہا ای فی الاجارۃ

المیثتہ فمالیثتہ المستاجر لانتباہا الزیادۃ خلاصہ اور اگر دونوں گواہ لادین کو مقبول گواہ مستاجر کے گواہ ہیں جو اسطرح اثبات زیادت کذا فی
 التخلاصہ فیہما استاجر للقصارۃ فمالیثتہ انما یجوز فیہما خلاصہ میں جو کہ گھر اجارہ لیا گا ذری کے واسطے تو اسکو اس میں آہنگری درست
 ہو گا کہ ذری اور آہنگری کا ضرر یکساں ہو ورنہ فعل مالیس کہ لزمہ الاجر وان ائہم بہ البنا فیغنیہ ولا اجر لانہما لا یغنیان اور اگر مستاجر وہ کام کرے
 جو اسکو درست نہیں ہو تو اس پر کرایہ دینا لازم ہو گا اور اگر اس کام سے عارت منہم ہو جائے تو اسکا نادان دسے اور اس صورت میں کرایہ
 نہیں ہو گا اس واسطے کہ نادان اور کرایہ باہم جمع نہیں ہوتے و لہ اسکی بنفہ و اسکاں غیرہ با جبارہ وغیرہما و کذا کل بالاختلاف بالتمسک بطل
 فیہ لقیید لانہ غیر قید اور مستاجر کو جائز ہے آپرینا اور غیر کو کہنا کرایہ لیکر اور بدون کرایہ کے اور اسطرح جو عمل کہ مختلف اور تفاوت نہیں ہوتا تھا
 کرتے واسطے کے اختلاف سے اس میں اختلاف کر کے واسطے کی قید لگانا بالکل ہی اس واسطے کہ قید نہ کر دینا بنفہ میں اپنی بسبب عدم تفاوت کے بخلاف
 ما یختلف بہ کما یجوز بفلاف اس عمل کے دو مشافہت ہو جاتا ہی تھا کہ واسطے کے اختلاف سے چنانچہ آگے مذکور ہو گا کام چنانچہ کہ باور کو پرینا
 کہ نہیں تفاوت ہوتا ہی باختلاف اس عمل کے نادان لازم ہو گا و صورت مخالفت شرط کے و لہا جبارہ کثر تہ مدق بالفضل اور اگر مستاجر دوسرے شخص کو
 اجارہ دے کہ اکثر بہت قدر کر کے تو زیادتی غیرت کرے ہم یعنی اگر جبارہ و پیکر و جبارہ و لیا اور دوسرے شخص کو پانچ سو پیر کرایہ دیا تو ایک سو غیرت
 کرے اس پر صرفہ میں نہ لاوے الا فی سلفین اذ اجرا بخلاف انفس او صلح فیہا شیا مگر دوسرے میں مستاجر کو زیادہ کرایہ لینا درست ہے کہ گھر کو کرایہ دے
 فمالیثتہ بنفس پر یا گھر میں کچھ دے تو ہی ہو شہم خلاصہ بنفس یہ کہ رو پیوں کا کرایہ دیتا ہو اور شرفی یا پیوں یا اناج کا کرایہ لیتا ہو اور اصلاح اور درستی
 کی صورت یہ کہ شہا گھر میں چوتھ کاری کر دے یا چھت پر دے کہ گواہ سے موی نے کہا بھارت و دنیا اصلاح میں دخل نہیں و لہا جبارہ بالمدیر لا یصح و فی فتح الاجارہ
 فی الاصح بر سبب الجبرۃ دینی لیسیم تلافیہ فقہانہ اور اگر مستاجر نے گھر کرایہ دیا و مالک دیکر کو تو جبارہ میں نہیں اور جبارہ فتح ہو گا قول اصح میں چنانچہ بھر الا فی
 میں جو سہرہ سے منقول ہو تو اس کے اسکے مخالفت قول کی تصحیح اور کی تو ضرر وار ہو یعنی متفرقات اجارہ میں عدم فتح کو شارج و مہانتہ وغیرہ سے منکر کر دیا
 و تصحیح اجارہ ارضی لکن لا یصح بیان ما یزرع فیہا او قال علی ان یرع فیہا ما اشار کیلا یقع التنازع والا ففی فاسدۃ للجماعۃ و تغلب
 معینہ بزرع و یجب الملتزم او صحیح ہوا جبارہ زمین کا زراعت کہ واسطے اس بیان کے ساتھ کہ کون چنبا میں بونی جاوے گی یا مستاجر یوں کہ کہ اجارہ لیا ہو
 اس شرط پر کہ زمین میں زراعت کر دینا چو چیر کہ چاہو لگا بیان ضرر و باعموم ضرر و اس واسطے شرط ہوتا کہ آئندہ جھگڑا نہ ہو اور اگر بیان ضرر و باعموم
 ضرر و نہ ہو تو اجارہ فاسد ہو اور اجارہ فاسد بطل کر صحیح ہو جاوے گا اس کی زراعت کرنے سے اور اجرت معینہ واجب ہو گی ہم چونکہ ضرر و باعتبار
 نفع اور ضرر کے تفاوت ہوتا ہی تو دفع نزاع کے واسطے بیان کرنا ضرر و ہوا اور نزاع دفع ہو جاتا ہی مستاجر کو اختیار دینے سے اور دوسرے صورت عدم بیان
 زراعت کرنے سے تو گویا جہالت اول ہی سے نہ تھی لکن بزرع و لہا جبارہ میں پانی لینے کی باری اور راہ مستاجر کو واسطے ثابت
 ہو ہم اجارہ میں پانی کی باری اور راہ بدون شرط کے بھی اصل ہو اور زمین کی خرید میں بلا ذکر حقوق وغیرہ داخل نہیں ہو واسطے کہ اجارہ ہوتا ہی انتفاع کے
 واسطے اور بدون دون چنروں کے زمین سے فائدہ لینا نہیں ہو سکتا اور بیع سے مقصود ملک رقبہ نہ انتفاع عین زمین سے و لہذا شور زمین کی بیع
 جائز ہو اور اسکا اجارہ زراعت کے واسطے جائز نہیں کذا فی الطحاوی و دیرین زمین ربا و خرفا اور مستاجر وہاں زراعت کرے تو بیع اور ضرر میں
 ہم یہ اس صورت میں جو جبکہ مالی بھر کا اجارہ ہو کما ہو مصرح فی القیئہ و لو لم یکنہ ازادۃ للمال لا یغنی جالشی او کری ان کہنہ الزراعت فی مدۃ العقد
 جائز والا لاقامہ فی القیئہ اور اگر مستاجر کو فی الحال زراعت ممکن نہ ہو چنانچہ کی حاجت سے یا نہر کے صاف کرنے سے تو اگر زراعت ممکن ہو

مقدار جہاں کی مدت میں تو اجارہ جائز ہے اور اگر اس قدر مدت میں ممکن نہ ہو تو اجارہ جائز نہیں اور پورا اسکا بیان فقہ میں ہے آخر ماویہ مستغلوں نے بر سر
 غیرہ انکان الزرع بحق لا یجوز الا اجارۃ لکن لو صدقہ وسلمہا القلیت اجازۃ زمین اجارہ دی ایک مستاجر کو اور حالانکہ وہ زمین غیر تقصیر کی اجازت
 سے مشغول ہو تو اگر زراعت ازراہ حق ہو یعنی مزایع سے بطریق اجارہ یا عاریت کے زراعت کی ہو تو اجارہ جائز نہیں لیکن اگر کھیت کاٹے اور
 زمین مستاجر کو تسلیم کرے تو اجارہ بدلتے ہو جائیگا مالم یستحصہ الزرع بقبوز ویومر بالمحصا و بالتسلیم بلفیق نزاعیہ زراعت والی زمین کا اجارہ
 جائز نہیں جب تک کھیت نہ کٹے تو اب جائز ہوگا اور کھیت کاٹنے اور تسلیم کامر ہوگا اسی کا فتویٰ ہے کہ انانی البزازیہ الا ان یوجر بالمضامۃ الی
 استقبل بقبوز مطلقا مگر جب کہ زراعت والی زمین کو زمانہ مستقبل کی طرف منسوب کر کے اجارہ دے تو مطلقا اجارہ جائز ہے خواہ زراعت واجب ہو یا غیر
 واجب بشرطیکہ زمین زراعت سے خالی ہو جائے مدت مستقبلہ مذکورہ تک کدانی المظاہر والی انکان الزرع بقبوز صحیح است لا مکان لتسلیم جبرہ
 علی قاعہ اور کدانی قاری الہدیۃ اور اگر زراعت غیر واجب ہو یعنی بطور عصب کے ہو تو زراعت والی زمین کا اجارہ صحیح ہے بسبب ممکن ہو جانے
 تسلیم کی بروستی کھیت اٹھا کر خواہ زراعت پختہ ہو یا خام کدانی قاری الہدیۃ و فی البیان فی تصحیح اجارۃ الدار المستغلوۃ یعنی دیویرا تقصیر و اعتبار
 المدة من بین تسلیمہا اور درہانیہ میں ہے کہ دار مستغلوۃ یعنی جس گھر میں موجد وغیرہ کا سبب ہو تو اسکا اجارہ جائز ہے یعنی اور موجد کو کم ہوگا اسکے خالی کر دینے
 کا اور ابتدا سے مدت اجارہ اس کی تسلیم کے وقت سے ہوگی و فی الاستیفاء استا جبر مستغلوۃ و فارغ اصح فی الفایض فقط و صحیح فی التفرقات اور استیفاء
 میں ہے کہ بھری اور خالی خیر کو اجارہ دیا تو فقط خالی خیر میں اجارہ صحیح ہوگا اور اسکا ذکر باب التفرقات میں آگے آئے گا و تصحیح اجارۃ ارض للبناہ
 والفرس و سایر الاشغالات کطبخ آجرو خزف و مقیلا و مراحمی تلزم الاجرة بالتسلیم لیکن زرعہا ام لا بجر اور صحیح ہے اجارہ زمین کا مکان بنانے
 اور دخت لگانے کے واسطے اور باقی نواد کے واسطے چنانچہ پختہ اینڈ اور مٹی کے برتن وغیرہ کے لگانے کے واسطے اور جانورون
 کے رہنے کے واسطے نصف روز اور رات کے وقت تو تسلیم سے اجرت لازم ہوگی خواہ اس زمین کی زراعت ممکن ہو یا نہ ہو کدانی البیہرہ اجارہ
 زراعت کے واسطے نہیں ہے تاہم امکان زراعت سے اجارہ غیر ہو کدانی الحبہ فان منعت المدة قاعہا وسلمہا فارغۃ لعدم نہایتما
 و اگر اجارہ کی مدت گزر جائے تو مستاجر مکان اور دخت کو کھو دے اور زمین خالی ہو کر تسلیم کرے بسبب نہ ہونے دخت کی نہایت کے کم حموی
 نے کہا اور بعد کھو دنے کے زمین کا برابر کر دینا مستاجر کے ذمہ ہے اس واسطے کہ اسی نے زمین کو خراب کر ڈالا الا ان یغیرم المودع فیتمی ای البناہ والفرس
 متعلقا بان تقوم الارض بہا و بدوھا فیقطن ما بینما اختیار مستاجر کو زمین خالی کر دینا لازم ہے مگر جب کہ مستاجر کو کھو دے مکان یا دخت کی قیمت کا
 تاوان دے اس طرح کہ زمین کی قیمت مکان اور دخت کے ساتھ اور بدون مکان اور دخت فقط خالی زمین کی قیمت ٹھہرائی جائے تو موجد
 تاوان دے مابین قیمتین کا کدانی الاختیار و تملک بالنصب عطف علی غیرم لان فیہ نظر الیہا اور قیمت دیکر موجد مکان و دخت کا مالک ہو و اسطے
 کہ اس میں مستاجر اور موجد دونوں کے واسطے رعایت منظور ہے شارح نے کہا تملک کا لفظ منصوب ینرم بظرفہ و قال نے اجرو و ہذا الاستیفاء
 من لزوم القسط علی المستاجر فاذا نہ لا یزید الطاع لورضی الموجد بدفع القیمۃ لکن انکانت تقصیر تملکھا جبر علی المستاجر و لا یفرضاہ بجر الاتق میں کہا
 اور یہ استثنائین الا ان یغیرم کا استثنائین لزوم قسط علی المستاجر سے ہے تو مصنف نے ناندہ بنایا استثنائے کہ مکان کا کھو دنا مستاجر پر لازم نہیں
 اگر موجد قیمت مکان کی دے لیکن اگر زمین ناقص ہو جاتی ہو کھو دنے سے تو مستاجر جب کہ کر کے زمین کا مالک ہو اور اگر ناقص نہ ہوتی ہو تو
 اسکی ضمانندی سے مالک ہو یعنی بعد اسے قیمت او پر رضی المودع عطف علی غیرم تیر کہ ای البناہ والفرس فیکون البناہ والفرس
 لہذا و الا تملک لیکہ موجد مکان یا دخت کے باقی رکھنے پر رضی ہو تو مکان اور دخت اسکا ہوگا یعنی مستاجر کا اور زمین اس کی قیمت

کیتے کہ وہ دونوں جانب کی عزت کی واسطے اس واسطے کہ کھیت کی نہایت پر پناہ نہ کر دے جو کچھ ہم اپنی مدت اجارہ میں قرض ہو گئی اور نہ تو کھیت نہ زمین ہو تو
پیشگی تک اجرت مثل اسب ہوگی اور اگر مدت موجود ہو تو وہ اجرت لازم ہو جو دونوں میں پیشگی ہوگی خلاف موت احد یا قبل اور اگر فانی تیرک
یا سب سے علی مالہ الی الحصار و ان نفخت لان البقاء علی ما کان ولی ماد است المدة باقیۃ اما بعد فانما مثل مثل بجلان موت متاخر یا موجد کھیت
پچھلے سے پہلے اس واسطے کہ کھیت باقی رکھا جائیگا اجرت معینہ پر حال سابق کھیت کاٹنے تک اگرچہ اجارہ فسخ ہو گیا ایک شخص کی موت سے اس واسطے کہ
باقی رکھنا بحال انھی بہتر ہے جس تک کہ مدت اجارہ باقی رہے اور بعد نقصان سے مدت کے تو اجرت مثل لازم ہوگی و لیس بالمتاخر المستفید تیرک والی اور اگر اجارہ
مثل اور متاخر سے مستفید ہو تو تو فرض کیا جائے کھیت سے اس کے پچھلے کسی ایک شخص سے دوسرے سے زمین عاریت کی زرعیت کی واسطے پھر اگر
نہ چاہا کہ زمین اپنی زمین پھیر لیں اور حالانکہ نہ کھیت نہیں بکاؤستدیر کے ہاتھ میں زمین چھوڑی جاوے گی اجرت مثل لیکر کھیت کٹنے تک اور ظاہر ہے حکم
ہر عاریت کی زمین میں مکان بنانے اور زرعیت لگانے کا و انشاء علم کذا فی الطحاوی و اما العاصب فیہم بالقطع مطلقا لعلہ اور عاصب کو کھیت کا
و انہی کا حکم ہو گا طرح اگرچہ کھیت کیا ہو اس کے ظلم کے سبب سے یعنی ظلم واجب الہم نہ واجب الاثبات شتم المرد فقولہم تیرک الزرع اجاری بقضاء و بعد
سے لایعجب الا جبارا بعد ہا کذا فی اہنیہ فلیخلف کھر پور یافت کرنا چاہیے کہ فقہاء کے اس قول سے کھیت سے فرض نہ کیا جائے اجرت لیکر مارد یہ کہ قاضی کے حکم
سے یا موجد اور متاخر کے عقد بد کر کے سے اجرت واجب ہوگی تو اجرت واجب ہوگی بلکہ تعینا عقد متاخرین سے چنانچہ قنینین ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا
فی الجرح اجارۃ الدار لکوب و احوال الثوب للیس اور صحیح ہو کر ایہ جانور کا سواری اور بوجھا لانے کے واسطے اور کپڑے کا کر ایہ ہنسنے کی واسطے ہم اگر
لاؤنے کے واسطے کر ایہ کیا تو سوار ہونا درست ہے اور اگر سواری کے واسطے کر ایہ کیا تو سپر لاونا درست نہیں کذا فی خلاصہ در زمین کافی سے منقول ہو کر اگر
بیان نہ کیا کہ کون شخص جانور پر سوار ہو گا کیا چیز لاوی جاوے گی یا کون شخص کپڑے کا کرے گا تو جبارہ فاسد ہو لا تصح اجارۃ الدار لکوب ہا ای لاجل ان
بجملہ اجنبیہ بین یدید و لایر کہا اور صحیح نہیں کر ایہ جانور کا تا اسکو خالی سے چلے یعنی اس واسطے کر ایہ جائز نہیں کہ اسکو کوئل کر لے چلے اسنے سامنے
اور اس پر سوار نہ ہو لا تصح اجارۃ الدار لکوب لاجل ان یربطھا علی باب دارہ لیرا بالاناس فیقال نہ فوس اور جانور کا کر ایہ اس واسطے بھی صحیح نہیں کہ اسکو
باندھ رکھے اپنے ورد ازہ پر تا آدمی اسکو دیکھیں تو یوں کہیں کہ یہ گھوڑا مثلاً صاحب خانہ کا ہو لا جمل ان زمین بیتہ او خانوہ بالثوب لمات رہنا
ان نہ منفعت غیر مقصودہ من العین یا اس واسطے کر ایہ جائز نہیں کہ اپنے گھریا و کان کو راستہ کر کے کپڑے سے اجارہ نمائندہ ذکرہ اسن اہل سے
جسائز نہیں مجکوب ہم ول باب میں مذکور کر چکے کہ جانور کا کوئل سے چنایا اور واز سے پر باندھ رکھنا یا گھر اور دکان کو کپڑے سے آراستہ کرنا
غیر مقصود ہو کر کپڑے یا کپڑے سے ہم اور اس طرح اگر شرط بنیاد اور جائز بنیاد کر ایہ سے تا اپنے گھر میں انکا فرش کرے اور اپنے بیٹھے اور نہ سو سے
تو جائز نہیں کذا فی شرح اوہانہ و انما درست خلا اجارہ جبکہ اجارہ مذکورہ فاسد ٹھہرا تو اسکی کچھ اجرت نہیں کر ایہ لینے والے پر کذا الواس متاخر بتا مصل
غیر او علیہ الیشمہ او کتابا و شعر لیرا و اوہنا شرح و ہبانہ اور اسی طرح جائز نہیں اگر گھر کر ایہ لیا تاکہ اس میں نماز پڑھے یا خوشبو و اس پر کر ایہ سے سو گھنے
کے واسطے یا کتاب اگرچہ اشعار کی کتاب ہو پڑھنے کے واسطے کر ایہ سے یا قرآن کر ایہ لیا کذا فی شرح الوہبانہ ہم مصنف و ہبانہ سے کہا کہ کافر کا گھر کر ایہ لینا
نماز کے واسطے صحیح نہیں علامہ عبد الرشاح و ہبانہ سے کہا کہ کافر کی قید کچھ ضرور معین اس میں کافر اور مسلمان برابر تو اس واسطے کہ فساد اجارہ مدت
انتفاع کی بہالت سے ہو تو اگر مدت معین ہو جائے تو اجارہ صحیح ہے اس میں مسلم اور کافر دونوں برابر ہیں اور اگر علت فساد و منفعت غیر مقصودہ کو قرار دیکھے
تو بھی اس طرح کا حکم ہو کذا فی الطحاوی و ان لم یقید بالکرب لا یس ارکب والیس من شمارا و اگر متاخر سے جانور کو کپڑے سے کر ایہ لین کر ایہ
اور کس پینے والے کی قید نہ لگائی تو متاخر کو چاہیے سوار کر کے اور کب کو چاہیے پناہ سے ہم عدم تعین سے مارد اس طرح کہ ہم کہ متاخر کے سوار کر دنگایا

پس اوکا جھکون چاہو نگا کدانی محمودی اور یہ سرفروہین ہر کوہ سطلقی کیو اسطے کہ یہ سہلے ہوا سٹے کہ وہ اجارہ فاسد ہو چنانچہ شرح مذکور کر گیا
و تعین اول را کب لا پس او متعین ہو جائیگا پہلا سوار ہونے والا اور پہلا پھٹنے والا ام یعنی جو شخص اول سوار ہوگا تو معلوم ہو جائیگا کہ یہی شخص
مسل سے ملو تھا تو اب وہ سرفروہین شخص کو اسپر سوار ہو جائیگا نہ کہ کدانی الدرعین لکافی دان لم بین بن یکہا فسدت بلحاظہ اور اگر مستاجر ہونے
بیان نہ کیا کہ کون اسپر سوار ہوگا تو اجارہ فاسد ہو جائیگا کہ سبب سے ہم شرح کو یون کہنا صحابہ تھا (ولو استاجر بالکوب مطلقا)
یعنی اگر جانور کو یہ یا سطلقی سوار کیو اسطے تو اجارہ فاسد ہو اور سطلقی رکوب کی یہ صورت ہے کہ مستاجر فقط رکوب ذکر کرے اور زیادہ نہ کہے
کدانی لفظ اوی و متعین صیغہ برکوب ہوا اور اجارہ فاسد مذکورہ پلٹ کر صحیح ہو جاوے گا اور چاروں سوار ہونے سے ہم خواہ مستاجر آپ ہو یا غیر کو سوار
کرے ازراہ آتھان اجرت عینہ و جب ہوگی و جب آتھان یہ ہر کوہ فساد کا سبب ہو جائیگا رکب بھی سوا ایک شخص کے سوار ہونے سے زائل ہوگی
تو فدا بھی زائل ہو گیا ہو اسطے کہ ہم آتھان کی تعین کو آتھان کی تعین کے مانند قرار دیتے ہیں اور سوار پر تادان لازم نہ ہو گا جانور کے ہلاک ہونے سے
ہوا سٹے کہ وہ متعدی نہیں بحت عدم مخالفت کدانی از لیلی وان غیر رکب او لا پس فواکف فتمن او اعطیت ولا اجرت لیلہ وان کلم اور
اگر مستاجر یا غیر سوار یا پھٹنے والی کی کیا گائی ہو مستاجر نے اس کے مخالفت کیا تو اسپر سوار لازم ہو گا جیکہ جانور ہلاک ہو جائے اور اسپر اجرت نہیں
اگر چاہے تسلیم کی ہو ہم مخالفت سے تادان ہوا سٹے لازم ہوگا اوی سوار کی قسمت میں متفاوت ہوتے ہیں ہوا سٹے کہ اکثر و قلیہ اور پھٹنے میں
کہ انکا سوار ہونا جانور کو بہت ضرر کرنا سبب ناواقف کاری کے اور بہت ہونے آئے ہیں جنکی سوار کی سے جانور کو ضرر نہیں ہوتا کیونکہ سوار کی سے
واقف ہوتے ہیں بخلاف جانور تو خود فیہ حد و شلایت بحت اجارہ اولم لاہ الم تہین لہ لم مخالفت وانہ مالا یوسن الدار کدانی الغایہ بخلاف اس
وکان کے جس میں مستاجر نے مثلاً اہار کو بٹھلایا ہوا سٹے کہ ہمین اجرت واجب ہوگی جیکہ وجہ کی طرف سے تسلیم و کان واقع ہو ہو اسطے کہ جب آتھان و کان
تسلیم کی تو ظاہر ہو گیا کہ مستاجر نے وجہ کی مخالفت نہیں کی اور معلوم ہو گیا کہ حدادی گھر کو کوزور نہیں کرتی کدانی الغایہ ہم طحاوی نے کہا میں گشتگو
ہوا سٹے کہ سابق مذکور ہو چکا کہ حدادی عارت کو ضحیف کر دالتی ہوا لایس لایس لایس اسطے کہ اجرت تادان کے ساتھ ہم نہیں ہوتی ہم یہ دلیل ہے
مختلف کے اس قول کی و لا اجرت کدانی لیلی و مثلاً فی حکم کل المخلت استعمل کا لفظ طحاوی اور جانور کی سوار کی کے مانند حکم میں جو چیز مختلف
اور متفاوت ہوتی ہو سبب اختلاف تھا حال کر ہوا سٹے کے چنانچہ غیہ غیہ بن کے نزدیک خیمہ و حکم جانور کی سوار کی کے مانند حکم میں جو چیز مختلف
اور مکان نصب کے متجزئہ کرنے میں اور اسکی معین کاٹنے میں متفاوت ہوتے ہیں بعضے باسلیقہ ایسے کہ خیمہ کو مقلو طارکتے ہیں اور بعضے
بے سلیقہ ایسے کہ ضائع کر دالتے ہیں اور عمد کے نزدیک خیمہ گھر کے مانند حکم میں ہوا سٹے کہ خیمہ کی معین مستاجر کے ذمہ پر ہیں اور بیان ہو چکا
و فیما لا یختلف فیہ بطل تقیدہ بہ کما لو شرط سکنی واحد لہ ان لیسکن غیرہ لامران التقید غیر تقید اجرت خیرین تفاوت نہیں باوجود اختلاف
مستعمل کے تو اسکی تقید و تخصیص باطل ہو چنانچہ اگر گھر کے اجارہ میں ایک شخص کا رہنا شرط ہو تو مستاجر کو جائز ہے کہ اسکی غیر کو اس میں رکھے اسطے
کہ مذکور ہو چکا کہ بیان قید کا نامفید نہیں وان بھی نوعاً و قدر اگر رہنے محل مثلاً و اخف لا خسر کا ملحق اور اگر نام رکھا مجموعی کے نوع اور مقدار
کا چنانچہ کیوں بقدر ایک کر تو مستاجر کو اس کے مانند اور اس کے کالادنا جائز ہے نہ لاونا زیادہ تر ضرر دانی چیز کا چنانچہ نمک کا ہم کہ نصیم کا وہ پامانی
جس میں بارہ صاع علیہا و اسے اور اس ملک کے وزن کے موافق تخمیناً آٹھائیس سیر ہوتا ہوا نمکی مثال جیسے معین کیوں کے برابر و کیوں اس کے
وزن کے برابر لاونا و خف تر کی مثال جیسے کیوں کے عوض جو لاونا و نمک یا لاونا کیوں کے عوض جائز نہیں والا اصل ان میں سختی منتفہ
معتد بہ بالحد فاسد تو فاما و شلما و دو دونا جانور کو اکثر لم یخیر و قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو شخص نفع متعین کا متحق ہو اجارہ کے عقد سے پھر کسی منتفہ کو یا اسکی

اس میں مستاجر کی
کے ساتھ ہم نہیں ہوتی
اور بعضے باسلیقہ ایسے
کہ خیمہ کو مقلو طارکتے
ہیں اور بعضے
بے سلیقہ ایسے کہ
ضائع کر دالتے ہیں
اور عمد کے
دیکھ کر گھر کے
مانند حکم میں
ہوا سٹے کہ
خیمہ کی معین
مستاجر کے
ذمہ پر ہیں
اور بیان ہو چکا
و فیما لا یختلف
فیہ بطل تقیدہ
بہ کما لو شرط
سکنی واحد لہ
ان لیسکن غیرہ
لامران التقید
غیر تقید اجرت
خیرین تفاوت
نہیں باوجود
اختلاف
مستعمل کے
تو اسکی تقید
و تخصیص باطل
ہو چنانچہ اگر
گھر کے اجارہ
میں ایک شخص
کا رہنا شرط
ہو تو مستاجر
کو جائز ہے کہ
اسکی غیر کو
اس میں رکھے
اسطے

نہ ہر دور در شمار بدل جانم

پھر جانور کے مالک نے اور اگر اسکے مالک نے اول لادوی پھر مستاجر کے تو مستاجر نے قیمت کا تاوان دے اتنی مافی الخلاصہ تو خبر داری ہوگی
قول غیر معتبر سے دیکھا ہی مامرن اکلم لوان کانت الدابة المستجرة قلیق شہادہ یعنی مسئلہ اولیٰ میں جو حکم گذر گیا تاوان بقدر زیادہ نقل کے
اس وقت ہی جبکہ کرایہ کا حساب لورائے ہو جبکہ طاق رکھتا ہوا لوان کانت لا تطیق فصیح القیمۃ لازم علی المستاجر یعنی وجوب علیہ کل الاجر
مکمل و الشہان للزیادۃ غایۃ اور جبکہ جانور اسے بوجہ اٹھانے کی طاق نہ رکھتا ہو تو جانور کی پوری قیمت لازم ہوگی مستاجر پر کذا فی التعلیٰ اور
مستاجر پر تمام اجرت واجب ہوگی اجرت واجب ہوئی لادینکے سبب سے اور تاوان لازم ہو زیادہ لادینکی جہت سے کذا فی غایۃ التحقیق ہم شارح نے یہ جواب دیا
سوال بقدر کا سوال یہ کہ بیان اجرت اور ضمان کا کیونکر اجتماع ہوا حالانکہ اشتباہ سے مذکور ہو چکا کہ دونوں مجتمع نہیں ہوتے خلاصہ جواب یہ کہ
کہ لازم تاوان کی وجہ اور مستاجر اور وجوب اجرت کی وجہ اور مستاجر ہر دو ایک ہی وجہ سے ہو دافاد بالزیادۃ انہما من المسی فلو من غیر
ضمن الکل کما لو حمل المسی وحدہ ثم حمل علیہ الزادہ وحدہ ماجز او مصنف نے لفظ زیادت سے فائدہ ظاہر کر دیا کہ زیادت داخل معین کی نہیں ہے بلکہ
تو اگر زیادتی اسکے معاصر ہو تو کل قیمت کا تاوان مستاجر پر لازم ہو گا چنانچہ ہر دو میں تمام تاوان لازم ہو کہ اگر فقط حمل معین بلا غلط زیادت
لاد او پھر جانور پر فقط زیادت لاد سے کذا فی الجہر قال لم یجوز لاد او او اذ اطلعت لادہ و وجوب المسی فقط وان ظاہر الاستحسان منافع الغصب ان الضمن عندنا
صاحب بخر نے کہا اور مصنفین کے تعرض کیا اجرت کے بیان کا جبکہ جانور سلامت رہا بسبب ظاہر ہوئے جہت معینہ کے وجوب کے اگرچہ زیادت کو فقط
مستاجر نے لاد او ہو واسطے کہ زیادہ لادنا غضب ہو اور غضب کے منافع کا ہمارے نزدیک تاوان نہیں و منہ علم حکم الکافی فی طریق کذا و بطور وجوب
سے معلوم ہو گیا کہ معظمہ کی راہ میں کرایہ وار کا حکم یعنی جبکہ حمل معین پر کچھ بوجھ زیادہ لاد او جانور سلامت ہو تو زیادہ لادنے سے کسی چیز کا استحقاق
ثابت نہ ہو گا فقط اجرت مقررہ لازم ہوگی لیکن زیادہ لادنا حلال نہیں کذا فی الطحاوی و ضمن بضر ہوا و کما یجاء التعلیٰ الاذن بالسلامۃ اور مستاجر تاوان دے
و صورت ہلاکت جانور کے مارنے سے اور اسکی گام کھینچنے سے بسبب قید ہونے اذن کے سلاستی کے ساتھ یعنی ہر خرید مارا اور گام کھینچا کر مارنے کے وقت
مالک کے اذن سے ثابت ہو لیکن یہ اذن وہاں تک ہو جب تک کہ جانور تلف نہ ہو جائے حتیٰ کہ ہلک لیس بضر بضر الاب او الوسی لنادی بضمن لوقوعہ بضر و
تو ایک تو اگر بضر باب یا وحی کے ادب و شیعہ کی مارے مر جائے تو تاوان یعنی دیت لازم ہوگی بسبب واقع ہونے تادیب کے پھر کہنے اور کان مروڑنے سے وہ لاد
الا یضمان بالتعارف او صاحبین نے کہا کہ باپ اور وحی پر تاوان نہیں ضرب متعارف اور مرج سے اور اس طرح مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے مارنے اور لگانا
کھینچنے سے بشرط ضرب متعارف کذا فی الطحاوی فی القایۃ عن القیمۃ الاصح رجوع الامام لقولہا اور غایۃ التحقیق میں تیسرے سے مذکور کہ لام کار جو ع کرنا صاحبین کے
قول کی طرح صحیح تر قول جہلا ضمن سبعہا اتفاقا مستاجر پر تاوان نہیں جانور کے اٹھنے سے باتفاق امام صاحبین و ظاہر ہدایت ان الاستاجر بضر بضر
لا اذن العرفی اور ہدیہ کا ظاہر قول ہے و لالت کرنا جو کہ مستاجر کو جانور کا مارنا جائز ہے اذن عرفی کے سبب سے ہم شارح نے ہدیہ کا قول ہو واسطے ذکر کیا کہ
اجت بضر بضر متعارف ہو بشرط سلامت و ما ضرہ لادۃ نفسہ فقال فی القیمۃ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لا یضر ہا اصلا و یتاہم فیما نذ علی التادیب اور مالک
کا مارنا اپنے جانور کو پس قینہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے کہ اسکو ہلا مارے اور اس سے مواخذہ ہو گا اس ضرب میں جو تادیب سے زیادہ کرم یعنی
بہر شخص کو منع کرنا جائز ہو علی الخصوص جبکہ مالک جانور کے نہ پر مارے و ضمن بضر ع السمرج و وضع الایکاف سوار یو کف بملک ام لا اور تاوان دے
زین کے آثار لینے اور بالان کے باندھنے سے خواہ ویسا بالان اسپر باندھا جاتا ہو یا نہ باندھا جاتا ہو ہم طحاوی نے کہا شاید کہ شارح پر ایک مشتہ ہوا
اکاف کے ساتھ ہو واسطے کہ ایکاف مصدر ہے یعنی بالان نہادن اور اکاف بکسر ول یعنی بالان ہو و لہذا لفظ وضع کو شارح نے زیادہ کیا حالانکہ اسکی حاجت
نقصی ہو واسطے کہ ایکاف خود معنی وضع اکاف ہو بالاسمرج بجا لیسمرج ہذا اکاف بملک جمع قیمۃ اور اس طرح کے زین باندھنے سے کہ ویسا زین اس

کہ جسے زمین باندھا جاتا اسکی تمام قیمت کا تاوان لازم ہو گا مگر صاحبین کے نزدیک بالان زمین کے مانند ہو تو تاوان لازم نہیں مگر وصورت زیادہ
 وزن مخالفین میں عیون سے منقول ہے صاحبین کے قول پر فتویٰ ہو گا کہانی لفظ طحاوی و لولہ و لولہ او اسرہا مکان الا یکات لا یضمن الا اذ او زنا
 فیضمن بحسابہ ابن کمال اور اگر ایسا زمین باندھا جیسا زمین اسیر باندھا جاتا ہو یا بجائے بالان کے زمین باندھا تو تاوان لازم نہ ہو گا مگر جبکہ قول میں
 زمین بالان سے زیادہ ہو تو اسکی حساب کے موافق تاوان لازم ہو گا کہ ذکرہ ابن کمال ہم معنی اگر بالان ہو و وسیع کا اور زمین ہنوا سیر کا تو نہ ہفت
 قیمت کا تاوان لازم اور کیا لایضمن لو استاجر باغیہ کما ہم فاجبما بلجام لا یجوز ثمنہا بخرتا و ان دیگا و وصورت ہا کت اگر خانہ کر کہ یہ لیا بدون لکام کے
 پھر اسکی صف میں اسی لکام لگائی کہ و سی لکام اسکی لگائی نہیں جاتی و کذا کو ابد لکان الحار لایحکم بالکام وغیرہ غایتہ اور اسطرح تاوان لازم
 ہو گا اگر استاجر نے اسی لکام بہ لک لگائی جیسی لکام اسکی لگائی نہیں جاتی ہو اسلئے کہ نہ لکام وغیرہ سے بدل نہیں جاتا کہانی غایتہ تحقیق ہم
 لفظ طحاوی نے کہا تاوان کی یہ تعلیل مناسب تر تھی کہ لکام غیر مثال سے مستاجر متعددی ٹھہرا و سلاک طر قیا غیر ما غنیۃ المالک و قفہ او تا بعد او
 و عوا او حوا بحیث لایسکد الناس ابن کمال یا مستاجر وہ راہ چلا جو مفاخر تھی اس راہ کے جبکہ جانور کے مالک نے مقبرہ کر دی تھی اور دونوں راہیں
 متفاوت تھیں و درمی یا سخت ہونے یا خوں میں اسطرح کہ لوگ اس راہ میں نہ چلتے ہوں کہ ذکرہ ابن کمال او حکم فی الجہزۃ اقیام بالبرطانیہ سلاک اناس
 او لا یخط الجہزۃ لولہ یقید بالبر لا ضان یا حال مستاجر کا سیاب لا و لیکیا و ریامین جبکہ مستاجر نے قید لگائی تھی خشکی میں لیجائی کی تو مطلقا تاوان لازم اور لکھا خوا
 گو و ریائی راہ چلتے ہوں یا نہ چلتے ہوں بسبب مخلو ہونے و ریائے کے تو اگر خشکی کی قید نہ لگائی ہو تو تاوان لازم ہو گا یعنی ثابت ہو جانے سے وہ ان کے
 المنزل علیہ الاجر وصول مقصود اور اگر حال نے مستاجر کا سیاب منزل پر پہنچا دیا و ریائی راہ سے تو اسکی اجرت ثابت ہوگی بسبب حاصل ہونے مطالبہ کے
 یعنی تو کو یا اس سے مخالفت متحقق نہ ہوئی و ضمن نربع رطبہ و قد امر بالقیصر من الارض لان الرطبۃ من الرطبہ ہونے سے حالانکہ مالک نے
 گیون بونیکا امر کیا تھا تاوان لازم ہو گا بقدر ناقص ہو جانے زمین کے ہوا سئلے کہ رطبہ زمین کے حق میں زیادہ تر مضری کہیون سے یعنی ہوا سئلے
 رطبہ کی جڑیں کھرت ہوتی ہیں اور دور تک پھلتی ہیں و لا اچرا لہ فاصب الانبیاء شنی کیا سچی او وصورت مذکورہ میں اجرت نہیں ہوا سئلے کہ رطبہ
 ہونے و الا غاصب ٹھہرا اور غاصب پر تاوان ہو اجرت نہیں مگر چند مسائل متنبہ میں اجرت ہو چنانچہ آگے مذکور ہو گا قید نربع الارض لہ بالاقول ضرر لا
 لایضمن و بحسب الاجر منصف سنے تاوان میں مضرت کے ہونے کی قید لگائی ہو اسلئے کہ کثر ضرر والی کے ہونے سے تاوان لازم ہو گا اجرت واجب
 ہوگی ہم اقل مضرت کی صورت یہ ہو کہ رطبہ ہونے کے واسطے زمین اجارہ لی اور گیون بویا و ضمن بخیاطہ قبا و امر مقیمین قبیۃ ثوبہ اور قبا کے
 سینے سے اور حالانکہ درزی کو قمیص سینے کا مستاجر نے حکم کیا تھا اسکی کپڑے کی قیمت کا تاوان لازم ہو گا ہم قبا اسکو کہتے ہیں جسکا اکا کھلا ہوا و
 قمیص وہ ہو جسکا اکا او پچھیا و دنون سیا ہو و لہ اسی لصاحب ثوب اخذ القبا و دفع اجرت ثمنہ لایجادہ لیسے کما ہو حکم الاجارۃ فاسدہ اور اسکو
 یعنی کپڑے کے مالک کو جائز ہو قبا کا لینا اور قبا کی سلائی کی اسی اجرت دینی جو قمیص کی اجرت معینہ سے زیادہ ہو چنانچہ اجارہ فاسدہ کا حکم یہ ہے
 اجارہ فاسدہ میں وہ اجرت مثل لازم ہوتی ہو جو کسی سے زیادہ نہ ہو و کذا و اخطا طر سلا و قبا بالقبای فان حکم کہ لک فی الاصح فقیدہ
 الہر بالقبای اتفاقی اور اسطرح جبکہ درزی نے پا جانہ سیا اور حالانکہ کپڑے والے نے قبا سینے کا امر کیا تھا تو اسطرح حکم صحیح قول میں یعنی مستاجر
 متر از جیستہ کپڑا کا تاوان لے چاہیے پا جانہ لے اور اسکی فرد درزی دے تو در بین قبا کی قید لگانا اتفاقی ہر دم در بین خیر کا حکم و وصورت میں اور قبا
 کے مذکور ہر مصنف نے بلفظ سلا و اشارہ کیا کہ ذکر قبا اتفاقی ہر ہر مخالفت کا یہی حکم ہو و ضمن بصیغہ مضمر و قد امر بالقبای ثوب ابھین و
 ان شملہ مالک اخذہ و عطاہ ما را و الصنع فیہ و لا اچرا لہ در زنگر نیفید کپڑے کی قیمت کا تاوان دے زرد رنگ سے اور حالانکہ مالک نے

سرخ رنگ کے کوہا تھا اور اگر مالک چاہے تو زر درگاہ کو لے اور زر گزیر کو اتنا دے جتنی قیمت چاہے کپڑے کی زر دی سے زیادہ ہو گئی اور زر گزیر
کیو اسے جرت نہیں یعنی سرخی کی دو صفتیں دیوان کم لکھن البصیح فاحشہ الامین البصیح وان کان فاحشہ عندہ اہل فہ من فہ کوہا صلاصہ
اور اگر زر گزیر نے ناقص لکھ رنگا تو اگر رنگ نہایت ناقص ہو تو زر گزیر تاوان نہیں اور اگر نہایت ناقص ہو زر گزیر کے پیشے والوں کے نزدیک تو
سنبھ کپڑے کی قیمت کا تاوان کو کذا فی المکلاصہ فروع مسائل لکھہ شارح کے قال لکھیا قطع طولہ و عرضہ کہ کذا فاحشہ ناقصا ان قدر البصیح و نحوہ عفوہ وان
اکثر منہ درزی سے کہہا کہ کیا تمہیں قطع کر چکا طولی اور عرضی اور آستین ہتھکڑی سے سوا اگر نقد از حدین سے سوا اگر نقد از حدین یا اس کے مانند کم ہو تو
تھا جو زر گزیر زیادہ ہو تو اسکا تاوان کو قال ان کذا فی البصیح فاحشہ بدرہم و خطہ قطعہ ثم قال لایکفیک من مالک نے درزی سے کہہا کہ اگر کپڑا میرے قبضے
کیو اسے نہایت کرتا ہو تو اسکو قطع کر ایک درم کی ضروری پر اور اسکو سی درزی نے قطع کیا پھر لولا کہ یہ کپڑا میرے قبضے کیو اسے کافی نہیں تو اسپر تاوان
لازم ہو گا یعنی ہو اسے کہ اسے دھوکا دیا و لوقال البصیح فیصا تھا لثم فقال قطعہ قطعہ ثم قال لایکفیک البصیح اور اگر مالک نے کہہا درزی سے کہ کپڑا
کیا میرے قبضے کو کافی ہو اور درزی نے کہہا کہ ہاں پھر مالک نے کہہا اسکو قطع کر اور اسے قطع کیا پھر درزی لولا کہ کھچا کو نہایت نہیں کرتا تو اسپر تاوان لازم
نہیں ہو اسے کہ مالک کے حکم سے قطع کیا اور کلام سابق اخبار جو حکم کذا فی الخطاوی نزل اہل فی معاوہہ و لم یحل حتی فسد المال بسرقہ او سطر من لول
اسرقہ و لم یحل غالباً خلاصہ ساربان از امیدان میں اور وہاں سے کوچ نہ کیا بیان تاک کہ مال فاسد ہو گیا چوری یا بارش سے تو اگر چوری اور بارش
وہاں اکثر ہو کرتی ہو تو تاوان اسپر لازم ہو گا یعنی ہو اسے کہ غالباً توقع ہنر نہ تحقیق الوقوع کے ہو تو وہ متعدی ہتھکڑی یا ان کے چھوڑنے سے اور اگر
غالباً توقع ہو تو تاوان نہیں کذا فی الخطاوی و فی الاشباہ و تنہان بریل فی السوق البصیح متاعہ فطلب منہ اجرا فالعبرۃ لعاوہم اور اشباہ میں ہر دو کاری
چاہی ایک مرد سے بازار میں تاکہ اسکا مال پیسے سے سوائے مزدوری مانگی تو انکی عادت کا اعتبار ہو یعنی بلا تقرر اجرت اسنے مال بچہ یا پھر مزدوری مانگی تو
اہل بازار کی عادت کا اعتبار ہو کہ اگر اجرت لیکر بیچ دیتے ہوں تو اجرت مثل واجب ہوگی اور اگر بلا اجرت کام کر دیتے ہوں تو اجرت لازم نہیں و کذا لول
اوصل رجلا فی جانوہ لکھیل لہ اور اسطرح کا حکم ہو اگر اپنی دکان میں کسی مرد کو داخل کیا اسنے کام کر دے کیو اسے یعنی عادت کا اعتبار ہو گا وجوب اور عدم وجوب
اجرت میں و فی الدرر مرقع علامہ او ابہ خاکک مدۃ کذا لکھیل النسیج و شرط علیہ کل شہر کذا اجاز و لولم یشرط بعد تعلیم طلب کل من اعلم و لولی اجرا من لا یخیر
عرف البلدہ فی ذلک اہل اور در میں ہر کہ مولیٰ نے اپنا غلام یا بیٹا جو لاپسے کو سپرد کیا مدت معینہ تک تاکہ وہ اسکو کپڑا بننا سکھا دے اور مولیٰ شے تہا و پر
ہر مینے میں کچھ اجرت بشرط کی تو یہ جائز ہو اور اگر اجرت شرط نہ کی تو تعلیم کے بعد ہر واحد علم اور مولیٰ سے اجرت طلب کرے دوسرے سے گوراج شہر کا اسکا کام
میں شہر ہو گا یعنی اگر عرف شہر اسکا شہر ہو تو اسکا کام کی تعلیم کی اجرت مثل شہر اسکا شہر ہو تو اسکا شہر ہو گا یعنی اگر عرف شہر اسکا شہر ہو تو اسکا شہر ہو گا
لازم ہوگی کذا فی الدرر من قاضی خان فیما تہا جوا تہ الی موضع فجا و زیہا الی آخر ثم عا و الی الاول فمصلحت من مطلقا فی الاصح کافی العاریہ و ہو تو لولما و الیہ بیع الامام
کما فی مجمع الفتاویٰ اور در میں ہر کہ جانور کر لیا ایک مکان تک اور وہاں سے بڑھا کر اور مکان تک لیکھا بعد اسکے اول مکان کی طرف بھرا یا اور جانور ہلاک
ہو گیا تو ساجر مطلقا تاوان لازم ہو گا صح قول میں جیسے کہ عاریت میں تاوان لازم آتا مطلقا اور صاحبین کا قول ہر اور ہی قول کی طرف امام نے
رجوع کیا کہ انی مجمع الفتاویٰ ہم مطلقا یعنی خواہ آمد و رفت دونوں کیو اسے کہ یہ ہوا ہو خواہ فقط جانے کیو اسے بہ صورت تاوان لازم ہو رہی ہو کہ تھا
یہاں تک کہ تاوان لازم آوے مطلقا مکان ہو دے کے تہا و سے و فیہ خوف و انکار فی مرجع و اعداد لول الاول لاجلہ یعنی ان بجز علی الاحادۃ لو کون سکاری
یعنی جانور کے کر لیا و نیوہ و لیکھ خوف و لایا سوجہ بھرا یا اور مکان اول کی طرف بھرا یا تو اسکی ضروری نہیں اور لائق یہ ہر کہ اسپر زبردستی کیجا سے
دوبارہ لکھانے پر کذا فی مجمع الفتاویٰ و فیہ دفع ابرسیا الی البصیح فیصنفہ لکھ ثم قال لایکفیک و رد علی فلم یردہ ثم لکھ لاضمان و مجمع الفتاویٰ میں ہر کہ تقیم دیا زر گزیر

قال المحقق
فیما یصلح
الذی یجوز
ان یسأل الذی یبذل
الاشیاء

بہ

نا اسکو رکنے مقدر برت پر پھر مالک بولا کہ اسکو دست رنگ اور چھک کو پھیرو سو آٹھ تھ پھیر دیا پھر کچر تلف ہو گیا تو رنگ پر پتا والی بن دینہ
 مسل چھیل دین بن اسکا جبر جلا لیا لہذا فی الضیقہ فلما خرج نزل المظروا تنسج لیسبہ بل لا الاجر قال لا اور مجمع الفتاوی میں ہے کہ ظہیر الدین سے اس شخص کے
 حکم کا سوال ہوا جسے ایک مرد کو ضرور کیا تاکہ اسکا کام کرے زمین میں سو جبکہ ضرور کام کیواسطے نکلا اسنے برسنے لگا اور وہ کام سے باز نہ آیا اسکی سبب
 کیا اسکی اجرت لازم ہوگی ظہیر الدین نے جواب دیا کہ نہیں یعنی اسواسطے کہ مقود علیہ اتع نہوا بلا منع مستاجر شاجر اور چھیلکا کنا حضرت ٹٹھا دو نہال لشکر
 الرجوع جمعہ قال لا لانه رسی بک جاور کر ایہ لیا تا اسپر اتنا بوجہ لادے سو جانور پیا رہ گیا تو محل معین سے کہہ لادو تو کیا مستاجر کو کسی کے حصہ موافق
 کر ایہ پھیر لیا جائے ظہیر الدین نے جواب دیا کہ جائز نہیں اسواسطے کہ مستاجر اسقدر کے لادنے پر اتنی ہو گیا شاجر بر جی اسنے بھران عن الحسن تو میں البنا
 وکم القاضی منبغہ بل لانه حصہ برہ اشع قال لا لانه فی ذلک المظن مستاجر ہے چکی کر دینے سو اسکو پڑوسیوں نے پیسے سے منع کیا بسبب کمزور ہونے
 سکات کے اور قاضی نے بھی منع کا حکم کیا تو مدت منع کا حصہ کیا ساقط ہو گا ظہیر الدین نے جواب دیا کہ ساقط نہ ہو گا جب تک ظاہر میں پیسے سے منع نہ کیا
 جائے گا ہم ملو یہی وہ شد الم کہ لوگ اسکو چکی نہ پیسے دین یا چکی کے گمانے واسے جانور کو کھول دین کہ انی الم لاوی اتنا جرایا سبب بفرق برہ بل
 یجب کل الاجر قال انما یجب بقدر ما کان منفعاً ایک برس کو تمام کر ایہ لیا سو ایک برت تک بانی میں دو بار ما تو کیا تمام اجرت واجب ہوگی ظہیر الدین نے
 جواب دیا کہ بقدر حصول منفعت اجرت واجب ہوگی ذی الوہبانیۃ سے وسیطہ فی وقت العمارۃ مثل ماہ لوانہم بعض المذکر لہم مخرجہ اور وہاں میں
 ہوا و ساقط ہوتا ہوا اجراءات کے وقت میں مانند اس تو طو کے کہ گھر کا بعض مکان ہندم ہو جائے تو انہم تم تحین کیا جائے صم یعنی مقدار انہم
 تحین کر کے بقدر اسکے اجرت ساقط کیا ہے اور یہ ظاہر روایت کے خلاف ہے ظاہر روایت یہ ہے کہ گھر کے بعض مکان کے گھرانے سے کہ ایہ ساقط نہیں ہوتا
 کہ انی الم لاوی عن شرح الوہبانیۃ لحد البر وفالع فی قدر العمارۃ آخر ایدیم فیما قولہ لا المظروا معنا لغت کی مالک امر کرنا ہے سے مستاجر کی عمارت کی مقدار
 میں تو اس میں مالک کا قول مقدم ہو گا نہ مستاجر عمارت کے بنانوالے کام صورت مسئلہ یہ ہے کہ مالک خانہ نے مستاجر کو یہ کیا عمارت بنانے کا اور کر ایہ
 خبر کر لینے کا تو عمارت میں دونوں نے اتفاق کیا اور مقدار صرف میں اختلاف کیا تو صاحب خانہ کا قول مقبول ہو گا اور گواہ مستاجر کے مسموع ہونے
 کہ انی الم لاوی عن خزائنہ الاکل قلت و معادہ رجوع مستاجر بابت علی المخرج و الا یعنی الا فی تنور و بالوۃ فلا بد من شرط الرجوع علیہ بن کتا ہوں
 اور دغا و قول سابق پھیر لیا ہے مستاجر کا اس خبر کو جو بر ثابہ ہو مجر و امر کرنے کے یعنی مگر تنور اور بنات کے چھب کے بنانے میں رجوع مجر و امر کے نہیں ہے
 ضرور ہوا شرط رجوع سے جو بر ہم لفظاوی نے کہا شارح کا یہ قول مسئلہ نظم سے مرتب نہیں بلکہ قینہ کی عبارت سے مرتب ہے جو شرح وہبانیۃ میں مذکور ہے
 اصل کے کتب الامتہ بخاری نے کہا کہ جب مستاجر گھر میں عمارت بنا دے مالک کے امر سے تو جقدر اسکا صرف ہوا امر سے بھرے اگرچہ رجوع صرف کا شرط نہ ہو پھر
 قاضیان سے نقل کیا کہ تنور اور چھب میں رجوع مجر و اذن بلا شرط صحیح نہیں اتنی مانی قینہ تو معلوم ہوا کہ جو شارح نے ذکر کیا وہ قینہ کا صحیح ہے نہ فاد و لو خرب
 الا رسل طال الاجر و لا تنسخ بہ مالہ فیستہا المستاجر بضرۃ المجر و الا اعم اور اگر کر ایہ کا گھر و بیان ہو گیا تو کام کر ایہ ساقط ہو گا اور اجارہ ویرانی فتح نہیں ہو جاتا
 جب تک اسکو موجب کے سامنے فتح نہ کرے یہی قول اصح ہے اگر بعضا مکان گھر کا ہندم ہو گیا اور مالک خانہ غائب ہو یا بیماری کے حملہ سے قاضی کی
 مجلس میں حاضر نہیں ہوتا تو اجارہ فتح نہ ہو گا اور قاضی اسکی طرف سے وکیل قائم کرے کہ وہ فتح کر دے کہ انی الم لاوی عن القینہ واذ انیت لانیالہ
 اور جبکہ گھر بنا یا جائے بعد ہندام کے تو مستاجر کا اختیار نہیں یعنی اسواسطے کہ ہندام قبل الفسخ سے انسخ نہیں ہوتا ذی سکنی عرصۃ لا یجب الاجر قالہ
 ابن اوتہ قلت ذی قینہ نظر و لعلہ لیس الامرۃ اشل و حصۃ العرصۃ فلا مانع من لزومہا فمالہ و سببی فی فسخہا مالہ قینہ اور خانہ ہندم کے پیش
 دروازے کے میدان کی سکونت میں اجرت واجب نہیں یہ کہا ہے ابن شحہ نے میں کہتا ہوں کہ اسکی نفی میں اعتراض ہوا شاید کہ نفی سے اجرت

درختہ طبع ہمارے
 اردو ترجمہ
 کتاب الاجارہ
 باب ما یجوز من الاجارۃ

[illegible]

تو سال تمام ہو گا دوسرے سال کی عید کی عید تارخ اور اگر عید انیسویں سال کا ہو گا تو سال تمام ہو گا دیکھ کی گیا سوچیں تاریخ کذانی شرح الوقایہ شاہ
عبد باجر معلوم و بطحا معلوم کچھ کہا کہ بعض لاجر کا مکر کرکھا کسی کے غلام کو اجرت معین اور اسکی خوراک پر تو جائز نہیں بسبب مہول ہونے
بعض جرت کے چنانچہ مذکور ہو چکا ہم یعنی اگر مثلاً دروپیہ اور خوراک پر نوکر رکھا تو بعض لاجر یعنی خوراک مہول ہر مہینہ معلوم نہیں کہ خوراک کس قدر ہو
سیرا سیرا بھر در جہالت بعض جہالت کل کی موجب ہر مہینہ میں ہر کہ جس اجارہ میں خوراک یا جارہ جانور کا شرط ہو وہ اجارہ فاسد ہو گا وایہ کا اجارہ
کھانے اور کپڑے پر درست و راستی فداوی عالمگیری میں تلمیذ سے منقول ہے کہ فقہ ابو الہیث نے کہا کہ جانور کے اجارہ میں جارہ کے ساتھ ہر مہینہ میں کے
قول پر عمل کرتے ہیں یعنی عدم جواز پر اور ہمارے زمانہ میں تو غلام کھانا ہر مہینہ کے مال سے بنا بر و اج اور عادت کے کذانی الطحاوی و جاز اجارہ کا کام
لای علیہ الصلوۃ والسلام قول عام حفہ و لغارف الناس اور عام کے نہانے کا اجارہ جائز ہے اسواسے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام حفہ کے حمام میں شریف
لے گئے تھے اور بسبب رواج لوگوں کے ہم اتفاق سے کہا وجہ جواز یہ ہے کہ تمام شہروں میں لوگ حمام کی اجرت دیتے ہیں اگرچہ پھال کے پانی کی اور وہ ان کے
ٹھرنے کی مقدار مہول غیر معین ہر تو مسلمین کا اجماع اسکے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اگرچہ قیاس سے جواز ثابت نہیں ہوتا مہربا لہذا میں ہر کہ دخول
حمام حفہ کی حدیث موضوع ہر کذانی الطحاوی و قال علیہ الصلوۃ والسلام مارا المؤمن حسنات المؤمن حسنات المؤمن حسنات و احسن و قفہ علی ابن مسعود کا
ذکر ابن جبر و آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس چیز کو سب مسلمان نیک جانین تو وہ چیز خدا کے نزدیک نیک ہر میں کہتا ہوں اور اللہ پرست
کے نزدیک شہور یہ ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر و توف ہر یعنی یہ قول صحابی کا ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چنانچہ ابن جبر نے اسکو بیان
کیا ہر ہم قصاص حسنہ میں ہر کہ سند احمد بن عن ابی وائل عن ابن مسعود مروی ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دل دیکھے سو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسطے اصحاب پسند کیے اور انکو اپنے دین کا مددگار ٹھہرایا اور اپنے نبی کا وزیر بنا یا سو حکو مسلمین نیک جانین وہ خدا اللہ نیک ہر اور حکو
مسلمین بد جانین وہ خدا اللہ بد ہر اور یہ حدیث موقوف حسن ہر اور اسطے بزار اور طیالسی اور طبرانی نے ابن مسعود کے ترجمہ میں مذکور کیا ہر کذانی الطحاوی یہ حدیث
حجت اجماع کی دلیل ہر و جاز بنا وہ لاجر حال اسسار ہر الصحیح للما تہ بل جاہلین اکثر لکھنے اسباب اعتساہن اور حمام کا بنا نامردوں اور عورتوں کے نہانے
کے واسطے جائز ہے یہی قول صحیح ہر بسبب حاجت اعتساہن کے بلکہ عورتوں کی حاجت حمام کی حرمت زیادہ تر ہر اسواسطے کہ عورتوں کے نہانے کے سبب بہت
ہر کہ اہل عثمان محمول علی ہر فافہ کشف عورتہ زلیعی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکروہ کہنا حمام کو محمول ہر اس حمام حرمین کشف عورت اور بے پردگی ہر
کذانی الزلیعی فی احکامات الاشباہ و کیرہ لہا دخول الحمام فی قول قیل الامریضۃ و فسا و احتضان لاکرہتہ مطلقا قلت فی زماننا لا شک فی لکراہتہ تحقیق
العورتہ و قد مر فی الفقہ اور اشباہ کے احکامات میں ہر و ذکر وہ ہر عورت کیواسطے حمام میں جانا ایک قول میں اور قول ضعیف یہ ہے کہ عورت بیمار اور نفاس
والی کو جائز ہر اور قول معتد یہ ہے کہ مطلقا کرہت نہیں میں کہتا ہوں اور ہمارے زمانے میں مکروہ ہونے میں کچھ شک نہیں ہے پردگی کے ثبوت سے ورتہ
اسکا ذکر کتاب الفقہ میں مذکور ہو چکا ہر و الحجام لای علیہ الصلوۃ والسلام و حکم و عطا جرہ و حدیث ابنی عن کتبہ منسوخ اور حمام یعنی کچھ لگانا ہر کے کا اجارہ
جائز ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون نکالو یا پھینکون سے اور اسکی مزدوری دی اور کسب حمام کی حدیث فی نسخ ہر و الطحاوی نے ہر
باجر معین تعامل الناس بخلافہ یہی کلمات لہم لغارف اور دایہ کا اجارہ ہر معین ہر جائز ہے بسبب رواج لوگوں کے بخلاف باقی حیوانات کے کہ فی شریک
کیواسطے گائے بکری کو اجارہ لینا یا اجارہ دینا جائز نہیں عدم رواج کے سبب شارح نے کہا مگر کبھی ظار مجھ و سکون ہر وہ دودھ پلانے والی عورت ہر و لای علیہ
و کو سو تھا و لایا لوسط و نہ عدا لایا لہر ان العادۃ بالتوفیق علی اللہ شفقۃ علی الاولاد و اسطے دایہ کو نوکر رکھنا اسکے کھانے اور کپڑے پر جائز ہر اور اسکے واسطے
مستوسط خوراک اور پوشاک یعنی نہ عمدہ نہ ناقص نہ لازم ہوگی اور یہ جواز امام کے نزدیک ہر اسواسطے کہ دایہ پر خوراک اور پوشاک کی کشائش کی عادت جاری ہر

باجر معین

باجر معین

قال الطحاوی

باجر معین

باجر معین

باجر معین

باجر معین

باجر معین

باجر معین

اور کوئی زمین سے اولیٰ زمین چلتا باعث نزاع منسہ عقد ہو اور اگر فی الیوم کسی کا تو وہ طرف ہو گا اور طرف طرف کا تفرق نہیں تاکہ تو کو یا یوں کہہ کہ اگر بعض زمین میں تفرق ہو تو یہ قول تحصیل کا منسہ عقد ہو نان پیری ہی مستعد و علیہ پیری بخلاف لفظ الیوم کذا فی بنیہ مختصراً و اخصاً بشرطاً ششما می پیر شتا مرتین و یکری انهارا العظام اولیٰ مرتین بقا انشده الافعال لرب الارض فلو لم یبق لم یفسد یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر اس کو دوبارہ زمین کی بڑی زمین کو کھودے اور صاف کرے یا زمین میں مستاجر پائس لے تو اجارہ فاسد ہے سبب باقی رہنے ان کا سونکے شمس کے مالک زمین کی وسط تو اگر اشکال پیش آتی نہ رہے تو اجارہ فاسد ہو گا دو بار جو تنے سے مراد یہ ہے کہ ایک بار مستاجر اپنی زراعت کی واسطے جو تنے اور دوسری بار مدت اجارہ کے بعد پھر جو تنے اور دوسری بار مدت اجارہ کے بعد پھر جو تنے کی شرط زراعت مستاجر کے سینچنے کی واسطے منسہ عقد اجارہ نہیں اور اس کا فائدہ کلیہ یہ ہے کہ جو شرط اجارہ کی مناسب ہو وہ نہ زمین و اجارہ ارضی کا فقط مستاجر کی منفعت کی واسطے ہوتا ہے تو اس فعل سے فقط مستاجر قطع ہو جائے جو تنے اور پونا اور پنا تو وہ مناسب عقد زراعت میں فعل سے فقط مستاجر کو فائدہ ہونے مستاجر کو وہ شرط مخالف عقد ہے اور وہی منسہ عقد اجارہ ہے جو تنے نہ غرض کہ کھودنا اور پنا مدت اجارہ یا اس ڈالنا اور زمین کو جو کہ دیکھنا فی الیوم و فی الیوم ایضاً او بشرط ان یرعھا بزراعتہ ارضی لمانی ان نہیں یا افزا و یحرم التمسار یا اس شرط سے اجارہ دیکھا کہ مستاجر زمین میں زراعت کرے دوسری زمین کی زراعت کی اجرت پر یعنی اجرت زراعت یہ مقرر ہو کہ مستاجر کی زمین میں زراعت کرے تو اجارہ فاسد ہے سو اس واسطے کہ آگے نہ کہو کہ اگر فقط اتحاد جس میں اپنی بلا تحقیق مقدار تاخیر کو حرام کر دیتا ہے ہم مراد یہ ہے کہ ایک نوع کا اجارہ دوسرے شخص سے چنانچہ اجارہ کئے گئے سے اور رکوب کا رکوب سے فاسد ہے اور شراخ کی تعلیل میں غرض یہ ہے کہ حرمت تاخیر کی مقدار میں ہے اور یہاں مقدار میں گفتگو نہیں تو پھر تعلیل یہ ہے کہ اجارہ خلاف قیاس جائز ہو رہا ہے اجرت کی واسطے اور متحدہ شخص کی منفعت کے اجارہ میں کچھ حاجت نہیں تو اپنی اصل پر ناجائز باقی رہا بخلاف مختلف کسب و دیکھا جس میں اگر کسی شخص کی منفعت ہو گا تو ظاہر الروایہ میں اجرت مثل وجب ہوگی کذا فی الزلیتی تصویف و قولہ فسدت جواباً بشرط و مقولہ و لو دفع الخ اور ما تن کا یہ قول یعنی فسدت کا لفظ جواب اس شرط کا یعنی دافع غلاً الخ کا یعنی شرط نہ کر اور اسکے جمیع موقوفات کا جواب ہو و محنت لہ مستاجر یا علی ان بکیر یا و یرعھا او یستقھا و یرعھا لانه شرط لیتفنیہ العقد او اجارہ صحیح ہو اگر زمین اس شرط پر اجارہ کی کہ مستاجر اس کو جو تنے اور پوسے یا اس کو سینچے اور پوکے اس واسطے کہ اس شرط کو عقد متفقہ ہو لو مستاجر مکمل طعام مشترک بینہما فلا اجر لہ لانه لا یعمل شئاً الا بالواقع بعضہ لنفسہ و لا یستحق الاجر و اگر ایک شریک نے دوسرے شریک سے اجارہ کیا اس غلہ کے لادنے کا جو دونوں میں مشترک ہے تو اسکے واسطے کچھ اجرت نہیں ہو اس واسطے کہ شریک جبر کوئی چیز عمل میں نہ لاویگا مگر بعض عمل خود جبر کی واسطے واقع ہو گا تو سو اس واسطے اجرت کا مستحق نہ ہو گا اور اگر شریک کی ناویا خری طعام مشترک کی واسطے اجارہ لے تو صحیح ہے اور اگر اسکے غلام یا جانور کو اجارہ لے تو صحیح نہیں کذا فی الاول و جتہ کہ اس میں مستاجر اس میں من لہ من فائدہ لاجلہ لفقہ بلکہ بطرح راہن اگر مرہون کو کرایہ سے مرہون سے تو مرہون کی واسطے اجرت نہیں بسبب فائدہ لینے راہن کے اپنی ملک سے ہم حقیقت اجارہ یہ ہے کہ تسلیم منافع ہو و مرہون تو منافع مرہون کا مالک نہیں جو تسلیم کا مالک ہو اور راہن ہر چند بسبب تعلیق حق مرہون کے مرہون میں تصرف نہیں کر سکتا پھر جب حق مرہون کا اجارہ دینے سے باطل ہو گیا تو وہ اپنی ملک سے شفع ہو ازال مانع کے سبب و فی جوہر الفتاویٰ مستاجر حاکم داخل المجرع بعض صدقہ انکام لاجلہ لانه یسترد بعض المعقود علیہ و ہو منفعتہ انکام فی المدة و لا یستقط شئ من الاجر لانه لیس معلوم اور جوہر الفتاویٰ میں ہے اگر حاکم اجارہ لیا سو مستاجر اپنے بعض احباب کے ساتھ حاکم میں داخل ہوا یعنی نہانے کی واسطے تو مستاجر پر اجرت ثابت نہوگی اس واسطے کہ بعض معقود علیہ یعنی حاکم کی منفعت مدت کے اندر خود اس لگا اور کوئی چیز اجرت سے ساقط نہوگی اس واسطے کہ بعض معقود علیہ معلوم نہیں مستاجر حاکم نہ کرانہ یرعھا او ای شئی یرعھا فسدت الا ان یعم بخلاف الدار و قو علی لکنی کما مر میں اجارہ لی اور یہ بیان کیا کہ زمین زراعت کر لیا یا کوئی چیز کی زراعت کر لیا تو اجارہ فاسد ہو گا مگر یہ کہ مستاجر تعمیر کرے اس طرح کہ جو چیز چاہے ہو گا تو وہ لگا تو فائدہ

[illegible]

عمل میں تمام ماوان سے عدم تجاوز و من البقا و مردہ کائن قوی القہر و قوی التسلط لیکن ہستی کے لئے عدم التسلط کے قول کی تقویت کی ہر چیز پر
و غیرہ کا قول نقل کر کے تو خبردار رہنا ہم شایع نے اس تفسیر سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہوا جو ہستی میں محیط و غیرہ سے منقول ہوا اس
اور لائق تر بشریت کو کذا فی الطحاوی و فی البیہ ذہ اذالم یکن بالشیع ادوکیا فی البیہ فان کان لا یضمین اذالم یجوز المقاد لان محل العمل غیر مسلم لہ
اور مینہ میں ہر کہ یہ ایسی کشتی کے غرق ہونے سے تاوان لازم ہونا اس وقت ہر جہاں کا مالک یا اسکا وکیل کشتی میں موجود نہ ہو اور اگر موجود ہو تو ملاح پر
نہماں ہو گا جہاں وہ جا رہا ہو اس سے تجاوز نہ ہو گیا ہو اس سے عمل کا محل ملاح کی طرف غیر مسلم یعنی غلط جہری و انہیں بلکہ صاحب شایع یا وکیل اسکا بھی مان کر
تو وہ غلط اس کی طرف منسوب ہو گا و فیہا محل رب المال شایع علی الذیہ و رکہا فاسا تھا المکاری فشر و فساد المال لا یضمین اجماع اور مینہ میں ہر کہ یہ مالک کے
مالک نے اپنا اسباب جانور پر رکھا اور اس پر وار ہوا چھڑا سکوا کر یہ کہنوالے نے اسکا اور وہ چھو کر کھا کر گر کر پڑا اور اسباب تباہ ہو گیا تو اسپر تاوان نہیں بالاتفاق یعنی
اسو اس سے عمل کی اس کی طرف مسلم نہیں غلط و قورنا عن الاشیاء غیر بالائی ان او دیتیہ باہر منہ و طیفہ مین کہتا ہوں کہ اسباب سے نسبت بذیل مقدمہ مذکور
کیا کہ وہ دیت بعض اجرت کے لازم نہماں ہو جاتی ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم طحاوی نے کہا اس مسئلہ کی مناسبت مقام میں مجھ کو معلوم نہیں مگر
ولا یضمین بہ نسی اوم مطالعہ من غرق فی البیہ و سقوط عن الذیہ وان کان لیسوقہ او قورہ لان الاوی لا یضمین بالقد یا عینا و الاشیاء لا
فیہ جو آدمی ناو مین ڈوب گئے انکا تاوان نہیں دیت لازم نہیں ہوتی ملاح پر ہر طرح خواہ آدمی وغیرہ ہو یا کبیر قبول حج کذا فی الزلیح یا آدمی گر کر جاوے تو
تاوان نہیں اگرچہ بکارتی کے جانور مانگنے یا کھینچنے سے گر گیا ہو اس سے کہ آدمی کا خون نہا عین سے لازم نہیں ہوتا بلکہ حیثیت سے لازم ہوتا ہے اور بیان ختم
نہیں اسو اس سے کہ اسکا ذون ہر مین یعنی چلائے اور جانور کے مانگنے مین وان کسرتون فی طریق ان شارب المالک ضمن الحمال قسیت فی مکان جملہ
ولا اجر و فی موضع کسرتا جرحہ بکارتی اور اگر شکار راہ مین ٹوٹ پھوٹ گیا اگر مالک چاہے حال سے تاوان ملے اس قیمت کا جو ٹوٹنے کی قیمت ہو محل کے
سکان مین در اسکو اجرت نہ دے یا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تاوان ملے اور راہ کے حساب کے موافق اسکی اجرت دے یعنی اگر نصف راہ چلایا ہو تو نصف اجرت
اور اگر ربع راہ چلا ہو تو ربع اجرت دے و ذالو کسرتا جرحہ و الا بان احمد فاس فاسکسرتا جرحہ و الا بان احمد فاس فاسکسرتا جرحہ و الا بان احمد فاس فاسکسرتا جرحہ
ٹوٹا اور اگر ایسا نہ ہو یعنی لوگوں نے اسپر حرم کیا ہو پھر وہ ٹوٹ گیا ہو تو حال پر تاوان نہیں بخلاف صاحب مین نے کہا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا
تاوان اجب ہوا اجرت اسکی لازم ہوا مالک کو اختیار نہ کو نہیں کذا فی الطحاوی و الاضمان علی حجام و تبرع ای سبطا و فساد لم یجوز الاضمین لہما
اور تاوان نہیں حجام پر مین پھینچنے لگا تو بے پروا و سوتری پر اور سوتری کی نصد کھولنے والے پر جو مکان متاوسے تھا و زمین مگر گیا مین جسے موضع نظر
سے پھینچنے لگائے اور شتر زنی مین تجاوز نہیں کیا اور آدمی یا جانور بقت ہو گیا تو حجام و تبرع پر تاوان نہیں فان جاوڑا لقا و ضمن الزیادۃ کلاھا اذالم
یہکاک النجی علیہ پھر اگر جرح غیرہ مکان متاوسے بڑھ گیا یعنی بے موقع اپنے شتر لگایا تو پوری زیادت کا اسپر تاوان لازم ہو گا جبکہ شخص زخمی ہلاک
نہو یا موم طحاوی نے کہا تاوان زیادت کا طریقہ بیان کیا اور شاید کہ سلوتری مین یہ مرد ہو کہ جانور کی قیمت مقرر کیا ہے نہ ہم ماؤن کے ساتھ پھر کی
قیمت لیجا زخم زائد کے ساتھ اور اس طرح غلام کی نصد و حجامت مین دونوں طرح قیمت ٹھہرائی جائے اور اگر زائد ہو تو وہ غلام ٹھہرا جائے بکیفیت مقدمہ
واللہ اعلم وان ہلاک ضمن نصف و فیہ نفس تنفہا ماؤن فیہ و غیر ماؤن فیہ نصف اور اگر زخمی ہو گیا تو جان کی نصف دیت کا تاوان اسپر لازم
ہو گا اسو اس سے کہ جان کی ہلاکی ہوئی و فعل سے ایک ماؤن و غیر ماؤن تو تاوان نصف نصف ہو گا یعنی مالک کا ذون یہ تھا کہ موضع متاوان مین مثلا
نشر لگایا چھڑب موضع متاوسے زیادہ ہو گیا تو یہ غیر ماؤن ہر پھر جب دونوں فعل سے ہلاکی ہوئی تو ماؤن کا حصہ ماقط ہو گیا و غیر ماؤن کا تاوان
لازم ہوا موم علیہ بقولہ فلو قطع النحان کشفہ و مری اھلوط عجب علیہ تیہ کاملہ لانہ لما بی کان علیہ نہماں کشفہ و مری عضو کامل لکسان

اسی وقت شیعہ مالک
جو مالک اور مالک
کا صاحب مالک ہے
اور جس کا مالک ہے
وہ مالک ہے

یہ سب دو غنائیہ اور خلاصہ میں ہر کہیں چلی کا پانی بند ہو گیا تو اس کے حساب کے موافق ہر ت ساقط ہوگی اور اگر پانی پھر جاری ہوگا تو اجارہ گھر
 اور لگاؤ میں غنائی قدر لا اقل طارح خالق قول لا ساقط ہوئی نفسہ حکم اعمال اور اگر دونوں نے اختلاف کیا پانی کی مقدار قطع میں تو مستاجر کا
 قول مقبول ہو اور اگر خود پانی میں اختلاف ہو تو ہر حال حکم کر گیا و القول قول رب الثوب بینہ فی اقصاء القیام و الحجرة و الحصة و کذا فی الاجارہ
 و عہدہ اور کپڑے کے مالک کا قول مقبول ہر قسم کے ساتھ قیص اور قبایین اور سرخی اور زردی میں اور سب طرح اجرت اور عدم اجرت میں ہم یعنی مالک تو
 کہتا ہو کہ میں نے تمہیں سلا یا تھا اور خیاط کہتا ہو کہ تمہارا لباس ہی کا تو ہے تو مالک ہی کا قول قسم کے ساتھ سموع ہوگا یا مالک کہتا ہو کہ سرخ رنگ کو میں نے
 کہتا تھا اور رنگہ زکما ہو کہ زرد کو کہتا تھا تو مالک ہی کا قول مقبول ہوگا اور سب طرح اجرت اور عدم اجرت میں مالک ہی کی بات سموع ہو قال ابو یوسف ان کان
 الصانع یحاطلہ فله الاجر والا لا اور ابو یوسف نے کہا کہ اگر کارگر یا در مالک ثوب سے اجرت کے ساتھ معاملہ ہو کر تا ہو تو اس کی مزدوری ثابت ہوگی اور تین تین
 یعنی اگر شفت اسکو سی دیتا ہو تو اجرت نہیں فیصل ای وقال محمد ان کان الصانع معروفا ہذہ الحصة بالاجر و قیام حالہ ہما ہی ہذہ الحصة
 کان القول قولہ بشادۃ النظار و الا فلا وہ یعنی زبانی اور یحضور نے کہا کہ اگر کارگر اس پیشہ کے ساتھ مشورہ ہو اجرت لینے میں اور
 اسکا قیام معاشن اسی پیشہ سے ہو تو کارگر کا قول مقبول ہوگا ہر حال کی شہادت کے سبب سے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسکا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ مالک کا
 قول سموع ہوگا اور اسی قول محمد پر فتویٰ ہو کہ زانی الزبانی و نہ العمل بالما قبلہ فیما لغان اختیار اور یہی حکم کہ کو اس وقت ہر جگہ اختلاف ہوا عمل کے بعد یعنی
 سینے اور رنگنے کے بعد مثلاً اگر قبل عمل اختلاف ہو ہو تو مالک اور پیشہ و دونوں میں کھائیں کذا فی اختیار فروغ مسائل ملحقہ شارح کے فعل الاجیر کی کل
 الصنائع یضاف لاساؤہ فاما الحصة فیمنہ الاستاذ اختیار سب پیشوں میں مزدور کا کام اس کے مستند کارگر کی طرف منسوب ہوگا جو جس چیز کو مزدور تلف
 کرے گا تو اس کا تاوان استاد و کاندرا دیکھا کذا فی الاختیار یعنی المسمیہ فیمنہ ہو گا وہ یعنی استاد اس وقت تاوان دے جب تک مزدور کی طرف سے
 زیارتی اور تصور نہ ہو ہوا و در صورت تصور مزدور ہی تاوان دے گا کذا فی العادیہ ہم مستند یعنی صاحب و کان خیاط یا رنگہ زبانی ہر مشترک ہو لہذا ایک
 تاوان ہوا و مزدور ہر چہ خاص ہو و کاندرا کاندرا سپر تاوان نہیں مگر در صورت تصور و فی الاشباہ ادعی نازل النحان و دحل احکام مسائل الادلہ و الاصل انما یجب
 المصیق و الاجارہ واجب قلت و کذا مال یتیم علی ہفتی بہ فقہانہ اور شباہ میں ہر کہ سہارے کے اثر نیواسے اور عام کے داخل ہونے واسے اور جو
 مکان کہ کرایہ کے واسطے بنا سکے رہنے واسے نے غصب کا دعویٰ کیا یعنی میں بلا اذن مالک بطور غصب کے رہا ہوں مجھے کرایہ واجب نہیں
 ہو اسطے عدم اجارہ تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور کرایہ واجب ہر میں کہتا ہوں اسطے مال یتیم کا حکم ہو یعنی دعویٰ غصب سے اسکی جلی اجرت
 ساقط نہیں بقول مفتی بہ تو آگاہ ہو و فیہما الاجرة لا انص کاخراج علی التمسذ فاذا استاجر بالمرزعة فاصطلم الزرع آفة وجب ما قبل الاصطلام و سقط ما بعده
 قلت و ہوا عقدہ فی الاولیٰ بختہ اور شباہ میں ہر کہ زمین کی اجرت خراج کے مانند ہر بنا بر قول مقدم کے ہر جب کہ زمین اجارہ لی زراعت کے واسطے
 بہ قدرت سادہ یا رضی نے کھیت برباد کر دیا تو قبل از تہیصال کی اجرت واجب ہوگی اور بعد تہیصال کی اجرت ساقط ہوگی میں کہتا ہوں اور قول
 محمد مستند کہتا ہو ابو الجہم میں ہم یہ قول ابو الجہم کے مخالف ہر اسواسطے کہ اس میں خراج اور اجرت میں فرق بیان کیا ہو یعنی آفت رسیدگی سے خراج
 واجب نہیں ہوتا ہر قول مستند ہر انتی اور یہ جو کہا کہ ما بعد تہیصال کی اجرت ساقط ہوتی ہو سو قول مفتی بہ کے مخالف ہر اسواسطے کہ محیط میں ہر کہ زبانی
 اسپر ہر کہ جب زراعت تلف ہو جانے کے بعد اتنی مدت باقی رہے جس میں عادیہ زراعت ممکن ہو تو مستاجر پر اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر دوبارہ زراعت
 کرنا ممکن ہو مانند دل کے یا اس سے کمتر تو اجرت واجب ہوگی اور یہی حکم ہر منع غاصب کا کذا فی الطحاوی لکن جزم فی انما یتہ بردایہ عدم سقوط شئی
 میث قال اصحاب الزرع آفة فملک او غرق ولم ینبت لزم الاجر لانه قد زرع و لو غرق قبل ان یرزع فلا اجر علیہ استیہ لیکن فتاویٰ قاضی خان میں

اُس کا کچھ مال نہیں ہوا جارہ والی چیز کے سوا سوا سطلے کہ اگر وہ چیز ادا سے دین کے واسطے نہ بیچی جائے اجارہ کے سبب سے موجب مجبوس ہوگا تو اُس کو ضرر ہو بیچنے کا مگر جبکہ پیشگی دی ہوئی اجرت اُس چیز کی قیمت کے برابر ہو تو اب دین کے عذر سے اجارہ فسخ نہ ہوگا کذا فی الاشباہ ہم یعنی اگر قیمت گھر کی سود ورم ہو اور مستاجر نے اس قدر اجرت موجب کو پیشگی دی ہو تو نقصان سے اجارہ تک صاحب دین انتظار کرے تو دین کے عذر سے اس وقت اجارہ فسخ ہوگا جبکہ قیمت زیادہ ہو اجرت سے و بعد از افلاس مستاجر و کان لفقیر اور اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اُس کرایہ دار کے مفلس ہو جانے سے جسے دکان اجارہ لی سوداگری کے واسطے یعنی اس واسطے کہ افلاس میں تجارت ممکن نہیں و بعد از افلاس خیاط لعل بکالہ لا بابتہ مستاجر عبد الجیڑی فقر کے غلام اور اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اُس خیاط کے افلاس سے جو اپنی سوئی اور قراض سے کام نہیں کرتا بلکہ اپنا مال خرچ کر کے اس طرح کام کرتا ہے کہ غلام کو سینے کے واسطے مزدوری لگاتا ہے سو غلام نے اُس خیاط کا کام چھوڑ دیا اُس کے افلاس کے سبب سے اور اگر خیاط فقط اپنی سوئی اور قراض سے کام کرتا ہو تو اُس کا افلاس فسخ اجارہ میں عذر نہیں ہے و بعد از بدار و کفری و ابہ من سفر اور اجارہ فسخ کیا جاتا ہے اُس عذر سے کہ جانور کے کرایہ لیتے واسطے کا دل ہٹ گیا سفر کرنے سے ہم اگر جانور کرایہ لیا بعد از تک پہر اُس کو سفر کرنا بہتر معلوم نہ ہو یا حج کے واسطے اور نہ کر کیا پھر اُس سال حج کا ارادہ ہو تو قوت رکھ لیا وہ شخص بیمار ہو گیا یا سفر سے عاجز ہو گیا تو یہ عذر ہر فسخ ابدا کذا فی قاضی خان دولتی لخصت طریقہ فسخ الاجارہ استویا بصوتہ و سہولۃ والا بقدرہ شرح و بیانہ و خاصہ اور اگر نصف راہ میں دل ہٹا سفر سے تو جانور کے مالک کو نصف کرایہ ملے گا اگر راہ کے دونوں نصف سختی اور آسانی میں برابر ہوں اور اگر برابر نہ ہوں تو بقدر اُسکی زیادتی یا کمی کے ملے گا کذا فی شرح سیبویہ و النہایت بخلاف ہذا اگر کرایہ فسخ اجارہ کے سبب سے عذر ہو جائے مکاری کے کہ وہ فسخ اجارہ کا عذر نہیں ہوا سوا سطلے کہ مکاری یعنی جانور کے مالک کو اپنے مزدور کا بھیجا جانور کے ساتھ ممکن ہے دینی اہل حق و لو مرض عذر نہی رواۃ اگرچہ دونوں روایت الاصل قلت وہاں دوسری روایت میں ہے اور اگر مکاری بیمار ہو تو وہ عذر ہے کچھ کی روایت میں نہ مبسوط کی روایت میں کہتا ہوں اور پہلی روایت یعنی کرسی کی روایت پر فتوے سے ہر قسم قائل و لو تھا جانور کا لعل النبیاطہ فقر کے لعل اخرفہر پھر صاحب ملحق نے کہا اور اگر دکان کرایہ کی خدمت کے عمل کے واسطے پھر سے دخت کو چھوڑا دوسرے عمل کے سبب سے تو یہ فسخ اجارہ کا عذر ہے ہم یہ قول تفضیل فتاویٰ کے کے مخالف ہے و فتاویٰ عالمگیری میں کبری سے منقول ہے کہ اگر مستاجر دوسرے عمل کے واسطے دکان میں مستقر ہو تو اُس کو نقصان اجارہ درست نہیں اور نہ نقصان جانور پر آتی ہے اور اسی کو شایع بعد اسکے ولو اجماع سے نقل کر چکا و کذا لو استاجر عمارا ثم اراد السفر استیثنت اور اسی طرح کا عذر ہے اگر زمین کو اجارہ لیا پھر سفر کا ارادہ کیا آتی مانی اہل حق دینی اہل حق مستاجر دکان لاسکتی عذر دون سفر موجب اور آسانی میں ہر سفر کرنا اس مستاجر کا جسے گھر اجارہ لیا رہنے کے واسطے عذر ہے نہ اُس کے موجب کا سفر یعنی صاحب خانہ کا سفر فسخ اجارہ کا عذر نہیں و لو تھا فانا القول المستاجر فلیست بانہ عزم علی السفر اور اگر مستاجر نے سفر اور عدم سفر میں اختلاف کیا تو مستاجر کا قول مقبول ہے تو وہ یوں قسم کھائے کہ اُس نے سفر کا ارادہ کیا و فی الواو لوجہ تھو کہ عن صنفہ الی غیرہ عذر دان لم یفلس حیث لم یکنہ ان یطاعا بانیہ اور ولو اجماع میں ہر پھر مستاجر کا اپنے پیشہ سے دوسرے پیشہ کی طرف عذر ہے فسخ اجارہ دکان کا اگرچہ وہ مفلس نہ ہو گیا ہو جبکہ اُس کو اُس پیشہ کا کرنا دکان میں ممکن نہ ہوئے اگر ممکن ہوگا تو عذر نہیں دینی الاستیباہ لا یزیم للمکاری الذی لم یسأل غلاما و انما یجب الاجر بخلافہا اور استیباہ میں ہر کہ مکاری کو جانور کے ساتھ جانا لازمی نہیں اور نہ بھیجنا غلام کا اور جرت تو تحلیہ جانور سے واجب ہوتی ہے و بخلاف ترک خیاطہ مستاجر عبد الجیڑی لعل شفق ترک فی الصرغ لا مکان ہر بخلاف اُس خیاط کے جسے غلام کو مزدوری لگا یا دخت کے واسطے پھر دخت ترک کی تاکہ غلام مصرا فی کرسے تو یہ عذر نہیں فسخ کا واسطے

لعل بابتہ
عذر نہیں
اس کے اجارہ

کہ جمع بین الطلوع و غروب کا کام ہو سکتے ہیں اس طرح پر کہ دکان کی ایک طرف خیاطی کرے اور دوسری طرف مسدنی بہم
 طحاوی نے کہا تو کہ وہ بخلاف ترک خیالہ الخ ترکیب ترکیب الخ یعنی ہر باوجود متابع اضافات کے تو اگر لون کتا (و بخلاف خیاطی استاجر
 عبد الحیاتیہ نے کہا اصل نے الصفت) تو واضح تر ہوتا و بخلاف بیع مآجرہ فانہ ایضا لیس بغير بدون حقوق دین کا ہر دو وقت بیع الی اقتضائہ
 و ہمارے جو اختیار لکھن لوقضی بجزانہ نقد تمامہ سے شرح الوہابیہ اور بخلاف بیع بیع لیس موجب کے اُس پیر کو جس کو اُس نے اجارہ دیا کہ
 وہ بھی عذر فسخ نہیں بدون لاحق ہونے دین کے چنانچہ گذر گیا اور بیع اُسکی موقوف رہی کہ مدت اجارہ کے منقضی ہونے تک اور
 یہی قول مختار ہے لیکن اگر قاضی جواز بیع کا حکم دیکھا تو نافذ ہوگا اور پورا اسکا بیان شرح وہابیہ میں ہر ذمہ معزیا الخانیہ کو باع الا جزا لستاجر
 فارادو استاجران شیخ بیعہ لایکملہ ہوا تصحیح و لو ہام الامان للمترین فسخہ اور شرح وہابیہ میں ہر خانہ سے کہ اگر موجد نے اجارہ کی چیز پر استاجر
 نے چاہا کہ اُسکی بیع کو فسخ کرے تو وہ اسپر قادیانین اور اگر ہن مرہون کو بیع تو مرہون کو اختیار ہو کہ اُسکی بیع فسخ کرے ہم لیکن عمامہ میں
 نثار دہی صغری سے ہو کہ بیع مرہون کی رہن اور مرہون کے حق میں نافذ ہو رہن اور مرہون اُسکو فسخ نہیں کر سکتے اجارہ والی چیز کی بیع کے
 اندکذا فی الطحاوی و فسخ بلا حاجۃ الے الفسخ بموت احد العاقدین عندنا لا یجوزہ مطلقاً عقدہ بالنفسہ بدون فسخ کرنے کے اجارہ فسخ ہو جاتا
 ہر احد العاقدین کی موت سے ہمارے نزدیک نہ اُسکو جنون مطلق ہو جانے سے موت سے وہ اجارہ فسخ ہو جاتا ہو جس کو اپنی خاص ات کو یہ سب
 عقد کیا ہو الا ضرورۃ کہوت فی طریق کہ ولا حاکم نے طریق فسخی الی کہ فی فسخ الامر الے القاضی لیفعل الا صلح فیوہر لہ لو ایضا و یجوز بالقیمۃ و یدفع لہ
 اجرة الا یا بوان برہن علی دفعہ و یقبل البیۃ ہما بلا نصیم لاند یرید الا فسخ من ثمن مافی یدہ اشتباہ احد العاقدین کی موت سے اجارہ فسخ ہو جاتا
 ہو لیکن ضرورت کے سبب سے فسخ نہیں ہوتا چنانچہ موجب کا مرجعنا مکہ منطہ کی راہ میں اور حالانکہ راہ میں کوئی حاکم نہیں تو اس ضرورت سے
 تا بلوغ کہ اجارہ باقی رکھا جائیگا پھر یہ مقدمہ وہاں کے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ قاضی جو بہتر ہو سو کرے اس طرح پر کہ جانور اجارہ
 دے مستاجر کو اگر وہ امانت دار ہو جانور کو قیمیت بیچ لے اور مستاجر کو پھرنے کی اجرت دے اگر مستاجر آئے جانے کی اجرت دے کو گو اگر وہ
 سے ثابت کر دے اور اس مقام میں بدون مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہونگے اس واسطے کہ مدعی اُس چیز کے ثمن سے لیا جاتا ہے ہر جو اس کے قبضے
 میں ہو کہ ان فی الاشتباہ و فی الخانیۃ استاجر دارا و حاکما و ارضاً شرفکین شہرین بل یزیدہما شہر ثانی ان معدلاً استغلال نعمہ و الا لا یفتی
 اور خانہ میں ہو کہ گھر یا حمام یا زمین ایک مہینہ کو اجارہ لی پھر مستاجر نے اس میں دو مہینے سکونت کی اسپر دوسرے مہینے کی اجرت لازم ہوگی یا نہیں
 اسکا جواب یہ ہو کہ اگر وہ چیز فقط کرایہ کے واسطے مہیا کی ہو تو ان دوسرے مہینے کی اجرت لازم ہوگی اور اگر کرایہ کے واسطے مہیا نہیں ہو تو اجرت
 لازم نہیں اسی قول کا فتویٰ ہر وقت نکلتا لوقت و مال یتیم و کذا لوقت تقاضا مالک و طالبہ بالاجر فسخن بلزیمہ الاجر بسکناہ بعدہ میں کتا ہوتا
 اس طرح مکان وقف اور مال یتیم میں دوسرے مہینے کی اجرت لازم ہوگی اور اس طرح اگر موجد نے مستاجر سے شہر ثانی میں تقاضا کیا اور اجرت
 شہر ثانی کی مانگی پھر مستاجر ساکن رہا تو اسپر اجرت لازم ہوگی اُسکی سکونت کرنے سے بعد اس تقاضے کے و لو سکنت المستاجر بعد موت الموجد بل
 بلزیمہ اجرت تک قبل نعم لخصیہ علی الاجارۃ و قبل ہو کا مسئلہ الاولیٰ اور اگر مستاجر ساکن رہا بعد موت موجد کے کیا اُسکو اُسکی اجرت لازم ہوگی
 یا نہیں بعضوں نے کہا ان اجرت لازم ہوگی بسبب چلنے مستاجر کے اجارہ سابقہ پر اور بعضوں نے کہا یہ مسئلہ پہلے یعنی سکونت شہرین
 کے مانتہ ہر ہم لینے اگر وہ مکان کرایہ کے واسطے بنا کر یا موجد کے وارث نے شہر ثانی میں تقاضا اجرت کا کیا تو اجرت لازم ہوگی اور نہیں تو
 لازم نہیں و یجوز ان لا یظہر الانفساخ ہذا الم یطالبہ الوارث بالتفریع او بالتزام اجرا خرد لومعدلاً استغلال لایہ فصل مجتہد فیہ بل یزیم لیس

معدلاً استغلال نعمہ و الا لا یفتی
 و یجوز ان لا یظہر الانفساخ ہذا الم یطالبہ الوارث بالتفریع او بالتزام اجرا خرد لومعدلاً استغلال لایہ فصل مجتہد فیہ بل یزیم لیس

اور اگر قبل ظاہر القیۃ الثانی و قدامہ فی شرح الوہبانیہ اور لائق بقواعد فقہیہ یہ ہے کہ بیان اجارہ فسخ ہو جائے یا نہیں ہو جب کہ وارث مومن کا مکان
خالی کر دینے کا مسئلہ ہے کہ کسی یا التزام اجرت کا نہ ہو اگرچہ وہ مکان کو یہ لینے کے واسطے بنا ہو سو اسطے کہ یہ مسئلہ مجتہدین پر اور کیا اجرت
معینہ لازم ہوگی یا اجرت مثل لازم ہوگی ظاہر فقہیہ اجرت مثل پر دلالت کرتا ہے اور اسکا پورا بیان شرح و ہبانیہ میں جو فی القیۃ ثانیۃ امام احمدیہ اور
بہللی بقیۃ العقیدہ بالسیۃ حق باریک و بعد المذہب جابر المثل اور معینہ میں ہے کہ احداً لا قدرین مرگیا اور کھیت ساگ ہو یعنی ہنوز کھیت نہ ختم ہو تو عقد اجارہ
باقی رہے گی تنگی تاکہ بعض اجرت معینہ کے اور بعد نقصان سے مدت کے اجرت مثل پر باقی رہے گی انی جامع المصنوعین اور فی الوارث و ہر کسیر
بقیۃ الاجارۃ رضی بہ استاجر جائز اتی ای جعل الرضی بالتبعا انشاء عقد ای بخلاف فاعلی فاعلہ اور جامع المصنوعین میں ہے اور اگر مومن کا وارث
بالنقارہ اجارہ پر رضی ہو اور استاجر بھی اس پر رضی ہو تو جائز ہے اتی مانی المصنوعین یعنی باقی رہے گی رضامندی ایجاد و عقد قرار دیا گیا یعنی
جو اجارہ کے واسطے رضامندی انشاء عقد ہوگی جو اسطے فاعلی کے اسکو فاعلی کر دینی حاشیۃ الاشباہ المستاجر والمترین و مشتری اتی بالیقین من
سائر الذمہ وار لو لم یصححوا ولو فاسد فاسدہ للفرایق یحفظوا اور اشباہ کے حاشیہ میں ہے کہ مستاجر اور مترین و مشتری زیادہ تر حقا رہیں یقین کے باقی دینے والی
سے اگر عقد اجارہ اور رہن اور بیع صحیح ہو اور اگر عقد فاسد ہو مستاجر اور مترین و مشتری برابر ہیں اور دین والوں کے اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم انہی اگر
مومن مرگیا اور اس پر دیون ہیں تو اور دین سے مستاجر زیادہ تر حقا رہے اور اس پر بیع مترین اتی ہے اور اگر خرید و بیع میں ہنوز قیض میں ہنوز اتی کہ باقی
مرگیا اور اس پر دیون ہیں تو مشتری اتی ہے یعنی مشتری اپنا حق لے گا پھر اگرچہ زیادہ باقی رہے گا تو اور اب دیون یاد دینے کے فان عقد ما
لغیرہ لا یفسخ کو کیل اسی بالا جارۃ پھر اگر عاقبت نے اپنے غیر کے واسطے اجارہ منع کیا تو عاقبت کی موت سے اجارہ فسخ نہ ہو گا چنانچہ اجارہ بیع کے
وکیل یعنی شکار زید نے خالد سے کہا کہ میری یہ جو بیلی کسی کو اجارہ دے اور اسے محمود کو اجارہ دی تو خالد کے مرنے سے جو بیلی کا اجارہ فسخ نہ ہو گا
اس واسطے کہ اجارہ عاقبت کے واسطے نہ تھا و اما الوکیل بالاستیجار اذ مات تبطل الاجارۃ لان الوکیل بالاستیجار تو کیل بشیر المانع فصار کالتوکیل بشیر
الاعیان فیصیر مستاجراً لنفسه ثم یصیر موجراً للوکیل ہونے کو لانا ان الوکیل بالاستیجار بمنزلۃ المالك کذا نقلہ المصنف عن الذخیرۃ قلت و شہد نے
شرح الجمع البزازیہ و اجماعیہ اور اجارہ لینے کا وکیل اگر مر جائے گا تو اجارہ باطل ہو گا اس واسطے کہ اجارہ لینے کی توکیل خریداری منافع کی توکیل ہے
تو یہ شراب اعیان کی توکیل کے مانند ہے تو وکیل مستاجر ٹھہرے گا اپنی ذات کے واسطے پھر موجر ٹھہرے گا اسکا اپنے موکل کے واسطے سو یہی مطلب ہے
ہمارے اس قول کا کہ اجارہ لینے کا وکیل بمنزلۃ مالک کے ہے ایسا نقل کیا ہے مصنف نے ذخیرہ سے میں کہتا ہوں اور اسی کے مانند شرح جمع
اور بزازیہ اور عادیہ میں ہے غم قال المصنف قلت ہذا مستقیم علی ما ذکرہ الکرخی من ان المالك یتبث للوکیل ثم یتقل علی الموکل و اما علی ما قال ابو طاهر
من ان یتبث للوکیل ابتداءً وہ جزم نے اکثر و ہوا لا صح کافی اجماعاً لا یتقیم والله اعلم اتی پھر مصنف نے اپنی شرح میں کہا میں کہتا ہوں یہ یعنی شاکر
کے وکیل کی موت سے اجارہ باطل ہونا مستقیم ہوتا ہے کرخی کے اس قول کے بموجب کہ مالک وکیل کے واسطے ثابت ہوتی ہے پھر موکل کی طرف
متقل ہوتی ہے اور وہ جو ابو طاهر نے یہ کہا کہ مالک موکل کے واسطے ابتداء سے ثابت ہوتا ہے اسی قول پر یقین کیا ہے کرخی اور یہی صحیح تر قول ہے
چنانچہ جبر الرائق میں ہے تو بطلان اجارہ مستقیم نہیں والله اعلم اتی قول المصنف قلت و تعقبہ شیخا بانہ غیر مستقیم علی ما ذکرہ الکرخی ایضا لا تقا تم علی
عدم متق قریب الوکیل لان ملک غیر مستقر و الموجب للفق والفساد و المالك المستقر شارح نے کہا میں کہتا ہوں اور مصنف کے قول پر ہمارے استاد
نے اعتراض کیا ہے اس طرح کہ بطلان اجارہ بموجب اس قول کے بھی ممکن کرخی نے ذکر کیا ہے غیر مستقیم ہو بسبب متفق ہونے تو ثابت ہوا
وکیل کی عدم آزادی پر ہو اسطے کہ وکیل کی ملک مستقر اور قائم نہیں اور فقہاء کا موجب ملک مستقر ہے نہ غیر مستقر فساد سے مراد فساد

نکاح ہو جب کہ وکیل اپنی زوجہ لونڈی کو اس کے مالک سے خرید کرے اپنے مولیٰ کے واسطے کذا فی الجملیٰ ثم قال والحاصل ان الاصح ان الاجارہ
 لا تنسخ بموت المتاجر ونقل بہ مستفیض انتہی واللہ اعلم پھر ہمارے استاد نے کہا اور حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اجارہ نہیں
 موقوف اجارہ لینے والے کی موت سے اور اس قول کی نقل فقہائین مشہور اور معروف ہر انتہی قولہ واللہ اعلم و وصحی داب وجہ
 وقاضی و متولی لو وقف بقار المستحق علیہ المستحق متہ لومات العقودہ بطالت در اور چنانچہ وصی یتیم اور باپ اور دادا اور قاضی اور وقف کے
 متولی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا اسباب باقی رہنے مستحق علیہ اور مستحق کے تو اگر وہ شخص مر گیا جس کے واسطے اجارہ منعقد ہوا تو اجارہ
 باطل ہو گا اس کی موت سے کذا فی الدرر ثم تحقی علیہ سے مراد وہ ہے جو مستحق سے مراد وہ ہے جس کے نفع کے واسطے اشخاص مذکورین نے اجارہ
 لیا چنانچہ مولیٰ اور یتیم اور صغیر اور موقوف علیہ کذا فی الطحاوی مع التوضیح الا اذا کان متولی وقف خاص بہ و جمیع غلۃ کہ کافی وقف الاستبہاء
 معویا للوہبانیۃ قال و اطلاق المتون بخلافہ قلت و باطلاق المتون لیس قاری الہدایہ نکاح ہوا لہذا سبب المعتمد کما قالہ المصنف فی حاشیہ علی الاستبہاء
 متولی وقف کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہوتا مگر جب کہ ایسا متولی ہو کہ وقف اسی کی ذات کے واسطے خاص ہو اور سبب علیہ وقف کا
 اسی کی ذات کے واسطے ہو تو اس متولی کی موت سے اجارہ نسخ ہو گا کذا فی وقف الاشباہ عن الہدایہ صاحب الاشباہ نے کہا اور متون فقہ کا
 اطلاق اس استثنائے مخالف میں کہتا ہوں اور اطلاق متون کا فتویٰ دیا ہے قاری ہدایہ نے تو وہی اطلاق مذکور ہے پھر کیا ایسا لکھتے
 نے کہا اسے حاشیہ میں جو اشباہ پر ہے و کذا قال فی الاشباہ بعد اربع اوراق لا تنسخ الاجارہ بموت موقوف الوقت الاستثنائین ما اذا جازا الوقت
 ثم اردت ثم مات بطلان الوقت برودہ دنیا اذا جاز رضہ ثم وقفنا علیہ جین ثم مات تنسخ اور اس واسطے اشباہ میں کہ اگر چار ورق کے بعد کہ اجارہ
 نسخ نہیں ہوتا موقوف کے مرجانے سے مگر دستوں میں ایک مسئلہ یہ ہے جبکہ زمین کو اجارہ دیا وقف کے کرنے والے نے پھر وہ مرتد
 ہو گیا پھر مر گیا سبب باطل ہونے وقف کے وقف کے ارتداد سے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے جبکہ مالک نے اپنی زمین اجارہ دی پھر وہ زمین
 وقف کر دی ایک شخص میں پھر وقف مر گیا تو اجارہ نسخ ہو گا یعنی اس واسطے کہ ابتداء عقد اپنی ذات کے واسطے تھی اور پہلی صورت میں وقف
 میراث ہو جائیگا و فی وقف فتاویٰ ابن نجیم سل اذا جاز لنا ثم مات فاجاب لا تنسخ الاجارہ فی الوقت بموت الموقوف و لست متاجر کذا رایت فی حدی
 نسخ لکنہ مخالف لما فی اجارہ فتاویٰ قاری الہدایہ فقہ ابن نجیم کی کتاب الوقت میں مذکور ہے کہ ابن نجیم سے یہ سوال ہوا کہ جب ناظر
 وقف نے اجارہ دیا پھر وہ مر گیا تو جواب دیا کہ اجارہ وقف میں موقوفہ دستا جبر کی موت سے نسخ نہیں ہوتا اسی طرح میں نے دیکھا ہے
 فتاویٰ مذکور کے کئی نسخوں میں لیکن وہ مخالف ہے فتاویٰ قاری ہدایہ کی کتاب الاجارہ کے تو آگاہ رہیوں مخالف نقطہ یہی ہے کہ اس میں لفظ
 مستاجر زیادہ ہے کذا فی الجملیٰ و فیہا ایضا لا تنسخ بموت المتولی ولولا الغلۃ لم یفرہ فقہانہ اور اسی فتاویٰ میں یہ بھی ہے کہ متولی کی موت سے
 اجارہ نسخ نہیں ہوتا اگرچہ وقف کا غلہ فقط متولی کے واسطے ہو خبردار رہنا ہم شارح نے خبر داری سے اشارہ کیا رد مذکور کی طرف
 یعنی وہاں کہ قول جو اشباہ میں مذکور ہے وہ اس قول سے بھی رد ہو گیا و فی الغیض الوقت لو اجر الوقت بنفسہ ثم مات ففی الاستحسان
 لا یبطل لانه اجر لغيرہ انتہی و مشکہ فی البرازیۃ اور فیض میں ہے کہ وقف کرنے والا اگر وقف کو اجارہ دے بذات خود پھر مر جائے تو استحسان میں
 اجارہ باطل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اس نے غیروں کے واسطے اجارہ دیا یعنی غلہ کے مصروف موقوف علیہ میں نہ واقف اور اسی طرح برازیہ
 میں ہونی ہر جاتیہ و حکم عند القاضی و المتولی کا موت فلا تنسخ اور سراجیہ میں ہے اور قاضی اور متولی کی مفرونی کا حکم موت کے برابر ہے
 تو ان کے عزل سے اجارہ نسخ نہ ہو گا و فیہا ایضا بموت احد مستاجرین او موقوفین فی حصۃ او حصۃ لہیت لو عقد بالفسخ فقط

رکھنے والے کو رکھنے کا حق ہو اور ان میں ہر حال میں جب کہ اس رکھی چیز سے کوئی اور چیز تلف ہو جائے وہ چیز تلف ہو اس حال میں
 کہ جسے موضوع اپنے مکان میں رکھ کر جہاں تلف ہوا اپنے مکان سے ہٹ جائے کے بعد بخلاف ما اذا لم یکن للواضع فیہ حق الوضع
 بہت اخص الا وضع اذا تلف بہ کسی دہونی مکانہ و کذا بعد ما زال لا یزال کو وضع جبرۃ فی الطريق ثم اخری ثم جبرۃ تا کہ من کل جبرۃ صاب
 ان زال نہیں کیجیج و علی الاخصین الا وضع ہذا ہوا الاصل فی ہذا المسائل کا مستحق فی الحانیتہ بزعلاف حکم سابق یہ صورت ہر جگہ رہنے والے کا تھا
 مکان میں رکھنے کا حق نہ ہوا اس واسطے کہ رکھنے والا نادان دیکھا جب کہ کوئی چیز اس رکھی چیز کے سبب سے تلف ہوگی اور حالانکہ جسے موضوع
 اپنے مکان میں ہر اور سیرطرح نادان لازم ہوگا جسے موضوع کے خود ٹھکانے کے بعد بدوٹ مارنے والے کے چنانچہ گھڑ رکھنا راہ میں پھر
 دوسرے شخص نے دوسرا گھڑ ادا ہین رکھا پھر دونوں گھڑے ڈھلکے اور ٹکڑے کر ڈھلکے گئے تو ہر شخص دوسرے شخص کے گھڑے کا نادان ہے
 اور اگر جسے موضوع ٹل گئی کسی چیز کے مارنے سے چنانچہ ہوا سے یا سیلاب سے تو رکھنے والے پر نادان نہیں ہی قاعدہ کلیہ ہر ان سئلون میں
 چنانچہ اسکی تحقیق غانیہ میں کی ہو ثم فرع علیہ بقولہ فلو وضع جبرۃ فی الطريق فاصرق بذلک شیء من متعلقاتہ بالوضع پھر مصنف نے اپنے
 قول پر تفریع کی اس قول سے تو اگر چنگاری رکھی راہ میں سو اس کے سبب سے کوئی چیز جل گئی تو نادان دیکھا بسبب اپنی تقصیر کے آگ رکھنے
 سے ہم اس واسطے کہ راہ میں جلنے کا حق ہر نہ آگ رکھنے کا و کذا فیضمن فی کل موضع لیس فی حق المرور اور سیرطرح نادان دیکھا ہر ایک اس
 موضع میں جہاں جلنے کا حق ثابت نہیں ہم حق مرور غانیہ میں نہ کو رہیں اس میں حق وضع اور عدم حق وضع مذکور ہی اور مرور کے حق کو صاحب
 خلاصہ نے ذکر کیا ہوا اور کہا ہر کہ اس قول پر فتویٰ ہر کذا فی الطحاوی الا اذا سیرت بہ ای الموضوع الریح فلا ضمان لفسخا فعلہ و کذا لو خرج
 اسلحہ بحربہ یعنی غانیہ مگر جبکہ رکھی ہوئی چیز کو دکان سے ہوا اڑا لیا جائے تو اب تلف ہونے سے نادان نہیں اس واسطے کہ ہوا مارنے رکھنے والے
 کا فعل شاد یا یعنی اب احراق ہوا کی طرف منسوب ہو گا نہ رکھنے والے کی طرف اور سیرطرح اگر سیلاب نے پھر ڈھلکا یا اور کوئی چیز تلف ہو گئی
 تو رکھنے والے پر نادان نہیں اسی قول پر فتویٰ ہر کذا فی الحانیتہ و لو اخرج الحداد الحدید من الکیر فی دکانہ ثم ضربہ بمطرۃ فخرج لشراہ اسے الطريق و
 احرق شیانہ من ولولہ لیسیر بہ اخر جبرۃ الیم لا یلیع اور اگر گھڑ مارنے لگا یا لکھا لکھی سے اپنی دکان میں پھر اسپر تھوڑا مارا سوراہ کی طرف چنگاری
 نکل گئی اور اسے کوئی چیز جلادی تو گھڑ نادان دیکھا اور اگر اسپر تھوڑا نہیں مارا اور چنگاری ہوا اس نے نکالی تو اب جلنے سے نادان گھڑ نہیں
 کذا فی الترمذی سئل ارضہ سقیلا لا تحتملہ فتعد فی المارالی ارض جارہ فافسد ما ضمن لانه مباشر لا سبب ایک شخص نے اپنی زمین اس قدر
 بکثرت سینی کہ زمین اس کے نہ تھا م سکی سو بانی ابکرا اسکے ہمسایہ کی زمین کی طرف بہا اور اسکو خراب کر دیا تو سنیچنے والے پر نادان لازم ہوگا اس واسطے
 کہ وہ مباشر ہو فساد کا نہ سبب انگیزا قعدہ خیاط او صباغ فی حانوتہ من لطرح علیہ العمل بالنصف سوار اتحاد العمل ام اختلاف خیاط مع قضا
 صح احسانا لانه شکرۃ الفشارع زندا بوجاہتہ تعیل و ہذا سجدۃ قیل خیاط یا رنگر نے اس شخص کو اپنی دکان پر بٹھا یا جو و کذا کو سینیے یا رنگنے کا
 کام لیکر دے نصف نصف اجرت پر خواہ دونوں کا عمل ایک ہی ہو یعنی دونوں خیاط ہوں یا دونوں رنگر یا عمل مختلف ہو جیسے خیاط و صوفی
 کے ساتھ تو یہ درست ہو باعتبار سخاوت کے اس واسطے کہ یہ شرکت ہو سنانے کی نہ شرکت وجوہ جیسا کہ صاحب ہدایہ سمجھا ہے تو یہ شخص سبب اپنی
 وجاہت اور دوداری کے کام لیتا ہو اور یہ یعنی دکاندار اپنی کاریگری کے سبب سے کام کرتا ہو کاسیجا جیل لیل علیہ محلا و رہین الی
 مکہ ولہ العمل المتداور و قیہ احب و کذا اذا لم یطرقہ و اللھام جیسے صحیح ہو کہ ایہ لینا غیر معین اونٹ کا تا اسپر محل لا دا جائے اور دو
 سوار اسپر سوار ہوں مکہ معظہ تک اور حالانکہ محل رواج کے موافق ہو اور دیکھ لینا محل کا سبب ہو یعنی قطع نزاع کے واسطے اور سیرطرح اجارہ

چنانچہ اگر ناچار ہو تو علم میں نہ جانور
 و اگر سبب قتال ہو جو سبب نہ جانور

جائزہ پر جب کہ بچھو نا اور اور رضا نہ دیکھا ہوم شمال میں مذکور ہر کہ دو اونٹ مکہ مسئلہ تک کر ایسے تا ایک اونٹ پر محل کسٹا اور دو شخص اور پھر
سوار ہوں اپنا اور رضا بچھو نا ایک سو سکاری سنہ سوار ہونے والوں کو دیکھا اور انکا اسباب مذکور نہیں دیکھا اور دوسرے اونٹ پر گھڑی
ستار اور پانی اور سرکہ اور تیل وغیرہ لاوے اور اسکی مقدار بیان نہ کی یا یہ شہر کی کہ مکہ معظمہ سے پلٹنے کے وقت تحائف لاوا دے گا
مستقر لوگ لاوا لے ہیں تو یہ اجارہ فاسد ہر تیس میں بسبب غیر معین ہونے بوجہ کے اور یا اعتبار آستان کے جائز ہر سو اسٹے کہ سکار واج
جاری ہر انتہی زلفی نے کہا وجہ آستان یہ کہ حقوق علیہ رکب ہر معلوم ہر اور محل تابع ہر اور اسکی جہالت معاد کی طرف پھرنے سے زائل ہو جاتی
ہر اور اسطرح اور سمجھنے بچھونے کی جہالت و در ہر جاتی ہر کدانی الطحاوی و فی اللو الجتہ و لو شکاری الی مکہ بلا مسما بغیر اعیانہ اجارہ و محفل لمعقود علیہ
حلافی و مہ الامکاری والا بل کہ و جہالتہ لافسہ قلت نما لیتلہ بجای من الاجارہ محل او المکرب الی مکہ بلا تعین الا بل صحیح واللہ اعلم اور والو کج
ہیں ہر اور اگر چاہے پادس اونٹ بلا تعین کر ایسے کہ مکہ معظمہ تک تو جائز ہر اور معقود علیہ بوجہ قرار دیا جاتا ہر سکاری کے ذمہ پادس اونٹ بوجہ لاف
کہ آلات ہیں اور انکی جہالت اجارہ مذکور کی مفید نہیں ہر میں کتا ہوں کہ وہ جو حاجی لوگ اجارہ کرتے ہیں بوجہ لاوے اور سکاری کے واسطے
کہ مکہ معظمہ تک بلا تعین اونٹوں کے تو صحیح ہر واللہ اعلم وجہ جواز یہ ہر کہ مطلق تعارف کی طرف تصرف ہر آستان ہر محل مقدس اور من الراد فاکل
منہ رو عوفہ من زاد و نحوہ ایک اونٹ کر ایہ لیا تو شہ کی مقدار تعین کے لاوے کے واسطے سو نو شہ میں سے کچھ کھا لیا تو اسکی عوض تو شہ
یا مانہ اسکے اور پھر پادس لاوی جائے قال لغاصب وارہ فرغنا والا فاجر تھا کل شہر بکذا فکلم لفرغ وجب علی الغاصب اسکے
لان سکوت رضی صاحب خانہ نے گھر کے غصب کرنے والے سے کہا کہ گھر خالی کر دے اور نہیں تو کر ایہ اسکے گھر راہ اتنا دینا جو گا سون صاحب نے
گھر خالی کر دیا تو غاصب پر کر ایہ مذکورہ واجب ہو گا سو اسٹے کہ اسکا سکوت رضنا مندی ہر اجارہ کی الا اذا انکر الغاصب ملک وان اقرضہ
لانہ اذا انکر لم یکن راضیا بالا جارہ مگر اس صورت میں کر ایہ واجب نہ ہو گا جبکہ غاصب صاحب خانہ کی ملک کا انکار کرے اگر چہ صاحب خانہ اپنا
ملک گواہوں سے ثابت کرے سو اسٹے کہ جب وہ ملک کا منکر ہو تو اجارہ پر رضی نہ ٹھہرا و اقرضہ غاصب علی کر ایہ اسی بلکہ و لکن لم یرض بالاجر
لانہ صرح بعدم الرضی یا غاصب نے اسکی ملک کا اقرار کیا و لیکن اجرت پر رضی نہ ہوا تو بھی اجرت واجب نہ ہوگی سو اسٹے کہ ایسے عدم رضا کی
تصدیق کر دی فی الاشباہ سکوت بالا جارہ رضی و قبول خلوفال لساکنین کن بکذا و الا فانتقل اذ قال الراعی لا رضی بالمسئ علی بکذا فسکت لزوم
اور اشباہ میں ہر کہ جب رہنا اجارہ میں رضا اور قبول ہو تو اگر مالک نے گھر یا مکان کے رہنے والے سے کہا کہ جو رضی اسقدر کر ایہ کے سکوت کر او
نہیں تو ٹھکریا یا پرانے والے نے کہا کہ میں اجرت سادہ پر رضی نہیں بلکہ بقدر اجرت نو نگا پھر اسنے سکوت کیا تو اسقدر اجرت لازم ہوگی
جتنی اسنے معین کی تھی تسکین ثم لما طال به قال لم ابع ملک بل یصدق ان یمتکم والا لافلا بظاہر باقی رہی یہ بات کہ اگر ساکن مذکور نے
سکوت کیا پھر جب مالک نے کر ایہ مانگا تو بولا کہ میں نے تیرا کلام نہ سنا تھا تو اسکی تصدیق ہوگی یا نہیں جواب یہ ہر کہ اگر وہ شخص پہلے تو ان
تصدیق ہوگی اور اگر وہ شخص پہلے نہ ہو تو تصدیق ہوگی بنا برعل بظاہر جازر لستاجران یوجز المجرع بجد قبضہ تیل وقبضہ من غیر موجدہ و اکبر
موجدہ فلما یجوز ان یخلل ثلثہ لیس لزم تملیک الماک ستاجر کو جائز ہر کہ اجارہ والی پھر بعد اسکے قبضہ کرنے کے اسکے مالک کے ہوا
اور شخص کو اجارہ دے بعضوں نے کہا کہ قبل از قبض بھی اجارہ دینا جائز ہر اور اسکے مالک اجارہ دینے والے کو اجارہ دینا جائز نہیں
اگر چہ تیسر شخص در بیان میں واقع ہو اسطرح کہ مستاجر اول ستاجر ثانی کو اجارہ دے اور ستاجر ثانی موجدہ کو اجارہ دے اسی قول پر فرق ہے
ہر بسبب لازم ہونے تملیک مالک کے ہم یعنی عین کا مالک سنان کا بھی مالک ہر اور ستاجر اسکے قائم تھا ہر کدانی الطحاوی و بل تطل الا ولی

الیزا یہ اور پورا بیان اسکا و سہانیہ کی کتاب القضاء میں ہر دو فی صیرفیہ علم و طلب اجرت کیا کرتے شہادتہ جاز و کذا لفظی کوئی اہلبدہ غیرہ و
 اہل مطلقا لان کتابتہ لیسیت و واجبہ علیہ اور صیرفیہ میں ہر کہ قاضی نے حکم کیا اور اجرت طلب کی تاکہ انہی کو ایسی کہ جس سے تو جائز ہو ویری
 حکم ہر مثنی کا اگر اس شہر میں اسکے سوا اور کوئی بھی فتوے دینے والا ہو اور بعضوں نے کہا خواہ ہو یا نہ ہو مطلقا طلب اجرت تحریر شہادت
 پر جائز ہو سوا سطل کہ لکھنا و حسب نہیں مثنی پر ہم طوطاوی نے کہا شاید کہ گواہی سے مراد قاضی کا وہ خط ہو جو دستا و نیز پر لکھا جاتا ہو یعنی قاضی
 کے دستخط یا جو والا یہاں تو گفتگو قاضی میں نہ شہدین اور وہ سوشل سمجھو جو نہ کو رہو چکا کہ اجرت لینا بقدر کتابت غیر قاضی جائز نہ زیادہ
 و فیہا استاجر لیکتیب و انحراف الاجل اس جہان میں کہ قدر لکھا غدا و المکتوب اور صیرفیہ میں ہر کہ ایک شخص نے اجارہ مقرر کیا تاکہ وہ اس
 واسطے و فیہ ہر کہ قاضی لکھ دے تو جائز ہو اگر اس سے کا غدا اور خط و مکتوب کی مقدار بیان کر دے ہم ہوا سطل کہ کا غدا کی مقدار نہ کو رہو گی
 تو معلوم ہو گیا اس قدر معلوم کی اس میں گنجائش ہر باعتبار عرض کے اور تفاوت بعض کمالات کے زیادہ ہونے کا مطلق ہر اور ظاہر خط سے
 مراد و سطل ہر اس واسطے کہ بیان مقدار کا غدا سے وہ سطل کا بیان لازم نہیں تو اس صورت میں لفظ مکتوب کی کچھ حاجت نہیں اور لفظ
 مکتوب نسخ انظار میں صیرفیہ کی نقل عبارت میں نہیں ہر اور خط سے کتاب کا خط مراد نہیں ہو سکتا ہوا سطل کہ عادت یہ ہر کہ کتاب کا خط اول و یکہ
 لیتہ میں کہ انی لفظاوی المستاجر لا یکون جہا لمدعی الاجارۃ و المرین و اشترار لان المدعی لا کون الاعلی مالک العین مستاجر مدعا علیہ
 نہیں ہوتا اجارہ اور میں اور نہ ہر کہ مدعی کا ہوا سطل کہ مدعی نہیں ہوتا مگر مالک عین ہر اور مستاجر تو مالک عین ہم شہاد ایک مگر تریہ نہ کرایا
 سود و سطل شخص نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرے اجارہ میں ہو یا میرے پاس گرو ہو یا میں نے اسکو خرید کر یا میری تو اسکی جواب دہی مالک سے ملتی
 ہر نہ زید سے بخلاف مشتری و المورج کہ لکھا عین برخلاف مشتری اور مورج کہ کے سبب مالک ہونے و دونوں کے یعنی مشتری اور مورج
 عین کے مالک ہیں تو وہ مدعا علیہ ہو سکتے ہیں اجارہ اور میں اور نہ ہر کے دعوی کے کہ ہر تشریط حضور لا یرفع مشتری قولان اور کیا حاضر
 ہونا مورج کا مشتری کے ساتھ دعوی اجارہ میں شرط ہے میں و قول ہیں ایک قول میں شرط ہر اور دوسرے قول میں نہیں لفظ الاجارۃ و سخا
 والمرارۃ و المعاملۃ و المضارۃ و الوکالۃ و الکفالۃ و الایصار و الوصیۃ و القضا و الامارۃ و الطلاق و الحاق و الوقف حال کون
 کل واحد ما ذکر منھا فالسہ الزمان مستقبل کا جرتک اور ناختک راس اشتر بالاجماع اور صحیح ہر اجارہ اور اسکا نسخ کرنا اور مزارعت اور معاملہ لینے
 مساقاۃ اور مضاربت اور وکالت اور ضمانی اور کسی کو وصی کرنا اور کسی کے واسطے وصیت کرنا اور قضا اور سرکاری اور طلاق اور حاق اور وقت
 جب کہ ہر ایک امور نہ کو رہ سہ زمانہ قبل کی طرف منصف ہوں چنانچہ میں نے تجھ کو اجارہ دیا یا تجھے اجارہ فسخ کیا شروع ماہ میں تو صحیح ہو بالاتفاق ہم
 ایسا کی مثال یہ ہر کہ میں نے فلاسنے کو وصی کیا اپنی موت کے بعد اور وصیت کی مثال یہ ہر کہ میرے مال سے سو م حصہ فلاسنے شخص کا ہر میری موت
 کے بعد تمہاری مال سے عادیہ سے نقل کیا کہ عاریت اور ان فی التجارۃ بھی منصف بزبان آیند صحیح ہیں کہ انی لفظاوی لا یصح منصفانا فلا مستقبل کل
 من کان ینال الخصال مثل البیع و اجازۃ و فسخ و القسمۃ و الشکرۃ و التبعہ و النکاح و الرقۃ و الصلح عن مال و ابرار المدین و قدر مرے
 متفرقات البیوع صحیح نہیں منصف بزبان مستقبل جو شو کہ فی الحال تملیک ہو مانند بیع اور اسکی اجازت اور فسخ کے اور مانند قسمت اور شہرت
 اور ہبہ اور نکاح اور ہبت اور صلح عن المال اور ابرا و دین کے اور یہ نہ کو رہو چکا کتاب البیوع کے متفرقات میں ہم اجازت بیع کی یہ مثال کہ فضولی نے
 غیر کا غلام بیچا سو مالک نے کہا کہ میں نے اس بیع کی اجازت دی اور صلح میں و فل میں کل صلح مگر مال کی قید سے دم عہد کی صلح نکل گئی ہوا سطل کہ
 اسکی انصاف زمانہ مستقبل کی طرف صحیح ہر ز او اجر المثل فی نفسہ من غیر ان یرید احد فلفظہ فی نسخا و مالہ فسخ کان علی المستاجر المدعی

مکرہ ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور امام سے بھی اسکی ایک دایت ہے کہ لسانی الطحاوی عن شرح الوہابیہ لعبد الباقی الوہابیہ سے وہی
 الکتاب البازمی قولان و لہنا بہ کام القریٰ اذ انہما لیس تو مبرہ اور وہ سہانیہ میں ہوا کرتے اور باز کے اجارہ میں اختلاف ہے جس سے کہ مکرہ کی
 عمارت میں اختلاف ہے اس واسطے کہ وہاں کی زمین کا اجارہ زمین میں ہوتا ہے اگر زمین اگر مدت مذکور ہو تو بعضوں کے نزدیک اجارہ جائز ہے
 اور بلای کا اجارہ جو مہر سے پکڑنے کی واسطے بالاتفاق جائز نہیں کہ لسانی الطحاوی ولودفع الدلال ثوبا لتاجرہ یقینہ لوراح لیس بحیرہ اور اگر دلال نے
 وہ کثیر جسکو بیع کے واسطے لیے پھرتا ہے تاجر کو دیا اگر تاجر سفر کو جاوے تو دلال پر تاوان نہیں من قال قصیدی ان اسافرا عنہ یحلفنہ او
 ما سال رفاقا لیکرہ اور جس تاجر نے مہر سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ سفر کروں جو اجارہ کو فسخ کر تو اسکو قسم دے یا اس کے رفیقوں سے سوال کر تا وہ
 بیان کر دیں ہم یعنی اگر تاجر سفر کرنے کا اظہار کرے اور فسخ اجارہ چاہے اور مہر کے کہ یہ سفر نہیں کرے تاجر فسخ اجارہ کے واسطے حلیہ انہری کرے
 ہو تو قاضی تاجر سے سفر جانے کی قسم لے یا اہل قافلہ سے پوچھے کہ تمہارے ساتھ تاجر کبھی سفر نہیں کرتا اگر وہ کہیں کہ ہاں تو عذر فسخ نہایت
 ہو گا فسخ میں ترک تجارت دما اگر ہی دلوکان فی بعض الطريق و مہر بہ لہ فسخا لومات منہا معین بہ و ملحق یقوب و بالقدح نہ کرے اور ترک تجارت
 سے فسخ ہو گا اجارہ اس جاوے کہ جسکو سوداگر نے کر لیا اگرچہ ترک تجارت کچھ راہ چکا ہو واقع ہو اور مہر کو اجارہ فسخ کرنا جائز ہے اگر معین و ونٹوں کے اجارہ
 میں ایک میں ونٹ مر جائے اور ابویوسف نے مطاق کہا کہ یعنی اونٹ معین ہوں خواہ غیر معین ہوں کہ معین فسخ جائز ہے اور یہ قول ابویوسف کا معین
 کے ساتھ مذکور ہے یعنی قول ضعیف ہر لائق عمل کے نہیں ہم یعنی اگر مہر نے معین ونٹوں کا کر لیا کیا سواری اور بوجہ لادنے کو پھر ونٹ مر گئے تو اجارہ
 فسخ ہو گیا اور اگر بلا معین ونٹوں کا اجارہ ہوا اور مہر نے مستاجر کو ونٹ تسلیم کیے تو اب مر جانے سے اجارہ فسخ نہ ہو گا اس لئے کہ عقد اجارہ خاص
 اونٹوں پر واقع نہیں ہوا تو مہر پر واجب ہو گا کہ اور ونٹ لاوے اور یہ جو ناظم نے کہا کہ مہر کو فسخ کا اختیار ہے اسکی کچھ حاجت نہیں ہے اس لئے کہ اجارہ خود
 فسخ ہو جاتا ہے زمین کی موت سے کہ لسانی الطحاوی و یحار ذی صفت من الکل جائزہ دلوکان البرشل من ذلک اکثر اور اجارہ دینا بیار کا تمام مال سے
 جائز ہے اگرچہ ہر تہر مثل اسکے اجہین سے زیادہ تر ہوم صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص کا ہنگی مال مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور وہ شخص بیار بعض الموت ہے اور
 اسپر دیوں ہیں اور اسکے وارث ہیں بیار نہ کرنے پانچون اونٹ اجارہ دینے اجرت مثل سے کہتے تو اجارہ نکد کو جائز ہے اس واسطے کہ بیار کا وہ تصرف
 جائز نہیں جس میں ارباب دیوں اور وارثوں کا حق متعلق ہو اور ان کا حق تو اعیان سے متعلق ہے نہ منافع سے اس واسطے کہ منافع بعد موت کے باقی نہیں
 رہتے تا علاق حق مقصور ہے کہ لسانی الطحاوی عن عبد البر تصرف ونات دیونا واجر عمارہ و فوفاہ لکتاب الحس اجدر اور جو شخص دیون مر گیا اور اس نے
 اپنا مال غیر منقول اجارہ دیا اور اسکی اجرت پیشگی بھری تو مستاجر کو جس لائق تر ہر ہم یعنی تا انقضائے مدت اجارہ مستاجر مستیفا منافع کرے گا بعد اسکے
 ارباب دیوں اس میں غیرہ میں اپنا تصرف کرے گئے واللہ اعلم و استغفر اللہ العظیم

کتاب المکاتب

یہ کتاب جو غلام مکاتب کے احکام میں مناسبت لاجارہ ان فی کل منہا ملک الرقبۃ شخص و منفقہ لغیرہ کتاب المکاتب کی مناسبت کتاب لاجارہ سے یہ ہے کہ دلوکان
 میں رقبہ تو ایک شخص کا ملک ہے اور منفقہ اسکی غیر شخص کو لی مکاتب کا رقبہ مولی کا ملک ہے اور منفقہ مکاتب کی لاجارہ میں رقبہ بیکر ملک ہے اور منفقہ مستاجر کی لکنا
 من لکبت ہی جمع کردہ کی بہ لان فیہ حمزہ الی الی حرثہ الرقبۃ کتاب لکبت من کتب بلغم سے متعلق ہے و کتب عبارت ہر حرف کے جمع کرنے سے عقد کتابت کہ
 کتابت ہو واسطے نام لکھا کہ اسمیں حرثہ لکھو حرث رقبہ کے ساتھ ملانا اور جمع کرنا ہم بہتر ہے تھا کہ شراح یوں کہتا کہ کتب عبارت ہر جمع سے یعنی جمع حروف نہ کہتا
 ہے کہ جمع حروف کتابت کی تفسیر ہے کہ کتب کی مصنفہ ہے لفظ میں کہا کہ مکاتب ہم منقول ہے کہ کتابت سے اور مولی مکاتب ہے کہ مستاجر اور مال اسکی کتب سے

ہو اور کتب عبارت ہر جمع سے اور اسی سے ہر کتبہ یعنی طائفہ جمعہ لشکر کا اور اسی سے ہر کتاب ہو اسلئے کہ وہ جائز ہر ابواب فیصلہ کی اور اسی سے ہر کتاب یعنی لکھنا ہو اسلئے کہ وہ جامع ہر جمعہ و ہر وقت کی اور اس سے ہر کتابت اور کتابت ہو اسلئے نام رکھنا کہ اس میں ملانا ہر ترتیب یہ کاتب رقبہ کے ساتھ یا ہو اسلئے کہ اس میں قسطنطنیہ یا زیادہ جمع ہوتی ہیں یا ہو اسلئے کہ غلام و مولیٰ و سدا و زیر لکھتے ہیں اور یہی وجہ اخیر ظاہر ہر ترتیب و شہر یا تحریک الملوک یا اگر اسی میں ہندو یا جلالہ و رقبہ حال یعنی عند ادا یا بدل ہوتی اور ادا و حال ائین حالاً و شریع میں کتابت عبارت ہر ملک کے فی الحال ازاد کرنے سے یا بتیاً تصرف کے اور اسکی گردن ازاد کرنے سے یا بتیاً انجام کا یہ کہ اس میں بدل کتابت کے ادا کرنے کے وقت تو اگر بعد عقد کتابت کے فی الحال بدل کتابت اور اسے تو فوراً ازاد ہو جائے یعنی جب تک اس میں غلام سے کہہ کر اس میں بدل کتابت کیا سو ورم پر نکال دینی اگر سو ورم کا لاؤ تو ازاد ہو جائے تو مجبور اس کلام کے غلام ازاد ہو گیا تصرف کی اس سے یعنی جس طرح ازاد لوگ خرید و فروخت اور نوکری جاگری میں بدو خود تصرف کرتے ہیں یہاں غلام کتابت بھی تصرف کر گیا اس میں مولیٰ کے اذن کی حاجت نہیں اور جب سو ورم ادا کر لگا تو اسکی ات ازاد ہو جائیگی تو کتابت جلدی و حدود و نون سے مشابہ ہر عبارت سے ہو اسلئے مشابہ ہر کہ سنو ز اسکی گردن ازاد نہیں تا داسے بدل کتابت اور مر سے ہو اسلئے مشابہ ہر کہ ازاد کی طرح تصرف کرتا ہو اور نہ کمانی کا مالک ہوتا ہو ورنہ الا یہ اب و القبول منلفظ الکتابتہ او ما یودی منلفظ اور کتابت کا کرن ایجاب اور قبول تو منلفظ کتابت یا جو لفظ کہ مصلحت میں کتابت ہو ہم مثلاً مولیٰ کے غلام سے کہ میں نے تجھ کو کتابت کیا یا میرے ساتھ عقد کتابت منعقد کی اور غلام ہو قبول کرے اور ہم میں کتابت کی یہ مثال ہر کہ مولیٰ کے کہ میں نے تجھ پر ازاد ورم مقرر کیا تو اسکو ادا کر یا یوں کہے تجھ کو ہر ازاد ورم ہر ہر میں سو ورم کر کے ادا کر اور تو ازاد ہر ایجاب و قبول کی قید سے تعلیق عتیق کتابت سے خارج ہو گئی اور منلفظ کتابت کی قید سے اعتناق علی المال خارج ہو گیا اور فرق منویٰ یہ ہر کہ کتابت غیر سے بھر قیق ہو جائے نہ تنق علی المال و شہر طہا کون البذل المذکور فیہا معلوم کا قدرہ و جسٹ کون الرق فی الحال قائم اور کتابت کی شرط ہونا ہر اس بل کا جو کتابت میں مذکور ہو معلوم القدر و بخش اور ہونا رقی کامل میں یعنی ذات ملوک میں قائم اور اگر بدل کی مقدار و بخش معلوم ہو تو کتابت فاسد ہو اسو اسلئے کہ جہالت باعث نزاع ہر برابر ہر کہ بدل مال ہو یا نعمت کذا فی الدار لا کونہ منجلا او مولیٰ جلا لکھنا یا مال نہونا بدل کا ختم یا مصلح بسبب صحیح ہونے کتابت کے فی الحال کے ادا کرنے سے ہم یعنی بدل کا ختم یا مصلح ہونا کتابت کی شرط نہیں منجمل و مصلح میں فرق یہ ہر کہ مصلح وہ کہ تمام مال کی ایک مدت مقرر ہو اور ختم وہ ہر کہ سبکی کئی مدتیں ہوں مثلاً ہر ازاد ورم کی دس تین ہر سو ورم کی مدت ایک مہینہ و حکم ہانی جانب الملکۃ تنفع الخیر فی الحال و ثبوت الحریۃ فی حق الید لا الرقبۃ الا بالادار اور کتابت کا حکم یعنی اثر مرتب غلام کی جانب میں دور ہونا عدم تصرف کا اسے الحال اور ثابت ہونا ازادی کا تصرف کرنے کے حق میں نہ گردن کے حق میں گلداسے بدل کتابت سے و فی جانب مولیٰ ثبوت و لا یہ مطالبۃ البذل فی الحال ان کانت حالۃ و الملک فی البذل او قبضہ و عودہ ملکاً و ازاد ورم مرتب مولیٰ کی جانب میں ثابت ہونا مطالبہ بدل کی ولایت کافی الحال اگر کتابت بلا مدت ہو اور مالک ہونا بدل کتابت کا جبکہ سپر مولیٰ قبض کرے اور غلام کا پھر مولیٰ کے ملک کی طرف جبکہ وہ اسے بدل کتابت سے خارج ہو کتابت قنہ و لو تم جعفر یعقل بال حال اسی نقد کلام و مصلح کلام او ختم اسی منقطع علی شہر معلومہ او قال جہلت علیک الہا تو ویرنجو ما او لہا کذا و اخر کذا فان او تہ فانت خروان عجزت فحقن قبل العبد و لک اصح و صار کتابت لا مطلق قولہ تعالیٰ و کاتبو ہم کتابت کیا اسے غلام کو اگر غلام ایسا صغیر ہو کہ خرید و فروخت کو سمجھتا ہو کتابت کیا بوض مال کے خواہ مال حال مولیٰ سب مال نقد ہو یا سب مال مصلح ہو یا ختم ہو یعنی سبکی قسطنطنیہ مقرر ہو گئی ہوں مہینوں پر یا مولیٰ نے یوں کہا کہ میں نے تجھ پر ازاد ورم مقرر کیا ہے تجھ کو تو ادا کرے قسط بقسط اول قسط غلام مہینہ ہر ازاد ورم قسط غلام مہینہ تو اگر تو ادا کر لگا تو تو ازاد ہو اور اگر تو ادا کرے سے عاجز ہو گا تو تو غلام ہو اور اسکو غلام سے قبول کیا تو صحیح ہر اور وہ غلام کتابت

ہو جائے گا بسبب مطلق ہونے قول حق تعالیٰ کے اس فعل کے کہ نہ کا تو ہم یعنی علاموں کو مکاتیب کو وہم یعنی امر قرآنی غلام صغیر اور کبیر اور مال نقدہ اور
سوجل اور خیم سب کو شامل ہو دالا مراد مذکور علی الصبح اور امر کتابت کا استحباب کیواسطے ہر بار قبول صحیح کے نہ وجوب کیواسطے چنانچہ داؤد ظاہری کا
مذہب ہو اور نہ اجماعت کا چنانچہ بعض علماء خفیہ سمجھے ہیں والاراد بالخیر ان لا یضرب المسلمین بعد التلقاؤہ وغیرہ مراد یہ کہ مسلمانوں کو غلام خسر نہ پہنچا
ازادہ دینے کے بعد ہم یعنی یہ جو قرآن شریف میں دارد کہ اگر تم غلاموں میں خیر سمجھو تو انکو مکاتیب کرو تو خیر سے مراد عدم مضرت مسلمین ہر مذہب سے
تھا اصل ترکہ تو اگر آزاد ہوئے کے بعد مسلمانوں کو خسر پہنچا دے تو افضل یہ کہ اسکو مکاتیب نہ کرے ورنہ اصل صح اور اگر باوجود اسکے مکاتیب کر لگا
تو صحیح ہوگا ورنہ مکاتیب نصف عمدہ جاؤ نصفہ الاخر اذون لہ فی تجارتہ ولوار دمنعہ لیس لہ ذلک کیلایطیل علی البیہق التلقاؤہ وتمامہ فی التنازع
اور اگر اپنے نصف غلام کو مکاتیب کیا تو جائز ہو ورنہ نصف باقی مازون لہ فی تجارتہ ہوگا اور اگر مولیٰ اسکو منع کرنا چاہے تو اسکو جائز نہیں تاکہ غلام کا
حق عین باطل ہو جائے اور پورا بیان اسکا آثار خانہ میں ہو وادھت الکتابۃ خراج من یدہ دون ملک حتی یروی کل البدل بعد شہابی داؤد
المکاتیب عبد الباقی علیہ درعم ورجبکہ کتابت صحیح ہوگی تو مکاتیب نکلایا مولیٰ کے ہاتھ سے یعنی اسکے تصرف سے نہ اسکی ملک سے یہاں تک کہ
تمام بدل کتابت اوکے بدل حدیث الی داؤد کہ مکاتیب غلام ہر جہت تک کہ اسپر ایک درم باقی رہے ہم اور یہی مذہب ہے زید بن ثابت کا اور اسی پر
عمل ہر علماء ہمارے کا نیز فرغ علیہ بقولہ وغیرہ مولیٰ التقران وطی مکاتیبہ بکرمہ علیہ بھر صنف نے خروج تصرف مولیٰ پر تصریح کی اپنے اس قول سے
اور تروان سے مولیٰ عشرت کتبت کا اگر انہی نوڈی مکاتیب سے دلی کرے بسبب حرام ہونے دلی مکاتیب کے مولیٰ پر ہم عقراؤد عورت میں ہر مثل ہر اور
نوڈی میں اسکی قیمت کا دسواں حصہ اگر وہ باکرہ ہو اور اگر شبہ ہو تو دسواں حصہ قیمت کا کذا فی الخطاوی عن ابی اسود اوجنی علیہا فانیہ فرم اشتیاء اسکو
مکاتیب پر جنابت کرے یعنی اسکو قتل کرے تو اسکی دیت کا تادان دے اوجنی علی ولدہ یا مکاتیبہ کے ولد کو مولیٰ قتل کرے تو دیت دے او
اتلفت المولیٰ مالہ لانه بعد الکتابۃ صار کل منہا کلاجنی نعم لاند ولا تو علی المولیٰ الشہتہ سے یا مولیٰ مکاتیبہ کا مال تلف کرے تو تادان دے اسواسطے کہ عقد
کتابت کے سبب سے مولیٰ اور ملک ہر ایک جہتی کے مانند ہو گیا مان یہ البتہ ہر کہ ہوسے پرچہ نہیں دلی سے اور قصاص نہیں قتل سے بسبب شبہ ملک کے
کذا فی الشہی ولو اعققتہ عمق مجاہد الاستطاعتہ اور اگر مولیٰ مکاتیب کو آزاد کر دے تو وہ مفت آزاد ہوگا بسبب ساقط کرنے اپنے حق کے یعنی ملک رقبہ ہو
کا حق ہو اسکو اسکے استغفار میں اختیار ہو بلا اخذ بدل وندان کا تبہ علی خمر و خمر بعد مالیتہ فی حق المسلم فلو کان زمین جاز اور فاسد ہوگی
کتابت اگر مولیٰ کے غلام کو مکاتیب کیا شرب یا سوریہ اسکے مال ہونے سے مسلمان کے حق میں تو اگر میان اور غلام دونوں ذمی ہوں تو کتابت
مذکورہ جائز ہے ہم کتابت جائزہ اور فاسدہ میں فرق یہ ہر کہ فاسدہ میں مٹی کو اختیار ہر کہ اسکو پھر غلام بنا دے اور کتابت کو فسخ کر دے بدون
رضامندی غلام کے اور کتابت جائزہ میں بلا رضامندی غلام کے فسخ جائز نہیں اور غلام کو جائزہ اور فاسدہ دونوں میں بلا رضامندی مولیٰ کے
فسخ جائز ہر کذا فی غایۃ البیان او علی قیمتہ اسی قیمتہ نفس البیہ بکمالہ القدر یا کتابت فاسدہ ہر اسکی قیمت پر یعنی غلام کی ذات کی قیمت پر بسبب بھول
ہونے اسکی مقدار کے ہم یعنی قیمت کی مقدار بھول خیر ہر اسواسطے کہ تعیین قیمت یعنی مالیت میں قیمت کرنے واسطے مختلف ہوتے ہیں او علی عین
معینۃ لغیرہ عن سلیم ملک الغیر یا کتابت فاسدہ ہر غیر شخص کی معین خیر پر بسبب عاخر ہونے غلام کے ملک غیر کی تسلیم سے ہم معین کی قید سے
نقد خارج ہونے تو اگر غیر کے نقد پر کتابت ہو تو جائز ہر اسواسطے کہ عقد معاوضہ و فسخ میں نقد و معین نہیں ہوتے کذا فی الخطاوی او علی ماتہ وینار
لیرو سیدہ علیہ وصیفاً غیر معین بکمالہ القدر یا کتابت فاسدہ ہر سودیہ یا بر تاکہ اسکا مولیٰ اسکو ایک غلام نابالغ غیر معین بھیر دے بسبب بھول
ہونے مقدار قیمت غلام کے یعنی اسواسطے کہ غلام مذکور کا اشتناؤا نیر سے ممکن نہیں مگر باعتبار قیمت کے در عدم تسمیہ قیمت کا مفید عقد ہر اور

تو کتابت فاسد ہوگی بسبب مشابہ ہونے کتابت کے بیچ سے انتہائی راہ سے ہوا سبب کہ فساد بدل میں واقع ہوا ہے یہی تا حد و کلیہ ہر مصلحت عقد میں شرط ہونا چاہیہ خدمت کہو کہ غلام پر شرط ہو یا شراب یا سور پر کتابت ہو کتابت بیچ سے ہوا سبب مشابہ ہو کہ مبادلہ ہوا مال کا مال سے انجام کار میں تو جیسے بیچ فاسد ہو جاتی ہے شرط سے یہی کتابت بھی جبکہ شرط صحت میں نہ ہو

باب ما یجوز للمکاتب ان یفعل

و ما لا یجوز بہ باب ما یجوز للمکاتب ان یفعل کہ جائز نہیں للمکاتب البیع و الشراء و الحجابہ لیسیرہ مکاتب کو خرید و فروخت جائز اگرچہ خرید و فروخت نقصان قلیل ہو مگر سودا گردن کا طریقہ یہ کہ ایک صفقہ میں کاسے نقصان قبول کرتے ہیں تاکہ دوسرے میں فائدہ حاصل کریں کہ انی الدرو و اشھروان شرط المولیٰ عہدہ اور مکاتب کو سفر کرنا جائز اگرچہ مولیٰ نے عدم سفر شرط کیا ہو یہی ہوا سبب کہ سفر میں سودا گو کو فائدہ حاصل ہوتا ہے جو بدل کتابت جلد حاصل ہوگا و تفریح اشد و کتبہ عہدہ اور مکاتب کو اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا بھی ہے اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے ہوا سبب کہ نکاح سے مہر و نفقہ ثابت ہوگا اور کتابت تو بیچ کے مانند نفع ہے بلکہ اس سے زیادہ تر و اولیٰ لان دی الثانی بعد عقدہ اور لا یعنی میراث مکاتب ثانی کی مکاتب اول کے واسطے ہوگا کہ مکاتب ثانی بدل کتابت ادا کرے مکاتب اول کے آزاد ہو جائیکے بعد و الا بان ادا قبلہ ادا یا معا فاسیدہ اور مکاتب ثانی نے ادا نہ کیا مکاتب اول کی آزادی کے بعد طرح کو قبل اسکی آزادی کے ادا کیا یا دونوں نے ساتھ ہی بدل کتابت ادا کیا تو اسکا مولیٰ یعنی پہلا مالک دونوں مکاتبوں کی میراث یگا لا اگرچہ بغیر ان مولیٰ مکاتب کو نکاح کرنا اپنے مولیٰ کی اجازت کے بدون جائز نہیں یعنی ہوا سبب کہ یہ کتابت میں دخل نہیں اور اس میں مولیٰ کا ضرر بھی ہو کہ مکاتب کی گردن پر لازم ہوگا و لا الہتہ و لو بعوض لا التصدق الا بئسیر منہا اور نہ سبب کرنا مکاتب کو جائز اگرچہ سبب بالعوض ہو اور نہ خیرات کرنا جائز مگر سبب قلیل اور خیرات کثیر جائز ہے مگر ذخیرہ میں ہے سبب اور خیرات بقدر ایک پیسے اور ایک روٹی کے جائز ہے اور طعام موجود سے خیرات سیرہ درست ہے و لا تکفل مطلقا و لو باذن مولیٰ لا ینقض لانه تبرع اور نہ مکاتب کو ضامن ہونا جائز ہے مطلقا اگرچہ مولیٰ کے اذن سے حاضر نہ ہو کرے ہوا سبب کہ ضمانتی تبرع ہے اور مکاتب تبرع کا اہل نہیں ہے و لا الا قراض اعناق عہدہ و لو بال اذن اور نہ مکاتب کو قرض دینا اور اپنے غلام کو آزاد کرنا جائز اگرچہ اعناق بعوض مال کے ہو و بیع نفسہ منہ اور بیع جائز ہے غلام کی ذات کا غلام سے ہوا سبب کہ یہی تحقیقہ اعناق علی المال ہے و تفریح عہدہ نقصان بالہر و نفقہ اور نہ مکاتب کو اپنے غلام کا نکاح کرنا جائز ہے بسبب ناقص ہونے غلام کے زوجہ کے مہر و نفقہ لازم ہونے سے ہم مکاتب کو اپنے غلام کی ترویج نہ اپنی لونڈی سے درست ہے نہ غیر کی لونڈی سے نہ حرہ سے و اب و حسی و قاضی ایہ فی ترقیق صغیر تحت حجریم مکاتب نیما ذکر اور باپ اور وصی اور قاضی اور اسکا مین اس صغیر کے غلام میں جو انکی پرورش میں ہے مکاتب کے ہاں ہیں تصرفات مذکورہ کے ثبوت اور نفی میں یعنی باپ یا قاضی کو صغیر کی لونڈی کا نکاح اور اس کے غلام کو مکاتب کرنا جائز ہے اور اعناق عہدہ و عہدہ اس کے ہاتھ بیچنا اور غلام کا نکاح کر دینا جائز نہیں بخلاف مضارب و وادون و شریک و لو مفادضہ علی الاشبه لاختصاص تصرفہ بالتجارہ و خلا مضارب اور عہدہ وادون اور شریک کے اگرچہ شرکت مفادضہ ہونا بر قول اشہ یعنی مضارب اور وادون اور شریک لونڈی کی ترویج کے مالک ہیں ہوا سبب کہ انکا تصرف تجارت میں مخصوص ہے اور باپ اور قاضی کا تصرف تجارت اور غیر تجارت دونوں کو شامل ہے و لو اشتیری ایامہ او انبہ یکا علیہ تالہ و المار و تالہ الاولاد لا یمیر اور اگر مکاتب نے اپنا باپ یا بیٹا خرید کیا تو وہ بھی اسکی کتابت میں داخل ہوگا تبعیت کی راہ سے باپ اور بیٹے سے قرابت و ولادت مگر وادون قرابت ہوا سبب کہ اس کے ہم یعنی جب مکاتب آزاد ہوگا اور اسے بدل کتابت سے تو اسکا باپ اور بیٹا بھی آزاد ہوگا اور اگر اسکا

باب ما یجوز للمکاتب ان یفعل

وہی سنے اس مسئلہ کو مشکل جاننا ہر دم وجہ اشکال یہ کہ غلام پر جبکہ دین لازم ہوتا ہے مولیٰ کے اذن کے سبب سے تو وہ دین مولیٰ پر لازم ہوتا ہے اور اس سے فی الحال مطالبہ ہوتا ہے اور یہاں نکاح باذن مولیٰ مفروض ہے تو چاہیے کہ مولیٰ پر فی الحال قیمت لازم ہو سکے نہ کہ کتاب پر اس کے آزاد ہونے کے بعد چنانچہ محمد کا مذہب ہوا اس کا جواب رازی نے یوں دیا کہ مولیٰ نے نکاح کا اور اس کے متعلقہات یعنی مہر و نفقہ کا اذن دیا ہے نہ فریب کھانے کا تو مولیٰ اس سے رخصتی ہوگا تو قیمت دینا موقوف رہے گا مکتب کے آزاد ہونے پر کذا فی الموطا دی مفسر و لو اشتری المکاتیب ائمہ شرا فاسد و لو یطہا ثم ردہا للفساد و شرا را او شرا ما صحیحاً فاشترکت و جب علیہ العقر فی حالہ الگتا ہے قبل عقدہ لہ ذولہ فی کتاب لان الاذن بالشرا اولاً بالوطی اور اگر مکتب نے لونڈی مولیٰ خریدی فاسد کر چکر اس سے تربت کی پھر مالک کو پھر دی فساد بیع کے سبب سے یا اس کو پھر بیع مولیٰ لیا یعنی پھر و طی کی سو وہ شریعت ملک غیر کی تو مکتب پر عشر قیمت واجب ہوگا کتابت کی حالت میں اس کے آزاد ہونے سے پہلے بیع و بخل ہونے پر غیر مفروضت کے اس کے عقد کتابت میں ہوا اس کے خرید کرنے کا اذن دلی کر نکاح اذن ہر دم لازم عقر کی بتراہیل یہ کہ کتابت موجب ہر خرید کی اور خرید موجب ہر سقوط کی اور سقوط موجب ہر عقر کی تو کتابت ہی موجب ہر عقر کی ہوا اس کے خرید کا اذن دلی کا اذن بین اور دلی تجارت میں ال نہیں کہ فی الموطا دی مفسر و لو یطہا ثم نکاح بلا اذن اخذ بہ بالعقر من عتق ای بعد عقدہ عدم دفع مالک امر اور مکتب نے لونڈی کو تربت کی بولہ اس نکاح کے جو اس نے بلا اذن مولیٰ کے کیا تھا تو مکتب سے عقر لیا جائیگا شروع عتق سے یعنی مکتب کے آزاد ہونے کے بعد سبب نہ داخل ہونے نکاح کے کتابت میں چنانچہ اول باب میں مذکور ہو چکا کہ مکتب کو نکاح کرنا بلا اذن مولیٰ جائز نہیں الما ذون کا لکنا تب فیہا فی المصلین اور غلام ما ذون مکتب کے مانند و دون فصلون میں یعنی لونڈی مذکورہ کے شرا فاسد و مخرج میں اور نکاح کی صورت میں واو اولت مکتب تک سید ہا فہ بخیر ان شارت مضمت علی کتابہا دنا خذ العقر منہ او ان شارت عقرت نفسا وہی ام ولده و ثبت لہ بلا قصد لہا لانہ ملکہ ثبہ اور جبکہ لونڈی مکتبہ جنی اپنے مولیٰ سے تو اس کو اختیار کر اگر چاہے چلی جائے اپنی کتابت پر یعنی اپنی کتابت کو قائم رکھے اور مولیٰ سے عقر کرے یا اگر چاہے اپنی ذات کو عاجز کرے یعنی اسے بدل کتابت سے داخری کا اقرار کرے اور مولیٰ کی ام ولد ہو اور مولیٰ کا نسب مکتبہ سے بدون اس کی تصدیق کے ثابت ہوگا اس لئے کہ مکتبہ مولیٰ کی ملک ہے باعتبار گردن اگرچہ باعتبار تصرف کے ملک نہیں و لو کتابت شخص ام ولده او مدبرہ و عتقت ام الولد تجاہل ہوتے بالاسیلا و اگر کتابت شخص نے اپنی ام ولد یا اپنا غلام مکتب کیا تو درست ہر اور ام ولد مفت آزاد ہوگی اس شخص کی موت سے سبب سے پہلے کے بلا اذن بدل کتابت و سعی المذہب فی ثلثی قیمتہ ان شرا و فی کل البدل بموت سیدہ فقیر الم تیرک غیرہ اور سی کرے مدبرہ کو اپنی قیمت کے دولت میں یا چاہے سی کرے تمام بدل کتابت میں اپنے مالک کی محتاج ہو کر مرنے سے پہلے کہ اس نے کچھ مقرر نہ کیا ہو چھوڑا سو اسے اس مدبر کے ولو و بر مکتبہ صحیح فان عجزت فی مدبرہ او الاسی فی ثلثی قیمتہ ان شرا و فی ثلثی البدل بموتہ ای المولیٰ معسر الم تیرک غیرہ اور اگر اپنے مکتب کو مدبر کیا تو صحیح ہے پھر اگر وہ ادا بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو مدبر باقی رہے گا اور اگر عاجز نہ ہوا اور کتابت کو قائم رکھا تو سعی کرے اپنی قیمت کے دولت کے اور اگر اپنے اور اگر وہ چاہے یا سی کرے بدل کتابت کے دولت میں اپنے مولیٰ کے طرح محتاج ہو کر مرنے سے کہ مولیٰ نے کچھ مقرر نہ کیا ہو چھوڑا ہو سو اسے اس مدبر کے ولو مات موثر بحیث یخرج المذہب ان ثلث عتق بالمدبر و سقوط عنہ بدل الگتا ہے کہ لو عتق المولیٰ مکتبہ فادفع ثمنہ لہا لایام ملکہ اور اگر مولیٰ اسے مالدار ہو کر گیا ہو کہ مدبر ثلث شد کہ سے نکلے تاہم وہ آزاد ہوگا نہ سیر کے سبب سے اور اس سے سابقہ ہوگا کہ کتابت کا چنانچہ المولیٰ اپنے مکتب کو آزاد کرے تو وہ مفت آزاد ہوگا سبب تیا ملک دقہ کا تبہ علی لہن مولیٰ ثم صا لہ علی نصفہ و الا لہم خمساً ما ہونے نے مکتب کیا غلام کو ہزار مدت دے پر پھر مکتب سے صلح کر لی اس کی نصف یعنی ہاں نصفہ پر تو صحیح ہے ہاں شہان کی راو سے طرہین کے نزدیک ہر شخص کا تب عیدہ علی الفین

کتاب المکاتیب باب فی المکاتیب
مکتبہ جنی اپنے مولیٰ سے تو اس کو اختیار کر اگر چاہے چلی جائے اپنی کتابت پر یعنی اپنی کتابت کو قائم رکھے اور مولیٰ سے عقر کرے یا اگر چاہے اپنی ذات کو عاجز کرے یعنی اسے بدل کتابت سے داخری کا اقرار کرے اور مولیٰ کی ام ولد ہو اور مولیٰ کا نسب مکتبہ سے بدون اس کی تصدیق کے ثابت ہوگا اس لئے کہ مکتبہ مولیٰ کی ملک ہے باعتبار گردن اگرچہ باعتبار تصرف کے ملک نہیں و لو کتابت شخص ام ولده او مدبرہ و عتقت ام الولد تجاہل ہوتے بالاسیلا و اگر کتابت شخص نے اپنی ام ولد یا اپنا غلام مکتب کیا تو درست ہر اور ام ولد مفت آزاد ہوگی اس شخص کی موت سے سبب سے پہلے کے بلا اذن بدل کتابت و سعی المذہب فی ثلثی قیمتہ ان شرا و فی کل البدل بموت سیدہ فقیر الم تیرک غیرہ اور سی کرے مدبرہ کو اپنی قیمت کے دولت میں یا چاہے سی کرے تمام بدل کتابت میں اپنے مالک کی محتاج ہو کر مرنے سے پہلے کہ اس نے کچھ مقرر نہ کیا ہو چھوڑا سو اسے اس مدبر کے ولو و بر مکتبہ صحیح فان عجزت فی مدبرہ او الاسی فی ثلثی قیمتہ ان شرا و فی ثلثی البدل بموتہ ای المولیٰ معسر الم تیرک غیرہ اور اگر اپنے مکتب کو مدبر کیا تو صحیح ہے پھر اگر وہ ادا بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو مدبر باقی رہے گا اور اگر عاجز نہ ہوا اور کتابت کو قائم رکھا تو سعی کرے اپنی قیمت کے دولت کے اور اگر اپنے اور اگر وہ چاہے یا سی کرے بدل کتابت کے دولت میں اپنے مولیٰ کے طرح محتاج ہو کر مرنے سے کہ مولیٰ نے کچھ مقرر نہ کیا ہو چھوڑا ہو سو اسے اس مدبر کے ولو مات موثر بحیث یخرج المذہب ان ثلث عتق بالمدبر و سقوط عنہ بدل الگتا ہے کہ لو عتق المولیٰ مکتبہ فادفع ثمنہ لہا لایام ملکہ اور اگر مولیٰ اسے مالدار ہو کر گیا ہو کہ مدبر ثلث شد کہ سے نکلے تاہم وہ آزاد ہوگا نہ سیر کے سبب سے اور اس سے سابقہ ہوگا کہ کتابت کا چنانچہ المولیٰ اپنے مکتب کو آزاد کرے تو وہ مفت آزاد ہوگا سبب تیا ملک دقہ کا تبہ علی لہن مولیٰ ثم صا لہ علی نصفہ و الا لہم خمساً ما ہونے نے مکتب کیا غلام کو ہزار مدت دے پر پھر مکتب سے صلح کر لی اس کی نصف یعنی ہاں نصفہ پر تو صحیح ہے ہاں شہان کی راو سے طرہین کے نزدیک ہر شخص کا تب عیدہ علی الفین

شہادت المرفوع والخال ان قیمۃ الکاتب اللف و رسمہ لم یخیر الوثیۃ التامیل لم یشک غیر اوی الکاتب ثنی البذل و عند محمد
 ثنی قیمۃ مال الادب الباقی الی اجلہ اور در قیمت البذل مقام الرقبۃ فی غرضی تلمیذیہ کے لئے غلام کو مکاتب کیا و نہ ہر ہر ایک سال کی
 مدت مقرر کر کے پھر ہر سال گزرا اور حالانکہ مکاتب کی قیمت ایک ہزار درم ہونے کے وارثوں نے تاجیل کو جائز نہ کیا اور مولیٰ نے سوا سے
 اس مکاتب کے اور مال نہیں چھوڑا تو مکاتب بدل کتابت کے و ثلث نقد و اگر سے اور محمد کے نزدیک قیمت کے و ثلث نقد و اگر سے اور
 باقی ثلث بدل یا قیمت کا مدت مذکورہ کے بعد و اگر سے پاؤں کر کے تو پھر کر غلام بنایا یا سے بدل کتابت کے و ثلث نقد و اگر سے البذل قائم ہوئے
 بدل کے رقبہ کے مقام پر تو عیالہ تاجیل کے ثلث میں نافہ ہوگی و اگر کاتب علی اللف الی شہادۃ و الخال ان قیمۃ الفان و لم یخیر اوی ثنی قیمۃ
 حالانکہ الباقی اور در قیمت الفان الفان فی الحبابۃ فی البذل و الفان فی غرضی تلمیذیہ کے لئے غلام کو مکاتب کیا ہر ہر سال بھر کی مدت مقرر کر کے اور
 حالانکہ اس کی قیمت دو ہزار درم اور حالانکہ وارثوں نے کتابت مذکورہ جائز نہ کی تو غلام کو قیمت یعنی دو ہزار کے و ثلث نقد و اگر سے و ثلث باقی اس سے
 ساتھ چوگا یا اگر دائرہ کر کے تو پھر کر غلام بنایا یا سے با اتفاق شیخین اور محمد کے سبب واقع ہوئے عیالہ کے مقدار و تاجیل میں تو عیالہ مرفوع ثلث
 میں جاری ہوگی حرقال مولیٰ عبد کاتب جہد فلا الفان کاتب علی اللف در حرقال الی ان اویت الیک الفان فہو جزو کاتبہ المولیٰ علی فلا شرط
 قبول المولیٰ ثم اوی الفان عتق العبد بکمال الشرط و کذا اولم یقبل ان اویتہ نادى فلیقہ انما انما فہو تصرف المولیٰ فی کل مالین یخیر ولا یجرح الحس
 علی العبد لانه یصرف شخص آزاد نے غلام کے مالک سے کہا کہ اس نے فلا نے غائب غلام کو مکاتب کر ہر درم پر اس شرط سے کہ اگر میں تجھ کو ہر درم ادا
 کروں تو وہ غلام آزاد ہو سہو مولیٰ نے اس شرط پر اس کو مکاتب کیا اور مولیٰ نے قبول کیا پھر آزاد نہ کر دے ہر درم ادا کیے تو غلام آزاد ہو گا جو چاہے
 مذکورہ کے اور اس طرح اگر اس شخص نے اپنے ادا کرنے کو نہ کیا پھر اس نے ہر درم ادا کیے تو غلام نہ کو آزاد ہو گا اتھمان کی راہ سے البذل نافذ ہو جائے
 تصرف مملوئی کے ہر ایک اس میں جو ضرر نہیں اور شخص آزاد و غلام نہ کو جسے ہر درم بھرنے لگا اس کو اس کے کہ وہ جس میں نہ معاوضہ م قبول المولیٰ نے
 شایع نے ضمیر کا مرجع مولیٰ کو قرار دیا اور دینی اور شرح ملائین میں قبل ارجل واقع ہو اور یہی بلا تکلف مناسب ہو و اذ بلغ العبد فہا الا فہو قبل صار
 مکاتباً انما یحتاج لقبولہ لاجل لزوم البذل علیہ لہیکہ غلام غائب کہ اس امر کی خبر پہنچے یعنی قبل ادا کرنے طرفہ کر کے سو غلام نے کتابت قبول کی
 تو وہ مکاتب ہو جائیگا قبول غلام کی حاجت تو فقط اسی واسطے کہ بدل کتابت اس پر لازم ہو جائے یعنی مصلحت کتابت غلام کے قبول پر موقوف نہیں
 بلکہ لزوم بدل قبول پر موقوف ہر حال عبد حاضر سیدہ کا ثنی عن نفسی عن فلان الغائب فکا تبہما فقبل العبد الحاضر صحیح العقد اتھمانا
 فی الحاضر صالہ و الغائب تبہما غلام حاضر نے اپنے مالک سے کہا کہ میرے ساتھ عقد کتابت منعقد کر میری ذات کی طرف سے اور غلام نے غلام کی
 طرف سے سو مالک نے دونوں غلاموں کو مکاتب کیا سو حاضر غلام نے قبول کیا تو عتق صحیح و باقیا اتھمان کے غلام حاضر میں صالہ صحیح ہر اور نکاح
 غلام میں تبہما و ایما اوی بدل الکتاہۃ عتقا جہا جہا و یکیر المولیٰ علی قبول البذل میں احد ہما اور دونوں میں سے جو غلام کہ بدل کتابت ادا
 کر گیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے بلا رجوع یعنی ادا کرنے والا غلام دوسرے غلام سے بقدر اس کے حصہ کے مطالبہ نہ کر سکے گا اور مالک پھر بروقی
 ہوگی قبول بدل کتابت پر ایک کی طرف سے یعنی دونوں غلاموں کا بدل کتابت اگر کتاب غلام ادا کر گیا تو مالک کو پھر قبول کرنا ہو گا و لا یطاع البذل
 العبد الغائب یعنی عدم التزام اور غلام غائب سے کسی چیز کا مطالبہ نہ ہو گا اس کے عدم التزام کے سبب سے یعنی اس نے عقد کتابت قبول کیا
 نہیں کیا کہ اس سے کچھ مطالبہ ہو و قبولہ الکتاہۃ لہو لا یخیر کر وہ اپنا اور غلام غائب کا کتابت قبول کرنا اور ہر چیز میں نہیں جیسے اس کے
 کرنے کتابت کا اعتبار نہیں ہم قبول اور عدم قبول غائب ہر دو طرفہ کے قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اور تمام ہر کی تو بعد اس کے

قبول اور عدم قبول کا کیا اعتبار ہو اور حررہ سقط عن الحاضر حصہ اور اگر مالک نے حاضر غلام کو آزاد کر دیا بلا اخذ بدل کتابت تو حاضر سے اس کا حصہ بدل کا ساتھ ہو گا مگر اس کے غائب عقد میں تصدق داخل ہو اگر یہ مقصود باخطاب نہیں بلکہ کتابت دونوں پر مشتمل ہو گیا اگر چاہے یہ مطالبہ بدل کا نہیں ہو مگر بالکلیہ اوی الذائب حصہ حالاً والار وقتاً اور اگر حاضر غلام آزاد کیا گیا یا وہ مر گیا تو غلام غائب اپنا حصہ بدل کتابت سے نقد واکرے اور نہیں تو پھر غلام بنایا جائے ولو ابرا الحاضر و ہبہ بہ اعتما جیسا اور اگر مالک نے غلام حاضر کو تمام بدل کتابت معاف کر دیا یا تمام بدل کتابت اس کو ہبہ کر دیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے مفت ہم اور اگر بعض بدل معاف کر گیا تو باقی کا مطالبہ ہو گا حاضر سے نہ غائب سے کذا فی الخطا دئی ان کتاب الراقیہ عن نفسہا وعن شہین بن مغیرہ ہما قبلت صحیح تسمی اللہ امر اور اگر مالک نے اپنی لوٹدی سے عقد کتابت منقذ کیا اس کی ذات سے اور اسکے دو چھوٹے بیٹوں سے اور لوٹدی نے قبول کر لیا تو عقد صحیح ہو باعتبار تسمان کے بدیل گذشتہ یعنی اس لئے کہ لوٹدی کی طرف سے اور تبا اسکے بیٹوں کی طرف سے عقد کتابت صحیح ہو اوی اوی من ذکر کم یرجع علی الاخر لاہ بشریح و یحیی علی القبول الی آخر ما مر اور اشخاص مذکورین میں سے ہر شخص کہ بدل کتابت ادا کر لیا وہ دوسرے سے رجوع نہ کر گیا اس واسطے کہ وہ محسن ہو اور مولیٰ پر مشتمل شخص کے اس سے بدل کے قبول پر مجبور ہو گا اور حکام مذکورہ سابقہ ہم بطبعی ہیں کہ اولاد کا قبول اور عدم قبول کتابت میں معتبر نہیں اور اگر مالک مان کو آزاد کرے تو اولاد پر بدل کتابت باقی رہے گا بعد اسکے حصہ کے اس کو فی الحال ادا کریں اور مولیٰ کتابت بدل کا ان کی مان سے کرے نہ اس سے اور اگر مولیٰ ان کو آزاد کرے تو ان کی مان پر سے ان کا حصہ ماقبل ہو گا اور اگر مالک اولاد کو دین معاف کرے یا ان کو ہبہ کرے تو ان کی مان کو دین معاف کرے یا ہبہ کرے تو ان کی مان بھی آزاد ہوگی اور اسکے ساتھ ہی اولاد بھی اتنی تو یہ مسئلہ نظیر ہر مسئلہ سابقہ کا جمیع حکام میں کذا فی الخطا دئی فرغ مسئلہ شایع کا کتاب نصف عہدہ فادی الکتابت عتق نصفہ و فی بقیہ قیضہ وقالوا بعد کہ کتابت علی ذلک لال و بے ناخذ فادی القدسی مالک نے اپنا نصف غلام کتابت کیا سو اس نے بدل کتابت ادا کیا تو نصف غلام ادا ہو گا اور کوشش کر گیا اپنی باقی قیمت کے ادا کرنے میں اور صاحبین نے کہا کہ نصف غلام کی کتابت سے تمام غلام کتابت ہو گا اسی قدر مال

اور اسی قول صحابہ کو ہم لیتے ہیں کذا فی حادیسی

باب کتابت العبد المستتر

یہ باب ہر عہد شریک کی کتابت کے احکام میں عبد شریکین ان و ان احد ہما صاحبہ ان یکتاب خطہ بالغ و یقبض بدل الکتابت و کتابت شریک الماذون لہ نقد فی خطہ فقط عند الامام تہنری الکتابت عندہ و لیس شریک فی خطہ لاذنہ غلام ہو و شریک کا ایک شریک نے اپنے ساتھی و سرے شریک کو اسکا اذن دیا کہ وہ اپنے حصہ کے برابر درم پر کتابت کرے اور بدل کتابت پر قبضہ کرے سو جس شریک کو اذن ملا اس نے غلام کو کتابت کیا تو اسی کے حصہ میں کتابت نافذ ہوگی امام عظیم رح کے نزدیک سبب قیمت پذیر ہونے کتابت کے ان کے نزدیک مانند اعتاق کے اور اس کے شریک کو نسخ کرنا کتابت کا جائز نہیں اسکے اذن کے سبب سے ہم اذن شریک کا فائدہ یہ ہے کہ اسکے واسطے حق نسخ باقی رہے اور صورت عدم اذن اس کو نسخ میں اختیار ہو اور اذن بالقبض کا فائدہ یہ ہے کہ مال مقبوض سے اس کا حق منقطع ہو جائے تو مقبوض مخصوص تھا بعض ہو گا اس واسطے کہ قبض کا اذن گویا غلام کو اسکا اذن ہے کہ مال کتابت کو حلال کر کے شریک کو دے تو اس نے اپنے حصہ کا احسان کیا غلام کتابت پر مان اگر قبول دے بدل وہ کتابت کو متع کرنے کو بھی صحیح ہو گا اس واسطے کہ احسان ہر زمانہ میں ہو کذا فی الرطبی مخصاً و اذا قبض بعضہ بعض الالہ ہر فی المقبوض کلہ للقبض لاذنہ لہ بالقبض فیکون تبرعاً و لو قبض الالہ عتق حظ القابض اور جبکہ برابر درم سے کچھ درم قبض کیے ہو کتابت دے بدل سے عاجز ہو گیا تو بالکل مال مقبوض تھا بعض کا مملوک ہو گا نہ دوسرے شریک کا اس واسطے کہ قبض کا اذن یا تو وہ محسن ٹھہرے غلام پر اپنے حصہ کی بابت اور اگر برابر درم

کتاب الکتب بالکتاب

قبض کر لیا تو قابض کا حصہ آزاد ہو جائیگا ہم دیکھیں اور درکار کا خاصہ کلام سپرد لالت کرتا ہو کہ حسان کو قابض پر کدانی لٹھا دی امتہ بین
 شریکین کا سہا فو طہما احد ہوا فو لدت فادعا و الا علی ثم و طہما الشریک الاخر فو لدت فادعا و الا علی لکن فی صحت دعوتہ لیسام ملک
 ظاہر خلافا لہا ایک لوڈنی شریک ہر دو شریکوں میں دونوں نے اسکو مکتبہ کیا سو اسی سے قربت کی ایک شریک نے سودہ بنی تو قربت کر نیوالے لے
 اسکو ولد کی فرزند کی کا دعویٰ کیا پھر دوسرے شریک نے اس سے قربت کی سودہ دوسرے کا بنی سودہ دوسرے سے قربت کر نیوالے لے دوسرے ولد کی فرزند کی
 کا دعویٰ کیا تو اسکا دعویٰ صحیح ہوا سو اسلئے کہ ظاہر اسکی ملک ہوز قائم ہر بنی خلاف مذہب صحابین ہم کہتا ہر صحابین کے نزدیک مکتبہ شریک اول کی ام ولد کی
 بنی نکلیں سہیلہ تو شریک ثانی کی وطی غیر کی ام ولد کے ساتھ واقع ہوئی تو شریک ثانی سے ولد کا نسب ثابت نہ ہوگا اور اسپر تمام مہتری عقلازم ہر گاہ کہ
 شہد ملک کے سبب اسپر لازم ہوگی کدانی از بطی خان مجتہد ابو ذک جلت الکاتبہ کان لم یکن ویند فی فی تحقیقہ ہم ولد لاول ذوال لایع من
 انتقال پھر اگر کاتبہ عاجز ہوئی اور اسے بدل کتابت سے بعد اسکے یعنی دونوں علی اور دونوں دعوت کے بعد تو دونوں ٹھہرا جائیگا کہ کاتبہ کبھی نہ تھی
 اور اب تو کاتبہ حقیقت میں شریک اول کی ام ولد ہوگی بسبب دور و دور ہونے اس چیز کے جو مانع تھی انتقال ملک کی ام بنی ذوال کتابت سے مکتبہ شریک
 اول کی بالکل ام ولد ہوگی سو اسلئے کہ تحقیق تکلیف قائم ہوا و نکلیں ملک سے کتابت مانع تھی سو اسلئے کہ کتابت انتقال ملک قبول نہیں کرتی پھر جب کتابت
 اول ہوگی تو تحقیق تکلیف نے اپنا علی کیا کدانی از بطی والدہ و طہما و طہما سابق اور شریک اول کی وطی سابق ہر شریک ثانی کی وطی سے ہم یہ جواب ہے
 اس ال قدر کہ دونوں شریکوں کی ملک مکتبہ میں ثابت ہوا اور ہر ایک نے وطی کی اور ہر ایک نے ولد کا دعویٰ کیا تو کیا وجہ ہے کہ مکتبہ شریک اول کی
 لفظ ام ولد ہوگی شایع نے جواب دیا کہ شریک اول کی وطی سابق ہر ہی وجہ ہر تحقیق اس کی و ضمن الاول شریک نصف قیمتہا و نصف عقلا و شریک
 اول اپنے شریک کو اسکی نصف قیمتہا و نصف عقلا و ان کے ہم ملا قیمت مکتبہ کی ہوا و کاتبہ کی قیمت لوڈنی خالصہ کی قیمت سے نہ تھی ہوتی ہر کدانی
 فی الطحاوی عن الفتح و ضمن شریک عقلا کا طلا و طہما ام ولد غیر حقیقہ اور شریک ثانی مکتبہ کے عقلا کا طلا و ان کا سو اسلئے کہ اسنے حقیقت میں غیر
 ام ولد سے وطی کی قیمتہا و ولد ایضا و ہوا نہ لائے بنزلہ المنور و اور شریک ثانی ولد کی قیمت کا بھی و ان کے اور وہ ولد اسکا بیٹا ہوا سو اسلئے کہ شریک ثانی بنزلہ
 منور کے ہم ہوا سو اسلئے کہ اسنے وطی کی مکتبہ سے اپنی حلاکہ جانکر لیکن عجز اور بطلان کتابت سے ظاہر ہوا کہ اسکی ملک امین بنی ری اور منور کا ولد ثابت ہوا
 ہوا تو اس سے آزاد ہوا ہوتا قیمت دیکھو اسی من الشریکین فہم اقصی الی الکاتبہ صحیح ای قبل العجز لانقصا صہا بنا تھا فاذا عجزت تردہ للولی اور دونوں
 شریکوں میں سے جو عقلا دیکھا مکتبہ کو تو صحیح ہر لینے قبل از عجز و بنا صحیح ہر بسبب مخصوص ہونے مکتبہ کے اپنے منافع سے پھر حسب وہ عاجز ہوا و کاتبہ کی کتابت
 سے تو عقلا کو پھر سے و ان و برائشانی و طہما کا و طہما بجا تھا فہم لطل التدریس اور اگر شریک ثانی نے مکتبہ مذکور کو مدبرہ کیا اور اس سے
 وطی کی اور یہ مسئلہ بحال مسئلہ سابقہ ہر یعنی دونوں شریکوں نے لوڈنی کو مکتبہ کیا اور شریک اول نے اس سے وطی کی اور بنی اور شریک اول نے اسکا دعویٰ کیا
 سو مکتبہ عاجز ہوگئی اور کاتبہ کی کتابت سے تو تدریس باطل ہوگئی یعنی سو اسلئے کہ عجز سے ظاہر ہوا کہ وہ بالکل ام ولد ہر شریک اول کی تو امین ملک باقی رہی اور
 حالانکہ ملک شرط ہر صحت تدریس کو اسلئے و ضمن الاول شریک نصف قیمتہا و نصف عقلا و الولد لاول دی ام ولدہ اور شریک اول ثانی کو اسکی
 نصف قیمتہا و نصف عقلا و ان کے اور اگر شریک اول کا ہوگا اور وہ اسی کی ام ولدہ و ان کا سہا فو طہما احد ہوا فو لدت فادعا و الا علی فہم لطل التدریس و ضمن الاول شریک نصف قیمتہا
 شریک نصف قیمتہا اور اگر دونوں شریکوں نے لوڈنی کو مکتبہ کیا پھر ایک شریک مقدرو اسے لے اسکو آزاد کر دیا پھر وہ عاجز ہوگئی تو آزاد
 کرنے والا اپنے شریک کو اسکی نصف قیمتہا و ان دے و مرجع الضمان بہ علیہا لما تقران الساکت اذا ضمن الحق یرجع عندہ لاعتہ ہوا
 اور تاوان دینے والا شریک اسکو مکتبہ سے بھر لے سو اسلئے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ شریک ساکت عن الاعتاق جب تاوان لے آزاد کرنے والے

شریک سے تو اسکو رجوع جائز ہے یا نام کے نزدیک نہ صاحبین کے نزدیک ہر فرع مسئلہ ملحقہ شراح کا جملہ جملین و برہ احد ہما شرم حرہ الاخر غینا
او عکسا اتق الدبدان شارا و شمشعی فی المصوتین اوسمن شمرکین فی الاولی و مردون کا ایک غلام ہو ایک نے اسکو مدبر کیا پھر دوسرے نے
اسکو آزاد کیا حالانکہ وہ مقدمہ و رد الایہ یا دونوں نے اسکے بالعکس کیا یعنی اول عتاق غنی واقع ہوا پھر تدبیر تو مدبر کرنے والا چاہے مدبر کو آزاد
کریے یا دونوں صورتوں میں غلام سے ہی کراوے یا قطعاً پہلی صورت میں یعنی جب کہ آزاد کرنے والا مالدار ہو اپنے شریک سے تاوان سے

باب موت المکاتیب و عجزہ و موت مولا

یہ باب ہر مکاتب کی موت اور اسکے عاجز ہونے اور مالک کی موت کے احکام میں مکاتب عجزہ و عجزہ ان کا مال سیمیل الیہ لم عجزہ
الحاکم الی ثلاثہ ایام لانہما مدۃ ضربت لایلا فلا فدا را یک مکاتب ہر کہ عاجز ہو گیا اور اگر نے ایک قسط سے اگر اسکا ایسا مال ہو کہ غنیمت اسکو ملے گا
چنانچہ اسکا دین کسی پر قریب الوصول ہو یا اسکو مال ملے والا ہو بطریق ہبہ کے کذا فی الطحاوی تو حاکم اسکو عاجزہ ٹھہراوے تین دن تک ہوا
کہ یہ مدت ہر کہ انہما فدرات کے واسطے مقرر کی گئی ہر چنانچہ تین دن اختیار کی مدت ہو اور مدت کی مہلت دینے اور مدعا علیہ کی مہلت دینے کی
مدت دفع دعوی کے واسطے والا عجزہ الحاکم فی الحال اور اگر مال قریب الوصول نہ ہو تو حاکم مکاتب کو فی الحال عاجز ٹھہراوے و فقہا بطلب مولا
اوشخ مولاہ برضاہ اور حاکم بعد عجزہ کے ثابت کو نسخ کر دے اسکے مولی کی خواہش سے یا اسکا مولی نسخ کرے مکاتب کی رضامندی سے نسخ کو عجزہ
کے بعد اسواسطے ذکر کیا کہ مجرد عجزہ سے کتابت نسخ نہیں ہوتی بدون نسخ کرنے کے ولو کانت الکتابۃ فاسدۃ فالمولی لہ الفسخ بغیر رضاہ اور اگر کتابت
فاسد ہو تو مولی کو نسخ کتابت کا اختیار ہی بدون رضامندی مکاتب کے ہم بلکہ مولی پر بصورت فساد کتابت نسخ واجب ہر گناہ مٹانے کے واسطے و یکما
الکتاب فسخا مطلقا فی الجائزۃ و الفاسدۃ وان لم یفسخ المولی اور مکاتب نسخ کتابت کا مالک ہر طرح کتابت جائزہ میں اور فاسدہ میں بھی اگرچہ
رخصی نہ ہو و عا ورقۃ فسخہا اور اسکی غلامی پھر وکی دونوں کے نسخ کرنے سے یعنی جیسے قبل کتابت غلام تھا ویسا ہی پھر ملک ہوگا تصفیر و رقبتہ و مافی
یدہ لمولاہ اور جو مال کہ اسکے پاس ہوگا وہ مولی کا ملک ہوگا اگرچہ خیریت ہو اور مولی غنی ہو بقول صحیح کذا فی الطحاوی و المکاتیب اذ مات ولہ مال کفی
بالبدل ثم تفسخ و تودی کتابتہ من مالہ و اگر مکاتب مرجعے اور اسکا اتنا مال ہو جو بدل کے واسطے کفایت کرے تو کتابت نسخ نہوگی اور بدل
کتابت اسکے مال سے داکیا جائیگا بعد موت کے بقایے کتابت اور رد آبدل کتابت سے فائدہ یہ ہر کہ ہنگام کتابت کے فرزند اسکے آزاد ہوں اور اگر مال اوک
کتابت سے بچے تو وہ اسکے وارث ہوں و حکم بقیۃ فی آخر خبر میں خبر طیارہ اور حکم ہوگا اسکی آزادی اسکے اجزائے حیات میں سے اخیر میں ہم یہ مذہب ہے جو
کا اور بعضوں کے نزدیک بعد موت کے آزاد ہوگا لکھ عتق اولادہ المولودین فی کتابتہ لا قبلہا چنانچہ حکم ہوگا اسکی اولاد کی آزادی کا وہ اولاد جو اسکی کتابت
کے زمانہ میں پیدا ہوئی نہ انکا جو قبل کتابت کے پیدا ہوئے ہم اس کلام سے معلوم ہو کہ جن اصول و فروع کو مکاتب نے حال کتابت میں خرید کیا وہ آزاد
ہوگا لاکہ لکی آزادی کا بھی حکم ہوگا تو یوں کہنا حق تھا لکھ عتق من فضل فی کتابتہ یعنی چنانچہ ان شخصوں کی آزادی کا حکم ہوگا جو ذہل ہو گئے اسکی کتابت میں
کذا فی الجہلی والبقائی من مالہ میراث کو رفقہ اور جو مکاتب مذکور کے مال میں سے آبدل کتابت سے باقی رہیگا وہ اسکے وارثوں کی میراث ہر ہم یعنی اگر
قرابت دے ہوں مکاتب کے تو وہ اسکے مال کے وارث ہونگے اور انہیں سے کوئی نہ ہو تو مال باقی مولی کو لیکھا بطریق ارث کے کذا فی الحموی ولہ لم یکت
الا و ترک ولہ و لدنی کتابتہ و لا و فاقبیت کتابتہ و فی الابن فی کتابتہ امیہ علی نحوہ لقسطہ اور اگر مکاتب مرجعہ مال نہ چھوڑ گیا اور ایک
اسنے وہ بیٹا چھوڑا جو زمان کتابت میں پیدا ہوا اور اسکا کتابت کیواسطے کچھ مال ہمیں تو مکاتب کی کتابت باقی رہی اور بیٹا اپنے باپ کی کتابت میں
کوشش کرے بوجوب اسکے اقساط معینہ کے فاذا اوی حکم بقیۃ امیہ قبل موتہ و بقیۃ تبعا پھر جب اسکا بیٹا بدل کتابت ادا کرے گا تو اس کے

باب موت المکاتیب و عجزہ و موت مولا

باب کی آزادی قبل از موت پر حکم ہوگا اور بیٹے کی آزادی پر حکم ہوگا باب کی تبعیت سے ولو ترک ولد اشتراہ فی کتابہ اوی البذل حالاً
اور والی حالہ رقیقاً و سوباً بینہما اور اگر کتاب نے وہ بیٹا چھوڑا جسکو اسنے اپنی کتابت کی حالت میں بول لیا تھا تو وہ بیٹا بدل کتابت کو
فی الحال ادا کرے یا اگر فی الحال نہ ادا کر سکے تو اپنی غلامی کی حالت کی طرف پھیر جائے جس طرح کہ غلام تھا ویسا ہی غلام بن کر رہے گا نہ وہ آزاد ہوگا نہ
اسکا باپ اور صاحبین نے دونوں بیٹوں کو برابر کہا یعنی جو بیٹا کہ کتابت میں پیدا ہوا اور جو کہ خرید ہوا دونوں حکم میں برابر ہیں یعنی ہر دو بیٹا قسماً کے
بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے و اما الاوان فیہ ان للرق کما ات وقال ان و یا حالاً غلاماً و الا لا اور کتابت مذکور کے مان باپ کا تو یہ حال ہو کہ جو
موت کتابت کے مملوک کی طرف پھیرے جائے اور صاحبین نے کہا کہ اگر دونوں فی الحال بدل کتابت کو ادا کر سکے تو آزاد ہو گئے اگر نہیں تو آزاد نہ ہو گئے
مگر شرج جمع اور شربلایہ میں صحیح ہے کہ صاحبین کے نزدیک اصل کتابت کے فروع کے مانند ہیں اور بدل کتابت میں موجب اقساط معینہ کے تو نظر کرنا
چاہیے کہ شارج نے یہ کلام کہاں سے لیا یعنی تفریق بین الاصل و الفروع کذا فی الجلی اشتہری الکاتب انہ فوات عن وفاء و رفقہ انہ لو تہجرا
عن ابن عمر کہ کتابت کے لئے اپنا بیٹا خرید کیا پھر وہ مر گیا اتنا مال چھوڑا کہ ادا سے بدل کتابت کے واسطے کافی ہو تو اسکا بیٹا اسکا وارث ہوگا اس واسطے
کہ کتابت آزاد ہو کر مر گیا اسنے آزاد بیٹے کو چھوڑ کر چھپا نہ مذکور ہو چکا ہم نے جب بدل کتابت ادا ہوا تو آخریات میں کتابت آزاد ہو کر مر گیا اور اس کے ساتھ
اسی وقت اسکا بیٹا آزاد ہو گا تو دونوں آزاد ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ باپ آزاد ہوا تو بیٹا چھوڑ کر کذا فی الزلیسی و کذا یرتہ لو کان ہوا ہی الکاتب
وانہ الکبیر کا تبہ کا تہ واحدہ نصیر و تھا شخص احد ضرورۃ اتحاد العقد اور اس طرح کتابت کا بیٹا اسکا وارث ہوگا اگر کتابت آزاد ہو
بالغ بیٹا کتابت ہون ایک کتابت سے بعد ہی جانے دونوں ایک شخص کے مانند اتحاد عقد کی ضرورت کی بہت سے ہم بالغ کی قید لگانا خطا ہے جو غور کے
مخالف ہے حیث قال لا کو تب ہو وہ نہ جہیزا و کبیرۃ کذا فی الجلی طحاوی نے کہا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ کبیر کی قید اس واسطے لگائی کہ سہارا کوئی تو ہم کہہ کہ
بالغ بسبب اپنے بلوغ کے مستقل ہو کتابت میں فان ترک الکاتب ولدا من حرۃ ای متقہ و ترک و نیاکہی بعد لہا یعنی الولد فقضی بہ باقی علی
حاکمۃ امہ ضرورۃ ان الاب لم یعتق بعد لم یکن و لک القضاۃ تعجیر الاب یہ عدم المناقاة پھر اگر کتابت نے ولد چھوڑا حرہ سے یعنی متقہ سے اور کتابت نے
کو نو پر اتنا دین چھوڑا جو بدل کتابت کی واسطے کافی ہو پھر ولد سے قتل خطا واقع ہو اسوقت اسی نے موجب جنایت اسکی مان کی بروری پر دیت کا حکم کیا
اس ضرورت سے کہ اسکا باپ ہون آزاد نہیں ہوا عدم ادا سے بدل کتابت سے تو یہ قاضی کا حکم کرنا اس کے باپ کو عاجز ٹھہرانا نہیں ہے بلکہ عدم المناقاة یعنی
حکم مذکور کتابت کے منافی نہیں کہ حکم تعجیر ہو کتابت کا ہم حرہ کی تفسیر متقہ اس واسطے کہ حرہ اصلی کے ولد پر کسی شخص کا ولا نہیں اور جنایت سے جنایت خطا
مرد ہو اس واسطے کہ جنایت عمد میں بروری پر دیت نہیں کذا فی الطحاوی ولا رجوع اور رجوع نہیں یعنی مان کی بروری باپ کے موتی سے دیت کو
رجوع نہیں کر سکتی اس واسطے کہ جب انھوں نے دیت دی تھی تو ان کے واسطے حق و لانا بت تھا اور باپ کے موتی کو تو حق و لا کتابت کے آزاد ہو سکے
بعد کتابت ہو گا قید بالمدین لان فی العین لاتیالی القضاۃ بالاحاق بالام لا مکان لوفاء فی الحال مصنف نے دین کی قید ہو اس واسطے لگائی کہ اگر کتابت کا
مرد کہ عین ہو گا تو مان کی طرف ولد کے الحاق کا حکم نہیں اصل ہوتا بسبب ممکن ہونے ادا سے بدل کتابت کے فی الحال ولو قضی بہ بالولا لقوم ہم
بعضہم مع قوم الاب فی ولانہ فہو القضاۃ بما ذکر تعجیر لانہ فی فصل متبذیہ اور اگر قاضی نے اسکی مان کی قوم کی واسطے و لا کا حکم کیا انکی خصوصیت
ان کے بعد باپ کی قوم کے ساتھ اسکی ولایت حکم مذکور عاجز ٹھہرنا ہو کتابت کا اس واسطے کہ قضاۃ مختلف فیہ میں واقع ہوئی ہم نے حکم دیا کہ اگر کتابت مذکور
کی موت کے بعد سو جھگڑا ہوا باپ کی قوم اور مان کی قوم کے درمیان اسکی میراث میں سو قاضی نے مان کی قوم کی واسطے ولا یعنی میراث کا حکم دیا تو قضا
کتابت کا نسخ کرنا ہو اس واسطے کہ خصوصیت واقع ہوئی بقا اور عدم بقا کے کتابت میں میراث کسی قوم کے واسطے ثابت نہ ہوگی بدین اس کے یعنی اگر کتابت فی

یعنی کتابت کے بعد باپ کی قوم کے ساتھ اسکی ولایت حکم مذکور عاجز ٹھہرنا ہو کتابت کا اس واسطے کہ قضاۃ مختلف فیہ میں واقع ہوئی ہم نے حکم دیا کہ اگر کتابت مذکور کی موت کے بعد سو جھگڑا ہوا باپ کی قوم اور مان کی قوم کے درمیان اسکی میراث میں سو قاضی نے مان کی قوم کی واسطے ولا یعنی میراث کا حکم دیا تو قضا کتابت کا نسخ کرنا ہو اس واسطے کہ خصوصیت واقع ہوئی بقا اور عدم بقا کے کتابت میں میراث کسی قوم کے واسطے ثابت نہ ہوگی بدین اس کے یعنی اگر کتابت فی

ہو کر یہ کتابت اور باہر کا آزاد ہو گیا تو والد کی میراث باپ کی قوم کی واسطے ثابت ہوگی اور اگر کتابت باقی نہ ہوگی تو میراث مان کی قوم کی واسطے ہوگی اور
 صحابہ کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض صحابہ کا یہ کہ جب کتابت مرنے کے بعد کتابت چھوڑ کر تو وہ غلام ہو گیا نہ آزاد ہو کر اور بعض صحابہ کا یہ کہ جب
 ہو کر کتابت نہ کرے آزاد ہو گیا پھر جب قاضی نے میراث کا حکم مان کی قوم کی واسطے کیا تو فصل بعد فیہ میں تصادق ہوئی اور مختلف فیہ میں قاضی کا حکم مانا
 نافذ ہو جاتا ہے تو یہ تصدق تصدق کتابت ٹھہری کہ انی لطلحا وی لطلحا وی مقصود طلبہ لیسیدہ وان لم یکن مصرفہ للصدقة ما وی الیہ من الصدقات فمخرج تبدل
 الملك و صلیہ حدیث بریرہ ہی ایک صدقہ و لہا بیۃ اور جو صدقات کا مال کتابت کو دیا گیا اور کتابت عاجز ہو گیا اور بدل کتابت سے تو وہ مال کتابت کے
 مولیٰ کو حلال ہے اگرچہ پہلے خیرات کا مصرف نہ ہو سبب بدہانہ ملک کے اور اصل اسکی بریرہ کی یہ حدیث ہے کہ صدقہ تیسرے واسطے تو صدقہ چہارم سے واسطے
 ہر یہ جو ہم یعنی تبدل ملک تبدل ملک کے مانند ہو تو گو باوہ اور خیر ہو گئی اور اسکی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کی حدیث میں اشارہ کیا کہ صدقہ بریرہ کی واسطے
 صدقہ ہو اور ہمارے واسطے ہر اس وقت فرمایا جبکہ بریرہ صدقہ کی خیر خیرت کو ہر یہ دی تھی اور بریرہ اس وقت میں کتابت تھیں کہ انی لطلحا وی لطلحا وی فارسی ہر یہ نے کہا
 بلکہ ہر صدقہ میں کہ انی لطلحا وی لطلحا وی وارث شخص فقیر مات عن صدقہ اخذ ہا وارثہ یعنی چنانچہ اس شخص فقیر کے وارث میں جو دیا صدقہ چھوڑ کر دیا
 صدقہ کو اسکا مال وارث ایسا یعنی ہر چند صدقہ مالدار پر حرام ہے لیکن جبکہ صدقہ کا مورث فقیر مالک ہو پھر اس کے بعد اسکا وارث غنی مالک ہو بطریق میراث کے
 تو وہ صدقہ غنی کے حق میں حلال ہو گیا تبدل ملک کے سبب و کافی ابن سبیل اخذ ہا ثم وصل الی مالہ ہر یہ فی یدہ ای زکوۃ اور چنانچہ اس شخص میں جس نے زکوۃ کا مال لیا
 پھر مسافر ہو چکا یا اپنے مال کے پاس اور حالانکہ مال زکوۃ اس کے قبضہ میں ہے تو وہ اسکو حلال ہے اس واسطے کہ جب اس نے لیا تھا وہ محتاج تھا فقیر سخی وہی فی یدہ فاما
 قویب لہ اور اس محتاج کے مانند جو زکوۃ لیکر غنی ہو گیا اور حالانکہ زکوۃ اس کے پاس ہے تو زکوۃ اسکو حلال ہے جو اس کے کہ غنی پر ابتدا سے اخذ زکوۃ حرام ہے کیونکہ آئین
 ولت ہو تو اسکو لینا جائز نہیں بلا ضرورت اور بیان ضرورت پائی گئی پھر جب اس نے محتاج کی حالت میں لیا تو بعد اسکے نہیں مگر استدانت تو حلال ہوگا
 کہ انی لطلحا وی معلوم ہوا کہ پہلے دونوں مسئلوں میں تبدل ملک علت کی علت ہے اور پچھلے دونوں میں تبدل حال علت ہے بخلاف فقیر باج یعنی او باسعی میں
 زکوۃ اخذ ہا لاکل لان الملك لم یبدل بزحلاف اس محتاج کے جس نے غنی یا باسعی کو عین مال زکوۃ جسکو فقیر نے لیا تھا مباح کر دیا تو غنی یا باسعی کو حلال نہیں
 اس واسطے کہ ملک تبدل نہیں ہو گئی ہم اس واسطے کہ حاجت سے مباح کر دینے کی ملک زائل نہیں ہو جاتی تو مباح نہ اسکو تناول کرنا ہر بیج کی ملک پر فاق جنی
 عہد و کا تہ سیدہ جاہا بچا تہ او جنی کتابت فلم یقبض بہ باجی فوفان شام المولیٰ وقع العید و فدی زوال المانع بالبحر پھر اگر غلام نے کسی کو قتل کیا
 اور اس کے مالک نے اسکو کتابت کیا نا دانستہ اسکی جنابت سے کتابت نے اسکو قتل کیا سو اسکی جنابت پر سزا کچھ حکم نہ ہو پھر وہ بدل کتابت سے عاجز ہو گیا
 تو اگر مولیٰ چاہے اولیا مقتول کو غلام دے یا فدیہ دے سبب زوال مانع کے عاجز ہو جانے سے یعنی مانع دفع کتابت تھی سو عاجز ہونے سے زائل ہو گئی تو اب
 مالک کو دفع اور فدیہ میں اختیار ہوا ان قضی بہ علیہ حال کو نہ کتابت فخر بیع فیہ الانتقال حق من رقبتہ الی قیمتہ بالقضار اور اگر جنابت کا حکم ہو گیا ہے
 حالت کتابت میں پھر وہ عاجز ہو گیا اور اسے بدل کتابت سے توجہا جائیگا اس میں اس واسطے کہ حق اسکی گردن سے اسکی قیمت کی طوت نقل ہو گیا تھا کہ
 سبب بکیر لیکہ قیمت اقل ہو دیت سے کہ انی لطلحا وی لطلحا وی عن الزنا یہ قید بالبحر لان جنایات الکتاب علیہ فی کسب و لیزہ الاقل من قیمتہ ومن الارش محض نے غنیمت
 کی قید لگائی کہ کتابت کی جنایات خود کتابت پر ہوتی ہیں اس کے کسب میں اور لازم ہوتا ہے اس پر جو کسب قیمت میں سے اور دیت میں سے یعنی اگر قیمت کمتر ہو تو
 سے تو قیمت کا دنیا اس پر لازم ہوگا اور اگر دیت کمتر قیمت سے تو دیت کا دنیا لازم ہوگا و ان مکررت قبل اقصاء فعلیہ قیمتہ واحدة و لو بعد فقیر اور اگر قبل
 قضا سے قاضی کتابت سے چند ہاضیات مکرر واقع ہوئی تو اس پر ایک ہی قیمت واجب ہوگی اور اگر بعد قضا چند بار جنابت واقع ہوئی تو چند قیمتیں اس پر لازم
 ہو گئی یعنی اگر کتابت نے ایک شخص کو قتل کیا پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو قبل از قضا سے قاضی تو ایک ہی قیمت اس پر واجب ہوگی اور اگر کتابت سے ایک بار

بذلک کتابت علت
 است سبب زکوۃ
 لطلحا وی لطلحا وی
 سبب جنابت ہے اور

جائیت خطا واقع ہوئی اور قاضی کا حکم ہو گیا موجب جنائیت پر تو وہی کرے قیمت میں اگر وہ کثیر ہو دیت سے پھر حد اسکے اگر جنائیت ثانیہ واقع ہوگی
تو اس پر قیمت ثانیہ لازم ہوگی اور علیٰ ہذا القیاس قیمت متعدد ہوگی قدر جنائیت سے دوا اور جنائیت خطا اور قیمت فی کسبہ بعد لکھ ہوا اور اگر مکاتیب نہ تہی
جنائیت خطا کا اقرار کیا تو اس پر قیمت لازم ہوگی اسکے کسب میں بعد اسکے کہ موجب جنائیت پر قاضی کا حکم ہو گیا ہو ورنہ حکم علیہ حتیٰ عجزتہ بطلتہ اور اگر
قاضی کا حکم اسپر دوا ہو بیان تک کہ وہ حاضر ہو گیا بدل کتابت سے تو جنائیت باطل ہے کذا فی الدررین القاعدیہ ہم لہنی در حق مولیٰ جنائیت باطل ہوا اور اسکا
مواخذہ اور مطالبہ ہوگا آزاد ہونے کے بعد اہم کے نزدیک خلافاً للہما میں کہ فی الحال مطالبہ ہوگا کذا فی الطحاوی وان مات السیر لم یفسخ الکتاب کا تہ
واما شیئہ الولد وکابل الدین افادات الطالب اور اگر وہی مرگیا تو کتابت نہیں ہو جاتی جیسے تہ سیر اور اہم ولد ہو باطل نہیں ہوتا اور چنانچہ دین کی ریت
باطل نہیں ہوتی جبکہ طالب دین مرجاؤ سے ویو دی المال الی ورثتہ علیٰ خیرہ کابل الدین اور دیکھا جاوے مال کتابت کا مولیٰ کی موت کے
بعد اسکے وارثوں کو اسکی قسطوں کے موافق دین کی ہر رت کے مانند یعنی اگر وارث کسب ہو تو اسکو مال دیا جائے اور اگر عجز ہو تو اسکے وصی کو دیا جائے
کذا فی التہستانی بطلان موت الطالب لہذا رتبہ بطلان موتہ بطلان اسکے ذمہ کے ہم یعنی اگر وہ یوں مرجاؤ سے تو ریت باطل ہوگی
اور اسلئے اگر اسکا ذمہ خراب ہو گیا اور دین ترک کی طرف منتقل ہوا اور ترکہ میں یہ دین کذا فی الرئی ہذا کاتبہ وجمع وکونی مرضہ اللہ ماجیلہ الاصل
پہنچے آدھ مال اقساط سابقہ کے موجب اسوقت ہر جیکہ مولیٰ نے اسکو مکاتیب کیا ہوا انہی صحت کی حالت میں اور اگر اسنے بیماری میں مکاتیب کیا ہو تو اسکا ذمہ
ٹھہرنا باطل ہے مگر ثبات متروکہ سے یعنی بدل کتابت کے وراثت فی الحال اور اسے اور ایک شکستہ اقساط معینہ کے موافق کذا فی اشترک الیہ وان حرر وہ
ای کل الوتر فی مجلس و اجتمع مجاہد اسما نا یوکل ابرا اقصنا ما اور اگر وارثوں نے یعنی تمام وارثوں نے مکاتیب کو آزاد کر دیا ایک ہی مجلس میں تو وہ منت آزاد
ہو جائیگا اسما نا کی راہ سے اور آزاد کرنا برابر قرار دیا ہوگا بطریق اقتضا کے ہم قیاس یہ ہے کہ مکاتیب آزاد ہو وارثوں کے آزاد کرنے سے ہوا اسلئے کہ
آزادہ کرنا ہر جو مالک ہو اور حالانکہ وارث مکاتیب کے مالک نہیں ہوا اسلئے کہ مکاتیب ملک انہیں ہوتا کسی سبب ملک سے تو میراث سے بھی ملک انہیں ہوتا
وہ اسما نا یہ ہے کہ اعتناق ابرا قرار دیا کہ بدل کتابت سے ہوا اسلئے کہ بدل کتابت وارثوں کا حق ہے اور میراث اس میں جاری ہے اور اعتناق بدل کتابت کا اسما نا
کر دینا ہو گیا بطریق اقتضا کے یا حصول بدل کتابت کا اقرار ہو گیا انکی طرف سے تو مکاتیب بری الذمہ ہوا تو آزاد ہو گیا کذا فی الطحاوی فان حررہ بعضہم فی مجلس
والآخر فی آخر لم یفیدہ عقد علیٰ صحیح لانہم یلکوا پھر اگر مکاتیب کو بعض ورثہ نے ایک مجلس میں آزاد کیا اور دوسرے وارث نے دوسری مجلس میں آزاد کیا
تو اسکا اعتناق نافذ نہ ہوگا برفہرہ صحیح ہوا اسلئے کہ وارث اسکا مالکین کو ظہر بعد موت مولیٰ اعادہ ادا اگر کاتب حاضر ہو گیا آدھ بدل کتابت سے ہوا موت
مولیٰ کے تو اسکی غلامی پھر رہی یعنی جیسا غلام ملک قبل کتابت کے تھا ویسا ہی ہو جائیگا مکاتیب تحتمہ اتمہ طلقہا ثلثین فلکما لا یکل لہ ان یطاعا مستے
تکلیف زواج غیرہ مکاتیب کے نیچے کسی کی نوٹدی ہر طریق نکاح کے اسکو اسنے دو بطلاق دی پھر مکاتیب اسکا مالک ہوا تو اسکو اسکا دلی کرنا حلال نہیں ہے
کہ وہ نوٹدی سولے اسکے اور شوہر سے نکاح کرے وکذا لہ کرنا تقرری محلہ اور یہی حکم ہے آزاد کا چنانچہ ثابت ہو چکا ہے اسنے مقام میں ہم یعنی اگر آزاد نوٹدی منکوحہ کو
روطلاق دے پھر اسکو خرید کرے تو وہ حلال نہیں تا وقتیکہ اسکے سوا سے اور شوہر سے نکاح نہ کرے اور مکاتیب کے مانند زن اور مرد ہر دم و لہ کا بیٹھا اور غلام
ماعی ہر اسوا اسلئے کہ حد طلاقات میں عورت کا اعتنا یہ ہے مرد کا یعنی اگر عورت نوٹدی ہو تو دوبار کی طلاق سے حرمت غلیظہ ہو جاتی ہے خواہ اسکا شوہر غلام ہو
خواہ آزاد اور اگر عورت آزاد ہو تو تین بار کی طلاق سے حرمت غلیظہ ہوتی ہے خواہ شوہر غلام ہو یا آزاد کا تہا بعد کتابتہ واحدہ ای بقدر واحدہ و غیر المکاتیب جالا
یلعجزہ الفاضلی حتیٰ یجمعہا لانا کو احدہ بطلاق الوتر فان القاضی یعجزہ بطلب ہم مختبی روا لکون نے غلام کی ایک کتابت کی یعنی دونوں نے غلام کو مکاتیب
بقدر واحدہ کیا اور مکاتیب حاضر ہوا تو قاضی اسکو حاضر نہ ٹھہروے تا وقتیکہ دونوں مالکین ہوا اسلئے کہ دونوں ایک شخص کے مانند ہیں بخلاف وارثوں کے

تمام انجیل پر تو یہ بھی قصداً آزاد ہو گیا تو اسکا والا آزاد کرنے والے سے منتقل نہ ہوگا ورنہ الو ولدیت ولدین احد ہلالا قل من سنتہ اشہرو
 الاخر لا اکثر سنہ وینہما اقل من نصف حول ضرورت کو نہ تھا تو ائین و اسطرح موالی ام سے انتقال و لاء ہوگا اگر بعد متق کے لوڈی و ڈر کے جنی
 ایک لڑکا تو کتر چھ مہینے سے جنی اور دوسرا لڑکا دیا و چھ مہینے سے اور حالانکہ ماہین ولادت و لدین نصف سال سے کتر ہو اسواسطے کہ دونوں
 لڑکے تو ام بالفردین ہم پہلا لڑکا تو بالیقین عتق کے وقت موجود تھا پھر جب دونوں تو ام پھر سے سبب عدم نقل رت حل کے تو دونوں کا عتق تھا
 ہی ثابت ہوا تو دونوں کو عتاق شامل ہو گیا بالفرد تو و لا متق سے منتقل نہ ہوگی فاذا ولدت بعد عتق ما لا اکثر من نصف حول فوالا نہ ہو
 الام ایضا تا قدر ترجیہ لابل لرقہ پھر جب لوڈی اپنے آزاد ہونے کے بعد نصف سال سے اکثر مدت میں جنی تو اسکی بھی میراث موالی ام کیواسطے
 ہو اسواسطے کہ بالغ ہونا ولد کا باپ سے مستغیر ہو اسکی غلام ہونے کے سبب سے فان عتق القری و ہوالاب قبل موت الولد لا بعدہ جرو لا امر
 الی موالیہ لروال المانع پھر اگر وہ غلام جو باپ سے آزاد ہو گیا قبل از موت ولد نہ بعد موت کے اپنے ولد کی میراث اپنے مالکوں کی طرف پہنچا دینگا
 سبب و درجہ جانے مانع کے ہم نبی جب چھ مہینے سے زیادہ مدت میں لڑکا پیدا ہو تو مان کے مالکوں کا عتاق ثابت ہوا سبب ماوت ہونے
 ولد کے بعد عتاق کے اور سکہ سابقہ میں جو مان کی طرف لڑکا منسوب ہوا تھا تو باپ کی طرف اسبب اسکی غلامی کے نسبت نہ ہو سکتی تھی پھر جب اسکا باپ
 آزاد ہو گیا تو اسکی طرف نسبت ممکن ہوئی زوال مانع کے سبب سے اسواسطے کہ نسبت باپ کی ان کی نسبت سے مقدم ہو کہ وہ لانسب کے مانندی اور سبب
 باپ کی طرف ہوتا ہو نہ مان کی طرف اور اگر والد بعد موت ولد کے آزاد ہوگا تو میراث ولد کی والد کے موالی کی طرف منتقل نہ ہوگی اسواسطے کہ والدہ کے موالی
 مستحق و لا ہو چکے تھے اسکی مرنے کے وقت تو اب انتقال لا ہوگا کذا فی الخطاوی مختصر کذا اذا لم تکن قتدہ یعنی تفسید ولادت کی نصف سال سے پہلے
 ابتداء عتاق اسوقت ہی جبکہ لوڈی عتق میں نہ ہو تو معتدہ فولدت لا اکثر من نصف حول من اتق ولدون حوالین من الفراق لا ینقل لموالی الاب و اگر
 لوڈی عتق کے اندر ہو پھر جنی نصف سال سے اکثر مدت میں آزاد ہونے سے ارد و سال سے کتر مدت میں فراق زوج سے تو انتقال میراث کا باپ کے
 مالکوں کی طرف نہ ہوگا عجمی لہ موالی سوالاۃ اولہ لیکن لہ ذلک و قید بالجمی لان لا مال و الا لا یكون فی العرب لقوة النسب ہم مکمل مقصدہ و لو عربی فولدت منہ
 فولاد ولد مال مولانا اس عجمی نے جبکا ایک شخص مولی پر عقد والات کا یا اسکا و یا مولی نہ نکاح کیا اسے متقہ سے اگرچہ وہ عورت عربی کی لوڈی ہو متوقفہ
 اس عجمی سے جنی تو متقہ کے ولد کی میراث اسکی مولی کی ہر عجمی کی تیرا اسواسطے لگائی کہ موالات کی میراث عرب بن نہیں ہوتی انکے انساب کے قوی ہونے سے
 ہم عجمی کے مولائے موالات ہونے کی یہ صورت ہے کہ شخص غیر عربی کا باپ کا فر تھا پھر وہ سلمان ہو اسواسطے متقہ لوڈی سے نکاح کیا پھر اسے ایک مرد سے
 عقد موالات منعقد کی تولد و لو عربی صواب و توحی یعنی صواب یہ تھا کہ شارج یون کہتا کہ اگرچہ متقہ عجمی شخص کی ہو اسواسطے کہ جب میراث عجمی مولی کے واسطے
 ثابت ہوئی تو عربی مولی کے واسطے بطریق اولی ثابت ہوگی کذا فی الخطاوی لقوة ولا الرقۃ سے اعتبار تیرا الکفارة لانی العجم و لا مال و الا مولائے متقہ کے
 واسطے اسواسطے میراث و لا کی ثابت ہوئی کہ ولای سے عتاقہ قوی خیر ہی ان تک کہ اس میں کفار تبا یعنی ہمیری مقبضہ عجم اور ولای سے موالات میں ہم یعنی
 لوگ تفرق کرتے ہیں عتاقہ سے اور اسکو کفارت میں ہتھار کرتے ہیں تو فصیح کا متق کفو نہیں ہر شریف کے متقہ کا اور عجم کے حق میں نسب ضعیف ہو
 اسواسطے عجمیوں نے اپنے نسب ضائع کر ڈالے ولید کفارت انہیں مقبضہ میں نسب کی راہ سے بلکہ انہیں عجم کا قبل از اسلام مراتب و نیادی سے تھا اور وہ
 اسلام کے ویداری سے برخلاف اس صورت کے کہ ولد کا باپ عربی ہو اسواسطے کہ عرب کے نسب قوی ہیں مقبضہ میں حق نسب اور نہ ہادیہ میں
 اسواسطے کہ عرب میں باہم دو گاری نسب کے سبب سے عجم و لا موالات کی کچھ حاجت باقی نہ رہی کذا فی الخطاوی الحق مقدم علی الر و آزاد کرنے والا
 مولی مقدم ہر میراث پر یعنی جبکہ عتق نہ ہوں اور ترو کہ باقی رہی بھی اب بالفرض کی میراث کے بعد تو بقدر حصص اسکی بالفرض کے پھر لڑکا کو دیا جائے

تقریب میں لکھے تودہ اس وقت میں آزاد ہو جاوے گا اور اسکی دلا اسکو نہ ملے گی تو اگر عربی اور اسکا عقیقہ دونوں مسلمان ہو کر دلا اسلام میں آوے گی تو عربی اسکا وارث نہ ہوگا بر خلاف نہر سب ابو یوسف کہ اس کے نزدیک میراث باوریکا وکان لہ ان یوالی من شمار لانه لا ولا لہ احد علیہ اور عربی کے غلام آزاد کو جائز ہے کہ جس سے چاہے عقد والات منع کرے اسواسطے کہ کسی کی دلا اسپر نہیں ہے جو عقد موالات دوسرے سے ناکسے ولو دخل مسلم فی دار الحرب فاشترى عبدا ثم فاعقده بالقول عتق بلا خلیۃ اور اگر مسلمان دار الحرب میں گیا سو اسنے وہاں غلام خرید کیا پھر اسکو زانی بلا خلیۃ آزاد کیا یعنی دار الحرب میں تودہ آزاد ہو جاوے گا ہم یہ روایت شریانی کی اس روایت سے مخالف ہے کہ جب مسلمان غلام عربی کو دار الحرب میں آزاد کرے تو اسکو اسکی دلا حامل نہوگی امام کے نزدیک کذا فی الطحاوی اور اس منافات کا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ مصنف نے عتق ذکر کیا ہے نہ دلا اور شریانی میں نہیں دلا نہ کو رہنے نفی عتق کی اور سابقہ ذکر ہو چکا ہے کہ دلا اور میراث متحدہ حقیقہ نہیں واللہ اعلم ولو کان العبد مسلما فاعقده مسلم او عربی فی دار الاسلام فلا رہ لہ اسی لعتقہ اور اگر غلام مسلمان ہو سو اسکو مسلمان یا عربی دار الاسلام میں آزاد کرے تو اسکی دلا اسکو ملے گی یعنی اس کے آزاد کرنے سے اس کے گواہ لایا کہ اسی نے اسکو آزاد کیا ہے تو دونوں معیوں کے واسطے دلا اور میراث کا حکم ہوگا بسبب عدم ترجیح المولیٰ لیسوق الوارثہ کا تنفیذ منہ وصایاہ وبقضیۃ منہ دیونہ مولیٰ آزاد کرنے والا عتق ولا ہو تاہو عصباء سے پہلے تو عتق کی میراث سے مولیٰ کی وصیتیں نافذ ہونگی اور اس کے دیون اس سے ادا کیے جائیں گے اگرچہ عتق کتاب یا تہمیر یا استیلا سے ہو کذا فی الطحاوی الکفارة لعتق فی دار الاسلام لعتق التاجر لعتق العطار و الدباغ بصری زوجہ و عتق من معتبر ہو تو آزاد غلام سوداگر کا برابر عطر فروش کی آزاد ہونے سے نہ ریخت کرے و اے کا غلام آزاد ہو تو اگر سوداگر کی معتقہ دباغ کے عتق سے نکاح کرے تو اس کے مولیٰ نسخ نکاح کا اختیار نہ رہتا و تیکہ ولادت یا حل نہوا ہو کذا فی الطحاوی الام اذا كانت حرۃ الہل بمعنی عدم الرق فی اصلہا فلا رہ لہ علی ولدہ باجکہ عورت حرہ اہلی ہو یا غیبی کہ جسکی اصل میں لونڈی اور غلام نہوا ہو تو اس کے فرزند پر دلا نہیں ہے اگرچہ اسکا باپ غلام ہو اسواسطے کہ حریت اور رتبت میں کماکان کا تابع ہوتا ہے نہ باپ کا کذا فی الطحاوی ہم حراصلی فہما کے نزدیک دو معنوں میں استعمال ہے ایک یہ کہ جسکی ذات پر رق یعنی کسی کی ملک نہ جاری ہوئی ہو بلکہ وہ پیدا ہوا ہو معتقہ سے بعد گذرنے چھ مہینے کے نکاح اور علق کے وقت سے یا اس شخص سے پیدا ہوا ہو جسکی اصل میں رقیق ہو اور دوسرا یہ کہ جسکی اصل میں عطارق نہو کذا فی الدرر والاب انراکان لک فلو عربی لا ولا علیہ مطلقا اور باپ جبکہ اسی طرح کا حراصلی ہو تو اگر وہ عربی ہو تو اس کے ولد پر دلا نہیں مطلقا یعنی نہ باپ کی قوم کے واسطے ولا نہ مان کی قوم کے واسطے ولو عربی لا ولا علیہ لعموم الام ویرث معتق الام وعتبہ خلافا لثانی اور اگر باپ غیبی ہو تو اسپر دلا نہیں باپ کی قوم کو اور ولد کی میراث باوریکا مان کا آزاد کرنے والا اور اسکا عصبہ بر خلاف نہر سب ابو یوسف م ابو یوسف کے نزدیک بیٹا تابع ہے باپ کا ولا میں چنانچہ شخص عربی میں تابع ہوتا ہے اسواسطے کہ نسب باپ کی طرف سے ہے اگرچہ نسب ضعیف ہو اور طرفین کی دلیل یہ ہے کہ ولادت ہوتی ہے نصرت کے سبب سے اور ولد کے واسطے نصرت نہیں غیبی باپ کی طرف سے اسواسطے کہ عرب سوا عجم میں ناصر تھا بل سے نہیں ہے درمیں ہر حال اگر والدین حراصلی ہوں یعنی مذکور تو ولد پر دلا نہیں اور اگر دونوں معتق ہوں یا انکی اصل میں معتق ہو تو دلا باپ کی قوم کے واسطے ہو اور اگر مان معتق ہو اور باپ حراصلی یعنی مذکور تو اگر باپ عربی ہو تو ولد پر قوم مادر کی دلا نہیں اور اگر باپ غیر عربی ہو تو قوم مادر کے واسطے دلا ہوگا اور محمد کے نزدیک ابو یوسف کے نزدیک کذا فی الطحاوی

فصل فی الوارثہ

یہ فصل ہے و الارثہ کے احکام میں ہم موالاة لغت میں معنی متابعت ہے اور شریعہ میں چنانچہ بیجا بی نے کافی حاکم کی شرح میں تصریح کی ہے کہ موالا وہ ہے جو

فصل فی الوارثہ

مروءت و دوسرے شخص سے کہے کہ میری بلورنی بہن اور نہ کوئی دو کار سو مجھ کو اپنی طرف ملائے اور اپنی قوم کی طرف تائیں تیری جماعت میں گنا
جاؤں تو میری مدد کیجو اور میری اوپر سے تو اسب اور مصائب دور کیجو اور اگر میں مر جاؤں تو تو میرے مال کو ایشہ کر تو دونوں شخصوں میں عقد موالاة
منعقد ہوگی یعنی بشرط قبول شخص ثانی تصدق نہ دے ولاعتناقت کو ولا موالاة پر اس واسطے مقدم کیا کہ وہ قوی ہر قابل انتقال ہندین جمیع احوال میں بخلات
والا سے موالاة کہ وہ نقل نہ پیرے قبل از اسے دیت اور ولا سے عناقیت بالاتفاق سبب میراث ہر بخلات والا سے موالاة کا امام مالک اور شافعی کے نزدیک
اس کا کچھ اعتبار نہیں بل دلائل فی الموالاة کہانی الطحاوی اسلم جل تکلف علی ید اخر و والاء اور والی غیرہ الشارح نے غلبہ الاسلام علی ما روئے علی الن
یرثہ از مات و لعقل عنہ اذ انجی صحیح ہذا العقد اسلام قبول کیا ایک مرد مکلف نے دوسرے شخص کے ہاتھ پر اور اس کا تابع ہوا یا اسکے سوا اور شخص کا تابع
ہوا اس شرط پر کہ تبووع اس کا ارشاد ہو جبکہ تابع مرسے اور شخص تبووع اس کی طرف سے دیت و سبب سے یکے تابع سے قتل عطا ہوا اور تبووع عقد موالاة صحیح ہر شایع
نے کہا شرط موالاة کی غمی ہونا ہر نہ مسلمان ہونا ہر بیان گذشتہ اور اس کے پھر نہ کو سو گام اسلام کی قید یا اعتبار غالب حال کے ہر شرط نہیں ہر قائل بلغ
ہوئے کی قید اس واسطے لگائی کہ عقد موالاة تصرف دائرہ شریعت اور ضرر میں اس واسطے کہ اس میں اسباب میراث اور التزام دیت ہو تو بدوین عقل اور بدوین گنج
نہ ہو گا مگر باذن اور غمی کی قید اس واسطے لگائی کہ تمام عرب کا قبائل سے ہو تو عقد موالاة کی عرب کو کچھ حاجت نہیں کہانی الدرر و عفا علیہ وارثہ اور
دیت ہر قائل کی اعلیٰ پر ہر اور میراث ہر قائل کی اعلیٰ کے واسطے ہر گذار و شرط الارث میں اجماع میں اور ہر طرح عقد حالات صحیح ہر اگر میراث و دون جانوں
سے مشروط ہو یعنی اگر اس قائل مرسے تو اعلیٰ میراث اس کی ملے اور اگر اعلیٰ مرسے تو اس قائل اس کی میراث ملے ہم تو ارث میں اجماع میں ہر طرح اکثر قائلوں میں ہر
خلاف نہ کو ہر لیکن علامہ مقدسی نے ابن ضیاء سے نقل کیا کہ یہ صاحبین کا قول ہر اور امام کے نزدیک ثانی سولی ہو گا اول کا اور اول کی دلا باطل ہو گیا
اس واسطے کہ تابع متبوع نہیں ہوتا اور نہ تبووع تابع و اللہ اعلم کہانی الطحاوی و لو والی صبی عاقل یا ذن امیر او وصیہ ہم عدم المانع اور اگر عقد موالاة
منعقد کرے صغیر عاقل اپنے باپ یا اسکے وصی کے اذن سے تو عقد صحیح ہے سبب عدم مانع کے کہا لو والی العبد یا ذن سیدہ آخرانہ صحیح و یکوئی کیا
عن سیدہ بعقد الموالاة صحیحہ کہ اگر غلام اپنے مالک کے اذن سے دوسرے شخص سے عقد موالاة منعقد کرے تو صحیح ہو اور غلام وکیل ٹھہر گیا اپنے مالک
کی طرف سے عقد موالاة کا غلام وکیل ٹھہر گیا نہ اس قائل اس واسطے کہ وہ میراث اور التزام مال کا اہل نہیں ہر بلکہ اہل کی جانب سے وکیل ہو و آخر ارثہ عن ارث شعی
الرحم لضعفہ اور موالاة کی ارث نامہالی رشتہ دار سے ہو ہر اسکے ضعف کے سبب سے ہم اس واسطے کہ موالاة عاقدین کا عقد تو اس کے غیر یہ وہ
لازم نہ ہوگی اور نامہالی رشتہ دار ارث شعی ہر تو عاقدین اسکے ابطال کے مالک نہیں ولہ النقل عنہ یخبر منہ الی غیر ان لم یعقل عنہ و عن لہ فالن
عقل عنہ و عن لہ لا یعقل نہ کہید و واقعہ نقل کا عقد موالاة کا نقل کرنا عاقد اعلیٰ سے اسکے سامنے اسکے غیر کی طرف جائز ہو اگر عاقد اعلیٰ نے اس کی طرف
سے یا اسکے ولد کی طرف سے دیت نہ دی ہو اور اگر دیت دی ہو اس کی طرف سے یا اسکے ولد کی طرف سے تو ولا سے موالاة منقول نہ ہوگی اس واسطے کہ تو
نے اس کو نہ کو اور مضبوط کر دیا دیت کے وسیع سے ولا یوالی محقق احد الزوم ولا لاعتناقتہ اور عقد موالاة منعقد نہ کرے غلام آزاد کسی شخص سے سبب
لازم نہ ولا سے عناقیت کے امرارۃ و المثل ثم ولدت مہول النسب بیٹھا المولود فیہا عقدت ایک عورت نے موالاة منعقد کی بھروہ ایک لڑکا دیکھا
باپ معلوم نہیں جنی تو وہ لڑکا انہی مان کا تابع ہر عقد نہ کو میں و کذا لوافرت بعقد الموالاة و انشاءتہ والو لہما لاندفع محض فی حق صغیر لم یدر اباب اور
اسی طرح لڑکا مان کا تابع ہو گا اگر اس کی مان عقد موالاة کا اقرار کرے یا عقد منعقد کرے اور جلا لاکہ بیٹھا اسکے ساتھ ہو جو ہو تو مان کا تابع ہو گا عقد میں سوا
کہ وہ دفع محض ہر اس صغیر کے حق میں جس کا باپ معلوم نہیں عقد الموالاة شرطہ ان یکون حرا مہول النسب بان لا یسب الی غیرہ و النسب غیرہ الیہ
فیہ رافعتہ عنایہ اور عقد موالاة کی شرط یہ ہر کہ عاقد اس قائل را مہول النسب ہو یعنی اپنے سوا اور شخص کی طرف نہ سبب نہ ہو اور غیر شخص کا مہول النسب ہونا اس کی طرف

بجولیت نسب کا مانع نہیں کذا فی المعانیہ ہم اور دوسرا قول عالمگیری میں محیط سے یہ منقول ہے کہ بوجہ النسب ہونا شرط نہیں کذا فی الطحاوی
والثانی ان لا یكون عربیا اور دوسری شرط موالاة کی یہ ہے کہ موالا سے افضل عربی نہ ہو۔ الثالث ان لا یكون له ولا عتاقہ ولا موالاة مع
احد وقد عقل عنہ اور تیسری شرط یہ ہے کہ اسکے واسطے ولا سے عتاق نہ ہو اور نہ ولا سے موالاة کسی شخص کے ساتھ اور حالانکہ وہ شخص اسکی
طرف سے بیت دے چکا ہو۔ الرابع ان لا یكون عقل عنہ بیت المال (اور چوتھی شرط یہ ہے کہ اسکی طرف سے بیت المال سے دیت نہ دی گئی ہو) تو
اگر اسکی دیت بیت المال سے دی گئی ہو تو اسکی میراث باعث سکین کیواسطے ہر شرح طحاوی میں ہے کہ لفظ آزاد ہر جانب سے اسکی بیت المال پر ہوا اسکی
میراث بھی بیت المال سے یعنی اہل اسلام کے واسطے ہر پھر جب یہ جوان ہو تو اسکو اختیار ہر جس سے چاہے موالاة کرے مگر جبکہ اسکی طرف سے دیت دی
گئی ہو بیت المال سے تو اسکو کسی کے ساتھ موالاة کرنا درست نہیں کذا فی الطحاوی و الخامس ان یشترط العقل في الارث اور پانچویں شرط یہ ہے کہ بیت
اور میراث شرط ہو اور اما الاسلام فلیس بشرط یجوز موالاة اہل الذمی و عکسہ الذمی الذمی دان اہل الاسلام لان الموالاة کالوہیۃ کما بسطہ فی البدائع اور
اسلام عقد موالاة میں شرط نہیں تو جائز ہے موالاة کرنا مسلمان کا ذمی سے اور ذمی کا مسلمان سے اور ذمی کو ذمی سے اگرچہ موالا سے افضل اسلام قبول کرے
اسواسطے کہ موالاة وصیت کے مانند چنانچہ اسکو بشرح بیان کیا ہے بالغ میں م یعنی بطرح وصیت صحیح ہر مسلم اور ذمی سے مسلم اور ذمی کے واسطے یہی
ہی موالاة بھی صحیح ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ موصی کہ وصیت کا متق ہو تا ہر موصی کی موت کے بعد باوجود اختلاف دین کے اور موالات کا موالی
وارث نہیں ہوتا اختلاف دین کے ساتھ کذا فی الجلی ذی الوہابیۃ شعمر و متفق بعد عن ابیہ ولادہ ولہ والودہ بالمشیتہ یوجز اور وہابیہ میں ہر اور غلام
آزاد کرنے والے کو اپنے باپ کی طرف سے میراث غلام آزاد کرنے والے کے واسطے ہوا اور اسکا باپ بھیت ربانی مابور ہے یعنی عتق عبدہ عن ابیہ
المیت فمالہ لہ والاجر للاب انشاء اللہ تعالیٰ من غیر ان یتقص من اجرہ لاس یعنی ایک شخص نے اپنا غلام آزاد کیا اپنے بیت باپ کی طرف سے تو میراث
غلام کے آزاد کرنے والے کے واسطے اور ثواب باپ کیواسطے ہو اگر اللہ تعالیٰ چاہے بلا نقصان ثواب فرزندم ایسا کوئی نہ سمجھے کہ اعتاق کا ثواب کچھ باپ
ملکا اور کچھ فرزند کو بلکہ دونوں کو پورا ثواب اعتاق کا حاصل ہو گا ذلک بفضل اللہ ربہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم شارح وہابیہ علامہ عبد البر نے کہا
مشیتہ الہی کی قید ناظم نے اسواسطے لگائی کہ یہ مسئلہ ثابت ہے خبر احاد سے اور اس سے یقین حاصل نہیں ہوتا و کذا الصدقات والدعوات لا یوہ دکل یؤمن
کیون الاموالہم من غیر ان یتقص من اجرہ لاس مصنفات اور امی طرح صدقات اور دعوات والدین کے واسطے اور ایماندار کے واسطے کرنے سے والدین
اور مومنین کو ثواب ہوتا ہے بدون ہر بات کے کہ فرزند اور فاعل کا کچھ ثواب کم ہو گا کذا فی المصنفات م علامہ عبد البر نے کہا کہ بناءً مسئلہ اس پر ہے کہ زندوں کے
اعمال کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور اس میں قاضی القضاۃ منہرجی وغیرہ نے رسال تصنیف کیے ہیں اور کچھ تصنیف ہماری اسواقضی القضاۃ سعد الدین
دیری کی ہے جسکا نام کوکب نیرات ہے خلاصۃ تالیفات مذکورہ یہ ہے کہ جمہور علما کا مذہب صحیح ہے کہ اموات کو ثواب پہنچتا ہے یعنی صدقات اور دعوات کا کذا فی

الطحاوی واللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم

کتاب الاکراہ

یہ کتاب ہر اکراہ یعنی جبر اور زبردستی کے احکام میں مہولہ حمل الانسان علی شئ لیکرہہ اکراہ لغت عرب میں عبارت ہے انسان کو برا لکھتہ کرنے سے
اُس خبر پر جسکو وہ ناپسند رکھتا ہو یعنی آدمی سے وہ کام کرانا جو اسکو برا لگتا ہو خواہ کراہت طبعی یا شرعی و شرعاً فعل یوجہ من المکرہ فیحدت
فی العمل معنی بصیر بہ مدفوعاً الی الفعل الذمی طلب منہ اور شرع میں اکراہ زبردستی کرنے والے کے ایسے فعل خواہ دشمنانے کو کہتے ہیں جو
طرف ثانی کے دلیمن وہ اثر پیدا کر دے کہ جس فعل کو اول شخص اُس سے چاہے اسکو بنا چاری کرنا پڑے ہم فعل اول شامل نہیں فعل ثانی اور حکمی کو اور عام

کتاب الاکراہ

قول کو بھی چنانچہ زبانی و کتبی فعل حکمی کی یہ صورت مذکور ہے۔ سنانی میں کہ ایک شخص کو دوسرے شخص کے قتل کا امر کیا اور اسکو کسی چیز سے تہدید
 کی اگر مامور بانٹا ہر حالات حال سے کہ اگر اسکو قتل نہ کر لیا تو اسکو مار ڈالیا گیا یا اسکا کوئی عضو کاٹ لیا تو یہ بھی اکراہ ہے اور محل سے مراد مکہ یا فتح
 ہے یعنی سپر اکراہ واقع ہوا اور غنی سے مراد غنوں پر کفانی اطمینان ہی دروغین ہے کہ اکراہ شرعی غیر سے فعل کروانا بواسطہ اس تہدید کے جو رضائے غیر کو
 نیست و نابود کر دے نہ اس کے اختیار کو لیکن تہدید کا ہے اختیار کو فاسد کر دیتی ہے اور گاہے بہین التحمل عدم رضائے غیر کی اکراہ کی سب صورتوں میں اور
 اصل اختیار ثابت ہے سب صورتوں میں لیکن بعضی صورت میں اختیار فاسد ہو جاتا ہے اور بعضی صورت میں فاسد نہیں ہوتا انتہی تحقیق اسکی شرح و تالیف میں
 یوں مذکور ہے کہ رضا کے مقابلہ میں کراہت ہے اور اختیار کے مقابلہ میں جبر ہے جس یا ضرب کے اکراہ میں بلا شک کراہت موجود ہے تو رضائے غیر لیکن اختیار ثابت
 ہے مع وجہ شامہ اسلامتہ ہوا اسلئے کہ جہاں فاسد ہو جاتا ہے مقابلہ نفس یا تلف عضو کے نہیں ہے بلکہ جان یا عضو کی ہلاکی ہے تو نہ اس سے بیعت حیوانات کی
 پیدائشی ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ قوتہ ماسک انسان بلکہ بیعت حیوانات کو کس طرح روک رکھتی ہے اور چھ مکان کے گرنے اور ان میں گھسنے سے دوزخستان گمان تلف ہوا اسلئے
 باز رہا اگر اختیار ہی لیکن بلا ہر گز اختیار جو جبر سے تہدید ہوا یا ضرب جان یا عضو کے وقت اختیار متعلق ہے لیکن اختیار فاسد ہوا اسلئے کہ انسان اس پر
 مخلوق ہے اس لئے کہ یہ اختیار اس پر موقوف ہے اور جو اس کے اس پر خطاب شرعی ہوتا ہے اگر اکراہ بھی اور غیر بھی میں بواسطہ تحقیق عقل اور باطن کے ہوں وہاں تمام و ہر گز
 تلف نفس و عضو اور سب جرح والا فاقص ہو غیر ملکی اور اکراہ دوم کمال اور ناقص اکراہ کمال اور وہ اکراہ بھی جو باطن کو مضطرب کر دے جان یا عضو کے
 تلف ہو جانے سے یا نہایت سخت مار سے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ ناقص ہے اور وہی اکراہ غیر ملکی ہے ہم ضرب شدید سے مراد وہ ضرب ہے جو موجب موت نفس یا عضو
 کی چنانچہ باطن میں ہر دہانہ آسانی سے لے لے گا کہ اکراہ بھی چنانچہ ڈرنا قتل نفس اور قطع عضو اور ضرب شدید متوالی سے جس سے تلف ہو نہ کیا خوف ہوا وغیرہ چنانچہ
 ڈرنا مہوس کرنے اور سیران پاؤں میں ڈالنے اور ضرب سیر سے کفانی اطمینان ہی و شہرہ ارتقاء امور قدرہ المکرہ علی اقیاع ماہد و بہر سلطانہ اولیٰ
 او خود اور اکراہ کی شرطیں چار چیزیں ہیں ایک شرط قاور ہونا اکراہ کرنے والے کا اس چیز کے واقع کرنے پر جس سے اسے تہدید یا خوف کی ہر خواہ مکہ یا وڈا
 ہو یا چور ڈاکو یا مانند اسکے اور شخص جابر ہم مانند اسکے روح پرانی زور سے کہ حق میں اور غیر غیر حکم سلطہ سے اور مجنون سلطہ سے اکراہ ممکن ہے تو اگر مجنون مذکور
 ایک شخص سے دوسرے کو قتل کروائے تلف نفس کی غنویت سے تو قاتل پر قصاص نہیں اور نہ دیت تو قاتل مقتول کی میراث سے محروم نہ ہوگا اگر اسکا وارث ہے
 اور دیت مجنون کی قوم پر ہوگی کفانی اطمینان ہی و اثباتی خوف المکرہ بالفتح اقیاعہ اسی ایتاع ماہد و بہ فی الحال بطلہ خطہ لیصلیٰ بار اور دوسری شرط خوف ہر
 مکرہ بالفتح کا یعنی جبر اکراہ اور زبردستی ہونی وہ اپنے ظن غالب سے ڈرتا ہو تہدید والی چیز کے واقع کرنے سے فی الحال تاکہ اس گمان سے وہ مضطرب اور مضطرب
 شہر جاوے ہم اور اگر ظن غالب ہوا سکے نہ واقع کرنے کا یا اکراہ کرنے والا وہاں سے ٹل گیا تو اکراہ ثابت نہ ہوگا واثبات کون الیٰ المکرہ بہ تلفاً نفساً
 اور عضواً اور وجہاً غایہ ہم الرضیٰ اور سیری شرط یہ ہے کہ جس چیز کے سبب سے اکراہ ہو وہ چیز جان یا عضو کی تلف کرنے والی ہو یا موجب ہوا ایسے علم اور
 اندوہ کی جو رضائے غیر نیست و نابود کر دے ہم شرح و تالیف میں ہے کہ اکراہ دوم ہے ایک یہ کہ رضائے غیر کی تلف کر دے اور یہ اکراہ جس یا ضرب سے ہوتا ہے اور
 اکراہ ثانی منہد اختیار ہے وہ قتل اور قطع عضو کے خوف سے ہوتا ہے تو فوت رضائے غیر فساد اختیار سے عام ہے تو جس یا ضرب میں رضائے غیر لیکن اختیار صحیح باقی
 ہے اور قتل میں رضائے غیر لیکن اسکو اختیار غیر صحیح ہے بلکہ اختیار فاسد ہوا انتہی اور موجب غم کا ہے جس ہوتا ہے اور گاہے ضرب اور اکراہ میں مقدار جس یا ضرب
 کہ جس سے غم صحیح حاصل ہو اور ضرب کی مقدار یہ ہے جس سے درو شدید پیدا ہو اور اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے کسی اور زیادتی نہ ہو سکے اسواسلئے کہ نصیب
 مقدار اس سے متعین ہے بلکہ یہ حکم کی تجویز پر موقوف ہے کیونکہ مختلف باختلاف اشخاص ہر کفانی اطمینان ہی و اثباتی خوف المکرہ بالفتح اقیاعہ اسی ایتاع ماہد و بہ فی الحال بطلہ خطہ لیصلیٰ بار اور دوسری شرط خوف ہر
 فان الاشراف یومون بکلام حسن والا زوال بلا لاینون الا باضراب لہجہ ابن کمال اور یعنی موجب غم کمتر ہے ہر اکراہ کا اور وہ مختلف باختلاف اشخاص ہے

اس واسطے کہ اشرف توحیدین ہو جاتے ہیں سخت بات سے اور کہنے اکثر آرزو نہیں ہوتے مگر ضرب شدید سے کہ ذکرہ ابن کمال و الاربع کون المکرہ
مستثنا اگرہ علیہ قبلہ ما حقہ بکس مالہ او حق شخص آخر کالات مال الغیر او حق اشترک کشراب الخمر و الکراہ کی چوتھی شرط متفق ہونا مکرہ بالشرع
کا قبل از کراہ اس فعل سے جس کے واسطے اسپر بردستی ہوئی یعنی اگر اسپر کراہ نہ ہوتا تو وہ فعل سرگزند نہ کرتا یا تو اپنے حق کے سبب سے نہ کرتا چنانچہ اپنا
مال چھینا یا دوسرے شخص کے حق کے سبب سے چھینا غیر کا مال تلف کرنا یا حق شرع کی وجہ سے نہ کرتا چنانچہ شراب خواری اور زنا کاری ہم اپنے مال
کے بیچ میں اگر غیر ملکی ہو اور کالات مال غیر و شراب خواری میں اگر ملکی ہو چھوڑ کر یہ قتل او ضرب شدید یا سبب لا بسوط او سوطین الا علی و الذلکیر
و الحین بزرگوار تو اگر ایک شخص پر کراہ ہو اس سبب قتل یا ضرب شدید یا سبب قتل کے نہ ایک دو کوڑے کی ضرب کہ وہ تلفت کرنے والی نہیں مگر کالات متناہی کا
اگر پرالبتہ متناہی ہو کہ ذانی البزایم از ملکی سے مذکور ہو چکا کہ ضرب شدید کا حکم کی راسے پر منصوص ہو اس کی کچھ حدیں ہیں اور تصرفات مذکورہ میں کی کراہ
غیر ملکی سے ہوتی ہیں اور ضرب متناہی تو اگر ملکی میں داخل ہو کہ ذانی الطحاوی یعنی شایع کو ضرب شدید میں شلف کی قید لگانے کی کچھ حاجت نہ تھی اور اس
او قید مدیدین کالات جس یوم او قیدہ او ضرب غیر شدید یا لا الذیجاہ در ریا کراہ ہو یا جس دراز یا قید طول سے بزرگوار جس کی ذرہ یا قید کی ذرہ
یا ضرب خفیف کے کہ وہ اگرہ میں ہو مگر عزت دار کے حق میں البتہ اگرہ ہو کہ ذانی الدرر م قید سے مراد بیڑیان بانوں میں ڈالنا ہے جس چنانچہ مشہور ہے
عوم میں حتی باء او شتری او اقرا او جمنح ما عقد یعنی اگر ایک شخص پر تہدید قتل یا ضرب شدید یا جس مدید یا قید طول سے کراہ ہو یا بیان تک
کہ اسے اپنا مال بیجا یا خرید کیا یا کسی کے حق کا اقرار کیا یا اجارہ کیا تو وہ شخص عقود مذکورہ کو نسخ کر ڈالے بعد زوال کراہ ہم عقود مذکورہ سے
مراد وہ عقود ہیں جو تا بل فسخ ہیں چنانچہ بیع اور شرا و ربا جارہ اور صلح اور بار بار مدین اور کفیل اور ہبہ کہ ذانی الدرر و لا یطل حق الفسخ بموت احدہما و
من فسخ کا باطل نہیں ہوتا جابر یا مجبور کی موت سے ہم یعنی مکہ بالفسخ کا وارث اپنے مورث کا قائم مقام ہوگا نسخ میں اور مکرہ بالکسر کا وارث اپنے
مورث کے قائم مقام ہوگا یعنی اس کے ترکہ سے رجوع ہوگا و لا بموت المشتري لا بالزيادة المنفصلة اور نہ حق فسخ باطل ہوگا مشتری کی موت سے اور نہ
زیادت منفصلہ سے ہم زیادت منفصلہ چنانچہ جبر اور بھیل تو زیادت متصلہ سے بطریق ادلی فسخ باطل نہ ہوگا و نقص بالتعدی اور زیادت منفصلہ کا تاوان
لازم ہوگا مشتری پر اسکی تعدی کرنے سے دسویں اہل بیت و ان تاملتہ الایدی اور اس کے آویگا کہ بیع پھیر لیا جاوے گا اگرچہ دست بردست چند بار کی
بیع ہو گئی ہو او بعضی لان الاکراہ الملکی و غیر الملکی بعد مان الرضی و الرضی بشرط صحت ہرہ العقود و کذا الصحۃ الاقرار فاذا صار له حق الفسخ و الا انصار یا مکہ بالفسخ چاہے
تو عقود مذکورہ جاری اور ثابت رکھے ہو اسطے کہ اگرہ ملکی رضامندی کو نیست اور نابود کر دیتے ہیں اور حالانکہ رضامندی ان عقود کی صحت کی شرط
ہے اور اس طرح اقرار صحیح ہونے کے واسطے رضامندی شرط ہے تو اس واسطے اس کا حق ہو گیا فسخ کر ڈالنے اور جاری رکھنے میں شمان ملک العقود نافذہ
عندنا پھر دریافت کرنا چاہیے کہ یہ عقود مذکورہ نافذ ہیں ہم خفیون کے نزدیک ہم مراد یہ ہے کہ مکہ بالفسخ کی عقود محمل الفسخ اگرچہ فاسد ہیں مگر قابل نفاذ مفید
ملک ہیں مالک کے ثابت رکھنے سے نافذ سے لازم ملو نہیں کیونکہ مکہ فسخ اور مضامین فسخ ہر دو تہستانی کا یہ قول کہ عقود مکرہ باطل نہیں مہانی فساد
عقود نہیں اور صاحب البیاض کے اس قول کا کہ عقود مذکورہ نافذ ہیں مطلب یہ ہے کہ مفید ملک ہیں ہمسائے مالک سے اور اگر یوں تاویل نہ کیجیے تو یہ
کیونکہ مکہ باوجود افعال شرط صحت کے عقود مذکورہ صحیح ہو جاوے ہیں در زمین مذکور ہو کہ تصرفات قولیہ مکہ کے منقذ ہو جاتے ہیں بیع فاسد کے نہ
اور فتاویٰ مالگیری کی بھی عبارت نفاذ عقود مذکورہ کے مفید ہیں ان یہ البتہ ہے کہ اور عقود فاسدہ سے یہ عقود بخلاف ہیں چند احکام میں کہ ذانی الطحاوی مختصراً
بتصرف و حینذ ملکہ مشتری ان قبض فیصح اتماقہ اور اس وقت میں یعنی جبکہ پہلے عقود مذکورہ پر نفاذ کا حکم کیا تو مشتری مالک ہوگا اگر اس پر قبضہ کرے
تو مشتری کو غلام بیع کا آزاد کرنا صحیح ہو کہ ذانی الطحاوی لکن تصرف لا یکن نقضہ اور اتفاق کے مانند ہر ایک وہ تصرف ہے جس کا نقض ممکن نہیں ہم چنانچہ تدریس و تدریس

طلاق کذا فی القسائی و لزمہ قیستہ وقت الاعناق و لو ستر راہی الا تلافی بقصد فاسد و مشتری کو قیمت اسکی ہو اعتناق کے وقت ہوگی لاگو
 ہوگی اگرچہ مشتری منسلک ہو کذا فی الزاہدی بسبب تلف کرنے مشتری کے عقد فاسد سے فان قبض ثمنہ او سلم البیع طوعاً قید لکذا کو برین
 یعنی لزم لما مران عقود المکرہ نافذہ عندنا و المعلق علی الرضی و الاجازۃ لزومہ لانفاذہ اذ اللزوم امر و لا انفاذ کما حققہ ابن کمال پھر حاکم الزاہ
 ہو الاثرین اسکا خدشی سے لے یا بیع کو رضامندی سے مشتری کو تسلیم کرے تو بیع نافذ ہوگی یعنی لازم ہو اسطے کہ گذریا کہ مکرہ بالفتح کی عقود
 چار سے نزدیک نافذ ہیں اور اسکی رضامندی اور اجازت پر لزوم عقد معلق ہے نہ اسکا نافذ ہونا اسطے کہ لزوم نفاذ کے سوا امر سے چنانچہ ابن کمال
 نے ایضاً میں اسکو تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے ہم بقصد بیع ازیم ہوگی یعنی فاسد منقلب صحیح ہو کر لازم ہو جائیگی اسطے کہ اب اسکو فتح کا قیام
 باقی نہ رہے گا اور شارح نے جو نفاذ عقود کا آگے ذکر کیا اسکی تاویل بھی مذکور ہو چکی اور ابن کمال نے شرح طحاوی سے نقل کیا ہے کہ عقود مذکورہ نافذ ہیں
 مگر اسکو اختیار بیع کر دینے کا رضامندی کے سبب سے ہوتی ظاہر نفاذ سے مراد افادہ ملک ہے نہ یہ کہ عقود صحیح ہیں ہو اسطے کہ خود ابن کمال نے
 تصریح کی ہے کہ تمامی بیع کی اسکی منقلب ہو جانے سے صحیح ہو کر بائع کی رضا اور اجازت پر ہوتی تو اسکا ثمن قبض کرنا اور بیع تسلیم کر دینا یا شرا کر بیع کو
 صحیح کر دینا ہو اسطے کہ قبض اور تسلیم رضا اور اجازت پر مالیت کرنا ہو اور تحریر الراقی میں کتاب البیوع کے اندر شروط صحت بیع کے نزدیک صریح ہے کہ
 منقولہ شروط صحت رضامندی ہے تو مکرہ بالفتح کی بیع اور شرا فاسد ہے اور صار اور اسکی شرح میں مذکور ہے کہ مکرہ کی بیع فاسد ہے یعنی فاسد ہے ہوتی ہے عدم خوا
 کے سبب سے جو نفاذ کی شرط ہو کذا فی الطحاوی لخصاً قلت و انضاباً لان الایصح مع الزہل ینقذ فاسد افلا ابطلہ من کتابہوں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو
 عقد صحیح نہیں نہل اور بیوگی سے چنانچہ بیع اور شرا اور اجازہ تودہ اکراہ سے فاسد منعقد ہوتی ہے تو مالک کو اسکا باطل کر دینا جائز ہے و ایضاً بیع نہیں
 الحائل کما یجی اور جو عقد نہ نہل اور بیوگی سے صحیح ہے چنانچہ تحقق اور تدبیر و طلاق وہ اکراہ سے بھی صحیح ہے تو تاوان لے مالک حال یعنی اکراہ کر بیوگی
 سے چنانچہ اسکا ذکر عنقریب آویگا و ان قبض الثمن مکرہ لا لزم اور اگر مالک نے ثمن اکراہ سے قبض کیا تو بیع لازم نہ ہوگی و ردہ و لم یضمن ان طلاق
 لانہ امانہ و دران بقوی فی یدہ فاسدہ و ثمن کو پھر دے اگر اس کے پاس باقی ہو کیونکہ عقد فاسد ہو گیا اور تاوان نہ دلیکا اثرین تلف ہو گیا ہو اسطے
 کہ وہ امانت ہو کذا فی الدررہم امانت اسوا سطلے تھا کہ اسے مشتری کی اجازت سے لیا تھا اعلی سبیل التملک تو تاوان اس پر لازم نہ ہوگا لکنہ فی الغالب البیع
 الفاسد فی اربع صور لکن بیع مکرہ مخالف ہے بیع فاسد کے چار صورتوں میں یکو زبایا اجازۃ القویۃ و القلیۃ علی صورت یہ ہے کہ بیع مکرہ جائز ہو جائی ہے اجازت
 قوی و فعلی سے برخلاف اور بیع فاسد کے وہ اجازت سے منقلب صحیح نہیں ہوتی و الثانی انہ یفقدون تصرف مشتری منہ وان تداولہ الایدی اور
 دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کا تصرف اس سے توڑا جاتا ہے اگرچہ دست بدست چند بار اسکی بیع ہوگی سو برخلاف اور بیوگی فاسدہ کے اسطے کہ بیع
 بیوگی فاسدہ میں حق شرع کی جہت سے فاسد ہے اور بیع مکرہ میں حق العبد کی جہت سے فاسد ہے و حق العبد حق اللہ ہے مقدم ہے کیونکہ عباد جہتہ ہوا و حق
 غنی کذا فی الطحاوی و الثالث اعتبار القیۃ وقت الاعناق و لون وقت قبض و تیسری صورت یہ ہے کہ بیع مکرہ میں وقت اعتناق کی قیمت معتبر ہے نہ قبض کے
 وقت بخلاف اور بیوگی فاسدہ کے کہ ان میں وقت قبض کے قیمت معتبر ہے نہ وقت اعتناق کے و الرابع الثمن و الثمن امانتہ فی ید المکرہ لانہ باذن مشتری
 خلاصان بلا تعدیلا فہما فی الفاسد بزاز یہ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ ثمن اور ثمن یعنی بیع امانت ہو مکرہ بالفتح کے ہاتھ میں بسبب لینے ثمن کے مشتری کے دون
 سے یا بسبب لینے بیع کے یا بیع کے اذن سے تو دونوں صورتوں کے تاوان نہیں برخلاف ان دونوں ثمن اور ثمن کے بیع فاسد میں کہ امانت نہیں ہوتی کذا
 فی البزازیہ ہم ثمن اور بیع اسوقت امانت ہے جبکہ بائع پر ثمن لینے کا اکراہ ہو اور مشتری پر بیع لینے کا امر السلطان اکراہ وان لم یؤدہ یا و شاہ کا امر اکراہ
 ہو اگرچہ اسے قتل چاہیں کی وعید اور تہدید نہ کی ہو ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ یا و شاہ نے ایک مرد سے کہا کہ یہ تمہاری بی بیہ مردار کھایا اس سو کا گوشت کھا

اور نہیں تو میں تجھ کو قتل کرونگا تو اسکو کھانا جائز ہے بلکہ فرض ہے جبکہ اسکو گمان غالب ہو کہ اگر نہ کھاؤنگا تو مقتول ہونگا پھر اگر اسنے نہ کھایا
اور قتل ہوا تو کھانا ہونگا ظاہر و اتیہ میں اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ وہ کہنگا ہونگا اور اپنے خون میں ماخوذ ہوگا لیکن اگر حالت ضرورت
کی اجابت سے جاہل ہوگا اور نہ کھانے سے مقتول ہوگا تو اسید ہونگا ماخوذ ہونگا اور اگر مصلح ہو گیا عالم ہوگا تو ماخوذ ہوگا اور اگر اسکو ظن غالب ہو
کہ بادشاہ اسکو نہ کھانے سے قتل نہ کرے گا خوش طبعی سے تہدید قتل کی کر تاہو تو اسکو کھانا درست نہیں اور اگر بادشاہ ایک مرد پر اکراہ کرے کہ وہ
اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اسکو ہاتھ کاٹنا جائز ہو کر وہ چاہے اور اگر بادشاہ نے کہا کہ تو اپنی ذات کو قتل کر نہیں تو تجھ کو قتل کرونگا تو اسکو اپنا قتل
کرنا جائز نہیں اتنی مختصراً اور ملتی اور اسکی شرح میں ہر اکراہ تہدید قتل ہوا اسپر کہ ہمارے گریہ سے یا اگر میں گھس جائے یا اور ملک خیر
تو اسکو اختیار ہوا نام کے نزدیک چاہئے اقدام کرے چاہئے صبر کرے اور ناجہین نے کہا کہ اسپر جہ لازم ہونے لانی لطفاً وی الخضا و امر غیرہ الا ان
لم تعلم المامور بدلائل الاحال انہ لو لم یقتل امرہ یقتلہ او یقطع یدہ او یضربہ ضرباً یفوت علی نفسہ او تلف عضوہ منیتہ انتہی دہبہ فی اور بادشاہ
کے سوا اور کسی کا ہر اکراہ نہیں بشرطیکہ مامور دلائل حال سے بخانا ہو کہ اگر اسکا کھانا نہ کرے گا تو وہ اسکو قتل کرے گا یا اسکا ہاتھ کاٹ دے گا یا اس کو
اسطرح مارے گا جس سے اسکی جان یا عضو کے تلف ہونیکا خوف ہوگا کذا فی منیتہ الفتی اور اسی قول کا فتویٰ ہر ذی البزائتہ الزوج سلطان و وجہ یتحقق
منہ الاکراہ اور بزائتہ میں ہر کہ تہدید بادشاہ ہر اپنی وجہ کا تو اس سے اکراہ ثابت ہر تہدید زوج اس صورت میں اکراہ ہے جبکہ وہ قادر ہو اسکے کرنے
پر اور یہ دورایتوں میں سے ایک روایت ہوا نام سے کذا فی لطفاً وی اکراہ المحرم علی قتل صید ذابی حتی قتل کان ماجور عند اللہ تعالیٰ شاہہ حریم
باندھنے والے پر اکراہ ہوا شکار کے مارنے کا سوا اسنے انکار کیا یہاں تک کہ وہ مار گیا تو وہ ٹوٹا ہوا پادیکہ حق تعالیٰ کے نزدیک کذا فی الاشباہ و
اگر محرم شکار مارے گا تو قیاس میں اسپر کچھ نہیں اور استحسان میں قاتل پر کفارہ ہے نہ اسکے امر پر اور اگر امر اور مامور دونوں محرم ہوں تو دونوں پر کفارہ
ہر کذا فی لطفاً وی ولو اکراہ البائع علی البائع لا المشتري و ہلک المبیع فی یدہ ضمن قیمتیہ للبائع بقضہ فاسداً و اگر بائع کے بیچنے پر اکراہ ہوا مشتری
پر بائع تلف ہوگئی مشتری کے ہاتھ میں تو مشتری اسکی قیمت کا بائع کو تاوان دے بسبب قبض کرنے مشتری کے بیع کو عقد فاسد سے ہم تاوان
قیمت کا مشتری پر لازم ہوگا اگرچہ بائع ثمن اسکا لے چکا ہو اور فائدہ لازم تاوان کا یہ ہے کہ اگر قیمت زیادہ ہو ثمن سے تو زادہ کو بائع مشتری سے بھرے
اور اگر مشتری پر بھی اکراہ ہوا ہو اور بیع اسکے پاس تلف ہو جائے بدون تعدی کے تو تاوان اسپر نہیں کیونکہ وہ اس صورت میں اسکے پاس آتا
ہر کذا فی لطفاً وی عن المحوی عن الصغری والبائع المکرہ ان یضمن ایما شار من المکرہ بالکسر و مشتری اور مکرہ بالبائع یعنی بائع کو اختیار ہے کہ جس سے چاہے
تاوان لے مکرہ بالکسر یعنی اکراہ کرنے والے سے اور مشتری سے فان ضمن المکرہ بیع علی مشتری یقیمتہ ہر اگر مالک تاوان لے اکراہ کرنے سے تو وہ مشتری
سے قیمت اسکی بھرے یعنی ہوا سٹلے کہ وہ اداسے ضمان سے اسکا مالک ہو گیا و ان ضمن مشتری نفذای جائزاً مکرل شرار بعدہ ولا یفذر ما قبلہ
لو ضمن مشتری الثانی مثلاً صیرورۃ ملک فوجاً بعدہ لا ما قبلہ و اگر مالک مکرہ نے مشتری سے بیع کا تاوان لیا تو نافذ یعنی بدیل گذشتہ جائز ہو جائے گی
ہر خریدار کہ بعد تاوان کے واقع ہوئی اور نافذ نہ ہوگی وہ خریدار کہ تاوان سے پہلے واقع ہوئی اگر مثلاً مشتری ثانی تاوان دے کہ کیونکہ بیع قیمت کے تاوان
دینے سے مشتری ثانی کی ملک ہوگئی تو اسکے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ قبل کی مہ صنف نے ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ کے ضمن میں بیان کر دیا
پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع پر اکراہ ہونے مشتری پر اور بیع تلف ہو جائے تو مالک چاہے اکراہ کرنے والے سے تاوان قیمت کا لے چاہے مشتری سے
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بیع مذکور کو مشتری اول مشتری ثانی کے ہاتھ بیع کرے اور ثانی ثالث کے ہاتھ اور ثالث رابع کے ہاتھ مثلاً اور مالک مشتری ثانی یا
ثالث سے تاوان قیمت کا لے تو تاوان کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلے کی اور اگر مشتری اول سے تاوان لیا تو تمام خریداریاں جائز ہو جائیں گی

مطلوبی

الطحاوی نے کہا کہ بہترین یہ تھا کہ مصلحت اس مسئلہ کو علیحدہ ذکر کرنا اس واسطے کہ یہ مسئلہ تراویح میں مفروض ہے اور پہلا مسئلہ مشتری و احداث
مفروض ہے نیز مشتری انصاف بالتمسک علی بالعدہ تو ماوان و شیعہ والا مشتری شریع کا اس پیشہ بالعدہ سے بہرہ کے بخلاف ماوا اجازت مالک
احد البیاعات حیث یجوز الجمع و یا عند التمسک من مشتری الاول لزال المانع بالاجازۃ بطلان سابق یہ صورت ہے کہ مالک کسی بیع کو بیع مذکور میں
سے جائز رکھے اگرچہ عقد خیرین اجازت واقع ہو کذا فی الطحاوی تو سب اگلی او پہلی بیع جائز ہو جائیگی اور مالک مشتری اول سے تمسک سے گا
وجہ جو اصل بیع زوال مانع ہونی مانع صحت بیع نارضا مندی تھی مالک کی سوا سکی اجازت سے مانع دفع ہو گیا فان اگر علی اکل متقیہ او ہم
او کھم خمر پر او شراب خمر پر اگر وہ غیر تمسک سے او غیر بیع کمال اندلا ضرورت فی اکراه غیر تمسک سے اگر ایک شخص پر اکراه واقع ہو اور یا خون یا سحر
کوشت کھانے یا شراب کے پینے سے اس واسطے کہ اکراه لگے چنانچہ جس یا ضرب یا قید کی تہدید سے تو کھانا حلال نہیں اس واسطے کہ کوئی ضرورت نہیں
اکراه غیر تمسک میں یعنی محرمات مذکورہ تو بضرورت مباح ہو جائے ہیں چنانچہ غرضہ میں اور جب جان یا عضو کے تلف ہو گیا خوف نہ ہو تو ضرورت ثابت
نہ ہوئی کذا فی السنن ثم لا یجوز الشرب للشیعہ مان یہ البتہ کہ اکراه مذکور سے اگر شراب کوئی پیے تو اس پر حد جاری جائیگی شرب ایاحت کے سبب سے و ان اکراه
بہیجی قبل اوقطع عضو او ضرب بیع ابن کمال محل افضل بل فرض اور اکراه بھی واقع ہو اس سبب تہدید قتل یا قلع عضو یا ضرب شدہ یا تلف کے کذا
صح ابن کمال تو فعل مذکور کو جلال ہے بلکہ فرض ہی یعنی اس واسطے کہ محرمات مذکورہ عند الضرورۃ مباح ہیں اور جان بچانے سے زیادہ کون ضرورت ہوگی
مسائل اکراه کی تین قسم ہیں ایک قسم یہ ہے کہ جہین اقدام غرضت ہی یعنی جسکے کرنے پر اکراه واقع ہوا اسکا کرنا افضل ہے اور اگر نہ کر دیا گیا تو مالک کو قتل ہوگا
تو گناہ ہوگا اور دوسرے شرب خمر اور تناول مرد اور مانند اسکے پر دوسری قسم میں غرضت منع ہو اور اقدام غرضت ہو اور وہ معاف اور گناہ نہ ہو گناہ شرب
نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر اور جو کہ کفر ہی اور استحقاق دین کا سبب ہو تیسری قسم میں تمنع غرضت ہو اور اقدام میں غرضت نہیں کسی حال میں اور وہ
قتل نفس معصوم ختم ہو یا اسکا قطع عضو کذا فی الاتفاقی فان صبر قتل ثم الا اذا اراہ و یا خلیفۃ الکفار فلا یاس یہ ہے کہ اگر محرمات مذکورہ کے کھانے میں
صبر کیا بیان تک کہ وہ قتل ہو گیا تو گناہ ہوگا مگر جبکہ اس تمنع سے کفار کی غضبناکی اور کھانے کا ارادہ کرے تو کچھ مصلحت نہیں ہے و چونکہ بیان یہ ہے
کہ تناول محرمات اس حالت میں مباح ہے اور جان یا عضو نہ کھانے سے تلف کروانا حرام ہے کذا فی الزلیلی و کذا اولم تعلیم الا باقتہ بالاکراه لایا تم کھانا فی غیر زبانی
کا جمل بالخطاب فی اول الاسلام و فی دار الحرب اور سطح اگر صابر قتل ایاحت محرمات مذکورہ کے اکراه سے بچتا ہو تو گناہ نہ ہوگا اس سبب بھی ہونے
ایاحت کے تو مذکور ہوگا نادانستگی سے جیسے احکام شرعیہ کی نادانستگی ابتدای اسلام میں یا دار الحرب میں غرضت ایاحت محرمات عند الضرورۃ محل خطا ہو اور
انہیں اعتقاد نہ بھی علماء اور صابر کے گمان تمنع حصیت سے ہزار ہوں تو مفرد ظہر کذا فی الزلیلی ابتداء سے اسلام میں ملو یہ ہے کہ کافر مسلمان ہو اور غیر
احکام شرعی کے سیکھنے کی فرصت نہیں پائی یا دار الحرب میں مسلمان ہو تو پہل سے معذور ہو کما فی التخصیص کا قدر منہ فی الحج جیسے شدت گرسنگی میں محرمات
مذکورہ کے نہ کھانے اور مر جانے سے گناہ ہوگا چنانچہ ہنہ اسکو کتاب الحج میں بیان کیا ہے ان اکراه علی اکراه بانہ اس سبب انہی علی اللہ علیہ وسلم حج و
قدوری قطع او قتل خصل لہ ان لیلہ ما امر بہ علی لسانہ و یوری و قلیہ طعن بالایمان اور اگر اکراه ہو اندر کے افکار کا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دشنام
کا کذا فی الجمع والقدوری خواہ قطع عضو سے اکراه ہو یا قتل سے تو اسکو جائز ہے کہ زبان سے ظاہر کرے جبکہ اسکو امر ہو اور دل سے تو یہ کہہ سے
در انحالیکہ اسکا دل مسکن ہو ایمان کے ساتھ یعنی ثابت ہو یا بغیر عقیدہ ہم تو یہ عبارت ہے انہما غیر مرد اور علامات فقہ و ستہ ثم ان وری لایکفر و بانہ
امارتہ تضار لا یانہ پہرہ اگر کفر سے توبہ کیا انہما کفر میں تو کافر ہوگا اور اسکی عورت کا نکاح ٹوٹ جائیگا ظاہر حکم میں نہ عند اللہ ہم توبہ کی صورت
یہ کہ کفر بانہ میں خبر کا ذب کا قصد کرے اور انشاء کفر کا قصد نہ کرے کذا فی المکملی اور چنانچہ اسکو کسی نبی کے دشنام کا امر ہو اور انہ سے کہا کہ دشنام کرے

وقت میں نہ مرد نصرتی کا ارادہ کیا تھا تو وہ قصداً کافر ہو گیا نہ دینا کفر کذا فی التفسیر فی تضاد ہو اسلئے کافر ہو گیا کہ کفر کسی زبان پر گزرا اور
 دینا نہ ہو اسلئے کافر نہ ہو کہ کفر کا اسلئے ارادہ نہیں کیا وان خطر ببالہ التوریتہ ولم یؤکفر وبانت امراتہ ویانہ و تضار لواز ل و جلالہ اور اگر اسلئے ولین
 توریتہ منظور ہوا اور اسلئے توریتہ نکلیا تو کافر ہو گیا اور اسلئے عورت کا نکاح ٹوٹ گیا ہر طرح دینا بھی اور تضاد بھی کذا فی التذیل الجلالیہ ہم اسلئے کہ جب
 دل میں توریتہ کا خطرہ آیا تو کفر سے بچ رہنا ممکن ہوا اور انکار کفر کی ضرورت مستعد ہو گئی تو وہ رضی ٹھہرا کفر سے باقی رہی تیسری صورت وہ یہ ہے کہ اگر
 اسلئے کہ میرے دل میں توریتہ منظور نہ ہو لیکن میں نے انکار کفر کیا اور حالانکہ میرا دل ممکن بالایمان تھا تو اسلئے عورت جدا نہ ہوگی آسان میں اسلئے کہ
 جب اسلئے دل میں ہو اسلئے اسلئے کہ منظور نہ ہو تو ضرورت متحقق ہو گئی اور ضرورت میں انکار کفر کی نصرت ہو اور اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ توریتہ اس
 حالت میں لازم ہے جبکہ اسلئے دل میں توریتہ منظور ہو جاوے کذا فی الطحاوی ویو جبر لو صبر لکرہ الاجراء احرہم اور ثواب یا وجہ اگر صبر کر لگا بسبب ترک کرنے
 اجراء حرہم کے م غار یا صبر و صبر رضی اللہ عنہما آئین مبتلا ہو سے تھے عمار نے نصرت پر عمل کیا اور غضیب نے صبر کیا بیان تاک کہ سولی دیے گئے اور حضرت
 صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو سید الشہداء فرمایا کذا فی الدرر و شملہ سائر حقوۃ تعالیٰ کا فساد و صوم و صلوٰۃ و قتل صید حرام و کھانا تبنت فریضہ بالکتاب اختیار اور اگر
 علی کفر کے اند میں نصرت اور صبر میں باقی حقوق حق تعالیٰ کے جیسے صوم و صلوٰۃ کا فساد کر دینا اور حرہم کا شکار مارنا یا حالت احرام میں شکار کرنا اور جس
 چیز کی فریضہ قرآن مجید سے ثابت ہوئی کذا فی الاختیار طبعی میں ہو اور محیط جس فعل کی کہ حرمت ثابت ہو تو اگر وہ کامل یعنی اگر وہ طبعی کے نزدیک
 اسلئے کہ نہ میں نصرت ہو اور وہ چنانچہ اطلاق مال غیر و فساد و صوم و صلوٰۃ اور جنایت احرام اسلئے کہ کفر کی حرمت عمل سقوط نہیں تو اس میں اصلاً حیات
 مقصود نہیں اور اسلئے کفر کے اگرچہ عقلاً محتمل ہو لیکن موجود نہیں تو وہ ملحق ہو گیا غیر محتمل سقوط کے ساتھ تو اگر وہ طبعی سے اسلئے نصرت ثابت ہو نہ اباحت مطلقاً
 اور غیر طبعی سے چنانچہ ضرب اور جس سے نصرت ثابت ہوگی و لم یخص الاحرام بغیر ہما بغیر اقطع و قتل یعنی بغیر الملکی ابن کمال اور اسلئے کہ کفر لا یخل ابدال
 ابرار کہ کفر یخص نہیں بغیر قطع اور قتل کے یعنی بغیر اگر وہ طبعی کے اسلئے کہ کفر کا بولنا کسی حال میں ہم غیر قطع اور غیر قتل کی تفسیر شراح نے غیر طبعی ہو اسلئے
 کی تا معلوم ہو کہ اگر وہ طبعی قتل اور قطع میں بخیر نہیں بلکہ جو چیز نہایت مضطرب سے وہ بھی قتل اور قطع کے حکم میں ہو چنانچہ آنکھ پر اور آلات تناسل پر مارنا اور
 عدم حیات ابرار کفر قول سابق یعنی ترک اجراء حرہم کی علت ہو سکتی ہو تو اسی کے پاس ذکر کرنا بہتر تھا کذا فی الطحاوی و یخص لہ اطلاق مال مسلم آدمی
 انتہای القتل و قطع ویو جبر لو صبر ابن ملک اور مکرہ بالفتح کو نصرت دی گئی ہو مال مسلم یا ذمی کے تلف کر ڈالنے میں تہدید قتل یا قطع سے کذا فی الاختیار اور
 اسلئے ثواب ہو گا اگر وہ صبر کرے گا کہ صرح ابن ملک و ضمن رب المال المکرہ بالکسر لان المکرہ بالفتح کالآلہ اور صاحب مال اگر وہ کرنے والے سے تاول
 ہے اسلئے کہ جس شخص پر کہ اگر وہ ہوا وہ ہتھیار کے اند میں افعال و قسم ہیں ایک فعل وہ جو زمین مکرہ بالفتح صلاحیت اسکی رکھتا کہ اس فعل میں مکرہ بہ
 کا آگے یعنی ہتھیار ہو تو بیان اگر وہ کرے اسلئے کی طرف فعل منقول ہو گا تو گویا اسلئے بذات خود وہ فعل کیا تو تاولان اسی پر لازم ہو گا اور دوسرا فعل وہ جو زمین
 وہ لکھ نہیں ہو سکتا تو تاولان فعل اگر وہ کرنے والے کی طرف منقول نہ ہو گا چنانچہ اکل اور و طی اور کلم اسلئے کہ آدمی غیر کے منہ سے نہیں کھا سکتا اور
 دوسرے کے آگے سے و طی کر سکتا ہوا اور نہ غیر کی زبان سے بول سکتا ہوا اور اطلاق مال سہل قسم سے ہو اسلئے کہ ممکن ہو کہ ایک آدمی دوسرے کو بکارت
 مال جگہ سے اور مال تلف ہو جاوے کذا فی الطحاوی لای یخص قتلہ اوسبہ اقطع عضوہ و مال الاستباح بحال اختیار اور نصرت نہیں اگر وہ سے ملنا
 کے قتل کی یا اسلئے گالی دینے یا اسلئے ہاتھ کاٹنے کی اور اس فعل کی جو کسی حالت میں سبب نہیں کذا فی الاختیار ہم لیکن توتانی میں مضرات سے
 مطلق ہو گا مسلم کو دشنام دینا اگر وہ طبعی سے مخصوص ہو انتہی اور فعل غیر سبب کی مثال چنانچہ گلا داب کر مار ڈالنا اور جان کا جلانا اور پانی میں گر اسلئے
 تو تاولان نہ تاکہ کذا فی الطحاوی و یقار فی القتل العمد المکرہ بالکسر لو کلف علیہ مافی البیہ و خلاف المافی النہایۃ فقط لان القاتل کالآلہ و قتل

مردین فقط مکروہ بالکسری اگر کہنے والے سے قصاص لیا جاوے لیکا اگر وہ قاتل و بالغ ہو کہ زانی ایسے مرد بر خلاف اس قول کے جو نہایین ہی فقط مکروہ بالکسری ہوا ہے
 قصاص ہر مکروہ بالفتح یعنی قاتل تہیہ یا مکروہ بالکسری کے مانند ہر منہج افعال میں ہر مکروہ بالکسری سے منقول ہر مکروہ قصاص میں مراد ہر خواہ وہ بالغ ہو یا غیر بالغ خواہ قاتل ہو یا تہیہ
 انتہی امام اور محمد کی دلیل یہ کہ قاتل مذکور کا قتل بقصد نفسہ اسکی طبیعت کے ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 نہ گناہ میں اور یہ ہوا ہے کہ وہ تہیہ یا مکروہ بالکسری کے طبیعت کے علی کے ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 بلا دنیا ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 قصاص واجب ہو گا نہ مامور پر نہ زانی بطحاوی و اوجہ الشافعی علیہما اور امام شافعی نے مامور و مامور دونوں پر قصاص واجب کہا ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 لاشبہ اور ابویوسف نے دونوں سے قصاص کی نفی کی ہر سبب شہد کے یعنی سبب شہد عدم وجوب ہم اور زفر کے نزدیک مامور پر قصاص ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 فعلی سے یا کیا ہر حقیقہ و عساکر و حکام یعنی در حق گناہ تو اسی پر قصاص واجب ہو گا و لو کہ علی الزنا لا یرخص لہ لان فیہ قتل النفس بضیاعا و اگر زانی
 پر اگر اہل علی ہوا تو مامور کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 دلو طالعہ لانہا لا یستقلان جیسا شرح دیہانیت بلکہ زانی مامور ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 کذا فی شرح الموبانی ہم یعنی جب حد ساقط ہوئی تو مہر ساقط نہیں ہو سکتا کیونکہ وہی خالی نہیں ہوتی حد یا مہر سے ولی جانب المرأة یرخص لہا الزنا بالاکراہ
 الملحق لان سبب الولد لا یصلح فلم یکن فی منی القتل من جانبہا بخلاف الرجل اور عورت کی جانب میں عورت ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 کا اسکے زنا سے منع نہیں ہوتا تو زنا یعنی قتل کے نہ ہوا عورت کی جانب سے برخلاف مرد کے کہ اسکی جانب سے زنا و حکم قتل کے ہر ذی جان چکا کیوے سے تودہ آئے ہر مکروہ بالکسری میں جن میں مکروہ بالکسری یعنی قاتل
 اخص فی زنا الا زناہ لانہا لم یکن الملحق بخصۃ لہ لم یکن غیر الملحق شہدہ نہ نہیں خصت ہر عورت کو زنا کی اکراہ غیر ملحق سے یعنی ضرب او جرح سے لیکن عورت کے
 زنا میں حد ساقط ہونے مرد کے زنا میں ہوا ہے کہ جب اکراہ ملحق خصت ہوا مگر اکراہ ملحق تو غیر ملحق اسکے واسطے شہد نہ ہوا سقوط حد کا برخلاف عورت کے کہ مرد کے
 مسئلہ شائع کا ظاہر تعلیم ان حکم اللواطہ حکم المارۃ عدم الولد نہ فرض بالملحق الا ان یفرق بکونہا شد حرمتہ من الزنا لانہا لم یصلح بطریق ما و کونہا تعلیم
 ولذا لا تکن فی الخبۃ علی الصحیح قال المصنف فقہا کی ظاہر تعلیل خصت عورت اور عدم خصت مرد کی سپرد دلالت کرتی ہر کہ لواطت کا حکم عورت کے حکم کے
 مانند ہر سبب نہ ہونے ولد کے لواطت میں تو لواطت فرض ہوا اکراہ ملحق سے مگر یہ کہ زنا اور لواطت میں فرق کیجیے اسطرح ہر کہ لواطت کی حرمت سخت تر ہو
 زنا سے اسواسطے کہ لواطت کسی راہ سے مباح نہیں اور اس وجہ سے کہ باحت لواطت کی عقلی ہر اور اسی واسطے اظہار بہشت میں نہ ہو گا بہر بہشت صحیح
 کہا ہر مصنف نے اپنی شرح میں ہم نقی کی کتاب الاکراہ میں ہر کہ الزنا اور لواطت پر اکراہ ہوا تو اسکی خصت نہیں اگرچہ وہ قتل ہو انتی تو اس وجہ میں
 اظہار اکراہ ملحق سے منوع ہوا باوجودیکہ ہلاک ولد کا سودی نہیں اور نہ مفسد فراش ہر اور ظاہر طلاق تنق فاعل او شعول دونوں کو شامل ہر کہ زانی
 الطحاوی صرح نکاح و طلاق و عتقہ بالقول لا بالفعل کشرار قریبہ ابن کمال اور اکراہ سے مکروہ بالفتح کا نکاح اور طلاق اور عتق صحیح ہر اگر عتق و طلاق
 سے ہونہ فعل سے جیسے اپنے قرابت دار کا خرید کرنا کہ ذکر ابن کمال ہم لیکن جو ہرہ کی یہ روایت اسکے مخالف ہر کہ جب محرم کی خرید پر اکراہ ہو تودہ
 آزاد ہو گا اور اکراہ کرنے واسطے پرتاوان لازم نہ ہو گا اسواسطے کہ اسنے خرید پر اکراہ کیا نہ آزاد کرنے پر ہر جمع لقیۃ العید و نصف المسمی ان لم یطار
 اور پیر اکراہ ہوا وہ اکراہ کرنے واسطے غلام کی قیمت بھر سے او نصف مہر سے مہر سے اکراہ کرنے واسطے اگر اسنے طلاق کی وہی نہ کی جو ہم یعنی حق
 غلام میں نہیں ہے کہ وہ بالکسری سے او نصف مہر سے مہر سے اکراہ کرنے واسطے اگر اسنے طلاق کی وہی نہ کی جو ہم یعنی حق

بجوہرین و انفسہ
 لافقہ و انفسہ
 سبب دلان کا
 سبب دلان کا
 سبب دلان کا
 سبب دلان کا

در جہاد و ایلاؤہ و فقیہ فیہ اعمالی الایلا بقول و نقل او صحیح ہر اکراہ سے مذکور کی اور قسم اسکی اور ظہار اور جہت اسکی اور ایلاؤ اسکا اور جہت
 رنا اسکا ایلاؤ میں قول سے یا فعل سے کذا فی الدر المنقذ اور زبانی اور درین نقطہ قول مذکور ہے نہ فعل و اسلام و لونو سیاکما ہو اطلاق کثیرن الاشخاص
 و مافی الخانیۃ من تفصیل فی قیاس و الاستحسان صحتہ مطلقا فی حفظ او صحیح ہر اسلام مذکرہ کا اگرچہ ذمی اکراہ سے اسلام ظاہر کرے چنانچہ اسی طرح کا ہر
 اطلاق اکثر شلخی کا اور جو خانہ میں تفصیل ہے کہ حربی کا اسلام اکراہ سے صحیح ہے نہ ذمی کا سو وہ قیاس ہے اور استحسان صحت اسلام ہر مطلقا خواہ حربی
 ہو یا ذمی اسکو یا رکھنا چاہیے ہم کہ عمل استحسان پر ہوتا ہے نہ قیاس پر سو اسے چند مسائل کے کہ یہ مسئلہ زمین سے نہیں ہوتا اعتماد استحسان ہی ہوا
 کذا فی الطحاوی یا قتل لورج للشیئہ کما منی باب المرتد اسلام مذکرہ صحیح ہے نہ ذمی کے قتل کے اکراہ اسلام سے پھر حار سے قتل زمین بسبب شہرہ
 چنانچہ باب المرتدین گذر گیا م شیعہ ہے کہ شاید اسے دل سے اسلام قبول نہ کیا ہو تو وہ بالیقین مرتد نہ تھا قتل ہوتا تو کیلکہ بطلاق و عتاق
 و مافی الاشباہ من خلافہ فی قیاس و الاستحسان وقوعہ او صحیح ہے وکیل کرنا مذکرہ کا اطلاق اور عتاق کی واسطے اور جو اشباہ میں اسکے مخالف مذکور ہو
 قیاس ہے اور استحسان وقوعہ اطلاق اور عتاق ہے وکیل کی تطبیق اور عتاق سے م شہادہ میں ہے کہ مذکرہ کے وکیل کا اطلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتا وجہ
 قیاس یہ ہے کہ وکالت باطل ہو جاتی ہے نہ ہرل سے تو ہی طرح اکراہ سے چنانچہ بیع اور مانند اسکے وجہ استحسان یہ ہے کہ اکراہ مانع انعقاد بیع نہیں بلکہ اس کے
 نساؤ کا موجب ہے تو ہی طرح وکیل اکراہ سے منعقد ہوتی ہے اور شرط فاسدہ کا اثر وکالت میں نہیں ہوتا کذا فی الطحاوی و الاصل عندنا ان کل ما یصح مع

الہزل یصح مع الاکراہ لان ما یصح مع الہزل لا یصح مع کل ما لا یصح فیہ الاکراہ وعدہ ابو الیثیم فی خزانۃ الفقہ ثمانیۃ عشر وعدہ مافی باب اطلاق
 اطلاق عشرین اور قاعدہ کلیہ عقود مذکورہ کی صحت میں یہ ہے کہ جو عقد صحیح ہے نہ ہرل کے ساتھ وہ اکراہ کے ساتھ بھی صحیح ہے سو اسطے کہ جو ہرل کے ساتھ صحیح ہے
 اس میں نسخ کا احتمال نہیں اور جہن نسخ کا احتمال نہیں اس میں اکراہ اثر نہیں کرتا اور جو عقود نہ ہرل اور اکراہ کے ساتھ صحیح ہیں انکو فقیہ ابو الیثیم نے خزانۃ الفقہ
 میں اٹھارہ شمار کیا ہے اور باب اطلاق میں ہے کہ انکو نظم میں پس گناہم غیر محتمل فی نسخ میں اکراہ اثر نہیں کرتا یعنی صحتہ عقد کا مانع نہیں ہوتا سو اسطے کہ
 اکراہ رضامندی کو فوت کر دیتا ہے اور فوت ہونا رضامندی کا موثر ہے عدم لزوم عقد میں اور عدم لزوم مذکرہ کو قادر کر دیتا ہے نسخ عقد پر تو اکراہ اسکو قدرت
 دیتا ہے نسخ پر ناست ہو چکنے کے بعد جو جس عقد میں نسخ کا احتمال نہیں اس میں اکراہ عمل نہیں کرتا کذا فی الخ لا یصح مع الاکراہ ابراؤہ مدیونہ و ابراؤہ کفیلہ
 او مال لان الابرار لا یصح مع الہزل صحیح نہیں اکراہ کے ساتھ بری الذمہ کر دینا مذکرہ بانفس کا اپنے مدیون یا اپنے ضامن کا خواہ حاضر ضامن ہو یا مال ضامن

اسو اسطے کہ برت صحیح نہیں ہرل یعنی بیدگی کے ساتھ اور اکراہ کے بھی ساتھ صحیح نہ ہوگی و کذا لو اکراہ الشفیع علی ان یسکت عن طلب الشفیع فسکت لا یبطل
 شفیعہ اور اسطے کہ اگر شفیع پر اسکا اکراہ ہو کہ وہ طلب شفیع سے سکت رہے سو وہ سکت رہا تو شفیعہ اسکا باطل ہوگا و لا روقہ بلسانہ و قلبہ مطمئن بالایمان
 فلا یستلزم روقہ لانه لا یفرہ والقول لا یستلزم اقلیت وقد مناع النوازل خلافہ قیاس قاطعہ اور نہ اسکا زبانی مرتد ہو چکا صحیح ہے کہ اکراہ سے اور حالانکہ
 اسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن اور ناست ہو تو اسکی زوجہ چھوٹ بخادگی ہو اسطے کہ زبردستی کے ارتداد سے وہ کافر نہیں ہو جاتا اور عدم ارتداد فی میں
 اسکا قول متبرہر استحسان کی دلیل سے میں کہتا ہوں اور اس سے پہلے ہتھے خلاف نقل کیا ہے نوازل سے تو شاید کہ نوازل کا قول قیاس ہے نہ استحسان
 سو اسکو مال کرم نوازل اور جلالہ سے شارح نے تفصیل نقل کی ہے کہ در صورت توریت زوجہ قصار چھوٹ بخادگی نہ دیا تہ اور اگر توریت کا قصد نہ کیا باوجود
 اسکے دل میں منظور ہونے کے تو دونوں طرح سے چھوٹگی کہ القاضی رجلا یقر بمرقۃ او قتل رجل بعد او یقر بقطع ید رجل بعد فاقرب ذلک فقتل
 یدہ او قتل علی ما ذکر ان کان المقر موصوفا بالصلاح قصیر بن القاضی وان تمہا لمرقۃ مہر وفا بہا و با قتل لا یقتضی من القاضی استحسانا
 لاشیئہ خانیۃ قاضی نے زبردستی کی ایک مرد پر تادہ چوری یا کسی مرد کے قتل عدا کا اقرار کرے یا عدا کسی شخص کے ہاتھ کاٹنے کا اقرار کرے سو اسے

اسپر لازم ہوگا کہ یعنی پھر دینے کی نیت سے اسے مال لیا پھر وہ مال قتل ہو گیا تو اسکا تاوان اکراہ کر کے واسطے پھر دینے واسطے پر و از اہل سفای
 الماکل والکفر فی البیتۃ فاقول للمکرہ مع یحییٰ ولا یحییٰ معی او بیکہ مالک مال اور مکرہ نے اختلاف کیا نیت میں یعنی مالک کہتا ہو کہ اسنے پھر دینے
 کی نیت سے نہیں لیا تھا اور لینے والا کہتا ہو کہ میں نے پھر دینے کی نیت سے لیا تھا تو مکرہ کا قول قسم کے ساتھ مقول ہو اور اسپر تاوان لازم نہ ہوگا کذا
 فی الجنبی یعنی اسواسطے کہ ظاہر اکراہ ظالم قرینہ ہو مکرہ کے صدق کا دلیل المکرہ علی الاخذ والرفع انما یسبغہ ما دام حاضر عند المکرہ والا کل ازال القدرۃ والا یجا
 بالحدیث وہذا یقین انہ لا قدر لا عوان الظلمۃ فی الاخذ عن غیبۃ الامیر اور وہ فی حدیث او یحییٰ میں ہے کہ جس شخص پر اکراہ ہوا غیر کے مال لینے یا دینے کا تو اسکو
 لینا اور دینا اسوقت تک جائز ہے جب تک اس کے پاس اکراہ کرنے والا ظالم حاضر و موجود ہو اور اگر حاضر نہ ہو تو لینا اور دینا حلال نہیں بسبب زائل
 ہو جانے قدرت ظالم اور مجبوری مظلوم کے اس کے دور ہو جانے سے اور اس قید سے ظاہر ہو گیا کہ حکام ظالمین کے کو کر جا کر مردگاریوں کو کچھ قدر نہیں
 ناحق مال چھین لینے میں حاکم یا اسکے فرستادہ کے موجود نہ ہونے کے وقت تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم مسوولین ہیں کہ تہدید قتل سے اس کے سامنے
 غیر کا مال چھین لینا جائز نہ تہدید جس اور قید سے اور نہ اس کی غیبت میں اگرچہ اسکو یہ خوف ہو کہ امیر قتل کر لیا اگرچہ پاؤں لگا یا ان اگر امیر کا فرستادہ
 مکرہ کے ساتھ ہو اس طرح کہ اگر یہ شخص وہ کام نہ کرے تو اسکو پکڑ لاوے اور قتل کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ جائز ہوگا کذا فی الطحاوی فرسع مسائل ملحقہ
 شایع کے اکراہ علی اکل طعام نفسه ان جائع لا رجوع وان شیعان برع بقیتہ علی المکرہ بحصول منفعة الاکل لہ فی الاول لا انسانی ایک شخص پر اپنے طعام
 کے کھانے کا اکراہ ہوا تو اگر صاحب طعام بھوکا ہو تو رجوع نہیں اور اگر اسودہ ہو تو قیت طعام کی بھر لے اکراہ کرنے والے سے بسبب حال ہونے کے کھانے
 کی شفقت کے مالک کو پہلی صورت یعنی گرنگی کے حال میں نہ دوسری صورت میں یعنی سیری میں قال اہل الحرب یعنی اخذ وہ ان قلت است
 بنی ترکناک والاقتناک لایسبغہ قول ذلک وان قیل لیس بنی ترکنا بنیک وان قلت بنی قتناہ وسعہ لا تنفع الکذب علی
 الانبیاء کہنا مرہیون نے اس نبی سے کہا جسکو انھوں نے گرفتار کیا کہ اگر تو یوں کہے کہ میں نبی نہیں ہوں تو تم مجھکو چھوڑ دینگے اور اگر نہ کہے گا تو تم مجھکو قتل
 کر دینگے تو نبی کو یہ قول کہنا درست نہیں اور نبی کے سوا اور شخص سے کہا گیا کہ اگر تو اس شخص کو یوں کہے کہ یہ نبی نہیں ہے تو تم تیرے نبی کو چھوڑ دینا اور
 اگر تو کہے گا کہ یہ نبی ہے تو تم اسکو قتل کر دینگے تو اسکو یہ کہنا جائز نہیں بسبب منع ہونے کی یہ کہ انبیاء علیہم السلام پر ہم اس مسئلہ سے اگر عظمت انبیاء کا لینا
 واقعی منظور ہو تو ظاہر ہے اور اگر نبی پر حکم کرنا منظور ہو تو غیر ظاہر ہے اسواسطے کہ حکم شرعی نبی سے معلوم ہوتا ہے نہ غیر نبی سے کذا فی الطحاوی قال حربی
 واصل بن نفعت جارتیک لازمی بہا و نفعت لک الف اسیر لم یکل کا فر نبی نے مسلمان مرد سے کہا کہ اگر تو اپنی لونڈی مجھ کو دے تاکہ میں اس سے بدکاری
 کروں تو میں تجھکو ہزار قیدی مسلمان دونوں کو لونڈی دینا حلال نہیں ہم اسواسطے کہ یہ اکراہ نہیں اور قیدیوں کی تخصیص پر قادر مطلق قادر ہے چاہے مکہ
 خلاص کرے چاہے بلخ پر عبور فرمائے اور یقیناً عہدہ مکرالم یقین فی الاصح اور کیا اپنے غلام کی آزادی کا مجبور ہو کر وہ آزاد نہ ہوگا صحیح تر قول میں
 وعلی الاکراہ باخذ المال معتبر شرعاً طاراً بقیتہ نعم اور مال چھین لینے کا اکراہ شرعاً معتبر ہے یا نہیں ظاہر قنیہ اسپر دلات کرتا ہے کہ ان معتبر ہریم نیاس میں ہے کہ
 سلطان مے دھی تیم پر قتل یا اتلات عضو کی تہدید کی تاکہ تیم کا مال سلطان کو دے سوا اسنے دیا تو دھی پر تاوان نہیں اور جس اور قید کی تہدید میں
 ضمان ہو اور اگر دھی کے مال چھین لینے کی تہدید کی تاکہ مال تیم تسلیم کرے اگر دھی جانے کہ سلطان بعض مال لے گا اور بعض چھوڑ لیا اور مال متروک اسکو کفایت
 کر لیا تو تسلیم جائز نہیں اور اگر دھکا تو مال متروک اسپر لازم ہوگا اور اگر دھی ڈرے کہ تمام مال چھین لیا تو وہ مخدور ہے تیم کے مال دینے میں اسپر
 تاوان نہیں اور اگر سلطان نے تیم کا مال دھی سے آپ چھین لیا تو ہر صورت میں دھی پر ضمان نہیں کذا فی الطحاوی دلی الوبانیۃ قال شہر دان
 قیل المدیون انی مرفع ہ لتبری فالاکراہ یعنی نہ ہو اور وہ بانیہ میں کہا ہو اور اگر دھکا تو اس سے کہ میں تیرا عید ظاہر کرے دالاہون عالم سے

اور نہ تو بگو اپنے دین سے بری کر دے تو یہ قول معنی اگر ہمتصور ہو گا کہ شریعت میں ہر کہ مریدوں نے دین سے کہا کہ تسکات کا وسیعہ پھیر دے اور یہ
 اقرار کر کہ میرا تجھ پر کچھ اوصاف نہیں اور اگر تو قبول نہ کر دیا تو میں حاکم سے ظاہر کر دوں گا کہ تیرے پاس فلاں شخص کا اس قدر دھونا ہے یعنی اور حاکم اس مال
 کی تلاش میں ہو سو دین نے وسیعہ مذکورہ پھیر دیا اور اپنے دین نہ ہونیکا اقرار کیا تم لایہ بخاری نے جواب دیا کہ یہ دینی اکراد ہوا اور اسکو جانے
 ہو کہ اسپر اپنے دین کا دعویٰ کرے یہ جواب اس صورت میں ہے جبکہ حاکم غلطی کی جلی سنگریٹاں چھین لیتا ہو کذا فی الخطا دی شہر و صحیح فی الاستحسان
 اسلام مکہ + ولا قتل ان سیرتہ بعد و بجز + اور استحسان میں صحیح ہے اسلام لانا مکہ بالغی کا اور اگر وہ بعد اسلام کے مرتد ہو جاوے تو قتل نہیں ہوگا اور اگر
 جبر ہوگا قبول اسلام میں ہم یہ مسئلہ شہر و حایان ہو چکا بسوٹ میں ہے کہ ظالم نے کہا کہ یہ شہر با پی یا یہ مردار کھا ورنہ میں تیرے باپ یا بیٹے یا کسی اور
 زابت دار عزم کو قتل کر دینا یا تیرے باپ کو بھیس کر دینا ورنہ تو اپنا غلام نہ رہا ورنہ کو بیچ کر دے سو اسنے غلام کو بیچا تو قیاس میں یہ بیچ جائز ہے اور
 استحسان میں باطل ہے اور تصرف مذکور نافذ نہیں ہو سکتا کہ یہ اکراد ہوا کذا فی الخطا دی شہر و صحیح فی الاستحسان

کتاب الحج

یہ کتاب ہے جس کے احکام میں ہم مصنف کتاب الحج کو کتاب الاکراد کے بعد اسو اسطے لایا کہ دونوں میں طلب اختیار کرے کہ اگر وہ تو ہی ترجیح دے تو
 کہ اکراد طلب اختیار اس شخص کا ہو جو صاحب اختیار صحیح کا اور صاحب ولایت کا یا کہ اختلاف ہو لہذا اکراد مقدم ہوا حجیرا اور اس حجیر عایت اور وقت
 ہر حجیرین پر اور گاہی غیر حجیر شہر و حایان منظور ہوتی ہے چنانچہ مریدوں اور غنیہ کے حجیرین قبول صامین اور حجیر غلام بر عایت حق ہوئے ہو
 لہذا منع مطا حرج لغت میں یعنی منع ہر مطالعہ یا بار کھانا اور کھانا ہر طرح سے خواہ منع قول سے ہو یا فعل سے یا اور مطالب سے یا عوس میں حجیر بکات ثابہ
 مار ملہ و سکون حجیر مذکور ہو و شرعاً منع من زنا و تصرف قولی لا نفی لان اہل اہل و بدو و عدا لایکن ر وہ فلا یقتضی الحجیر عندہ اور مطالع شریع میں حجیر منع کرنا
 اور رد کرنا ہر تصرف قولی کے نافذ ہونے سے نہ تصرف فعلی سے اسطیکہ کہ فعل کا پھیرنا بعد اس کے واقع ہو جائے کے ممکن نہیں تو فعل سے روکا مقصود
 نہیں ہر تصرف فعلی چنانچہ قتل اور اتلاف مال اور تصرف قولی چنانچہ بیع اور شرا اور بیعہ نفاذ سے مراد لزوم ہے اسطیکہ کہ حجیر کا عقد ہو تو وہ ہر خطا و عی
 کہ بہتر یہ تھا کہ مصنف لزوم کما عوض نفاذ سے اسو اسطے کہ نافذ عام ہے لازم سے اور تصرف قولی سے مراد وہ تصرف ہے جس میں ضرر ہو اور جس تصرف
 قولی میں ہر اس نفع ہو چنانچہ قول ہے اور اسلام تو اس میں مصنف بیان کے مانند ہر وقت لیشکل علیہ الترتیب منع نفاذ فعلی فی الحال بل البتہ حق کما صرح بہ
 فی البدل اللہم الا ان یقال الاصل فیہ ذلک لکنہ اخر لفتقہ لایام المانع قائل میں کہتا ہوں اور تصرف فعلی کے اخراج پر غلام کے فعل سے شہر کا
 واقع ہوتا ہے اسو اسطے کہ اس کے فعل کا نافذ ہونا فی الحال موقوف ہے یعنی اگر غلام مال مستحق صلی کے اور تلفت کر ڈالے تو وہ فی الحال نافذ نہ ہوگا
 بلکہ آزاد ہوئے کے بعد نافذ ہوگا چنانچہ ہر افع میں مصرح ہے یا حسنہ یا گارون جواب دیا جاسے اس اشکال کا کہ اس میں اصل تو
 یہی ہے کہ غلام اپنے افعال میں فی الحال نافذ ہوتا ہے لیکن اخذہ میں تاخیر واقع ہوتی اس کے آزاد ہونے تک بسبب قائم ہونے مانع کے اسکو مال کرے
 م مانع حق مولیٰ ہے یعنی اگر غلام اپنے فعل میں فی الحال نافذ ہو تو اس میں بجا جاسے اور اس میں حق قولی کا ابطال ہر خطا دی نے کہا اشکال اس وقت میں
 واضح ہوتا جبکہ غلام اپنے فعل میں گاہی نافذ ہوتا تصرف قولی کے مانند قائل و سببہ و خرو و ہون ایم القوی و البتہ کما فی المعن و حکمہ کثیر
 کما یجوز فی الماذون اور جسے کہ سبب طفلی اور وہ جنون ہے جو شال ہو تو دی و با لگی و ذہنی و دیوانگی کو چنانچہ مقننہ میں اور حکم مقننہ کا لفظ تفسیر دار
 کے مانند ہے چنانچہ کتاب الماذون میں آویگا ورق اور سبب حجیر کارق و لشی ملکیت یعنی لو غلام ہو نام چو نکہ صغیر تھا تو عقل اور جنون میں عقل ہو کہ
 اپنے نفع و ضرر کو نہیں پہچانتا لہذا شریع میں اس کے تصرفات تو لایہ ممنوعہ غیر ہر ہر ہر ہر اور ملک ہر حقیقہ عقل ہے لیکن چو نکہ جو اس کے پاس تو وہ ہر ہر

کی ملک ہو تو برعایت ہی ہوئے اسکا تصرف جائز نہ ہوا فلما یصح طلاق صبی و مجنون مغلوب ای لا یفیک بحال و اما الذی یجن و یفیک فحکمه
 کمینہ نہایت کو صحیح نہیں طلاق دنیا صغیر و مجنون مغلوب کا یعنی وہ مجنون جو کسی وقت ہوش میں نہیں آتا اور جو کہ کبھی دیوانہ ہو جاتا ہو اور کبھی دنیا
 تو اسکا حکم طفل منیر کے مانند ہو کہ انی الہنا یرم نہایت اور غایت البیان میں ہو کہ معصوم یعنی جو گاہے دیوانہ ہو اور گاہے ہوشیار وہ منیر کے مانند ہو اور نہ یلعی
 میں ہو کہ وہ عاقل کے مانند ہو شکی شکی زلیحی نے تو فقیہ بن القولین میں کہا کہ اگر اسکی ہوشیاری کا وقت مقرر ہو اور وہ حال افاقہ میں کوئی عقد منعقد
 کرے تو اس میں انفاق و عقد کا حکم ہو عاقل کے مانند اور اگر اسکی ہوشیاری کا وقت معین نہ ہو تو حکم اس میں توقف کا ہو صغیر کے مانند تو زلیحی کا کلام شق اول
 پر محمول ہو اور نہایت اور غایت البیان کا شق ثانی پر کذا فی الطحاوی و لا احتیاقا و اقرارہا نظر الہما اور نہ صغیر و مجنون کا آزاد کرنا اور اقرار کرنا صحیح ہو
 برعایت ان کے حال کے یعنی عدم صحت طلاق اور عتاق اور اقرار کی بنظر ترجمہ و شفقت کے ہونے کے حال پر و صحیح طلاق بعد اقرارہ فی حق نفسہ
 فقط لاسیدہ اور صحیح طلاق غلام کی اور اسکا اقرار فقط اسکی ذات کے حق میں نہ اس کے مالک کے حق میں فلما اقر بحال اخرالی عقدہ و لغیر مولاہ و لولہ
 تو اگر غلام مال کا اقرار کرے تو اسکا مطالبہ بھیجے ڈالا جائیگا اسکے آزاد ہونے تک اگر غیر مولیٰ کے مال کا اقرار ہو اور اگر غلام اپنے مالک کے مال کا اقرار کرے
 تو لغو اور باطل ہے یعنی ہوا سطلے کہ مالک اپنے غلام پر مستوجب مال نہیں ہوتا کذا فی الدرر و یجد و قود فہم فی الحال بقاۃ علی اصل الحرۃ فی حتما اور اگر غلام
 نے حاد و قصاص کا اقرار کیا تو حاد و قصاص سپر فی الحال قائم کیا جائیگا بسبب باقی رہنے غلام کی حاد و قصاص کے حق میں اصل حریت پر مبنی
 عقدہ عقد اید در بین نفع و ضرر کما یجوز فی المآذون منہم من ہولاء المجورین و ہولاء لعلہ یعرف ان البیع سائب للملک و البیوع جالب اجاز و لہیہ اور و
 اور جو کہ ان مجبورین مذکورین میں سے وہ عقد منعقد کرے جو دائرہ مجبورین نفع اور ضرر کے چنانچہ یہ تصریح کتاب المآذون میں آویگی اور حالانکہ
 عاقد اسکو تعقل کرتا ہو یعنی اتنا سمجھتا ہو کہ بیع ملک بائع کو سلب کر دیتی ہو اور شرکاء ملک مشتری کو بھیج لاتی ہو تو عاقد کا ولی چاہے عقد کو جائز رکھے
 اور چاہے رد کر ڈالے مسم کی ضمیر صغیر اور غلام اور معصوم کی طرف پھرتی ہو اسواسطے کہ مجنون مغلوب میں تعقل مذکور نہیں ہے اس سے مراد قاضی اور
 باپ اور واداد اور وصی اور مولیٰ ہو اور اگر قاضی صغیر کو تصرف کا اذن دے اور اسکا باپ نانتا ہو تو قاضی کا اذن صحیح ہو کذا فی الطحاوی وان لم
 یعقل فباطل نہایت اور اگر شخص مجبور عقد کو سمجھتا نہ ہو تو عقد باطل ہو کذا فی النہایہ وان اتلفوا ای ہولاء المجورین ہوا و عطلوا اولاد و رشتہا مقومان
 مال و نفس ضمتوا اولاد و جمرنی الفعلی اور اگر مجبورین مذکورین خواہ بوجھتے ہوں یا نہ بوجھتے ہوں کذا فی الدرر تلف کر ڈالین شیء مقوم کو مال ہو وہ شریا
 جان تو ضمان اس پر لازم ہو گا اسواسطے کہ تصرف فعلی میں جبر نہیں کہ اتنا تلف کر ڈالنا متبرہنوں لکن ضمان الجبر بعد التلق علی ما ملکہ غلام پر تاوان تلف کا بعد ازاد
 ہونے کے چنانچہ گذر گیا دنی الاشباہ و البی المجور و اخذ بانعائہ فیضمن ما اتلف من المال للحال فاذا اتلف غایۃ علی عاقبۃ الانی مسائل لو تلف ما اتلفہ ما
 اودع عندہ بلا اذن ولیہ و ما اعیر لہ و بائع منہ بلا اذن وراثہ میں ہو کہ صغیر مجبور ناخود اور مطالب ہو اپنے افعال سے تو اس چیز کا تاوان دیگا فی الحال جب کو گئے
 تلف کر ڈالا اور جبکہ قتل کر لیا تو دیت اسکی برادری پر واجب ہوگی مگر چار سکنوں میں صغیر پر تاوان نہیں اگر اسنے تلف کیا وہ مال جو اسنے قرض لیا اور تلف
 کی وہ چیز جو اسکے پاس ودیعت رکھی گئی بدون اذن اسکے ولی کے اور تلف کی وہ چیز جو صغیر کو واسطے عاریت لی گئی اور تلف کی وہ چیز جو بی گئی اس سے
 بدون اذن کے مسم عدم اذن ولی چاروں سکنوں کی قید ہو تو اتلاف بعد الاذن میں تاوان لازم ہو گا شرح تنویر الاذیان میں ہو کہ اگر غیر کلال بلا سبقت ایداع
 یا تراش تلف کر لیا تو تاوان لازم ہو گا کذا فی الطحاوی و یستثنی من ابلعہ ما اذا اودع صبی مجبور شلہ وہی ملک غیر ظلما ملک نصین الدافع او الاخذ و ایداع غیر
 سے متفق ہو و بصورت جبکہ صغیر مجبور نے اپنی مانند و سر سے صغیر کے پاس کوئی چیز ودیعت رکھی اور حالانکہ وہ چیز غیر صغیرین کی ملک ہو تو مالک کو جائز ہے چاہے
 ودیعت دینے والے صغیر سے تاوان چاہے ودیعت رکھنے والے سے مسم اس سکہ میں یہ قید بھی ہو کہ صغیر نے بلا اذن مالک ودیعت رکھی ہو کذا فی الطحاوی

اولاً بحکم علی مرتضیٰ علی خلاف مقتضی اشرع او عقل در و لوئی انجیر کان یصرف فی بنایا المساجد و نحو ذلک بحکم علیہ عند ہما و تمامہ فی
نوائذ شتی الاشباہ اور مجر نہیں کیا جاتا امام کے نزدیک آزاد باش عاقل پر سبب سفاهت کے اور فاقہست سے مراد بیان ہر طرف مال اور اسکا ضلک کرنا
ہر خلاف مقتضایہ شرع یا عقل کے کذا فی الحدیث اور اگر غیر میں ہر طرف مال کرے چنانچہ بنائے مساجد اور اسکے مانند سورہین میں ہر طرف کرے تو اسکا
نقص نہ کیا جائے گا عین کے نزدیک اور پورا بیان اسکا شباہ کے نوائذ شتی میں ہم سلفہ بتیقین لغت میں عبارت ہر حالت اور غفلت عقل سے اور شرع میں
سلفہ اور سفاهت سے مراد صرف بیوہ ہر مخالف شرع یا عقل کے تو اسکے سوا اور معاصی اگر کتاب چنانچہ شراب خواری و زنا کاری سفاهت مصطلح میں
داخل نہیں ہوتی نے کہا کہ سفیہ کی عادت ہر طرف کرنا نفقہ میں اور تصرف بلا غرض کرنا ایسی غرض میں صرف کرنا جسکو عقلا سے دیندار غرض شمار نہیں کرتے
چنانچہ نفیقین اور لاعین کو مال دینا اور ارٹنے والوں کو ترونگ کو اگر ان قیمت خرید کرنا اور خرید و فروخت میں ہر محنت نقصان اٹھانا اور ہر دیر ہر کوئی
شیر تھکا چھوڑ دینا ہو گیا اور اگر بالغ ہو اسکا بہت کی حالت میں تو اسکا مال اسکو نہ دیا جائے گا چنانکہ وہ ۲۵ برس کا ہو کہ ان فی الطحاوی و فوسق و دین و غفلت
اور حکمت مجبوراً تصرف نہ ہو گا نگہ کاری اور اوٹھار لینے اور غفلت کے سبب سے امام کے نزدیک ہم دین سے وہ دین مراد ہے جو اس کے اہل الی
سے زیادہ ہو غفلت سے مراد یہ نہیں کہ شمس ہو بلکہ سلیم القلب ہو و لا سیر مع آدمی ہو جو تصرفات فہم نہ کرنا چاہتا ہو اور تجارت میں نقصان اٹھایا کرنا جو کذا فی
الطحاوی بلکہ منہ غفلت ماحین تعلیم اہل الباطل کی تعلیم ہر طرف و لا یستقیم من زواج و لا یستقیم من زواج بلکہ منع کیا جائے فتویٰ و نجیہ سے منہ غفلت ماحین تعلیم اہل الباطل
جو لوگوں کو باطل علی سکھا دے جیسے ارتداد و سکھانا کہ جو رت اسنے زوج کے نکاح سے چھوٹ جائے یا اس سے زکوٰۃ دینا سنا دے جو جائے ہم زلی نے
کہ منہ غفلت ماحین وہ ہر جو میل باطلہ سکھا سکے اور حرام کے حلال کہہ سکے اور حلال کے حرام بنا دے میں بے پروا اور بیکار ہو جائے قاضی خان میں ہر کہ منہ غفلت ماحین
وہ ہر جو میل باطلہ کی تعلیم کرے اور فتویٰ ہر حالت سے و سے یعنی علم فقہ نہ چاہتا ہو اور فتویٰ دینے پر نہ تیار ہو و بطیب جاہل اور منع کیا جائے علاج کرنے سے
طیب جاہل م بطیب جاہل وہ ہر جو بیمار کو دوا سے مہلک پلا دیتا ہو و نہ اسکو مہلک بناتا ہو یا چاہتا ہو اور جبکہ دوا مہلک پر شدت کرے تو اسکا ضرر دور
نہ کر سکتا ہو کذا فی الطحاوی فتاویٰ قاضی خان میں ہر کہ طیب جاہل نہ ہر جو لوگوں کو مہلک دوا پلا دے اور وہ اسکو شفا اور دوا چاہتا ہو و مہلک
منفس اور منع کیا جائے مکاری منفس یعنی جانور کا کرنا کہ اسے والاہم حموی نے اپنی شرح میں کہا کہ حجر کے سبب تین ہیں یعنی طفلی اور مملوکی اور جنون اور اسکے
ساتھ تین اور طفلی ہیں یعنی مفتی حیلہ امور و طیب جاہل اور مکاری منفس یہ روایت ہر امام عظم سے اور تینوں سے تین اور طفلی ہیں تین تین جو خطا میں غلہ نہ
بیچے اور غلہ فروش جبکہ بیع میں تبدیلی کریں بسبب زیادتی قیمت کے اور کافر ذمی کا غلام مسلمان ہو جائے اور وہ اسکو نہ بیچے تو قاضی اسکو بیچ دے
چنانچہ ابن فرشتہ نے شرح مجمع میں بیان کیا ہر اور صاحبین کے نزدیک سفیہ اور غفلت اور بیویوں کی محو التعمرف ہیں جن حدیث سے شرح مجمع میں کہا کہ یہ جو
امام سے مروی ہو کہ ان کے نزدیک غیر نہیں مگر تین ہفتی ماحین اور طیب جاہل اور مکاری منفس پر ہر طرف اس سے حقیقت خبر کی کہ نہیں ہر یعنی عدم نفوذ تصرف
اسو اسلے کہ اگر مفتی فتویٰ دے جسے خبر کے بعد اور وہ فتویٰ ٹھیک دے تو جائز ہر اسطرح اگر طیب و دایچے خبر کے بعد تو بیع اسکی نافذ ہر تو معلوم ہوا کہ حجر
حقیقی مراد نہیں بلکہ منع جس سے ظاہری مراد ہر اسطرح پر کہ وہ لوگ اپنے کام سے روکے جاویں اسو اسلے کہ مفتی حیلہ امور لوگوں کے دین میں فساد ڈالتا
ہر اور طیب جاہل انکے ابدان فاسد کرتا ہو اور مکاری منفس انکے اموال تباہ کرتا ہو اسو اسلے کہ جب مکاری نے ارتداد کا کرنا کیا اور حالانکہ اسکے پاس نہ
ہو نہ اور جانور جس پر بار برداری کرے اور نہ اسکے پاس مال ہر جس سے جانور بار بردار خرید کرے اور لوگ اسپر عتاد کر کے اپنا مال کر ایہ میں دیتے ہیں اور
وہ مال کو اپنی حاجات میں صرف کرتا ہر چھپ چھپ سفر کا وقت آج تو وہ چھپ رہا ہو اور لوگوں کے مال تلف ہوتے ہیں اور فساد اس شخص کا خلق شد
کو ہر چھپ چھپ ہر مفتی ماحین اور طیب جاہل کے فساد کے مانند تو احق ضرر خاص واسطے دفع کرنے ضرر عام کے جائز ہو اور یہ از قسم امر بالمعروف و نہی عن المنکر

ہو اندر باپ میر تو شاقض لازم نہ ہو اگر ذی الطوائف وعدہ ہما کچھ علی الحیر یا لیسفہ الغفلۃ یہی بقولہما فیہی سیاتہ لہ اور صاحبین کے نزدیک
 حیر کیا گیا آزاد بالغ پر سبب سفاست اور غفلت کے اور صاحبین کے ہی قول پر فتویٰ ہر اسکے مال کے بچانے کی واسطے علی تو لہما الہی بہ فیکون فی ہما
 کصغیر اور بموجب قول بنتی بہ صاحبین کے سفید و زنا فل اسنے حکام میں صغیر بالغ کے مانند ہیں م یعنی اس پر یا بالغ کے عقو تحمل الفسخ میں تاحی کو اختیار ہوگا
 چاہے جاری رکھے چاہے فسخ کر دے تم نہ اختلاف فی تصرفات تحمل الفسخ و بیطلان النزل پھر دریافت کر لیا جائے کہ یہ ہذا ان معاین کا امام کے ساتھ ان سرنگ
 میں جو نہیں فسخ کا احتمال ہو اور نہ ل اور بیوگی باطل کر دیتی ہو کہ ہم یعنی امام کے نزدیک سفید کے تصرفات کو نہ دیکھا اور صاحبین کے نزدیک روکنا مخصوص
 تصرفات مذکورہ ہر چنانچہ بیع اور شرا اور ہبہ وغیرہ ملک و اما لا یملک ولا یصلح النزل فلا یجوز علیہ بالاجماع فلذا قال لانی نکاح و طلاق و عتاق و تہیلاد
 و تدبیر و وجوب زکوٰۃ و فطرۃ و حج و عیاد است و زوال الاتیام و بیہ و جدہ و فی صحۃ اقرارہ بالعقوبات و فی الانفاق و فی صحۃ و صلیا یاہ بالضرر
 میں ثلث فتوایں فی ہذہ کمال اور ان تصرفات میں کہ جو فسخ کے تحت نہیں اور انکو نہ ل باطل نہیں کرنا سفید پر بالاتفاق حیر نہ ہوگا اسی واسطے
 مصنف نے کہا کہ سفید صغیر کے مانند ہو مگر ذکا و طلاق اور عتاق اور تہیلاد اور تدبیر و زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور حج اور عیاد است و بیہ کے واجب ہونے
 اور اسکے باپ اور دادا کی ولایت زائل ہو جانے میں اور اقرار عقوبات یعنی حدود قصاص کے صحیح ہونے میں اور انفاق یعنی نفقہ زوجہ اور ذوی الارحام
 صحت اقرار میں اور ضمانت کے وصایا کے صحیح ہونے میں ثلث مال ہر کہ سفید ان امور مذکورہ میں بالغ کے مانند غیر مجبور ہو یعنی بسطرح بالغ غیر مجبور کے تصرفات
 صحیح ہیں اسی طرح سفید کے بھی یہ تصرفات بالاتفاق صحیح ہونگے ان صاحبین کے نزدیک بھی حیر نہیں و فی کفارۃ کبدلہ استباہ اور نفیہ کفارہ میں غلام کے
 مانند ہر کذا الاشباہ مخرانہ اکل میں ہر کہ قسم اور نذر اور ہمارا و قتل کے کفارہ میں قاضی سفید کا مال صرف نہ ہونے سے بلکہ وہ روزہ رکھے کذا فی الطحاوی
 و الحاصل ان کل ما یفتوی فی النزل و البعد نیفاذ من الحیر و لا فلا الا باذن القاضی خانیہ اور خلاصہ کلام یہ ہر کہ حسن و سونہ میں نہ ل اور حیر برابر ہو مجبور
 کا بھی نافذ ہو اور جو برابر نہیں وہ تصرف مجبور کا نافذ نہیں مگر قاضی کے اذن سے کذا فی الخانیہ فان بلغ العصبی غیر رشید لم یسلم الیہ مالہ حتی یتلغ خمساً
 و عشرین سنۃ پھر اگر صغیر غیر رشیدی بالغ ہو یعنی باوجود بلوغ ایسا ہو شیائہ ہو کہ اپنا نفع اور ضرر پہچاننے تو اسکا مال اسکو نہ دیا جائے یہاں تک کہ وہ ۲۵
 برس کو پہنچے م درمیں ہر کہ ۲۵ برس کی قید واسطے لگائی کہ عمر فاروق فی الشریعہ سے مروی ہر کہ عقل مروی اہتا کو پہنچ جاتی ہر کہ وہ ۲۵ برس کو پہنچ
 جاتا ہر خزانہ اکل میں ہر کہ جب یتیم بالغ ہو تو وصی اسکا مال اسکو جلد نہ دے بلکہ توقف کرے اور اسکو کچھ مال سوداگری کی واسطے دیکر آزاد کر دے پس اگر اسکو صلح
 پاوے تو اسکا مال اسکو دے اور اگر مقصد بیاک دیکھے تو مال نہ دے پھر جب ۲۵ برس کو پہنچے تو مال اسکو دے خواہ وہ صلح ہو یا نہ کذا فی البدائع تصح تصرف
 قبلہ ای قبل المقدار المذكور من المدة صحیح ہر تصرف بالغ غیر ہوشیار کا قبل اسکے یعنی اس کی مقدار نہ کرے پہلے یعنی اگر ۲۵ برس سے پہلے بالغ غیر رشیدی غیر
 کا تصرف کر لیا اپنے مال میں تو صلح ہوگا واسطے کہ بالغ عاقل پر چہ نہیں امام کے نزدیک اور ۲۵ برس تک غیر رشید کو نہ دینا حیر نہ تھا بلکہ تاویب کے واسطے تھا و بعد
 یسلم الیہ وجوباً حتی لا یمنع منہ بعد طلبہ ضمن و بل طلبہ الاضمان کا یقیدہ کلام لہجہتی وغیرہ قائلین اور ۲۵ برس کے بعد دینا واجب ہوگا یہاں تک کہ اگر اسکا دل
 اسکو مال نہ دے اسکے مانگنے کے بعد تو ولی پر تادان لازم ہوگا و صورت ہلاک ہو جانے مال کے اور مانگنے سے پہلے تادان نہیں چنانچہ مجتبے وغیرہ کے کلام سے
 معلوم ہوتا ہوا ایسا کہ ہر ہر کے آسانے و ای لم یکن رشیداً قال لا یفرق حتی یؤنس رشیدہ و لا یجوز تصرفہ فیہ ۲۵ برس کے بعد مال دیا جائیگا اگرچہ وہ رشید و ہوشیار
 بھی نہ ہو اور صاحبین نے کہا کہ مال نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ اسکی ہوشیاری معلوم نہ ہو اور اسکا تصرف بھی قبل از ہوشیاری جائز نہیں اگرچہ وہ بیوقوف ہی ہو جائے
 و اگر رشید نہ کو فی قولہ تعالیٰ فان تستم نعم رشیداً جو کو نہ مصلحانی مالہ فقط و لا فاسقا قالہ ابن عباسؓ اور وہ رشید جو نہ کو فی حق تعالیٰ کے اس قول میں لگا کر
 یتیموں کا رشید معلوم کر تو اسکے مال انکو دو تو مراد اس سے یہ ہر کہ یہ فقط اپنے مال میں صلح ہوں نہ سفید اگرچہ فاسق ہو ایسا کہ ہر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

و ما صنع المحور فی مالہ من بیع و شرا قبل اطلاق الثانی او بعدہ کان جائزا لان المحور الاول محذور فیه فی وقت علی اھلہ فاقضی آخر او جزو فی وقت محذور
 نے کیا اسنے مال میں بیع یا شرا سے قبل اطلاق ثانی سکے اور بعد اسکے وہ جائز ہو گا اس واسطے کہ قاضی اول کا محذور نہ تھا بلکہ اختلاف میں ہیں پس
 موقوف رہے گا اور دوسرے قاضی کے جاری رکھنے پر فروع مسائل ملحقہ شرح کے یصح الجہر علی الغائب لکن لا یجوز بالعلم علی غائبہ صحیح ہے محذور نہ شخص غائب
 پر لیکن وہ محذور نہ ہو گا جب تک اسکو معلوم نہ ہو گا کہ قاضی نے میرا تصرف منع کر دیا کیونکہ انی انما نیہم اور اگر غائب محذور نہ صرف کرے قبل العلم بعد الجہر لکن
 تصرفات نافذ ہیں اور اگر یتیم بالغ ہو سنا بہت کی حالت میں تو قبل از جہر قاضی محذور نہ ہو گا ابویوسف کے نزدیک اور اس کے تصرفات نافذ ہونگے اور
 بعد کے نزدیک محذور ہو گا بدون خبر کرنے کے کذا فی بخاریہ ولا یتلفع الجہر بالرشد اور رشد کے پیدا ہونے ہی خبر نہیں اٹھ جاتا بل باطلاق القاضی بلکہ خبر
 قاضی اسکو اٹھنے کا حکم دے دے ولو ادعی الرشد و ادعی قصہ بقاء علی لہ و برہنا یعنی تقدیم بنیہ بقاء لہ منہ شاہد اور اگر دعوی کیا رشدا اور ہوشیاری کا
 اور اس کے منہم نے اس کے باقی رہنے کا سفاہت پر اور دونوں گواہ لائے اپنے دعوے پر تو بقا سے سفاہت کے گواہوں کو مقدم رکھنا لائق ہے کہ
 فی الاشباہ و طحاوی نے کہا صاحب اشباہ کی بحث مخالف ہے منقول کے واسطے کہ لیسرین ہر کہ ایک مرد صالح تھا پھر فاسد ہو گیا قاضی نے اس پر
 عجز کیا اور ایک انسان نے اس سے کچھ خرید لیا پھر محذور او شتری میں اختلاف ہو شتری نے کہا کہ میں نے تجھ سے اسکو خرید کیا تھا تیری صلاح کی حالت میں
 اور محذور نے کہا بلکہ جہر کی حالت میں تو محذور کا قول مقبول ہے اور اگر دونوں گواہ لادین تو مدعی کے صحت کے گواہ مقبول ہیں ہتی اور ذخیرہ ناظرین ہر
 کہ بقا سے سفاہت سے زوال سفاہت کے گواہ مقدم ہیں دنی الاسباب شہر من مدعی اقرارہ قبل الجہر من مدعیہ وقتہ فہو اجدد اور وہاں یہ میں ہر
 اور جو دعوی کرے محذور کے اقرار کا محذور ہونے سے پہلے سو جو شخص کا اقرار کا دعوی کرے خبر کے وقت کا تو وہی لائق تر مقبول ہے ہر م شرا و ہبانیہ نے
 مطلب یوں بیان کیا ہے کہ اگر محذور نے کہا صالح ہو جانے کے بعد کہ میں نے جو تھلاک درہم کا اقرار کیا تھا سو حالت محذور میں کیا تھا اور صاحب مال نے کہا
 کہ تو نے اسکا اقرار اپنی صلاح کی حالت میں کیا تھا تو مقرر کا قول مقبول ہو گا اس واسطے کہ حالت محذور میں صحت اقرار ہے تو حقیقت وہ منکر ٹھہرا تو اسی کا
 قول مقبول ہو گا اور وہ بمنزلہ غیر بالغ کے ہوا کذا فی الطحاوی شہر و لو باہم و القاضی اجاز و قال لا تو مدعی نما وادہ من بعد خبر اور اگر محذور نے بیع کی اور
 قاضی نے بیع جائز رکھی اور قاضی نے شتری سے کہا کہ تو اسکا ثمن مجبور کو نہ دے جو شتری نے مجبور کو ثمن ادا کیا بعد اسکے تو شتری کا نقصان ہو گا
 اس واسطے کہ جب قاضی نے شتری کو ادا اسے ثمن سے منع کیا تو قبض ثمن کا قاضی کے واسطے ثابت ہو گا تو اب محذور کو دینا ایسا ہو جیسے اجنبی کو دینا تو
 شتری نے انہما مال ضائع کیا یعنی اسکا ثمن دوبارہ اسکو دینا پڑے گا اور اگر قاضی نے بیع محذور کی جائز رکھی اور ادا اسے ثمن سے منع نہیں کیا
 اور شتری نے مجبور کو ثمن دیا تو جائز ہو اس واسطے کہ اجازت بیع و حقیقت دفع ثمن کی اجازت ہے کذا فی الطحاوی فیصل فی صغیر کے بالغ نہیں
 ہم بلوغ لغت میں ہنری وصول ہے اور اطلاع میں عبارت ہے انہما سے حد طفلی سے اور چونکہ طفلی ایک سبب تھا اسباب جہر سے اور اسکی ایک نہایت تھی
 تو اسکی انتہا کا بیان واجب ہوا اور فیصل اس کے بیان میں ہوئی کذا فی المنہ بلوغ العلم بالاحتلام والا حمال والا نزال والاکل ہوا لانزال بالغ ہونا
 طفل صغیر کا ثابت ہوتا ہے احتلام سے یعنی خواب میں منی ٹپکنے سے اور عورت کے حاملہ کو دینے سے اور نزال منی سے اور بلوغ میں اصل نزال ہی ہے
 ہم اصل نزال اس واسطے ہوا کہ احتلام متبہ نہیں بدون نزال کے اور عورت حاملہ نہیں ہوتی مگر نزال سے تو وہی اصل ٹھہرا اور احتلام اور احوال اسکے علامات سے
 ہوا الجاریہ بالاحتلام و بعض اہل لم یزکوا لانزال صریحا لانہ فلما یوجد منہا اور بالغ ہونا صغیر کا ثابت ہوتا ہے احتلام اور حیض اور حاملہ ہونے سے اور صرف
 نے صغیر کے بلوغ میں نزال کو صریحا ذکر کیا اس واسطے کہ صغیر کا نزال بہت کم دریافت ہوتا ہے ہر م موصیہ زہار کا جہا اور ستیان کا اوجھا ہونا ظاہر اذاتیہ میں
 متبہ نہیں اور اسکی پٹلی اور مچھ اور نفل کے بال اور دار کا بھاری ہو جانا متبہ نہیں بلوغ صغیر میں کذا فی الطحاوی فان لم یوجد شہاشی یعنی تم لکل شہا

یہ

فمن عشره شتہ فیفتی تقصر اعمار ال زمانہ پھر اگر صغیر و صغیرہ میں ہو نہ کہ مین سے کوئی امر نہ پایا جاوے تو بلوغ کا حکم ہوگا بیان تک کہ صغیر و صغیرہ کی پندرہ برس کی پوزی عمر ہو اسی قول پر فتویٰ ہے بسبب کم ہونے ہمارے اہل مانہ کی عمروں کے ہم در صورت عدم وجود علامات بلوغ امام کے نزدیک صغیر کی حد بلوغ اٹھارہ سال ہے اور صغیرہ کی تیرہ سال اور صاحبین کے نزدیک پندرہ سال ہر اور امام سے بھی اسکی روایت ہے جو فتویٰ عادت غالبہ ہے اس واسطے کہ علامات بلوغ کی اس میں اکثر ظاہر ہوجاتی ہیں تو اس میں کو علامت بلوغ کی گھڑیا اس شخص کے حق میں جس میں علامت بلوغ ظاہر نہیں ہوتی کہانی اور روایات سے کہے کہ تاہی عمر اہل مانہ کو دلیل فتویٰ قرار دیا وادی مدینہ اثنا عشرہ شتہ و لہا تسع سنین ہر ان شمار کافی حکام لغفار اور کثیرہ دت صغیر کے بالغ ہونے کی بارہ برس ہیں اور صغیرہ کی نو برس ہی قول مختار ہے چنانچہ حکام صغار میں ہر م شرح جمع میں ہر کہ فقہا کا اتفاق ہے کہ پانچ یا اس سے اکثر سال کی صغیرہ اگر خون دیکھے تو وہ خون جنین نہیں اور نو برس یا زیادہ کی صغیرہ خون دیکھے تو وہ حیض ہے اور خلوات ہے جو حد اور سات اور اکثر سال میں اور کافی میں بعضوں سے منقول ہے کہ کثیرہ دت گیارہ سال کی کذا فی الطحاوی فان راہا اسی بان بلوغ تراہن فھا لا یابھا حد فان لم یکنہ ہما الا ان کذا قیدہ فی الہادیہ وغیرہ باقعدہ شتہ فیفتی عشرہ شتہ طرہ اخر لہذا قوارہ بالبلوغ و ہوان کیون بحال تکلیف ولا لا قبل قولہ شرح و ہما نہ پھر اگر صغیرہ و صغیرہ قریب البلوغ ہوں یعنی اس ادنی مدت کو پہنچ گئے ہوں اور دونوں کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے ہیں تو ان کے قول کی تصدیق ہوگی اگر ظاہر حال فی تکذیب کرے گا اس طرح عدم تکذیب کی تصدیق میں قید لگائی ہو عادیہ وغیرہ میں اور بارہ برس کے بعد ایک اور شرط مشروط ہوا ہے کہ بلوغ کے اقوال صحیح ہونے کے واسطے وہ شرط یہ ہے کہ صغیرہ کا ایسا حال ہو کہ وہ ایسے صغیرہ کو حکام ہوتا ہو اور اگر ایسا نہ ہو کہ اسکا قول مقبول ہوگا کذا فی شرح الوہاب نیہ ہم یعنی اگر خیال ہے کہ بعد اور صغیرہ نو برس کے بعد بلوغ کا دعویٰ کریں اور نہایت نا توان اور لاعلمی سے حال ہوں تو انکی تصدیق نہ ہوگی کیونکہ ظاہر حال انکا ان کے قول پر دلالت نہیں کرتا و ہا جینہ کما یبلغ حکما فلا قبل جمود بلوغ بعد از بارہ سے احتمال حالہ فلا تنقض قسمہ ولا سبغہ اور صغیرہ و صغیرہ اس وقت میں یعنی اقوال بلوغ کے وقت میں بعد شرائط مذکورہ کے بالغ ہوان کے مانند مین حکم میں پس انکار بلوغ کا مقبول نہ ہوگا اقوال کے بعد باوجود احتمال دیکھنے اسکی حالت کے تو اسکی قسمت اور بیع منقوض ہوگی ہم فتاویٰ قاضیان میں ہر کہ ایک اگر کا خرید و فروخت کرتا ہو اور کہتا ہو کہ مین بالغ ہوں پھر اگر بعد اس کے کہے کہ مین بالغ نہیں تو وجہ یہ کہ اسنے بلوغ کا انکار کیا تھا وہ محتمل بلوغ کا تھا یعنی بارہ برس یا زیادہ کا تھا تو اب اسکا انکار متبرہن اور اگر بارہ برس سے کم کا ہے تو اقوال اسکا صحیح نہیں اور دعویٰ مین ہر کہ دونوں کے احکام بالنعون کے مانند مین باقی تصرفات میں کذا فی الطحاوی و فی الشریعہ لا یقبل قول المرء حقین فی بلوغہ تفسیر کرنا اذا بالغ بلا مین اور شریعہ لایہ مین ہر کہ صغار قریب البلوغ کا یہ قول مقبول ہے کہ البتہ ہم بالغ ہو چکے ہر شخص کے اس بیان کے ساتھ کہ کون علامت سے وہ بالغ ہوا بدون قسم کے ہم یعنی تصدیق قسم پر موقوف نہیں لیکن بیان کیفیت بلوغ البتہ سہل لازم ہے و فی الخزانہ اقربا بلوغ قبل اثنتی عشرہ سنہ لا تصح الا بالنبیہ و بعد تصح انتی اور خزانہ مین ہر کہ صغیرہ نے بلوغ کا اقوال کیا تو بارہ برس سے پہلے صحیح نہیں لگے کہ اسوں سے اور بعد بارہ برس کے اقوال بدون شہادت صحیح ہے ہر انتی کلامہ معانہ انزال کی گواہی سے اقوال بلوغ کا صحیح ہوگا واللہ اعلم و شہفرا اللہ الکبریم

کتاب المادون

کتاب المادون

یہ کتاب ہے عبد المادون کے احکام میں ہم مادون وہ علام ہے جسکو مالک اسکا سوداگری کی اجازت دے صنف اس کتاب کو کتاب الجور کے بعد اسوا لایا کہ اذن ہیبت جگر کہ متعنی ہر المادون اذہ الاعلام اذن لغت مین عبارت ہر اعلام یعنی تباہنے اور جبانے سے قاسوس مین اذن یعنی علم اور باحتیاط مذکور ہے و شریعہ فاک الجرای فی التجارۃ لان الجبر لا ینفک عن العبد المادون فی غیر باب التجارۃ ابن کمال اور شریع مین اذن عبارت ہر شیخ تصوف کے دور کر دینے سے یعنی تجارت مین ہوا اسطے کہ جبر یعنی منع تصرف جہ نہیں ہوتا عبد المادون سے باب تجارت کے سوا کے مین کذا ذکرہ ابن کمال ہم یعنی فاک

درختہ فی الشریعۃ البانی مافی المتون والشرح اولی مافی کتب الفتاویٰ فایضاً لیکن مال جنبی اور مال مولیٰ کو برابر کہا ہے یعنی وغیرہ سے اور اس کمال اور صاحب باستی سے دونوں مالوں کی برابری کا یقین کیا ہے اور شریعۃ البانی میں دونوں کی برابری کی ترجیح دی ہے اس طرح ہر کہ جو روایت کہ متون اور شرح میں ہے وہ مقدم اور اولیٰ ہے اس روایت سے جو ثنائی کی کتابوں میں ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یہ استدراک مبیق ہے اس واسطے کہ مولیٰ کا کلام کہ غلام مازون ہو جائے تو اس فعل کے بعد صبر سکوت واجب ہے اور یہ نیز ہے اور درو کے مختصر ہے اس واسطے کہ ہزارہ اور درو کا موضوع نفس فعل سکوت عنہ ہے اور یہی مقصد فعل اول کے فرق کا تھا اگر جنبی کا مال ہو تو سکوت سے غلام مازون ہو گا فعل سکوت عنہ میں اور اس کے مابعدین اور اگر مولیٰ کا مال ہو گا تو غلام مازون ہو گا مابعدین نہ اس فعل سکوت عنہ میں کذا فی الموطا دی و شریعی مال اور سکوت التیہ مازون خبر لفظیہ اس غلام کو اس کے مولیٰ سے ملے ملک اس کے یہ خبر کہ اسے اور جو چاہا اسکو خرید کرے تو دیکھا اور مالک سے سکوت کیا تو وہ غلام مازون بنی البیارتہ ولائہ لانھا ہی شایع کے کہا مازون خبریہ متعلق البیارتہ ہے فقہرہ الا اذا کان المولیٰ فاحسبنا سبب سکوت مولیٰ کا مازون ہر گز محکمہ مولیٰ فاحسبنا سبب سکوت ان میں کذا فی الاشباہ و لکن لا یکن مازوناً فی سبب و لکن الشیخ ارشادہ فلا یفقد علی الموصیٰ سبب ذلک الشیخ لانہ یزعم ان لیسیر مازوناً قبل ان یصیر مازوناً وہو باطل ولیکن غلام مازون نہ ہو گا اس خبر سکوت عنہ کی بیع یا اسکی خرید میں تو مولیٰ پر اس شیع کی بیع نافذ نہ ہوگی اس واسطے کہ لازم آتا ہے کہ غلام مازون ہو جائے تو وہ مازون ہو جائے نہ پہلے اور حالانکہ یہ بالیٰ ہے قلت لکن قیام القیمۃ فی سفر الایضیۃ بالبیع دون اشرا من مال مولیٰ الی بیع فیہ وعلیہ فی تقرری الفرق و اللہ العلیٰ فیہ لیکن عدم اذن یا عدم اذن کو قہستانی نے ذخیرہ سے نقل کر کے مرقیہ کیا ہے بیع کے ساتھ نہ اس خرید کے ساتھ جو مولیٰ کے مال سے ہے یعنی تو اس میں بھی خرید صحیح ہوگی اور بروہب فیہ ذخیرہ کے بیع اور شریعہ کے فرق بیان کرنے کی حاجت پڑی اور حق تعالیٰ توفیق دے فرق بیان کرنے کی ہم زمینی ہیں ہر کہ اگر مولیٰ نے اپنے غلام کو خرید کر لیا تو دیکھا مولیٰ کے وہ درجہ یا دنا میرست اور اسکو بیع نہ کیا تو وہ مازون ہو گیا اتنی تو غلام اس عقد میں مازون ہو گیا تھوئی سے کہا وہ فرق یہ ہر کہ خرید میں بیع دخل ہو جاتی ہے مولیٰ کی ملک میں تو کچھ ضرر نہیں بخلاف بیع کہ اس میں انک ہو جاتی ہے مولیٰ کی ملک سے تو اس بیع میں سکوت اذن نہ ہو لیکن اس میں دخل یہ ہر کہ بیع اور شرا دونوں میں اذمال اور اخرج ہر حال میں کہا شاید وجہ فرق وہ ہے جو فقہائے اب الفصولی میں مذکور کیا ہے کہ شرا سریع بقاء ہے بیع سے اور شریعی نہیں اس عقد کو موقوف نہ رکھا ہے مولیٰ کی اجازت پر یعنی اگر مولیٰ اجازت دے دے تو ناقد ہے اور اگر باطل کر دے تو باطل ہے کذا فی الموطا دی و شریعی صریحاً مازوناً مطلقاً بلا تیسرے کل تجارتی منہ اجماعاً اور اذن ثابت ہوتا ہے صریحاً تو اگر غلام کو اذن دیا مطلقاً بدولت تہ کے لہر تجارت غلام کی بالاتفاق صحیح ہوگی ہم اذن مطلق کی یہ مثال ہے کہ مولیٰ سکوت کہ میں نے تجھ کو اذن دیا سودا گر یوں میں یا یوں کے کاذن دیا سودا گر یوں میں اور خبر معین کے خرید کی تہ نہ لگائی اور نہ کوئی قسم سودا گر یوں کی بیان کی کذا فی المنع الملوکیہ فعدنا لیم خلافاً للشافعی اور اگر اذن میں قید عام لگا دے گا تو ہمارے نزدیک قید تہ نہ ہوگی اذن عام ثابت ہوگا بخلاف تہ سبب شافعی کے فیہ صبر و شریعی ولو لغب فی فاحش فلا فاعلمنا بعد مازون بیعے اور خرید کرے اگر بیع اور شرا میں فاحش کے ساتھ ہر وہ بخلانہ سبب صبر میں کہ ان کے نزدیک بیع اور شرا میں فاحش عبد مازون کو جائز نہیں ہے و لو کل بہا ویرہن ویرہن و لیسیر الثوب والدرابہ لاد من عادیۃ التجار و خرید و فروخت میں غیر کو دلیل کرے اور اپنی خبر دوسرے کے پاس کر دے اور غیر کی چیز اپنے پاس رہے اور کپڑے اور جالور کو تیار دے اس واسطے کہ سودا گروں کی عادت ہے وہ فیصلہ صحیح عن قصاص صبر علی عہدہ اور مال دیکر صلح کرے اس قصاص سے جو جب ہو مازون کہ غلام پر بیع میں مولاہ مثل القیمۃ و اما باقل سہا فلا اراد مازون بیع کرے اپنے مولیٰ سے قیمت کی برابر اذیت سے کتر کی بیع کو جائز نہیں ہم اور بیع کثیر قیمت سے بظہری اولیٰ جائز ہے و بیع مولاہ مثل القیمۃ و اما باقل اور مولیٰ عبد مازون سے بیع کرے برابر قیمت یا کتر سے و للولیٰ حیس المبیع ہر شے من العبد و مولیٰ کو جائز ہے و کہہنا بیع کا اس کے من کے لیتے کے واسطے عبد مازون سے و باقل الثمن خلافاً لما یصح شایع جمع معاً للبیع لو سلم بیع

ماذون انکار کر چکا اور وہ موجود واجب ہو تحقیق کے بعد خریدی کوئی دینی کی دینی سے ہر ایک دین مذکور متعلق ہوا ذن کی گردن میں آہٹا کہ
اور مہر و نفقہ زوجہ کی مانند یا ذن بیجا جاو گیا اس میں میں یعنی اسکو قاضی بیع کر گیا شایع ہے کہ اور در کی عبارت یوں ہے اور غرم و دینہ و غصب
و امانہ و غیرہ بیجا جاوے تو بیع کے سوا گاہ بہ نام منصف کی عبارت میں ضمیر تنہ کی ہے تو اسکا نقطہ غصب اور امانت کو مخصوص ہوا اور در کی عبارت
میں و دینت اور غصب اور امانت و غیرہ کو شامل ہو گیا و ہم اسکا راہ ایضا دینی اور دین والوں کو ماذون سے سعی اور کوشش کروانا بھی جائز ہے
کہ ذنی از طبع یعنی اس سے کسب کروانا اور اسکے کسب سے اپنے دیون کو لینا درست ہے و مفادہ ان زوجہ کو تجارت اسکا راہ نفقہ کل یوم ان یکن
اما ذلک ایضا بھرن نفقہ اور ثبوت اسکا راہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر ماذون کی زوجہ اس سے محنت فروری کروانا اختیار کرے ہرن کی خوراک
کیواسطے تو اسکو بھی یہ جائز کہ ذنی بھرن باب نفقہ بھرن مولاہ او نانہ لاجل ان یغیرہ بخلاف بیع کسب نانہ لا یتجای لخصو المولی لان انہ یقسم
بیمہ دیون مذکورہ میں ماذون بیجا جاو گیا اسکے مالک کے سامنے یا اس کے نائب کے رد و مالک کے فدیہ دینے کے احتمال سے بخلاف کسب
ماذون کہ اس میں حضور مولی کی حاجت نہیں ہوا اسکے عہد ماذون صاحب معاملہ ہے اپنے کسب میں اور اسکی ذات کی بیع میں اسکا مولی صاحب معاملہ ہے
و تقسیم ثمن بالخصص اور ماذون کا ثمن تقسیم ہو گا دین والوں میں حصہ رسد و تعلق بکسب حاصل قبل الدین او بعدہ اور دین مذکور متعلق
ہو گا ماذون کی کمائی سے خواہ کمائی قبل دین کے حاصل ہوئی یا دین کے بعد و تعلق بما و سب لہ وان لم یخصر مولاہ اور دین مذکور متعلق
اس چیز سے ہے جو ماذون کو سہہ کی گئی اگرچہ اسکا مولی حاضر نہ ہو و ہذا قید لکسب الایساب لکن بشرط حضور العبد لانه یقسم فی کسب یعنی عدم حضور قید کسب
اور سہہ قبول کرنے کی یعنی کسب اور مہرب کی بیع میں اسے دین کیواسطے مولی کا حاضر ہونا شرط نہیں لیکن غلام کا حاضر ہونا شرط ہے اسواسطے کہ وہ صاحب
معاملہ ہے اپنی کمائی میں تم انما یہ بالکسب عند عدم یعرفی من رقبہ پھر دریافت کرنا چاہیے کہ اسے دین کیواسطے کسب ہی سے ابتدا ہوگی اور کمائی کے نہ ہونے
کے وقت اسکی گردن سے دین ادا کیا جاوے گا یعنی ماذون کو بیکار قلت و اما لکسب لاجل بل الاذن حق المولی فلا اخذہ مطلقا قال شیخنا و مفادہ انہ لو لکسب
المجور شیئا و اذ عند آخر ہلک فی یلمودع المولی تصنیہ لانہ کو مدوع الفاصب فمالہ میں کتابوں اور وہ کسب جو حاصل ہو یا ذن سے پہلے سودہ مولی کا
حق ہو تو مولی کو اسکا لینا سلفا جائز ہے خواہ ماذون پر دین ہو یا نہ ہو ہمارے ہاں ذخیرہ الدین رملی نے کہا کہ مولی کے حق ہونے سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر غلام مجبور کوئی
چیز کسب کرے اور دوسرے شخص کے پاس و دینت رکھے اور مدوع کے ہاتھ میں وہ چیز تلف ہو جائے تو مولی کو اس سے تاوان لینا جائز ہے اسواسطے
کہ فاصب مدوع کے مانند ہو اسکو مال کر لا تعلق الدین بما اخذہ مولاہ منہ قبل الدین دین متعلق نہ ہو گا اس مال سے جو ماذون کے مولی نے اس سے
لیا دین ہونے سے پہلے ہوا اسکے کہ اس نے اپنا خالص حق لیا طوب الماذون بما لہی من الدین زائد عن کسب و منہ بعد عقدہ و لا یباع ثانیہ اور ماذون
سے اس میں کا جو زائد باقی رہ گیا ماذون کے کسب و ثمن سے مطالبہ ہو گا اسکے آزاد ہونے کے بعد اور دوسری بار وہ نہ بیجا جاوے گا دین باقی ادا کرنے
کے واسطے یعنی اسواسطے کہ اگر اس کی بیع دوبارہ جائز ہو تو کوئی مشتری اسکو جانکر خرید نہ کرے گا تو بیع اسکی متنع ہوگی بالکلیہ تو دین والوں کا ضرر ہو گا و
لمولاہ اخذ ثقلہ مثله بوجہ و دینہ و ما زاد لاغرا یعنی لو کان المولی یاخذ من العبد کل شئ عثرہ در ہم مثلاً قبل الحق الدین کان لہ ان یاخذ باحدہ نحو قہ
اتحسانا لانہ لو منع نہا بکسر علیہ نفعہ باب الاکتساب اور ماذون کے مولی کو مثل ماذون کے کمائی لینا باوجود اسکے مدیون ہونے کے جائز ہے اور جو اس سے
زیادہ ہو تو وہ دین والوں کا حق ہے یعنی اگر مولی غلام سے ہر ہفتے دین رقم مثلاً لینا ہو قبل لاحق ہونے دین کے تو اسکو دس درم کا لینا دین لاحق ہونے کے
بعد بھی بطریق احسان کے جائز ہے اسواسطے کہ مولی اگر اس قدر کے لینے سے روکا جاوے تو وہ اپنے غلام کو ممنوع اتھرت کر دے تو کمائی کرے گا دروازہ ہی بند
ہو جائے تو دین والوں کا نقصان ہو گا و بیع مجبور ہر علم ہر نفسہ لرفع الضرر عنہ و اکثر اہل سوقہ ان کان الاذن شافعا اور عہد ماذون مجبور ہو جاوے گا

فان یصلح ذن شافعا
کسب و دینت و امانت
الغلام و دینت و امانت
و اگر انہ نہ ہو تو کسب

مولیٰ کے حجر کرنے اور روک دینے سے بشرطیکہ خود ما ذون کو اور اسکے اکثر اہل بازار کو حجر کرنے کا علم ہوا اگر مولیٰ کا ما ذون شور مچا بازار یوں مین
ما ذون کا علم اس واسطے شرط ہوا تاکہ ضرر اس سے دفع ہو مین یعنی اگر ما ذون مجبور ہو سکے یا روک اسکی اطلاع کے توجہ سے وہ تصرف کر گیا بعد حجر کے
وہ دین سکے دینا پرستے آزاد ہونے کے بعد اپنے حال مال سے اما اذالم علم بہ ای یا اذن الا العبد و صدہ کنفی فی حجر علیہ بہ فقط ولا بشرط علیہ
علم اکثر اہل سوتہ لانفع لہ ضرر و جبکہ ذون کی کو کوئی نجات ہو نہ تھا غلام کے سوا تو اسکے مجبور کرنے مین نقطہ اسی کا علم کفایت کرتا ہوا اور اسکے ساتھ
اکثر اہل بازار کا معلوم کرنا شرط نہیں بسبب نہ ہونے ضرر کے و فی البازاریہ باع عبده الما ذون ان لم یکن علیہ دین مدار مجبور علیہ علم اہل سوتہ ببعیہ ام لا
البع وان علیہ دین لا مال فی قبضۃ المشتري لفساد البیع اور بزاریہ مین حجر کہ مولیٰ نے اپنے عہد ما ذون کو چاہا اگر اسے سید کیا دین نہ ہو تو وہ مجبور ہو گیا خواہ اہل
بازار کو اسکے یک جاسکا علم ہو یا نہ ہو بسبب بیع ہونے اسکی بیع کے اور اگر اسپر دین ہو تو مجبور نہ ہوگا جب تک کہ اسکا مشتری اپنے قبضہ مین نہ لاوے
بسبب فاسد ہونے بیع کے ہم بیع فاسد مین قبض کے بعد مشتری مالک ہوتا ہے و فی الغرض منہ ان دیونہم حالہ ام الا اذ کان بالثمن وقار و بار و اہل بازار
مولیٰ و نامہ فی اسرار حینہ اور کیا دین ان کو بیع ما ذون کا اختیار ہوا نہیں جواب اسکا یہ کہ اگر ان کے دیون بلامت کے فی الحال ہوں تو ان فسخ انکے
اختیار مین ہوگا جبکہ ما ذون کے ثمن سے آدھا دیون ممکن ہو یا دین ان کے اسکو معاف کر دیا ہو تو مولیٰ نے دین ادا کر دیا ہو تو بیع فسخ نہ ہوگی اور پورا بیع
اسکا سرحد مین ہو و موت سیدہ و حیو نہ شرط تھا و کذا بچون الما ذون کو حقہ ایضا ہر طرح ہر طرف ان لم یعلم احد بہ لانه موت حکما اور ما ذون مجبور ہوتا
ہو اپنے مالک کی موت سے اور اسکے جنون بلیق ہونے سے اور اسکے دار الحرب مین بچانے سے مرتد ہو کر اور بیعت ما ذون کے جنون سے اور اس کے
لاحق ہونے سے دار الحرب مین مرتد ہو کر اگرچہ حقوق دار الحرب کو کوئی نہ جانتا ہوا اس واسطے کہ وہ کئی مدت تو ہم محمد بن حسن سے روایت ہے کہ جنون بلیق وہ کہ
سال بھر سے یا زیادہ اور جو اس سے کم ہو وہ بلیق نہیں کہ انی لاططادی و غیرہ تسلیم کیا ہوا و ان لم یعلم احد بہ لانه و لو عا و منہ اذ ان مین جنونہ لم یجد
الا ذن فی الصبح زیلی و قسانی اور ما ذون مجبور ہوتا ہو چکا اسکے بھاگ جانے سے اگرچہ کوئی نہ جانتا ہو مانند جنون ہو جانے ما ذون کے اور اگر وہ مجبور
آوے بھاگنے کے بعد یا ہوش مین ہو چکا اپنے جنون سے تو اذن سابق عود کر لیا صحیح قول مین کہ فی الزلیلی لہستانی و باستیلا و لا بان ولدت منہ فارغا
کان مجبور لانه لم یصر بخلافہ اور جاریہ ما ذون مجبور ہو جاتی ہے استیلا سے اسطرح کہ کہنی مولیٰ سے پھر اسکے ولد کا مولیٰ نے دعویٰ کیا تو یہ سہیلا و غیرہ ہوگا
حکما باعتبار دلالت حال کے جب تک کہ مولیٰ اسکے خلاف کی تصریح نہ کرے ہم سہیلا و اس واسطے حجر حکمی ہوا کہ عادت مین جاری ہو کہ ام ولد پر وہ مین رہتی ہے اور
مالک اسکے نکلنے سے اور لوگوں کے ساتھ اختلاط کرنے سے خرید و فروخت مین رضی نہیں ہوتا تو یہ دلیل ہے حجر کی ان اگر مولیٰ سہیلا و اسکے بعد تصرف کر دے
اذن تجارت کی تو حجر ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ دلالت سے صحت فوق ہے کہ انی لاططادی لا تخبر بالعتد بصر ما ذون مجبور نہیں ہوتی تدبیر سے یعنی اس واسطے کہ
دبرہ کو پردہ مین رکھنے کی عادت نہیں تو دلیل حجر کی نہ پائی گئی و مفسرین ہما قیمتہا فقط للفرار و علیہا دین محیطہ اور مولیٰ سہیلا و اور تدبیر سے ام ولد
اور دبرہ کی فقط قیمت کا تاوان دین والوں کو بشرطیکہ دنوں پر دین محیطہ ہو و ہم نقطہ کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر قیمت سے زیادہ دین ہو تو
اسکا مطالبہ ادا ہونے کے بعد ہوگا اقرارہ مبتدأ بعد حجرہ ان بامعہ امانہ او غصب او دین علیہ لا خر صحیح خبر مجبور ہونے کے بعد اذن کا یہ اقرار
کرنا کہ جو اسکے پاس ہو وہ امانت ہے یا غصب ہے یا اسپر دین ہے و دوسرے شخص صحیح ہر شارح نے کہا اقرارہ مبتدأ ہو صحیح اسکی خبر فی قصصیہ منہ و قال لا
یصح تو دین وغیرہ ادا کرے اپنے مال مقبوض سے اور صاحب مین نے کہا کہ اسکا اقرار نہ کر صحیح ہندج احاطہ دینہ ہما لہ و رقابہ لا یحکم سیدہ ماموہ و
کا دین محیط ہو گیا اسکے مال اور اسکی ذات کو تو اسکا مالک اسکے پاس کے مال کا مالک نہ ہوگا م اس واسطے کہ مولیٰ اپنے غلام تاجر کے مال کا سوتہ مالک
ہوتا ہے اسکا خلیفہ ہو کہ جب اسکی حاجت سے فارغ ہو و ارث کے مانند اور جس مال کو دین محیطہ کر دے اسکی حاجت مین مشغول ہو تو مولیٰ اس مین خلیفہ نہ ہوگا و

وہ مال اسکی ملک میں داخل نہ ہوگا قلم تعقیق عبد بن کعب بن جبریل لہذا لا یلزم تعقیق وعلیہ قیمة ہوسا و لو مسخر فلیهم ان یضیعوا العبد المقتحم ثم یرجع علی
المولیٰ ابن کمال تو ادا نہ ہوگا وہ غلام جو اذون و یون کی کمائی سے ہر ایک کے مولیٰ کے آزاد کرنے سے اور صاحبین نے کہا کہ مولیٰ مازون کے
مال کا مالک ہو تو اسکی آزادی کے لئے اسکا غلام آزاد ہوگا اور مولیٰ پر اسکی قیمت پر بی بی لازم ہوگی اگر مولیٰ مقدور والا ہو اور اگر تنگ دست ہو تو
ما دون کے دین والوں کو اختیار ہو کہ غلام آزاد سے تاوان لین بچھڑ غلام آزاد مولیٰ سے بھر لے کہ اصح ابن کمال تو آخری وار ہم غلام سے کہو
لم تعقیق ولو ملک تعقیق اور اگر مازون مولیٰ کا قریب وار محرم خدیجہ سے تو آزاد نہ ہوگا اور اگر مولیٰ مازون کی کمائی کا مالک ہو تو اسکا محرم آزاد
ہو جائے بخیر خدیجہ کے ہم یہ مسئلہ اور اسکی بعد کا مسئلہ ہے متفرع ہو کہ مولیٰ کسب مازون تشریق بالذین کا مالک نہیں ولو ملک المولیٰ مافی یدہ من
الرقیق متضمن ہو ملک المقتحم خلاف ما بنا علی ثبوت المالك وعدمہ اور اگر مولیٰ ثابت کر دے اسے اسکو جو مازون کے قبضہ میں غلام ہو تو مولیٰ پر تاوان
لازم ہوگا اور اگر مولیٰ اسکی کمائی کا مالک ہو تو ادا نہ دینا برخلاف مذہب صاحبین کے بنا اس خلاف کی ثبوت ملک اور غلام ثبوت ملک پر
والن لم یحیط دینہ بالہ در قبضہ صحیح تحریرہ اجماعا اور اگر مازون کا دین اسکی مال اور اسکی ذات کو محیط نہ ہو تو مولیٰ کا آزاد کرنا مازون کے غلام کا آزاد کرنا
امام اور صاحبین کے درست ہو صرح اعتمادہ حال کون الما دون مدیونا ولو یحید اور صحیح ہو مولیٰ کو آزاد کرنا مازون کا مازون کے دیون ہونے کی
حالت میں اگرچہ دین محیط ہو صرح اعتماد مازون بالاجماع صحیح برخلاف تو فقط مازون کے کسب میں تفریق دین کے وقت ہو ضمن المولیٰ لاخر
الاقل من دینہ و قیمة اور تاوان دے مولیٰ مازون کے دین والوں کو کتر اسکی دین اور قیمت سے م یعنی اگر دین کم قیمت سے تو دین کا تاوان
دے اسواسطے کہ انکا حق نہیں مگر دین میں اور اگر قیمت کم ہو دین سے تو قیمت کا تاوان دے اسواسطے کہ انکا دین متعلق ہو اسکی ذات سے اور ذات کے
اسکی تلف کر دیا یعنی آزاد کرنے سے کہانی الدرر وان شارہ المتبعوا العبد کل دیونہم واتباعہ احدہا لا یبرئ الاخر فاما کفیل مع مکفول عنہ اور اگر دین دے
چاہیں تو غلام آزاد کا بھیجا کریں اسنے تمام دین کیواسطے اور مولیٰ اور غلام آزاد دین ایک کے بھیجا کرنے سے دوسرے شخص بری الذمہ نہ ہوگا تو مولیٰ
اور اسکا غلام کفیل یعنی جناس کے مانند ہو مکفول عنہ کے ساتھ م یعنی جس طرح کفیل کے سوا لہ کرنے سے مکفول عنہ بری الذمہ نہیں ہوتا اور مکفول عنہ
کے موافقہ سے کفیل بری الذمہ نہیں ہو جاتا و طوبی بالقی من ینیم اذالم تلف بہ قیمة بعد عقدة تقدرہ فی ذمتہ اور جو انکا دین باقی رہ گیا اسکا مطابقت
ہوگا مازون کی آزادی کے بعد بسبب ثابت ہو جائے دین کے اس کے ذمہ پر سوا لہ اسوقت ہوگا جبکہ اسکی قیمت ادا سے دین کیواسطے کفایت نہ
کریگی صحیح تدبیرہ ولا یخیر و یخیر الغیر کفیلہ الا ان من اختار احد الشئین لیس له الرجوع شریعہ تکلیف اور صحیح ہو مازون کو مدبر کرنا اور تدبیر سے وہ مجبور التصرف ہوگا
اور دین والوں کو اختیار ہوگا تصفیہ مولیٰ اور تصحار مازون میں اسکی عتق کے مانند مگر عتق اور تدبیر میں اتنا فرق ہو کہ جو دین والا ایک چیز اختیار کرے گا
اسکا بھڑنا درست نہیں کہانی شریعہ تکلیف م یعنی اگر دین دے مولیٰ سے غلام کی قیمت کا تاوان لین تو وہ غلام سے مطالبہ نہیں کر سکتے اسکی آزادی ہو
نکسا اور وہ اذون بنا نہ سکا بحال سابق اور اگر غلام سے سہی کر دین تو اسکی محنت مزدوری سے اسنے دیون لین اور وہ بطور سابق مازون بنا ہوگا کہانی
الطحاوی دینی الذمہ و لو کان الما دون مدبرا و ام ولد لم یضیع قیمة ہا لان حق الفرائد تو متعلق برقبہ ہا لانہا لا یباعان بالذین اور ہر ایک میں ہر اگر مازون
مدبر یا ام ولد ہو تو اسکی قیمت کا تاوان مولیٰ پر لازم نہ ہوگا اسواسطے کہ دین والوں کا حق اعلیٰ کردن سے متعلق نہیں ہو کیونکہ ام ولد اور مدبر دین
میں سے نہیں ہوتے م یعنی اگر مدبر یا ام ولد کو مولیٰ مازون کرے اور اپنے لوگوں کا دین لازم ہو پھر انکو مولیٰ آزاد کر دے تو مولیٰ پر تاوان قیمت لازم
نہ ہوگا ولو عتق المولیٰ باذن ائمہ فلیهم من ہولاء لیلیٰ اور اگر مازون کو مولیٰ نے دین والوں کے اذن سے آزاد کر دیا تو انکو اسکی مالک سے تاوان
لینا جائز نہ ہوگا (الذی انزلہ) ہم یہ مسئلہ اعتماد سے متعلق ہو نہ مسئلہ مدبر سے و الما دون ان باعہ سیدہ باقل من الذین وغیرہ مشتری قیدہ لان الفرائد

قد و علی البیدکان اتم فسخ البیع کما تضمن الفرمار البائع قیمته لتعديه اور مازون کو اگر اسکے مالک نے دیوں سے کمتر کو بیچا اور مشتری نے اسکو غتا کر دیا تو دیں اسے بچنے والے سے اسکی قیمت کا تاوان لین بسبب تعدی مالک مصنف نے غائب کر دینے کی قید اسواسطے لگائی کہ دیں کو جب غلام پر قیاد دیوں کو انکو فسخ بیع کا اختیار ہے چنانچہ اگر کیا فان رد البعد علیہ بسبب قبل القبض مطلقا و بخیار ردیہ او شرط او بعدہ بقضاء رجوع البیع قیمته علی الفرمار و عا و قہم فی البعد لذلک المانع سو اگر غلام بھیر دیا جائے عیب کے سبب سے قبل از قبض مشتری کے مطلقا خواہ قضا سے یا نہ اسے یا بھیرا جائے سے بخیار ردیہ یا بخیار الشتر یا قبض کے بعد حکم قاضی بھیرا جائے تو مالک اسکی قیمت بھیرے دیں دیوں سے اور دیں انوں کا حق غلام نہ کو دیں بھیرا جائے ہوگا بسبب رد و مہر جانے مانع کے ہم یعنی تاوان مولیٰ کا بسبب و ازل ہو گیا یعنی بیع اور تسلیم کا کافی اتم و ان رد و قبض لا قبضا فلا یصل الیہم علی البعد ولا للکلی علی قیمته ان الرد بالتراضی قائم وہی بیع فی حق غیر سہا اور اگر غلام بھیر دیا قبض مشتری کے بعد بلا حکم قاضی تو دیں کو اس کے واسطے کوئی راہ نہیں غلام پر نہ رو بیع کی نہ افسار کی اور نہ مولیٰ کی واسطے کوئی راہ ہے قیمت پر یعنی مولیٰ نے جو دیں والوں کو قیمت دی تھی اسکا اشتراک نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ رو بیع تراضی سے و قیمت قائم رہے اور قائل ہے کہ بیع غیر عاقدین کے حق میں یعنی غلام کے حق میں کا کافی الخطا دی و ان فیصل من و ہم مشتری رجوعا علی البعد بعد التبرک کما مر اور اگر بعد ضمان مولیٰ و دیں والوں کے دیں سے کچھ باقی رہے تو وہ لوگ غلام سے اسکو بھیر لیں اسکی آزادی کے بعد چنانچہ مذکور ہو چکا او ضمنوا مشتری عطف علی المانع ای انشاء و ضمنوا مشتری رجوع مشتری بالتمس علی المانع یا دیں والے تاوان لین عیب کے مشتری سے یعنی اگر چاہیں تو مشتری سے تاوان لین اور مشتری اسکا ثمن بائع سے بھیرے شارح نے کہا قولہ او ضمنوا مشتری بائع پر عطف ہے ہم غلام دی نے کہا دیوں کہنا شارح کو بہتر تھا کہ ضمن الفرمار عطف ہو و اجاز و البیع و اخذ و ثمن لا قیمۃ البعد یا دیں والے بیع کو جائز رکھیں اور اسکا ثمن لین نہ قیمت غلام کی ہم زلی می ہین ہر خلاصہ یہ ہے کہ دیں والوں کو ثمن چیر دیں میں اختیار ہے چاہیں بیع کو جائز رکھیں اور چاہیں بائع سے تاوان لین چاہیں مشتری سے اور میں سے تاوان لینا اختیار کریں گے تو دوسرا بری الذمہ ہو جائیگا و ان باعد البعد ملابذہ یعنی مقارنہ لا منکر الما یجوز لی تحقیق انما صحۃ و سیدھا بخیار مشتری لا الفرمار اور اگر مازون کو اس کے مالک نے بیچا اسکا دیں چنا کر یعنی مشتری ہو کر نہ منکر ہو کر چنانچہ اسکا مسئلہ عنقریب آدیکھا غلام دیں کی قید اسواسطے لگائی تا خاصیت مشتری کی ثابت ہو و از دیار مشتری کا ساقط ہو م قولہ مقارنہ تفسیر ما قبل کی مصلحت نہیں رکھتا تو دیں کہنا شارح کو بہتر تھا وافر مشتری بہ تا اشتراک واقع ہوتا اس صورت سے جبکہ مشتری دیں کا منکر ہو بائع کی عیبت میں تو اس حالت میں وہ خاصہ نہ ٹھہرے گا کافی الخطا دی فللمر مار و البیع یعنی اگر مالک نے دیں چنا کر بیع کی اور مشتری دیں کا مقرب تو دیں والوں کو رو بیع میں اختیار ہو ان لم یصل ثمنہ لہم لان قبض مشتری دلیل الرضی بالبیع و رو بیع میں اختیار ہو بشرطیکہ دیں والوں کو اسکا ثمن نہ پہنچا ہو اسواسطے کہ انکا ثمن قبض کرنا بیع کی رضامندی کی دلیل ہو الا اذا کان فیہ مجاہدۃ قبض ثمن رضامندی کی دلیل ہو اگر جبکہ ثمن میں مجاہدہ ہو یعنی ثمن قیمت سے کمتر ہو یعنی اگر ثمن قیمت سے کمتر ہوگا تو دیں والوں کو رو بیع جائز ہو اگر چہ ثمن قبض کر چکے ہوں اسواسطے کہ وہ کہیں گے کہ ہم نے اس خیال سے قبض کیا تھا کہ وہ قیمت سے کم نہیں ہو اور اسکا محل وہ ہے جبکہ ثمن دیں کو کفایت نہ کرے اور اگر کفایت کر لیا تو بیع نافذ ہوگی اگرچہ اس میں مجاہدہ ہو اسواسطے کہ اس میں مالک کا نقصان ہے نہ دیں والوں کا کا کافی الخطا دی تا ان یرفع و یفیض البیع ابن کمال اور اگر ثمن قیمت سے کم ہو تو یا ثمن ٹھہرا یا جاوے یا بیع منقوض ہو کا ذکر ابن کمال و قال المصنف ہذا اذا کان لک حال او کان البیع بلا طلب الفرمار و ثمن لائق بدینہم و الا فالبیع نافذ لذلک المانع او مصنف نے شرح میں کہا کہ یہ یعنی دیں والوں کو رو بیع کا اختیار اسوقت ہی جبکہ انکا دیں بلا مت ہو اور بیع انکی خواہش سے نہ ہو و از ثمن غلام کا انکے اداسے دیں کیواسطے کفایت نہ کرے اور نہ میں تو بیع نافذ ہوگی و ان مانع کے سبب سے یعنی اگر دیں موصول ہو یا بیع انکی خواہش سے ہو یا ثمن اداسے دیں میں کافی ہو تو انکو فسخ بیع کا اختیار نہ رہے گا اسواسطے کہ مانع نافذ بیع

اگر حق تھا تو تین صورتوں میں ساقط ہو گیا وان غاب البائع وقد قبض المشتري فاشترى ليس خصم لم لو سكره خيلا فلا لئلا ياتي ولو سقرا
 خصم كما ملو راكبا بائع ماؤن کا غائب ہوا اور مشتری اس پر قبضہ کر چکا ہو تو مشتری دین والوں کا خصم نہیں اگر مشتری ماؤن کے بیرون ہو گیا
 منکر ہو بخلاف مذہب ابو یوسف کے کہ وہ خصم ہر اور اگر مشتری دین کا سقتر ہو تو وہ خصم ہی بنائے گا اگر گدا ہو تو بقیہ بان غائب مشتری البائع حاضر
 فالحکم کذلک ای لا خصوصۃ اجماعا حتی یخیر المشتري لکن لیس خصم البائع قیمۃ واجازۃ البیع واخذ لیس اور اگر اس کا لدا ہو یعنی مشتری غائب ہوا
 بائع حاضر ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہی یعنی خصوصت نہیں بالاتفاق مشتری کے حاضر ہونے تک لیکن دین والوں کو اس کی قیمت کا تادان لینا یا بیع کو
 جائز نہ کرنا اور اس کا لدا لینا درست ہر عید قہم مصر او قال نافعہ فلان ماؤن فی التجارۃ فباع و مشتری فہو ماؤن و حنیۃ لہ کل شیء من التجارۃ
 ایک غلام شہرین آیا اور بولا کہ میں فلا نے کا غلام ماؤن فی التجارۃ ہوں اور اسے بیع اور مشتری کی تودہ ماؤن ہر اور سوقت میں اس کو ہر چیز تجارت
 کی لازم ہوگی ہم یہ استحسنان ہر اس واسطے کہ یہ خبر ہر معاملات میں اور ایک شخص کی خبر معاملات میں مقبول ہو و کذا الحکم ولو مشتری العبد و باع ساقط عن
 اؤن و حنیۃ کان اؤنا استحسنان الضررۃ لعل علی المسلم محمول علی الصلح علی علی ضررۃ شرح الجامع و مفادہ فقید المسلمہ بالنظم ابن کمال اور بطریق کا
 حکم ہر اگر غلام نے خرید و فروخت کی اپنے ماؤن اور مجبور ہونے سے ساقط ہو کر تودہ غلام ماؤن بکھریگا استحسنان کی راہ سے بسبب ضرورت تعامل
 کے اور سلمان کا حال خیر و صلاح پر محمول ہو تو اس کی خرید و فروخت ماؤن ہونے پر محمول ہوگی کذا فی شرح الجامع اور تعلیل مذکور سے مستفاد ہوا قید لگانا مسلم
 کا مسلم کے ساتھ کذا ذکرہ ابن کمال یعنی خرید و فروخت بلا بیان اؤن اور حنیۃ کے اس وقت ماؤن ہونے پر محمول ہوگی جبکہ غلام سلمان ہوا اور اگر غلام
 کا فر ہو تو ماؤن ہونا اس کا ثابت نہ ہوگا و لکن لایساع لہ یشہ اؤن لیس کسبہ الا اؤا اؤر مولاہ بہ ای بالاذن ای ثبۃ الغریم بالبنیۃ و لیکن غلام مذکور
 اپنے دین میں بیجا بنادیا گیا جبکہ اس کا کسب اسے دین کی واسطے کافی نہ ہوگا اگر جبکہ اس کا سولی اؤن کا اقرار کرے یا دین والا اؤن کو گواہوں سے ثابت
 کرے و تصرف لیس و المعنویۃ الذی یفعل البیع و الشرا ان کان نافعاً مضاً کالاسلام والا تہاب صحح بلا اؤن جو صغیر و متوہ کہ بیع اور شرا کو
 سمجھتا ہو چھتا ہر اس کا تصرف اگر نافع محض ہو چنانچہ سلمان ہونا اور ہر قبول کرنا تو صحیح ہر بلا اؤن دالی کے وان صار اؤن کا لطلاق والاعتاق
 والصدقۃ و القرض لا وان اؤن بہ ولیہا اور اگر تصرف ضرر رسان ہو چنانچہ طلاق اور عناق اور صدقہ اور قرض دینا تو صحیح نہیں اگرچہ اس
 تصرف کا صغیر و متوہ لے اؤن دیا ہو ضرر سے و نبوی ضرر مرد ہر اگرچہ اس میں خیر کا نفع ہو چنانچہ صدقہ اور قرض دینا و ماتر و حسن العقود دین
 نفع و ضرر کا بیع و الشرا لہ وقت علی الاذن حتی لو بلغ فاجازہ لفظاً و عقود میں سے جو عقد کا نفع اور ضرر کے درمیان میں دائر اور محتمل ہو چنانچہ
 بیع اور شرا تودہ ولی کے اذن پر متوہ ہو تو اگر صغیر بالغ ہو جائے اور اس عقد کہ جائز رکھے تو نافذ ہوگی م طحاوی نے کہا اگر شرا بجائے حتی لو
 بلغ کے ولو بلغ کہتا تو بہتر ہوتا ہو اسلئے کہ تفریع کی کوئی وجہ نہیں فان اؤن لہما الولی نہما فی شرا و بیع کعبہ ماؤن فی کل احکامہ اور اگر صغیر و متوہ
 کے رنے اؤن دیا تجارت کا تودہ دونوں خرید و فروخت میں عہد ماؤن کا منہرین اؤن کے سواے احکام میں ہم بجا احکام مذکورہ ہر کہ اؤن تجارت کا
 ایک قسم کے ساتھ مقید نہ ہوگا اور مخصوص نہ مان نہ ہوگا اور اگر صغیر و متوہ کو اؤن کا ولی خرید کرنے دیکھ کر سکوت کرے گا تو یہ سکوت بجائے اؤن ہوگا غیر
 ذلک من احکام الماؤن و شرط لصحة الاذن ان یحیل البیع سالباً للملک عن البائع و الشرا جالباً لہ و اذ الی و ان یقصد الربح و یعرف البین
 لیسیرین لافش و ہو ظاہر اور اؤن صحیح ہونے کی شرط یہ ہر کہ صغیر و متوہ اؤن ہو چھتے ہوں کہ بیع ملک کی سلب کرنے والی ہر یا بیع سے اور خرید ملک
 کی کھینچ لانے والی ہر مشتری کے واسطے و طبیعی لے اس قدر زیادہ بیان کیا ہر اور یہ شرط ہر کہ صغیر یا متوہ خرید و فروخت سے نفع حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا
 ہو اور نقصان قلیل کو نقصان کثیر سے ممتاز کرتا ہو اور یہ قول ظاہر ہر و ولیہ لہ و ہم وصیہ بعد موتہ ہم وصیہ لمانی اہستانی عن العادۃ و در فیہ

انہ

یا موقوفہ کا ولی اسکا باپ ہو پھر اسکا وصی اسکی موت کے بعد پھر باپ کے وصی کا وصی چنانچہ قستانی میں ہر عادیہ سے تم بعد تم جہاد صلیح دان
 تم وصیہ تم وصی وصیہ قستانی زاد قستانی والی بھی تم والی بال طریق الا ولی پھر ان تینوں کے بعد صحیح اسکا ولی ہو اگرچہ جہاد عالی ہو یعنی پردا دا
 مراد پھر اسکا وصی پھر مراد اس کے وصی کا وصی کذا فی القستانی قستانی اور زبانی نے اتنا زیادہ کہا ہو پھر ولی یعنی حاکم ولی ہر طریق اولی ہم قستانی اور
 زبانی نے ولی کو قاضی کے بعد ذکر کیا ہو مراد وہ ولی ہر جسکی ولایت میں قضا ہو جو حاکم کہ قاضی نہیں اسکا اذن جائز نہیں کذا فی الطحاوی تم
 القاضی او وصیہ ایہا تصرف یصح فلذا تم نقل تم پھر قاضی یا اسکا وصی ولی ہو قاضی اور اسکا وصی جو کوئی نہیں سے تصرف کرے گا تو صحیح ہو گا
 اسی واسطے مصنف نے لفظ تم نہ کہا یعنی یون نہ کہا کہ تم وصیہ کیونکہ تم ترتیب پر ولایت ترا ہو اور قاضی اور اس کے وصی کے تصرف میں ترتیب نہیں
 دون الام او وصیہ ہذا فی المال بخلاف النکاح کما مر بہ مان یا اسکا وصی یعنی مان صغیر کی یا اسکا وصی صغیر کا ولی نہیں یہ تفصیل ولایت کی مان
 میں ہر خلاف نکاح کی ولایت کے چنانچہ کتاب النکاح میں گذر گیا ام اور ان کے مانند چچا اور بھائی اور کو تو ال شہر اور عمرہ اور خالہ صغیر کی ولی نہیں کذا
 فی الطحاوی رأی القاضی الصبی الموقوفہ او عبدہا او عبدہ نفسہ کما مر فیہ ویشترک فی شکست لایا کہ سکوتہ اذنان فی القمار قاضی نہ صغیر یا موقوفہ
 یا دونوں کے غلاموں یا اسنے غلام کو دیکھا یہ کہے اور خرید کرے پھر اسکا را تو قاضی کا سکوت تجارت کا اذن نہ ہو گا بعد قاضی کا مسئلہ بات مذکور
 ہو چکا و القاضی کہ ان یا ذون الیتیم و الموقوفہ اولیٰ لیکن ولی و بعد ہذا اذ کان لکل احد منہا من الصبی الموقوفہ ولی و شیخ الالی من الا ذون عند طلب
 اولک منہ اسی من القاضی زبانی اور قاضی کو جائز ہے کہ یتیم اور موقوفہ کو تجارت کرنے کا اذن دے جبکہ یتیم یا موقوفہ کا کوئی ولی نہ ہو اور یتیم اور موقوفہ کے غلام
 کو اذن تجارت دینا قاضی کو جائز ہے جبکہ صغیر اور موقوفہ ہر ایک کا ولی موجود ہو اور ولی اذن دینے سے انکار کرے جس صورت میں کہ اذن مطلوب ہو
 قاضی سے کذا فی الزبانی ہم یہ ترکیب مصنف کی نقل ہے بہترین تھا کہ اذ کان کے مقام پر اذ کان ہوتا فداوی حالگیری میں ہے کہ اگر صغیر یا موقوفہ کا
 باپ یا اسکا وصی یا مراد ہو پھر قاضی کے نزدیک صغیر یا موقوفہ کو تجارت کا اذن دینا مصلحت معلوم ہو سو اسنے اذن دیا اور اس کے باپ نے نہ مانا تو
 قاضی کا اذن جائز ہے اگر قاضی کی ولایت ستاخر ہے باپ کی ولایت سے چنانچہ محیط میں ہو اور اگر قاضی نے صغیر کے غلام کو اذن دیا تجارت کا اور صغیر
 کا باپ زندہ ہو اور اذن کو مکروہ جانتا ہو تو جائز ہے چنانچہ منی میں ہے انتی مختار و طلب اذن قید نہیں چنانچہ صاحب محیط کے قول سے معلوم ہوتا ہے اور
 دہبانیہ کی اول بیت سے نکلتا ہے کذا فی الطحاوی قلت ولی البرجندی عن الخزانہ لوالی ابوہ او وصیہ اذن القاضی نہ زاد شراح الوہبانیہ ولا
 یجوز بعد ذلک اعلا لانه حکم الاجتہاد فی خرفہ برین کما ہون اور برجندی میں خزانہ سے منقول ہے اگر صغیر کا باپ یا اسکا وصی اذن سے انکار کرے
 تو قاضی کا اذن اسکے واسطے صحیح ہے شراح دہبانیہ نے اتنا زیادہ کہا اور اسکے بعد محیط صلا مجبور نہ ہو گا اس واسطے کہ قاضی کا اذن حکم ہے اور حکم دفع
 نہیں ہوتا مگر دوسرے قاضی کے روک دینے سے سوہ کو غور کر فروع مسائل ملحقہ شراح کے لواقرا لسان ہا سہا من کسب اور شراح علی اللہ ہر
 لکما ذون در اگر صغیر اور موقوفہ اقرار کریں کسی آدمی کے واسطے اس مال کا جو دونوں کے پاس ہو کما فی سے یا میراث سے تو اقرار صحیح ہے بموجب
 ظاہر الروایۃ کے غلام مازون کے اقرار کے مانند کذا فی الدررہم یعنی اگر یون اقرار کریں کہ جو مال ہمکو میراث میں ملا ہو وہ در حقیقت فلا سے شخص کا ہو
 تو یہ اقرار صحیح ہے اور غیر ظاہر الروایۃ کا یہ قول ہے کہ کسب میں اقرار صحیح ہے میراث میں صحیح نہیں المازون لایکون مازون قبل العلم بہ الا فی مسئلہ ما اذا قال
 بالیو عبیدی فانی اذنت لہ فیا یو او یو لا یعلم بک صار مازون بخلاف قولہ بالیو ابی لہ صغیر مازون مازون نہیں ہوتا اذن کے دریافت پر نہ
 سے پہلے مگر اس مسئلہ میں جبکہ مولیٰ نے کہا کہ خرید و فروخت کرو میرے غلام سے کہ میں نے اسکو اذن دیا سو لوگوں نے اس سے خرید و فروخت کی
 اور حالانکہ غلام اس اذن دینے کو نہیں جانتا تو وہ مازون ٹھہر جاوے گا بخلاف اس قول کے کہ باپ نے کہا لوگوں سے کہ میرے فرزند صغیر سے خرید و فروخت کرو

کہ ہم اذن غلام میں دو روپے ہیں ایک روایت میں قبل علم ماذون ہو جاتا ہے اور دوسری کو بہت میں ماذون نہیں ہوتا اور پہلی صحیح میں
 دونوں روایتیں مذکور ہیں چنانچہ تنویر الاذیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ذانی البطحاوی لا یصح الاذن للکاتب والمنتصوب الخجود ولا ینتہ اذن صحیح نہیں
 غلام کریمتہ کے واسطے اور نہ اس غلام کی واسطے جس کا غاصب غصب کرنے سے منکر ہے اور مالک کے گواہ نہیں م اور اگر مالک کے پاس گواہ
 ہوں اور غصب کی گواہی دیں تو اذن صحیح ہوگا ولا یصح محجور ابہائی الخ اشاہ اور غلام ماذون مجبور نہیں ہو جاتا بھاگ جائے اور منتصوب ہو جانے سے
 متول صحیحہ کذا فی الاشباہ و فی الوہبانیۃ شہرہ و اذن القاضی لطفیل و ذابی + ابو یصح الاذن منہ یخیر + اور وہبانیہ میں ہے اور اگر قاضی اذن دیکھ کر کہ وہ مالک
 اس کا باپ انکار کرتا ہے تو اذن صحیح ہے قاضی کی جانب سے سو فیہ تجارت کر کے شہر و ضمن یغیب الصغیر و ولیعہ + و تکلیف لیتی جہیت نیگا اور ابو یوسف نے تاویل
 لازم کیا ہے فیہ شہرہ استہلاک و ولایت میں اور خیر کی قسم لینے پر فتویٰ دیا گیا ہے جبکہ وہ منکر ہے ہم یعنی اگر خیر مجبور نہ ہو و ولایت تلف کردالی تو ابو یوسف کے
 نزدیک اس پر ضمان ہے اور طرفین کے نزدیک ضمان نہیں اور اگر ولایت خود تلف ہو گئی تو بالاتفاق ماذون نہیں اور اگر ماذون ہو قبض ولایت یا تجارت میں
 یا کتابت ہو اور ولایت تلف کر دے تو اس پر اس کا تاویل ہے اور اگر صغیر ماذون پر کسی چیز کا دعویٰ ہو اور وہ انکار کرتا ہو تو اس کی تکلیف میں اختلاف ہے کہ آیا اذن
 میں مذکور ہے کہ تکلیف پر فتویٰ ہے کہ ذانی شرح الوہبانیۃ لعبد الشہرہ و لو رہن مجبور و باع او شری + مجبورہ مولیٰ ما یغیر + لہ توقفت لم تصرف المجبور علی الاجازۃ اور اگر مجبور
 رہن رکھا یا باع اور شرا کی اور مولیٰ نے اس کو جائز رکھا تو رہن وغیرہ تغیر نہ رہن بسبب موت و فوت ہونے تصرف مجبور کے اجازت پر ہم خواہ مجبور غلام ہو یا صغیر
 عاقل فلول مجبر بل اذن ذانی اجازۃ ناجازا العبد جاز اتحسانا و لولم یاذن لہ فافقہ ناجازا لم یصح اجازۃ سو اگر مولیٰ نے عقود مذکورہ کو جائز رکھا بلکہ مجبور کو تجارت
 ذن و یا سو عبد ماذون نے عقود مذکورہ کو جائز رکھا تو جائز ہے اتحسان کی راہ سے اور اگر اس کو اذن تجارت کا نہ دیا ہو سو اس کو آزاد کر دیا سو اس نے عقود مذکورہ کو
 جائز رکھا تو اس کی اجازت صحیح نہیں قال نکذا الصبی المیز منصف وہبانیہ نے کہا اور یہی حکم ہے صغیر میز کا جو بیع اور شرا بوجہ ہر قلت ولا یغنی ان ما ہو تبرع
 بتدایضار فلا یصح باذن ولی الصغیر کا قرض میں کتا ہوں اور یہ بات مخفی نہیں کہ جو عقد کہ ابتداء میں حسان بالابدل ہے وہ منفر ہے تو امر ضروری صغیر کے اذن
 صحیح نہ ہوگا چنانچہ قرض ہم شریعتی نے ذکر کیا کہ مجملہ تصرفات موقوفہ قرض ہے اور قرض منفر محض ہے تو نافذ نہ ہوگا اگرچہ ولی اجازت دے چلی ہے کہ ایہ اعتبار
 اسپر مجبور وہبانیہ میں مذکور نہیں اور نہ اس سے مفہوم ہے و اللہ تعالیٰ اعلم و ستغفر اللہ اعظم

یہ کتاب ہے غصہ کے احکام میں جو نفع اخذ آتی مالا وغیرہ کا محض علی وجہ تہاب غصہ بفتح غین بمعہ وسکو جہاد و حملہ لغت میں عبارت ہے جو چیز کے لینے سے بظاہر
برہوتی کے خواہ وہ خیر یا مال ہو یا نفع شخص اور او کا پیکر رکھنا و شرعاً ازالہ یہ محققہ و لا حکما کچھ وہ لما اخذہ قبل ان یحوکہ اور اصطلاح شرع میں غصہ عبارت
ہے قبض محض کے زائل کر دینے سے اگرچہ ازالہ قبض حکمی ہو نہ حقیقی چنانچہ موضوع کا انکار کرنا نقل مکان سے پہلے اس نوعیت کا جسکو اسنے مالک سے لیا تھا
مقبضہ موضوع کا بجائے قبضہ ہی موضوع بالکسر انکار کرنے سے پہلے پھر جب اسنے ودیعت کا انکار کیا تو مالک کا قبضہ اہل ہو گیا حکماً یا ثبات یہ بطلان غصہ
عبارت ہے ازالہ نہ کو سے قبض بطل کے اثبات کے ساتھ یعنی ہتھار کا قبضہ دور کر دینا اور رات قبضہ کر لینا یہ حقیقت ہے غصہ کی ہم بعضوں کے نزدیک غصہ
عبارت ہے فقط ازالہ یہ فرقہ سے نہ اثبات یہ بطلان سے و لہذا اگر ایک آدمی کے ہاتھ میں جوتی ہو اور دوسرا آدمی اس پر ہاتھ مارے اور جوتی دریا میں گر پڑے تو تاوان لازم
ہے حالانکہ اثبات قبض یہاں ثابت نہیں اور اکثر فقہائے کلام سے ظاہر ہے کہ ازالہ قبض کے ساتھ اثبات قبض بھی ضروری اور تحقیق ہے کہ غصہ قسم سے ایک
غصہ وہ جو تاوان کا موجب ہے تو اس میں فقط ازالہ شرط ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو بھیڑ میں سے کاموجب ہے تو اس میں اثبات قبض بھی شرط ہے و عتبر الشافعی
اثبات الیقظ و الاثر فی الزوائد مشرقہ بستان مخصوص لا یغنی عنہ تاخذ اقالہ و را و را نام بٹافعی نے غصہ کی تعریف میں فقط اثبات قبض کا اعتبار کیا ہے اور

فردی خلاف مضمون کی زائد چیزوں میں تو باغ مضمون کا پھل ہمارے نزدیک مضمون میں بخلاف اہم شافی کے کذا فی الدربنی اگر پھل غاصب تلف کر ڈالے تو
 اسپر تادان ہمارے نزدیک نہیں بسبب عدم ازالہ کے اور ان کے نزدیک تادان ہر اثبات پر کے سبب اور اگر مالک زوائد کو طلب کرے تو بالاجماع تادان ہر
 کذا فی الخطا وی فی مال فلا تحقیق فی نتیجہ و حرالہ اور اثبات ہوا مال میں تو غصب ثابت نہیں ہوتا مردار اور شخص آزاد میں ہوا اسلئے کہ وہ مال میں مقوم ہی باج شرع
 استانی فلا تحقیق فی خسر سلم ازالہ اور اثبات ہوا مال مقوم میں یعنی جو شخصیت میں باج ہر کذا فی تہستانی تو غصب ثابت نہیں ہوتا مسلمان کی شرب میں ہوا شہیکہ شرب مسلمان کے حق میں
 باج الا شمال نہیں مقوم فلا تحقیق فی مال حبی زائد اور اثبات ہوا مال مقوم میں غصب ثابت نہیں ہوتا تاکہ خراج مال میں ہوا سلیکہ اسکا مال مقوم نہیں قابل للنقل فہو لا تحقیق
 بالظہار خلاصہ مال مذکور قابل ہونے کے تو غصب ثابت نہیں ہوتا زمین وغیرہ غیر منقول میں ہر خلاف محمد کے ہم غیر وقت میں شخصین کا
 تو اس میں ہر اور وقت میں محمد کا قول صحیح ہر کذا فی الخطا وی بخیر ذلک مالکہ امتزیزہ عن اولیہ و علم ان لم یوقف مضمون الا بالامان مع ادلیس بلوک
 اصلا صحیح ہی البائع فہو مال بلا اذن من لا اذن کما فعل ابن کمال لکان اولی ازالہ اور اثبات ہوا مال مذکور میں اسلئے مالک کے بلا اذن مضمون ثابت
 بقید نگاہ و وصیت سے ہر زائد کیا یعنی و وصیت اور اس طرح عاریت میں ہر زائد نہ دیتے ہوا مال مقوم مقوم قابل انتقل سے لیکن چونکہ باذن مالک ہر اسکا
 غصب و نقل میں اور یہ معلوم کہ مال موقوف لازم لہم نہان ہر تلف کر ڈالنے سے باوجود دیکھ وہ اسکا کسی کام لوگ نہیں نصیر کی ہر اسکی بدائی میں تو اگر
 مضمون یون کہتا کہ زائد قبض ہوا دون اذن اس شخص کے سبب اذن کا اختیار ہر خیالچہ مالک یا متولی وقف جیسا کہ ابن کمال نے کہا ہر کہ البتہ خوب ہوتا
 یعنی ہوا اسلئے کہ وقف کو بھی غصب شامل ہوجاتا لا تحقیق ہر زائد عن المشرقہ و فیہ لابن الکمال کام ازالہ اور اثبات ہوا ہر بطریق خفیہ کے مضمون نے یہ
 قید لگائی تا سرقہ بخلاف غصب سے اور ہمیں ابن کمال کا کچھ کلام ہم حاصل کلام ابن کمال یہ ہر کہ سرقہ کا حدود میں داخل ہونا اسلئے داخل ہونے کا غصب
 میں شامل نہیں و سرقہ غصب میں داخل ہر اعتبار اپنی اصل کے اور حدود میں باقی بعض خصوصیات کے داخل ہر خیالچہ مع اقصائی غصب ہر حرالہ اگر
 کتاب ابو یوسف میں مذکور ہر بعض خصوصیات کی بیج کے سبب سے اور سبکو یہ نکتہ معلوم نہ ہوا اسلئے لای علی سبیل تفسیر کی قید لگائی تا سرقہ غصب سے بخلاف غصب
 العبد و تحصیل الحدیث غصب لازماً بالمالک تو خدمت لینا غیر کے غلام سے اور غیر کے جانور پر بوجھ لا دنا غصب ہر بسبب دور کر دینے قبض مالک کے
 یعنی اور اثبات قبض ناحی کے ہم غلام مشترک سے خدمت لینا بدو اذن شریک کے اسلئے غصب ہونے میں اختلاف ہوگا قول راجح لزوم تادان کا ہر اور
 مشترک جانور پر ہوا ہر بدو اذن شریک کے تادان کا موجب ہر بالاتفاق چنانچہ تہستانی کے کلام سے نکلتا ہر کذا فی الخطا وی عن ابی اسعد و لا جملہ علی
 بسا و لہم ازالہ التا فلا یضمن مال ہر ایک بصلہ غصب نہیں بیٹھا اسکا غیر کے فرش پر سبب زائل کرنے قبض مالک کے تو جالس ہر تادان لازم نہ ہوگا جب تک کہ
 فرش تلف نہ ہو جائے اسلئے فعل کے سبب سے ہوا اسلئے کہ فرش بچھا نا مالک کا فعل ہر نقطہ جلیوس سے اسکا ازالہ نہیں ہوتا بدو اذن نقل اور تحویل کے و کذا لو دخل
 دار انسان اخذ متاعاً و جدد و مضامن وان لم یولدہ ولم یجدہ لم یضمن مال ہر ایک بصلہ لو غیر جن الدار غایتہ اور اس طرح کا حکم ہر اگر غاصب ایک آدمی کے گھر میں
 داخل ہوا اور کچھ اسباب لیا اور سکر ہو گیا تو اسپر تادان ہر اور اگر اسے اسباب گھر سے باہر نہ نکالا اور اسلئے لینے کا انکار کیا تو تادان میں جب تک وہ ہر ہر مالک
 نہ ہو جائے اسلئے فعل کے سبب سے یا اسکو گھر سے نکال لیجا کے کذا فی النجانیہ یعنی و صورت عدم انکار تادان نہیں اگر مالک یا اخراج سے و حکمہ لا قلم لمن
 علم انہ مال الغیر و حکم یعنی اثر مترتب غصب کا گناہ ہر اس شخص کے حق میں جو جانتا ہو کہ مضمون غیر کا مال ہم غصب کا حرام ہونا تادان اور حدیث سے
 ثابت ہر قال تعالی و لا تأکلوا اموالکم منکم بالباطل حق تعالی نے فرمایا نہ کھا و اپنے مالوں کو آپس میں ناحق اور حرجہ الوداع کی حدیث میں ثابت ہر کہ تھا
 خون اور تمھارے مال تمھارے میں جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو یعنی قیامت تک ایک شخص کا مال دوسرے پر حرام ہر اور متفق علیہ حدیث میں وارد ہر کہ جو
 شخص داشت بھڑ میں غصب کر گیا اسکی گردن میں حق تعالی سات طبق زمین کا طوق ڈالے گا غصب کے گناہ ہونے میں نہایت کی قید اسلئے لگائی کہ نا و اتی

مجلس تفسیر جامعہ اسلامیہ
 مدرسہ غصب و سرکاری
 مدرسہ میں جو مالک میں
 غصب کے سبب سے مال
 میں میں غصب ہر
 ہر مالک کے مال
 ہر مالک کے مال

انہما من لم یلزم من یمن بہما ساعۃ کما فی البقی اور فرزند مصنف نے حاشیہ شاہ میں بیان اور حلیہ تیسرے کے قاعدے میں نص میں غیر
 کی طرف متوجہ کر کے وارد ہوا اور اس طرح صابون اور پانس اور ورق یعنی درخت کی پتیوں اور سویاں اور کسم اور کچا چڑا اور پکا چڑا اور زاپاک تیل اور
 اسی طرح ٹھکی بھری اور درختی چیز اور جو مکمل اور موزوں کہ قریب ہلاک ہو اسکی وہ قیمت لازم اٹھان ہو جو تلف ہونے کے وقت اسکی قیمت ہو
 چنانچہ اگر انبار کشتی جب ڈوبنے لگے اور اسوقت طالع نے جو کچل چیز اور درختی چیزیں بھی گرا دی تو اس ساعت کی قیمت کا تادان لیا جاد بگا کذا فی البقی
 ہم ورق سے بیان کاغذ و مہینہ ہوا اسے کہ کاغذ شلی کر کذا فی البقی لکیرتہ فی البقی یہ نصیب ماری خطہ فاسد یا ذرا ذی کما من قیمتا قبل عیبہ لمار لا
 شہادہ اولیٰ علیہا فلو نقلہا لکان ضمن اشل لانه غصبہ و ہونہی خلاف ما وصیب الممان فی الوضع الذی فیہ خطہ بغیر نقل انتی و الجمیل کما فی البقی و غیرہ
 کل ما یوجدہ شلی فی الاسواق بلا تفاوت یعد بہ ہونہی و مالیس کذا لک فقہی فایضاً اور حلیہ تیسرے میں کہ ایک شخص نے پانی ڈال دیا گیون میں سو اسکو بگاڑ
 ہوا اور اسے کیل میں زیادت ہو گئی چھیننے سے تو وہ شخص تادان دے اس قیمت کا جو پانی ڈالنے سے پہلے اس کی قیمت تھی یہ اس صورت میں ہو جبکہ
 اسنے گیون کو نہ اٹھا یا ہوا اور اگر دوسرے مکان کی طرف اٹھا لیا اور پھر پانی ڈالا ہو تو ضمان شلی لازم ہوگا اس واسطے کہ اسنے اسکو غصب کیا اور جالانکہ
 وہ اسوقت شلی تھا بخلاف اس صورت کے کہ اگر پانی ڈالا اسی مکان میں جہاں گیون تھے بغیر نقل کے انتی مانی نصیب قیہ اور حاصل کلام اور خلاصہ مقام
 در و غیرہ کے موافق یہ ہو کہ جس چیز کا شلی اور مانند باران میں بلا تفاوت قابل شمار یا یا جاد سے تو وہ چیز شلی ہی اور جو ایسا نہ ہو یعنی جسے بغیر فاضل اور
 تفاوت متد بہ ہونہی قیمت والی چیز تو اس قاعدے کو یاد رکھنا چاہیے فان ادعی ملاکہ متد بہ وجوب ردہین لانه الموجب لاشلی و رد اشل و البقیہ بخلص
 علی الراجح جس حتی علیہ الحاکم کہ وہی نظری لاظہر ثم قضی الحاکم علیہ البذل من شلی و قیمتہ پھر اگر غاصب غصب کے تلف ہو جائے کا دعویٰ کرے تو وہ
 محسوس کیا جائے بیان تک کہ حاکم یہ معلوم کر جائے کہ اگر غصب باقی رہا ہو تو البتہ ظاہر ہو تا یعنی غاصب اسکو ظاہر کر دیتا پھر حاکم اسے عرض دینے کا
 حکم کرے شلی اور قیمت سے یعنی اگر غصب شلی ہو تو شلی دلاوے اور اگر قبیض ہو تو قیمت دلاوے شارح نے کہا او عاے ہلاکت وجوب ردہین سے پہلے
 ہوا اس واسطے کہ ردہین موجب اعلیٰ ہر اور رد اشل اور قیمت بخلص ہو قول اچ ہم بخلص ہو یعنی جبکہ ردہین متعذر ہو اسوقت رد اشل یا رد قیمت کی طرف متوجہ ہوگی
 ولو ادعی الغاصب الہلاک عند صاحبہ بعد الرد و عکس الماک ای ادعی الہلاک عند الغاصب و اقا مالیر بان فیر بان الغاصب انہ ردہ و ہلاک
 عند الماک اولیٰ خلاف لاشلی انتی اور اگر غاصب دعویٰ کیا غصب کے تلف ہو جائیگا اسکے مالک کے پاس پھر دینے کے بعد اور مالک نے بالعکس دعویٰ کیا
 یعنی اسکے تلف ہو جانے کا غاصب کے پاس دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو غاصب کی یہ گواہی کہ اسنے غصب کو پھیر دیا اور وہ مالک کے پاس
 ہو گیا قدم ہر مالک کی گواہی پر بخلاف ابو یوسف کے کہ انکے نزدیک مالک کے گواہ مقدم ہیں کذا فی البقی و لو تملغانی البقیہ و برہنا فالبتہ لمالک و سجدی
 اور اگر غاصب اور مالک نے غصب کی قیمت میں اختلاف کیا اور دونوں گواہ لائے اپنے دعویٰ پر تو مالک کے گواہ مقدم ہیں اور اسکا بیان آگے آوے گا
 و لو فی نفس الغصب و بالقول للغاصب و اگر دونوں نے ذات غصب میں اختلاف کیا یعنی غاصب کہتا ہو کہ غصب ہی چیز اور مالک کہتا ہو کہ یہ نہیں ہے تو غاصب
 ہی کا قول مقبول ہوگا یعنی اس واسطے کہ وہ قابض ہو و غصب انتی تحقیق فیما یقول فلواخذ عمار و ہلاک فی یدہ و باقہ سماویہ و غلبہ سئل لم یضرب خلافاً لحد
 و بقولہ قالت البتہ و بقی فی الوقت ذکرہ یعنی اور غصب ثابت ہوتا ہر مال بقول میں ہو اگر ایک شخص نے مال غیر بقول چنانچہ زمین اور گھر اور درخت کسی کا یا
 اور اسکے ہاتھ میں آسمانی آفت سے تلف ہو گیا چنانچہ سیلاب کے غلبہ سے زمین ڈوب گئی یا گھر گر پڑا تو غاصب پر ضمان نہیں تخمین کے نزدیک بخلاف
 محمد کے کہ انکے نزدیک غیر منقول کے غصب میں بھی تادان ہر اور ہی قول ہے انکہ ثلثہ کا اور محمد کے قول پر فتویٰ ہو وقت میں علامہ عینی نے اسکو ذکر کیا ہر ذکر
 طبر الیرین فی فتاویٰ الفتویٰ فی غصب القمار والدور الوتوفہ بالضمان ان الفتویٰ فی غصب منافع الوقت بالضمان اور طبر الدین نے اپنے فتاویٰ میں ذکر

ہو اور ان کا غصب اور اگر شجر کو دوسرے شخص نے قطع کیا یا عمارت کو ڈھایا تو قاطع یا آدم تاوان سے نہ غاصب کا تو غصب عید اور اگر نقصان
 عذر الا عذر بالاعتقال چنانچہ اس قسط میں نسخہ اشراج کے تحت قولہ چنانچہ ضمان نقصان لازم ہو اگر غاصب نے غلام غصب کیا اور اس کو اجارہ میں دیا پھر
 غلام میں غصب نقصان عارض ہو گیا اجارہ کی مدت میں استعمال کے سبب سے تخریب نے کیا اور یہ قول مصنف کی شرح کے نسخوں میں سے سا قلمی سبب
 و قول ہوئے اس مضمون کے مصنف کے قول آئندہ میں ہم طحاوی نے کہا یہ مضمون تو آئندہ میں دخل نہیں ہوا سیکے کہ تصدیق غلام ضمان نقصان کے
 رہتا ہے و ان کے متعلقہ نقصان الاستقلال اور اگر استعمار نقصان نقصان و تصدیق بالحق من العاقل والا جرحه خلاف الابی یوسف کذا فی الملتحقی اور اگر غصب
 کر اور میں یا سوا اس کو نقصان عارض ہو کر ایہ دیکھنے سے یا عاریت کی چیز اجارہ دی اور اس کو نقصان عارض ہوا اجارہ سے تو ضمان نقصان کا وہ ہے اور جو
 باقی رہے ضمان کے بعد کر یا اور اجارہ سے اس کو خیریت کرے بخلاف ابو یوسف کے یعنی نیکے نزدیک تصدیق واجب نہیں کذا فی الملتحقی لکن نقل المصنف عن
 الطبرانی ان النبی تصدیق بکل النعمانی تصدیق لیکن مصنف نے اپنی شرح میں نزاع سے یہ نقل کیا کہ غاصب تو اگر سب غلام خیریت کرے صحیح قول میں ہم خلاصہ نزاع
 کے کلام کا یہ ہے کہ بعد ہلاک عین غصب اگر غاصب غنی ہو تو اسے ضمان غلام سے جائز نہیں بلکہ سب غلام تصدیق کرے اور اگر غاصب فقیر ہو تو اسے ضمان
 غلام سے درست ہو اور بانی کو خیریت کرے کذا فی الطحاوی کہا تو تصدیق فی غصب و الودیۃ بان باعد و بجم فیہ اذا کان ذلک متعینا بالاشارۃ چنانچہ
 اگر غصب اور ودیعت میں تصرف کرے اس طرح کہ اس کو بیچا اسے اور اس میں نفع حاصل ہو تو تصدیق کو خیریت کرے جبکہ مال غصب اور ودیعت اشارہ
 کرنے سے متعین ہو م متعین ہونے کی یہ صورت ہے کہ غصب عارض یعنی از قسم اسباب کے ہو دوم اور دنیا راو بالشرار بدرہم الودیۃ او غصب و
 نقد یا متعین ہو خرید سے بواسطہ درہم ودیعت یا غصب کے اور ان میں درہم کے ادا کرنے سے ہم طحاوی نے کہا مختصرا و درہم تریون کتا تھا اذا کان
 متعینا و غیر متعین و نقد یعنی بیع او شرا غصب کی منفعت کا تصدیق واجب ہو خواہ وہ متعین یا لا اشارہ ہو خواہ غیر متعین ہو مگر اسے غصب غصب کے درہم
 کرے یعنی تصدیق بجم حاصل نہیں اذا کان متعینا بالاشارۃ یعنی تصدیق کرے اس منفعت کو جو حاصل ہوئی ہو غصب اور ودیعت کے تصدیق میں جبکہ دونوں
 اس قسم سے ہوں کہ اشارہ کرنے سے متعین ہو جائے ہوں وان کا مال متعین فعلی اربعۃ وجہ فان اشارۃ الیہا و نقد لا فکذلک تصدیق اور اگر غصب اور
 ودیعت اس قسم سے ہوں کہ متعین نہ ہوتے ہوں چنانچہ درہم تو چار صورتوں میں ہوا اگر درہم کی طرف اشارہ کیا اور ان میں کوئی نہیں اور کیا تو اسی
 متعین کے مانند منفعت کو تصدیق کرے وان اشارۃ الیہا و نقد غیر ما او اشارۃ الی غیر ما و نقد ما او اطلاق و لم یشر و نقد لا یتصدق فی الصور الثلاث عند
 الکفری قیل و یفتی و المختار انہ لا یحل مطلقا کذا فی الملتحقی و لو بعد الضمان ہو صحیح کافی فتاویٰ النوازل اور اگر درہم غصب کی طرف اشارہ کیا اور اس کے سوا
 اور درہم ادا کیے یا اشارہ کیا اس کے غیر کی طرف اور غصب کے درہم دیے یا مطلق درہم مذکور کیے اور اشارہ کسی طرف نہ کیا اور غصب کے درہم دیے تو
 ان تینوں صورتوں میں منفعت تصدیق نہ کرے کفری کے نزدیک بعضوں نے کہا اسی قول پر تیسوی دیا ہے اور مختار قول یہ ہے کہ نفع مطلقا حلال نہیں کذا
 فی الملتحقی اگرچہ ضمان دیکھنے کے بعد یہی قول صحیح ہے چنانچہ فتاویٰ نوازل میں مذکور ہے و اختار بعضہم الفتوی علی قول الکفری فی زماننا لکثرة احرام و ہذا کلمہ علی
 نوامی و عند الابی یوسف نہ لا یتصدق لیس منہ کما لو تلفت الخس کرہ الزلیعی علی حفظ اور بعضے فقہوں نے کفری کے قول کا فتویٰ مختار جانا ہے اس لئے
 میں سبب کثرت مرام کے اور یہ تمام مذکور فہم کے قول پر تیسوی درہم ابویوسف کے نزدیک منفعت غصب سے کچھ بھی تصدیق نہ کرے چنانچہ اگر غصب مختلف ہو
 تو بالاعتقائی تصدیق لازم نہیں دلیلی نے اس کو ذکر کیا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی اگر ضمان اور بدل مضمون مختلف الخس ہوں اس طرح کہ تاوان میں درہم
 دیکھ ہوں اور غاصب کے ہاتھ بدل مضمون طعام یا عروض ہو تو بالاتفاق تصدیق اس پر واجب نہیں ہوا سیکے کہ منفعت تو ظاہر ہوتی ہے اتحاد خس کے نزدیک کذا فی
 الطحاوی عن ابی یوسف ان غصب غیر غصب فرال اسمہ و اعظم منافعہ ای اکثر مقاصدہ پھر غاصب نے غصب کیا اور غصب کو مستحضر کر دیا سوا کا نام ادا

عظم منافع یعنی اسکے اکثرہ مقاصد زائل ہو گئے ہوں زوال ہم کی اس واسطے قید لگائی کہ اگر بکری غصب کر کے بیچ کر ڈالی تو مالک ضمان قیمت اور ضمان نقصان میں ممتاز ہو اس واسطے کہ فقط بیچ سے نام زائل نہیں ہو کیونکہ اسکو حلال بکری بولتے ہیں ہزار عین در ہم سبکھا بلا ضرب فائدہ وان ال اسہ لکن بقی عظم منافع و لذا لا یقطع حق المالک عندہ لکمانی محیط وغیرہ فلم یکن زوال الا ہم منہا عن عظم منافع کا منفعہ ملاحظہ ملاحظہ وغیرہ شائع نے کہا عظم منافع کی قید ان در ہم سے ہزار ہر جنکو غاصب نے بچھلایا بلا ضرب سکا تو اگرچہ در ہم کا نام زائل ہو گیا لیکن اسکا عظم منافع باقی ہے یعنی جن ہونا اور کرالیش اور اسی واسطے مالک کا حق در ہم سبک سے منقطع نہیں ہوتا چنانچہ محیط وغیرہ میں ہر زوال اسم عظم منافع کی قید سے نفی نہ ہوا جیسا کہ صاحب درم ولا غصب نے کہا گمان کیا در ہم عظم منافع کی مثال مثلاً کیوں کو غصب کرنا اور پس لانا اس واسطے کہ مسلم کیوں کہ جو مقاصد متعلق تھے چنانچہ انکادنا اور ہر سیدہ بیکار یا وہ پیشہ سے فوت ہو گئے لہذا انی الخ او محتاط الغصب بیکار لانا صاحب بحیرت میں بیچارہ کا محتاط بہرہ بہرہ او گین بیچ کیونچہ غصب نہ ملکہ ملاحظہ متعلق اصل متعلق اصل اور چنانہ اسی رضی مالک باوراء و ابی یوسفین قاضی پارلنگیا منصوب غاصب کی ملک سے اس طرح پر کہ اسکا جبر کرنا متعلق ہو چنانچہ مالک کے کیوں کا لہانا غاصب کیوں سے یا جبر کرنا بیچ اور شقت سے ممکن نہ جیسے کیوں کا محتاط جو سے تو ان تینوں صورتوں میں غاصب تاوان اسکا دے اور اسکا مالک ہو جاوے گا بلا حالت انتفاع قبل او کرنے اسکے تاوان کے اور اسے ضمان سے رخصت مالک مراد ہو خواہ رخصا او ضمان سے ہو یا مالک کے متا کر دینے سے ہو یا قاضی کے تاوان لینے سے ہو مگر تو اگر مالک غاصب ہو یا حاضر ہو مگر تاوان لینے سے راضی نہ ہو تو غاصب کو اسکا لہانا یا غیر کو کھانا تاوان اسے ضمانت جائز نہیں فی القیاس جلد دوم روایت فلو غصب طعاما فمضغه حتی صار سہمکا یتبعہ حلالا لانی ردایہ و حراما علی المقصد صا المادة النسا اور قیاس یہ ہے کہ زوال اسم اور محتاط سے منصوب بلا رخصاے مالک حلال ہو اور وہ روایت بھی ہے کہ طعاما اگر غصب کیا سو اسکو چاہا یا بیان تک کہ وہ سہمکا ہو گیا تو اسکو حلال نہ لگا پکا جو روایت قیاسی کے اور حرام نہ لگا پکا بنا بر آسان شہد کے تاکہ ماوہ نہا و متجا سے ہم و جہرہاں یہ ہے کہ اگر قبل رخصاے مالک انتفاع حلال ہو تو غصب کا درازہ کھانا جو در حرام ہونے سے شہید مال ماوہ غصب پر کینج شاة التئین بدل الاضافة ای شاة غیرہ ذکرہ ابن سلطان چنانچہ شاة یعنی ونبہ بیچ کرنا شایع کہا شاة کی تئین اضافت کے عوض ہے یعنی اپنے غیر کا ونبہ بیچ کرنا ابن سلطان نے یہ ذکر کیا جو ونبہا و شہا و طعن برا و زرعہ و جبل حدیسیفا و حطرانہ چنانچہ غیر کا ونبہ بیچ کرنا اور اسکا لہانا و بریان کرنا اور کیوں کا پسینا یا اسکا کھیت میں ہونا اور لوسہ کی توار بنانا اور پتیل سے برتن بنانا ہم یہ مثالیں ہیں تغیر منصوب کی مع زوال اسم و البنا علی ساقہ یا عجم شہیدہ عطیہ شہیدت بائندہ قیہ ای لہار اکثر شہا ای من قیمتہ الساجہ بیکار البانی بالقیمتہ اور چنانچہ عمارت بنانا ساگون کے لٹھے پر اور حلالا قیمت عمارت کی زیادہ تر ہر ساگون کی قیمت سے مالک ساگون ہو گا عمارت بنانے والا اسکی قیمت و دیگر شایع ہے کہ اسراج بحرن جیم لکڑی عظیم الجثہ ہر ہندوستان میں پیدا ہوتی ہے یعنی ساگون ہم یہ مثال پر محتاط ملک غاصب کی جسکی امتیاز حج کے ساتھ ممکن ہے و کذا لو غصب ارضا فنبی علیہا او عرس او تہجرت و حاجتہ کو لوہہ او او حل البقر را سنی قدر او او عر فیصلہ فاکبر فی بیت المودع ولم یکن اخراجہ الا ہدم و بعد و سقلا و بارہ فی ہجرہ غیرہ ولم یکن اخراجہ الا بکسر او نحو ذلک یضمن صاحب الاثر قیمتہ الاقل والا ل ان الضرر الا شد نزال بالانعت لکمانی ہندہ القاعدۃ من الاشباہ اور اس طرح اگر زمین غصب کی بھر او سپر عمارت بنائی یا درخت لگائے یا مرغی موتی نکل گئی یا سیل نے اپنا سر دیگ میں ڈال دیا یا بوتاد و بیت رکھا سو موضع کی کوٹھری میں جو ان اونٹ ہو گیا اور اسکا نکالنا ممکن نہ ہو کر دواڑھا کر یا ایک شخص کی شہرنی دوسرے کی دوات میں گر پڑی اور اسکا نکالنا مستحضر نہیں ہو گا و دوات توڑ کر اور مانند اسکے اور مثالیں تو ضمان دے اکثر قیمت کا مالک اکثر قیمت دے کو یعنی در صورت محتاط لیکن جسکے مال کی زیادہ قیمت ہو وہ اکثر قیمت دے کو ضمان و کر اسکا مالک ہو اور قاعدہ کلیہ ان سائل کا یہ ہے کہ سخت تر ضرر بکتر ضرر سے مثلاً جاتا ہے چنانچہ شہاد کے ہی قاعدہ یعنی الضرر الا شد نزال بالانعت میں یہ سب کچھ مذکور ہے ثم قال و لو اتبع کو لوہہ فوات لاشق بطنہ لان حریمہ الادوی اعظم من حریمہ المال فیقہانی ترکہ وجوزہ الشافعیۃ قیاسا

الشیخ لا يخرج الولد قلت وقد بينا في الجواز عن الشيخ انه يسبق اليضا فلا خلاف في تنوير البصائر انه لا يصح له يخطو بغير صاحب ابناءه كذا في الكفاية
 انسان موتی نکل گیا پھر مر گیا تو اسکا پیٹ چیر نجا دیا موتی نہ لے سکے واسطے اسلئے کہ آدمی کی غرت مال کی غرت سے عظیم تر ہے اور قیمت اس
 موتی کی اس شخص کے متروکہ سے متعلق ہوگی اور شافعیوں نے موتی انکاٹنے کیواسطے پیٹ چیرنا جائز رکھا ہے کہ انکاٹنے کے چیرنے پر تیس کر کے
 شافعہ کے کہنا میں کہتا ہوں اور ہم باب الجناز میں شیخ القدریت پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ موتی کیواسطے بھی پیٹ چیرنا جائیگا تو اب شافعیہ و حنفیہ میں کچھ
 خلاف باقی نہ رہا اور تنویر البصائر میں ہے کہ موتی انکاٹنے کیواسطے پیٹ چیرنا صحیح تر قول ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے فقہی لوگ انشت قیمۃ الساجہ والبنار سے اور قاضی
 احمد علی شجر جازدان تراز حایہ الباع البیاع علیہما وسلم اللہ علیہما علی قدر ما لهما شربا لایہ عن البرزازیہ باقی رہی یہ صورت کہ اگر ساگون عمارت کی قیمت برابر
 ہو تو اگر غاصب اور مالک کسی چیز پر صلح کر لیں تو جائز ہے اگر تلافی کر لیں تو وہ عمارت ساگون کے ساتھ علی رغم القضاہ میں بیچ ہو اور اسکا ثمن دونوں
 شخصوں پر بانٹا جاوے بقرائنی مالیت کے کذا فی شربنا لایہ عن البرزازیہ بھی لو اراد الغاصب نقض البنا و درو الساجہ بل لو نکات ان مصلی علیہ لایقیمہ
 الاصل و قبلہ تو ان فیض المال کا فائدہ و تمامہ فی الحقیقی باقی رہ گئی یہ صورت کہ اگر غاصب نے عمارت توڑی اور ساگون پھیر دینے کا ارادہ کیا تو کیا یہ درست
 ہے یا نہیں ہو اگر غاصب پر قیمت دینے ساگون کا حاکم نے حکم دیا ہو تو عمارت توڑنا حلال نہیں اور حکم حاکم سے پہلے و قول میں ایک قول میں جائز ہے اور
 دوسرے میں عدم جواز وجہ عدم جواز ضائع کرنا ہر مال کا سبب تلافی اور پورا بیان اسکا مجتہبی میں ہر وان ضرب الجبرین و رہا اور دوسرا و انار لم یملک ہو
 لکھا کہ چنانچہ اختلاف اہل اہل اور اگر غاصب نے چاندی اور سونے کے درم یا دینار بنائے یا برتن بنایا تو غاصب اسکا مالک نہ ہوگا اور وہ اس کے مالک کی ملک
 ہے بجز خلاف حد جہیں کے ہم امام کے نزدیک مالک ہو واسطے منت مالک ہو کہ مصنف سے فقط جودت اور عدلی حاصل ہے اور جودت مال ربوی میں مقدم
 نہیں فان فی شاة غیرہ و نحو ما یوکل طرھا الما مالک علیہ واخذ قیمتها واخذ ما ضمنہ نقصانہا پھر اگر غاصب نے غیر کا دینہ ذبح کر ڈالا اور دینہ کے
 مانند ہر جانور ماکول اللحم تو مالک کو اختیار ہے چاہے مالک مذبح کو غاصب پر ڈالے اور اسکی قیمت اس سے لے یا چاہے نہ ذبح کرے اور غاصب سے اس کے
 نقصان کا تادان لے ہم ماکول اللحم کی قید سواسطے لگائی کہ اگر غیر ماکول کو ذبح کر گیا تو تمام قیمت کا تادان غاصب پر لازم ہوگا اور ضمان نقصان جائز نہیں
 امام کے نزدیک کذا فی الطحاوی و کذا فی المحکم فیہ و اطلع طرھا و ابغیر ماکولہ کذا فی المنشی فیہ لفظ غیر غیر سید پر ہنا قلت قولہ غیر سید پر ہنا ثبوت اختیار فی غیر
 الماکولہ ایضا لکن اذا اختار رہا اخذ لا یضمنہ شیانہ علیہ الفتویٰ کہ انما یضمن عن الہماویۃ فی حفظ خلاف طرف العبدان فیہ المارش اور اطلع کا حکم ہے یعنی مالک
 مختار ہے اگر غاصب نے جانور ماکول اللحم کا لٹھ کاٹا یا جانور غیر ماکول اللحم کا لٹھ یا پاؤں کا لٹھ انکی قیمتی بعضوں نے ملحق کی عبارت پر متعرض کیا کہ یہاں لفظ غیر
 یعنی غیر ماکول اللحم میں غیر سید پر یعنی ٹھیک جنین سواسطے کہ تعین اور اخذ میں ماکول اور ذریقہ میں ہر نہ غیر ماکول میں ہر شایع نے کہا میں کہتا ہوں کہ متعرض
 کا قول غیر سید پر ٹھیک نہیں ہر سبب ثابت ہونے اختیار مالک کے غیر ماکول اللحم میں بھی لیکن فرق اٹھا ہے جب غیر ماکول کو مالک اسکا لینا اختیار کرے
 تو اس سے کچھ ضمان نہ لگے گا اور اسی قول پر فتویٰ ہے جیسا کہ مصنف نے اپنی شرح میں عمادیہ سے نقل کیا ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے بجز خلاف قطع دست علام
 کہ اگر کسی نے خون یا گرم عیون میں ہر امام عظم نے کہا کہ جب ایک مرد غیر کا لٹھ یا چمچ یا پاک کڑا لے اسکا لٹھ کاٹ کر یا فوج کر کے اگر مالک چاہے غاصب سے
 ضمان لے اور نہ بوج یا مقطوع غاصب کو سپرد کر دے اور چاہے اسکو اپنے پاس رکھے اور غاصب سے تادان نہ لے اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ انتہی تو جو
 ملحق میں تعین نقصان غیر ماکول نہ ہو وہ غیر ملحق ہے ہر حال میں چار مالک ماکول اور غیر ماکول میں مختلف ہے سو ماکول میں مالک جانور کے لینے میں مع ضمان
 نقصان اور اس کے دینے میں مع اخذ قیمت مختار ہے اور غیر ماکول میں اس کے دینے اور اسکی قیمت لینے میں مختار ہے لیکن غاصب پر کچھ ضمان نہیں علی علیہ الفتویٰ
 کہ معلوم ہوا کہ کلام مصنف کا صاحب ملحق کے کلام کے مانند ہر اساک اور جوع بالنقصان میں حالانکہ بلا شک یہ حکم مخصوص بالماکول ہے تو ذکر کرنا لفظ غیر کا یہاں

میں

غیر واجب ہو کہ انی اطعمای او خرق تو یا خرقا فاشا و ہوا فوت بعض العین بعض نفعہ لاکلہ فلو کلمہ ضمن کلام یا غاصب کے کپڑا بھڑا بھڑا خرق فاشا
خرق فاشا وہ جو فوت کر دے کچھ کپڑے اور کچھ اسکی منفعت کو نہ کل کو تو اگر کل کو فوت کرے تو تمام کپڑے کی قیمت کا تاوان و حاصل مسئلہ یہ کہ
خرق فاشا میں مالک مختار ہے کپڑا غاصب پر چھوڑے اور اسکی قیمت اس سے لے چاہے کپڑا اپنا لے اور بقدر نقصان اس سے تاوان لے
وفی خرق لیسیر نفعہ و لم یغیرت شئیاً من الخیرات من نقصان مع اخذ عینہ لیسیر غیرہ لقیام عین من کل وجہ الم یجوز فیہ نفعہ او یکن ربو یا مالک
الم یجوز فیہ لیسیر غاصب نے میں لاکھ نقصان خرق کر کے کچھ منفعت کو فوت نہیں کر دیا تو مالک نقصان کا تاوان لے لیسیر کپڑا لینے کے ساتھ
اسکے ہوا مالک کسی بات کا مختار نہیں ہے بلکہ تمام فوت ہونے والے اس کے سر و پرستہ تا وقتیکہ غاصب نے اس میں کچھ منفعت تادمہ نہ کی ہو یا کہ وہ مال ہو یا عین
بیاج جاری ہو سکتا ہو چنانچہ زرعی نے اسکو مشرع بیان کیا ہوم اگر غاصب نے نصبت جدید کی مثلاً کپڑا بھڑا کر دیں یا تو ہمارے نزدیک خرق مالک ہے
یہ منقطع ہو گیا زرعی نے کہا خرق فاشا کا حکم اپنی تعمیر مالک سب چیزیں جاری ہو جائے احوال ربو یہ کہ اسواسطے کہ یہاں نصیب فاشا ہو یا بیاج مالک
کی تعمیر ثابت کرتی ہے ہوا مالک عین میں بلا نقصان غاصب اور لیسیر عین میں یا قیمت کے ساتھ ہوا اسطے کہ نصیب نقصان سے بڑھ کر ہو کہ اس سے
بیاج ثابت ہوتا ہو ورنہ تعلیم جواب حادثہ وہی نصبت بیافضہ فقہہ ہو نہ بالانہرب فزالی ہو یا غیر مالک میں نصیب نہ ہو نہ اور اخذ بلا لیسیر لاکھ مالک
اور اس سے یعنی اویون ربو یا اسکے قول سے معلوم ہوتا ہو جواب ایک حادثہ کا وہ حادثہ یہ ہو کہ غاصب ہوئی چاندی کی چوڑی پہننے کے واسطے جو اس کے
لمع غاصب کے پاس آئی ہو گیا تو مالک اسکا مختار ہو چوڑی قطع دار کے نقصان لینے میں یا چوڑی لینے میں بلا اخذ نقصان ہوا اسطے کہ قطع کاری مانع
ستہک ہوم اور اسواسطے کہ بیاج لازم آتا ہو کہ انی اطعمای و لو کان مکان الغصب شرابہ و زہا فاضلہ فلا رد لیسیر ہوا و لا رجوع بالنقصان لایوم الیابدانہ
نقص من صرح بقالہ شیخنا اور اگر جواب غصب چوڑی کی خریداری ہوئی اسکے برابر وزن چاندی سے پھر قطع اسکا زائل ہو گیا تو رد صرح جائز نہیں ہے بلکہ
عیب وار کرنے کے یعنی شتری کے پاس عیب حادث ہو گیا اور وہ منع رہو اور عیب قدیم کے نقصان کا رجوع جائز نہیں ہے بلکہ لازم ہونے بیاج کے
توضیف جان اس جواب کو اسواسطے کہ اگر فقہائے اسکی تصریح کی ہو یہ کہا ہو ہمارے استاد یعنی خیر الدین رٹلی نے من بنی او غرس فی ارض غیرہ
بنیادہ اہر بالقطع والرد لوقیمہ الساجۃ اگر کما مراد بنی عمارت بنائی یا دخت لکھا یا غیر کی زمین میں اسکے بلا اون تو اسکو عمارت ڈھانی اور دخت لکھا
کا اور زمین پھیر دینے کا امر کیا جائے اگر قیمت زمین کی زیادہ تر عمارت اور دخت سے چنانچہ غریب مذکور ہو چکا و لکھا مالک ان زمینیں لے قیمت نہاد و غیر
امر قطعہ اسی ستمی قطع و یقوم بدو نہاد مع احدہما مستحق قطع فیہن الفضل ان نقصت الارض یہ اسی بالقطع اور اگر زمین قطع کرنے سے ناسخ ہو جاتی ہو
تو مالک کو جائز نقصان دینا غاصب کو اس دخت اور عمارت کا جسے قطع اور قطع کرنے کا یعنی ستمی قطع کا وہ مامور ہو زمین کی قیمت ٹھہرائی جاوے ورنہ
عمارت اور دخت کے پھر قیمت مقرر کیجاوے ساتھ اس عمارت یا دخت کے ستمی قطع ہو جسقدر زیادہ ہو دونوں قیمتوں میں اتنا غاصب کو ضمانت
ولو رد عمارت لیسیر فان قیمتہ و الخلفہ انصافا و از با عا عتبروا الا فاشا خارج للزراع و علیہ لیسیر و اما فی الوقت فجب حصہ ادا لاجرۃ لکل حال فصلین اور
اگر غاصب نے زمین میں زرعیت کی تو عرف اور رواج کا اعتبار ہو گا سو اگر مالک اور زراعت نصف یا چہارم بانٹ لیتے ہوں تو اسی رواج کا اعتبار
ہو گا اور اگر بیانی کا رواج نہ ہو تو غلہ فراہم کا ہو اور اس پر زمین کی اجرت مثل واجب ہوگی اور زمین وقف کی زرعیت غصبی میں تو حصہ بیانی کا یا اجرت زمین
کی ہر حال میں واجب ہوگی کہ انی انصاف میں ہم ہر حال سے ملو یہ کہ ناظر زرعیت باقی رکھنے پر بھی ہو یا اسکے اکھاڑنے کا طالب ہو اور مالک میں تو بلا اجرت
الفاہ زرعیت حصہ یا اجرت واجب نہ ہوگی کہ انی انصاف میں ہو یا قصبتہ لا غیرۃ الا ان بل حقیقۃ الزیادۃ و نقصان او سولیا فلتہ لیسیر فی مالک
مخیران شامضہ قیمتہ تو بہ بعض و مثل السوین غیر فی المبوط بالقیمۃ التیغیر بالعلی ظلم بقی متلیا و سادہ ہنا شامضہ لقیام القیمۃ مقامہ کہ انی الاختیار و قد متاوتین

چونکہ بدولت اوزن مالک کے تو مالک کا حق اُس سے منقطع ہو گیا اور پھر پڑھنے کے آگے کی قیمت واجب ہو گئی کذا فی شرح الوہاب نیہ رجب دار غیرہ
 لاظهار حقیقۃ فی اہلخانہ اندم شی برکوہ لم یصح لان ضرر الحرفین عام فکان لکل نفع جو ہرہ ایک شخص کے گھر پر چڑھا اس کی بچانے کے
 جو شہر میں واقع ہوئی سو کچھ عمارت منہدم ہو گئی اسکے پڑھنے سے تو اس پر کچھ ضمان نہیں ہوا اسلئے کہ آتش زنی کا ضرر شامل ہر سب کو تو ہر شخص کو
 اسکے دفع کرنے اور بچانے کا حق ہر کذا فی ابوابہ ولا یجوز دخول بیت انسان الا باذنہ الا فی لغزو جائز نہیں آدمی کے گھر میں گھسنا مگر اس کی اجازت سے
 مگر جہادین جائز ہے یعنی جہاد میں غازیوں کو کفار کے گھر میں داخل ہونا جائز ہے و اللہ اعلم و فیما اذا سقط ثوب فی بیت غیرہ و حاجت تو
 اللہ اخذہ اور غیر کے گھر میں بلا اذن مالک داخل ہونا اس صورت میں جائز ہے جبکہ ایک شخص کا کپڑا غیر کے گھر میں گر گیا اور وہ ڈرا کہ اگر میں اس کو خیر
 کرونگا تو وہ اس کو خود دیا رکھے گا حقیر فرما دین فیما نرینا ہو علی تلک الذی ان الارض لکما فذلک بشہدہ و لا تسویہ وان ہباتہ فذلک حقیرہ وان و لقا
 نکل مالک ولا لیکرہ لو الا حقیرہ لان کما فرمایا یہی باقی ارض ہوتی ایک شخص کے اپنے واسطے قبر کھود رکھی سو اس میں دوسرے شخص نے مردہ گاڑا
 تو وہ زمین صورتوں پر اگر وہ زمین قبر کھودنے والے کی ملک ہو تو اس کو مردہ اٹھا کر اُڑا دے زمین کو بلکہ دینا جائز ہے اور اگر زمین مباح ہو تو اس کو قبر کھودنے
 کی قیمت یعنی اجرت مالکی اور اگر وقت کی ہو تو اسی طرح اس کی اجرت ثابت ہوا و یہ کردہ نہیں اگرچہ زمین وقف کشاود ہو سو اسلئے کہ قبر کھودنے والے زمین
 جانتا کہ کس زمین میں مر گیا ہم دلو بجہ میں ہے کہ ایک مرد نے مقبرہ وقف میں قبر کھودی پھر دوسرے نے اس میں دفن کرنے کا ارادہ کیا اگر مکان میں دفن
 ہو تو اول شخص تراحت نہ کرے اور اگر وصعت نہ ہو تو تراحت کرے اور پہلی صورت میں دفن کر لیا تو کمرہ نہیں ایسا کہا ہے فقیر ابو الیثم نے اس واسطے
 کہ جس نے اپنے واسطے قبر کھودی ہو وہ جانتا نہیں کہ کس میں مر گیا کذا فی اہلخانہ و لا یجوز انصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ و لا دلائلہ الا فی مسائل ذلک کو ثقی
 الاشباہ و جائز نہیں تصرف کرنا غیر کے مال پر بدولت اوزن کے اور بدولت اپنی ولایت کے کہ چند مسائل میں تصرف مال غیر جائز ہے جو شاہ میں مذکور ہیں
 ہم بنیہ مسائل مذکورہ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ فرزند کو والد مرعوض کیواسطے یا خرید کر یا بغیر اسکے اذن کے جائز ہے اور اسلئے والد کو فرزند کے واسطے اس کے
 مال سے خرید و بیعت ہے لیکن اگر خریدہ اسے طعام اور دوائے خرید کر یا بدولت اذن کے جائز نہیں ہوا اسلئے کہ محتاج میں اذن باعتبار عداوت کے ثابت ہے و دوسرے مسئلہ
 یہ کہ مومن کو صاحب و رعیت کے والدین پر بدولت اوزن کے صرف کرنا اس مکان میں درست ہے جو ان راسے قاضی کا حامل ہو مگر ان میں اور اس پر ضمان لازم
 دیوگا باعتبار تحسان کے تیسرے مسئلہ یہ کہ ایک ذبیحہ میں مر گیا تو باقی ذبیحوں نے اس کا اسباب بچا اور اس کی ہڈیوں کو کھینچ کر اسکے شے سے کی اور باقی شے اس کے
 داروں کو دیا تو ان پر ضمان نہیں غصب حارہ فقیرا حجتہا فاکال الذب فقیرہ کما فی مایاۃ الوہاب نیہ شہر و غاصب شی کیفیت نص میں غیرہ و لیس کہ فعل یا غیرہ گئی
 ایک شخص نے غصب کی سو اس کا بچہ اسکے پیچھے لگا چلا گیا سو اس کو بھیڑ لیا گیا تو غاصب پر اس کا اذن لازم ہوگا چنانچہ یہی مسئلہ وہبانیہ کی جہت میں یون کو
 ہوا اگر ایک بچہ یا غاصب کیونکر ضمان دیتا ہے غیر غصب کا اور حالانکہ اس کا ایسا فعل نہیں ہے وہ پھر موعا ہے ہم عالمگیری میں ہے کہ غیر کی گدی بلا اجازت مالک
 کے گیا اور بھیڑیا اس کا بچہ لگا گیا یا بچہ چلتا ہو گیا اور اسے مالک کو گدی پھیر دی تو اگر غاصب بچہ کو گدی کے ساتھ مالک لے گیا ہو تو اس پر اذن لازم ہوگا اور اگر
 بچہ پیچھے لگا چلا گیا بدولت اوزن کے یا گھنے کے تو اس پر بچہ کا اذن نہیں شایع وہبانیہ بھی ہی تفصیل نقل کی ہے اور بہت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ گدی کے ساتھ
 بچہ کو بھی وہ مالک لے گیا ہو سو اسلئے وہ اب تعدی شہر و غاصب نہ رہا بلکہ شہر و غاصب ہوا اور اس کے غاصب کو اس میں سے پناہ درست ہے نہیں
 اور کیا دامن نہ رہا غیر شہر یا نہیں ہم سوال اول کا جواب یہ ہے کہ اگر غاصب نے تحویل مکان کی ہو مگر نہ اس کے مکان کو تسلیم ہو تو اس میں سے پناہ اور جہاد
 کرنا کردہ ہے سو اسلئے کہ تحویل سے غصب کا اثر ظاہر ہو گیا اور بلا تحویل شہر اور وضو جائز ہو سو اسلئے کہ زمین سے شخص کو پناہ اور جہاد درست ہے اور دوسرے سوال کا
 جواب یہ ہے کہ ان دامن نہ رہا غیر شہر یا نہیں کذا فی اہلخانہ و لا یجوز دخول بیت انسان الا باذنہ الا فی لغزو جائز نہیں آدمی کے گھر میں گھسنا مگر اس کی اجازت سے

رب الدار پچہ لاسیطل الاعداد ہمارے استاد نے کہا کہ صاحب خانہ کی موت سے اور اسکے بیٹے کی موت سے اعداد یعنی کرایہ کیواسطے عیا ہونا باطل ہو جاتا ہے
 وکونی انفسہ ثم اراد ان یعدہ فان قال بلسانہ وخیبر لہ اس جائز ذکرہ لہ صفت اور اگر ایک شخص نے گھر اپنے واسطے بنایا پھر چاہا کہ اسکو کرایہ کے واسطے عیا
 کرے تو اگر وہ اپنی زبان سے کہے اور لوگوں کو اسکی خبر کرے تو جائز ہوگا مصنف نے اسکو اپنی شرح میں ذکر کیا جو لانی المدللہ لہ صفت عیا ان
 بنا وطل ملک کہیت سکنت احد الشکر کارنی الملک وکونیم کما مرعہ القنیۃ فتنہ مگر اس گھر میں ضمان نہیں جو کرایہ کیواسطے تیار ہوا جبکہ اسیں کسی شخص نے سکونت
 کی اپنی ملکیت کی تاویل اور توجیہ سے چنانچہ وہ گھر میں شرکاء ملک سے کوئی شریک رہا اگرچہ وہ گھر مشترک تھیم کا ہو چنانچہ فقیر قریب مذکور ہو چکا ہے فقہیہ سے
 توجہ دار رہنا ہم شارح نے خبردار کر دیا اس بات پر کہ رویت قدیمہ میں کے قول پڑنی کی اور حالانکہ فتویٰ تائید کے قول پر جو وجہ اجرت میں امامی الوصف
 اذ اسکنہ احد ہما بالنبطہ بلا اذن لزم الاجر لیکن وقف کے مکان میں جبکہ ایک شریک اس میں سکونت کرے غالب ہو کر بدون اذن کے تواجرت لازم ہوگی اگرچہ
 کہیت اگرچہ اذ اسکنہ اکثر من ثلث بان للفرع الا جازۃ فلاشی علیہ بالکونیت کی عقد کی تاویل سے چنانچہ میں کے گھر میں تیسریں یا پھر ظاہر ہو کہ وہ گھر مشترک
 کا ہو درنحالیکہ وہ اجارہ کیواسطے عیا ہو کر تیسریں مذکور ہو چکے ضمان نہیں لہذا لو انما صاحب احدی التاجر لیسعی الاجر لیسعی الا انما صاحب الاجر لیسعی
 لہذا لک اشباہ و قنیۃ باقی رہی یہ بات کہ غاصب کے بیوت ثلثہ مذکورہ سے یعنی وقت اور مال تیس اور مدللہ لہ صفت سے ایک گھر اجارہ دیا تو مستاجر اجرت نہیں دے
 ہوگی نہ اجرت مثل اور اجرت مثل غاصب کو لازم ہوگی بلکہ جو غاصب نے اجرت لی ہو وہ مالک کو پھر دے گا کذا فی الاشباہ و قنیۃ و فی التشریح لایزال لہ قنیۃ
 یعنی الاجرۃ کما لو سکن او شرب لایہ میں ہر اور اس میں بطور تلاش کرنی چاہیے کہ صاحب تاویل ملک یا عقد اگر صنعت کو مدلل ہو کر کے کیا اجرت کا خاصہ ہو گا
 چنانچہ سکونت کے حال میں و بخلاف غیر المسلم و غیر ذریعہ باق اعلم بھائی یہذا او اللہ اعلم اسلام اذ می فلا ضمان اور نہ خلاف مسلمان کے شراب اور سو ر کے
 اس طرح پر کہ کافر مسلمان ہوا اور شراب اور سو ر اس کی ملک میں باقی رہے جبکہ دونوں مسلمان یا ذمی ملک کر ڈالے تو ضمان نہیں یعنی ہوا اسکے کہ مسلمان کے حق
 میں شراب اور سو ر مال مقوم نہیں و ضمن المسلم قیہا لان الخمرنی حقنا قیہ حکما لوکان ذمی او مسلمان شراب اور سو ر کا تلف کرنے والا دونوں کی قیمت
 کا تاوان دے اگر شراب اور سو ر کافر ذمی کی ملک ہو تو قیمت کا تاوان ہوا سو اسکے کہ شراب ہم مسلمانوں کے حق میں قیمت والی چیز ہے باعتبار حکم شرع کے ہم
 ضمان ہوا اسکے لازم ہو کہ ذمیوں کے حق میں شراب اور سو ر مال مقوم ہو اور اگرچہ شراب منی چیز ہے قیمت والی لیکن چونکہ مسلم اسکی ملک اور ملک سے منع
 ہو لہذا اسکی قیمت مسلم پر واجب ہوئی و لیسعی غیر الامام او ماورہ بری ذلک مقوۃ فلا یضمن ولا لکن خلاف محمد بنی ضمان اسوقت واجب ہوگا جبکہ تلف کر لیا
 یا دشاہ یا اسکا ماورہ ہو جو اتلاف کو تفریج یا نہ ہو اب ضمان نہ ہوگا اور نہ شراب کی شک کے تلف کرنے کا برخلاف محمد کے کذا فی لہتمی ہم نبی اگر بایہ شکل
 یا اسکا ماورہ شراب اور سو ر کے انہا ربیع پر انکو تلف کر ڈالے باعتبار تفریج کے تو اسپر ضمان نہیں مگر انہا ربیع پر کہ ذمی نے دالا اسلام میں محمد و تفریج کی
 علامتہ کی تو اسکو منع کیا جائیگا پھر اگر کوئی شخص شراب بہاد سے یا تفریج کو قتل کرے تو اسپر ضمان ہو لیکن اگر امام یہ کرے تفریج جانکر تو اسپر تاوان نہیں شک
 کا نہ شراب کا نہ سو ر کا ولا ضمان فی ہیتہ دوم ہلا اور مردار و خون کے تلف کرنے میں ہلا تاوان نہیں خواہ مسلم کے ہوں یا ذمی کے سو اسکے کہ کسی اہل میں کے
 نزدیک یہ چیزیں مال نہیں بخلاف مالو اشتراک اسی لہذا لیسعی الذی و شر بہا فلا ضمان ولا لکن لانه فعلہ بلسیطل باقہ بخلاف عصبہا جہتی بخلاف ہما
 مسئلہ کے اگر شراب ذمی سے خرید کی اور پی تو نہ اسپر ضمان ہو نہ ثمن ہوا اسکے کہ مشتری نے یہ فعل اس کے باق کے سلسلہ کرنے سے کیا بخلاف شراب کے غصب
 کرنے کے کہ اس میں لیسیطل مالک نہیں لہذا اسپر ضمان ہو کذا فی لہتمی و فیہ تلف ذمی خرمی ثم سلما او احد ہما لاشی علیہ لانی ردایہ علیہ قیۃ الخمر و جہتی میں ہر کہ ذمی
 دوسرے ذمی کی شراب تلف کی پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک تو تلف کرے دوسرے پر کچھ تاوان نہیں مگر ایک رویت میں اسپر تاوان مذکور ہے و جہتی
 خمر مسلم غلاما بالاقیمۃ لہ کمنۃ او لیسیر لاقیمۃ لہ اوتیس او غصب چلہ قنیۃ قد لیسع بہ بجالا تیرہ کہ شراب قیس اخذ ہما مالک ہو گا شراب مسلمان کی

یا دوسرا مکان میں شفعہ بالافاضہ کی مثال یہ ہو کہ وہ شخص جس کے پاس ایک شریک ہو اور وہ اس کے مال کا ایک حصہ بیچ گیا تو دوسرا شریک اس کا شفعہ جو کہ تاجعیت عمارت سے کذا فی الطحاوی وان لم یکن طریق فی الشغل لانه الحق بالعقار مالہ من حق اقرار و شفعہ ثابت ہو اگرچہ بالافاضہ کی راہ پہنچے واجب مکان میں نہ ہو اس لئے کہ بالافاضہ حق اقرار ہی ہوا ہے کہ اس کے لیے حق ثبات اور قرار ثبات ہی کذا فی الدررہم اگر شریک بالادارہ منزل زمین کی ایک ہی راہ ہو تو اتحقاق شفعہ بسبب طریق کے ہو سکتا ہے کہ وہ شخص شریک کی اتوقی ہو اور اگر کسی دوسری راہ ہو تو اتحقاق شفعہ بسبب اس کی کہ ہر دو درمنزل زمین کی بیچ ہوئی اور منزل بالاندرم ہو تو بقیاس قول ابو یوسف شفعہ نہیں اور بقیاس قول محمد شفعہ ہر دو درمنزل زمین کی ایک شخص کی ہر دو درمنزل بالادوسرہ شفعہ شخص کی اور دونوں کے پاس گھر ہو تو ہر دو زمین دونوں کا شفعہ ہو کذا فی الطحاوی واما ما یزعم بہ ابن کمال فی اول باب ہا ہی زمین ان البناؤ اذ بیع مع حق اقرار فحق بالعقار فوہ شیخا الریاضی اذ ہما تبا للبرزانیہ وغیرہ فلیحفظ اور وہ جو ابن کمال نے اس باب کے اول میں جبکہ اندر شفعہ ہر دو ایک زمین کے لیے بیچ جائے عمارت مع قرابے ساتھ تو عمارت مع حق اقرار ہی تو اس میں شفعہ ثابت ہو سکتا ہے کہ کلام کو ہر سے استاذ خیر الدین رالی نے رد کیا ہر دو فروقی دیا ہو عدم شفعہ کا ہر از یہ وغیرہ کا تابع ہو کر تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم عمارت مع حق اقرار کی مثال یہ ہے کہ زمین وقف میں عمارت بنائی گئی اور بقا عمارت واقعہ یا شترلی سے شرط کر لیا تو اگر عمارت نہ کورہ کی بیچ ہو تو ابن کمال اور فروقی ابواسود کے نزدیک اس میں شفعہ ثابت ہو لیکن درالمتقی اور ہر از یہ اور سرحدیہ اور زنیہ اور قنیہ میں عدم شفعہ صحیح ہے ہر صاحب میں یوں ہے کہ ایک مرد کا گھر وقف کی زمین میں تو اس کے واسطے شفعہ نہیں اور اگر وہ شخص اپنی عمارت بیچے تو اس کے واسطے بھی شفعہ نہیں کذا فی الطحاوی مختصر اور کنہا اختصار شفعہ میں حال اتحاد ہر عند وجود ہر دو شریک اور شفعہ کارکن لینا ہو شفعہ کا بانی یا شتری سے وجوب بسبب اور شرط شفعہ کے ہم یعنی جبکہ اتصال ملک شفعہ ہو اور عقد معاوضہ اور بیع عقار ہو وکنہا جواز الطلب عند تحقق السبب ولو بعد شین اور حکم شفعہ جائز ہوتا ہے طلب کا سبب کے ثبوت کے نزدیک اگرچہ جواز طلب ہر دو سال کے بعد ہر دو سالہ سال کے بعد طلب شفعہ ہر وقت جائز ہوگی جبکہ شفعہ غائب ہو اور اس کو بیع کا حال معلوم نہ ہو وہ شفعہ ان الاخذ ہا بمنزلہ شرعاً مستند انقیصت ہا مانیت بالشرکاء کار و بخیار و غیرہ وجوب اور شفعہ کی نسبت یہ ہے کہ ہر دو ہر شفعہ کے لینا ابتداء خرید کے نامزد ہو تو شفعہ سے وہ شفعہ ہوتا ہے جو خریداری سے ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہر دو سبب بخیار و ریت اور بخیار عیب کے تحجب لہ لا علیہ شفعہ واجب ہر یعنی ثابت ہر شفعہ کی منفعت کی ہر دو سبب ہر وقت ہونے کو ہم شارح نے اس قول سے اشارہ کر دیا کہ ہر ان وجوب یعنی ثبوت کے ہر دو وجوب مصطلح فقہاء جس کے ترک سے گناہ لازم آوے تو اگر شفعہ شفعہ طلب نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں بجایہ بیع و فاسد انقطع فیہ حق المالك كما یاتی شفعہ واجب ہر بعد بیع کے اگرچہ پہلی بیع فاسد ہو زمین مالک کا حق منقطع ہو گیا چنانچہ آگے آدیا ہم بیع فاسد میں حق مالک منقطع ہوتا ہے شتری کے وقف کرنے اور زمین رکھنے اور وصیت کرنے سے اور بخیار الشتر یا شفعہ واجب ہوتا ہے بعد بیع کے شتری کے خیار سے یعنی اگر مالک کا خیار ہو یا بانی اور شتری دونوں کا تو شفعہ نہیں و تستقر بالاشہاد فی مجلس اسی طلب الموثقہ اور شفعہ مستقر اور ثابت ہو جاتا ہے گو وہ کرنے سے اس کی مجلس میں یعنی طلب موثقہ کی مجلس میں فلا یصل بعدہ تو شفعہ باطل نہ ہو گا بعد گو کر لینے کے یعنی بعد اشہاد کے اگر تاخیر کر لیا قاضی کے پاس رجوع کرنے سے تو شفعہ باطل نہ ہو گا جو عیب ظاہر نہ ہو سبب منقہ کے ویک ملک بالاختار بالتراضی او بقضاء القاضي عطف علی الاخذ لثبوت ملک الشفعہ مجرد حکم قبل الاخذ کا حررہ و لا خیرہ و او عقار بیع ملک ہو جاتا ہے لینے سے باہم کی رضامندی سے یا ملک ہو تا ہے تراضی کے حکم سے شارح نے کہا قضا قاضی اخذ عطف ہر سبب ثابت ہو سبب ملک شفعہ کے مجرد حکم قاضی سے لینے سے پہلے چنانچہ در زمین لا خیرہ نے اس کو تحریر کیا ہم شارح نے بیان عطف سے خبر دفع کیا یعنی اگر قضا قاضی کا عطف تراضی پر کوئی شخص کا تو مطلب یہ ہو گا کہ ملک شفعہ لینے سے ہوتی ہو خواہ لینا تراضی سے ہو خواہ قاضی کے حکم سے حالانکہ یہ مطلب غلط فقہی لا خیرہ ہی بعد دروس الشفوع لا الملک خلافاً للشافعی شفعہ واجب

کر چکے ہیں تو یاد رکھنا چاہیے لیکن انکا اجارہ مکروہ ہے اور اس کے ہم سطحی تحقیق بیان کرنے کے کتاب الخطر والا بات ہے میں ہم شارح نے کتاب الخطر میں
 اجارہ و سبانیہ اور تار خانہ سے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ سے کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں ہیئت کا کہ اجارہ ایام حج میں اور امام فتویٰ دیتے تھے
 اہل مکہ کیواسطے کہ گھروں کو جا بیوں کیواسطے خالی کر دین بدیل قول حق تعالیٰ سورۃ النواکف فیہ والبادیہ مکہ معظمہ میں مقیم اور سافر برابر ہوا اور
 امام نے اجارہ جائز کیا ہوا یا حج کے سوا میں تو ہی سے کہ است اجارہ کا اختلاف رفع ہو گیا کذا فی الطحاوی یعنی ایام حج میں اجارہ مکروہ
 ہوا وغیرہ میں اجارہ صحیح ہو فیہا صحیح الطہار من کل الشرائع لیکن اسکا جو حکم ہو کہ مکمل الشرائع لیکن اسکا جو حکم ہو کہ مکمل الشرائع لیکن اسکا جو حکم ہو کہ مکمل الشرائع
 کذا شفعہ کا مشتری کے وکیل سے اپنے موکل کو تسلیم کر دی ہو اور اگر تسلیم کر دی ہو تو طلب شفعہ وکیل سے صحیح نہیں تو وہ ہی شفعہ اس سے
 باطل ہے یہی قول فقہاء ہے مصنف اور شارح کا کلام اسکا جو حکم ہو کہ مکمل الشرائع لیکن اسکا جو حکم ہو کہ مکمل الشرائع لیکن اسکا جو حکم ہو کہ مکمل الشرائع
 ہو حالانکہ دروغ و غریب یوں ہو کہ وکیل مشتری سے شفعہ کا جہتیک موکل کو تسلیم نہ کرے اور تسلیم کر کے بعد تو موکل خصم پر ہوتا ہے تو اس میں طحاوی شفعہ مذکور نہیں اور
 اس طرح زبانی میں مذکور نہیں کذا فی الطحاوی لکن اس طرح سے ترجمہ میں کتاب مذکورہ کی رعایت کی ولا شفعہ فی الوقت ولا نازل ولا بجا رہ شرح صحیح و
 خانیہ خلافاً للزمانیۃ والبرزخیۃ لاسانۃ قالہ مصنف اور شفعہ نہیں حج وقت میں اور وقت کیواسطے شفعہ کذا فی النوازل اور نہ وقت کے جو اہل شفعہ ہیں
 کذا فی شرح الجہنم و خانیہ برفلا ف خلاصہ اور نواز یہ کے اور شاید کہ لاسانۃ جو خلاصہ اور نواز یہ میں ایسا کہا کہ مصنف نے شرح میں حج وقت میں اسکا شفعہ
 نہیں کہ اسکی بیع جائز نہیں اور اگر کوئی گھر یا مکان وقت کے قریب بیع ہو تو اسکا وقت کرنے والا بطریق شفعہ نہیں لے سکتا اور نہ متولی اور نہ متوفی علیہ
 و قولہ لا ولا بجا رہ کا ایک ہی مطلب ہے تو شارح کو تفسیر لا بجا رہ پر بہتر تھا چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں ایسا ہی کیا کہ مصنف نے خلاصہ اور نواز یہ کی رو سے است
 نقل کی دکن شفعہ شفعہ بجا رہ الوقت تو شاید اصل عبارت یوں ہوگی ولا ثبتت الشفعۃ بجا رہ الوقت کذا فی الطحاوی تصحیف وقتہ وحمل شیخنا الرطبی الاول علی
 الاذنیہ والسانی علی اندہ شفعہ اور بیع فنی الشفعۃ یعنی علی حقہ ایچ اتھی میں کہتا ہوں اور ہمارے استا و خیر الدین رطبی نے قول اول یعنی عدم
 شفعہ بجا رہ وقت کو محمول کیا کہ شفعہ لینے پر سبب وقت کے یعنی اگر بجا رہ وقت میں کوئی گھر کہتا ہو تو وقت اور متولی کو اسکا حق شفعہ کے سبب جائز نہیں
 اور قول ثانی یعنی ثبوت شفعہ کو جو خلاصہ اور نواز یہ میں مذکور ہو محمول کیا کہ وقت کے خریدنے پر سبب وقت کے سبب کہ اس وقت کی بیع ہو تو حق میں
 ہو کہ حق شفعہ یعنی ہر صحت بیع پر نہتی کلام ہم یعنی اگر شرعاً کسی وقت کی بیع جائز ہو اور جو بیع ہو وہ تو اس کے بجا رہ کے وقت کے متولی کو اسکا خرید کرنا بھی
 درست ہے کذا فی الطحاوی لکن ما وہ ان بالایک من الوقت بحال لا شفعہ فیہ وما یملک بحال ففیہ شفعہ تو رطبی کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ جو وقت کے ملک نہ
 ہو سکتا ہو کسی حال میں تو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقت کے ملک ہو سکتا ہو کسی حالت میں تو اس میں شفعہ ہے ہم ملک ہونے وقت کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص
 نے وقت کیا دو فرزندوں پر بالناصفہ اور ہر شخص کو اپنے حصہ کے اعتبار سے ایسا ہی ہے فقہار کیا سوا ایک نے اپنا حصہ ہر شخص کے شرط کے بیع کیا پھر دوسرے نے
 اسی طرح اپنا حصہ بجا تو مشتری اول کو حق شفعہ حصہ ثانی کا لینا جائز ہے کذا فی الطحاوی و اما اذا بیع بجا رہ وکان بعض المبیع ملکاً و بعضہ وقتاً و بیع المبیع
 فلا شفعہ لا وقت واللہ اعلم اور جبکہ بجا رہ وقت میں کوئی چیز بیع ہو یا بعض مبیع ملک ہو اور بعض وقت ہو تو وقت کیواسطے شفعہ نہیں واللہ اعلم

ترجمہ اردو درختہ جلد چہارم

باب طلب الشفعۃ

باب طلب الشفعۃ

یہ باب ہر شفعہ طلب کرنے کے مسائل میں ہے چونکہ ثبوت شفعہ طلب پر متوفی ہر انداز کا بیان اور اسکی کیفیت اور تقسیم کا بیان شروع کیا و طحاوی شفعہ فی مجلس
 علم میں مشتری اور مولیٰ اور عدل اور غیرہا لیس اور شفعہ طلب کر کے شفعہ بیع دریافت ہوئی مجلس میں خواہ علم بیع مشتری سے ہو یا اس کے فرستادہ سے یا کسی
 اور ایک مشتری شخص کے کہنے سے یا بعد و کثیر خبر دینے سے والی ہر مجلس کا لیمۃ ہوا اصح دروغاۃ السنون خلافاً لما فی جہا الفقہاء و علی الفور و علی الفور و علی الفور

مجلس علم میں طلب لازم ہے اگرچہ مجلس دراز ہو عورت بخیرہ کی مانند یہی قول صحیح ہے کہ فی الدار راہی قول پر چون نقد شامل میں نہ ہوتا
روایت جو ہر وقت کی کہ طلب علی اور لازم اور علی اور پر فتویٰ ہو مطلقا وہی کہے گا جبکہ روایت علی اور پر فتویٰ ہو تو غنا الفت کی کیا وجہ ہو اور
اسی روایت پر شخص جو کو اہل کام نہ لے کہ جب بیع سلام کرے مشتری پر تو شفعہ باطل ہو گیا یعنی اس وقت کہ طلب پر اسے سلام کو مقدم کیا کہ طلب
بہ علم ہی قرار دیا جب تک اور زبانی میں ہو اور اگر شفعہ کو سب سے پہلے خط کے پہنچا تو اور شفعہ اول یا وسط خط میں لکھا تھا سو اسے تمام خط پڑھا تو
شفعہ باطل ہو گیا یعنی سبب تاخیر طلب کے بشرطیکہ علم مشتری اور میں ہو گیا ہو اس وقت کہ سکوت اس وقت رضا ہو تا ہے جبکہ مشتری اور میں علم ہو تا ہے
مافی الخطا وہی بالقرائن طلبہا کہ طلبتہ شفعہ دیکھو کہ انہا او طلبہا ایسے شفعہ طلب کرے جس سے طلب شفعہ بھی جائز ہے چنانچہ
یون کہنا کہ میں نے شفعہ طلب کیا اور انداز کے چنانچہ یون کہنا کہ میں شفعہ کا طلب ہوں یا میں اسکو طلب کرتا ہوں اور یہی طلب الیہ الیہ کی
المبادرۃ اور علم بیع کے بعد طلب کرنے کے کہ طلب ہی ہے یعنی طلب بیاورت کہتے ہیں ہم موثقت و غنا علت ہو تو بے ہمتی جرح میں سے اور وہ ہمارے
ہو مصلحت سے اس وقت کہ جو اچھل کو کر چلتا ہو وہ زمین کو بھری اور شتابی سے قطع کرتا ہو والا شہادۃ فیہ لیس لازم بل لیس فائدہ ہو اور طلب شہادت
میں گواہ کرنا لازم نہیں بلکہ آئین شہادۃ و خوف انکار کے دفع کرنے کی واسطے ہم گواہ کرنا اس وقت میں لازم نہیں جبکہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں وہ
الا گواہ کرنا متعین اور لازم ہے کہ فی آخر خلاصہ یہ کہ اگر اس وقت گواہ ہوں تو انکو اپنے طلب کرنے کا گواہ کرے اور اگر کوئی وہاں نہ ہو تو اپنی زبان
سے طلب شفعہ کرے فائدہ طلب کا یہ ہوتا اسکا حق عنان ساقط نہ ہو جاوے اور اگر مشتری طلب ہو شہادۃ کا منکر ہو تو شفعہ کو قسم کھانا ممکن ہے اگر حال قسم
کھلاو و قسم شہادۃ علی البائع و القمار فی یدہ او علی مشتری وان لم یکن ذائد لہ مال کا و عند القمار بخر شفعہ گواہ کرے بانی پر اگر قمار بیع اس کے
قبضہ میں ہو یا مشتری پر گواہ کرے اگرچہ وہ قابض نہ ہو اس وقت کہ وہ مالک ہو سکا گواہ کرے عمار کے نزدیک بقول مشتری فلان ہذا الدار
انا شفعہا و قد کتبہا لہ و شفعہ و طلبہا الا ان فاشہد و علیہ و ہو طلب شہادۃ و یہی طلب تقریر تو شفعہ یون کہے کہ فلان نے یہ گھر خرید کیا
اور میں اسکا شفعہ ہوں اور قریب میں مجلس علم میں شفعہ طلب کر چکا ہوں اور اب میں اسکو طلب کرتا ہوں سو تم گواہ رہو اس پر اور یہ طلب شہادۃ ہو اور اسکو
طلب تقریر بھی کہتے ہیں ہم اسکو طلب استحقاق بھی بولتے ہیں اور بعض طلب اول کو طلب استحقاق کہتے ہیں و ہذا اطلب لا بد شہادۃ حتی تو ممکن ہو کہ کچھ
اور بول و شہادۃ بطلت شفعۃ او طلبہا فی ضرورت تو اگر شفعہ فادہ ہو اس پر اگرچہ جو اس وقت خط لکھنے یا رسول بھیجے کہ ہو اور باوجود اس کے گواہ نہ کرے تو اسکا
باطل ہو گا وان لم یکن شہادۃ لہ ابطال اور اگر شہادۃ پر فادہ نہ ہو تو شفعہ باطل نہ ہو گا ہم نسخ انفا میں وغیرہ سے ہو کہ اگر شفعہ راہ میں ہو اور بعد علم بیع طلب شہادۃ
کرے اور طلب شہادۃ عاجز ہو کر کے نزدیک یا صاحب یر کے نزدیک تو اس پر دلیل مقرر کرے اگر پاس سے پھر اگر نہ پاس سے تو قاضی یا صاحب یر بھی نہ ہو سکے تو
تو اسکا شفعہ قائم ہے بجز جب اسے طلب کرے اور اگر باوجود قدرت کچھ نہ کر گیا تو شفعہ باطل ہو گا و لو شفعہ فی طلب الموثبہ عندہ ہو لا رکفہ و قام مقام الطلبین اور
اگر شفعہ نے طلب اول یعنی طلب موثبہ میں کسی کے پاس ان تینوں میں سے یعنی گھر یا بیع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اسکو طلب ثانی سے یہ کفایت کرتا ہو اور
وہ طلب قائم مقام دو طلب کے ہوتی شہادۃ پرین اطلبین اطلبین فاض بقول مشتری فلان کرکذا و انا شفعہا لہ کرکذا لیس کمال السبب الکانی الملتحق بطلب الشریک
فی نفس البیع پھر ان دونوں طلب کے بعد قاضی کے پاس طلب کرے تو شفعہ یون کہے کہ فلان نے شخص نے اپنی جوی خریدی ہے اور میں اسکا شفعہ ہوں سبب فلان کے گھر
کے جو میرا ملک ہے شرح نے کہا اگر مصنف یون کہتا کہ میں شفعہ ہوں فلان کے سبب سبب شرکت یا جو اس کے مبطر حلفی میں ہو تو شریک نفس بیع کو بھی شامل ہوتا
ہم مصنف کی تعبیر میں حق بیع کا شفعہ شامل ہے نہ شرکت نفس بیع کا اور حلفی کی تعبیر میں دونوں شامل ہیں مگر تسلیم الدار الی ہذا قبضہا مشتری و طلبہا و
لا یؤتف علیہ سو جناب قاضی صاحب حکم کیجیے اسکو کہ گھر کا جو اسے شرح نے کہا یہ اس صورت میں ہو جبکہ گھر کو مشتری قبض کو چھوے اور حالانکہ طلب خصوصیت

فقد اشتری برقوق نہیں ہو سکی طلب ملک ایک خصوصیت اور اس طلب ثالث کو طلب تنلیک اور طلب خصوصیت کہتے ہیں و تاخیر و مطلقاً انہما
بغیر شہر او اکثر لا تطل الشفیع حتی یستطاعا باسانہ بہ یشتی و ہذا ظاہر لہذا سبب قبل لفظی مقبول محمد ان آخرہ شہر بلا غدر لطلات کذا فی الملتقی یعنی دفعاً للضرر
تاما دفعہ برقعہ للفاضل لیا مہرہ بالاخذ او الشک اور طلب ثالث کی تاخیر کرنے سے ہر طرح خواہ تاخیر غدر سے ہو یا بلا غدر ایک مہینے کی تاخیر ہو یا زیادہ دفعہ
باطل نہیں ہوتا جب تک شفیع اسکو اپنی زبان سے ساقط کر دے اسی قول کا فتویٰ ہر ادبی ظاہر مذہب ہر اور قول ضعیف یہ کہ فتویٰ محمد کے قول پر
یعنی اگر طلب ثالث کو ایک مہینہ تاخیر کر لیا بدون غدر کے تو دفعہ باطل ہو جائیگا کذا فی الملتقی یعنی محمد کے قول پر فتویٰ دفع ضرر مشتری کے واسطے ہو
ہم جواب میں کہتے ہیں اس دلیل کے کہ دفع ضرر مشتری کی نالاش سے ممکن ہو تا قاضی شفیع کو حکم کرے لینے کا یا چھوڑنے کا ہم سابقہ مذکور ہو چکا کہ طلب ہر
ذہب پر فتویٰ ہو اور غیر ظاہر بھی فتویٰ ہو تو ظاہر و ادیانہ مقدم کہ کذا فی الملتقی وی او اذا طلب الشفیع سال الفاضل شخص ان مالکیتہ الشفیع لہما
یشیع ہر جبکہ شفیع طلب خصوصیت کرے تو قاضی ہم لفظی مشتری یا بائع سے سوال کرے شفیع کے مالک ہونے سے اس چیز کا کہ جسکی ملکیت کے متعلق وہ دفعہ
کا دعویٰ کرے ہم زبانی نے کہا ملکیت شفیع کا سوال کرنا ہر طلب شفیع کے غیر مناسب ہر بلکہ قاضی مدعی سے اول سوال کہے قبل سے اعلیٰ کے کہ کون شہر و کون محل میں
ہر اور اسکی حدیں کیا ہیں اور اسطے کہنے حق کا دعویٰ کیا تو وہ معلوم ہوتا ہے ہوا اسطے کہ دعویٰ قبول ہو نہیں پھر جب وہ بیان کرے تو سوال کرے کہ مشتری
گھر کا تابع ہے یا نہیں ہوا اسطے کہ باقبض مشتری پر دعویٰ صحیح نہیں جب تک بائع حاضر نہ ہو پھر جب اسکو بیان کرے کہ دفعہ کے سبب اور اس کے حدود سے
سوال کرے ہوا اسطے کہ لوگ ہمیں مختلف ہوتے ہیں شاید کہ وہ سبب غیر حاصل کے سبب سے دعویٰ کرنا ہو یا وہ انھیں کے سبب سے محبوب ہو پھر جب سبب
صالح کا بیان کرے اور محبوب نہ تو اس سے سوال کرے کہ تم کو علم کچھ ہے ہوا اور ٹوٹنے کیا کیا تھا جب تمنا تھا اسی کے کہ دفعہ باطل ہو جاتا ہر طول زمانہ اور
اعراض یعنی طلب اول اور طلب ثانی کے ترک کرنے سے تو اسکا بھی ظاہر ہونا ضروری ہو پھر جب اسکو بیان کرے کہ طلب تقریر سے سوال کرے کہ کون ماری اور اس کے
پاس شہاد و واقع ہوا اور جس کے پاس شہاد و واقع ہوا وہ اقرب تھا اپنے غیر سے یا نہیں پھر جبکہ شفیع سبب کچھ بیان کرے اور کسی شرط کو اسے فوت نہ ہونے دیا
تو دعویٰ اسکا پورا اور کامل ہو گا تا اب مدعی علیہ کی طرف قاضی توجہ ہوا اور اس گھر کا سوال کرے جسکے سبب سے دفعہ چاہتا ہر کذا فی الملتقی فان
اقرب ہا اسی ملکیتہ بالشفیع او کل عن بکلت علی العلم او برہن الشفیع انما ملکہ سالہ عن اشہار بل اشتریت ہم لا سوا اگر مشتری اسکا اقرار کرے یعنی اس
گھر کی ملکیت کا جسکے سبب سے دفعہ چاہتا ہر یا انکار کرے قسم کھائے سے اپنی دست پر یا شفیع گواہ گدرا نے کہ وہ گھر اسکا ملوک ہر تو قاضی خریدار سے سوال
کرے کیا تو نے اسکو خرید کیا ہر یا نہیں ہم مصنف کو مناسب تھا کہ نکول کو گواہوں کے بعد مذکور کرنا ہوا اسطے کہ نکول آقا مست بران سے عاجز ہو نہ سکیا
ہوتا ہر فان اقرب او کل عن نہیں علی الحال فی شفقہ خلیطہ او علی السبب فی شفقہ او بخلاف نشانی کہ ماری کتاب الدعوی اور برہن الشفیع قضی لم
ہا پھر اگر مشتری خرید کا اقرار کرے یا انکار کرے قسم کھائے سے حاصل شفقہ خلیطہ میں یا ہم کھائے سے سبب پر دفعہ جو برہن سبب خلاف ہونے شافی کے
چنانچہ کتاب الدعوی میں مذکور ہو چکا یا شفیع گواہ لاوے اسکی خرید پر تو قاضی شفیع کیواسطے ثبوت دفعہ کا حکم کر دے ہم امام شافعی شفقہ خلیطہ کے قائل ہیں شفیع
جو کہ لو اگر شفقہ خلیطہ کا دعویٰ ہو تو مشتری حاصل قسم کھائے اسطے کہ والدہ شفیع میرے اور شفیع شفقہ نہیں ہر اور دفعہ جو برہن سبب دفعہ قسم کھائے کہ دائرہ
میں نے یہ گھر خرید نہیں کیا ہذا ذالم نیکر مشتری طلب الشفیع انفقہ فان انکارا لفظی لہ ہمینہ ابن کمال یعنی شفیع کے واسطے دفعہ کا حکم کرنا خرید کے اقرار کے بعد
اس وقت ہر جبکہ مشتری نے شفیع کے دفعہ طلب کر لیا انکار کیا ہو اور وہ منکر ہو اسکی طلب دفعہ کا تو مشتری کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہو گا کذا ذکرہ ابن
کمال ان لم یحضر الثمن وقت الدعوی قاضی بعد اقرار خرید دفعہ شفیع کا حکم کر دے اگرچہ شفیع نے دعویٰ کی وقت ثمن حاضر نہ کر دیا ہو یعنی ہوا اسطے کہ حضور
ثمن قبل تضاد جب نہیں و اذا قضی الزمہ حضارہ و مشتری جس لہ ارب قبض نہ اور جبکہ قاضی ثبوت دفعہ کا حکم کرے تو شفیع کو حاضر کرنا ثمن کا لازم

ہو گا اور مشتری کو کھر کا روک رکھنا من لینے کی واسطے درست ہو فلو قبل الشفعہ ای بعد انقضاء واما قبله فبطل عندہم انما کہ ذکرہ اگر
 او مشتری فخر قبل شفعہ پھر اگر شفعہ سے کہا گیا کہ من ادکر سوائے تاخیر کی اور اسے من بین تو اسکا شفعہ باطل نہ ہو گا بعد حکم قاضی کے او قبل
 از حکم او شفعہ باطل ہو گا تاخیر سے محض کے نزدیک اس کے ہونے کے سبب سے کہ ذکرہ ازلی وخصم لشفیع مشتری مطلقا والبیاع قبل التسليم
 الاول بیکہ واثانی بیدہ ابن کمال اور شفعہ کا خصم مشتری ہر طرح خواہ فالض ہو یا نہ ہو اور باقی خصم قبل از تسلیم کے اول یعنی مشتری خصم ہر سبب اس کے
 مالک ہو چکے اور ثانی یعنی باقی خصم ہر سبب قبض سے کہ ذکرہ ابن کمال وکن لا تمنع المصلحة علیہ حتی یخیر مشتری لازم المالك ولكن گواہ نہ ہو چکے
 باقی ہر سبب مشتری حاضر ہو ہو اس کے مالک تو مشتری ہر طرح جھوٹورہ وکلم مشتری لازم حضور البائع زوال الملك والید عنہ ابن کمال اور بیع
 شفعہ کی جگہ باقی کے سامنے اور اگر باقی نے بیع مشتری کو تسلیم کر دی ہو تو باقی کا حاضر ہونا بیع کے وقت لازم نہیں ہے سبب زائل ہو جائے اس کی ملک اور قبض
 کے ذکرہ ابن کمال و قبض القاضی بالشفعة و المهدۃ لزمان اشمن عنہا لا استحقاق علی البائع قبل تسلیم البیع الی مشتری و المهدۃ علی مشتری
 لو بعدہ لما مراد قاضی شفعہ کا حکم کہے اور حالانکہ من کے تاوان کا عہدہ اتفاق کے نزدیک باقی پر تو قبل تسلیم کر کے بیع کے مشتری کی طرف اور عہدہ
 ضمان مشتری پر تو اگر بعد تسلیم کے اتفاق ثابت ہو جائے گزشتہ یعنی ہو اس کے تسلیم کے بعد باقی سے اس کی ملک اور قبض و لون زائل ہو گئے تو وہ چھٹی ہو گیا
 لاشفعہ خیال الرویہ و العیب وان شرط مشتری الیہ شرط منہ دون خیال شرط والا جمل اختیار شفعہ کی واسطے خیال رویت اور خیال عیب ثابت ہر اگر مشتری
 نے برات عیب کی شرط کر لی ہو نہ خیال شرط اور نہ کذا فی الاختیار یعنی خیال شرط شفعہ کی واسطے ثابت نہیں اگر مشتری کی واسطے خیال شرط ہو اور من کی
 ریت بھی نہیں اگر مشتری کا من ہو جمل ہو و فی الاستیجاب لشفعة بیع فی کل الاحکام الاضمان لغیرہ و لخبیر اور شاہدین ہر اگر شفعہ بیع ہر سبب احکام میں فریب کے
 تاوان کے سوا جبر کے سبب سے ہم صورت اس کی یہ ہر کہ شفعہ نے زمین لی سبب شفعہ کے پھر زمین عمارت بنائی یا زحمت لگائے پھر وہ زمین غیر کی ملک بنی
 سو مالک سختی نے ازالہ عمارت اور زحمت کا چاہا سوائے دیسا ہی کیا تو شفعہ من پھر بیع مشتری سے ہو اس کے کاب ظاہر ہو کہ اگر مشتری کو ایسا ہو کہ ہر گاہ
 تو باقی سے وہ نقصان پھر لگایا ہو اس کے باقی نے اس کو دھوکا دیا اور شفعہ کو مشتری کی جانب سے تو دھوکا نہیں ہوا اس واسطے کہ شفعہ نے تو مشتری سے
 زبردستی شفعہ لیا کذا فی اللطفا دی وان خلت شفعہ و مشتری فی ثمن والدایر مقبوضۃ و ثمن منقوض و صدق مشتری بینه لانه منکر ولا یحایا
 اور اگر شفعہ اور مشتری من میں اختلاف کریں اور حالانکہ گھر مشتری کا مقبوض ہو اور من باقی کو نقد مل گیا ہو تو مشتری کے قول مع قسم کی تصدیق ہوگی ہو اس
 کہ وہ منکر ہو و جب تسلیم بیع کا من اول سے اور دونوں قسم نہ کھا ونگے ہم اس کے کہ اختلاف و بان ہوتا ہو جبکہ انکار دونوں جانب سے ہو اور دعوی بھی
 طرفین سے ہو اور یہاں مشتری شفعہ پر کچھ دعوی نہیں کرتا کذا فی ازلی وخصم و ان ہر ہنا فاشفعہ الحق لان بینہ ملازمۃ اور اگر شفعہ اور مشتری
 دونوں گواہ لاوین اپنے قول پر تو شفعہ کے گواہ مقدم ہیں اس واسطے کہ شفعہ کے گواہ ملازم ہیں مشتری کے گواہ شفعہ کے ملازم ہیں اس واسطے
 کہ مشتری کی جانب سے تنہا شفعہ کے اخذ اور ترک میں ادعی مشتری ثمن ادعی باقی اقل منہ بلا قبضہ فالقول لای ای للبايع دعوی کیا
 مشتری نے من کا اور اس کے باقی نے اس سے کثیر کا دعوی کیا بدون اس کے قبض کر کے تو باقی کا قول مقبول ہو گا یعنی شفعہ باقی کے من تباہے پر لگایا
 ومع قبضہ مشتری کا قبض من کے ساتھ مشتری کا قول مقبول ہو گا تو بموجب اس کے شفعہ لگایا و دھوکا دیا قبضہ القول مشتری و قبلہ تعالان اور اگر
 دونوں بالکس کہا یعنی مشتری نے اقل من کا دعوی کیا اور باقی نے کثیر کا تو قبض من کے بعد مشتری کا قول مقبول ہو گا اور قبل قبض کے دونوں پر کھانا
 لازم ہو گا دی کل اعتبار قول صاحبہ اور اگر کسی نے قسم سے انکار کیا تو دوسرے کا قول مقبول ہو گا وان خلاف شفعہ البیع و یاخذ الشفعہ بما قال البائع متقی اور اگر دونوں
 نے قسم کھائی تو بیع منجھ کیا اور شفعہ باقی کے قول کے موافق لگایا کذا فی الملتقی و حط لبعض لظہر فی حق الشفعہ فی اخذ البائع و کذا ہر سبب بعض لا اذا گزشتہ

لے مقرر ہے
 مشتری کا من
 ریت کا رونا

۱۰۰

اسی طرح اسکے قائم مقام کا دنیا و دہشت نہیں اور یہاں قیمت سوا سے کمتر ہے کہ اور چیز کا بہرہ نہیں ہو سکتی کذا فی الطحاوی و طریق معرفۃ قیمتہ
 و انخسری بالرجوع الی ذی اسلم او فاسق تا ب دلو تلف ثبہ فالقول المشتري عنایہ اور طریقہ خبر او خبری کی قیمت کے معرفت کا رجوع کرنا ہے
 اس فی کی طرف جو مسلمان ہو گیا یا اس مسلمان فاسق کی طرف جسے توبہ کی شرا بخواری سے اور اگر فقیع او مشتری خبر او خبری کی قیمت میں
 ہوں تو مشتری کا قول مقبول ہو گا کذا فی الدناہ و یاخذ الشفیع بالثمن فی قیمتہ البناہ والغرس مستحق القلع کما فی الغصب او فقیع شفعہ لے شمس سے
 اور اس عمارت اور درخت کی قیمت سے جو تھوٹی قلعہ پر چنانچہ غصب میں نہ کو یہ چوکا قلعہ و اما لودنہا بالوان کشفیرہ او طلاء اجس کشفیرہ الشفیع بن
 ترکہا او اخذہ او عطار مارا او الصنع فیما لفتقر لفتقہ ولا قیمتہ لفتقہ ثبوت البناہ حادی الزاہدی اور اگر مشتری نے بہت رنگون کا روغن لگایا گھر میں
 یا بہت چوکاری کی آہ میں تو فقیع عمارت کو اس گھر کے چھوڑ دینے میں یا اسکے لینے میں اور ہقد رکے دینے میں جقدر گھر کی قیمت رنگہ آہ میں
 جسے زیادہ ہوگی بسبب تغار ہوئے نقص رنگ کے اور حالانکہ اکثرے رنگ کی قیمت نہیں بخلاف نقص عمارت کہ اسکی قیمت کچھ باقی رہتی ہو کذا فی ہادی
 الزاہدی لوشی مشتری او غرس او کلف الشفیع مشتری قلعہا شفعہ ثمن او قیمت عمارت اور درخت کی دیکرے اگر مشتری نے عمارت بنائی ہو یا درخت
 لگائے ہوں یا کہ شفعہ مشتری کو عمارت کھودنے اور درخت اکھاڑنے کی تکلیف دے الا ان کان فی القلع نقصان الارض فان الشفیع لا ان باخذ باع قیمتہ
 البناہ والغرس معلومہ غیر ثابتہ قستانی کہ جبکہ اکھاڑنے میں زمین کا نقصان ہو تو شفعہ کو جائز ہو اسکا لینا کھودی عمارت او اکھاڑے درخت کی قیمت کے
 کذا فی قستانی وعن الثاني ان شارخند ثمن و قیمتہ البناہ والغرس و ترک وبہ قال الشافعی و مالک قلنا بی فیما لغيره فی حق اتوی و لذلک قد علم علیہ فینقصہ اور
 ابو یوسف سے روایت ہے اگر چاہے شفعہ بپسے ثمن او عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے اسکو چھوڑ دے یعنی قلع عمارت کی تکلیف نہیں دے سکتا ہی
 کہ ہادی نام شافعی اور مالک نے ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ مشتری نے آہ میں عمارت بنائی جس میں غیر مشتری کا قوی حق ہو لہذا وہ مقدم ہو گیا اسکے لینے میں
 مشتری پر تو اسکو نقص عمارت اور درخت میں بھی اختیار ہو گا کما فی نقص الشفیع و جمیع تصرفاتہ اسی مشتری حتی الوقت و المسجد و المقبرة و اہلہ و عیالہ
 و زاہدی جطرح منقوض کو تیار شفعہ مشتری کے سب تصرفات کو بیان تک کہ وقف اور عبادت قبرستان اور مہ کو بھی کذا فی الزلیحی و الزاہدی ہم یعنی اگر مشتری نے
 خرید کے بعد اسکو وقف کر دیا یا مسجد بنائی یا قبرستان کیا یا کسی کو مہ کر دیا تو شفعہ ان سب تصرفات کو منسک کر سکتا ہو طحاوی لے قستانی سے نقل کیا کہ نظم میں کہ
 کہ نقص مسجد و درخت موتی جائز نہیں اور شفعہ شفعہ کا باطل ہو و اللہ اعلم و اما الزرع فلا یقلع شمسنا لان لہ نہایت معلومہ و یہی بالا جہاد و زراعت تونہ اٹھاری جاوے
 ہو اسلے کہ اسکی نہایت معلوم ہو اور اسکا باقی رہنا بعض اجرت کے ہو گا یعنی اگر مشتری نے خرید کے بعد زراعت کی زمین میں تو وہ قائم رہے گی یعنی تک اگر مشتری
 پر اسکی اجرت لازم ہوگی و مرجع الشفیع بالثمن فقط ان اخذ بالشفعة ثمنہ او غرس ثمنہ استحققت ولا يرجع بقیۃ البناہ والغرس علی ہد لانی لیس مغرور بخلاف
 مشتری او شفعہ فقط ثمن کو پھیرے اگر اسنے شفعہ کے سبب سے لیا پھر آہ میں عمارت بنائی یا درخت لگایا پھر وہ زمین غیر مالک کی ملک ہوگی اور عمارت اور
 درخت کی قیمت شفعہ کسی شخص سے نہ لیا ہو اسلے کہ اسکو کسی نے ذریعہ نہیں یا بخلاف مشتری و یاخذ کل الثمن ان خربت الدار و جفت الشجر باصلہ
 و الاصل ان الثمن یقابل الاصل لا الوصف او شفعہ کل ثمن سے لے اگر گھر و درخت و دیوار ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ کلیہ یہ کہ ثمن مقابل
 ہوتا ہو اصل مبیع کے نہ اسکے وصف کے ہم عمارت اور درخت و صف خانہ اور باغ نہیں بلکہ باغ میں تو یوں کہنا بہتر تھا کہ ثمن اصل کے مقابل ہوتا ہو نہ تابع
 کذا فی الطحاوی و ہذا اوالم یحق ثمن من نقصان و حطب اور یہی در صورت ویرانی خانہ اور خشکی باغ کے کل ثمن سے لینا اسوقت کہ جبکہ بنا منقوض یا
 درختوں کی لکڑیوں سے کچھ باقی نہ رہا ہو فلو فی و اخذہ مشتری لانفصالہ من الارض حیث لم یکن تبعا لارض تنقطع حصہ من الثمن ینقسم الثمن علی قیۃ الدار یوم العقد
 علی قیمتہ لنقص یوم الاخذ زلیحی ہو اگر عمارت کا مصالحہ اور لکڑی باقی ہو اگر مشتری نے اسکو لیا بسبب اسکے جہاد ہونے کے زمین سے کیونکہ وہ زمین کا تابع باقی

یہاں قستانی نے
 کہا ہے کہ اگر مشتری
 نے زمین خریدی ہو
 تو وہ زمین اسکی
 ہے نہ اسکی

یہ رہا تو بقدر اس کے حصہ کے ثمن سے ساقط ہو گا تو ثمن با شجاعے گھر کی قیمت پر جو یوم عقد بھی اور مقوض کی قیمت پر جو شفع کے لینے کے دن تک کافی
 از مانی قدرت قلوب ما یخلفہ المشتري کان ہاک بعد انقصا لم یسقط شئ من ثمن لم یجمہ او ہوں التوابع والتوابع لایقابلہا شئ من الثمن بالاخذ بالشفعة
 تجارت لہنقہ الی شفع بقدر ہاک ما دخل تبعا قبل القبض لا یسقط بطلان شئ من ثمن فائدہ فیما بین کہتا ہوں ہو اگر مشتری مصاحہ اور لکڑی کچھ نہ لے اس طرح یہ کہ
 وہ تلف ہو چکا ہونے کے بعد زمین سے تو ثمن میں سے کچھ ساقط نہ ہو گا مشتری کے عدم جس کے سبب سے ہوا سطل کہ مصاحہ اور لکڑی توابع سے ہی
 اور توابع کے مقابلے میں کچھ ثمن نہیں پڑتا اور شفع کے لینے سے سبب شفعہ کے عقد گھوم کر شفع کی طرف ہو گیا تو جو چیز تبعا دخل سے تھی وہ قبل القبض ہاک
 ہو گئی تو اسی صورت میں کچھ ثمن ساقط نہیں ہوتا یہ کہا ہر ہاک ہا ذخیر الدین رطلی نے بخلاف ما اذا تلف بعض الارض لغير حیت یسقط ثمن
 الثمن بحیث لان الذات بعض الارض زلی بخلاف ہا صورت کے جبکہ کچھ زمین تلف ہو گئی بسبب ثوب جانے کے کہ وہاں بقدر اس کے حصہ کے ثمن
 ساقط ہو گا اس واسطے کہ فوت ہونے والا بعض ہو اہل مبیع کا کافی از مانی و یا ذخیر الدین حصہ من ثمن ان نقص المشتري البتہ لانه قصد الاثلاف و
 فی الاول لانه سادۃ و تقسیم الثمن علی قیمت الارض البتہ یوم عقد بخلاف انہ لہم کما یقتضیہ بالجمہ و شفع لے حصہ زمین کے ثمن کے عوض اگر مشتری
 عمارت گھر کی ڈھائی ہو اسلئے کہ اسے تلف کر ڈالنے کا ارادہ کیا اور اول میں اپنی جبکہ خود بخود عمارت ویران ہو گئی آفت آسانی تھی اور ثمن مقوم ہو گا زمین
 اور عمارت کی قیمت پر جو یوم عقد تھی برخلاف اس کے منہدم ہو جانے کے کہ وہاں یوم الاخذ کی قیمت معتبر ہوگی چنانچہ ذکر ہو چکا حصہ مقوض ہوا سطل تھا
 ہو گا کہ مقوض ہاں مقوم ہو جس مشتری کے سبب سے نقصان لاجنبی نقصان اسی مشتری اور جہن شفع کا عمارت توڑنا مشتری کے توڑنے کے اند
 ہر حکم میں یعنی بقدر اس کے حصہ کے ثمن ساقط ہو گا و انقص بالکسر المقوض لہ اسی مشتری و لیس للشفیع اخذہ لروای البغیۃ بانقصا لہ او نقصا کسب اولی ثمن
 لہ مشتری کا ہر اور شفع کو اسکا لینا نہیں چاہیے کیونکہ زمین سے جدا ہونے سے اسکا تابع نہ رہا بخلاف انہ لہم کما یقتضیہ بالجمہ و شفع لے حصہ زمین کے ثمن کے عوض اگر مشتری
 بعد ایشرائی یہ وہ شفع لے اس کے بھلون کو ساتھ تحسان کی وجہ سے اگر مشتری نے زمین اور کچھ کے درخت اور پھل خرید کیے یا کہ پھل ملے خرید کر لے
 مشتری کے قبض میں بسبب قبض ہونے بھلون کے درخت سے دان جذبہ مشتری لیس للشفیع اخذہ لہم اور اگر مشتری نے پھل توڑ لیے تو شفع کو پھل لینے کا
 اختیار نہیں پھل گذشتہ یعنی پھل تابع ہیں نہ پھل اور تابع ہونا انحصار سے زائل ہو گیا او ہاک باقہ مساویۃ و قد شتر انا شتر ما سقطت بحیث من الثمن
 فی الاول اسی شتر انا شتر ما سقطت فی الثانی بعد قبض یا باع تلف ہو گیا آفت آسانی سے اور حالانکہ اسکو مشتری نے اس کے بھلون کے ساتھ
 خرید کیا تھا ساقط ہو گا اسکا حصہ ثمن سے اول میں اپنی جس باغ کو پھل کے ساتھ خرید کیا اور کل ثمن سے شفع لے گا ثانی میں اپنی جہاں پھل پیدا ہوا مشتری کے
 قبض میں بسبب حادث ہونے پھل کے قبض کے یعنی تو مقابل اس کے کچھ ثمن واقع نہ ہو گا نقصان بالشفعة لیس للشفیع لیس لہ شتر کما شفع و سبانیۃ لتحویل لہنقہ
 الیہ بخلاف ما قبل انقصا قاضی نے شفع کے واسطے شفعہ کا حکم کیا تو اسکا چھوڑنا جائز نہیں کذا فی شرح الوہابیۃ بسبب پھر جانے عقد کے شفع کی طرف
 نقصا کے سبب بخلاف اہل قضا کے الطلب فی سبب فاسد وقت انقطاع حق البائع اتفاقا طلب شفعہ کرنا بیع فاسد میں انقطاع حق بانی کے
 وقت ہر بالاتفاق و فی ہتہ بعض شروط و لاشیوع فیما وقت انقطاع اور اس سبب میں جو بعض شروط ہر اور حالانکہ بدین میں شیوع نہیں تھا بعض
 الذلیم کے وقت طلب شفعہ ہر ایک روایت ہر اور دوسری روایت یہ ہر کہ وقت عقد کے طلب شفعہ ہر کذا فی العالگیریۃ و فی بیع فضولی او بخیار بانی وقت
 بیع عند الثانی و وقت الاجارۃ عند الثالث او فضولی کی بیع میں اور بخیار بانی کی بیع میں طلب شفعہ ہر وقت بیع کے ابو یوسف کے نزدیک اور اچھا
 بیع کے وقت ہر عقد کے نزدیک و بخیار شتر وقت بیع اتفاقا مجتہبی اور بخیار شتر کی بیع میں بیع کے وقت طلب شفعہ ہر بالاتفاق کذا فی المجتہبی من
 لم یشفعہ یا کجوا کما لثانی شتر علیہا عند حاکم یہاں یقول لہ لہ عقد و ہو با ان قال لہم عقد فلک حکم لہ ہا و لا یطیر لایکیم ینہ و نزار یہ جو شخص شفعہ

جو اگر کا مقصد نہ ہو چنانچہ شافعی نے سبب مثلاً اور وہ شفعہ طلب کرے اس حکم کے پاس جو شفعہ جو اگر کا مقصد ہو تو حکم اس سے کہے کہ تو شفعہ جو اگر کا مقصد ہو اگر دوسرے کے
 کہ ان میں اسکا اعتقاد رکھتا ہوں تو اس کے واسطے شفعہ کا حکم دے اور اگر وہی دہن کے تو حکم حکم نہ دے ثبوت شفعہ کا کہ ان فی التبت البرزاقیہ ہم یہ ایک قول ہے اقول تلت
 سے اور یہ حوالہ کا قول حسن اقول یہ جو کہ حکم حکم نہ دے کیونکہ دعویٰ اسکا مقصد نہیں اور یہ قول یہ جو کہ حکم حکم دے اس واسطے کہ حکم تو اس کے وجوب کا
 اعتقاد رکھتا ہوں جو دوسری شہدہ کی کہ ان فی التبت شافعہ کے انرا شفعہ یجاب الطلب لکن القاضی لا یرا ما ہو عند شفعہ نے یجاب طلب شفعہ میں تاخیر
 کی ہو اس کے کہ قاضی وقت وجوب شفعہ کا مقصد نہیں تو شفعہ مندرجہ یعنی اس عذر سے تاخیر طلب مطلق شفعہ نہ ہوگی دکنہ الطلب بن القاضی حضارہ فاشفعہ بخلاف
 بہت ہو گا کیا یا اور اس طرح شفعہ تاخیر طلب میں مندرجہ اگر اسے قاضی سے مشتری کا حاضر کرنا طلب کیا سو قاضی نے نہ مانا یا مشتری نے نہ حاضر ہوا کہ ذکر ابو ہریرہ
 بن جابر ہدی کے بہت کے چنانچہ آگے آگے لکھا یعنی اگر ہدی یوم السبت کی تعطیل کے سبب سے یا نصرانی یوم الاحد کی تعطیل سے طلب شفعہ میں تاخیر کر دیا تو مندرجہ
 نہ ہو گا کہ ان فی شرح لمجوسی شری اذنا بامانہ نرفع ترا بھا و بامانہ بامانہ شافعہ اخذنا بحسب ان ہنا لقسیم علی قیۃ الارض یوم التبت فی التبت علی قیۃ التبت
 الذی بامانہ و ہما سو ارا کیا شخص نے زمین خرید کی سو درم کو چھڑا سکی تھی اٹھائی اور سو درم کو چھڑا سکی تھی پھر اس میں کو شفعہ لے لیا سبب شفعہ کے تو شفعہ اسکو ۵۰ درم
 لے لیا اسکو ۵۰ درم کا ثمن یعنی سو درم بانٹا جائے زمین کی اس قیمت پر جو خرید کے دن تھی مٹی لینے سے پہلے اور اس مٹی کی قیمت پر جو اس نے سچ لیا اور
 دونوں تین برابر میں ہم طحاوی نے کہا یہ دلیل ظاہر نہیں مگر جبکہ دونوں کی قیمتیں عند العقد برابر ہوں تو کہہ سکا کہ کانت فاجواب لایفادت و یقال لشری
 اربع مالکیت فیہا فہو ملکک حاوی الزاہدی اور اگر مشتری نے زمین نہ کوڑی سے بھر دی جیسی کہ پہلے تھی تو جواب تفتات نہ ہو گا یعنی شفعہ اسکو بچاؤں ہی
 سے لیکھا اور مشتری سے کہا جاو لگا کہ کمال لے جو اس میں تو بے مٹی بھر دی ہو کہ وہ تو تیری ملک ہو کہ ان فی حاوی الزاہدی و فیہ شری دار الیٰی حصا فلیس للشفیع ان لعل
 اثمن یاخذ بالشفعہ لانہ ملکما بیع فاسد انتہی قلت و یجوز انہ لاشفعہ فیما بیع فاسد ولو لدی القبض لاحتمال الفسخ نعم اذا سقط الفسخ بینا نہ وہ وجبت اور حاوی الزاہدی
 میں ہو کہ گھر خرید کیا کھیت کٹنے کی مدت تک تو شفعہ کو جائز نہیں کہ من محل سے اور گھر کو بوجہ شفعہ لے اس واسطے کہ مشتری گھر کا مالک ہو اگر بیع فاسد کے سبب
 انتہی مافی الحاوی میں کہتا ہوں اور آگے آگے لکھا کہ اس میں شفعہ نہیں جہیں بیع فاسد ہوئی اگر قبض کے بعد ہو احتمال فسخ کے سبب سے ان جبکہ فسخ ساقط ہو جائے
 مشتری کی عمارت بنانے سے اور ماندا اسکے کوئی اور تصرف سے تو شفعہ وجوب کا کافی المسبوط البتہ بشرط العوض انما تثبت لملک للموہوب لہ اذا قبض
 اکل فلو وہب دارا علی عوض الف درہم فقبض احد العوضین دن לאחר فسخ شفعہ فہو باطل حتی اذا قبض العوض الاخر کان لہ ان یاخذ لدار بالشفعہ اور
 بیسویں ہو کہ ہر بشرط عوض میں تو موہوب لہ کی ملک ثابت ہوتی ہے جو وقت کل قبض ہو یعنی دونوں عوضوں پر وہب اور موہوب لہ کا قبضہ ہو جاوے تو اگر گھر ہو گیا
 ہزار درم کی عوض پر پھر ایک عوض پر قبضہ ہو انہ دوسرے عوض پر پھر شفعہ شفعہ سے دست بردار ہو تو وہ باطل ہے میان تک کہ جب دوسرا عوض مقبوض ہو تو شفعہ
 کو اختیار ہو کہ گھر لے شفعہ کے سبب سے واللہ اعلم

باب التبت ہی فیہ اول التبت

یہ باب ہے اسکا جہن شفعہ ثابت ہوتا ہے یا ثابت نہیں ہوتا لالتبت قصداً الانی عقار ملک بعوض خرج التبت ہوا لخرج التبت شفعہ ثابت نہیں ہوتا قصداً کہ
 اس عقار میں جو ملک ہوئی ہو اس عوض کے بدلے جو مال ہو عوض کی قید سے یہہ باعوض خارج ہو گیا اور مال کی قید سے ہر نکل گیا م قصداً کی قید اس واسطے
 لگائی کہ شفعہ غیر قصدی غیر عقار میں بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شجر اور زمین شفعہ ثابت ہوتا ہے گھر کے ساتھ اور سطح شہادہ میں ہر خانہ آسیا کے ساتھ اور سطح
 نہ زمین راضی کے ساتھ وان لم یکن تقسیم خلافاً للشافعی کرجی اسی بیت الریحی نہایت دھما و نہرو نہرویت صغیر لایکن قسماً اگرچہ عقار اور ماندا عقار
 نہ ہو بلکہ شافعی چنانچہ آسیا اور حمام اور کنواں اور نہرو اور ایسا جھوٹا گھر جسکی قیمت ممکن نہ ہو یعنی قیمت کر کے لائق تعلق کے نہ رہے نہایتین ہر

باب التبت ہی فیہ اول التبت

اگر ایسا نہ ہو تو ایسا کہ ساتھ میں یعنی اشیاء مذکورہ میں شفعہ ثابت ہو ہمارے نزدیک دفع ضرر جو ارکی وجہ سے اور امانت نامی کے نزدیک شفعہ نہیں
 دفع ضرر نسبت کی علت سے لائی عرض بالکون بالیس بقاؤں کیوں با بعدہ من عطف انما صلی علی اعم شفعہ ثابت نہیں عرض میں عرض دفع اول و کون
 نانی وہ چیز جو عمارت ہو تو جو عمارت عرض کے بعد میں وہ من قبیل عطف خاص کے ہیں عام پر صرح میں ہر عرض بالکون عبارت ہر متاع سے اور جو چیز جو
 عرض ہو نیار اور درہم کے سوا اور تین خطام و سیا و فلک خلافاً لکاک اور شفعہ ثابت نہیں تاویں برخلاف مذہب مالک کے وہاں قول اذ بیعنا قصداً
 دلوع حق اقرار خلافاً لمانہ ابن الکمال لمانہ انقول کما انا و شفعنا الی اور شفعہ نہیں عمارت اور خستانتان میں جبکہ انکی بیع بالقصد ہو بلا تیسیت ارض کے
 اگر بیع حق قرار کے ساتھ ہو برخلاف اسکے جو کہ ابن کمال بجا کر سبب اسکے مخالف ہو نیکی منقول سے چنانچہ ہمارے استاد ذیل الدین زلی نے اسکے بیان کیا
 و لائی ارث و صدقہ و متبہ لا یخوض شرط اور شفعہ ثابت نہیں مورت میں اور صدقہ و اور سبب بلا عرض شرط میں ہم اگر ایک شخص گھر کا مالک میراث کے
 سبب سے ہو تو اسی شفعہ نہیں کذا فی الدرر و ادر شفعہ او جعلت ایزہ و بدل خلع او حق او صلح عن دم عیال و ہروان قول بیضاوی الدار مال لان
 منی البیع تابع فیہ اور اس گھر میں شفعہ نہیں جسکی نسبت ہو لکن شرکون میں یا وہ گھر اہل یا بدل خلع یا بدل عتق یا بدل صلح کا دم عیال سے ٹھہرایا گیا ہو گھر و دروازہ یا
 گیا اگر بعض گھر کے مقابلہ میں مال واقع ہو اور اس واسطے شفعہ نہیں کہ بیع کے معنی میں تابع ہیں ہم بعض گھر کے مقابلہ میں مال واقع ہو نیکی صورت یہ جو کہ زوج نے
 زوجہ سے نکاح کیا ایک گھر کے ہر برابرین شرط کہ زوجہ زوج کو ہزار درہم پھر دے خطاوی کے کہا کہ بہتر یہ تھا کہ نصف بجائے ہر باجر کے ہر با نسب لانا تاکہ
 اجزہ پر عطف ہوتا ہو اس واسطے کہ بیگہ گھر بدل ہو گا ہر کا اسطرح پر کہ زوج ہر کے بدلے زوجہ کو گھر دے تو اس میں شفعہ ثابت ہو گا چنانچہ زلی میں مذکور ہو اس واسطے
 کہ وہ مبادیہ مال کا مال سے اس واسطے کہ گھر بدل لے سکا جو زوج کے ذمہ پر مال ہو یعنی ہر واد جانی حصہ المال اور صاحبین نے شفعہ واجب کہا جو حصہ مال میں
 یعنی حصہ گھر مال کے مقابلہ میں پڑا تے میں صاحبین کے نزدیک شفعہ واجب ہر واد جانی اختیار و لم یقطا خیارہ فان سقط وجبت ان طلبت
 عند سقوط الخیار فی الصحیح و قبل عند البیع صحیح یا اس گھر میں شفعہ نہیں جو بیع ہوا بیع کے اختیار پر اور ہنوز اس کا اختیار ساقط نہیں ہوا پھر اگر ساقط ہو گیا تو
 شفعہ واجب ہو گیا اگر شفعہ نے سقوط اختیار کے وقت طلب کی تو صحیح میں اور بعضوں نے کہا کہ بیع کے وقت طلب کی اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی
 او جبت الدار بیعاً فاسد او لم یسقط شفعہ فان سقط حق فحق کان بنی اشتراطاً ثبتت لشفعہ کما مر یا اس گھر میں شفعہ نہیں جسکی بیع فاسد ہوئی اور ہنوز
 اس کا بیع ساقط نہیں ہوا پھر اگر اس کا حق بیع ساقط ہو گیا چنانچہ شتری نے اس میں کچھ عمارت بنائی تو شفعہ ثابت ہو گا چنانچہ مذکور ہو چکا ہم ہی طرح سب سے
 اور ہر میں دینے سے حق بیع ساقط ہو جاتا ہو تو شفعہ قیمت دیکر شفعہ لیکر کذا فی ازلی اور و بچار و تہ او شرط او عیب بقضاء متعلق بالآخر فخطا لانا
 زعمہ لصف تہا لدرر و یار و بیع ہوا خیار و تہ یا خیار بشرط کے سبب یار و بیع ہوا خیار العیب حکم قاضی شایع نے کہا بقضاء فقط خیر یعنی عیب سے متعلق ہو
 برخلاف اسکے جو مصنف نے شرح میں گمان کیا کہ درر کا تابع ہو کہ مصنف نے شرح میں کہا کہ بقضاء متعلق ہو و سے تو مسائل نشہ سے حکم قاضی متعلق
 ہو گیا حالانکہ ایسا نہیں چنانچہ کلام زلی صریحاً اسکے مخالف ہو کذا فی الخطاوی بعد ما سلمت ای اذ بیع و سلمت لشفعہ ثم رد البیع خیار و تہ او شرط کیف
 ما کان او عیب بقضاء فلا شفعہ لانه فی صحیح لا بیع رد بیع ہوا تسلیم شفعہ کے بعد یعنی جب بیع ہوئی اور شفعہ سے شفعہ نے انکار کیا پھر بیع عیب دیا گیا سبب
 خیار و تہ کے یا سبب خیار بشرط کے یا رد بیع ہو سبب عیب کے قاضی کے حکم سے تو شفعہ نہیں ہو اس واسطے کہ بیع ہر میں ہر ہم ہی علت ہر مسائل نشہ
 کی یعنی شفعہ واجب ہوتا ہو بیع کے بعد نہ بیع کے بعد بخلاف اردو عیب بقضاء او یا قالہ فان لا شفعہ لان اردو عیب بقضاء و الا قالہ
 بمنزلة بیع بتدار بخلاف رد بیع عیب بقضاء کے بعد بدون حکم قاضی کے یا قالہ سے اس واسطے کہ شفعہ کیوں اس میں شفعہ ثابت ہو اس واسطے کہ عیب پھر دیا
 حکم قاضی کے بمنزلة بیع کے ہر شروع سے اور اسی طرح اقالہ بیع جدا گانہ ہر اس واسطے کہ عیب بقضاء پھر لیا چونکہ واجب نہیں اور باہر جو اس کے

وان صاحب باجر المثل صحیح لانهما یستنبضان حقیقتہ فی الزادہ افادہ الاجرة علیما وان لم یخرج علیہما ذکرہ اخی زادہ اور اگر قسمت نہ ہو الا اجرت مثل پر
مقرر کیا جائے تو صحیح ہے اس لیے کہ قسمت کرنا حقیقت میں نہیں ہو تا کہم کو اجرت لینا قسمت کرنے پر جائز ہو اگرچہ فیہا اجرت لینا درست نہیں کذا ذکرہ اخی اوہم اور اگر قاضی خود
قسمت کرے تو اجرت لینے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں کہ فی الغرر وہو عدل اور اس میں مطلقا لا الا فیہما خلاف لہما اور وہی اجرت مثل شرکین کی شمار پر ہے مطلقا یعنی خواہ سب شرکاء
ملا قسمت ہوں یا بعض حصوں پر جتنا صاحب کے ہم حصہ کے نزدیک اجرت مثل حصہ کے موافق ہو تو زیادہ دینے والا زیادہ اجرت دے اور کم حصہ والا کم دے نیز باقی القاع لای اجرة الکلیال والوزن
لقد رانا فیہما اجابا وکذا سائر الاوکی کاجرة الرای فی کل حفظہ وغیرہ شرح مجمع زوائد المتقن ان لم یکن للفقہ وان لہما فعلی الخلاف لکن فی کوئی امدادیہ بلفظ غیل ثمانہ یا عاقلہ علیہ
اختلاف اجرت میں ہے تاہم کی قید لگائی ہو تو اس کے کمال کی اجرت بقدر حصہ کے ہو باتفاق امام صاحبین اور علیہ باقی حصہ شرکت پر اجرت بقدر حصہ کے ہو
چاہے اسے کی اجرت اور بار برداری کی اجرت اور حفاظت کی اجرت وغیرہ لکھ کذا فی شرح مجمع متقن میں اتنی قید زیادہ لگائی ہو کہ اجرت بقدر حصہ اس وقت
ہو جبکہ وہ غیر قسمت کیواسطے نہ ہو سہل کر دو شرکوں نے کھیل یا موزون خرید کیا اور ایک آدمی سے اس کے کھیل یا موزون اس کا یا اس کی مقدار معلوم ہو تو اس کے اجرت
بقدر سہم ہوگی کذا فی در المنقہ اور اگر وہ غیر قسمت کیواسطے ہو تو ہمیں وہی خلاف ہوا امام اور صاحبین کا کہیں ہر ایہ میں اس قید کو بلفظ قیل جو ضعف پر
دلالت کرتا ہے ذکر کیا ہے اور پورا اس کا بیان متقن کی ہماری شرح میں ہو تو قاعہ سمحہ کہ کو نہ عدل ایہما عالما ہما اور وجہ ہونا قاعہ سمحہ کا متقن اور
امانتہ دار اور قسمت کا واقعہ کا ہم تو فاسق اور خائن اور اس جمل کا قسمت کرنا جائز نہیں جو قسمت کرنا نہیں جانتا ہو اگرچہ وہ مولوی ہو و لا یعین واحد لہما
لکما یمکن بالزیادۃ اور ایک شخص قسمت کرے کہ کیواسطے متعین کیا جائے تاکہ وہ زیادہ اجرت مثل پر لکھ نہ کرے و لا یشرک لقسام خوف توہم اور قسمت کرنا اسے
لوگ باہم شرکت نہ کر لیں اس کے اتفاق کے خوف سے ہم یعنی اگر ان میں اشتراک ہو گا تو اس کا خوف ہو کہ اتفاق کر کے اجرت کر ان کو دین تو ان میں لوگوں کا ضرر ہو گا مطلقا
لے کہ قاعہ سمحہ کا متقن کی وصحت برضی المشرک الا اذا کان فیہم صغیر و مجزون لا نائب عنہ اور نائب لا وکیل عنہ لہم لا و ما یجوز الا باجارتہ القاضی و القضا
اور لہما فی الزادہ اولیہ ہذا و وثقہ ولو شرکاء ربطات منیۃ لفقہ وغیرہ اور قسمت صحیح ہے سب شرکوں کی رضامندی سے لکھ جبکہ ان میں کوئی شرک غیر یا مجنون ہو جس کی طرف
کوئی نائب نہیں ہو یا کوئی شرک غائب ہو جس کی طرف سے کوئی وکیل نہیں قسمت نہ کرے صحیح یہ ہوگی اس کے نہ لازم ہونے کے سبب سے ہوتو میں مگر قاضی یا
غائب یا صغیر کی اجازت سے جبکہ وہ بالغ ہو گا یا اسکے ولی کی اجازت سے قسمت صحیح ہوگی یعنی قسمت کی صحت کا سو قوف ہونا اشخاص مذکورین کی اجازت پر نہ
ہو جب کہ شرکاء وارث ہوں اور اگر شرک ہوں یعنی کسی چیز کے خرید کرنے سے ان میں شرکت حاصل ہوئی ہو تو قسمت باطل ہے کہ انی ملتیہ لفقہ وغیرہ عام مطلقا دی میں
حاکمیرشی یون مذکور ہوا اور اگر شرک ایک شری ہوں تو قسمت نہ ہوگی ایک شرک کے غائب ہونے سے تا حضور غائب اگرچہ شرکاء حاضرین گواہ لا وین خریداری پر و
قسم نقلی یہ دعویٰ ارثہ منہم او ملکہ مطلقا اور شرار صدہ لشریقہ فلا فرق فی نقلی بین شرارہ وارث و باک مطلق اور قسمت کیا جائے وہ مال منقول جسکی میراث کا فیما
بینہم شرکاء دعویٰ کرتے ہیں یا اسکی مالک مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں یا اسکی خریداری کا دعویٰ کرتے ہیں کذا فی شرح الوقایہ بعد از شریقہ تو کچھ فرق ہمیں نقلی یعنی مال منقول
میں در بیان خریدار و میراث اور مالک مطلق کے ہم منقول کی قسمت بلا تحقیق ہو اسلئے جائز ہوگی کہ منقول معوض تلف میں ہو تو قسمت میں اسکا حفظ ہو اور قدر کا
حق ہو چکا ہو اور قبضہ ذیل ہو ملک کی اور اقرار ذیل ہو صدق کی اور کوئی ان کے ساتھ سازع نہیں قلت بین نقلی البنا والاشجار حیث لم یجدلہنہ بالقسمة وان
تبدلت فلا جبر تالہ شیخنا میں کہتا ہوں اور منجملہ مال منقول عمارت اور اشجار ہیں جہاں نفع تبدیل نہ ہو قسمت کرنے سے اور اگر نفع بدل جاتی ہو قسمت سے تو
دیان قسمت پر ہے نہیں یہ کہا ہے ہمارے استاد نے وعقار یہ دعویٰ شرارہ او ملکہ مطلقا اور قسمت کیا جائے وہ مال غیر منقول جسکی خرید کیا اسکی مالک مطلق کا
شرکاء دعویٰ کرتے ہیں فان او عوانہ میراث عن ید لا یمیز حتی یمیز ہوا علی موتہ و عدد و ورثہ پھر اگر شرک دعویٰ کریں کہ غیر منقول میراث ہر دے سے تو اسکی
قسمت نہ کی جائے یہاں تک کہ گواہ لا وین ذیل کی موت پر اور اسکے وارثوں کے شمار پر و قالا لقسیم باقرہ انہم کما فی الصو لا خرا و صاحبین نے کہا کہ غیر منقول کی بھی

۱۵۱

تقسیم کیا جی کہ بعض اوقات چنانچہ اور صورتوں میں قسمت ہوتی ہے یعنی خریدار ملک مطلق کی صورت میں و لا ان برہنا ان العقار معا متعلق ہے
انہما اتھا قافی لا صحیح لانه یتمل انہما با جازہ او عارہ فکان قسمۃ حفظ و اعتقاد محفوظ بنفسہ و قسمت نہ ہوگی اگر دو شخصوں نے دعوی کیا کہ غیر
منقول اس کے ساتھ ہر قسمی اس کے قبضہ میں ہر بیان تک کہ گواہ لادین اسپر کہ غیر منقول انھیں دونوں ملکوں پر باتفاق امام اور صاحبین کے قول اصح میں اسلئے
کہ تمام اس کے غیر منقول اس کے قبضہ میں بطریق اجارہ یا عاریت کے ہو تو اس صورت میں قسمت حفاظت کی ٹھہری اور حالانکہ غیر منقول بذات خود محفوظ ہو
و لو برہنا علی الموت و غیر الورثہ و ہوا ہی العقار قلت قال شنی و کذا المنقول بالادوی حصا و فیہم حصیر او غائب قسم مہتمم و نصیب قافلہ لہما لہما
و انصیر اور اگر گواہ لا مورث کی موت پر اور وارثوں کی شمار پر اور وہ بی عیاق غیر منقول اس کے قبضہ میں ہر وارثوں میں منصفہ یا خیر یا ایک وارث کی غائب
ہو تو ورثہ حاضرین میں قسمت کی جائے اور منصفہ کے واسطے ایک شخص اس کے حصہ کا نہیں کرنے والا مقرر کیا جائے تاکہ اس شخص کو نفی ہو و لا بدین القیمۃ علی اصل المیراث
منہ ایضا خلاف لہما کی مراد و ضرور ہر شہادت سے اصل میراث پر ہی امام کے نزدیک برخلاف صاحبین چنانچہ مذکور ہو چکا ہم اصل میراث کی گواہی یہ کہ یہ گھر کی میراث
ہو اس کے باپ کی جانب سے مثلاً کذا فی اطلاق ادوی فان پر میراث وارث و احید لا یقسم فلا بد من جھنوا قین و لو ادر ہما فی لادوی و لہا ایک وارث اور موت اور
عذر نہ ہو گواہ لا و قسمت نہ ہوگی اس واسطے کہ دو وارثوں کا حاضر ہو یا ضرور ہو اگرچہ ان میں سے ایک منصفہ ہو یا موسی لہ او کالوا ای الشریک و شریک ای شریک کا
بغیر الارث و غائب حدیم لان فی اشرار لایصلح الحاضر خضما من الغائب بخلاف الارث یا شریک فرید ہون یعنی شریک ہون بدون میراث کے اور ایک شریک کا
غائب ہو تو قسمت نہ ہوگی اس واسطے کہ خریداری کی شرکت میں شریک حاضر شریک غائب کی طرف سے حصہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا برخلاف میراث کے کہ ان میں
ایک وارث اور وارثوں کی طرف سے حصہ ہو سکتا ہوا و کان فی صورتہ ارث اعتقاد و بغیرہ مع الورث لطفیل او الغائب او کان شئی منہ لا یقسم
للازم القضا علی لطفیل او الغائب بل انقسم حاضرہما یا کہ عقاریا بعض عقار کی میراث کی صورتوں میں وارث منصفہ یا وارث غائب کے قبضہ میں ہو یا
عقار سے کچھ ہو تو اس کی قسمت نہ ہوگی اسباب لازم ہونے قضا کے منصفہ یا غائب پر بدون حاضر ہونے حصہ کے دونوں کی طرف سے ہم منصفہ کی ہند
اس کی ان پر اور غائب کے ماضی اس کا مودع ہر جلی سے کہا شارح کا قول و بغیرہ مکر ہو گیا تن کے اس قول کے ساتھ او شئی منہ قسم المال الشریک
بطلب احدہم ان انتفع کل بحصۃ بعد القیمۃ اور مال شریک قسمت کیا جائے ایک شریک کی طلب ہے اگر شریک اپنے حصہ سے نفع حاصل کرے قسمت کے
بعد و بطلب دوی اکثر ان لم یتفع الا خرقۃ حصۃ او زیادہ حصہ والے کی طلب سے قسمت کیا ہے اگر دوسرے شریک کو نفع حاصل نہ ہو قلت حصہ
سبب ہے ہم یعنی اگر ایک شریک کو نفع ہوتا ہو کثرت حصوں کے سبب اور دوسرے کو ضرر ہوتا ہو قلت حصہ کے سبب تو اگر صاحب کثرت قسمت طالب کرے تو
قسمت ہوگی اور اگر صاحب قلت طلب کرے تو قسمت نہ ہوگی یہ صاف ہے نہ تو کیا ہو کانی میں کیا ہو قول صحیح ہر وارث و غیرہ میں ہر کہ اسی قول پر فتویٰ ہو کذا فی الدرر و
فی کانیۃ یقیم بطلب کل و علیہ الفتویٰ لکن التون علی الاول فیہما الممول اور غائبہ میں ہر کہ مال شریک قسمت کیا جائے صاحب قلیل اور صاحب کثیر ہر ایک کی طلب
سے اور اسی پر فتویٰ ہو لیکن تون فقہ قول اول پر شامل میں یعنی عدم قسمت پر صاحب قلیل کی طلب سے تو متون ہی کی روایت قابل ہمارے ہر وارث و غیرہ
الکل لم یقسم لابرہما ہم لکما یو علی موضوعہ بانفس او اگر قسمت سے سبب شریکوں کو ضرر ہوتا ہو تو قسمت نہ ہوگی مگر سبب شریکوں کی رضا مندی سے تاکہ
قسمت عود نہ کرے اپنے موضوع پر بقوس ہو کہ ہم یعنی موضوع قسمت یہ تھا کہ ہر شریک نفع پاوے اپنی خاص ملک سے سو بیان بقود ہر کذا فی جلی ان اگر
سبب راضی ہو تو قسمت درست ہو کہ حق انکا ہو اور وہ اپنی حاجت سے زیادہ فروز حصہ ہیں لیکن قاضی اسکا با شریک اگرچہ وہ طلب کریں اور نہ اسکو منع کر
کذا فی الزلی و فی الجنبی حالات اما یطال فی طلب احدہما القیمۃ ان لکن لکل ان یصل فیہ القیمۃ ما کان یصل فیہ قیامہا قسم والا لا یجنبی میں ہر کہ ایک دکان
ہر دو شریکوں کی جمیع وہ اپنا کام کرتے ہیں ہو ایک شریک نے قسمت طلب کی اور دوسرے شریک نے نہیں مانا ہو تو اگر ایسا ممکن ہو کہ ہر ایک اس میں کام کرے قسمت کے

بعد میں کیا کہہ کر قسمت سے پہلے کرتا تھا تو قسمت کیا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو قسمت نہ کیا ہے و قسم عرض ہے کہ جس قسم والا شخص انسان ہے اس قسم کی قسم اور قسم کا
تین قسم ہے اگر کسی دن جب القاضی اور قسم کیا ہے ان پر عرض اور اسباب کی تنگی جس قسم ہے قسمت کیا ہے اور وہ قسمیں ہیں کہ بعض قسمیں شرعیہ کہ
دیجائے بابت افع جوئے قسمت کے معاوضہ ہو کر تین قسم ہو کر تو اختلاف جس پر راضی شرکاء پر تھا دیکھا جائے نہ قاضی کے جبر کرنے پر ہم اپنی اگر سماع اور اسباب
ایک قسم جس پر خلیفہ کیل یا موزون یا عدوی تقارب یا چاندی ہونا تو اس میں ایک شرعیہ کی طلب ہے قاضی جبر کر گیا قسمت پر اس طرح کہ کچھ اس شرعیہ کو دیکھا
اور کچھ دوسرے کو اس واسطے کہ معاوضہ دے ان میں برابر جوئے قسمت تین قسم ہوئی ابتدا قاضی کو اس میں جبر کا اختیار ہو گا درمیان میں کی قسم میں اور ان میں
کا بعض میں اس طرح صحیح نہیں کہ ایک شرعیہ کو اونٹ دیکھو اور دوسرے کو دو بکر یا ان مثلاً اس میں کو دوسری قسم سے مقابلہ کر کے اس واسطے کہ دونوں میں
میں خطا دار اور اتھا نہیں تو یہاں قسمت تین قسم واقع نہ ہوئی بلکہ معاوضہ ہو گئی تو یہاں ترافی پر تھا معاوضہ کا نہ قاضی کے جبر پر اس واسطے کہ قاضی کو جبر کا وہاں خطا
جو جہاں قسمت یعنی تین قسم ہونے یعنی معاوضہ انستی والا اثر ہے و درہ لغش التصادف فی الامدی اور نہ قسمت کیا جائے فقط ملک یعنی نوڈی غلام اس واسطے کہ آدمی
تفاوت بہت ہو تا ہم آدمی میں تفاوت ہونا سوانی باہر کے سب سے چنانچہ وہاں اور ہوشیاری خواہ باقی حیوانات کہ ان میں تفاوت قلیل ہو تا جس کی صورت
میں نقطہ کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر نوڈی غلام کے ساتھ کوئی اور چیز قابل قسمت نہ ہوگی تو اس وقت ملک کی بھی اس کے ساتھ ملکر قسمت ہو جاوے گی یا اتفاق امام
اور صاحبین کے و قال القیم نوڈی کو فقط رانا فقط کا قسم الابل و الغنم و رقیق الغنم اور صاحبین نے کہا کہ اگر معاوضہ فقط غلام ہو یا فقط نوڈیاں ہوں تو قسمت ہوگی
جیسے اونٹ اور بھیڑ بکری اور غنیمت کے نوڈی غلام کی قسمت ہوئی ہو و لا احوالہ لفرش تفاوت تھا اور نہ قسمت کیا جاوے گی جو اہل ان کی کثرت تفاوت کے سبب
ہم اگرچہ جو ہر ایک ہی قسم میں تو بھی قسمت نہ ہوگی اس واسطے کہ ان کی قیمت میں بڑا تفاوت ہوتا ہے تو تعدیل ان میں ہو سکتی و لا احکام والکبر والرجی و لکتاب و لسانی
قسمت ضرر اور نہ قسمت کیا جائے حمام اور کھانا اور بکری اور کتا میں اور جس چیز کی قیمت میں ضرر ہو ہم شارح نے عدم قسمت کی چند مثالیں دیکھیں عطف عام کے علت
عدم قسمت پر اشارہ کر دیا کہ جس چیز کی قیمت میں ضرر ہو تا ہو وہ قسمت پذیر نہیں اس واسطے کہ قسمت تو نہیں صنعت کی واسطے ہر چیز جس کا حصہ انتفاع مقصود ہے
لائق نہ رہتا تو معنی قسمت نہ ہو کے الا برضا ہم لائے مگر شرکوں کی رضامندی سے قسمت ہا نیز بدلیل گذشتہ ہم یہی اگر اشارہ کر دے کہ قسمت میں باوجود ضرر
شرک راضی ہوں قسمت جائز ہوگی کہ حق تو انھیں کا ہے و ہر او را و احد ہا البیع و ابی الاخر ہم بحیر علی بیع قضیہ خلافاً لمالک اور اگر ایک شرعیہ نے بیع کا ارادہ کیا اور دوسرا
شرعیہ نہیں مانتا ہو تو اس کے حصہ کی بیع جبر نہ کیا جاوے گا بخلاف نہ سب امام مالک اس و فی الجواب لہ لا تقسم الکتاب بین الورثۃ و لکن نتیجہ کل بالمایۃ و لا تقسم بالادواق و
لو برضا ہم اور جو اہل الفتاویٰ میں یہ کہ کتاب میں قسمت ہوگی و انون میں و لکن ہر وارث اسے نفع حاصل کرے باری باری اور قسمت کتابوں کی ورتوں کے شمارت نہیں
اگرچہ ورثہ سپر نہیں ہوں و کذا لو کان کتاباً و اجدل جلد کی قسمت نہ ہوگی اگر ایک کتاب کی بہت جلدات ہوں یعنی اگر شری کتاب جو کئی جلدات
میں تمام ہو چنانچہ قادی مالگیری مثلاً سبک پانچ جلد جلد ہوتی ہوں تو ایسی کتاب کی جلدات کی قسمت نہ ہوگی کہ کوئی شرعیہ کتاب الطہارۃ مثلاً اور کوئی کتاب الحج
اور کوئی کتاب البیع و لا تراویا ان تقوم الکتاب یاخذ کل بعضاً بالقیمۃ لو کان بالترانی جائز والا اور اگر دوسرے شرعیہ باہم راضی ہو جاوے کہ کتابوں کی قیمت معین کیا
اور ہر شرعیہ بعض کتب سے قیمت سے تو اگر یہ ترافی طرفین سے ہو تو جائز ہوگا اگر ترافی نہ ہو تو جائز نہیں و فی التارخانیۃ و ارا و حانوت بن نہیں لاکین قسمتا تشاؤنیہ فقط
احد ہا لاکری و لا انتفع و قال لا یرید ذکاب امر القاضی بالمایۃ ثم یقال لہن لا یرید الا انتفاع ان قسمت فانفع وان شئت فانفع الباب اور تارخانیۃ
ہر ایک ایسا گھر یا مکان شرک ہو دو شرکیوں میں سبکی قسمت مگر نہیں ہر دونوں نے اس میں جھگڑا کیا و ایک شرعیہ کہتا ہے کہ میں اس کو لایہ دوں گا اور نہ اس سے
نفع لوٹا سکتے وغیرہ سے اور دوسرے شرعیہ کہتا ہے کہ میں اس کا ارادہ رکھتا ہوں یعنی لایہ دینے کا یا سب سے کا تو قاضی حکم کرے مدایۃ کا یعنی باری باری فائدہ لینے کا پھر اس
شرعیہ سے کہا جائے جو انتفاع کا ارادہ نہیں لکھتا ہو تو اگرچہ ہے تو اس گھر سے فائدہ لے اور اگرچہ ہے تو دروازہ بند کر کہ ہم یعنی اپنی باری میں اس کو انتفاع اور

فی الارض مساویۃ وذلک لان القسمة علی التماثل بالشرک فی غیر الاموال الربوۃ جائزۃ فجاز قسمة التین بالاکثر لانه لیس یوزنی لاجنبہ بالسرۃ
 علی الصبح بل بالتیان التیان لانه وزنی اور اگر شرک کو بیچ شرط کی کہ گھر کی قسمت میں ہوتی ہو جائز ہے اگرچہ اس کے حصے گھر میں برابر ہوں اور یہ اس
 ہر تفاوت پرست کرنا آپس کی ضمانتی سے جائز ہو سکا ان مالوں کے نہیں ہو اور بیاج ہوتا ہے تو جائز ہے کہ مال بائنا بیون یعنی جالی جو میں وغیرہ کے
 اٹھانے کے واسطے بیون بنائی جاتی ہے اس واسطے کہ جس وزنی چیز میں بیچ کا احتمال ہو اور جائز نہیں لگاؤ کا یا لگاؤ کی کوئی سے بر قول صحیح بلکہ تیان
 یا ترازو سے اس واسطے کہ وہ وزنی ہر قسم فتاویٰ فاضلان کی عبارت یہ ہے قسمة التین بالکمال لکن فی النوازل انہ یجوز تفاوت التماثل لانه لیس یوزنی اتی تیان
 اس عبارت کے اگر اس کا ترجمہ زبان کیا ہو اس کے کہ اگر جمع ہو کر مال ہو کہ اگر جمع ہو کر مال قسم کی درود عبارت ہے یہاں عراقی سے
 ناموس میں تیان کا ترجمہ سطلاس کیا ہے اور وہ عبارت ہے ترازو سے ہر گز سے تو ترازو کا یہ مطلب ہو سکتا ہے اگر انگوڑی کی قسمت بڑی یا چھوٹی ترازو سے جائز ہے واللہ اعلم
 منہ علی ای نوۃ علی شترکان وفضل حجر وشرک واکلو لآخر وعلو حجر وشرک واصل لآخر قوم کل احد من ذلک علی حجر و قسم بالقسمة عند محمد و یوسفی نیچے اور
 مکان دونوں شترک اور فوط نیچے کا مکان شترک اور دیر کا مکان دوسرے شخص کا اور فوط اور دیر کا مکان شترک اور اس کے نیچے کا مکان اور فوط کا مکان
 شترک کی قیمت ٹھہرائی جاوے علیہ علیہ اور شترکوں میں قسمت کی جائے قیمت سے محمد کے نزدیک اور اس میں قسمل پر فتویٰ ہر قسم امام اعظم کے نزدیک قسمت قیمت سے
 ہوگی بلکہ نیچے کے مکان کی ایک گز بقابلہ دو گز کے ہوگا اور پر کے مکان سے اور اوپر سے کے نزدیک ایک ہی گز کے ہوگا اور محمد کے قول پر اس واسطے فتویٰ ہوا کہ نیچے کا مکان
 اسکی صلاحیت رکھتا ہو اور پر کے مکان میں صلاحیت نہیں چنانچہ ہمیں کہنا کہ ونا اور نہ خانہ بنانا اور اسکی صلاحیت کرنا وغیرہ ملک تو وہ دونوں مکان ہرگز دو حصوں
 کے ہونگے تو قسمل اور برابر شترکوں حصوں کی مکن نہیں ہو سکتی مگر قیمت سے انکے بعض شترک لیں شترک لیں شترک لیں شترک لیں شترک لیں شترک لیں شترک لیں شترک لیں
 وان تسا با جرنی الاصح ابن ملک بعض شترکانے بقسمت کے پورا پانے سے اپنے حصہ کے انکار کیا اور قسمت کرنا مالوں نے پورا پانے سے اس کے حق کی گواہی تو
 گواہی انکی قبول ہوگی اگرچہ انہوں نے حجت لیکر قسمت کی ہو کہ ذکر ابن ملک و لو شہد قاسم واحد لانه فردا و اگر ایک قاسم گواہی ہے تو مقبول نہ ہوگی اس واسطے کہ
 وہ ایک لڑکا و ایک شخص کی گواہی ہے بہرین ولو ادعی احدہما ان من نصیبہ شہیا وقع فی یصحاحہ غلط و قد کان اقربا لا شہادۃ و اولم لیرہ ذکرہ البرجدی لم یصدق
 الا بمران او قرار خصم او کوہ ملو قال لا یجوز لعت ولا تافض لانه اعتمد علی فعل الامین ثم غلط و اگر ایک شترک نے دعویٰ کیا کہ میرے حصہ میں سے کچھ اڑوے
 غلط کاری میرے حصہ میں شترک کے حصہ میں پر گیا ہو اور حالانکہ اسے پورا حصہ پاسنے کا اقرار کیا ہو یا نہ کیا ہو کہ ذکر البرجدی تو اسکی تصدیق نہ ہوگی مگر گواہی سے یا خصم کے
 اقرار سے یا اس کے قسم نہ کھانے سے تو اگر مصنف سچا الا بمران کے الا بمران کہتا تو گواہی اور قرار و نکول سب کو شامل ہو جاتا اور قرار شہادۃ اور اقرار سے غلط سے متاثر
 دعویٰ کا ثابت نہ ہوگا اس واسطے کہ اسے امین یعنی قاسم کے فعل پر اعتماد کر کے شہادۃ کا اقرار کیا پھر مال کے بعد اسکی غلط ظاہر ہوئی تو وہ خود نہ ہوگا اپنے اقرار پر بعد
 ظاہر ہو جائے کہ لانی الدروان قال قبضہ فاحذر شرکی بعضہ و انما شرک ذلک حلف لانه منکر و اگر ایک شترک نے کہا کہ میں نے اپنے حصہ پر قبضہ کیا پھر
 شترک نے اس میں سے کچھ لے لیا اور شترک اسکا منکر ہو تو اس سے قسم لیا ہو اس واسطے کہ وہ منکر ہو وان قال قسمل قرار و بالاشیاء اصحابی من ذلک کذا الی
 ولم یسل الی و ذکرہ شترکی تھا لھا و قسمة کا اختلاف فی تدان المبع و اگر ایک شترک نے قبل اقرار تصدیق حق کے کہا کہ مجھ کو ہونچا ہر اس میرے حصے سے یہاں
 یہاں تک اور شترک نے تمام حصہ مجھ کو تسلیم نہیں کیا اور شترک اسکا اسکی تکذیب کرتا ہے تو دونوں قسم کھا دیں اور قسمت فتح کوڑالی جا جیسے مقدار بیع کے اختلاف میں
 ظہرین پر قسم لازم آتی ہے کہ مرنی احکام التحالف فی الدعوی ولو قسما و اور اصحاب کلاطائفہ فادعی احدہما بتیان فی ید الآخر من نصیبہ و انما الاثر فلیہ البقیۃ
 لازم و اگر دو شترکوں نے گھر بانٹ لیا اور ہر شترک کو کچھ مکان ہونچا سو ایک شترک نے ایک کو ٹھہری کا دعویٰ کیا کہ وہ دوسرے شترک کے تصرف میں آگئی میرے
 حصے سے اور دوسرے شترک اسکا منکر ہو تو اس پر گواہی لانا واجب ہو کیونکہ وہ دعویٰ ہر دواں قاطباً فالبصرۃ لنبیۃ المدعی لانه خارج وان کان قبل الایمان علی القس

کے
 بیون کے مال
 میں سے کچھ
 تفاوت کی قیمت
 سے دوسرے کو
 دے دینی نہیں

معاذ اللہ! کہ ان کو خاندانی اقدار اور اگر دونوں شرکاء کو گواہ قائم کیے تو دعویٰ کی گواہی کا اعتبار ہوگا اس واسطے کہ وہ خارج ہو اور اگر قبض پر گواہی لا
 سے پہلے ہو تو دونوں شرکاء کی قسم لگنا وین اور قسم نہ لگنا کوئی جاسے اور اس واسطے کہ حکم ہو اگر دونوں حرد میں اختلاف کریں ان استحقاق بعض میں بعض
 لا تقسم القسمة اتفاقاً علی الصبح اور اگر ایک شرکاء کے حصہ سے بعض حصہ میں استحقاق ملک غیر ثابت ہو تو قسمت نسخ نہ ہوگی باتفاق امام اور ابو یوسف کے
 بقول صحیح ہم اس لیے کہ سخت جدا باقی رہا حال خود ہمیں غیر کا حق نہیں لگانی اطمینان دہی و فی استحقاق بعض شائع فی اکل تفسخ اتفاقاً اور بعض شائع غیر حصہ کی
 استحقاق میں سب حصہ کی اندر قسمت نسخ ہوگی باتفاق مذکور ہم اس واسطے کہ استحقاق شائع سے ایک اور شرکاء ظاہر ہو اور قسمت بدون اس کے حصہ نہیں
 و فی استحقاق بعض شائع من نصیبہ لا تفسخ جبراً خلافاً للثانی بل استحقاق منہ بوجہ بطلان فی نصیب شرکاء ان شائع لا تقض القسمة دفلاً للفسخ لا تقض
 او بعض شائع کے استحقاق میں ایک شرکاء کے حصہ سے قسمت زبردستی نسخ نہ ہوگی برخلاف ابو یوسف کے بلکہ سختی منہ اس قدر پھیرے کہ اپنے شرکاء کے حصہ سے
 اگر وہ چاہے یا قسمت کو توڑ دے تاکہ حصہ میں ساری مندرج ہو جائے قلت قد لقی ہنساً احتمال اخروہ ان استحقاق بعض من نصیب کل احد فان کان شائعاً قسمت وان کان
 معیناً فان تساویاً ظاہر والا فالعبرة بالکمال الذی لکما مر فلذلک لیس فی کتاہوں بیان ایک اور احتمال باقی ہے کہ اگر بعض سختی ہو ہر شرکاء کے حصہ
 میں تو اگر بعض شائع غیر حصہ میں ہو تو قسمت نسخ ہوگی اور اگر بعض حصہ میں ہو تو اگر دونوں حصہ میں برابر ہو تو ظاہر ہے قسمت کی اور اگر کم و بیش ہو تو ہی زائد کا قبا
 ہو جائیگا کہ لگیا تو اسی واسطے صنف نے اس کو متحدہ ذکر نہیں کیا ہم کی مشی کی یہ صورت ہو کہ ایک شرکاء کے حصہ میں چار گز کا استحقاق ہو اور دوسرے کے حصہ میں
 چھ گز کا تو ثانی اول کو ایک گز پھیرے ظہر دین فی التکرر المقسومة تفسخ القسمة الا اذا قصوه ای لایین لایبرام الفرمار ذمہ لورثہ او بیعی منہما ای من التکرر
 فالبقی بہ لذلک لانی تکرر مقسومہ میں دین ظاہر ہو تو قسمت نسخ کیا جیگی یعنی ہو اس واسطے کہ دین مقدم ہو میراث پر مگر جبکہ وارث دین کو ادا کر دین یا ارباب دیون از ثلث
 کو ہی الذمہ کر دین یا تکرر سے آنا باقی رہ گیا ہو جو ادا دین کی واسطے کفایت کرتا ہو تو قسمت نسخ نہ ہوگی مانع کے دور ہو جائیکے سبب سے و لو ظہر غبن فاحش لا
 یفصل تحت التوقیر فی القسمة فان کانت بقضار بطلت اتفاقاً لان تصرف القاضی مقید بالعدل لم یوجد اور اگر قسمت میں ایسا نقصان کہ ظہر غبن فاحش ہو جو قیمت
 کو نیو ادن کی تجویز میں داخل نہیں ہوتا تو اگر قسمت حکم قاضی ہو تو قسمت باطل ہوگی بالاتفاق اس واسطے کہ قاضی کا تصرف مقید ہو عدل کے ساتھ اور حالانکہ وہ بیان
 پایا نہیں گیا و لو وقعت بالتراضی بطل ایضاً فی الصبح لان شرط جواز اعادة ولم یوجد وجوب بعضها خلافاً لتصحیح علماء قللت فلو قال کالکفر فسخ لکان اولی
 اور اگر قسمت تراضی طرفین سے ہو تو بھی باطل ہوگی قول صحیح میں ہو اس واسطے کہ جواز قسمت میں برابری حصوں کی شرط ہو اور وہ باقی نہیں گئی تو اس کا لڑنا واجب ہوگا
 برخلاف تصحیح علماء کے میں کتاہوں تو اگر مصنف کرنے کا نہ ہو جائے بطلت کے تفسخ کتاہوں بہتر ہوتا ہم کفر میں یون ہو و لو ظہر غبن فاحش فی القسمة تفسخ یعنی اگر غبن فاحش
 قسمت میں ظاہر ہو تو قسمت نسخ کیا جیگی چونکہ یہ عبارت مختصر ہو اور قسمت قاضی اور قسمت تراضی دونوں کو شامل ہو لہذا شارح نے اس کو بہتر کہا کہ لانی اطمینان دہی و
 تسمع دعواه ذلک ای ما ذکر من الغبن الفاحش ان لم یقر الا بتیفاً والقر بولایسم دعوی الغلط فالغبن للثانی تقض الا اذا ادعی الغصب فسمع دعواه وتامہ
 فی الخانیہ اور شرکاء کا وہ دعویٰ یعنی غبن فاحش کا مسموع ہوگا اگر اس نے حصہ ہائے کا اقرار نہ کیا ہو اور اگر اس کا اقرار کر چکا ہو تو سماعت نہ ہوگی دعوی غلط اور غبن
 فاحش کی سبب تقاض کے مگر جبکہ وہ غصب کا دعویٰ کرے یعنی یون کے کہ قسمت کے بعد میرا حصہ اس نے غصب کر لیا تو دعویٰ مسموع ہوگا اور پورا اس کا بیان خانیہ
 میں ہر ادعی احد المتقاسمین التکرر و نیانی التکرر صحیح دعواه لاند لاتا تقض المعلق الدین بائنی و القسمة بالصورة متروکہ بانٹ لینے والوں میں سے ایک شخص
 دین کا دعویٰ کیا متروکہ میں تو اس کا دعویٰ صحیح ہو اس واسطے کہ قسمت کر لینے اور دعوی دین میں تناقض نہیں سبب متعلق ہونے دین کے معنی متروکہ سے متعلق ہو
 قسمت کی صورت متروکہ ہم دین معنی سے متعلق ہو یعنی متروکہ کی مالیت سے اس کا تعلق ہو تو اگر متروکہ کے وارث ہوں تو ان کو دین کا ادا کرنا اپنے پاس سے اور
 متروکہ کو اپنے واسطے موقوف کر لینا درست ہو کہ لانی اطمینان دہی و لو ادعی عیناً بائ سبب کان التسمع للثانی تقض الا اذا ادعی علی القسمة اعترافاً بالشركة اور

اعطائے اور اگر ایک شریک قسمت طلب کرے اس شریک میں جو قابل قسمت ہو تو باری باطل ہو جائیگی ہم ذخیرہ میں جو کہ ہر شریک کو نقص مہیا دے غدر سے و بلا غدر جائز ہو اور یہ اس وقت کہ جبکہ باری باہم کی ترافی سے ہوا اور اگر حکم حکم ہو تو جب تک کہ دونوں انقض پر راضی نہ ہو گئے تو انقض جائز نہ ہوگا اور اگر ترافی سے باری شریک کی ہر توڑی تو اب اسکا اعادہ نہ ہوگا بلکہ قاضی کے حکم سے قسمت کی جائیگی اور باری میں عمارت بنانا یا توڑنا عمارت کا یا دروازہ چھوڑنا جائز نہیں کذا فی الحاکیہ تہ و لو اظہا علی ان لفقة کل عبد علی من ینسبہ جائز استسما بخلاف الحیوة اور اگر دو شریک متفق ہوئے ہر ایک خوراک ہر غلام کی اس شریک پر جو جسکی وہ خدمت کرے تو جائز ہے استسما بخلاف لباس کی تفصیل جو ہم جبکہ لباس کی مقدار میں دونوں نے مذکور نہ کی ہو تو نہ قیاساً نہ خبر نہ استسماً اور اگر مقدار میں مذکور نہ ہو تو قیاساً جائز نہیں اور استسماً جائز کذا فی الحاکیہ تہ و ما زاد فی نوبۃ احد ہما فی الدار الواحدة مشترک لانی الدارین اور جو حاصلات اور کرایہ زیادہ ہو گیا ایک شریک کی نوبت کے اندر ایک شریک میں تو مشترک ہو دونوں میں نہ دو گھر کی حالت میں ہم اگر ایک گھر کے کرایہ لینے پر باری مقرر ہوئی ہو ایک شریک کی نوبت میں کرایہ کران ہو گیا دوسرے کی نوبت سے تو زیادت میں دونوں شریک ہونگے اور اگر دونوں میں ایک گھر کا کرایہ کران ہو گیا تو زمین شریک نہ ہوگی کذا فی ابحاثہ مختصر تجویفی عبد و دار علی اسکنی و الخدر نہ و کذا فی مختصر مفتی رحمانہ فیما علقہ علیہ در باری مقرر کرنا غلام کی خدمت اور گھر کی خدمت میں جائز ہے یعنی ایک شریک غلام سے خدمت سے اور دوسرے شریک گھر میں رہے تو یہ درست ہے اور اسطرح ہر ایک دو چیز مختلف منفعت میں نوبت مقرر کر لینا جائز کذا فی المفتی اور پورا اسکا بیان ہماری شرح مانتی میں ہم شرح کی شرح مفتی میں ہے کہ جب باری مختلف منفعت میں جائز ہوئی تو مختلف منفعت میں بطریق اولی جائز ہوگی چنانچہ سکونت دار و زرعت ارض اور تسمیہ عام اور گھر و لو تھا سیافی علیہ عبدہ و فی غلہ عبدہ یث او تہائیانی غلہ افضل و افضلین و فی کو بعل و افضلین و فی ثمرۃ شجرۃ و فی لبن شاة لا یصح فی مسائل الثمان اور اگر دو شریکوں نے باری مقرر کر لی ایک غلام کی اجرت میں یا دو غلام کی اجرت میں یا نوبت میں کی ایک چرخہ کے کرایہ میں یا دو چرخہ کے کرایہ میں یا ایک بھری کی سواری میں یا دو بھری کی سواری میں یا ایک درخت کے پھل میں یا ایک بھری کے دوہ میں تو ان آٹھوں سکون میں باری میں کرنا درست نہیں ہم اجرت غلام کی باری میں بالاتفاق جائز نہیں اسکا کہ باری نہیں ہو سکتی مگر دوزمانے میں تو ہمال جو حاصلاتی کی بیشی کا ہر ملک خدمت کہ اس میں ہر دو غلاموں کی اجرت کی باری مام کے نزدیک جائز نہیں اسکا کہ باری خدمت کے سبب جائز ہوئی ہو اگر اجرت میں کچھ خدمت نہیں اسلیئے کہ اجرت میں قسمت ممکن ہو اور ہمیں کے نزدیک مکان تعادل سے جائز ہو اور اگر بھری کی باری بالاتفاق جائز نہیں اور دو بھریوں میں اختلاف ہو علی نہ القیاس سواری ایک بھری کی بالاتفاق جائز نہیں اور دو بھریوں میں اختلاف ہو اگر بھری کی باری بالاتفاق جائز نہیں اسواسطے کہ پھل اور دودھ کی قسمت آسان ہو تو باری کی کیا حاجت ہو کہ انی الطحاوی و حیلۃ التمار و نحوہا ان بشری حظ شریک ثم یبع کلہما لبقضی نوبۃ او ینفیع بالین بمقدار معلوم ہر قدر اضافہ نصیباً جبہ او قرض المثل جائز اور بھل اور اسکے مانند اور بھری کی باری کا یہ حیلہ ہو کہ ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ مول سے پھر شریک بشری سب بھلوں کو بیچ دے اپنی باری کے گزر جائیکہ بعد دوسرے شریک کے اتم یا مقدار میں دودھ سے استفادے اپنے شریک کے حصہ کو قرض لیکر اسواسطے کہ مشاع کا قرض جائز ہو فرم سائل محققہ شارح کے افراط ان کا محظوظ الاملاک فاقسمۃ علی قدر الملک ان یحفظ الانفس علی عدد الاروس و لا یدخل جبینان و نساہ فلو غزم السلطان قریۃ تقسم علی ہذا غرامات یعنی ڈانڈ یعنی جہاں کہ زبردست کو دنیا پر سے جان اور مال کے ہجائیکہ واسطے تو اگر املاک کی حفاظت کیواسطے ہو تو اسکی قسمت لوگوں پر بقدر ملک ہو اور اگر جانوں کی حفاظت کیواسطے ہو تو لوگوں کے شمار پر ہوا و اطفال اور عورات شمار میں داخل نہ ہونگے تو اگر بادشاہ ایک گاؤں سے ڈانڈے تو اسکی قسمت اہل قریہ پر اسطرح ہوگی و لو خیف الفرق فاتفقوا علی القاء تقۃ فالعزم بعد الاروس لانہا یحفظ الانفس و اگر کشتی یا جہاز کے ڈوبنے کا ڈر ہو سو لوگوں اسکا ہلکا کر نیکی واسطے اسباب گرا دینے پر اتفاق کیا تو ڈانڈ آدمیوں کے شمار پر ہو اسلیئے کہ یہ جانوں کی حفاظت کیواسطے ہم اور اگر آدمیوں اتفاق کے ایک شخص نے دوسرے کا مال گرا دیا تو اسپر قسمت کا مال لازم ہوگا اور اس غائب پر کچھ مال لازم ہوگا جبکا مال کشتی میں ہوا و اسے گرانے کی اجازت نہیں ہے اور اگر بانی کی قسمت سے آدمی کے ڈوبنے کا خوف نہ ہو بلکہ اسباب کے تلف ہو جائیکہ خوف ہو تو ڈانڈ بقدر اموال ہوگا بقدر اروس و اگر مال اور جان دونوں کا خوف ہو تو دونوں طرح پائل لازم ہوگا کذا فی الطحاوی مختصر الشریک و انہم فابی احد ہما المارۃ ان اخل تقسمہ لاجبر و

کتاب المزارعہ

یہ کتاب ہر مزارعت کی یعنی بٹائی پر کھیت دینا اور مزارعت کو غارت اور محفلت بھی کہتے ہیں اور اہل عراق عراق بولتے ہیں مناسبتھا ظاہرہ مناسبت کتاب المزارعت کی کتاب البقیر سے ظاہر ہے یعنی جو کھیت میں لانج وغیرہ پیدا ہوتا ہے اس میں قسمت جاری ہوتی ہے و میان مزارع اور صاحب زمین کے ہی لہذا معاملہ میں المزارع مزارعت لغت میں مزارعت کے نزدیک ہے و شرعا عقد علی المزارع بعض الناحیہ اور شرع میں مزارعت ہوتا ہے اس عقد سے جو مزارعت پر منع ہو بقدر بعض خارج ہے نہائی یا چو بھائی یا چو بھو مزارعت پر ایجاب اور قبول کرنا چھیت ہر مزارعت کی دار کا ہنا اربعہ ارض و بذر عمل و بقدر مزارعت کے ارکان چار ہیں زمین اور بیج اور محنت اور بیل و لافصح عند الامام لانہما تفسیر اللہ ان در مزارعت درست نہیں امام اعظم کے نزدیک ہوا ہے کہ وہ تفسیر اللہ ان کے مانند ہوں امام کی دلیل وہ حدیث ہے کہ رافع بن خدیج سے مروی ہے کہ انحضرت کی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی کہ مزارعت پر زمین کی نہائی یا چو بھائی پر و عندہما تفسیر وہ لفظی لہذا وہ قیاسی المضائق اور صاحبین کے نزدیک مزارعت درست ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہو سبب حاجت کے اور صاحب پر تپاس کرنے سے مزارعت میں ہر کہہ تپاس کے قول پر فتویٰ ہو سوا ہے کہ رسول اللہ نے خیبر کی جنگستان ہجرت کو گون کو دیے بطریق معاملہ کے اور اس کی زمین دی بلور مزارعت کے اور اسی پر صاحب اور تابعین کا عمل تھا اور اب تک مسلمین میں جاری ہے اور اسی صورت میں خبر واحد و قیاس و ک ہوتا ہے و بشرط و ثمانینہ صلاحتہ الارض للمزارع صاحبین کے نزدیک مزارعت صحیح ہے اگر شرط لائق ہونا زمین کا کشتکاری کیواسطہ م کو اگر زمین شور اور ریگستان ہو تو مزارعت صحیح نہیں ہے اہلیہ العاقبین اور دوسری شرط اہلیت ہے عاقدین کی یعنی عاقل ہوں و مجنون اور جنہ غیر عاقل کا عقد صحیح نہیں لیکن بلوغ اور ہر شرط نہیں اور اسلام بھی شرط نہیں کذا فی الطحاوی و ذکر المدة ای مدت متعارفہ فقط ہا یکس نہیں ہا یکس الیہا احد ہا غایبا اور تیسری شرط مدت کا ذکر کرنا یعنی وہ مدت جو مزارعت میں مصروف اور مروج ہے یعنی ایک سال یا دو سال تو عقد فاسد ہو گا اس کثرت سے نہیں ہر مزارعت نہیں ہو سکتی اور اس مدت طویل سے کہ دان ملک الحاقہ غالباً نہیں جیتا و قیل فی بلاذنی تصح بلا بیان مدة و یقع علی اول لرع واحد و علیہ الفتویٰ مجتبیٰ و نیز فیہ و آثارہ المصنف اور بعضوں نے کہا کہ ہر ملک میں مزارعت بدون بیان کرنے سے صحیح ہے صحیح ہے اور عقد واقع ہو گا پہلے ایک مزارعت پر اور اسی قول پر فتویٰ ہو کذا فی المجتبیٰ و نیز فیہ و آثارہ المصنف نے اپنی شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہے و ذکر اللہ اور جو تفسیر شرط صاحب تخم کا ذکر کرنا ہم ہوا ہے کہ اگر بیج مالکین کی طرف سے ہو تو مزارعت اشتیاء عامل ہوگی اور اگر بیج عامل کی طرف سے ہو تو مزارعت اشتیاء راضی ہوگی بدون کہ صاحب تخم معقول علیہ مہول ہو گا اور دونوں کے احکام بھی مختلف ہیں ہوا ہے کہ جبکا بیج نہیں ہوگا اس کے حق میں عقد لازم ہوگی احوال اور صاحب تخم بدون علم دینے کے عقد لازم نہیں قیل حکم العرف اور بعضوں نے کہا بیج میں فحاکم ہو تو قول ہو ابو بکر کی کالینی اگر عقد مان ہو جان بیج مزارع کا ہوتا ہو تو وہی متبرک اگر دان ہو جان مالکین کا بیج ہوتا ہو تو وہی قابل اعتبار کے ہو بشرطیکہ عرف دائمی ہو اور اگر عرف مشترک ہو تو عقد صحیح نہیں ہوگا و خبریہ اور بیج مزارع کا بیج کے ضمن کا یعنی گہون یا جو یا باجر یا جو ارم بیان خبریہ نہیں ہوا ہے شرط ہوا کہ عامل کی اہلیت اسی سے ہوگی اور خبریہ اجرت کا بیان کرنا ضروری کذا فی الرضوی لا قدر علیہ باعلام الارض و شرط فی الاختیار و عقد ارم ذکر کرنا شرط نہیں بسبب اسکے معلوم ہونے زمین کے بتادینے سے یعنی زمین سے خود معلوم ہو جاتا ہے کہ اسی زمین میں اتنا بیج بڑیگا اور اتنا شرح مختار میں مقدمہ کو بھی شرط کرنا و ذکر لرع احوال الاخر اور چھٹی شرط ذکر کرنا جو دوسرے شخص کا حصہ ہم مراد اس شخص کا حصہ ہو سکتی طرف سے ہے نہیں ہوا ہے اس واسطے کہ حصہ عمل یا زمین کی اجرت ہو تو اسکا حصہ ہونا ضروری کذا فی الرضوی و لہذا بیضاوی صاحب البذر و سکنا عن جماع العالم طاب ثمنہا اور اگر عاقدین نے صاحب تخم کا حصہ بیان کیا اور عامل کے حصہ سے سکوت کیا تو تھما جائے ہم اور اگر عاقدین نے اسکا حصہ بیان کر دیا جبکا بیج نہیں ہو تو مزارعت جائز ہے قیاساً و استحساناً کذا فی الخلاصہ و بشرط تخلیۃ بین الارض و البذر و العامل اور مزارعت صحیح ہے تخلیۃ کی شرط سے یعنی تخلیۃ کر دینا درمیان میں اور عامل کے اگرچہ زمین کا تخلیۃ بیج کے ساتھ ہوں تو اگر صاحب میں کا عمل بھی شرط ہو یا دونوں کا عمل شرط ہو تو عقد صحیح نہیں تخلیۃ نہ ہونے کے سبب سے اور تخلیۃ یہ ہو کہ زمین کا مالک کہے کہ بیج میں نہ ہو تو تسلیم کی کذا فی الطحاوی و بشرط التشرک فی الخارج اور مزارعت صحیح ہے شرکت فی الخارج کی شرط سے یعنی جو غلہ پیدا ہوا ہے زمین و نوکی شرکت ضرر ہو تو اگر غیر شرط ہو کہ غلہ ایک ہی شخص کا ہو تو عقد صحیح نہیں تخلیۃ علی الاخیار لہذا فقط بل ان شرط واحد ہا قیاساً

کتاب المزارعہ

ہوئے یا پیل یا بیج زمین کا جو اور باقی دوسرے کا ہو تو یہ صورتیں باعتبار تقسیم عقل کے سات وجہ پر ہیں ہوا سے کہ ارکان اربعہ یعنی زمین اور بیج اور پیل اور کل
یہ سب احوال العاقبتین کی طرف سے ایک ہو اور باقی تین دوسرے کی طرف سے تو یہ چار صورتیں ہیں اور جبکہ ایک طرف سے دوسرے کی طرف سے بھی
دوسرے تو یہ تین صورتیں ہیں وقتی ذل ثالث فالتربیع فالتربیع فالتربیع اور جبکہ داخل ہو تبسیر اشخاص زیادہ وجہ مقرر کر کے تو فرارعت فاسد ہوگی ہم اور اگر چاہے شخص شریک
ہوئے فرارعت میں اطلع کہ ایک کی زمین ہو اور دوسرے کا بیج اور تیسرے کا کل اور چوتھے کا پیل تو یہ جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ نہ کسی ایک
عن اربعہ یا تینہ و شریک و اذا صحت فانما بیج علی الشتر اور جبکہ فرارعت صحیح ہوگی تو جو غلہ پیدا ہو وہ شرط کے موافق قسمت ہو ولا شئی للعامل ان لم یخرج شئی
فی الجحر اور عامل کے واسطے کچھ نہیں اگر کچھ غلہ پیدا نہ ہو فرارعت صحیح ہیں ہم ہوا سے کہ متعلق عامل کا شرکت فی بیج سے ہوا اور خارج کچھ نہیں بظاہر فرارعت
فاسد و چنانچہ اسکا بیان آگے آدیکھا و پھر میں اہل علی المصنفی الارباب البذر فالبذر فی الارض و بعدہ پھر دربارہ برکتی کیا ہے فرارعت قائم رکھنے کی اس شخص
جو انکار کرتا ہو مگر صاحب غم کہ اسپر خبر نہ ہو کا بیج ڈالنے سے پہلے اور بیج ڈالنے کے بعد خبر نہ ہو کا کذا فی الدرر و متنی قدرت المزارعہ فاما بیج لرب البذر لانه
لما اور جبکہ فرارعت فاسد ہو تو جو غلہ وغیرہ پیدا ہو وہ بیج واسطے کا ہی اس واسطے کہ اسکی ملک کی افزائش اور بڑھوتی ہو یعنی جو پیدا ہو بیج سے پیدا ہوا ویکو الی الخ
اجرت مثل عملہ اور ارضہ ولا ینزل علی الشتر بالذات بل علی غرضہ اور دوسرے شخص کو اس کے عمل یا اس کی زمین کی اجرت مثل ہوگی یعنی اگر صاحب غم صاحب زمین ہو تو
عامل کو اس کے عمل کی فردوری دیکھا وگی اور اگر صاحب غم عامل ہو تو صاحب زمین کو زمین کا اجر دیا جاوے گا اور اجرت زیادہ نہ کی جاوے گی شرط پر ہو بیج
جہاں تک پہنچے محمد کے نزدیک وان لم یخرج شئی فی الارض فکان کان البذر من قبل العامل فعلمہ اجرت مثل الارض البقر وان کان من قبل
رب الارض فعلمہ اجرت مثل العامل حادی اور اگر فرارعت فاسد ہو کچھ پیدا ہو تو اگر بیج عامل کی طرف سے ہو دوسرے زمین اور پیل کی اجرت اس پر
واجب ہوگی اور اگر بیج مالک زمین کی طرف سے ہو تو اسپر بیج عامل کی اجرت لازم ہوگی کذا فی الحاوی ولو تفتت رب الارض من المصنفی فیما ذکر العامل
فی الارض فلا شئی کہ نکو بہ حکما ای فی التفسیر ان لا یقوت للکائنات و لیس فی شئی و یاتہ یفتی بان یونیہ اجرت مثل غلہ اور اگر زمین کا مالک فرارعت کے جاری رکھنے سے
باز رہے اور جانکہ عامل نے زمین میں جو تائی کی ہو تو قاضی کے حکم میں اس کے واسطے کچھ نہیں اجرت اس کے جو تے کی ہو اس کے کہ منافعی کی قیمت نہیں ہوتی اور
و یانف من یعنی فیما بینہ و بین اللہ اسکو نہیں کیا چاہیے تو یہ فتویٰ دیا جاسے کہ زمین کا مالک عامل کی اجرت مثل اور اگر بے سبب فریب کھانے کے یعنی عقد فرارعت
سے اس نے سبب کھایا کہ اور کام سے باز رہا اور جو تے میں مشغول ہوا تو شیخ الزاریہ پیرین مروج الی جہاں اذا لم یثبت الزرع لکن یجب ان یشترکھا
المزارع و یاتہ اذا عمل کما مر او عقد فرارعت شیخ کر ڈالا جاسے بسبب اس میں کے جو مضطر کر دے زمین کی بیج کرنے کی طرف جبکہ کھیت نہ اوکا ہو لیکن یاتہ و جب
یہ کہ فرارعت کو رخصی کیا جائے جبکہ وہ کچھ محنت کر چکا ہو یا بیج نہ کر ہو چکا یعنی پوچھائی کی اجرت اسکو دینا چاہیے ہم دین مخرج الی البیع وہ کہ کوئی جائداد نہ ہو اس کے
اداکر نے کی شہن ارض کے سوا ادا و اثبات و ما یستحقہ لم یجب الارض لکن حق المزارع حتی لو اجاز جاز اور اگر کھیت اوکا ہو اور نہ نوختہ نہیں ہو کہ کاٹا جاسے
تو زمین کی بیج نہ ہوگی بسبب تعلق جو تے حق فرارعت کے کہ تو اگر فرارعت بیج کو جائز کر دے تو بیج جائز ہوگی فان حضرت المدہ قبل ادراک الزرع فعلمہ العامل
اجرت مثل نصیبہ من الارض الی ادراک اسی الذکر کما فی الاجارۃ پھر اگر فرارعت کی درشت گذر جائے کھیت کی بیج سے پہلے تو عامل یعنی فرارعت پر کھیت کے پختہ
ہونے تک اجرت واجب ہو لیکن اس کے حصہ کے زمین سے چنانچہ اجارہ میں اجرت واجب ہوتی ہے ہم یعنی اگر فرارعت کا حصہ غلہ میں تہائی ہو تو زمین کی اجرت کی
تہائی اسپر واجب ہو اور نفقہ دونوں پر ہو گا اس صورت میں کذا فی الدرر بخلاف مالومات احمد قبل ادراک الزرع حیث یكون اکل علی العامل اذ انشأ
العقد استحقا انما یجب بظاہر اس صورت کے کہ اگر عامل یا صاحب زمین مگر کھیت پہنچنے سے پہلے کیونکہ وہ ان کل یعنی عمل اور کھیت کا بیج اور نگہبانی کی
اجرت کذا فی الزبلی عامل پر یا اس کے وارث پر ہوگی بسبب باقی رہنے عقار کے استعمال چنانچہ آگے آدیکھا ہم مخطاوی نے کہا یہ دوسرے عمل کی گفتگو ہر اسکا ذکر

یعنی زمین سے
کچھ نہ نکلا

اگر آری دفع رجل ارضه الى اخر على ان يزرعها بنفسه وبقره والى زرعها نصفان الخارج منها كذا لعل على هذا المزارعة فاسدة ويكون
 الخارج منها نصفين وليس للعامل على ريب الارض اجر بشرط فيه والعامل يجب عليه ان يزرع الارض نصفها لفساد العقد كذا في مروج الذهب
 ودرست كذا في اس شرط پر کہ وہ شخص بذات خود اور اپنے بیل سے زراعت کرے اور بیج و دھون میں نصف نصف ہو اور جو غلہ پیدا ہو وہ بھی دونوں میں
 اسی طرح نصف نصف ہو مگر مزارع اور اس کے بیل نے اسی شرط پر زراعت کی تو مزارعت فاسد ہو اور غلہ دونوں میں نصف نصف ہو گا اور مزارع کا صاحب زمین
 پر کچھ اجر لانے میں اس سبب اس کے شریک ہو جائے گا کہ غلہ میں اور عامل پر نصف زمین کی اجرت واجب ہو صاحب زمین کی واسطے سبب فاسد ہونے کے عقد کے
 کہ لو کان البذر ثلثین من احدینا وثلث من الآخر المزارع بینا نصین او علی قدر بذرہا فاسد ایضا لا بشرط الاعارة فی المزارعة عادیہ اور اس طرح
 اگر دو تہائی بیج ایک شخص سے ہو اور ایک تہائی دوسرے کی طرف سے ہو اور عامل غلہ دونوں میں آدھ آدھ یا غلہ بچہ رائے بیج کے آدھ آدھ بھی
 فاسد ہو سبب شرط کر کے مالک میں کہ عاریت و شفعہ کو مزارعت میں کذا فی البانی یعنی ہوا سبب کہ مالک زمین نے عامل پر بیل کا عاریت دینا شرط کیا کذا فی
 الطحاوی و اعلم ان نصف الارض مطلقا بقدر المدۃ المزارعة علیہا بقدر المدۃ و اگر مزارع نے مزارعت کے دوران
 پر جو بیل اس کے حصوں کے ہم سلاقی اپنی خواہ صرف کی حاجت ہو کھیت کے بچہ ہونے سے پہلے یا بعد اس کے کذا فی الجلی و اما قبل مضیہا فلا عمل قبل انتماء المزارع
 کشفہ بذرو مونة ففقد و کذا فی المزارع علی العاقل و لا بلا شرط فاسد ایضا لا بشرط الاعارة علیہ اہل مزارعہ و لا بشرط
 قیاضہ اور مزارعت کی مدت گذر جائے سے پہلے تو جو عمل کھیت بچہ ہونے کے قبل ہو جیسے بیج کا صرفہ اور نگرہ بانی اور نہ صرفہ کرنے کی نسبت ہو وہ عامل پر
 اگرچہ اسکی شرط نہ ہو تو جو بیل کھیت بچہ ہو کمال کو پہنچا تو بیل مال شریک ہو کر باقی رہے گا تو عامل اور مالک زمین دونوں پر خرچ اسکا واجب ہو گا
 کھیت کے کٹنے اور دین میں چلانے کی اجرت اس طرح تحریر کی ہو مضاف نے اپنی شرح میں اور اسی پر یعنی قبل مسمی مدت پر بعد المزارعہ کے قاعدہ کو ملحوظ کیا
 تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم صدر المزارعہ نے یوں کہا کہ جو عمل قبل بیج کے ہو وہ عامل پر ہو مضاف نے یہ قول قبل انعقاد مدت مزارعت پر مبالغہ اور
 عقد اور تحقیق عمل عامل پر تصور کیا کیونکہ مدت کے بعد نہ عقد ہو نہ تحقیق فان شرطہا علی العاقل فسد کما لو شرطہا علی رب الارض پھر اگر عاقلین نے
 بعد بیج عمل شرط کیا عامل اپنے مزارع پر تو عقد فاسد ہو چنانچہ فاسد ہو اگر صاحب زمین پر عمل کر شرط کیا یعنی ہوا سبب کہ اس شرط کو عقد مسمی نہیں کذا فی الطحاوی
 بمخلاف ما لو ماستر بہ الارض المزارع قبل ان یصل فیہ جمیع علی العاقل و وارثہ بقا مدت العقد و لیس سبب علی العاقل علیہ انتماء
 الزرع کما خلاف سابق یہ صورت ہو کہ اگر صاحب زمین مر گیا اور کھیت ہو گئی اس اور ساگ ہو یعنی دانہ نہیں نکلا تو اس میں تمام عمل عامل پر ہو یا اسکے وارث پر
 سبب باقی رہے مدت عقد کے اور عقد واجب کرتا ہو عامل پر وہ عمل سبکی طرف حاجت ہو تا انتماء زرع چنانچہ مذکور ہو چکا ہم ملے نے کہا کہ بمخلاف شرط تو
 و نصف الارض علیہا با کسب حق و لو مات قبل البذر بطلت ولا شی لکن انہ کما ہو کذا لا یصح بدین نحو جمعی اور اگر زمین کا مالک مر گیا بیج ڈالنے سے پہلے تو عقد
 باطل ہو گیا اور مزارع کی جو تہائی کی کچھ اجرت نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور اس طرح جو تہائی کی کچھ اجرت نہ ہو گی اگر مزارعت بیج کی سبب اس زمین کے مضاف
 کو بیج زمین کی طرف کذا فی الجہتی و صح شرط اہل کھاد و دواسر نصف علی العاقل عند الثاني للتعامل و ہوا الصح و علیہ الفتوی طحاوی اور صح ہر شرط
 کہ لینا عمل کا چنانچہ کھیت کا تھا اور ما بذر اور غلہ کو بھوسے سے صاف کرنا اور بھوسے کے نزدیک سبب رواج اور عرف کے اور یہی قول صح ہر اور اسی پر فتویٰ
 کہ کذا فی الفتوی ہم عمل مذکور بلا شرط عاقلین پر ہو اور شرط مزارع پر لازم ہو حکم عرف کذا فی الطحاوی عن النخایہ الخلفہ فی المزارعة مطلقا و لو فاسدة اما
 فی بذر المزارع ثم فرع علیہ بقولہ مزارعت میں مطلقا اگرچہ مزارعت فاسد ہو غلہ امانت ہو مزارع کے ہاتھ میں ہو مضاف نے اس قول پر تفسیر کی بقول اسیدہ
 فلا ضمان علیہ لو بطلت الفتوی یہ بلا ضلعہ فلا تصح بہا الکفالة تو مزارع پر تاوان نہیں اگر غلہ تلف ہو گیا اسکے پاس بدون اسکے کرتب کے تو غلہ کی خرابی چنانچہ

انہم تو کھل جھینڈا ان کے ہاتھ ہاں صحت المزارعہ و ان کا کہ ان ملکین علی وجہ الشرط و الاصلیت المزارعہ خانیہ ہاں اگر ایک شخص مٹا ہوا صاحب زمین کے حصہ کا اگر مزارع اسکو تلف کر دے تو مزارعت اور ضمانت دونوں میں صحیح بشرطیکہ کفالت بطریق شرط کے نہ ہو اور اگر بطریق شرط کے ضمانت ہوگی تو مزارعت فاسد ہو جائیگی کذا فی النہیہ ہم کفالت مذکورہ اس واسطے صحیح ہوئی کہ وجوب ضمان کے سبب کی طرف مضاف ہوئی یعنی اسلحا کی طرف مشابہہ فی حکم المذاکرہ اسی مساقاۃ فان حصۃ المزارعین فی احوال امانۃ اور مزارعت کے مانند حکم میں معاملات یعنی مساقاۃ ہو اس واسطے کہ زمیندار کا حصہ حال کے ہائے امانت ہو و ان کا حصہ مزارع فی سقی الارض حتی ملک الزرع ہذا سبب لم یفصل المزارع فی المزارعۃ الفاسدۃ و یفصل فی امانتہ لوجوب اصل علیہ فیما ماری فی یہ امانۃ فیضمن بالتقصیر اور جبکہ مزارع نے قصور کیا زمین کے سینچنے میں یہاں تک کہ کھیت خشک ہو گیا ہے تو مزارع مادی سے مزارعت فاسد نہیں اور تاوان کی مزارعت صحیحہ میں بسبب وجہ نے عمل کے مزارع پر صحیحہ میں نہ فاسدہ میں نہ چنانچہ مذکور ہو چکا اور غلہ اسکے پاس امانت ہو تو ضمان دیکھا بسبب بتقصیر کے فی لہ وجہ کا ترک اسکی عدمی میں ضمن وقت مازک اسکی قیمتہ نامتناہی الارض ہاں کم کم مزارع قیمتہ قسمت الارض مزرعہ وغیر مزرعہ و قیمتہ فصل مابینہما سہلہ میں ہر ایک مزارع نے سینچا عمدہ اچھوڑ دیا یہاں تک کہ کھیت خشک ہو گیا تو پانی چھوڑنے کے وقت جو زمین میں بچے کھیت کی قیمت ہو اسکا تاوان کا اور اگر کھیت کی کچھ قیمت نہ ہو تو زمین مزرعہ وغیر مزرعہ کی قیمت مقرر کیا جائے تو بیشتر دونوں میں زیادتی ہو اتنا ضمان کہ ہم یعنی مثلاً اگر زمین مزرعہ کی قیمت چالیس رو اور غیر مزرعہ کی قیمت تو دس کا ضمان کہ فروغ مسائل ملحقہ شناس کے اخرا کا الاستی ان تاخیر امتداد الا یضمن و الا یضمن مزارع نے سچائی میں تاخیر کی تو اگر وہی تاخیر کی عادت ہو مزارعین میں اور کھیت خشک ہو جائے تو تاوان دے اور اگر تاخیر غیر امتداد ہو تو تاوان دے شرط علیہ الحما و فغافل سے ہلکے ضمن ان چھوڑ تاخیر امتداد مزارع پر کھیت کا ٹٹا شرط ہو اسوائے یہاں تک غفلت کی کہ وہ تلف ہو گیا تو وہ تاوان دے مگر یہ کہ اتنی تاخیر کرے جسکی عادت ہو تو تاوان نہیں ترک حفظ الزرع سے اکل الدواب ضمن وان لم یرد اجر وحی اکل کذا ان اکل مزرعہ ضمن و الا لا یتراتیہ مزارع نے نگہبانی کھیت کی یہاں تک چھوڑی کہ اسکو چوپائے جانور کھا گئے تو تاوان دے اور اگر اسنے ٹڈی نہ لائی یہاں تک کہ سارا کھیت کھا گئی تو اگر اسکا ہانکنا ممکن تھا تو تاوان دے اور اگر ممکن نہ تھا تو تاوان نہیں کذا فی البرزاقیہ زرعیہ بل بلا امر و طالبہ بحصۃ الارض فان کان العرف جری فی ملک القریۃ بالنصف او بالثلث محوۃ دس ذلک ایک مرد نے دوسرے مرد کی زمین میں مزارعت کی بدون اس کے امر کے تو صاحب زمین اس سے حصہ نہیں کا مطالبہ کرے تو اگر اسکا گاون میں عرف جاری ہو نصف یا ثلث اور ورنہ اس کے نو وہی واجب ہو گا حشر میں جلین الی احدہما ان یستقیمہما جبر فلو قبل نصفہ لکمال لاصحان علیہ وان یقع الی القاضی و امرہ بذلک لکما یستقیم جو اہل القاضی ایک کھیت ہو دو شخصوں کی شراکت میں ایک شخص نے اس کے سینچنے سے انکار کیا تو اسپر زبردستی کیجائے سینچنے میں اگر کھیت بگڑ گیا حاکم سے نالش کرنے سے پہلے تو اسپر تاوان نہیں اور اگر اسنے قاضی سے نالش کی اور اسنے اسکو سینچنے کا حکم کیا پھر بھی اسنے نالیا تو اسپر تاوان لازم ہو گا کذا فی جو اہل القاضی ہم ظاہر اس مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ کھیت مشترک ہو نہ بطریق مزارعت کے ہو اسطے کہ مزارعت کا حکم نصف او شراخ ذکر کر چکا ہو شرط ابدا علی المزارع ثم زرعہا ب الارض ان علی وجہ الاعانۃ المزارعۃ و الا لا یضمن لہا شیء شرط ہو مزارع پر پھر کھیت ہو یا جتنا زمین نے تو اگر یہ وجہ امانت ہو تو مزارعت ہو ورنہ تو مالک کا بونا مزارعت کا توڑ دینا ہو قطع الارض المستاجرۃ من الاجیر مزارعۃ جازان البذر من المستاجر و معاملہ لم یجبر مستاجر نے اجارہ کی زمین مالک زمین کو وہی بطریق مزارعت کے تو جائز ہو اگر بیع مستاجر کا ہو اور اگر بطریق مساقاۃ کے دی تو جائز نہیں استاجر ارضاً ثم استاجر صاحباً یملک ثوبا اجارہ کل من شیء یصنف مستاجر سے زمین اجارہ لی پھر مستاجر سے مالک زمین نے زمین اجارہ لی تا زمین عمل کرے تو جائز ہو یہ سبب مسائل مصنف کی شرح منہج الخفا سے منقول ہیں ہم عمل سے ہر قسم کا عمل مراد ہو اسوائے مساقاۃ کے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ مالک کو بطریق مساقاۃ کے زمین دینا جائز نہیں قلت و فیہ آخرا ب جنایۃ البیتۃ معزایۃ لہ صحتہ بستانی صیح امر البستان و فضل مٹی و خل الماء و تلفت الکروم و اسیطان لعل فیضمن الکروم لا یحیطان لوفیہ حصرم

شکر بلا اجر و میل بلا اجر و فی المزارع و بساتین و ساقاۃ کی نسبت منقضی ہوگا تو چھوڑ دیا جائے اور اگر اس میں عمل کیا جائے تو ان کے اجراء و فراغت میں اجرت کے ساتھ ہم لیں
 مدت مساقاة اگر منقضی ہوگا اور پھل خام چون تو مال کو جائز کر کے خبر گیری کیا کرے پھل پختہ ہونے تک پہلے مہلے غراب کی اجرت میں فراغ پر اجرت نہیں
 کی قدر اس کے حصہ کے وجہ ہوگی اور ساقات میں بقدر اس کے حصہ کے اجرت وجہ نہیں ہوا سوائے کہ اشجار کا اجارہ درست نہیں بر خلاف فراغت کہ وہ ان میں کا اجارہ
 ہوگا اور وہ درست ہو گا فی المظاہر دی علی الزم فی اذان الشجر الخرج العاقل بالشرطہ فی المزارع و قیامہ الزم اور جبکہ خاستان میں استحقاق غیر ثابت ہو تو مال کا
 اجرت مثل حبس سیرا و فراغت میں ملکیت کی قیمت سے ہم مال اس وقت اجرت لیں جبکہ کچھ شجرہ ہوا اگر پھل ہوں تو کچھ اجرت نہیں کذا فی المظاہر دی علی انما غایہ و الارال
 بیان المدة لیس بشرط ہما استئمانا لظہر بوقتہ عادیہ اور جو بھی چیز فراغت میں شرط ہو اور ساقاۃ میں نہیں بیان کرنا ہر مدت کا سو بیان مدت یہاں استئمانا بشرطین
 مستقیم ہونے اس کے وقت کے بطریق عادت کے ہم نہیں بھیجی پھل کا وقت مقرر ہو اس میں کم تفاوت پڑتا ہو و جندہ قطع علی اول خرخرع فی اول اثنہ اور اس وقت
 یعنی دوسرے عدم ذکر مدت مساقاة واقع ہوگی پہلے پھل پرا و جو پیدا ہوا اول سال میں ہم یعنی مساقاة منقذ ہوگی اول خرخرع اس سال میں خارج ہوا سوائے کہ وہ شجرہ
 اور ابداً سکا شکوک ہو فی الرطبہ علی اوراک بذرا و اذا الرطبہ فیہ وجده اور در صورت عدم بیان مدت رطبہ میں ساقات منقذ ہوگی اسکے بیچ کے کچھ پر اسوائے کہ اسکی
 فقہاء ہی میں غیبت ہوتی ہر رطبہ بفتح اول لا یت میں عہدہ جاریہ ہو یا یکبارہ یا کبارہ یا سالہا سال ترہا اسکے بیچ کی زیادہ قدر ہو مطلقاً دی گئے کہ رطبہ جب تک تر رہا ہو اسکو نصیب
 کئے ہیں و اول مصر یہ کہتے ہیں اور شک کو و لیس لیس ہوتا ہے ہر رطبہ کو و لیس ہوتا ہے کہ رطبہ کو قبول مراد میں چنانچہ شراج نے قول ثانی پرافقاہ کیا ہو اگلی عبارت میں نہی اور
 فارسی میں رطبہ کو چھوٹے کہتے ہیں فان لم یخرج فی ثلک الاثر فمرہ قدرت اور اگر اس سال میں پھل پیدا ہو تو ساقات فاسد ہوگی در صورت عدم بیان مدت و لو ذکرہ مرقۃ لکن
 الاثر فیہا قدرت اور اگر لیس کثرت ذکر ہے جو پھل پیدا ہو تو ساقاۃ فاسد ہو و لو تلغ الاثر فیہا اول تلغ صح عدم التیقن بقوات المقصود اور اگر اتنی مدت مذکور
 ہو کہ گاہے اس میں پھل پختہ ہو اور گاہے نہ پختہ ہو تو عقد صحیح ہو بسبب عدم تقین ثبوت مقصود کے ہم بلکہ اس میں مقصود کا احتمال ہو اور بسبب حدوث آفت کے احتمال
 موجود ہو ہر ساقاۃ اور فراغت میں قلو خرع فی الوقت المسمی فعلی بشرطہ عقد و لا قدرت فاعلم حال ہر مثل ایدوم علالی اوراک الاثر اگر پھل پیدا ہو وقت
 سے پہلے ساقاۃ اپنے شرط پر ثابت ہو بسبب صحیح ہونا عقد کے اور اگر پیدا ہو تو ساقاۃ فاسد ہو سوا مال کے واسطے اجرت مثل ہو تاکہ اسکا مال ہمیشہ ہمارے پھل پہنچے تک
 و لو وقع غراس فی الارض لم تلغ الاثر علی ان یصلح ما فخرج کان بینما تقصد ہرہ المساقاۃ ان لم یدکر اعواما متعقوتہ وان ذکر ذلک صح اور اگر ایسے پودے دست
 کے جو زمین میں قائم ہیں اور نہ پودے کہ پھلنے کی نوعیت نہیں ہونے مالک کے باغبان کو دے دے اس شرط پر کہ اگلی خبر گیری اور دہشتی کرے اور جو پھل پیدا ہوا وہ دونوں میں
 نصفانصاف ہو تو یہ ساقاۃ فاسد ہو اگر وہ چند سال میں کو ذکر نہ کرے اور ذکر کرے اسکو تو عقد صحیح ہو ہم بیان مدت اہمورت میں ایسے ضرور ہو کہ نئے و خزان کا پھل لانا
 نہایت متفاوت ہو تا ہر با متباہر وقت و نہ وقت اراضی کے تو اسکا اول خرخرع قبول کرنا نہیں کذا فی الزمعی و لکذا الودع اصول رطبہ فی الارض مساقاۃ و لم یسم المدة
 اور اس طرح ساقاۃ فاسد ہو اگر رطبہ کی زمین جو زمین کے اندر ہیں بطور ساقات کے دین ہم یعنی بقاہ اصول تک ساقاۃ فاسد ہو اسکا کہ اسکی انقطع کی حد قرینہ کیونکہ رطبہ کی
 زمین بجا کرتی ہیں جب تک زمین میں قائم ہیں تو مدت قبول شجرہ کذا فی الزمعی بخلاف الرطبہ فانہ یجوز ان لم یسم المدة و یفصح علی اول خرخرع رطبہ کے کہ اسکی ساقاۃ
 جائز ہو اگر حدت نہ کو نہ ہوا و عقد واقع ہوگا اول تراش پر جو عقد کے بعد ہوا اسکا کہ اسکی نہایت کی حد ہو چنانچہ چھوٹے کذا فی الدرر و لو وقع رطبہ نہی جذا و باغی
 ان التیوم علیہا حتی یخرج بذرا و یکون بینما نصفین جائز بلا بیان المدة و الرطبہ لصاحبہا اور اگر مالک وہ رطبہ سے بیکے قطع کا وقت نہی ہو گیا اس شرط پر کہ مال
 اسکی خبر گیری کیا کرے یہاں تک کہ اسکا بیج پیدا ہوا و بیج دونوں میں نصفانصاف ہو تو ساقاۃ جائز ہو بدون بیان کرنے مدت کے اور رطبہ اس کے مالک کی ہر ہم اسوائے
 کہ بیج کا وقت فراغت کے نزدیک معلوم ہو و بیج نکلا مال کی محنت سے تو نصف شرط کو صحیح ہو گیا اور رطبہ فقہ مالک کا ہوا اسکا کہ مال کی محنت کا اس میں کچھ نہیں لیا
 فی الدرر و لو شرط الشترکہ فیہا فی الرطبہ قدرت الشترکہ فیہا لایؤملہ اور اگر دونوں رطبہ میں بھی شرکت شرط کی تو ساقاۃ فاسد ہو اسوائے کہ انھوں نے

بہرہ
 فی زمین
 بساتین و ساقاۃ
 میں چھوٹے مالک
 نام و بیج کو
 کا حصہ ہوتا ہے
 نہ بیج نہ زمین

کامل از حد ثانی الاجازۃ اور مساقاۃ منع ایجابی جو حد سے فراغت کے مانند چنانچہ اہل تائین منہج ہوتا ہے حد سے ومنہ کون الحال علیٰ ہذا منہج العمل
 کو نہ سار قیامت علیٰ غرہ وسفہ منہ دفعاً للضرر اور منہج ہذا حال کا عاجز ہونا علی سے اور اسکا جو ردنا کہ اسکی طرف سے خوت ہونے کے پہلے اور شافعی منہج
 ہذا جو دفع ضرر کیو استیلا فروغ مساعی لحدہ شایع کے تا قبل الاوراک کستی و تالیف و حفظ فعلی الحال و ما بعدہ و کذا و حفظ فعلیہا و بشرط علی الحال منہج و تالیف
 و الاصل ان مالک بن منہج قبل الاوراک کستی فعلی الحال بعدہ کہ صا علیہا لحدہ التسمیۃ فی حفظ جو عمل کہ چنگی غرض سے پہلے جو منہج سینچنا اور تالیف خرا اور نگہانی سودہ علی
 ہوا اور جو عمل کہ چنگی سے بعد جو چیسے پہلے تو زنا اور نگہانی سودہ علی اور مالک دونوں پر لازم ہوا اور اگر عمل بعد از چنگی ہی حال پر شرط کیا جائے تو مساقاۃ فاسد ہوگی لانا
 کہ انی المتکثر بہذا قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو عمل کہ قبل از چنگی ہو چیسے سینچنا تو وہ حاصل ہو جو بعد از چنگی ہو چنانچہ قطع کرنا وہ دونوں پر چنانچہ قسمت کے بعد دونوں پر
 تو اسکو یہ دفع کرنا چاہیے دفع کرنا حدیثاً بالانصاف ثم زاد احدہما علی النصف ان زاورب الکرم لم یجرہ لانه ہتہ شایع تقسیم وان زاد الحال جائز لانه اسقاط مالک نے
 انکو رک کی سہل نصفاً نصف پر بطور مساقاۃ کے دی پھر ایک شریک نے نصف پر کچھ زیادہ ضرر کر دیا تو اگر مالک انکو نہ زیادہ کر دیا تو جائز نہیں ہوا اسلئے کہ یہ سب پر
 اس شایع کا جو قسمت پذیر ہوا اور اگر حال نے زیادہ کر دیا تو جائز ہو اسلئے کہ یہ اسقاط جو نبی اپنا حق کم کر دیا یعنی اشترک کیا مساقاۃ لم یجر فلا جہل لانه شریک فی حق النفس
 و رحمت سے اپنے شریک کو بطور مساقاۃ کر کے تو جائز نہیں اور اس کے واسطے اجرت بھی نہیں ہوا اسلئے کہ وہ شریک ہو تو عمل اسکی ذات کیو اسلئے واقع ہو گا م یعنی عمل اصلاً
 اپنی ذات کیو اسلئے ہو گا اور بقا غیر کے واسطے ذی الوہانیت سے و مالک فی ان لیسانی غیرہ وان اذن الاول لہ لیس غلبہ اور وہاں نہ میں ہوا اور ساقی اپنی حال کو جائز نہیں یہ کہ
 اپنے غیر کو بطور مساقاۃ کے دے اور اگر مالک اذن دے اسکو تو مہربان نہیں م یعنی اگر مالک بدن کے عمل کرانی قبول اور جو غیر تو دوسرے سے حال کو مساقاۃ کرنا درست ہے
 چنانچہ منہج و وہاں نہ اور عالمگیر سے مستغنا ہوتا ہو تو اگر ظلم بجائے اذن طلق قولنا تو بہتر ہو تا کہ فی الطلاق دی دنی سبایا تہا سے دای شہادہ دونے بھلا ہوا دای ساقی و المزارع
 یکفرہ اور وہاں نہ کی ہمایون میں سے یہ پہلی ہوا دیکس بکری کو بدون بیع کرنے کے شایع حلال رکھتا ہوا دیکس ساقی اور مزارع کو کافر کے ہن میں پہلے سوال کا جواب
 یہ ہو کہ وہ بکری مراد ہو جو جنگل میں دشمن ہو گئی کہ نہ طرح اس کے مالک کو نہیں ملتی ہو کہ اسکو بیع کرے تو وہ زخمی کر دینے سے حلال ہو جائی ہو خواہ زخم باقہ یا خون میں لگے
 خواہ پیٹ یا پیچ میں اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہو کہ ہر ساقی اور مزارع کا جو اسلئے کہ کفر لغت میں یعنی چھپنے کے ہوا اور ہر باغبان اور کشتکار زخم ہوتا ہو تو اسکو
 خاک میں چھپا تا ہو تو یہاں کافر لغوی مراد ہو کہ کافر اصطلاحی خاصہ منہج انھار میں ہو کہ محمد بن فضل کے فتاویٰ میں کہا کہ قولہ تعالیٰ زیاداً یا الذین اسوا کوا امالی الاراک
 حلالاً علیہا میں حلال تو معلوم ہو اور طبیب وہ ہو کہ زمین سے بطریق فراغت یا مساقاۃ کے یا اپنی زمین میں درخت کرے اسلئے کہ نماز پنجگانہ جماعت سے اوقات متبرکہ
 اور اگر سے تو حلال طبیب حاصل ہو لیکن اگر ایک نماز میں بھی سبب اشتغال درخت کے تاخیر کر دیا وقت شعب سے تو اسکی زرعت طبیب نہ ہوگی اور یہ طرح اگر بیج بود بگا
 یا درخت لگا دیا برون ہمارت کے یا مزدوری مزدوری دینے میں اتنی دیر لگا کہ لہینا مزدور کا خشک ہو گیا یا اداسے ٹھن میں درخت میں سے ہو جائے کے
 بعد تاخیر کر لیا یا ٹھن تفرق دیا برون رضامندی بالغ کے تو اسکی کھیتی طبیب نہ ہوگی اور شعب یہ ہو کہ بیج زمین میں ڈالے ہمارت کر کے پھر کھیت کے کنارہ پر دو کھیتیں نماز
 پڑھے اور یہ دھاکرے اللہم انی عبد ضعیف سہل ہذا لیک تسہل و بارک لی فیہ پھر دو پڑھے تو حق سبحانہ تعالیٰ اس کھیت کو آفات سے بچا دے لگا اور زمین برکت کر لگا اور
 جب کھیت بچتے ہو تو شعب ہو کہ یہ ہو کہ کھل یا وزن کرنے والا ہمارت کر کے قبل از بیٹھے او زمین تو برکت نہ ہوگی پھر جب کھل یا وزن کر کے تو درخت نماز پڑھے اور یہ دھاکر
 یا برقی اہیت بذر اقلیاد و عطیاتی شیا کثیرا فاجلنا موت طمانہ ولا تجعلنا موت مصیبتہ و جعلنی من الشاکرین اور اسی طرح درخت لگانے میں کرنا چاہیے کہ انی الطلاق دی ہر

واللہ اعلم و تفضل اللہ علیہم اجمعین

کتاب الذبائح

یہ کتاب ہر حیوانات مذکورہ کے احکام میں ذبح جمع ہو ذبیحہ کی مسابقتا للزراۃ کو نماز تلافی الحال لا استغفار بالنبات والعم فی المال مناسبت کتاب الذبائح

سے کرنا جائز نہیں
 اور وہاں نہ کی ہمایون میں سے یہ پہلی ہوا دیکس بکری کو بدون بیع کرنے کے شایع حلال رکھتا ہوا دیکس ساقی اور مزارع کو کافر کے ہن میں پہلے سوال کا جواب
 یہ ہو کہ وہ بکری مراد ہو جو جنگل میں دشمن ہو گئی کہ نہ طرح اس کے مالک کو نہیں ملتی ہو کہ اسکو بیع کرے تو وہ زخمی کر دینے سے حلال ہو جائی ہو خواہ زخم باقہ یا خون میں لگے
 خواہ پیٹ یا پیچ میں اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہو کہ ہر ساقی اور مزارع کا جو اسلئے کہ کفر لغت میں یعنی چھپنے کے ہوا اور ہر باغبان اور کشتکار زخم ہوتا ہو تو اسکو
 خاک میں چھپا تا ہو تو یہاں کافر لغوی مراد ہو کہ کافر اصطلاحی خاصہ منہج انھار میں ہو کہ محمد بن فضل کے فتاویٰ میں کہا کہ قولہ تعالیٰ زیاداً یا الذین اسوا کوا امالی الاراک
 حلالاً علیہا میں حلال تو معلوم ہو اور طبیب وہ ہو کہ زمین سے بطریق فراغت یا مساقاۃ کے یا اپنی زمین میں درخت کرے اسلئے کہ نماز پنجگانہ جماعت سے اوقات متبرکہ
 اور اگر سے تو حلال طبیب حاصل ہو لیکن اگر ایک نماز میں بھی سبب اشتغال درخت کے تاخیر کر دیا وقت شعب سے تو اسکی زرعت طبیب نہ ہوگی اور یہ طرح اگر بیج بود بگا
 یا درخت لگا دیا برون ہمارت کے یا مزدوری مزدوری دینے میں اتنی دیر لگا کہ لہینا مزدور کا خشک ہو گیا یا اداسے ٹھن میں درخت میں سے ہو جائے کے
 بعد تاخیر کر لیا یا ٹھن تفرق دیا برون رضامندی بالغ کے تو اسکی کھیتی طبیب نہ ہوگی اور شعب یہ ہو کہ بیج زمین میں ڈالے ہمارت کر کے پھر کھیت کے کنارہ پر دو کھیتیں نماز
 پڑھے اور یہ دھاکرے اللہم انی عبد ضعیف سہل ہذا لیک تسہل و بارک لی فیہ پھر دو پڑھے تو حق سبحانہ تعالیٰ اس کھیت کو آفات سے بچا دے لگا اور زمین برکت کر لگا اور
 جب کھیت بچتے ہو تو شعب ہو کہ یہ ہو کہ کھل یا وزن کرنے والا ہمارت کر کے قبل از بیٹھے او زمین تو برکت نہ ہوگی پھر جب کھل یا وزن کر کے تو درخت نماز پڑھے اور یہ دھاکر
 یا برقی اہیت بذر اقلیاد و عطیاتی شیا کثیرا فاجلنا موت طمانہ ولا تجعلنا موت مصیبتہ و جعلنی من الشاکرین اور اسی طرح درخت لگانے میں کرنا چاہیے کہ انی الطلاق دی ہر

کتاب الذبائح

کی کتاب المزارعہ سے ہونا دونوں کا اتلا منہ فی الحال اور نفع حاصل کرنا نباتات اور گوشت سے انجام کا میں ہم مناسب یہ تھا کہ شایع ذباغ اور ساقاؤ میں
 مناسب نہ ہو کر تاہم اس کے ذباغ مساقا کے بعد نہ کو ہر نہ فرات کے بعد تو دھنا بہت میں یوں کہنا حق ہے کہ مساقا اور ذباغ ہر ایک میں خوش انسانی
 نہ کو ہر مساقا میں چھل اور ذباغ میں گوشت کہ فی الجموع الذبیحہ اسم یا ذبح بالکسر ما بالفتح قطع الا وادج وجمہ اس جو ان کا نام ہے جو ذبح کیا جائے ذبح
 بالکسر حیوان ذبح کا نام ہے اور ذبح بالفتح تو عبارت ہے قطع عروق سے حرم حیوان میں شاة الذبح ذبح ایک و اگر ذبحان بلا ذکاہ و ذل المشرقیہ و المشرقیہ و کل
 عالم ذبح ذکاہ شریعی اختیار کیا کہ ان کو سطر یا حرجا نذر کہ شرعاً لائق اور قابل ذبح ہے ہر دم ہر جب تک ذبح نہ کیا جائے بطریق ذبح شری کے خواہ ذبح اختیار ہی نہ خواہ
 ضروری شایع کے کہا لیا تب ذبح کی تیس سے چھل اور ٹہنی نکل گئی تو وہ دونوں حلال ہیں بدون ذبح کے اور درست میں نخل ہوا وہ جانور جو اونچے پر سے گرے کے
 مر گیا اور جو جانور سنگ وغیرہ کا زخم کھا کر مر گیا اور جو حیوان کہ ذبح نہ کیا گیا مگر علی کے کہ شایع نے جو اثن کی عبارت میں تصدیق کیا سو تصرف فاسد ہے کہ
 میں تیسرے تصرف میں اثنی اندازہ ہر دم نے عبارت میں کا ترجمہ مقدم جانا و ذکاہ و قطع و حرج و قطع انہار دم فی ای موضع قطع من البدن او ضرر و شاکا
 ذبح زخمی کرنا اور کو چنا اور خون کا بہانا ہر بدن میں سے جہاں کہیں زخم واقع ہو مگر کو چنا و خون بہانا بدون زخم کے نہیں ہوتا تو طعن اور انہار دم کی کچھ حاشیہ بھی
 ذکاہ الا اختیار ذبح میں لائق و بالذبح بالفتح انحر من الصدر و ذبح اختیار ذبح کرنا ہر میان طعن اور تیسرے کہ قطع لام و شاة یہ بار غر کر ذکاہ تمام ہر سینہ سے دم
 واضح تر یہی کہ ذبح اختیار ذبح زخم گانا ہر میان لہذا و حرمین کہ اتلا فی نے کہا کہ یہ سر سید ہر و حرمین میں ہر دم صاحب میں ہر شہر موضع ہر شہر کر ذکاہ
 فارابی نے کہا کہ یہ عبارت ہر شہر سے اور ہر موضع ہر شہر کا حلق سے اور موضع تلاوہ کا ہر صدر کہ ذکاہ الطحاوی و عروقہ کا مضمون کہ وہ طحاوی و علاوہ او شاة و ہر شہر شری
 کے لہذا و ذبح کے عروق میں سے ایک حلقہ ہر بالکل خواہ ذبح حلقہ دم کے درمیان ہو یا اسکے اوپر یا اسکے نیچے اور حلقہ دم کے آگے جانے کی راہ ہر قول صحیح
 جسکو اہل ہند زخم کہتے ہیں ہم ہر میں کہہ کہ حلقہ ہر ہر طام اور شراب کا سو کا تب وغیرہ کا سو ہی بلکہ حلقہ سانس آگے جانے کی راہ ہر ذکاہ فی شرح الوقایہ
 طحاوی نے کہا صاحب موہب نے کہا کہ ذبح متعین ہر و میان لائق اور تیسرے کے نیچے گرہ کے کمال باشانے کہ ذبح جائز نہیں فوق العقد یعنی گرہ کے اوپر
 اور بعضوں نے جواز کا فتویٰ دیا ہر اور زلی نے کہا ہر سے علمائے اگرچہ اکثر عروق اربعہ کا قطع شرط کیا ہے سو حلقہ دم اور مری میں سے ایک کا قطع سب کے نزدیک
 ضروری اور جبکہ عقدہ حلقہ دم میں سے جانب سر کہ باقی نہ ہو گیا تو ایک کا بھی قطع حاصل نہ ہو گا تو وہ ماکول نہ ہو گا بالا جماع اور اسی طرح شہنی اور طاعلی اور شہر صالح نے
 کہا ہر و فتاویٰ عالمگیری اور تجنیس اور مزید میں واقعات سے زلی کے موافق منقول ہے تو طحاوی زلی اور اسکے ساتھیوں کا قول ہے ہر باجماع تھا یہ ہے کہ متفق
 علیہ ہر کرنا چاہیے اثنی مختصر و الہری ہر طام و الشراب اور شہر عروق اربعہ مری ہر وزن میر ذبیحی کھانے اور پینے کی راہ ہم اہل سنی کے تصریح کی ہے
 کہ قصاصہ نم میں دو منفذ ہیں ایک دم آگے جانے کا منفذ ہر پھیڑے کی طرف اسکو تھہر رہتے ہیں در دو ہر طام اور شراب کا منفذ ہر مری کی طرف اسکو
 مری بولتے ہیں اور حلقہ دم اور قصہ یہ سامنے ہر اور مری اسکے پیچھے ہر پشت کی طرف والود جان مجری الدم اور شہر عروق اربعہ و جان ہیں جن میں خون ہر تازہ ہر
 جنکو شہر بولتے ہیں ہم دونوں گن حلقہ دم اور مری کے چپ رست واقع ہیں یہ چاروں عروق ذبح کی واسطے ایسے متعین ہر ہر کہ دونوں شہر کا قطع خون نکلا
 کے واسطے ہر اور حلقہ دم اور مری کا قطع تعجل کے واسطے ہر یعنی تاکہ جان جلد نکلا کہ ذکاہ الطحاوی و حل الذباغ قطع اسی شاة شہا اذ لکنا اثر حکم اکل او
 حیوان ذباغ حلال ہو جائے ہر عروق اربعہ میں سے تین گون کے کہ سب سے کوئی کیوں ہو واسطے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہر یعنی اکثر کے برابر ہر میں ذکاہ
 قطع ضروری خواہ حلقہ دم اور مری اور ایک شہر خواہ حلقہ دم اور دو شہر خواہ مری اور دو شہر و ہر کئی قطع اکثر کل شہا خلافت اور کیا کفایت کرتا ہر کل عروق
 اربعہ میں سے ہر ہر کے اکثر کا قطع ہونا اس میں خلافت ہر ہم شایع نے حاشیہ میں کہا انام ابو حنیفہ کے نزدیک عروق اربعہ میں سے کوئی تین گن جبکہ قطع ہو جائے
 تو ذبیحہ حلال ہر اور ابو یوسف سے تین رو تین ہیں ایک تو یہی روایت ہے کہ مذکور ہو چکی ہے دوسری روایت یہ ہے کہ حلقہ دم اور دو گون کا قطع کرنا شہر ہر

حلقہ دم کی طرف اسکو تھہر رہتے ہیں در دو ہر طام اور شراب کا منفذ ہر مری کی طرف اسکو
 مری بولتے ہیں اور حلقہ دم اور قصہ یہ سامنے ہر اور مری اسکے پیچھے ہر پشت کی طرف والود جان مجری الدم اور شہر عروق اربعہ و جان ہیں جن میں خون ہر تازہ ہر
 جنکو شہر بولتے ہیں ہم دونوں گن حلقہ دم اور مری کے چپ رست واقع ہیں یہ چاروں عروق ذبح کی واسطے ایسے متعین ہر ہر کہ دونوں شہر کا قطع خون نکلا
 کے واسطے ہر اور حلقہ دم اور مری کا قطع تعجل کے واسطے ہر یعنی تاکہ جان جلد نکلا کہ ذکاہ الطحاوی و حل الذباغ قطع اسی شاة شہا اذ لکنا اثر حکم اکل او
 حیوان ذباغ حلال ہو جائے ہر عروق اربعہ میں سے تین گون کے کہ سب سے کوئی کیوں ہو واسطے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہر یعنی اکثر کے برابر ہر میں ذکاہ
 قطع ضروری خواہ حلقہ دم اور مری اور ایک شہر خواہ حلقہ دم اور دو شہر خواہ مری اور دو شہر و ہر کئی قطع اکثر کل شہا خلافت اور کیا کفایت کرتا ہر کل عروق
 اربعہ میں سے ہر ہر کے اکثر کا قطع ہونا اس میں خلافت ہر ہم شایع نے حاشیہ میں کہا انام ابو حنیفہ کے نزدیک عروق اربعہ میں سے کوئی تین گن جبکہ قطع ہو جائے
 تو ذبیحہ حلال ہر اور ابو یوسف سے تین رو تین ہیں ایک تو یہی روایت ہے کہ مذکور ہو چکی ہے دوسری روایت یہ ہے کہ حلقہ دم اور دو گون کا قطع کرنا شہر ہر

جہاں سے نبی کے وقت سے علیہ السلام کا ذکر نہ کیا جائے تو ذبیحہ حلال نہیں ہم یہود اور نصاریٰ کی ذبیحہ ہوا اسلئے حلال ہو کہ وہ توحید کے معنی میں اور
 اہل اسین یہ آیت قرآنی ہے اور طعام الذین اولوا کتابا علیکم فی اہل کتاب کا طعام تمہارا ہے واسلئے حلال ہو اور طعام سے مراد وہ طعام ہو جسکو وہ نبی کریم
 اور جس طعام کو نبی لاحق نہیں ہوتا اس میں اہل کتاب اور مجوسی بزرگ پر پناہ پختہ چھلی کڈانی اللہ رزقنا وی اللہ لکیر ی میں ہو کتابی کا ذبیحہ اس وقت کھایا جائے جہاں نبی کے
 وقت سلم وہاں موجود نہ ہو اور کتابی سے کچھ سنا نہ ہو یا نبی کے وقت اس سے فقہاء اللہ تعالیٰ کا نام سنا ہو اور جبکہ کچھ نہ سنا ہو تو اسپر معمول ہو کہ اسے خدا کا نام
 لیا ہو گا باعتبار حسن ظن کے مسلم کے مانند اور جبکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا اور اسے اللہ تعالیٰ سے بیعت علیہ السلام کا ارادہ کیا علمائے کہا ہو کہ ذبیحہ یا کول ہو مگر
 جبکہ وہ تصریح کرے اس طرح کہ بسم اللہ الذی ہوناث ثلث ثلثہ یعنی وہ اللہ جو تیسرا تیسرا تیسرا کا تو اب ذبیحہ حلال نہیں انتہی فقہاء ذبیحہ و اول الذبح مہربنا و امرأہ او
 صبیہ یحقیق لہ شیمہ والذبح و یقربہ حلال ہو ذبیحہ سلطان اور کتابی کا اگرچہ نبی کریم کے والد یا والدہ یا عورت یا ایسا لڑکا ہو جو اللہ تعالیٰ کے نام کو اور نبی کریم
 کو پوجتا سمجھتا ہو اور نبی کریم کو سکتا ہو ہم یعنی صغیر تانا جانتا ہو کہ ذبیحہ ہو تو حلال ہو تاہی جبکہ سپر خدا کا نام لیا جائے اور والدہ اور صغیر جبکہ نام خدا کو سمجھتے ہوں اور
 نبی کریم کو سمجھتے ہوں اور اسپر قاور ہوں تو وہ عاقل بالغ کے مانند ہیں کڈانی اللہ رزقنا وی اللہ لکیر ی میں ہو کہ اگر مجنون اور صغیر لیسے ہوں کہ افضل اور صغیر تانا لیسے ہو کہ ان کا ذبیحہ
 حلال نہیں طعام وہی ہے کہا عورت کا ذبیحہ ہر طرح حلال ہو خواہ اس وقت وہ عاقل ہو یا لغافس الی یا جنس اور اولاد اسے او انخرس ذبیحہ سلم اور کتابی کا حلال ہے
 اگرچہ اسکا ختنہ نہ ہو یا کہ وہ کو نکا ہو کو نکا زبان سے نام خدا لینے سے عاقل ہو تو وہ مندرجہ ذیل اسکا دین قائم تمام نام لینے کے ہو تو وہ ناسی کے مانند ہو
 یعنی جو ذبح کہ نبی کے وقت نام خدا لینا بھول گیا بلکہ کو نکا ناسی سے زیادہ تر مند و پر کو نکا فی المذبح لاکل ذبیحہ غیر کتابی اس میں دینی و مجوسی و مرتد و دینی حلال ہیں
 ذبیحہ غیر کتابی کا شہادت پرست اور مجوسی آتش پرست اور مرتد و دینی کے یعنی دیو سپی ہم جن کا ذبیحہ اسواسلئے حلال ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی
 اکبر یعنی حضرت نے منع فرمایا ذبح جن سے چنانچہ شاہ میں ہر ملکہ طاعت سے اور ظاہر محل اسکا وہ ہے جبکہ جن آدمی کی عورت پکڑنے کے نبی کریم کے اور اگر آدمی کی صورت
 پر ہو تو نبی کریم کے تو غلط ظاہر صورت کے اسکا ذبیحہ حلال ہو اسکی تحریر و تحقیق کرنا چاہیے کڈانی الطحاوی جبری اللہ دنیا و لولہ جبریا حلت اشباہ لاندھار کہ تہذیب اور لال
 نہیں ذبیحہ جبری مذہب کا اگر اسکا باپ سنی ہو اور اگر اسکا باپ بھی جبری ہو تو ذبیحہ حلال ہو کڈانی الاشباہ اسواسلئے کہ سنی کے فرقہ نے جب جبری مذہب اختیار
 کیا اہل سنت اور جماعت کو چھوڑ کر تو وہ مرتد کے مانند ہو گیا کڈانی القنیہ ہم مصنف نے نسخ انفار میں کہا اور نو اند ذنیہ میں ہے کہ جائز نہیں ذبیحہ جبری کا اگر اسکا باپ
 سنی ہو اور اگر جبری ہو تو حلت ہو میں کتابا ہر صاحب نو اند ذنیہ نے جو مصنف ہوا شاہ کا یہ قول قنیہ سے لیا ہو اور قنیہ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہو کہ ابو علی
 سے منقول ہے کہ ذبیحہ مجبرہ کا اگر اس کے آبا اور اجداد مجبرہ ہوں تو وہ ذبیحہ ہیں اور اگر اس کے باپ اہل عدل سے ہوں تو حلال نہیں اسواسلئے کہ وہ مجبر نہ
 مرتدین کے ہیں انتہی مانی القنیہ میں کتابا ہر صاحب قنیہ کی مراد ابو علی سے ابو علی جتائی ہو جو فرقہ معتزلہ کا رئیس ہو اور مجبرہ سے اہل سنت و جماعت مراد
 ہیں اسواسلئے کہ معتزلہ اہل سنت کو مجبرہ کہتے ہیں چنانچہ بہت ہی جہشی معتزلی کے کلام سے یہ ظاہر ہو اور اہل عدل سے مراد معتزلہ ہیں ان کے گمان میں چنانچہ علم کلام
 میں مذکور ہو تو صاحب نو اند ذنیہ مجبرہ کو مجبرہ سے بدل ڈالا انتہی مانی الخ اور رد اہل تجو اہر حاشیہ اشباہ میں ہو اور ظاہر مصنف یعنی صاحب اشباہ نے
 جبرہ اور مجبرہ کے فرق کی طرف التفات نہیں کیا اور جبرہ اہل ہوسے اور اہل بدعت ہیں اور عقیدہ اذکایہ ہو کہ بدون استطاعت اور قدرت افعال
 کی صلاح نہیں اور تمام مطلق اپنے افعال میں مجبور ہیں انتہی اور اہل بدعت کی تکفیر میں علماء سلف اور خلف میں اسکا اختلاف ہو اور اس میں شک نہیں کہ جسکا
 مذہب اور بدعت ہو وہی اسے الکفر ہو اور وہ تاویل نہ کرتا ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہو اور جبکہ مذہب بطریق تاویل کے ہو اور اجتہاد اور خطا باعث بدعت
 کی ہو تو اس کے تکفیر میں اختلاف ہو بعض علماء تمام اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں اور یہ قول ہے اکثر سلف کا فقہاء اور تکلمین سے اور بعضوں نے انکو
 جماعت مسلمین سے نہیں نکالا ہو اور وہ اکثر فقہاء اور تکلمین ہیں سو انھوں نے کہا ہو کہ وہ عاصی گمراہ ہیں انہیں احکام اسلام کے جاری ہیں اور

ظاہر ہے کہ اگر ذکر اللہ کا ارادہ کیا تو حلال ہو اور اگر ذکر اللہ کا قصد نہ کیا اور اسکو قصد ترک کیا تو حلال نہیں کذا فی الطحاوی کہا لو قال الذبح لشرکاء وادعی بالحق الملوک
 قائم لا یجوز شراعی فی اھل ماوۃ بزازۃ چنانچہ اگر کسی نے اللہ کا ذکر کیا اور اس سے مومن کی متابعت کا ارادہ کیا نہ دخول فی اھل ماوۃ کا تو وہ اس کی جیسے شرعاً
 کرنا لایجاز کما نہ ہوگا کذا فی البزازیہ و فیما ذکرہ فی التسمیۃ من الذبح حالۃ الذبح اور الذبیح البزازیہ والارسل احوال وضع الحدید بکار الوش اذ لم یقعد عن طلبہ کیا ہی
 اور بزازیہ میں ہے اور شرط ہے بسم اللہ کہنا ذبح سے ذبح کی حالت میں یا شکار کے واسطے تیر مارنے کی حالت میں یا یا زیا شکاری کہتے چھوڑنے کی حالت میں یا لو مارنے
 کی حالت میں گورنے کے شکار کی واسطے بشرطیکہ شکار کرنے والا نہ بیٹھ رہا ہو اسکی تلاش سے چنانچہ اسکے آویگا و یجوز الذبح عقب التسمیۃ قبل تبدل المجلس لواجب
 شائین احدہما فوق الاخری فیکما ذبحۃ واحدة تسمیۃ واحدة حلان لکن مالو ذبحا علی العقب لان الفعل یقید و یقعد التسمیۃ ذکر الذبیح فی البزازیہ و یجوز ذبح کرنا تسمیۃ کے
 بعد قبل از تبدل المجلس لو اگر لیا دو بکریوں کو ایک بکری کو دوسری بکری پر پھر دونوں کو ذبح کیا ایک ہی بار کے ذبح کرنے سے ایک ہی بار بسم اللہ کہنے سے تو دونوں حلال
 ہیں برخلاف اسکے اگر دونوں کو علی العقب ذبح کیا یعنی پہلے ایک ذبح کی پھر دوسری اور تسمیۃ ایک ہی بار کہا تو دوسری بکری حلال نہوگی اس واسطے کہ فعل یعنی ذبح متدرج ہو لو
 تسمیۃ کا بھی بعد لازم ہو اور ذکر کیا ہو اسکو ذبیح کے کتاب البزازیہ میں ذبیح ذبح کرنا مکمل ماکل اور شرب ثم ذبح ان طالع فمطلع الفجر حرم والا لا و احد الاول لیسکون لکما و اذا
 حدوا شفرۃ منقطع الفجر بزازیہ اور اگر ذبح کرنے والا بسم اللہ بولا پھر کھانے یا پیینے میں مشغول ہو گیا پھر ذبح کیا اگر نازدرا ہو گیا اور نوریت قطع ہو گئی تو ذبیح حرام ہو گیا
 اور نہیں تو مرام نہیں ہوا اور طول کی حد وہ ہر جگہ دیکھئے والا زیادہ اور شیر جانے اور جبکہ ذبح نے تسمیۃ کیا اور پھر تیزی کی پھر ذبح کیا تو نوریت منقطع ہو گئی کذا فی البزازیہ
 م طحاوی نے کہا ان سائلین اور سائل سابقہ میں تحریر کیا فرق چاہیے وحسب باجاء نحر الاہل فی اھل العقی ذکرہ ذبحا و احکم فی غنم و بقر عکسہ فہذہ ذبحا
 ذکرہ نحر لک لنتہ و نہ مالک او تحب ہوا نہ کا نحر کرنا یعنی نیزہ مارنا پیچ گردن کے اور کرہ ہو اسکا ذبح کرنا اور بھیڑ بکری و نہ اور گاسے بیل میں بالکس اسکے
 حکم میں یعنی انکا ذبح کرنا مستحب ہے اور انکا نحر کرنا مکروہ ہے ترک سنت سے اور امام مالک نے اسکو منع کیا حرم زبلی نے کہا نحر عبارت ہے قطع عروق سے اھل عنق میں
 صدر کے نزدیک اور ذبح عبارت ہے قطع عروق سے اعلا عنق میں تحت اللیسن انتی استجاب سے بیان سنت مراد ہو اسواسطے کہ صاحب ہدایہ نے کہا کہ استجاب
 نحر ہی بسبب مرافقت سنت متواترہ کے تو کچھ مخالفت نہ رہی کفر کی عبارت سے کہ اسنے اسکو سنت کہا ہے فتاویٰ عالمگیری میں بزازۃ المغنیین سے منقول ہے کہ اگر ذبح کیا
 جسمین نحر تحب ہر یا نحر کیا جسمین ذبح تحب ہے تو جائز ہے لیکن ترک سنت ہوا دوسری کی شرح کنز میں ہے کہ شتر مرغ اور بظ اونٹ کے مانند جو نحر میں اور قاعدہ یہ ہے کہ جسکی گردن
 طویل ہو اسکو نحر کرنا چاہیے اور قسانی میں منقہ سے منقول ہے کہ ذاب ذبح سے یہ ہے کہ جانور کو آسانی سے بائیں کر ڈالنا وہے اور قبلہ رخ ہو اور نقطہ تین پالون بائیں
 اور دہسے ہاتھ سے ذبح کرے اور چھری اول تیز کرے اور چھری چلائے میں حقوق پر اور ذبح میں نہایت جلدی کرے کذا فی الطحاوی و لا بد من ذبح حیوان
 لان ذکاۃ الاضطرار انما یصار الیہا عند العجز عن ذکاۃ الاختیار اور ضروری ذبح کرنا اس وحشی جانور کا جو مانوس ہو گیا اسواسطے کہ ذکاۃ اضطراری کی طرف تو
 اس صورت میں حاجت ہوتی ہے جب ذکاۃ اختیاری سے عاجزی ثابت ہو ورنہ صحیح نعم بکف و غنم تو حش فخرج لصید او قعدہ و جبکہ کان تردی فی بزازۃ
 اوصال حتی لو قتلہ المصول علیہ مرید ذکاۃ حل اور کفایت کرتا ہے زخمی کرنا جو پائے جانور کا جو وحشی ہو گیا چنانچہ گاسے بیل اور بھیڑ بکری زخمی کیا جائے شکاری جانور
 کے مانند یا جو پائے غیر وحشی کا ذبح کرنا مستحضر ہو گیا چنانچہ وہ گر گیا کنوئین میں یا سرکش ہو گیا یا آدمی پر حملہ کرنے لگا تو اگر اس نے اسکو قتل کیا جسپر
 اسنے حملہ کیا ذکاۃ کی نیت سے تو وہ حلال ہو ورنہ النہایت بقرۃ قصرت ولادتها فدخل رہا یہ وہ ذبح الولد حل وان جرحہ فی غیر محل الذبح ان لم یقعد علی وجہ حل ان
 قصد لا اور نہایت میں ہے کہ مادہ جانور کا حیوان شکل ہو گیا اسواسطے مالک نے اپنا ہاتھ داخل کر کے پھر ذبح کر ڈالا تو جب حلال ہو گیا اور اگر اسکو زخمی کیا محل ذبح
 کے سوا اور محل میں تو اگر قادر نہ ہو سکا اسکے ذبح کرنے پر تو حلال ہے اور اگر قادر تھا ذبح پر تو حلال نہیں قلت ونقل المصنف ان من القدر مالو اور کہ حیدہ حیا
 او اشترت ثورہ علی الہاک فبین الوقت علی الذبح اولم یجد آتہ الذبح فخرہ حل فی ردایہ میں کہتا ہوں اور مصنف نے نقل کیا کہ تعذر ذبح کی صورتوں

مین سے ایک صورت وہ ہو کہ اگر اپنے شکار کو زندہ پایا یا اسکا بیل قریب الملاک ہو گیا اور سوچ کی فرصت تنگ ہو گئی یا اسنے زنج کرنے کا ہتھیار نہ پایا سو اسکو زخمی کر دیا تو ایک روایت میں وہ حلال ہو گیا مہتر یہ تھا کہ شایع بجائے فی روایت قول کہنا اسواسطے کہ یہ قول ہر بعض مشایخ کا اور بعض دونوں نے کہا کہ اسکا کھانا حلال نہیں بدون قطع عروق کے کذا فی الطحاوی فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ایک مرغی درخت پر لٹک گئی اور اسکا مالک تک نہیں پہنچ سکتا تو اگر اسکی فوت اور موت کا خوف نہ ہو اور اسکو تیر سے مارے تو اسکا کھانا جائز نہیں اور اگر فوت ہو جائے گا تو ہوتو اسکا کھانا جائز ہر اور کہو کہ جب کہ مالک کے پاس سے اڑ گیا پھر اسکے مالک یا اور کسی شخص نے اسکو تیر مارا تو فقہائے کہا کہ اگر وہ اپنے مکان پر نہ آ سکتا ہو تو اسکا کھانا حلال ہے خواہ تیر فرج کے مقام پر لگے خواہ اور کہیں اسواسطے کہ ذکاۃ اختیاری سے عاجزی ثابت ہوئی اور اگر کہو تیر اپنے مکان پر آ سکتا ہو تو اگر تیر فرج کے مقام پر لگا تو حلال ہے اور اگر اور مقام پر لگا تو اسمیں اختلاف ہے اور قول صحیح یہ ہے کہ حلال نہیں دنی مشروطۃً بشرطی سے ان میں سے کسی کو کہہ سکتے ہیں کہ یہ ذکاۃ امر و قہر ہے ان اور منوطۃً بشرطی میں ہے کہ پیٹ کا بچہ مستقل ہو اپنے حکم میں حلال نہیں ہو جاتا انہی مان کے حلال ہو جائے سے تو مصنف نے ان شرطیہ کا لفظ حذف کیا ہم نے اگر پیٹ کا بچہ فرج کیا گیا تو حلال ہے ورنہ حلال نہیں اور وہ انہی مان کا تابع نہیں کہ اسکے حلال ہونے سے وہ بھی حلال ہو جائے و قال ان ہم ملکہ اکل لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ و حلالہ لام علی الشبیہ ای ذکاۃ امہ بدلیل اندرونی لہجہ اور صاحبین نے کہا کہ اگر جنین اپنی بیبی سے ملے بچہ کی خلقت پوری ہو چکی ہو تو کھایا جائے بدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنین کی ذکاۃ اسکی مالا کی ذکاۃ ہے اور امام اعظم نے اس حدیث کو تشبیہ پر محمول کیا ہے یعنی جنین کی ذکاۃ اسکی مان کی ذکاۃ کے مانند ہے اس دلیل سے کہ اسکی روایت نصیب سے بھی آئی ہے ہم اکل نے شرح ہادیہ میں کہا کہ ذکاۃ امہ برقی و نصیب دونوں طرح مروی ہو تو اگر منصوب ہو تو کچھ اشکال نہیں اسکی تشبیہ ہونے میں اور اگر مرفوع ہو تو کچھ اشکال نہیں اسواسطے کہ وہ قوی تر تشبیہ میں اول سے کہ قول الشاعر عینا باو جیدک جید کذا فی الطحاوی ویس فی فوج الام اضاۃ الولد امہم المین ہوتہ اور مان کے فرج کرنے میں بچہ کا ضائع کرنا نہیں ہو کہونکہ اسکی موت کا متیقن نہیں ہے یعنی جنین نام الخلقۃ مان کے فرج کرنے سے زندہ بھی رہتا ہے تو اسکی موت یقینی نہ ہوتی ہم یہ نتیجہ پر دلیل امام کا اور جواب ہے اس سوالی مقدمہ کہ اگر بچہ کھانا اس کی مان کے فرج کرنے سے حلال نہ ہو تو اسکی مان کا فرج کرنا جائز نہوا اسواسطے کہ ہمیں مال کا ضائع کرنا ہر اور حالانکہ مال ضائع کرنا حدیث میں ممنوع ہے چنانچہ زبیری میں ہے کذا فی الجلی و لا یحل ذونا ب یصید بجاہ فرج خواہ امیر و غلب یصید بجلب ای ظفرہ مخسر ج نحو الخماۃ من صلیان لذی ناب و بسع کل مضطرب جاح قاتل عادیہ او طیر بیان لذی غلب اور حلال نہیں نیش والا درندہ جو شکار کرتا ہوا اپنے نیش سے یا وہ طائر بچہ کی چنگ والا جو شکار کرتا ہوا اپنے چنگ یعنی نیش سے تو شکار نیش کی قید سے اونٹ سا جانور نکل گیا حرمت سے اسواسطے کہ اگر وہ پھنسا رہا ہو لیکن نیش سے شکار نہیں کرنا اور شکار چنگ کی قید سے کہو تر سارا حرمت سے نکل گیا اسواسطے کہ ہر چند وہ چنگ دار ہو لیکن چنگ سے شکار نہیں کرتا ہر شایع نے کہا بسع یعنی درندہ ہر جانور ادچک لیجانے والا غارت گر چھڑنے والا قاتل بنا بر عادت کے ہم حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من البساع و کل ذی غلب من الطیر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر نیش دار درندہ اور ہر چنگ دار طائر کے کھانے سے اور بالا جماع بسع ذی ناب سے وہ مراد ہے جو اپنے نیش سے چیر بھاڑ کر شکار کرتا ہوا اور ذی غلب سے بھی وہ مراد ہے جو اپنے چنگ سے شکار کرتا ہوا اور وہ حرمت یہ ہے کہ طبیعت ان حیوانوں کی مذہوم واقع ہوئی ہے ہر شہر عا تو خوف یہ تھا کہ انکے گوشت کھانے سے انھیں کی خوشے بد انسان میں بھی پیدا ہوگی تو نبی آدم کی نکریم کے واسطے حیوانا مذکورہ حرام ہو گئے کذا فی الطحاوی و لا الحشر ارض و لا الحشر ارض و لا الحشر ارض یعنی چھوٹے جانور زمین پر چلنے والے اور نیگینے والے جو زمین میں رہتے ہیں حشرات جمع ہے حشرۃ بالقرک کی کذا فی القاموس ہم ہوام اور حشرات الارض چنانچہ جو ہا اور گھوس اور نیلا اور

اسی طرح کہ جنین اپنی بیبی سے ملے بچہ کی خلقت پوری ہو چکی ہو تو کھایا جائے بدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جنین کی ذکاۃ اسکی مالا کی ذکاۃ ہے اور امام اعظم نے اس حدیث کو تشبیہ پر محمول کیا ہے یعنی جنین کی ذکاۃ اسکی مان کی ذکاۃ کے مانند ہے اس دلیل سے کہ اسکی روایت نصیب سے بھی آئی ہے ہم اکل نے شرح ہادیہ میں کہا کہ ذکاۃ امہ برقی و نصیب دونوں طرح مروی ہو تو اگر منصوب ہو تو کچھ اشکال نہیں اسکی تشبیہ ہونے میں اور اگر مرفوع ہو تو کچھ اشکال نہیں اسواسطے کہ وہ قوی تر تشبیہ میں اول سے کہ قول الشاعر عینا باو جیدک جید کذا فی الطحاوی ویس فی فوج الام اضاۃ الولد امہم المین ہوتہ اور مان کے فرج کرنے میں بچہ کا ضائع کرنا نہیں ہو کہونکہ اسکی موت کا متیقن نہیں ہے یعنی جنین نام الخلقۃ مان کے فرج کرنے سے زندہ بھی رہتا ہے تو اسکی موت یقینی نہ ہوتی ہم یہ نتیجہ پر دلیل امام کا اور جواب ہے اس سوالی مقدمہ کہ اگر بچہ کھانا اس کی مان کے فرج کرنے سے حلال نہ ہو تو اسکی مان کا فرج کرنا جائز نہوا اسواسطے کہ ہمیں مال کا ضائع کرنا ہر اور حالانکہ مال ضائع کرنا حدیث میں ممنوع ہے چنانچہ زبیری میں ہے کذا فی الجلی و لا یحل ذونا ب یصید بجاہ فرج خواہ امیر و غلب یصید بجلب ای ظفرہ مخسر ج نحو الخماۃ من صلیان لذی ناب و بسع کل مضطرب جاح قاتل عادیہ او طیر بیان لذی غلب اور حلال نہیں نیش والا درندہ جو شکار کرتا ہوا اپنے نیش سے یا وہ طائر بچہ کی چنگ والا جو شکار کرتا ہوا اپنے چنگ یعنی نیش سے تو شکار نیش کی قید سے اونٹ سا جانور نکل گیا حرمت سے اسواسطے کہ اگر وہ پھنسا رہا ہو لیکن نیش سے شکار نہیں کرنا اور شکار چنگ کی قید سے کہو تر سارا حرمت سے نکل گیا اسواسطے کہ ہر چند وہ چنگ دار ہو لیکن چنگ سے شکار نہیں کرتا ہر شایع نے کہا بسع یعنی درندہ ہر جانور ادچک لیجانے والا غارت گر چھڑنے والا قاتل بنا بر عادت کے ہم حرمت کی دلیل وہ حدیث ہے صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل کل ذی ناب من البساع و کل ذی غلب من الطیر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر نیش دار درندہ اور ہر چنگ دار طائر کے کھانے سے اور بالا جماع بسع ذی ناب سے وہ مراد ہے جو اپنے نیش سے چیر بھاڑ کر شکار کرتا ہوا اور ذی غلب سے بھی وہ مراد ہے جو اپنے چنگ سے شکار کرتا ہوا اور وہ حرمت یہ ہے کہ طبیعت ان حیوانوں کی مذہوم واقع ہوئی ہے ہر شہر عا تو خوف یہ تھا کہ انکے گوشت کھانے سے انھیں کی خوشے بد انسان میں بھی پیدا ہوگی تو نبی آدم کی نکریم کے واسطے حیوانا مذکورہ حرام ہو گئے کذا فی الطحاوی و لا الحشر ارض و لا الحشر ارض و لا الحشر ارض یعنی چھوٹے جانور زمین پر چلنے والے اور نیگینے والے جو زمین میں رہتے ہیں حشرات جمع ہے حشرۃ بالقرک کی کذا فی القاموس ہم ہوام اور حشرات الارض چنانچہ جو ہا اور گھوس اور نیلا اور

ماہر جس کو طاقیہ مجروحہ و سبب دریا کی جانور حرام ہیں مگر وہ مجھلی حرام نہیں جو کسی آفت کے سبب سے مرگئی ہو اگرچہ مجھلی ناپاک پانی میں پیدا ہوئی ہو اور گونجی مجھلی پانی پر اچھلی آئی ہو کہ زانی الوہبانیہ ہم قاعدہ کلیہ مجھلی میں خفیہ کے نزدیک یہ ہو کہ مجھلی کسی سبب سے مرگئی تو وہ حلال ہے چنانچہ وہ مجھلی کہ زانیہ سے مرگئی اور مجھلی غیر سبب سے مرگئی تو وہ حلال نہیں چنانچہ پانی پر اچھلی آئی ہو کہ زانیہ کی آفت اور غیر الطافی علی وجہ المار الذمی مات تحت آفتہ وہو بالطنہ من ذبیحہ مجھلی حلال ہے مگر وہ مجھلی حلال نہیں جو پانی پر اچھلی آئی ہو یا جو خود بخود اپنی موت سے مرگئی بلکہ آفت اور طافی وہ مجھلی ہے جس کا پیٹ پانی پر کسان کی طرف ہر قدر دامن فوق فایس بطاف کیوں کہ کا یوں کہ مانی بطن الطافی تو اگر مجھلی کی بیٹھ اوپر کی طرف ہو تو وہ طافی نہیں اسکا کھانا حلال ہے جیسے اس مجھلی کا کھانا حلال ہے جو اترائی مجھلی کے پیٹ میں جو ہم جو مجھلی کہ دوسری مجھلی کے پیٹ میں ہو تو اسکی موت آفت اور سبب سے ثابت ہوئی دینی تنگی مکان کے سبب سے کہ زانیہ شریح الوہبانیہ اور شیخ الفخار ہیں یہ کہ اگر ایک مجھلی دوسری مجھلی کو نگالے تو دونوں کا کھانا حلال ہے یعنی اسواسطے کہ دونوں کی موت آفت سے ہوئی و مات بحرام اور بردہ اور بطلان فیہ و لا تھا رشی موتہ باقہ و سببانیہ اور جو مجھلی مرگئی پانی کی گرمی یا سردی کے سبب سے یا پانی میں آفت سے کے سبب سے حال وغیرہ سے یا کسی چیز کے ڈالنے سے یعنی کوئی رو یا پانی میں ڈالی اور مجھلی اسکو کھا کر مرگئی تو اسکی موت آفت کے سبب سے ہوئی یعنی تو حلال ہوگی کہ زانیہ الوہبانیہ ہم اگر مجھلی کو پرندہ دریا کی نے قتل کیا یا مجھلی مرگئی پانی کے گڑھے میں یا ایک شخص نے مجھلی گھیری خلیہ میں کہ اس سے نکل نہیں سکتی اور وہ شخص اسکو بکڑ سکتا ہو سو اس میں وہ مرگئی یا حال میں مجھلی مرگئی اور وہ اس حال میں تھی کہ حال سے نکل نہ سکتی تھی یا مجھلی کو پانی میں بستہ کیا سو وہ برت میں باقی رہ گئی اور مرگئی تو وہ حلال ہے اور اگر پانی کی گرمی یا سردی سے مرگئی تو وہ ماکول ہے ایک روایت میں کہ نہ اس کی موت کا سبب پایا گیا اور دوسری روایت یہ ہے کہ وہ حلال نہیں اسواسطے کہ پانی مجھلی کو مارا نہیں ہو مگر ہو یا سرد چنانچہ کافی ہیں جو کہ زانیہ الدر والہ البحرین سمک اسود و المار ما ہی سمک فی صورتہ الجیہ وافر و ہا بالذکر الفخار و خلافت محمد اور حلال نہیں دریا کی جانور مگر جربش اور مار ما ہی حلال ہے جربش سیاہ مجھلی ہے اور مار ما ہی سانپ کی صورت ہے مجھلی میں مصنف نے دونوں مجھلیوں کو جب اسواسطے ذکر کیا کہ اس کے مجھلی ہونے میں پوشیدگی تھی اور محمد کے خلاف کی جہت سے علیحدہ بیان کیا ہم یعنی نے کہا جربش بکسر جم و تشدید اسے منسوخ ہے ایک قسم پر مجھلی کی وہ در یعنی گول ہوتی ہے جیسے ڈھال انتہی اور یہ جو محمد سے منسوب میں منقول ہے کہ سبب مجھلیان حلال ہیں سو اسے جربش اور مار ما ہی کے سو فیضی قول ہے غایۃ البیان میں یہ کہ بعض روایں اور اہل کتاب جربش کے کھانے کو مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک دیوت تھا وہ لوگوں کو اپنی جوروں کے پاس بلاتا تھا سو سنچ ہو کر جربش ہو گیا سو باطل قول ہے کہ جو سنچ ہوا وہ تین دن کے بعد مر گیا اسکی نسل باقی نہیں رہی کہ زانیہ الطوطی و الدردار ما ہی کو اہل ہند بام کہتے ہیں اور جربش کو بعض اہل ہند بکلی بولتے ہیں فصل الجراد و ان مات تحت آفتہ بطلان السمک اور حلال ہے ٹڈی اگرچہ وہ خود بخود بلا سبب ظاہر مرگئی ہو چنانچہ مجھلی کے کہ وہ بلا سبب خود بخود مرنے سے حلال نہیں و انواع السمک بلا ذکا و کثرت اہل بیتان السمک و الجراد و دمان الکبد و الطحال بکسر الطار و سبب اقسام مجھلی کے حلال ہیں بدون ذکا کرنے کے اس جربش کی دلیل سے کہ حلال ہونے سے ہمارے واسطے دوسرے مجھلی اور ٹڈی اور حلال ہونے سے دوتوں کیجہ اور تکی شایع نے کہا طحال کسور الادل ہے و حل خراب المزج الذی یاکل الحب اور حکمت کا کو حلال ہے جو وہ نہ کھاتا ہے ہم یعنی چنانست خود نہیں ہر شہر میں نہیں آتا ہے صیغہ جربش ہوتا ہے جربش فاختہ کے والدہ اعلم و الارباب و ان یاکل الخبث و حب و الاصح حکمہ اور حلال ہے جو خوش اور عقیق عقیقہ وہ کہ کہ مراد اور وہ نہ دونوں کھاتا ہے اور اسکا حلال ہونا صحیح قول ہے ہم عقیقہ بروزن منفذ پرند و املق سیاہ اور سفید ہوتا ہے اور اس کی آواز میں امین اور قات معلوم ہوتا ہے کہ زانیہ القاموس بعضے لوگ اسکو ہوکھا کہتے ہیں طوطی نے حاشیہ کی سے نقل کیا کہ عقیقہ بروزن جھنڈ پرندہ ہے جو کہ تر کے مانند ہے دم والا اس میں سیبہ ہے اور سیاہی ہے اور وہ اقسام غراب سے ہے جھنگوئی اس سے لیتے ہیں انتہی اور جو یو سمک سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے عقیقہ کو پوچھا تو فرمایا کہ لا باس بلفظی اس کے کھانے میں کو مضائقہ نہیں

سو انکی غلط فہمی پر اس واسطے کہ نہ کوہ ہو چکا کہ در صورت تعلیم غیر خدا پر مجبور ہوا تا ہی اگرچہ اللہ تعالیٰ کا خالص نام لیا جائے صحیح مسلم بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
حدیث پر موقوف ہر وہی ہے کہ اس میں فرج ایضاً اللہ یعنی خدا العزت کریم ہے اس پر جو غیر خدا کے واسطے فرج کرے وہ فرج لا فایضاً لہما یحرم لانه شہد الخلیل و اکرام الضعیفہ اکرام
اللہ تعالیٰ اور اگر وہاں کی واسطے فرج کرے تو جو حرام نہیں ہوتا اس واسطے کہ فرج کرنا دعوت وہاں کے واسطے سنت ہے خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کی اور کریم وہاں کی
اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر ہم شیخ انصاری نے یہ کہ جو یہ مان کرنا ہے کہ وہاں کی واسطے فرج کرنا حلال نہیں اس واسطے کہ یہ فرج تعظیم ابن آدم کے واسطے ہو تو گو یا رفع صوت ہوا
نیز یہ کہ اس واسطے تو اس شخص نے قرآن و حدیث اور عقل کے خلاف کہا اس واسطے کہ ہمیں شک نہیں کہ قضاہ شہادت کی واسطے فرج کرنا ہی اور اگر وہ ٹوٹا جائے تو فرج
نہ کرے تو اس جاہل پر لازم ہے کہ قضاہ کے وسیعہ کو نہ کھاوے اور نہ اسکو کھاوے جو ولیہ اور عرس یعنی شادی اور عقیقہ میں ذبح ہو و الذبائح انہ ان قدر ہا یا ل
منہا کان الذبائح للہ و المنفقۃ للعیسۃ و اللو لہ و اللہ یخ و ان لم یقید ہا یا ل سہا بل یدہا غیرہ کان تعلیم غیر اللہ تعظیم اور وجہ فرق در میان حرمت ذبیحہ قدوم ہر کے
اور حرمت ذبیحہ وہاں وغیرہ کی یہ کہ اگر ذبیحہ ہو اس واسطے پیش کیا تاکہ اس میں سے آپ یا وہاں کھاوے تو فرج اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوا اور گوشت کی منفعت وہاں کے
واسطے یا ولیہ کے واسطے یا قضاہ کے فائدہ حاصل کرنے کے واسطے ہوتی اور اگر کھاوے کے واسطے ذبیحہ پیش نہ کیا تاکہ غیر کو دیا تو یہ غیر خدا کی تعظیم ہوئی تو ذبیحہ
حرام ہو گا ہم حوی شایعہ کہ اس مسئلہ میں اصل کلام یہ ہے کہ فرج تعظیم بنام خدا اگر اس کے واسطے سے پہلے نہ کیا گیا ہو تو اس واسطے کہ اس کے بعد
تھوڑی دیر میں اسکی ضیافت کیواسطے ہو تو اس کے جائز ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور اگر اس کے وقت ہو تو اگر ضیافت کا قصد ہو تو اس واسطے کہ درست ہے بلاشبہ اور اگر تعظیم ہو
تو حرام اور ذبوح مردار پر بھی شایعہ کا فرق نہ کو بیان کیا ہے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ فرق ظاہر نہیں اس واسطے کہ گاہے تعظیم غیر خدا مقصود ہوتی ہے اور قاصد خود اسکو کھاتا ہے اور
اس کے خیال بھی تو بہتر ہے کہ نہ مطلقاً حکم کا تعلیم اور عدم تعلیم کے تصور ہو کہ انکی اطاعت دی یعنی اگر غیر خدا کی تعظیم فرج سے منع ہے تو حرام ہے والا حلال ہے اور بل کافر تو ان بڑا زیہ فرج
و سبانیہ اور کیا فرج ایضاً اللہ کافر ہے ان دو قول میں بھی بعضوں کے نزدیک کافر ہے اور بعضوں کے نزدیک کافر نہیں گناہ کی کفائی الزامیہ و شرح الوہابیہ قدرت و فی صید المنیۃ
انیکوہ ولا یفر لانا لاسی اللہ بل لہم انہ قریب الی الاوی ہذا اخر وغوہ فی شرح الوہابیہ عن الذبیحۃ و لہ تعالیٰ صلہ و ناعلم جہود ہم قال کافر و فی دلیل میں کفر میں
کتابوں اور منیہ کی کتاب اصید یہاں یہ ہے کہ غیر خدا کے واسطے فرج کرنا مکروہ ہے اور ذبائح کافر نہیں ہے اس واسطے کہ ہم مسلمان کھاتے ہیں گناہ نہیں کرتے ہیں کہ وہ اس
فرج سے تعظیم اور قرب آدمی کا چاہتا ہے اور مانند اس قول کے شرح و سبانیہ میں ہے اور شایعہ و سبانیہ نے اس قسم کو کلام کر کے یوں کہا ہے اور اس فرج کا کرنا والا اکثر علما
کے نزدیک کافر ہے اور امام فضلی اور اسماعیل اسکو کافر نہیں کہتے ہیں ہم ہر چند تکفیر اختلافی میں عدم تکفیر راجح ہے لیکن امر مشافہت یہ کہ اللہ الگ کیا ہے بنانا اور اس سے بچنا اور بچانا
چاہیے واللہ بالموفق و امین العوض یعنی اجر الفضل میں بھی حقیقتہً و کما لہ مطلق فیض و لا کمال کما حقیقتہً فی تنویر البصار قدرت لکن لا لہم التعلیم بل لہم التعلیم
نما لکیتہ کالاذن المظنوع و اس لسا قطفہ الان فی حق صاحبہ فلما ہر دان کثر شہادہ من الطارۃ و ہوا لہما کفائی تنویر البصار عضو یعنی جو پسینہ کہ جدا ہو گیا حیوان حی
پینے زندہ سے وہ مردار کے مانند ہے چنانچہ کما کان اور اگر اوست مگر دانت واسطے کے حق میں دانست طار ہوا اگرچہ دانستون میں کثرت ہو چنانچہ اشباہ میں ہے
کتاب الطہارۃ سے اور طہارۃ کا قول بھی غلط ہے چنانچہ تنویر البصار میں ہے شایعہ نے کہا حیوان حی پینے زندہ سے وہ مردار ہے جو حقیقتہً اور حکماً زندہ ہو اس واسطے
کہ حی کا لفظ مطلق ہے تو حی کافر و کامل مراد ہو گا چنانچہ اسکی تحقیق تنویر البصار حاشیہ اشباہ اور فلان میں مذکور ہے میں کتابوں لیکن ظاہر میں تعلیم پر دلالت
کرتا ہے استثنا کی دلیل سے سو اسکو کامل کہم اگر زندہ حقیقتہً یعنی صورتہً اور حکماً مراد لیجئے تو خبر کہ بفضل ہوا ذبوح سے قبل اسکی موت کے تو وہ بفضل ہو زندہ ہو تو
سے نہ زندہ حکماً سے تو ہوت میں استثنا آئندہ کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ شیخ صالح عشتی شباہ نے کہا ہر تعلیم سے مراد یہ ہے کہ خواہ زندہ حقیقتہً اور حکماً ہو خواہ فقط حقیقتہً
یعنی صورتہً زندہ ہو تو در صورت تعلیم کے استثنا کی البتہ حاجت ہوگی تو یہاں گفتگو اس میں ہے کہ حی سے یہاں فرد کامل مراد ہے یا عام مراد ہے اگرچہ حکم مختلف نہیں ہے
دونوں صورتوں میں اور عضو مفضل سے مراد وہ عضو ہے جو ہڈی اور گوشت سے جدا ہو جا کر کھال سے متصل رہا ہو اور جو عضو کہ گوشت سے متصل ہو وہ کال ہے

اور کلام ہر مچھلی اور مڈی کے غیر میں ہوا سطل کے مچھلی اور مڈی مزدہ بھی حلال ہو کذا فی الطحاوی الامری فی یوم قبل موتہ فی کل لوسن الحيوان لما كوله لان
بالمی من الحيوان غیر معتبر اصلاً بزیادۃ قنات لکن یکره کما مرکہ جو معتقد کہ حیوان نہ یوح سے جدا ہو سکی ہو سکتا ہے پہلے تو اسکا کھانا حلال ہو اگر وہ حیوان کول لوسن
اسوا سطل کے بعد زندگی حیوان نہ یوح میں باقی رہے وہ معتبر نہیں کذا فی الزبائیہ میں کہتا ہوں لیکن معتقد کا جدا کرنا حیوان نہ یوح کے معتقد سے ہونے سے پہلے کردہ
ہو چنانچہ اسی کتاب میں مذکور ہو چکا و حرمان فی الطہارۃ قول ابو ہانیہ اوستہ قول انیدہ وہبانیہ کی تحریر کی ہو کتاب الطہارۃ میں قبل تمیم کے ہم کتاب الطہارۃ میں
شیخ نے بیان کیا کہ غلبہ شائبہ کا کچھ اعتبار نہیں ہوا سطل کے فقہانے تصریح کی ہو کہ وہ بھیڑ یا حلال ہو جو بکری سے پیدا ہوا اپنی ان کے اعتبار سے وہ وہ حلال
البعال اعمان انخيل قطعا و اگر انتہ تذکرہ البیہ صہلین نے حلال کہا ہر قطعاً خچرون کا گوشت حلال مانا انکی گھوڑی ہو اور اگر انتہ بھی مذکور ہو یعنی جس خچر کی مان
گھوڑی ہو وہ صاحبین کے نزدیک حلال ہو مگر اگر انتہ بھی مذکور ہو وہ وہی گھوڑی ہو جو بکری سے پیدا ہوا اس کا کلب فی نظر اور اگر انتہ کی کہنے نے بکری پر
یعنی جفتی کی تو اسے کچھ پیدا ہوا جسکا سر کے کی مانند ہو تو اسکو دیکھا چاہیے نہ نان اکتلت لحم کلب سہیا + دان اکتلت بنتا فذا لاس پتر سوا کر سنے
گوشت کھایا تو وہ بالکل کتا ہو اور اگر اسے گھاس کھائی تو یہ سر کاٹا جائے یعنی اسکا کھانا چاہیے نہ ویول یا قہدان اکتلت لذاب و ذافا ضربا و الاضیاح
یجر و اور سوا سے سر کے باقی گوشت کھایا جائے اور اگر گوشت اور گھاس دونوں کھائے تو اسکو بکری یا اسکا چلانا خبر دار کر لیا گم یعنی اگر اسے سے کہنے کی مانند
بھونکے تو نہ کھانا چاہیے اور اگر بکری کے مانند چلائے تو حلال کہنے کے بعد سر بچھٹا جائے اور باقی کھایا جائے کذا فی الطحاوی دان اکتلت فاذخ فان
کر شہا بذا و فخر و الا تو کلب فی نظر + اور اگر شکل اور شنبہ ہو یعنی کہنے اور بکری دونوں کی طرح آواز کرے تو اسکو فوج کر تو اگر اسکی اونچھڑی ظاہر ہو تو وہ بکری ہو لیکن
سر کا دور کیا جاوے اور اگر اونچھڑی نہ نکلے تو وہ کتا ہو ورنہ کیا جائے یعنی اسکا کھانا چاہیے نہ ویول یا قہدان اور وہبانیہ کی جہان میں یہ ہو سکتا ہے وہی شہادہ و
فوج کھلا + من ذی الذی صھی و لاوم نہر + اور کون بکری ہو جسکو بدن فوج کے شارع حلال رکھتا ہو + کون ہو وہ شخص جو اپنے گھر میں رہا یا ان کا کہتے
صحی داخل ہوا اور اسے خون نہیں جاری کیا مگر سر سے اول کا جواب کتاب المساقا کے آخرین مذکور ہو چکا اور سر سے ثانی کا جواب خود ترجمہ میں مذکور ہو گیا علی
سوال فقط لفظ صحیح کا تو ظاہراً اسکا مطلب یہ مفہوم ہوتا ہو کہ کون شخص جو جسے قربانی کی اور حالانکہ خون نہیں بہایا قربانی کرے اور عدم خون ریزی میں منافات
ظاہر ہو تو ناظم کا مطلب وہ ہو جو ترجمہ میں مذکور ہو ان قربانی کرنا خاتمہ آٹھ چیزیں ہیں مرد اسے جسے انتفاع درست ہو سیدناٹ اور کفر اور عصب اور خوف
اور خوف یعنی روئین اور بال اور پتر اور پھی خواہ حیوان ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول ہو کذا فی الطحاوی عن زید اہل الجواہر و اللہ اعلم استغفر اللہ العظیم

کتاب الاضحية

یہ کتاب ہر اضحیہ یعنی قربانی کے مسائل میں من ذکر الخاص بعد العام کتاب الذبائح کے بعد کتاب الاضحیہ کا لانا خاص کا ذکر کرنا ہر عام کے بعد یعنی ذبیحہ
عام ہو اور قربانی خاص ہو یہی نیت اسم الایضاح ایام الاضحیہ من تسمیۃ الشی باہم وقت اضحیۃ لغت میں اس حیوان کا نام ہو جو ایام اضحی میں ذبح کیا جائے من قبیل
نام رکھنے شو کے اس کے وقت کے نام کے ساتھ ہم جو حیوان نہ یوح ہو ایام بخیر میں اسکو اضحیہ اسوا سطل کہتے ہیں کہ وقت اضحی یعنی دن بڑھے اسکو ذبح کر سکتے
ہیں کذا فی الدرر تو اسکا نام ماخوذ ہوا اس کے وقت کے نام سے کذا فی الطحطاوی نے کہا زبائیہ میں ہو تقربات مالہ دو قسم ہیں ایک قسم تمایک ہر پنجہ صدف
اور دوسری قسم اتلاف ہر پنجہ اعتاق اور اضحیہ میں دونوں معنی جمع ہوئے کہ خون ریزی سے وہ اتلاف ہو جو گوشت میں تصرف کرنے سے تمایک اور
باحث ہر انتہ واقعات میں ہو کہ قربانی کا خرید کر دس درم سے بہتر ہو نہر درم کی خیرات سے اسوا سطل کہ جو قربت خون ریزی سے حاصل ہوتی ہو
وہ صدقات سے نہیں ہوتی و شرف عافج حیوان مخصوص نبیہ اقرتہ فی وقت مخصوص اور اصطلاح شرع میں اضحی عبارت ہو حیوان مخصوص کے ذبح کرنے سے
عبادت کی نیت سے مخصوص وقت میں ہم حیوان مخصوص یعنی گاسے بیل بھیڑ بکری اونٹ اور وقت مخصوص یعنی ایام خرو و شرف لکھا الاسلام والا قارہ و الیہ

ترجمہ اردو

اللہ تعالیٰ بہ وجوب صدقہ فطر کا امر اور شرائط قربانی کی اسلام اور تقسیم ہونا اور اس قدر تو نگرانی اور بالذریعہ جہت سے وجوب صدقہ فطر متعلق ہر چنانچہ آخر کتاب الزکاة میں مذکور ہو چکا ہم اسلام اور اقامت ایام خیر کی آخر وقت کی مقیم ہو تو اگر اول خیر میں کا فر تھا اور آخرین مسلمان ہوا یا اولین مسافر تھا اور آخرین مقیم ہو گیا تو اسپر قربانی وجوب ہوگی فتاویٰ عالمگیری میں جو ظاہر الروایۃ میں تو نگار اور نگار وہ ہر جگہ پاس ۲۰ درم یعنی ۵ روپیے یا سات تولہ سونا ہو سکے اور قمار مسکن اور سواری اور خادم کے سوا اور کوئی چیز ہو اس قدر مالیت کی چنانچہ رہنے کے سوا اور گھر یا باغ یا چار پائے جانور یا غلام یا گھوڑے یا تجارت کا اسباب وغیرہ ہو ۵ روپیے کا تو اسپر قربانی وجوب ہوگی اور اگر قرآن شریف ہو اس قدر مالیت کا تو اگر وہ شخص قرآن پڑھتا ہو یعنی پڑھ سکتا ہو تو کبھی قربانی نہیں خواہ بالفضل نہیں پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو اور اگر قادر نہ ہو تو قربانی وجوب ہو اور کتابوں سے آدمی غنی نہیں ٹھہرتا اگر اس وقت جب ایک کتاب کے دو نسخے ہوں اور احادیث اور تفسیر کی کتابوں سے غنی نہیں ہوتا اگرچہ دو دو نسخے ہوں اور کتب طب اور نجوم اور ادب سے غنی ہوتا ہے جب ان کی قیمت بقدر نصاب کے ہو کذا فی الطحاوی تبصرہ لا افرقہ فجب علی الاشیخ حانیہ اور مرد بن قربانی کی شرط نہیں تو قربانی واجب ہر عورت پر کذا فی الحانیہ و کسبہما الوقت و ہوا یام الخرویل الاس و قد مر فی التارخانیہ اور ستر قربانی کا سبب وقت ہر اور وقت سے غرض کے دن مراد ہیں اور بعضوں نے کہا ہر کہ قربانی کا سبب آغاز ایام خیر نہ تمام وقت اور تارخانیہ میں اسی قول کو ترجیح دی ہو ورنہ نافع یا کچھ نہ ذبح من النعم لا غیر فیکرہ فی وجبہ و دیکھ لائے تبشیر الجوس باریزہ اور ستر قربانی کا رکن ذبح کرنا ہی اس کا حکم نافع کرنا جائز ہر جگہ چار یوں کے نہ سوائے اس کے تو کمرہ ذبح کرنا مرغی اور مرغ کا قربانی کی نیت سے اس واسطے کہ وہ تشبہ ہر جو سیون کے ساتھ کذا فی البزازیہ و حکما الخروج عن عمدۃ الواجب فی الدنیا والوصول الی الثواب بفضل اللہ تعالیٰ فی القبیح مع صحیحہ اولی الثواب بدو نہا اور قربانی کا حکم لینے اثر ستر قربانی کا دنیا میں نکلنا واجب کے عمدہ سے اور ثواب کا ملنا ہر اللہ کے فضل سے آخرت میں نیت صحیح ہونے کے ساتھ اس واسطے کہ ثواب نہیں ہوتا بدو ن صحیح ہونے نیت کے فجب التضحیۃ ای اراتۃ الدم من النعم علایا اعتقاد واجب ہر قربانی کرنا یعنی جو پاؤں خون بہانا یہ وجوب باعتبار عمل کے ہر نہ باعتبار اعتقاد کے ہم وجوب خونریزی پر دلیل یہ ہر کہ اگر زندہ نصیہ کو تصدق کر دے تو واجب ادا نہ ہوگا اور ظاہر الروایۃ یہی ہر کہ قربانی واجب ہر اور ابو یوسف سے روایت یہ ہر کہ سنت ہر اور طرفین سے روایت یہ ہر کہ فرض ہر اور صحیح یہ ہر کہ وہ واجب ہر چنانچہ مصنفات میں ہر لیکن قربانی کا وجوب کفارہ نہیں اور صدقہ فطر سے کثر ہر سنت ہونے کی دلیل یہ ہر کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم ذبح کا جائز دیکھو اور جو تم سے قربانی کا ارادہ کرے وہ اپنے بال اور ناخن رد کر کے یعنی نہ کاٹے اور تعلق بالارادہ سانی وجوب ہر اور واجب ہونے کی یہ حدیث دلیل ہر کہ من وجہ سنتہ و لم یضغ فلا یقرین بصلانہ کہ جو کشائش پاوے اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے پاس نہ جاوے اور سطح کی وعید نہیں ہوتی مگر ترک واجب میں اور حدیث اول میں ارادہ سے مراد سنو کی حدیث جو تضحیۃ تو ارادہ ذکر کرنا نفی وجوب پر دلالت نہیں کرتا چنانچہ اس حدیث میں کہ من اراد ان یتضحی فلیست علی شیء جو حج کا ارادہ کرے وہ شتابی کرے پھر جب قربانی واجب عملی ہوئی نہ واجب اعتقادی تو اس کا شکر کذا فی الطحاوی مخصا بقدرہ ممکنہ قربانی کرنا واجب ہر قدرت ممکنہ سے ہم یعنی قادر کرنے والی قدرت سے ممکنہ اسم فاعل ہو تکیں سے نہ امکان سے ہی واجب مجر و لکن من الفعل فلا یشترط تقار بالبقاء الوجوب لانہا شرط محض قدرت ہے وہ ہر وجوب واجب ہو مجر و قادر ہونے کے فعل سے تو بقاء قدرت شرط نہیں بقاء سے وجوب کے واسطے اسلئے کہ قدرت ممکنہ شرط محض ہر یعنی ہمیں معنی علت نہیں اور شرط کا مطلق وجود بلا اشتراط دو ام کفایت کرتا ہر شرط کے پاسے جانے کے واسطے لایستوی واجب لکن بصفۃ لیس فیہ من العسر الی لیس فیہ شرط بقاء لانہا شرط فی معنی العلة کا مرئی لفظہ وجوب قربانی کا قدرت میسرہ سے نہیں اور قدرت میسرہ ہر وجوب ہو بعد قادر ہونے کے فعل سے آسانی کی صفت کے ساتھ تو قدرت میسرہ نے وجوب کو بدل ڈالا تکی سے آسانی کی طرف تو قدرت مذکورہ کا باقی رہنا مشروط ہر اس واسطے کہ وہ شرط یعنی علت کے ہر چنانچہ مذکور ہو گیا فطرہ کے بیان میں ہم جب شرط معنی علت ہوئی تو علت کا دو ام مشروط ہر دو ام ملول کے واسطے دلیل وجوب تصدق بعینہا البقیہما لوصفت یا ہما

یعنی واجب کا وہ
پیسے سے نہ چھینا

جہت

قربانی کا واجب ہونا قدرت ممکنہ سے نہ قدرت میسرہ سے ثابت ہر واجب تصدق کی دلیل سے یعنی قربانی کا بعینہ تصدق کرنا یا اس کی قیمت کا تصدق کرنا واجب ہر اگر قربانی کی اہم گزراوین ہم تو قربانی اور فطرہ اور حج بعد واجب ہونیکے مال نصف ہو جانے سے ساقط نہ ہو گا کیونکہ انکا واجب قدرت ممکنہ سے ہر میسرہ بخلاف زکوٰۃ اور شتر اور خراج کے ہواستے کہ قدرت میسرہ کا بقا شرط ہے نہ قدرت ممکنہ کا علیٰ مسلم مقیم بصرہ و قرینہ او بادینہ یعنی فلا تجب علی حاج ساقط نا اہل مکہ منکر ہم ان جو اوقیل لازم الحکم سراج قربانی کرنا واجب ہر آزاد مسلمان ہر جو مقیم ہر شہر یا کانوں یا جنگل میں گذانی یعنی تو قربانی واجب نہیں حاجی مسافر پر اور مکہ والوں پر تو قربانی لازم ہر اگرچہ حج کر رہے ہوں اور بعضوں نے کہا کہ حرم پر قربانی لازم نہیں اگرچہ وہ اہل مکہ سے ہو گذانی سراج طحاوی نے کہا سراج کے مانند شرح طحاوی میں ہر جو مسافر یا سراج فطرہ عین فطرہ لایعین فطرہ علی الاطلاق ہر خلاف الفطرہ اس مقدمہ و واسطے پر سبکو فطرہ کا سامقہ و ہر قربانی واجب ہر اپنی ذات سے نہ اپنے نفل سے بنا برہان ہر روایت کے برخلاف فطرہ کہ اپنی ذات اور اپنے نفل کی طرف سے واجب ہر ہم اور ظاہر روایت پر فتویٰ ہر اور حسن کی روایت امام سے یہ ہر کہ واجب ہر قربانی اپنے اس کے اصغر اور اپنے اس کے بڑے کی طرف سے سب کا باپ نہیں اور مال کی اس کی طرف سے مستحب ہر گذانی الطحاوی شافعی بالرفع بدل من مستحب واجب اوقاعہ اشیئہ بزرگ ہی الاصل بقدر سمیت ہر افشاء ہر اور جو جانور قربانی کیا جائے وہ دہنہ بھیر بکری ہر یا ساتواں حصہ بدہنہ کا اور بدہنہ عبارت ہر شتر اور گاؤں سے شتر اور گاؤں بدہنہ نام رکھا انکی خاصیت یعنی ہزار کی اور بڑا بچہ کے سبب سے شتر کے شتر کا شافعی بالرفع بدل ہر واجب کی نصیر سے یا اسکا فاعل ہر ہم فاعل واجب کا تو نصیر مصرح ہر شافعی نہ اس سے بدل ہر سکتا ہر نہ سکتا فاعل ہر سکتا ہر بلکہ وہ خبر ہر شتر و خیرہ کی تقدیر اسکی یون ہر و الضمعی ہر شافعی گذانی الطحاوی لہذا ترجمہ نے شراح کے کوافی ترجمہ نہ کیا اجمال بھیر کر ہی ایک شخص کی طرف سے قربانی ہوتی ہر اور شتر اور گاؤں سات شخصوں کی طرف سے اور قیاس یہ تھا کہ اونٹ اور گائے ایک ہی کی طرف سے قربانی ہوتی اس واسطے کہ فخری قربت واحد ہر اور دہنہ خبری نہیں مگر یہ کیا مترک ہوا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ تینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گاؤں قربانی کیا سات کی طرف سے اور چوٹیکہ بھیر کر ہی این نصیر وجود فخری تو وہ اصل قیاس ہر باقی رہی گذانی اللہ رد و لا حد ہم اقل من سبع لم یخرج من اعداد و اگر ایک شخص کا حصہ شتر اور گاؤں سے ساتویں حصہ سے کمتر ہو کسی کی طرف سے قربانی جائز نہ کی ہم اپنے شتر اور گاؤں کی قربانی سات شخصوں کی طرف سے جائز ہر بشرطیکہ کیا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو صورت اسکی یہ ہر کہ ایک مرد بیٹا اور زوجہ اور گائے یا بیل یا شتر چھوڑ کر مر گیا بھیر بیٹے اور زوجہ نے گائے قربانی کی تو بیٹے کے حصہ میں قربانی جائز نہ ہوگی بسبب فوت ہو جانے وصف قربت کے بعض میں یا بسبب عدم خبری اس نفل کے قربت ہونے میں گذانی اللہ رد یعنی زوجہ کا حصہ ٹھوان تھا اس گائے میں تو ساتویں سے کمتر ہوا لہذا کسی طرف سے قربانی ادا نہ ہوتی اس واسطے کہ جب بعض قربت نہ ٹھہر تو کل ہی قربت نہ ہوا و خبری عدادوں سبقتہ بالا اولی و شتر اور گاؤں کی قربانی اکثر سات سے بطریق اولی جائز یعنی چھ یا پانچ شخصوں کی طرف سے بطریق اولی درست ہر بشرطیکہ ہر ایک کا حصہ ساتواں ہو یا زیادہ گذانی اعلیٰ فخر نصیب علی الفطرۃ یوم النحر ایامہ وہی ثلثہ افضلنا او لہا واجب ہر قربانی کرنا یا فخر کی نصیر سے ایام فخر کے پچھلے دن تک اور ایام فخر میں دن میں بیٹے دسویں اور گیارہویں اور بارہویں تاریخ ذیحجہ کی افضل دن قربانی کا پہلا دن ہر شراح نے کہا فخر کا لفظ منصوب ہر بنا برخصیت کے یعنی ظرفیت وجوب ہم اور ایام مذکورہ کی راتوں میں قربانی جائز نہ لیکن مکروہ ہر بسبب خوف غلط کے تاریکی میں گذانی الحوی و الضمعی عن ولده الصغیر من مالہ صحیح فی الہدایۃ فویل لاصح فی الکافی قال الحسن للاب ان یفعلہ من مال طفله ورجہ ابن ایشمہ قلت و ہوا لہذا فی متن مواہب الرحمن من انہ اصح ما یفعل بہ و علی فی البرہان بانہ ان کان المقصود الاتلاف فالاب لایملکہ فی مال ولده کا حق او تصدق بالعلم نال لہی لایحیل صدقہ لمطوع و غزاه لمبسط فلیحفظ اور باپ قربانی کرے اپنے نرزد صغیر کی طرف سے صغیر کے مال سے صحیح کہا ہر اس قول کو ہر یہ میں اور بعضوں نے کہا کہ قربانی کرے صغیر کے مال سے اس قول کو صحیح کہا ہر کافی میں صاحب کافی نے کہا کہ باپ کو یہ کرنا اپنے نفل کے مال سے درست نہیں تو ترجیح دی ہر اس قول کو ابن شہین نے میں کہا ہوں اور یہی قول مستند ہر اس واسطے کہ مواہب الرحمن کے متن میں یہ مذکور ہر فتویٰ دینے میں یہی قول صحیح تر ہر اور برہان میں اس کی وجہ یون بیان کی ہر کہ

اگر قربانی سے اتلاف مقصود ہو تو باپ اسکا مال نہیں اپنے فرزند کے مال میں چنانچہ اسکے غلام کے آزاد کرنے کا مالک نہیں اور اگر گوشت کا تصدق مقصود ہو تو منیر کا مال صدقہ نفل کا احتمال نہیں رکھتا اور اس قول کو بطور کی طرف نسبت کیا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ثم منسرع علی قول الاول بقوله واکل منه لطف اولیٰ وادق اول حاجتہ ویاقنی یہ بدل بکافیہ فی بعضہ ثوب وعت لا بائستہا کبیر ذلہ ابن کمال وکذا ابجد والوصی بہر صنف نے قول اول پر تفریع کی ہے اس قول سے اور نفل کھائے اپنی قربانی سے اور گوشت اٹھا کر کھا جائے بعد اسکی حاجت کے اور گوشت باقی رہے وہ بدل والا جائے اس چیز سے جسکے بعینہ ذات سے صغیر یا ذرا حاصل کرے چنانچہ کبیر اور ذلہ نہ اس چیز سے بدلنا چاہیے جسکے ہذا مال سے نامذہ حلال ہو چنانچہ رضی اور اسناد اسکے کذا صرح بہ ابن کمال اور یہ دلیل بھی باپکا ماننا زیادہ اور صریح ہر دو صحیح اشتراک مستثنیٰ بذاتہ تشریف لا ضمیمہ اسی الیٰ ہی وقت النشر الا ان شرک صحیح استثناء اولالا استثناء اور ایک شخص کے ساتھ صحیح ہر شریک موجب ناچہ شخصوں کا اس شتر اور گاوین جو خرید کیا گیا قربانی کے واسطے یعنی اگر خرید کے وقت خرید کرنے والے نے شریک کر لینے کی نیت کی تو صحیح ہر دو سے استحسان کے اور اگر شرکت کی نیت نہیں کی خرید کے وقت تو صحیح نہیں ہر دو سے استحسان کے ہم صورت مسئلہ یہ ہے کہ قربانی خرید کی اپنی ذات کی واسطے پھر ہر شریک کر لیا عالمگیر میں ہر اگر قربانی کے ارادہ سے خرید کی پھر اس میں چھ شخصوں کو شریک کر لیا تو مکروہ ہر دو قربانی ساتوں کی طرف سے کفایت کر گی اور اگر خرید کے وقت شریک کر لینے کا ارادہ کرے تو مکروہ نہیں اور اگر قبل از خرید اسکا ارادہ کرے تو بہتر ہر دو زمینی میں ہر کہ گاسے خرید کی اس ارادہ سے کہ قربانی کرے اپنی ذات سے پھر چھ آدمی اسکے ساتھ شریک ہو گئے تو کفایت کرتا ہر دو سے استحسان کے اور قیاس یہ ہے کہ جائز ہوا سوا اسلئے کہ میاں کھچا اسکو قربت کے واسطے تو بیع اس کی تو لا متنع ہر دوہ استحسان یہ ہر کہ گاسے آدمی موٹی گاسے پاتا ہر دو شریکوں کو نہیں پاتا ہر خرید کے وقت سوا اسکو خرید کر لیتا ہر پھر شریکوں کو طلب کرتا ہر دو اگر یہ جائز ہو تو لوگ حرج میں بڑیں ورج شتر عامہ نوع ہر انتے اور سیاق کلام شراح اسکا مفید ہے کہ گاسے خرید کی شرکت کی نیت سے اور حالانکہ ایسا نہیں ہر بلکہ صورت مسئلہ یہ ہر بانی شرکت خرید کی پھر اسنے شریک کو پایا اسواسلئے کہ اگر شرکت کی نیت سے خرید کر لیا تو مخالف قیاس نہ ہو گا لہذا ذکرہ الوالیٰ کذا فی الطحاوی فی المغنی وادری الا شتر اک قبل النشر احب اور یہ یعنی اشتراک خرید کرنے سے پہلے مستحب اور بہتر ہر او قیسم اللحم ورنالاجزا اور شتر کہ قربانی کا گوشت مست کیا جائے تول کر ذہ کل کرہم فتاویٰ خلاصہ اور فیض میں ہر کہ تعلق قسمت کی شتر کیوں کے ارادہ ہر ہر کذا فی الطحاوی الا انھم معمر بن الاکاعع او کھلہ صرنا المجلس بخلاف ضمیمہ رجب کہ گوشت کے ساتھ پاسے یا کھال ملائی جاوے تو وزن کا برابر ہو نا ضرور نہیں جنس کو خلاف جنس کی طرف پھیرنے کے سبب سے ہم یعنی ہر جانب میں کچھ گوشت ہوا اور کچھ پاسے یا ہر جانب میں کچھ گوشت ہوا اور کچھ کھال یا ایک جانب میں گوشت اور پاسے میں دوسری جانب میں گوشت اور کھال ہر تو باہر نام صرف کرنا جنس کا خلاف جنس کی طرف کذا فی الدرر واول وقتہا بعد الصلوٰۃ ان یخرج فی مضر ای بعد اسبق صلوٰۃ عید و قبل الخطبۃ لکن بعد ما احب اور قربانی کا اول وقت بعد نماز کے ہر اگر شتر میں بیع کیا ہو یعنی اس نماز عید کے بعد اول وقت ہر جو سب سے پہلے نماز ہو گی ہوا اگرچہ خطبہ عید سے پہلے قربانی کی ہو لیکن خطبہ کے بعد قربانی مستحب ہر م اور قبل از خطبہ قربانی کرنے سے بدکار ٹھہر لگا کذا فی المحلی و بعد منی وقتہا لولم یصلوا الغدیر و یخرجوا فی الغد بعدہ قبل الصلوٰۃ لان الصلوٰۃ فی الغد یعلق قضاء الاداء زمینی وغیرہ اور قربانی کا اول وقت نماز عید کے وقت گزر جانے کے بعد ہر اگر لوگوں کے عذر کے سبب سے نماز نہ پڑھی ہو اور بارہویں اور بارہویں ذکیہ کو قبل از نماز عید قربانی جائز ہر سوا اسلئے کہ گیارہویں بارہویں کی نماز قضاء واقع ہو گی نہ ادا کذا فی الزمینی ہم عذر سے مراد غیر فترتہ ہر ہر آگے مذکور ہو گا و بعد طلوع فجر یوم النحر ان یخرج فی غیرہ اور قربانی کا اول وقت یوم النحر کی فجر کے طلوع ہونے کے بعد ہر اگر قربانی بیع کی شتر کے سوا گالوں یا بنگل ن داغہ قبیل غروب یوم الثالث وجزہ الشافعی فی الابح اور آخر وقت قربانی کا یوم ثالث یعنی بارہویں تاریخ کے غروب ہونے سے پہلے اور امام شافعی نے بارہویں تاریخ میں بھی قربانی جائز رکھی ہر یام فجر کے تین ہیں اور ایام تشریق کے بھی تین ہیں اور دونوں ایام گزر جاتے ہیں چار دن میں اول روز خمسہ ہر شریف نہیں اور کھلا دن تشریق ہر غیر تین اور در دن در میان کچھ غدا تشریق ہیں ایام خرم و سوین گیارہویں بارہویں اور ایام تشریق گیارہویں بارہویں

امام شافعی رحمہ اللہ
کتاب التوحید فی بیان
الحدیث النبوی

فلا فصل وجمہاران پنج اولی جازو کذا الذانیۃ لوقیمتھا کا لا ولی او اکثر ان اقل ضمن الزائد ویتصدق بہ بلا فرق بین معنی دقیقہ و قال فیضمہم ان وجبت
سار کذا الجواب وان کہنہ اسناد جمہا یا بیع قربانی کم ہو گئی یا چوری گئی سو دوسری قربانی خرید کی پھر پہلی تو دونوں کا بیع کرنا افضل ہے اور اگر پہلی قربانی کو
بیع کر لیا تو بھی درست ہے اور اس طرح اگر دوسرے کو بیع کر لیا تو بھی درست ہے بشرطیکہ دوسری کی قیمت پہلی کی برابر یا زیادہ ہو اور اگر دوسری کی قیمت پہلی کی
قیمت سے کمتر ہو تو زائد کا نقصان ہوا اور اسکو ضرارت کہ سے نہیں کچھ فرق نہیں بلکہ اور درجہ کا اور فضول تھا کہ اگر قربانی بالذری کے ساتھ واجب ہوئی تو وہ بطلان
جواب ہے جو نہ کرو چکا اور اگر محتاجی میں خرید کرنے کی حاجت تھی وہ بطلان قربانیوں کو بیع کر کے کافی المینا بیعت یعنی دونوں قربانیوں کا بیع کرنا واجب ہے اور
کذا فی الطحاوی عن النعمانیہ فی بعضی البیارات الخوالہ راوی الجنونہ اذا لم یتمنعها من اللحم والرجل اور قربانی کر کے متنبہ کہ کوئی عیب سر پر نہ ہوگیا خون انہی میں
بہر حال کہ اور قربانی کر کے اس میں دھبہ نہ ہو کہ دھبہ کو دیوانگی پرستہ جلنے سے زدہ کہ دان تھا لایہ نوراً شیخ برادر اگرچہ چنگھے سے دیوانگی باز رکھے تو ایسے دیوانے جانور کو قربانی
کرنا جائز نہیں الجبریار الحمینیۃ قلمہ مذکورہ لم یخر لان الحریب فی اللحم نقص اور قربانی کر کے موٹے خارش جانور کو تو اگر خارش ہی جا اور دماغ تو درست نہیں اس واسطے کہ
گوشت میں خارش ہونا نقصان ہے مگر یعنی کمال کی خارش سے گوشت میں نقصان نہیں لہذا کسی قربانی درست ہے اور حسب خارش سے جانور کو یا ہوگی تو کاملاً
اگر خارش گوشت تک پہنچی گئی ہو اسلئے درست نہیں لایہ العیاد والعوار و البھار الشروقہ الی لا بیع فی عمار یا جزئین قربانی ایسے اور کانے اور پس نہایت
وسیلہ جانور کی جسکی پٹیوں میں گود نہیں والا حرمہ الرقی لا تمشی الی انسکام الی الفرب اور اس انگڑے کی قربانی جائز نہیں جو بیچ کر لینے کے مقام تک نہ چلی سکے
مگر نزدیک زمین پر کہ اگر ایسا نکھر جانور جو جو زمین پاؤں سے چلے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھے تو اسکی قربانی جائز نہیں اور اگر چوتھے پاؤں کو تھولا لیکن ہوا اور
تھکا چلتا ہو تو اسکی مستحبانی درست ہے و المرصۃ امین مرضا اور اس بیماری کی قربانی جائز نہیں جسکی بیماری صاف ظاہر ہو مقطوع اکثر الاذن او اللہ تعالیٰ
العلین اسی الذی ذہب اکثر لعینا فاطم علیہ السلام الذاب مجازاً و اما یعرف بقرب سالفات اور اس جانور کی قربانی جائز نہیں جسکا اکثر کان باؤم یا کم
قطع ہو گئی ہو یعنی جن جانور کی آنکھ کا اکثر نور جاتا رہے تو مصنف نے ذاب قطع کا اطلاق کیا باعتبار مجاز کے اور اکثر روشنی کا جانا چار از دید و شہد
سے معلوم ہوتا ہے ہم صورت اسکے یہ ہے کہ جب جانور بھوکا ہو تو کم روشن آنکھ کو بند کرے اور اس کے سامنے چار رکھے اور نظر کرے کہ کتنی دور سے آسنے جارے کہ دکھایا
اور اسکی طرف رغبت کی پھر تندہ رست روشن آنکھ کو بند کرے اور چار سامنے رکھے پھر نظر کرے کہ کتنی دور سے آسنے چار او یکجا پھر دونوں مکانوں کے تفاوت
کو انداز کرے اگر تسائی کا تفاوت ہو تو تنہائی روشنی گئی اسطرح اقل یا اکثر معلوم کرے عطاردی سے کہا اکثر کار عایت کہ نفعیہ ابو الیشہ کا قول ہے اور حبشی بن سی
قول ہے فتویٰ مذکور ہوا و شر بنیالیہ میں تا ضیحان سے منقول ہے کہ صحیح ٹول یہ کہ تھالی اور اس سے کم قلیل ہیں داخل ہر ادراج اس سے زیادہ ہو وہ بیشتر اور ادنیٰ
ہر تو معلوم ہوا کہ بیان فتویٰ مختلف ہے و اکثر الاذنیۃ لان للاکثر حکم الکمل بقار و ذابا کیفی بقار لا اکثر وغایۃ الفتویٰ فقہی اور جس ذہب کی اکثر چاتی گئی ہو تو اسکی
قربانی جائز نہیں ہر اسلئے کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہر حصے اور جانے میں تو اکثر کان اور دم اور آنکھ اور جاتی کا باتی رہنا کفایت کرتا ہے قربانی کیواسلئے
اور اسی قول پر فتویٰ کردانی الحبشی ولا بالتھار الی لا انسان لما و کیفی بقار لا اکثر و قلیل ما شاف بہ اور قربانی جائز نہیں بچے جانور کی جسکے دانت نہیں
اور اکثر دانتوں کا باتی رہنا کفایت کرتا ہے اور قول ضعیف یہ ہے کہ استقدر دانتوں کا باتی رہنا کافی ہے جو بقدر سے چارہ کھاسکے یعنی اگرچہ نصف سے کم ہوں
والسکار الی لاذن لما طلعت فلو لاذن صغیرۃ اجزاء زلیعی اور جائز نہیں قربانی بوسچے کی جسکے پیدائشی کان نہیں اور اگر جانور کے چھوٹے کان ہوں تو
اسکی قسمہ بانی کافی ہے کردانی الزلیعی ہم اگر سید البشیری ایک کان ہو تو قربانی اسکی درست نہیں کردانی العالمگیریہ و الحمد اعظم لفقہہ روس فرما دیا یہاں اور اس
جانور کی قربانی جائز نہیں جسکے تھنوں کی نوکین کئی ہوں یا وہ خشک ہوں ولا الحمد عامر مقطوعۃ اللفظ اور قربانی درست نہیں جسکے جانور کی جسکی ناک

کئی جو دھڑلے لہجہ سے کہتا ہے کہ وہ جانور جس کے تصور کی تشکیل ہونے لگی جس جانور کا علاج کرنے سے وہ وہ شغل ہو گیا۔ لا الہ الا اللہ لہما علیہ علیہ اور درست نہیں قربانی اس دنہ کی جسکے پیدائشی جگہ نہ ہو کذا فی الجہت والابا کفشی لان کما لا یجیح شرح وہبانیہ وجماعہ اور جانتے نہیں قربانی خشت کی اس واسطے کہ اسکا گوشت بچتے نہیں ہوتا کذا فی شرح الوہبانیہ اور اسکا پورا بیان اسی کتاب میں جو دلا الجلالہ الہی اکل الذبہ ولا تاكل غیرہ اور جانتے نہیں قربانی نجاست خور جانور کی جو گوہ کھاتا ہو اور اس کے سوا کچھ نہیں کھاتا ہم اس قید سے معلوم ہوا کہ اگر کچھ بھی کھاتا ہو اور چار بجی کھاتا ہو تو اسکی قربانی درست ہو کذا فی الطحاوی قمتہ قربانی جائز ہو اس جانور کی جسکو کھانسی آتی ہو اور اسکی جو بڑھاپے سے جن نہیں سکتی اور اسکی جو دغا گیا ہو اور اس کے دودھ نہیں اُترتا ہا مینس اور جسکی چھوٹی جگہتی ہو دم کے برابر اور جسکی زبان کٹی ہو پشہ طیکہ چار کھا سکتا ہو کذا فی الطحاوی ولوا اشتراک سلیمہ ثم تعیت لیسب مانع کما مر علیہ اقامہ غیر ما مقامہ ان کان غنیہ وان کان فقیرہ اجزاء ذلک اور اگر قربانی تندرست خرید کی پھر اس میں وہ عیب لگ گیا جو مانع ہو جواز قربانی کا پنا پھر عیوب مانع نہ ہو کہ ہر چکے تو اسپر واجب ہو کہ اور قربانی اس کے قائم مقام کیسے اگر خرید کرنے والا مالدار ہو اور اگر محتاج ہو تو وہی عیب دار قربانی اس کے واسطے کفایت کرتی ہو کذا لو کان تاجبہ وقت الشراء لعدم العیوب علیہ نجاست الہی اور اسطرح معیوب قربانی محتاج کے واسطے کافی ہو اگر قربانی میں عیب موجود ہو خریداری کے وقت اس واسطے کہ محتاج پر قربانی واجب نہیں ہر نہ لاف مالدار کے کہ اسپر واجب ہو تو اس کے حق میں کافی نہ ہوگی ولا یفسر علیہا من مضطر ہا عند الذبح اور جانتے نہیں قربانی اگر عیب دار ہو جانا قربانی کا اس کے مرتبہ کے بچنے کے وقت ذکر لاف مالدار وقت فعلی الہی غیر مال الفقیر اور اگر قربانی مرگی تو الذبہ پر دوسری قربانی اس کے سوا واجب ہو نہ محتاج پر دوسرے وقت قشری آخری مظهرت فعلی الہی احدا ہا دلی الفیض کلا ہا سمنی اور اگر قربانی گم ہو گئی یا چوری گئی ہو اس نے دوسرا جانور خرید کیا تو غنی پر ایک جانور کا قربانی کرنا واجب ہو اور محتاج پر دو لون کا قربانی کرنا ضروری ہو کذا فی الشیخ مہم ہستہ مکر ہو کیا وان مات احد لبعثۃ المشرکین فی الذبہ وقال الورثۃ اذ یجوز عنہم صوم صح عن اکل استسما لقصدا لقریب من اکل ولو دسجوا بلا اذن الورثۃ لم یخیر ہم لان بعضہا لم یقع قریۃ اور اگر گاہے یا اونٹ کے سات شرکیوں میں سے ایک شرک مر گیا اور میت کے دارتوں نے کہا کہ بچ کر میت کی طرف سے اور اپنی طرف سے تو سب کی طرف سے قربانی صح ہوگی تھمان کی راہ سے اس واسطے کہ عبادت کا قصد سب کی طرف سے حاصل ہو اور اگر شرکیوں نے میت کے دارتوں کے بلا اذن اسکو بچ کیا تو شرکیوں کی طرف سے بھی قربانی ادا نہ ہوگی اس واسطے کہ ساتواں عبادت واقع نہ ہو یعنی جب بعض عبادت نہ تھو تو کل بھی عبادت نہ ہوا عدم تجزی کے بسبب کذا فی الکافی وان کان شرک استسما لقصدا لقریب لعلہم یخرجون عنہم لا الاراقۃ الخیری ہدایہ لما مر اور اگر چھ شرکیوں کے ساتھ ساتواں شرک نصرانی ہو یا فقط گوشت لینے کا ارادہ رکھتا ہو تو ان میں کسی کی طرف سے قربانی ادا نہ ہوگی اس واسطے کہ غریزی تجزی نہیں ہوتی کذا فی البدیہہ دلیل گذشتہ ہم اور یہی حکم قربانی قربات شرکت پر مین یعنی جب مقرب کے ساتھ وہ شخص شرک ہو جو قربت کا قصد نہیں رکھتا جو عبادت ادا نہ ہوگی اور در صورت قربت عبادت ادا ہوگی اگرچہ قربت کی جہت مختلف ہو اسطرح پر کہ بعض شرک قربانی کا ارادہ کرے اور بعض جہاد اور بعض ہر ہر ہمارا و بعض کفارہ اور ہم اور بعض ہر ہر طوع اور بعض ہم مقرب یا قرآن کا ارادہ کرے اور اسطرح اگر بعض اپنے فرزند کے عقیقہ کا قصد کرے ایسا بیان کیا ہوا ہم نے نو ائمہ نمایا میں اور اس بات سے پہلے محمد نے ذکر کیا ہو کہ قربانی کے واجب ہونے کے عقیقہ وغیرہ فرج کو نسخ کر دیا اور محمد کی نص سابق اس کے مفید ہو کہ نسخہ توقفہ وجوب کی یاد ہو والا عقیقہ بھی قربت ہو اور یہ مخالفت ہر اس بحث کے جو شرعیابی نے ذکر کیا ہو کہ عقیقہ مکروہ ہو کذا فی الطحاوی خلاصہ یہ کہ عقیقہ کا قربت اور عبادت ہونا خود امام محمد کے کلام سے ثابت ہو اور یہ جو امام محمد نے کہا ہو کہ عقیقہ وغیرہ کو قربانی کے نسخ کر دیا تو مطلب یہ کہ عقیقہ واجب نہیں ہا ہو تو اس کی نفی استحباب یا بات کی لازم نہیں اور اسکو کہ وہ کہتا تو قول یہ دلیل پر اس واسطے کہ عقیقہ احادیث مستندہ سے ثابت ہو اور اہل اسلام میں جاری ہو قرقع مسائل عقدہ شایع و لو ان لہذا شہیدی قل انہم شاکہ فلا عقیقۃ احدہم بصرہ والا غیرہ سرین والا غیرہ لمتین وقیمہ کل واحد مثل تمہا فانما طلت ستمہ لا یصرف کل واحد شاکہ بعینہا

لے عقیقہ
عقدہ کا درجہ
احادیث میں
جائز کی اسطرح
اور ایک نسخہ میں
قرقع کی جائزیت پر

اسکی بیع کے مانند ہے اور یہ مسئلہ مستفاد ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کہ جس نے اپنی قربانی کا چمچ بچا تو اسکی قربانی نہ ہوئی
 کذا فی الہدایۃ وکرہ خصوصاً قبل الذبح لیتقے بہ فان جزءه لصادق بہ ولا یرکبہ ولا یحیل علیہا شیئاً ولا یجوز بان یصل تصدق بالاجرة حادی القضاۃ
 لانہ انتم اقامتمہ القرۃ بجمع اجزائہا اور قربانی کے دو تین اور بال نہ کرتے قربان کرنے سے پہلے تاس سے فائدہ حاصل کرے پھر اگر کرتے تو
 اسکو خیرات کر دے اور قربانی پر سوار نہ ہو اور نہ اسپر کوئی چیز لادے اور نہ اسکو کرایہ دے نہ اسکو لیا کرے تو اجرت کو خیرات کر دے کذا فی حادی القضاۃ
 اسور مذکورہ اسواسطے جائز نہیں کہ عیادت کا قائم کرنا اسکے تمام اجزائے لازم کیا گیا ہو بخلاف ما بعدہ ووصول المقصود مقبلی بخلاف بعد ذبح کرنے کے کہ صوف کا
 کترنا درست ہے بسبب حاصل ہونے کے کذا فی المجتبیٰ قربانی سے مقصد قربت شئی ذبح کرنے سے حاصل ہو چکی اب انتفاع کیواسطے صوف کترنا اور دودھ
 کا و ہنار درست ہے ویکرہ الانتفاع بلکہ کذا فی الصوف ویتیم من اجازہا للفقیر لوجوبہا فی الذمۃ فلا یحقین ذلک یعنی اور کدوہ ہر نفع حاصل کرنا قربانی کے دودھ سے ذبح
 کرنے سے پہلے چنانچہ صوف میں انتفاع قبل ذبح مکروہ ہے اور فقہون میں سے بعضا نتیقہ وہ ہر جسے صوف کترنا اور دودھ دینا قبل ذبح کے جائز رکھا ہے مالار کے
 واسطے بسبب واجب ہونے قربانی کے مالدار کے ذمہ پر نہ اسپر محض وہ قربانی یقین نہیں کہ کذا فی الزلیلی ولفظہا اشان و ذبح کل شاة صاحبہ یعنی عن قصد علی
 مال علیہ فلو غلطاً اور لم یطعاً لیکون کی واحد وکیلاً عن الآخر لاقہ ہایہ قال ابن الکمال دظاہر کلام صدر الشریعہ و غیرہ و توفہ عن صاحبہ صحیح آتھما بلا غرم اور
 اگر وہ شخص غلط کار ہو اور ہر شخص نے اپنے ساتھی کی بکری ذبح کی تو یہ قربانی صحیح ہو باعتبار اتھمان کے بدون لازم ہونے تاوان کے شایع نے کہا مراد مصنف یہ ہے
 کہ ہر شخص نے دوسرے کی بکری اذرا د غلط اپنی ذات کی طرف سے قربانی کی بدیل قول صاحب ایضاً کہ دونوں نے خطا کی ہو یا نہ کی ہو تو ہر شخص دوسرے شخص کا
 وکیل بھڑ جاوے گا و لا لک حال کے سبب سے یعنی دونوں کو قربانی کرنا مستفاد تھا اسواسطے بھی حاصل ہوا کذا فی الہدایۃ یہ کہا ہے و بن کمال شایع ایضاً نے اور
 صدر الشریعہ وغیرہ کا ظاہر کلام اسے ولالت کرنا ہے کہ ہر بکری کا ذبح واقع ہوا اسکے مالک کی طرف سے ہم غلط دہی کے کہا کہ صدر الشریعہ کا ذکر کرنا بلا وجہ ہے اسواسطے کہ
 سوا ذ فرج کے تمام اہل مذہب کا اسی پر جامع ہے کہ ذبح مالک کی طرف سے ہے ہر بقرہ ان حالی و حیوانان دلوکلا ولم یذبح فائز عرفا ہدایہ اور دونوں شخص باہم حلیت کی
 درخواست کریں فیئہ معان کرالین اگر قربانی کا گوشت کھا یا ہوا اور نہ پچانا ہو پھر بعد اسکے پچانا ہو کذا فی الہدایۃ وان تشا جاعتم کل لصاحبہ قیمۃ خمسہ و
 تصدق بہا اور اگر دونوں نے باہم بھل کیا اور محاف نہ کر دیا تو ہر شخص دوسرے شخص کے گوشت کی قیمت کا تاوان دے ہے اور ہر شخص قیمت کو خیرات کر دے
 قلت و فی اوائل القاعدۃ الاولیٰ سن الاشباہ لا شرا بانئذ لا یصحۃ فذکرہا غیرہ بلا اذ نہ فان اخذ ما مذکورہ و لم یصحۃ انزائہ وان ضمنہ لا یجوز و ہذا اذا
 ذبحا عن نفسه اما اذا ذبحا عن مالکھا فلا ضمان علیہ استخف فرجہ میں کہتا ہوں اور اشباہ کے پہلے قاعدہ کے اوائل میں یہ مسئلہ ہو کہ اگر ایک شخص نے جانور
 خرید کیا مستحبانی کرنے کی نیت سے پھر دوسرے شخص نے اسکو ذبح کر ڈالا بدون اسکے اذن کے سوا اگر مالک نے اس نذرین کو لیا اور اس سے تاوان لیا
 تو اس کے حق میں قربانی کفایت کر گئی اور اگر اسکا تاوان لیانج کرنے والے سے تو مستحبانی ادا نہ ہوگی اور یہ اس صورت میں ہے جب کہ غیر شخص
 نے جانور کو اپنی طرف سے ذبح کیا ہو اور اگر مالک کی طرف سے ذبح کیا ہو گا تو اسپر تاوان نہیں ہر نسی قول الاشباہ و اشباہ کی طرف مراجعت کر کے صیح کو صحتی
 بشاۃ الغصب ان ذمۃ قیمتا حیۃ جیسے قربانی صحیح ہو اگر ایک شخص نے بکری غصب کر کے قربانی کی بشرطیکہ غاصب نے منصوب نہ کو زندہ بکری کی قیمت کا
 تاوان دیا ہو ہم زندہ بکری کا ضمان اسواسطے لازم آیا کہ غاصب اسکا مالک ٹھہر گیا غصب کے وقت سے بطریق استناد کے اگرچہ قربانی صحیح ہو لیکن غاصب
 گوشت پر غصب ہے تو اسپر کدوہ اور استغفار لازم ہوا اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ تاوان کے بعد ذبیحہ حلال ہے اور حرام نہیں اللہ کہنے سے کفر لازم نہیں آتا ہر بلکہ کفر
 لازم نہیں آتا ہر جب تک کہ غصب کرنے کو مطلق بخائے کا کذا فی المطعادی کا اذاجا جیسے صحیح ہو اگر غصب کی بکری کو غاصب بیع کر لیا اور مالک کو اسکی
 کا تاوان دیا و لگا دے کذا فی التلحقا ضمن لصاحبہا یتما ہدایہ لظہور ظہر بالظن ان سن وقت الغصب اور اسی طرح اگر غصب کی بکری کو غاصب تلف کر دے

تو نادان دے اسکی قیمت کا اس کے مالک کو کذا فی الہدایہ شام و صبح کی قربانی صحیح ہوگی بسبب ظاہر ہو جانے بکری کے مالک کے نادان دینے سے
غصب کے وقت سے لا الودیۃ لان ضمنہا لان سبب نہا نہ بالذبح والکاسیہ است بعد تمام السبب وهو الذبح یقع فی غیر ملک قربانی صحیح نہیں امانت
کی بکری کی اگرچہ اس کے مالک کو نادان بھی دے اسواسطے کہ نادان کا سبب بیان فرج ہو اور ملک ثابت ہوتی ہر سبب کے تمام ہونے کے بعد اور وہ سبب
فرج ہو تو فرج واقع ہوا اس کے غیر ملک میں قلت و لکھان ان العاریۃ کالودیۃ والمرسۃ کالغصۃ لکونہا منصوبۃ بالدرین و کذا المشتک لیلایح میں کتا ہوں اور ملک
امانت سے ظاہر ہو گا ہر عاریت امانت کے مانند ہو یعنی عاریت کی بکری کے فرج کرنے سے قربانی صحیح نہیں اور مرہون بکری منہوب بکری کے برابر ہو اسواسطے
کہ وہ منہون بالہ بین ہو اور اس طرح مشترک بکری منہوب بکری کے مانند ہو تو ان مسائل کو کتب فقہ میں تلاش کرنا چاہیے تاکہ تصریح مکمل معلوم ہو جائے ہم
برائے میں عاریت کو و دیت کے مانند تصریح بیان کیا ہو ہم صحت قربانی میں اور خانہ اور غلامہ میں مسئلہ رہن برخلاف شارح مذکور جو کہ مرہون جانور
کی قربانی صحیح نہیں باوجود نادان دینے کے تو اس تصریح کے مقابل میں شارح کی تجویز لائق اعتبار ہے کہ نہ ہی خزانہ میں مذکور ہو کہ دو بکران مشترک ہیں و دو
شخصوں میں سو دونوں نے انکو قربانی کیا تو کافی ہو اتنی اور اگر ایک مشترک کی قربانی کی تو اس میں تجویز اختلاف ہو کذا فی الطحاوی مختصراً
فروع سائل ملحقہ شارح کے کہ ان اھنیۃ علیہ الصلوۃ والسلام سو دو اور رسول خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی قربانی کی رنگت سیاہی ہم طحاوی نے کہا شاید کسی
سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ قربانی کی ہو حدیث میں تو تصریح ہے کہ حضرت نے قربانی کیے وہ بھی بیٹھے شام و صبح و رنگ تینوں کو سیاہ
بھی موجود تھے نذر عشر اصحابات زمرہ عثمان بھی الاثر بہا خانہ والا صحیح وجوب الکمل لایجاب ما قلنا من جسدہ اوجب شریح وہا نیہ ایک شخص نے دس قربانی کی
مذربانی کو اس پر وہ قربانی لازم آئی اسواسطے کہ وہ قربانی کی حدیث آئی ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیٹھ ہوں کہ قربانی کیا ہو یا نہ ہو ابھی اسکا ذکر
ہو چکا کذا فی الخانیہ اور صحیح تہ قول وجوب کل بکرینی دس قربانی کا واجب ہو جائیج تہرہ سبب واجب کر لینے نادر کے اس پر جو کہ جسکی ہم نہیں اوجب قربانی دو جو
کذا فی شرح الوہبانیہ قلت معاد لکرم النذر بما من جسدہ واجب اعطادی او مطلقاً تاکہ اھنیۃ علیہ الصلوۃ والسلام میں کتا ہوں اور شریح وہا نیہ کے مسئلہ مذکور سے
ثابت ہوتا ہو لازم ہو جائنا اس نذر کا جبکہ ہم نہیں شریع میں واجب ہو خواہ واجب اعطادی ہو خواہ واجب مطلقاً ایسا کہ اھنیۃ نے اپنی شرح میں تو اس
کلیہ کو یاد رکھنا چاہیے ہم میں جہاں منیا ہوا جائز بخلاف اھنیۃ لھنۃ قمرہ القم لالرقیق بھی بکریاں و دھنوں میں مشترک ہیں سو دونوں نے انکو قربانی کیا تو جائز ہو جائیگا
آزاد کو مشترک ملوک کے سبب صحیح ہونے سے ہم کہ نہ تہریق کے سبب نہیں فالانھیۃ کلاہا ذیل لزام ہم ایک شخص نے دو جانور قربانی کیے تو دونوں قسم قربانی
شہرنگے اور بعضوں نے کہا کہ زیادہ گوشت والا جانور قربانی شہرنگا والا افضل الاثریۃ نان استویانا الاثریۃ فان استویا فاطیبا ولو سخی بالکل ناکل عوض کارگان
الصلوۃ فان الغرض نہا ما یطلق الاہم فاذا اطلو لھا قطع اکل نرضاقبلی اور افضل قربانی زیادہ قیمت والی ہو اور اگر قیمت میں دونوں برابر ہوں تو زیادہ تر
گوشت والی افضل ہو اور اگر گوشت میں برابر ہوں تو عمرہ گوشت کی قربانی افضل ہو اور اگر سبب کی قربانی کی تو سبب فرض واقع ہو گئے جیسے نماز کے
ارکان کہ انہیں سے فرض تو اسی قدر ہو جس پر کن کا نام بولا جائے پھر جب نازی نے اسکو طویل کر دیا مثلاً تین آیت سے زیادہ قرأت کی یا پانچ باسات بار کو
اور جو دین تسبیح کی تو سبب فرض ہی واقع ہو گا کذا فی المجتبی ہم فرض سے مراد فرض علی ہو کذا فی الطحاوی شری اھنیۃ و امر جلا بیکسا فقال ترکست
الشمیۃ عدا لزمہ قیمتاً لیشتری الامر باخری و یصح ولا یاکل لایام الخرافۃ والا تصدق قیمتہا علی الفقراء خانہ قربانی کا جانور خرید کیا پھر
ایک مرد کو اس کے فرج کو سننے کا امر کیا سو فرج نے کہا کہ میں نے سمجھ لیا کہ تصدق کر کے کیا فرما ہو پھر اسکی قیمت دینا لازم ہو گا امر کرنے والا اس قیمت سے
اور قربانی خرید کرے اور اسکو قربانی کرے اور خیرات کر دے اور آپ نے کہا ہے یہ اسوقت ہو اگر خیر کے ایام باقی ہوں اور اگر باقی نہ رہے ہوں تو اسکی
قیمت فقیروں پر تصدق کرے کذا فی الخانیۃ و فیہا اراد اھنیۃ فصح ید مع القصاب فی الذبیح و اعانہ علی الذبیح سخی کل وجوباً فلو ترکھا احدھا فلو ان اھنیۃ

اصد ہما کفی حرمت دی صلح لغز قیال اسی شاة داخل بالشیخ مرتب لایہ ان سیمی علیہما مرتین اوز خانہ میں ہر کہ ایک شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا سو اپنا اتھو قصاب کے ہاتھ کے ساتھ رکھا بیچ کر نے میں اور اسکی مدد کی بیچ کر نے ہر شخص بسم اللہ کے بنا بر وجوب کے پھر اگر بسم اللہ کو ایک شخص بھی ترک کر دیا یا لگان کر لگا کہ ایک شخص کا بسم اللہ کنا کنا فیت کرنا تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور یہ مسئلہ جیتان ہونے کی لیاقت رکھتا ہے تو یوں سوال کیا جاسکے کہ کون مجھے بکری بچھو کیا بسم اللہ کہنے سے حلال نہیں ہوتی بلکہ یہ ضروری ہے کہ اس پر دوبار بسم اللہ کنا چاہیے و قد لفظ شینا لیر الی تھا

۵۔ اسی بیچ لایہ لعل فیہ۔ ان جہتی مذکور فی التذکرہ + فاجب منہ بالفرض فانما لایہ نشر او لا نفعیہ اور اللہ اسکو نفعم کیا ہو ہمارے استاد خیر الدین رلی نے اور وہ نفعم یہ جو کون بیچ ہو سکی حالت میں بضروری ہو کہ دوبار ذکر کیا جائے صاحب تشریح کی اپنی اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے سو اسکا جواب دے نفعم سے اسوا کے کہ ہم شکر کو نہیں دیکھتے اور پسند نہیں کرتے فقلت فی الجواب ۵۔ خدا جو بالظاہر کا نفعیہ + من نفعیہ مروی عن نفعیہ + خیر الدین نے کہا تو میں نے جواب سوال مذکور میں یوں کیا کہ جو اب نفعم میں جیسا کہ تو چاہتا ہے اس نفعیہ سے جسکی روایت ثابت ہے نفعیہ سے ۵۔ ہی شاة فی ذی الجہا اشتراک اتمان +

فکر اللہ کنا شکر کا مذویہ + ذاک بیچ قصاب وضع الید + مع الصاحب الذی یرحمہ + وہ مجھے بکری بیچنے کے بیچ کر نے میں دو شخص ہر ایک ہوسے تو دوبار نام خدا ذکر کرنا شکر ہے جیسا کہ ہم روایت کرتے ہیں کہ وہ بیچ کرنا اس قصاب کا ہو جسے اتھو رکھا اپنے اس صاحب کے ساتھ جو اسکی امید رکھتا ہو یا خود کرتا ہو کہ شاید ایک شخص کی خوشی سے بیچ نہ ہو سکے ۵۔ علی کی واحد تھا + ان مذکر اللہ جل عن تشبیہ + تو ان دو شخصوں میں سے ہر شخص پر واجب ہو یہ کہ ذکر کرے اللہ کو در احوالیکہ وہ پاک ہو تشبیہ اور تشبیل سے ولی اللہ ہمانیہ و شرماتال ۵۔ ولو ہما شاة معاً و احد + اہل بسم اللہ فاشاة بھما اور وہ ہمانیہ اور اسکی شرح میں کہا اور اگر دو شخصوں نے بکری کو ساتھی بیچ کر کیا پھر ایک شخص بسم اللہ نہ بولا تو بکری متردک ہو گئی یعنی حرام واجب الکرک ہو کر دانیشتری ہما لکنا شاة + واکمل فالتوکیل بالذبح کیلئے + اور اگر تین شخص تین بکریاں خرید کرین اور اشکال واقع ہو یعنی تینوں شخص اپنی اپنی بکریوں کی مشافعت میں میراں ہوں تو بیچ کا وکیل کر دینا کاشف حیرت ہو شمر ہمانیہ میں مشورہ مذکور میں یوں چاہیے کہ تینوں شخص ہر ایک کو ذبح کرنے میں وکیل کرین سو اگر اپنی بکری بیچ کر کی تو جائز ہو اور غیر کی بکری بیچ کر کی اس کے اذن سے تو بھی جائز ہو ۵۔ وکیل شراد انشاء للفران شری + یہی خلاف انکس والحد و غیرہ خرید شاة کا وکیل اگر غیر بیچے بکری خرید کرے تو صحیح ہر خلاف عکس کے یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل شاة خرید کرے تو صحیح نہیں در ہانکے کی اثر میں وکیل نقصان اٹھا دے گا مگر وجہ محبت یہ ہو کہ شاة ہم جنس ہو نقصان اور مضرت پہنچے پھر اور بکری و دونوں کو شامل ہو برخلاف عکس یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل کیا سو اسنے شاة میں نقصان یعنی بھیس خرید کی تو سوکل کو اسکا لینا لازم نہیں چنانچہ خانہ میں ہو فداوی المگیرہ میں ہو کہ اگر قربانی خرید کرے کا وکیل کیا سو وکیل نے خرید کی اور ہم سکے ہانکے کے واسطے ایک دم پر کوئی آدمی مقرر کیا تو موکل پر یہ اجرت لازم نہیں یعنی وکیل کو دینا چھوٹا ۵۔ و قال ہو اور غیر صحیح لا + اذ کان فی قرار عینا یعنی اور اگر موکل نے کہا کہ مباد رنگا گاسے یا بکری خرید کرنا سو وکیل نے غیر اسکے سرخ یا سفید خرید کی تو صحیح ہو اور اگر وکیل نے شاد رسیا ہ چشم قربانی کی خرید تیسیر کی تو صحیح نہیں ہم اس واسطے کہ شاد رسیا ہ چشم کی خرید میں لوگ رغبت کرتے ہیں تو مخالفت وکیل مفر ہوگی برخلاف اول صورت کے ۵۔ فقہین من نذر العشر الزموا + صحیح ابواب الحج محسور + علامنے دو قربانیوں کو لازم کیا ہو اس شخص کے حق میں جسے دس قربانی کی نذر مانی اور سب دس قربانی کی ایجاب کی تصحیح منع اور عقوبت تولیہ و سبب صحیح تولیہ ہے ہر کہ تمام نذر واجبہ اور لازم ہوگی چنانچہ یہ مسئلہ سابق مذکور ہو چکا ۵۔ ومن سیت بالام لازم قصدا والا فکل منها ذبح الخیر + اور اگر شہر بانی چولی سیت کی طرف سے اس کے اسرے تو لازم جان اسکا غیرات کرنا اور اگر قربانی سیت کی بدون اسر ہوئی ہر سیت کی طرف سے کو کھا اس کے گوشت کو اور یہ تولی نماز اور پسندیدہ ہو ۵۔ ومن مالی طفل فاصح سقوطا + ومن ابوی حقہ و ہوا طر + اور غیر کے مال سے تو سقوط مشربانی کا تولی صحیح ہو اور صفیہ کے باپ کے مال سے باپ کے حق میں قربانی ہو صحیح ہو اور ہی تولی ظاہر الروایہ میں چنانچہ یہ مسئلہ اول کتاب فقہ

بسم اللہ

بن مذکور ہو چکا ہے وہ اسباب شفاء راجع بعد ذہما و فیجوزی من محلی علیہما یوجہ اور بکری کا ہر کرنے والا اسکے ذبح ہو جانے کے بعد رجوع کر سکتا ہو تو کفایت ہوگی اسکی طرف سے جسے اس پر قربانی کی اور اسکو ثواب ملیگا ہم یعنی زید پر قربانی واجب تھی سو خالد نے اسکو ایک بکری پہنچائی کی سو اسنے قربانی کی پھر خالد نے ذبح کے بعد یہ بین رجوع کی یعنی مذبح بکری پھیر لی تو یہ رجوع درست ہو نام کے نزدیک خلا فالا لابی یوسف کذا فی الخطا دی و زید کی طرف سے قربانی ادا ہوگی اور اسکو قربانی کا ثواب ملے گا واللہ اعلم بالصواب

کتاب الخطر والاباحۃ

یہ کتاب جو خطر اور اباحت کی لینے سمین فعل منوع اور مباح کا ذکر اس واسطے ہو کہ کوئی اسکو مکرہ نہ کہے اور اسمین فرض بھی ہو کر ہو تا جو تا سہم ہو کہ اسکا ترک کرنا حرام اور منوع ہو رفتہ کی بعض کتابوں میں کتاب الخطر والاباحۃ کو کتاب الکراہتہ کہا ہوا سو اس واسطے کہ اسمین افعال مکرہہ اور غیر مکرہہ مذکور ہوتے ہیں اگرچہ ذکر مکرہہ اہم ہے اور بعضی کتاب میں کتاب الزیادۃ اور مذکور ہو سو اس واسطے کہ اسمین اکثر مسائل مباح مذکور ہیں اور اسنے احتراز کرنا زیادہ اور درج ہو اور بعضی کتاب میں اسکو کتاب الاستحسان بیان کیا ہوا سو اس واسطے کہ اسمین وہ افعال مذکور ہیں جنکو شرع نے نیک یا بد کہا ہو مناسبہ ظاہرہ کتاب الخطر والاباحۃ کی مناسبت کتاب الاخیار سے ظاہر ہو سو اس واسطے کہ اکثر غلو اور بابت اور باطل میں بلکہ یہ کتاب ہر کتاب کے ساتھ مناسبت رکھتی ہو کہ ذاتی الخطا و غیر لغت سے و اسس اور خطر منوع حرام مصلحہ و ظاہرہ لغت میں جہاد سے ہر منوع اور جس سے و شرعاً مانع من استعمال شرعاً اور مصلحہ شرعاً میں مکرہہ ہو جس کا استعمال شرعاً منوع ہو ہم یہ تعریف ہو غلو کی نہ خطر کی و غلو و غلبہ مباح اور غلو و غلبہ مباح کی ہم یہ تعریف بالانعم ہو سو اس واسطے کہ فرض اور حرام اور مکرہہ و نجس مباح ہیں تو غلو کی تعریف خاص یہ ہو کہ جبکا منوع ہو بنا بدلیل قطعی ثابت ہو قرآن سے یا حدیث سے یا اجماع سے یا اس دلیل سے جسکا مرجع دلائل ثلثہ مذکورہ ہوں کذا فی الخطا دی و المباح ما جزیہ لکھنؤ نفل و ترک بلا استحقاق ثواب و عقاب ہم ہر سب علیہما اباحۃ و زید مباح وہ فعل ہو چکے کہنے اور کاف کی تکلیف لوگوں کو اجازت ہو بلا استحقاق ثواب اور بلا ترتب عقاب ہاں البتہ یہ ہو کہ مباح ہو کہ اسکا حساب ہو گا کذا فی الاقیام عدم ثواب اور مذنب و زید عدم نیت کے ہو اور اگر مباح میں عبادت کی نیت کہے تو ثواب ہو گا اور اگر گناہ کی نیت کہے تو عذاب ہو گا قال علی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات کل مکرہہ ای کراہتہ تحریم حرام ہی کا حرام فی التقویۃ بالنار عند محمد و اما المکرہہ کراہتہ تنزیہ تالی اصل اکثرہ اتفاقاً جو مکرہہ تحریمی ہو وہ حرام کے مانند ہو زنت کے عذاب میں مکرہہ کے نزدیک اور مکرہہ تنزیہی تو حلال کی طرف نزدیک ترجو بانفاق امام اور شیخین سے ہم حرام وہ ہو جو بدیل قطعی یقینی منوع ہو اور اسکا ترک فرض ہو چنانچہ شراب کا پینا اور مکرہہ تحریمی وہ ہو جو بدیل قطعی منوع ہو اور اسکا ترک کرنا واجب ہو چیتہ سو سار کا کھانا اور شیطانی کھانا اور امام محمد جب انہی کتابوں میں کراہت بولتے ہیں تو اس سے حرام مراد رکھتے ہیں اور مکرہہ تحریمی کو حرام نہیں کہتے ہیں سو اس واسطے کہ اسکی دلیل قطعی نہیں جو حجت پر دلالت کرے جو حکم حرجی و بدیل غیر قطعی یعنی خبر اعداد یا قول صحابی سے ثابت ہو اسکو مکرہہ کہتے ہیں اور یہ ہو کہ مکرہہ تنزیہی حلال سے نزدیک ہو یعنی اس کے کہنے واسطے پر حلالہ غلبہ نہیں لیکن اسکا تارک کچھ کھوڑا ثواب پادے گا کذا فی الخطا دی و عندہما و ہر صحیح المتعارفہ و مشکہ البدنۃ و الشبہ الی الطہام اقرب اور امام غزالی و ابو یوسف کے نزدیک مکرہہ تحریمی حرام کی طرف نزدیک ترجو اور یہی مذہب صحیح اور غلبہ ہو اور برکت اور شبہ مکرہہ تحریمی کے مانند ہم شیخین کے نزدیک مکرہہ تحریمی میں حرجت اور حرمت کے دلائل متعارض ہیں لیکن جانب حرمت کی غالب ہو گا مکرہہ تحریمی نسبتہ الی الحرام کتبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بانیت بالکواہن یعنی لسانی الثبوت و یا تم ہر کتاب کا یا تم ہر کتاب الواجب و مشکہ المتکوکہ و مکرہہ تحریمی کی نسبت حرام کی طرف اسیں ہو چیتہ واجب کی نسبت فرض کی طرف تو مکرہہ تحریمی ثابت ہو تا ہو اس دلیل سے جس سے واجب ثابت ہو تا ہو یعنی جس دلیل کا ثبوت قطعی ہو اور دلالت قطعی ہو اس سے مکرہہ تحریمی اور واجب ثابت ہو تا ہو اور مکرہہ تحریمی کے کہنے سے آدمی گنہگار ہو تا ہو چیتہ وہ ہر گاہ کہ ترک کرنے سے گنہگار ہو تا ہو اور واجب کے مانند نیست مکرہہ ہم دلائل شرعی

کتاب الخطر والاباحۃ

کتاب الخطر والاباحۃ

چار قسم ہیں اول وہ دلیل جس کا ثبوت اور دلالت مطلب و دونوں طریقوں پر چنانچہ آراستہ و آرائیدہ اور احادیث و تواتر و سرچشمین کثیر و نادر کا
احتمال نہیں یہ مفید یقین ہے اور ایسی دلیل سے فرض اعتقاد ہی اور تمام ثابت ہوتا ہے ثانی وہ دلیل جس کا ثبوت قطعی ہے اور دلالت قطعی چنانچہ آیات اور احادیث
بہمین نادر کا احتمال ہے اور یہ مفید ظن ہے اور اس سے فرض قطعی ثابت ہوتا ہے ثالث وہ دلیل جس کا ثبوت قطعی ہے اور دلالت قطعی چنانچہ اخبار و احادیث
ایسی دلیل سے واجب اور مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے رابع وہ دلیل جس کا ثبوت اور دلالت دونوں میں ہیں جیسے اخبار احادیث و قطعی المعانی ایسی دلیل مفید ثبوت اور استحباب
ہو اور گاہ سے فرض ہوتے ہیں اور قطعی اور علیٰ ہر دلیلیں ہیں اور کبھی واجب کہتے ہیں اور اس سے فرض قطعی کا ارادہ کرتے ہیں کذا فی المطاہد فی ذی الزلیلی فی بحث
حرمة اھل القرب من الحرام ما تعلق بہ محذورون استحقاق العقوبة بالنار بل الغائب اکثر لیسۃ الملوکۃ قائمۃ لا یشعل بہ عقوبة النار و لکن یعلق بہ الحسرة ان عن
شفاعة اہل القربۃ صلوات اللہ علیہ وسلم حدیث میں ترک شتی لم یزل شفاعتی فترک لیسۃ الملوکۃ و شہید میں من اھرام و لیس ہرام اتے اور زلیلی میں گھڑوں کی
حرمت کی بحث میں یہ مطلب ہو کہ مکروہ قریب ہرام وہ ہو جس سے محذور تعلق ہو نہ عذاب و وزخ کا استحقاق بلکہ عتاب کا استحقاق ہو جیسے سنت سو کہ ترک
سے عذاب و وزخ تعلق نہیں لیکن اس کے ترک سے نبی غفار صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے عروسی تعلق ہو اس حدیث کی دلیل سے کہ جو شخص میری سنت کو
ترک کرے گا وہ میری شفاعت کو نہ پاوے گا تو ترک سنت سو کہ قریب ہرام سے اور وہ خود حرام نہیں ہے انتہی نانی ازلیلی ہم حرمان شفاعت سے یہاں شفاعت
مخصوصہ مراد ہو چنانچہ ترقی درجات کی شفاعت اور یہ مراد نہیں کہ مطلق شفاعت سے عروسی ہوگی اس واسطے کہ ترک کبیرہ بھی شفاعت سے عروم نہ رہے گا
بریل حدیث سے کہ شفاعتی لائل الکاثرین ہی تو ترک کبیرہ یا ترک سنت سو کہ کیونکر عروم ہوگا حاصل کلام مقدسی کا یہ ہے کہ جو مکروہ تحریمی پر حرام کا
اطلاق کیا ہو اور اس کو حلال نہیں کیا ہو کیونکہ اس کی حلت پر دلیل قاطع نہیں اور شیخین سے اس کو حلال میں داخل کیا ہو اس واسطے کہ اصل اشیا کی حلت ہو اور اس کی حرمت
قطعی دلیل ثابت نہیں انتہی خلاصہ مقام یہ ہے کہ مکروہ محدود کے نزدیک حرام کی ایک قسم ہے کیونکہ اس کے نزدیک قطعی بھی حرام ہو اور قطعی بھی اور دونوں کا ترک عتاب
بالا و ترک کبیرہ عذاب تھاوت ہو اور شیخین کے نزدیک مکروہ تحریمی حلال غیر قطعی میں داخل ہوا و سنت سے اباحت لازم اور ترک مکروہ تحریمی کا ترک عتاب و عتاب
بالا تو معلوم ہو کہ اختلاف مابین محدثین کے کذا فی نہیں ہے کذا فی المطاہد ہی شہد الماکل للقدار و الشرب للقدار و لیس حرام او قیہ او مال غیرہ و ان ہم نہ فرض باب
علیہ حکم اللہ حدیث کا ناغذا کے واسطے اور بیادیم عطش کے واسطے زمین پر سپر ثواب ملے گا حکم ہمیشہ کے اگرچہ اکل اور شرب ہرام سے ہو یا
مردار سے یا غیر شخص کے مال سے اگرچہ مال غیر کا تاوان اسپر لازم ہو ہمیشہ نہ کہ یہ ہو قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیسو جہنی کل شیء حتی اللقمۃ فیہا
العبد لیسۃ نہ کذا فی شہر بلائیہ یعنی حق تعالیٰ ہر چیز میں ثواب دیتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ میں ثواب دیتا ہے جس کو نہ وہ اپنے منہ سے کھائے یا کھائے اور مردار و غیرہ کا مال کھانا
حالت اضطرار میں ہو اور نہ حق میں ہو کہ جو شخص مردار نہ کھائے غصہ میں یا روزہ رکھتا ہے اور نہ کھائے یہاں تک کہ مر جائے تو وہ گناہگار ہو اور اضطرار کی تعریف میں
اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ فرض نہ ادا کر سکے اور بعضوں نے کہا کہ تین دن کے بعد صبح یہ ہو کہ غیر موت ہو اس واسطے کہ طبع آدمی کی شغاف جوتی ہیں کذا فی
المطاہد ہی و لکن قد ارما ینفع الانسان الھلاک عن نفسه کما فرض ہو لیکن اتنا جتنے سے آدمی اپنی ذات سے ہلاکت کو دفع کرے و باجوہ علیہ و
ہو تقدار مانگن بہ من الصلوۃ قائما و من صومہ مفادہ جواز اھتیل الا کل حبشۃ یضد عن الفرض لکنہ لم یحسہ کذا فی المتقی وغیرہ اور ایک کھانا وہ
ہو جس پر ثواب ہوتا ہو اور وہ اس قدر کھانا جس سے آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکے اور روزہ رکھ سکے شارح نے کہا اس کلام سے استدلال قطعی طعام کا
جو از مستفاد ہوتا ہو جس سے آدمی ادا سے فرض سے ضعیف ہو جائے لیکن ایسی تقیل مضبوط درست نہیں ہے چنانچہ قطعی وغیرہ میں ہر وقت ہر وقت ہر
المتقی بالغین الفرض اھتد رما ینفع بہ الھلاک و لیکن مد الصلوۃ قائما استنفذتہ میں کہتا ہوں اور متقی بغین مجسمہ میں ہر دن نہ کہو کہ اس قدر کھانا فرض ہو جس
سے ہلاکی دور ہو اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز لیکن ہر انتہی کلام المتقی تو خبردار ہو جائے اس قدر کھانا اس واسطے کہ فرض نہ ہو اور فرض عبادتہ او نہیں

لے نہ بی بی
نہ نہ بی بی
نہ نہ بی بی
نہ نہ بی بی
نہ نہ بی بی
نہ نہ بی بی

ہو سکتی بدون اسکے وسیلہ الی الشیخ لہذا قوتہ اور کھانا سبج ہر سیری اور آسودگی تک نام آدمی کی قوت زیادہ ہو و حرام غیر فی الجیمانیہ بکرو و ہو
 مافوقہ اسی الشیخ و ہوا کل طعام غلب علی طعمہ اتمہ لیس وحدہ و کذا فی الشرب ہستانی اور وہ کھانا حرام ہر سیری اور آسودگی سے زیادہ ہو یعنی
 اتنا کھانا کھانے واسے کہ گمان غالب ہو کہ اسکے پیٹ میں نہاد کر پکائیے بغیر ہی ہوگی یا سہیض ہوگا اور خانیہ میں اس کو مکر وہ کہہ کر
 لینے مکر وہ تحریری جو ترسیب حرام ہر تسانی میں کہاکہ اس طرح اتنا پینا بھی حرام ہر دوسرے معہ ہر ہم زیادہ کھانا اس واسطے حرام ہو کہ مال کا ضائع کرنا
 اور اپنی ذات کو بیمار ڈالنا حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کے حق میں کسی ہرن کا بھڑا یا بڑ تر ہرن جیسا کہ پیٹ کا بھڑا بدتر ہو اگر ضرورت ہو تو پیٹ
 کے تین حصے کرے ایک تہائی کھانے کی اور ایک تہائی پانی کی اور ایک تہائی دم لینے کے واسطے اور بہت غذا بہت پیٹ کو بھرتا نہیں
 ابو داؤد نے روایت کی جو جو اور شکر کرے کھانے اور پینے کے بعد اس کی منفرت ہوگی کذا فی الطحاوی عن الدر المنثور الا ان یقصد قوتہ صوم الغدہ
 کذا فی ضعیفہ او بخود کہ آسودگی سے زیادہ کھانا حرام ہر گز نیست سے حرام نہیں ہر گز کی کہ روزے رکھنے کی قوت حاصل ہو یا کہ اس کا حمان نہ شکر و
 یا نہ اسکے کسی اور خور سے کھانا درست ہر حرام نہیں ہر ہم و زور نہ کو چنانچہ زیادہ کھانا کر کے اسکے واسطے حرام نہیں نہیں بن مالک صحابی طرح طرح کے
 کھانے کھانے تھے اور نہ کر دیتے تھے سو انکو یہ فائدہ نہ تھا کذا فی البرازید و النہایہ ولا يجوز ان یفتر علی الاکل فی صومہ عن دار الجادۃ اور جابر بن
 نفوسہ کھانے کی اس قدر ریاضت کہ اسے عبادت سے مصروف ہو جائے ولا یاس بالوجع الفوی کہ ذکر کہ فضل اور طرح طرح کے پیوون کے کھانے تین
 کچھ مضائقہ نہیں اور اسکا ترک افضل اور تیرے و انما ذالاطمہ سرف اور طرح طرح کے کھانے پکوانا سرف ہو یعنی نہ نہ پکوانا سرف کے وقت کشتہ
 اطہ سرف نہیں ہو چنانچہ اگر ایک کھانے کو نہیں کھا سکتا تو کثیر اطہ درست ہر تہا ہر قسم سے مٹوڑا مٹوڑا اتنا کھا جس قدر سے اس سے عبادت پر تاد رہے یا
 ہمانوں کی دعوت منظور ہو تو کثیر اطہ میں کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الخلاصۃ و کذا فی الخیر فی کما حقہ اور اسی طرح روٹیاں رکھنا عجب سے زیادہ پیوون
 صرف ہر ہم مگر بہت دعوت درست ہر کذا فی الحا لکیرتہ و منۃ الاکل لیس اولہ و الحمد لآخرہ و سل الیدین قبلہ و بعدہ و یدہ بالثاب قبلہ و بالشیوہ
 بدھتی اور کھانے کے وقت نہت ہر کھانے کے پہلے بسم اللہ کہنا اور بعد اسکے اللہ شہ کہنا اور قبل از طعام اور بعد از طعام دونوں ہاتھ دھونا اور کھانے
 سے پہلے جوفون کے ہاتھ دھوانے سے ابتدا کیا جائے اور کھانے کے بعد جوفون کے ہاتھ دھوانے سے ابتدا کیا جائے کذا فی ہتھی ہم اور اگر اول میں بسم اللہ
 کہنا چھوے تو یون کے بسم اللہ علی اولہ و آخرہ اور جب بسم اللہ کہے تو بلند آواز سے تاسکے ساتھی بھی بسم اللہ کہیں اگر کھانا حلال ہو تو بسم اللہ کہے اور اگر حرام
 ہر حال میں آخر کہے اور اللہ بلند آواز سے نہ کہے مگر جب کہ سب لوگ کھانے سے فراغت کریں اور اس کی نہت میں ایک ہاتھ دھونا یا دونوں ہاتھوں کی چھلکان
 دھونا کفایت نہیں کرتا بلکہ دونوں ہاتھ بندہ دست تک دھونا چاہیے قبل از طعام ہاتھ دھو کر و مال سے چھینا چاہیے اور بعد از طعام چھینا چاہیے تا از طعام کا زائل
 ہو جائے جس سے ہاتھ دھونا اگر آئینہ بانی نہ رہا ہو تو نادی قاضی خان میں لا بائس نہ کہ کورہ اور درویش نام میں آئے اور توستہ ہاتھ دھونا امام اور صاحبین
 منقول ہر اور تلخیص جمیع مواضع میں مستحب ہر اور لائق یون ہر کہ برتن لیکر اپنے ہاتھ پر پانی ڈالے اور غیر سے اس میں استیانت نہ کرے مانند وضو کہ اور نہت یہ ہر
 کہ تک سے شروع کرے اور تک پر ختم کرے اور نہایت گرم کھانا نہ کھائے اور نہ اسکو بولے اور نہ اسکو اور پانی کو بھونکے ان اگر بھونکے میں مانند آفت
 آواز نہ سکے تو بھونکنا درست ہو اور ہاتھ پونچھنے سے پہلے انھیلوں کا جاشنا اور رکابی کا جاشنا اور جو توالہ و ستار خان پر گر پڑا ہو اسکو کھانا یا سبب امور نہ کہہ
 نہت میں راہ میں کھانا مکر وہ ہر اور برہنہ کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور کھانا پینا نیکہ لگا کر ہو یا بایان ہاتھ زمین پر رکھ کر کسی چیز پر نہک دیکر مکر وہ ہر الکلی میں
 الحا لکیرتہ ہمتہ اپنے اور اپنے عیال پر خرچ کرے اس طرح کہ نہ اسراف ہو نہ بخل نہ اسکی جمیع مرغوبات کی تلاش و شش کرار بہت جمیع شہتیاں
 روکتا رہے بلکہ میانہ روی اختیار کرے نہت یہ ہر کہ رکابی کے درمیان سے نہ کھائے اس واسطے کہ برکت درمیان میں نازل ہوتی ہو یا کہ ایک طرف سے کھا

شیخ بن شوق
 نام خستہ ازادین
 در تہذیب و احاطہ
 بہ کتب و تصانیف
 و احاطہ بہ کتب
 یک کوئی اور نہ

اس واسطے کہ طعام کیساں ہر مالک الطریق میں رنگاں برنگ میوے ہوں تو بھر سے چاہئے کھائے اسی طرح اگر طبق میں الوان اطعمہ ہوں تو ہر طرف سے کھانا بھرست ہر جہت میں ہر دیکھ کہ جو کبابی کو چاہئے کھائے کہ بعد تو کبابی کہتی ہے کہ کھانا کھانا و درخ سے آزاد کرے جیسے تو نے کھانا کھانا سے آزاد کیا اور امام احمد کی روایت یوں ہے کہ رکابی اسکے واسطے منفرت طلب کرتی ہے حدیث میں وارد ہے کہ مکیم کردوئی کی کہ وہ برکات سموات اور ارض سے ہر اور جس قوم نے روئی کا امتحان اور تعاریف کی تو حق تعالیٰ انکو کرشماتی اور عجیبی کے ساتھ متا کرتا ہے اور اسکے اکرام سے یہ کہ جب روئی مائے آوے تو سالن کا انتظار نہ کرے یعنی روئی کھانے لگے امام محمد نے کہا کہ لوگوں پر محتاج کھانا دینا اس وقت میں جبکہ وہ خرچ اور طلب سے غایر ہر فرض ہو تو جو اسکا حال جانتا ہو اسکو اتنا کھانا دینا فرض ہے جس قدر سے وہ خرچ اور اس سے عبادت پر قادر ہو اور اگر تلبی خرچ پر قادر نہ ہو سو وہ مرگیا اور کسی نے اسکو کھانا دیا تو جو لوگ اسکا حال جانتے ہو گئے سب گناہ میں شریک ہو گئے اور جو محتاج کسب پر قادر ہو تو اس پر کسب واجب ہے اور دال کرنا اسکو حلال نہیں کذا فی الطحاوی و کہ لحم الانسان ای الحمارۃ الا انہ فی الحمارۃ و لیسنا اور کدوہ کہ کدوہ کا گوشت اور اسکا دودھ یعنی پاؤ گدھے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے بخلاف مالک کے کہ ہم کراہت بیمار وغیرہ کسب حق میں ہر اور حار و حشی یعنی گرنہ کا گوشت اور دودھ حال حرکتانی الطحاوی ولین یجلا لہ الحق تاکلی الذرۃ ولین لک لک ای الفرس بول الابل و اجازہ ابی یوسف للذی اور مکروہ ہے جلالہ کا دودھ جلالہ وہ گاسے یا بکری یا اونٹنی ہر جو کدو کھاتی ہو اور کدوہ ہر گھوڑی کا دودھ اور اونٹ کا پیشاب اور ابو یوسف نے اونٹ کا پیشاب علاج کے واسطے جائز کہا ہے ہم ہر ایہ میں ہے کہ امام انعم کے نزدیک گھوڑی کا دودھ حلال ہے چنانچہ کتاب الاشمہ میں آدیکہ و کدوہ لکھا ہے ای لحم الجلالہ والزمکۃ اور جلالہ اور گھوڑی کا گوشت مکروہ ہے و خمس الجلالہ یعنی ذیہب متن ہما و مستدر ثلثہ ایام لہ جائزہ و اربعۃ ثلثۃ و عشرۃ لابل و غیرہ علی الاطلاق اور گدھے کھانے والا جانور بندہ کرکھا جائے یہ شک کہ اس کے گوشت کی گندگی اور بدبودن ہو جائے اور جس کی مدت ٹھہرائی گئی ہو جو جب ظاہر الودایہ کے مرغی کے واسطے تین دن اور بکری کر کے واسطے چار دن اور اونٹ اور گاسے کے واسطے دس دن و لو کلت النجاستہ و غیرہ بحیث لم یمنع کما حلت کما حل اکل جدی غزی بلین خضر یان لحمہ لا ینبہ بانہ غزی بہ یعیرہ سہ ما کلا لا یبقی لہ اثر اور اگر جانور نجاست اور غیر نجاست دونوں کھانا ہو اس طرح کہ اسکا گوشت گندہ نہ ہو تو حلال ہے جیسے وہ جانور حلال ہے جو پا لایا گیا ہو و دودھ سے اس واسطے کہ اسکا گوشت تغیر نہیں ہوتا اور جو دودھ اسکا غذا ہوا وہ نیست اور نابود ہو جاتا ہے اسکا کچھ خرباتی نہیں رہتا ہر دم اور اسطیج جو کھیت نجاست سے سینچے جانے تو اسکا کھانا مکروہ نہیں ولو سقی مایو کل لحمہ خمر ان فوج من ساعۃ حل اکلہ و یکرہ زلیمی و صیدہ شرح و ہبانیہ اور اگر کول اللحم جانور کو شراب پلائی گئی پھر وہ اسی وقت فوج کیا گیا تو اسکا کھانا حلال ہے اور کدوہ ہر کدوہ فی الزلیمی و کتاب العیدین شرح و ہبانیہ و کدوہ الاکل و الشراب و ملا و لان و اب من انما فیہ شہب و فضۃ لمرحل و المراءۃ لا طلاق الحدیث اور کدوہ ہر کدوہ اور پنا اور تیل لگانا اور خوشبو ملنا سونے اور چاندی کے برتن سے مرد اور عورت دونوں کے حق میں اطلاق حدیث کی دلیل سے ہم حدیث مذکور بخاری اور مسلم میں خلافہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنچو میرا در و نہ بیاؤ نہ پہنچو سونے چاندی کے برتنوں میں اور نہ کھاؤ انکی رکابیوں میں اس واسطے کہ یہ برتن کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے ہیں آخرت میں انہیں پھر جب کھانا پینا انہیں منع ہوا تو اسی طرح ان برتنوں سے تیل لگانا اور خوشبو لگانا بھی منع ہوا کذا فی الخ و کذا یکرہ الاکل بلعقہ لفضۃ و الذی سب الاکمال بملہا و ما استنبہ ذلک من افعال الکملۃ و مرۃ و قلم و دواۃ و نحو ہا و اسطرح مکروہ تحریمی ہے کھانا چاندی اور سونے کے چمچے سے اور سرمہ لگانا انکی سلاخیوں سے اور جو استعمال اسکے شرابہ ہو چنانچہ چاندی سونے کا سرمہ دان اور قلم اور دوات اور مانند اسکے مکروہ ہر دم ظروف مذکورہ کے مانند ہر چاندی سونے کی چینی اور سلجی اور آفتابہ اور انگلیٹی اور جس چیز کا فائدہ بدن کو حاصل ہو وہ مرد اور عورت کو درست نہیں کذا فی الطحاوی یعنی او استعملت اجتہد انہما صنعت لہ بحسب متعارف الناس والا فکذا لایستہ سے لو نقل الطعام من نمار الذہب الی موضع آخر و صلب المار والدہ بن فی کفہ لای علی رأسہ ابتداء ثم یصلہ لابس بہ جینی و کینہ و وہو باخرہ فی الدہر فایضاً یصلہ ظروف اور آلات مذکورہ کی کراہت اسوقت ہے جب کہ انکو اجتہد استعمال کیجیے ان کا ہون میں جبکہ واسطے وہ بنائے گئے ہوں

لوگوں کے رواج کے مدافعت اور اگر ابتداء استعمال نہ ہو تو کراہت نہیں تو اگر کھانا نقل کیا جائے سونے کے برتن سے دوسری جگہ یا پانی یا تیل کھ دینے میں ڈالنے نہ اپنے سر پر ابتداء کچھ اسکو استعمال کرے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں کذا فی الجہتی وغیرہ اور اسی مطلب کو تحریر کیا ہے اور میں تو اس قید کو یاد رکھنا چاہیے ہم درمیں یوں مذکور ہے کہ طرہ صغیرہ جو تیل وغیرہ کے واسطے مصنوع ہیں انکا استعمال اسوقت حرام ہے جبکہ انہیں طرہ سے تیل سر پر ڈالا جائے اسواسطے کہ وہ طرہ ہی واسطے مصنوع ہوئے ہیں کہ اسطرح استعمال ہوں اور اگر انہیں ہاتھ ڈالے اور تیل ہاتھ میں لیکر سر پر ڈالے تو کراہت نہیں اسواسطے کہ انہیں ابتداء استعمال ہوا انہیں ٹیکن جی درمیں یعنی علامہ دانی اور نوح نے اس شخص کو روک دیا کہ اسطرح استعمال چاندی سونے کا مصنوع ہے اسواسطے کہ اصل اسباب میں یہ حدیث ہے کہ کذا فی الزمان علی ذلک انہی مل لانا شہادہ وجہ معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ عورتوں کو فقط زین و طلال ہے تو در اسے زین و طلال کے حرمت باقی رہی خواہ استعمال بالذات ہو خواہ بواسطہ کیونکہ احادیث میں اسطرح استعمال کی مطلق میں کذا فی الطحاوی ہم ہر چند در اس کے موافق فتاویٰ عالمگیری میں جبراً سے بھی منقول ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ کسی طرح استعمال نہ کرے واللہ اعلم دائرۃ النسخۃ فی دھیرہ اشغال البصیرۃ والحوشن والسادۃ المنہالی الخرب للضرورۃ اور قسطنطنیہ وغیرہ میں چاندی سونے کے خود اور زرہ اور دستاؤں کو جنگ میں ضرورت کے سبب سے منسوخ کیا ہے کراہت سے وہاں بھی صیح للبدن واما غیرہ بظاہر با دانی متخذہ من وہب وغیرہ دوسرے کراہت و فرسش علیہ من دیباچ و کچھ فلا باس بہ بل قبلہ السلف خلاصہ ہے اباح ابو حنیفہ توسد الیہ دیباچ والیوم علیہ لکما پائی اور یہ یعنی طرہ فضیہ اور فضیہ کی تحریم اس صورت میں ہے جبکہ استعمال نفع بدن کے واسطے راجح ہو اور اس کے سوا تھیل کرنا سونے اور چاندی کے برتنوں سے اور اسطرح سونے چاندی کی چار پائی سے اور سپرد دیا اور انداز اس کے فرش کرنا تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اسکو مصلحت سے کیا ہے کذا فی التخلیص یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ نے دیا کالکلیہ لگانا اور سپرد دینا مباح کیا ہے چنانچہ آگے آدیا دیکرہ الا کل فی محاسن او شہر والافضل الخیر قال علیہ اللہ علیہ وسلم انخذوا فی مہتہ خذوا فی مہتہ لکنکۃ احتیبار اور مکر وہ ہے کھانا مانسبہ اور پہلی کے برتن میں اور انہیں اور بہتر مٹی کا برتن بھرنے کو لکھنا اصل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر میں مٹی کے برتن رکھے اسکی زیارت فرشتے کرتے ہیں کذا فی الاختیار ہم ظاہر اس کراہت اسوقت ہے جب تانبے اور پتیل کا برتن بے تلمی ہو اور طرہ جینی میں ترنفاست اور تھیل اور اسے خدمت و رونق موجود ہیں اسواسطے کہ وہ مٹی کے برتن ہیں لایکہ ماذکر من انارہا صا و زجاج و بلور و عقیق و خلافا لفتاویٰ اور مکر وہ نہیں کھانا رنگ اور شیشے اور بلور و عقیق کے برتن سے بخلاف امام شافعی کہ انہیں نزدیک کراہت ہے اصل الشرب من اناہم مفضض اسی طرہ بالفضاہ اور حلال ہے بیاض طرف مفضض سے یعنی جو برتن کہ مزین و نقش اور مصبہ ہو چاندی سے فارسی میں اسکو سم کو کہتے ہیں ہندی میں بدرا و جڑاد ہم نسخہ لہذا میں مفضض کی تفسیر مذوق ہے اور شیشی میں مصبہ ہے اور قسطنطنیہ میں مزین لہذا ہے اور ابویوسف کے نزدیک مفضض بھی جائز نہیں زلیبی نے کہا یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ چاندی برتن سے جدا ہو سکے اور ثوبہ یعنی اگر چاندی کا ایسا پتلا پانی برتن پر ظاہر جو جدا ہو سکے تو وہ بالاجماع درست ہے اسواسطے کہ وہ متکبر ہو سکے باقی رہنے کا کچھ اعتبار نہیں چنانچہ شافعی اسکو بیان کر لیا کذا فی الطحاوی والاکوب علی سرج مفضض و الجوس علی کسی مفضض لیکن بشرط ان مٹی ای تھنب موضع الفضاہ تھیل و بدو جلوس سرج نحوہ اور حلال ہے سوار ہو مفضض نہیں پر اور حلال ہے بشرطیکہ کسی مفضض پر لیکن اس شرط سے حلال ہے مفضض برتن میں پناہ چاندی کی جگہ سے منہ علیہ رکھے اور تولی ضعیف ہے کہ کچھ مانجھ بھی جدا رکھے چاندی کی جگہ سے اور زمین کے جلوس اور اس کے مانند میں بھی بدن جدا کر کے ہم اعتبار نہ کرنا اعتبار ہے اعتبار بداد باقی مٹنا کا چنانچہ اختیار اور بداد اور جو ہر وہ میں مذکور ہے کہ حکم ہے کہ مفضض کا اور جو ہر نہ خالص چاندی کا ہے اسکا استعمال کو کسی طرح جائز نہیں کذا فی الطحاوی وکنا الامام المصنف بدیہ اور فضیۃ والکری المصنف بہا و حلیۃ عراۃ و صحت بہا اور اسطرح حلال ہے طرہ غصب سے یعنی برتن میں چاندی سونے کے چتر چڑھے ہیں اس کے استحکام کے واسطے اور اسی طرح چتر چاندی سونے کے چتر چڑھی کسی اور زین و رائیہ اور مصنف کا چاندی اور سونے سے ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ چتر چڑھنا

امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کا برتن ہو جس میں مٹی کے برتن ہوں تو اسکا استعمال جائز ہے

کھانے پینے کا ظرف نہ بیٹھ اور نقص میں جاکر سونے چاندی پر نہ کرے اور اس طرح ظرف منسوب اور کسی اور سر پر جبکہ چاندی سونے پر نہ بیٹھے اور اس طرح حالت آئینہ کا چاندی سونے سے اور اس طرح مجر اور لکام اور زین اور دھجی اور رکاب نقص یا منسوب درست ہو بشرطیکہ اسپر قعودہ واقع ہو اور ابو یوسف کے نزدیک یہ سب مکروہ ہے لیکن فقہرات میں ہے کہ امام عظیم کا قول صحیح ہے انتہی کما لو جملہ اشیاء منقصہ فی تحصیل صیغہ و کسین اونی تہ بنفستھا او بکام اور رکاب و لم یضیع یروہ و وضع الذہب و الفضة بنانجہ چاندی سونے کا کام کرنا درست ہے اگر تلو اور چھری کی کوئی مین یا آن دونوں کے نبھنے میں یا لکام یا رکاب میں کرے اور بنانا تو نہ کرے سونے چاندی کی جگہ میں م کافی ہے جس جگہ چھری کی کوئی مین اور تلو اس کے قبضہ میں چاندی ہو تو امام عظیم نے کہا کہ اگر چاندی کی جگہ پر کڑے کا نوک رہے ہو اور مین تو مکروہ نہیں ہے کہ انانی الخطاوی و کذا کما تہ الثوب نہ سبب اذ نقصہ و فی الجہتی لا باس بالیکین المنقص الخیار و اگر رکاب مین اونی بیکرہ الکل اور اسی طرح درست ہے کہ کسٹریس پر چاندی سونے سے لکھنا اور جہتی میں ہے کہ چھری نقص اور دوات اور رکاب کا کچھ نقصان نہ نہیں اور ابو یوسف کے نزدیک یہ سبب مکروہ ہیں م امام عظیم کی دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری میں اس سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ٹوٹ گیا تو موضع شق چاندی کی ترمیم سے جگر لگایا اور احمد کی روایت میں ہے کہ انس بن مالک کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدح یعنی پیالہ تھا اس میں چاندی کا تہر خڑا تھا و اختلاف فی المنقص اما اطلی فلا باس بہ بالا جامع بلا فرق بین یکام در رکاب و غیر ہما لان الاملا مستماکب لا یخص فلا عبرۃ لکونہ یعنی وغیرہ اور خلاصہ ابو یوسف اور امام کا منقص میں ہے کہ سبب جس چیز میں چاندی سونا علیحدہ ہو سکتا ہو اور طلاء یعنی جیسے سونے چاندی کا پانی پھل ہو سہوہ تو بالا جامع درست ہے مردون فرق کے درمیان لکام اور رکاب وغیرہ ان کے اس واسطے کہ طلاء یعنی چاندی سونے کا پانی سنگھ ہو جدا نہیں ہو سکتا تو ان کی نقطہ رنگت کا کچھ اعتبار نہیں کہ انانی یعنی وغیرہ و یقبل قول کافر و یجوز یا قال شریعت اللہ من کتابی یحیل اوقال ہشتر تہ من عجوبی قورم دلائے تجسیر لواء اور یقبل قول کافر کا یہ قول اگرچہ کافر جو بھی ہو کہ مین نے یہ گوشت بول لیا ہے یہودی یا نصرانی سے تو اس گوشت کا کھانا حلال ہو گا یا کافر نے کہا کہ مین نے جو بھی سے گوشت خرید کیا تو گوشت حرام ہو گا اور اس کے قول کو خبر واحد کے سبب سے مردود نہ کرے و اصلہ ان خبر کا از قبول بالا جامع فی الاملاات لانی الدیانت و علیہ یحیل قول الکفر و یقبل قول الکافر منی اکل و اخرتہ یعنی اکل و اخرتہ فی ضمن المعاملات لا مطلق اکل و اخرتہ کما توہمہ لظہی اور اس کا عہدہ کلیہ یہ ہے کہ کافر کی خبر مقبول ہو بالا جامع معاملات میں نہ دیانت میں اور اسی قاعدہ پر کسٹریس کا یہ قول محمول ہو اور کافر کا قول مقبول نہ ہو اور حرمت میں بیٹہ وہ حالت اور حرمت کہ در ضمن معاملات کے حاصل ہے نہ سراج کی حالت اور حرمت جو یا کہ زلیبی شایع کرنے سے تو ہم کیا ہر ہم ایک شخص کا قول مقبول ہو معاملات میں خواہ وہ شخص متقی ہو خواہ فاسق آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مسلمان ہو یا کافر بسبب ضرورت اور دفع ہرج کے اور جملہ معاملات و کالت اور تجارت اور رسالت فی الہدایہ اور اذن تجارت ہے لیکن بائینہ صدق خبر کا گمان غالب ہو نا ضرور ہو تو اگر اس کے صادق ہونے کا گمان غالب ہو تو اسپر عمل کرے اور اگر گمان غالب نہ ہو اس کے صدق کا یا شک ہو تو اسپر عمل نہ کرے کہ انانی الخطاوی عن الکافی و لہجہ معاملات وہ امور ہیں جو دنیا میں الناس جاری رہتے ہیں چنانچہ بیع اور شرا اور وکالت وغیرہ لک اور دیانت وہ امور ہیں جو دنیا میں خدا اور بندے کے ہوتے ہیں چنانچہ عبادات اور حلت اور حرمت و یقبل قول المملوہ و لو انشی و الہی فی الہدیۃ سواہ خبر باہار الموسلے غیرہ و نقصہ اور مملوک کا قول اگرچہ وہ عورت ہو اور ضعیف کا قول مقبول ہے نہ چاہئے مین خواہ غلام سے یہ غیر وہی ہو کہ میرے مالک نے یہ تحفہ دیا ہے اور شخص کو یا یون کہا ہو کہ اور شخص نے یہ تحفہ دیا ہے یا مالک کو والا ذن سواہ کان با تجارتہ او بدخول اللہ مثلا او مقبول ہے غلام اور ضعیف کا قول اذن مین خواہ تجارت کا اذن ہو یا شملاد دخول دار کا اذن م سراج میں ہے کہ اگر ایک شخص کے غلام یا طفل ضعیف نے دوسرے شخص کے گھر میں داخل ہونے کا اذن دیا تو قیاس یہ ہے کہ گمان غالب پر عمل کرے لیکن عادت جاری یون ہے کہ اس سے لوگ بائین رہتے ہیں نہ ایہ جائز کہ انانی الخطاوی و قیدہ فی السراج بما اذا علیہ سئل لانه صدقہم فلو شری ضعیف تو صاحبان لا باس مینہ و لو تخریب

کے ساتھ ساتھ
کے ساتھ ساتھ
کے ساتھ ساتھ
کے ساتھ ساتھ

علاوہ علی بن ابیہر لان واطلا پر کتبہ و کتابہ فیہ اور ازین تجارت میں سراج میں اسکی قسید لگائی ہو جبکہ اسکی راسے میں انکا صدق غالب ہو تب قبول مقبول
 ہو تو اگر صنیعہ صاحبون اور اشنان اسکی چیز کی خرید کا ارادہ کرے تو اسکے ہاتھ بیچا کچھ مضائقہ نہیں اور اگر شے اور صلو ایسی چیز کے قبول لینے کا
 قصد کرے تو اس کے ہاتھ بیچا لائق نہیں ہوا سیکے کہ صنیعہ کا کذب ظاہر حال ہو اور اسکا پورا بیان سراج میں ہر صحنہ کی طرف اظہار کیا
 رہتے ہیں تو ظاہر حال اس پر ولایت کرنا ہو کہ وہ اپنے مان باپ کے پیسے مٹائی لکھانے کے واسطے چور لایا ہو گا تو اسکا یہ قول کہ میرے مان باپ کے
 منگو ایسا مقبول نہ کرنا چاہیے لیکن انھیا کے اطفال پر یہ غیبی و نہیں ہو سکتا ہر و قیقل قول الفاسق والکافر والعبد فی المعاملات لکثرہ و تو عمار و فاسق
 اور کافر اور غلام کا قول قبول ہر معاملات میں وقوع معاملات کی کثرت کے سبب سے ہم اصل یہ کہ معاملات میں ہر چیز کا قول قبول ہو تو اگر عمارت میں
 عدالت مشروط ہو تو صبح عظیم واقع ہوا سو اسطے کہ عدالت کی شرائط جمع کیا ہو کہ ان اسکو آدمی پاوے کہ اس سے معاملہ کرے یا اسکو نوکر رکھے اور لوگوں کے
 پاس معاملات کے واسطے بھیجا کرے اور سراج کو کوئی دلیل نہیں ہو آخر کے تو اگر میری خبر قبول ہو تو معاملات کا دروازہ بند ہوتا ہو اور سو اسطے کہ معاملات کی خبر قبول
 ہو تو اس میں عدالت کا شرط ہونا باعث حرج ہو لہذا اس میں فقہائے کرام نے کئی ہونکہ انی الاطری کا اذوا خبر اسے وکیل طلاق فی بیع کہ فیہ و الشرع اسے ان
 غلب علیہ الی صدقہ کا مروجہ ہے آخر خطر جانچے اگر فاسق یا کافر یا غلام نے خبر دی کہ وہ وکیل ہو لگائے شخص کا طلاق چیز کے بیچنے میں تو اس سے اس کا
 خرید کرنا جائز ہو اگر خرید کو نہ والے کے گمان میں اسکی راستی غالب ہو چنانچہ نہ کہ ہو چکا اور کتاب الخطر کے اخیر میں بھی اسکا ذکر و شہرہ الیہ الہ فی
 الہ یانات ہی اتنی ہیں البعد والرب اور مشروط ہر عدالت اور ہر خبر گاری و یانات میں و یانات وہ امور ہیں جو بندے اور مالک علی الاطلاق کے درمیان
 واقع ہیں ہم چونکہ دیانات معاملات کے مانند کثیر او قوع نہیں تو اس میں عدالت کی شرط کرنی چرچ نہیں اور قول فاسق اور کافر اور صنیعہ کے قبول کرنی اس میں کچھ
 ضرورت اور حاجت نہیں کا خبر عن نجاستہ المار فیہم ولا یوخذ ان اخیر ہما مسلم عدل نہر چاہا لقیقہ حرمہ و لو عبد او اتہ جیسے نجاست پانی کی خبر سے
 تیمم کرے اور اس پانی سے وضو نہ کرے اگر نجاست کی خبر دی ہو مسلمان پر نہیں گارہے ہر خبر گارہے ہو جو باز رہا ہو اس چیز سے جسکی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہو اگرچہ وہ
 غلام ہو یا لونڈی ہم عدالت مستطاف انکال کذب ہو تو اس احتیاط کی حاجت نہیں کہ پانی اگر کثیر کرے و تحریر فی غیر الفاسق نجاستہ المار و غیر المستور ثم تعیل
 انساب ظنہ اور انکال و رواسے فاسق اور مشور الحال کی خبر میں ہر عمل کرے اپنے ظن غالب پر یعنی اگر فاسق اور مشور یعنی جسکافق اور عدالت معلوم نہیں وہ
 کہیں کہ یہ پانی ناپاک ہو تو وہ ان کھل کر کے ظن غالب پر عمل کرے نہ اسکے قول پر و لو اراق المار فیہم قیما او غلب علی رائہ صدقہ و تو ضار و غیر تیمم
 او غلب علی رائہ کذب کان احوط اور اگر پانی کو اگر وہ ہر تیمم کرے اس صورت میں جبکہ اسکو ظن غالب ہو کہ فاسق ہے یا نجاست کی خبر میں اور وضو اور
 تیمم کرے اس صورت میں جبکہ اسکا گمان غالب ہو اسکے کذب کا تو یہ احوط ہو گا یعنی اس میں زیادہ تر احتیاط ہو فی الجورۃ تیمم بعد الوضو احوط اور جو ہر میں ہر اور اسکا
 تیمم کرنا وضو کے بعد احوط ہم اس میں اشارہ ہو کہ تقدیم تیمم کی و عندہ پراقتیاط ہو اور تاخیر تیمم کی وضو سے احوط ہو کذا فی الطحاوی و اما لکافرا و غلب صدقہ و غلب کذب
 فارقہ احب قسانی و خلاصہ و خانیہ اور کافرا کا تو یہ حکم ہو کہ جب اسکے کذب پر صدق کا گمان غالب ہو تو پانی کا ہوا وینا مستحب ہو کذا فی القستانی و انکاحہ الخانیہ
 ہم لینے اگر کافرنے خبر دی کہ یہ پانی نجس ہو اور اسکے صدق کا گمان غالب ہو تو اگر اس پانی سے وضو کرے اور نماز پڑھے تو نماز جائز ہو سو اسطے کہ کافر تیمم کرے اسکی
 خبر طرز میں نہیں لیکن پانی اگر کثیر ہے نماز پڑھا تب ہر قلت لکن تو تیمم قبل اراحتہ ثم یخیر تیمم بخلات خبر الفاسق لصلیہ طرانی الجملہ بخلات الکافرین کہنا ہوں کہ اگر
 کافر کی انبار نجاست کے صدق پر گمان غالب ہو لیکن اگر تیمم کرے پانی گراوینے سے پہلے تو اسکا تیمم جائز ہو گا بخلات خبر فاسق کے کہ وہ ان تیمم
 مذکورہ جائز ہو گا سو اسطے کہ فاسق کی خبر فی الجملہ الزام کی صلاحیت رکھتی ہو اور کافر کی خبر طرز میں ہونے کے لائق نہیں ہم فاسق کی خبر کی فی الجملہ لازم ہونے کی
 یہ دلیل ہو کہ اگر فاسق کی گواہی قبول کر کے حکم دے تو اسکا حکم نافذ ہو گا اگرچہ اسکی گواہی قبول کرنا حرام ہو اور اگر کافر کی گواہی بر حکم دے گا یعنی مسلم کی

ہیں بوجہ حدیث کے نزدیک ملاعت اپنی عورت کے ساتھ اور تادیب اپنے گھوڑے کی اور تراندازی ویدخل علیہم بلا اذنہم لانکار المنکر اور اباب لایسی کے گھر میں
 گھس جاسے دونوں کے اذن خلاف شرع کے مٹانے کے واسطے ہم یعنی ہر چند کسی کے گھر میں بلا اذن جانا درست نہیں لیکن جب ان کو کچھ خلافت شرع کے
 ارتکاب سے اپنی حرمت ساقط کر دے تو انکی ہتکست جائز ہوگی کہ انی الفسخ قال ابن مسعود وصوت اللہ والنفاس ونبیت النفاق فی ثلثیا کیا نبیت الملأ والنہات عبد
 بن مسعود نے کہا کہ ہوا و دراک کی آواز دل میں نفاق کو اگاتی ہے جیسے بالی گھاس کا گھاس جو ہم نفاق سے نفاق علی مراد ہوتا نفاق عقادی جگہ پر قلت و فی البز
 استماع صوت الملاہی کفر بتصدیق خود حرام قولہ علیہ وسلم استماع الملاہی معصیۃ والکفر علیہا فسق والتکذیب کفر ای بالنعوتہ فصرن الجوارح
 اے غیر باخلاق لا جملہ کفر بالنعوتہ لاشکر فاما وجب کل اور بوجہ کتب کی لا یسبح لہ الا علیہ الصلوۃ والسلام اوخل اصبعہ فی اذنه عند سماعہ فکفر
 و فیما ذکر الفسق نکرہ انتہی میں کہتا ہوں اور نیز انویہ میں ہر کجا بون کی آواز سننا جیسے بائسری بجانے کی آواز اور مانند اسکے حرام ہو رسول خدا
 علیہ السلام کے اس قول سے کہ استماع الملاہی گناہ ہے اور آپ پر چھینا فسق ہے یعنی طاعت ربانی سے باہر نکل جانا ہے اور اس سے لڑتے ہیں
 کفر پر جیسے کفران نسبت ہو تو خدا کو صرف کرنا اس چیز کی طرف جس کو واسطے وہ بنا کر نہیں لگتے نہ کفران ہو نہ شک اس نسبت کا تو واجب کمال اور جب
 یہ ہو کہ گناہ گریہ ہو جاسے تا آواز کو نہ سنے اس واسطے کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے انگشت مبارک کو اپنے کان میں داخل
 کر لیا تھا اسکی سماعت کے وقت اور عرض کیے انصار اگر انہیں فسق کا ذکر ہو تو وہ مرد ہیں انتہی مافی البزازیہ اور تعلیل لاندنب کما فی الاشیاء لولا کمال کما فی
 النہایت تاکہ رسول کو کفر فرمایا اس گناہ کی بڑائی بتائے کہ کما فی الاختیار شرح اختیار کفر فرمایا اسکو حلال سمجھنے کے سبب کما فی النہایت فائدہ دینے کا ہے لکن
 لا تقام فیما لا یجوز ولا یجوز بہ کما اذا ضرب فی ثلثہ اوقات لکن کثرت لفحات الصلوات سبب فیما یجوز بعد الصلوات لا یجوز فی غیرہا و یسبب العشاء
 اے نفی الموت و بعد نصف اللیل اے نفی البعث و تا سہ فیما علقہ علی السنتی اور منجلیہ ملاہی نوبت کا جانا ہو تو غا اور نام آدمی کے واسطے تو اگر
 نوبت نوازی تنبیہ کے واسطے ہو تو اسکا مضائقہ نہیں چنانچہ جبکہ تین وقت نوبت سے صبر کی تین بار بھوک کے جانے کی یا ہر طرف کے واسطے اسلئے کہ نوبت کی آواز
 اور صبر کی آواز میں فی اکلہ مناسبت ہو عمر کے بعد کی نوبت اشارہ ہو تو نہشت اور بعد عشا کے اشارہ ہو تو نفی موت کا اور آدمی رات کے بعد اشارہ ہو تو نفی بے کاشی
 قبروں سے اٹھنے کا اور پورا اسکا بیان آخر شرح میں ہے جو چہ متقی الابحار متقی کی ہر شرح متقی میں شائع ہے کہ اس میں مروی ہے کہ شادی کا حق میں ہے جانا
 جائز ہو شریعت مکمل کے واسطے اگر مرد اجنبی میں ہو تو نہشت و صبح کی وجہ سے جہاں جہاں میں اور اسکا جانا بہریت ظہر ہو تو حقہ پہلے کانے والے میں
 کہ فی اللہستانی اور قفس اور تو ابجد کو سامری کے لوگوں نے اول ایجاد کیا جبکہ سامری نے کو سالہ بنایا تو کو سالہ پرست اس کے سامنے ناسچہ اور وجہ کرنے لگے تو یہ کفار
 کو سالہ پرستوں کا دین ہو اور طریقہ محمدیہ میں ہے کہ حرمت قفس پر قفس قرانی موجود ہو قال تعالیٰ ولا تمشی فی الارضین مستحیل زمین میں پاترے اور آخر
 کی راہ سے اور قفس میں نہایت بخت اور بجاوت اور اتراؤ ہوتا ہے اور زخمیہ میں ہے کہ قفس گناہ کی ہے اور اس پر جلے ہو اور بے نقیہوں نے کہا کہ غلبہ بعد میں قفس
 منع نہیں جیسے صوفیہ کے ہوتا ہے مجلس نکر اور جل میں تا نا رفاہیہ میں وہ مضمون ہے جو جوہر قفس پر دلالت کرتا ہے اس مضمون کے واسطے جسکی حرکات تعیش کے مانند
 ہیں اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ صاوق ہو اور قیام میں وہ نفس مشغوب ہو اور ایک چیز کا ہے حلال ہونی ہو اور بھی حرام ہو جاتی ہے اختلاف مقاصد کے
 مستحب کہ مذکورہ ابو بسعود اور شرح متقی میں ہے کہ ہمارے زمانے کے متصرفہ محل کے وقت آواز بلند کر کے گھر سے مارتے ہیں حرام ہو مکان بیٹھنا جائز نہیں اور صوفیہ
 سابعین ایسا نہیں کرتے تھے اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا شعر شہنا ابا حوت غنا پر دلالت نہیں کرتا یہ وہ شعار حرکت اور حفظ مشیت تھے اور حدیث
 تو اجنبی صبیح میں مروی ہے کہ اس نے فرمایا وہ کرنے والے کی شرط یہ ہے کہ اس کو اسکا وہاں پہنچ جائے کہ اگر اس کے چہرہ پر تلوار پڑے تو اسکو چہرہ پر تلوار دو اور حکم کی
 انتہی مافی شرح المتقی کہ فی اللہ لادی اور حرمت آلات سرو کی اور اختلاف فتنائے مجرد کا کتاب الشہادت میں مفصل ذکر ہو چکا فلیندر شر

فصل فی اللباس فصل فی لباس کے مسائل میں ہم فرض لباس وہ ہے جو عورت کو چھپا دے اور گرمی اور سردی کو دفع کرے بہتر یہ ہے کہ پوشاک روئی یا کتان یا صوف کی ہو نہ سات کے موافق یعنی اسکا واسطہ سات نکلا ہو اور استین ج انگلیوں تک اور استین کا عرض بقدر ایک ہاتھ کے چنانچہ تفت میں صریح ہے ستودہ لباس چاہیے نہ نقشبہ خسیں سٹھ کہ خیر لاہ و رادسا طما اور اسواسٹیک کہ نئی دارہو لباس شہرتی سے لینے جو نہایت انیس ہوا و نہایت خسیں کو تحجب وہ لباس ہے جو اگر کشیں اور نعت الہی کے اظہار کے واسطے ہوا و سبلح لباس میں میل بڑھنے کے واسطے عید اور جمعہ اور مناسبت خلعت میں ترنجیہ اور قات میں اور کردہ لباس وہ ہے جو بخترا و نگہ کے واسطے ہوا و سپید لباس تحجب ہو کہ نافی النکاح ای بالخصا حکم لیس و لو ہوا کمال بہینہ و بین بدہ علی المذہب الصحیح و عن الامام انما یحرم اذا سئل بحدیث فی القنیۃ وہی خوضہ عظیمہ فی موضع عم یہ البکاء ای اور حرام ہے نہ ہونا حریر یعنی ریشمی کپڑے کا اگر چہ کوئی اور کپڑا داخل ہو درمیان ریشمی کے اور بدن کے کہو جب مذہب صحیح کے اور امام غزالی سے روایت ضعیفہ یہ ہے کہ ریشمی تو اسوقت حرام ہے جبکہ وہ کھال سے لگا ہو قنیۃ میں کہا اور یہ خضت عظیمہ ہر وہاں ریشمی کا محرم ہو ہی ہو ہم جب معام ہو کہ مذہب صحیح میں ریشمی کی حرمت علی الاطلاق ہے خواہ بدن سے متصل ہو یا غیر متصل تو روایت ضعیفہ قابل اعتبار کے نہیں طوطاوی نے شمس المکرمہ جلوا فی سے نقل کیا کہ صحیح ہے کہ کل حرام ہے اور قول ضعیفہ مذکور کو بعض مشائخ کی طرف نسبت کیا ہے نہ امام کی طرف حریر وہ کپڑا ہے جو چنانچہ گلبدن دریا کی اور تافہ اور طاس و کتاب ابو داؤد و انسائی بن علی مرتضیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے واسطے ریشمی کپڑا لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا اور فرمایا کہ یہ دونوں حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور تندی و انسائی کی دوسری روایت ہے کہ لباس حریر اور سونے کا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور انکی عورتوں پر حلال ہے اور حشیم و انسائی بن عمر فاروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں حریر وہی پہنتا ہو جسکا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہو کہ فی التفسیر و فی الحرب فان یحرم ایضا عندہ و قال لایکل فی الحرب اگرچہ ریشمی جنگ میں پہنے سواہ بھی حرام امام کے نزدیک و صاحبین نے کہا کہ ریشمی لباس حلال ہے ہم صاحبین کے نزدیک جنگ میں کپڑا کپڑا ریشمی درست ہے جو سلاح کی ضرورت ہے چاہے نہ ہا یک ریشمی کہ فی العالمگیر علی الرجل والمرأۃ الاقدار علی اصابع کا اعلام التوبہ ص ۱۰۷ قیل مشورۃ و قیل بین بین ریشمی حرام ہے مرد و نہ عورت پر مگر در بقدر چار انگل کے حرام نہیں جیسے ریشمی بوشیان کپڑے کی حرام نہیں چار انگلیاں کی ہوتی ہیں مراد ہیں اور بعضوں نے کہا کہ کھلی ہوتی ہیں بعضوں نے کہا کہ نہ ملین و کھلیں مراد ہیں ہم نجم اللہ بخاری نے کہا کہ خضت حریر میں معتبر چار انگلیاں ہیں نہ نہایت ملین نہ نہایت کھلیں کہ فی العالمگیر یہ عقیدہ و ظاہر الذہب ہم جمع المتفرق و فی عالمگیر البطلانی القنیۃ اور ریشمی بوشیان میں ظاہر مذہب عدم جمع متفرق ہے اگرچہ متفرقات بوشیان عامہ میں ہوں چنانچہ قنیۃ میں مشرح بیان ہے ہم اسکی توضیح قنیۃ میں یوں مذکور ہے کہ تمام کی متفرقات بوشیان کے جمع کرنے میں اختلاف ہے و نجم اللہ بخاری نے کہا کہ نہ جمع کرنا متفرقات کا یہی ظاہر مذہب ہے مگر جبکہ ایک خط ریشم کا ہو اور ایک خط کسی اور چیز کا اس طرح کہ سب ریشم ہی نظر آتا ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر ریشم اور غیر ریشم جدا جدا ہوں جو جیسے کہ طرہ تو ظاہر مذہب ہم جمع ہے کہ فی العالمگیر یہ یعنی اگر کپڑے یا کپڑی پر ریشم کی بوشیان متفرق کر شتہ سے ہوں اگر ان سب کو جمع کیجیے تو پورا انگل سے زیادہ ہو جائے تو ظاہر مذہب میں یہ جمع کرنا معتبر نہیں وہ کہ پرا حلال ہو و فی عالمگیر طراز ما قدر علی اصابع من ایچیم من ایچیم عرضی اللہ عنہ و ذلک لیس من مشیرنا یرخص فیہ و قنیۃ میں ہے کہ ایک عامہ ہے جسکا نقش و نگار ریشم کا ہو یا رانگل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی انگلیاں سے اور فاروق کی چار انگلیاں ہمارے بالشت کے ساتھ قیاس کی گئی ہیں تو اسقدر نقش و نگار میں خضت ہے ہم عالمگیر میں قنیۃ سے طرہ عامہ یعنی کنارہ اور انجل کپڑی کا مذکور ہے نہ طرہ ان طرہ الدین تر تاشی سے کہ کہ مذہب طرہ انگلیاں میں اپنی بہیت اور شکل پر سلف کی انگلیاں معتبر نہیں ہیں کہ فی العالمگیر یہ عقیدہ طوطاوی نے کہا اصابع مشورہ غیر معتبر ہیں تو بہتر یہ تھا کہ شاح اس عبارت کو ذکر نہ کرنا و کہ الامسوخ مذہب کمال ذاکان ہذا المقدار اصابع والا لایکل للرجل ریشمی

بہتر یہ ہے کہ شاح اس عبارت کو ذکر نہ کرنا

اوس طرح جو سونے سے بنا ہو حلال ہو جبکہ اس پر پونہ چار انگل اور اگر چار انگل سے زیادہ ہو تو مکروہ و حلال نہیں ہو کذا فی المنہج فی الجہتہ فی العلم فی موضوعین
 او اکثر جمع قبیل لا اور مجتہدین ہو کہ نقش و نگار اور پونہ چار انگل سے زیادہ ہو تو جمع کرنا جائز ہے یعنی چار انگل سے زیادہ ہو تو درست نہیں اور جو کچھ کہا
 کہ متفرق کا جمع کرنا ضرور نہیں ہم عقوبت مذکور ہو چکا کہ ظاہر ہے ہر عام جمع متفرق ہو تو اس عبارت کا ذکر ضرور نہ تھا و فیہ عن ابی حنیفہ رحمہ اللہ لیس
 عامۃ علیہا علم من قسب فضتہ قدر ثلث اصل الی ابی اس من ذہب یکرویل لایکہ اور مجتہدین امام ابو حنیفہ سے مروی ہو کہ عامہ نقش و نگار ہو
 چاندی سے بقدر تین انگل کے تو کچھ مضائقہ نہیں اور سونے کا نقش و نگار مکروہ ہو اور دوسرا قول ضعیف یہ ہو کہ کہ نہیں و فیہ مکرہ اجماع المکلفونہ بجمیع
 ہذا ثبت کرنا متاعا و اہل زمانہ اس شخص البصرۃ و مجتہدین ہو کہ مکروہ ہو جبکہ مکروہ ہے یعنی جس پر اس کے اطراف میں پونہ چار انگل یا اس سے زیادہ
 سے ثابت ہو گئی کہ درست اس کی جو ہر اہل زمانہ کی عادت ہو بری پیرائون کے پہننے کی ہم مٹھاوی نے کہا کہ یہ روایت خلاف ہے جو ہر وقت کے علماء کی
 و فیہ سے منقول ہو کہ مکلفونہ ہر عامہ علیہا ثلثہ و نہ دیکھ درست ہو انتہی اور ہر پونہ چار انگل سے زیادہ ہو کہ مکروہ ہے و فیہ مکرہ اجماع المکلفونہ بجمیع
 نے کہا یہ حدیث مجتہدین اس طرح ہو کہ اسما و نسبت الی بکر و مدین نے جبہ نکالا اور کہا کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ ہے و سبب بیان یہاں اس کا ذکر ہوا ہے
 و یہاں سے یہ حدیث ہے کہ یہ مالک صدیقہ کے پاس تھا جب وہ گھر میں تھے تو ان کے پاس سے گزرا تو ان کے پاس سے گزرا تو ان کے پاس سے گزرا تو ان کے پاس سے گزرا
 بکرت شفا حاصل ہوئی ہو اور ابو داؤد کی روایت میں یوں ہے کہ اس جبہ کی جیب پر دو لون چاک دیا گیا ہے اور دونوں چاکوں کے درمیان میں ایک اور چاک ہے اور یہی
 یوں روایت ہو کہ اس جبہ کا گریبان و سیا تھا بالشت بھر اور دونوں چاک دیا گیا ہے اور دونوں چاکوں کے درمیان میں ایک اور چاک ہے اور یہی
 منقصر و فیہ المنہج العلم فی عرض الثوب قلت و متاعہ ان الہلیل فی طویلہ کہ انتہی قال المنہج و بہ جزم ملاحظہ فرمادہ اربعۃ لکن بلات الدایۃ و فیہ ما یخالف
 اور مجتہدین ہو کہ کپڑے کے عرض میں حکم خاص ہو میں کہتا ہوں اور اس سے مستفاد ہو کہ علم قبیل کپڑے کے طول میں مکروہ ہو انتہی مافی المجتہدین منہج انہی فرماتے ہیں
 کہا اور اسی قول میں طول کے عدم و از پر یقین کیا ہو ملاحظہ صاحب در غرر نے اور صدر الشریعہ نے لیکن ہا یہ وغیرہ کا اطلاق یعنی عدم قبیل عرض مجتہدین کے مخالف
 ولی السراج من اسیر الکبیر العلم حلال مطلقا غیر کان اکبیر قال لہ عن عبد اللہ تعالیٰ و ہو مخالف لما من التعلیق یا علی اصل و فیہ خصۃ علیہ لیس انتہی ہر
 زمانہ انتہی قلت قال شیخنا و اہل ان الرایۃ و العقد علی الرجحانہ حلال کوکبیر لانیسین یلیس و یجوز فی التوفیق اور سراج میں ہو سیکر کہ علم طرح کا حلال
 ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر منہج ہم نے کہا اور یہ قول مخالف ہے اس قول کے جس میں چار انگل کی قید مذکور ہو چکی اور علم کے صغیر اور کبیر کی حالت میں خود منہج ہم نے
 اس شخص کے لیے جو علم کبیر کے مقابل کے ساتھ تھا ہوا ہے زمانہ میں انتہی مافی شرح المنہج میں کہتا ہوں ہمارا استاؤ نے کہا اور میرا گمان غالب یہ ہو کہ جب
 اور نشان اور جویشی کپڑے پر باندھا جاتا ہو وہ حلال ہو اگر چہ مزید ہوا ہو اسکا کہ وہ لباس آدمی کا نہیں اور اس تقریر سے دونوں قولوں کا اختلاف رفع
 ہو گیا یعنی اربع اصابع کی قید لباس میں ہو اور سیر کبیر کا اطلاق غیر یسیر ہو ہم روایت کی بشر فی عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ کہ مضائقہ نہیں علم عامہ سے
 کپڑوں میں جبکہ علم چار انگل ہو یا اس سے کم اور اس میں کچھ خلاف مذکور نہیں کیا اور اس الائمہ شری فیہ سیر میں کہا کہ علم کا کچھ مضائقہ نہیں اسکا کہ وہ تابع
 ہو اور اسکی مقدار بیان نہیں کی چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو تو تابع کا لفظ دلالت کرتا ہو کہ علم ثوب مراد ہو نہ علم رایت اسکا کہ اگر بالکل صغیر ہو تو
 جائز ہو جیسے دروادہ کا پردہ حریر سے درست ہو تو ظاہر ہے خلاف علم ثوب میں ہو نہ علم رایت میں کذا فی المٹھاوی اپنی توشیح کے مناد کے قول سے توفیق میں اقلین
 حاصل نہی ولی ابی اس کا الیہ سراج ہو ملاحظہ ابرہیم شرح و بہانہ لہر حال مردوں کے واسطے کچھ مضائقہ نہیں و سیا کے چھ کھٹا اور ہر
 میں و سیاہ کپڑے کا تانا اور مانا دونوں شیم کا ہو کذا فی شرح و بہانہ لہر حال ملاحظہ لانیسین یلیس مکرہ کبیر کا و تشدید لایس جاز
 اور ناموسین ہو اسکا سٹہ وہ جائز ہو کہ وہ لباس نہیں ہر سے علیحدہ رہتا ہر قاسوس میں ہو کہ کبیر بار کبیر پردہ اور بار کبیر گھٹا ثوب ہو کپڑوں

[illegible]

موسم بہار میں

مجلس

باعت حسنہ پر اس وقت کہ اگر فروسی کے مخالف ترمیم از کار فروسی میں یوں ہے کہ صاف مستحب ہے یہ ملاقات کے وقت اور یہ فخر اور عسکر کی گون کی عادت ہو تو اس کی شرح میں اس وجہ سے کہ اصل میں ایک اسکا بھی کچھ مضائقہ نہیں اس وقت کہ اصل صاف مستحب ہے تو بعض وقت میں مصافحہ کرنا اور اکثر اوقات میں مکرر ملاقت کے وقت کے لئے کو مصافحہ مشرور نہ ہے خارج نہیں کرتا کذا فی الخطاوی خلاصہ یہ ہے کہ اصل صاف مستحب ہے اور خصوصیت وقت کی بدعت حسنہ ہے وہی اہل سنت نے اس صافحہ بکلتا یہ وہ تمام فیہا علقہ علیہ الملتقی اور قنیہ میں ہے کہ سنت صافحہ میں ہے کہ دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرے اور پورا اسکا بیان ہماری شرح ملتقی میں ہے ہم سنت یہ ہے کہ صافحہ کرنے کے لئے کپڑا وغیرہ حاصل نہ ہو اور ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ ہو اور مصافحہ کرنے پر ایہام لینے انگوٹھے کو کپڑے سے چھین لینا یا ہر کہ جب تم مصافحہ کرو تو ہاں کپڑا اس واسطے کہ اس میں ایک گچ ہو جس سے جھٹ پید ہوئی ہو یہ مذکور شدہ بنیالی کے سالہ صافحہ میں کچھ شرح ملتقی میں شارج نے رسالہ مذکورہ سے ذکر ہو چکا بیان کیا اور کہا کہ مصافحہ میں نہایت کفایت اور اقبال و جدوجہد عبارت ہو تو انگوٹھوں کا کپڑا سنت میں نہ ہے۔ بخلاف ردا فی فضائل کذا فی الخطاوی ولا یجوز للاجل مصافحۃ الرجل وان کان کل احدہما فی جانب من الفرائض قال علیہ الصلوۃ والسلام لا یفحص الرجل الی الرجل فی ثوبہ احدہما ولا یفحص المرأة الی المرأة فی الثوب الواحد اور جائز نہیں مرد کو دوسرے مرد کے پاس بیٹھنا اگر چہ ہر ایک بچھنے کے لئے کہ نہ پڑے پر ہو فرمایا علیہ الصلوۃ والسلام نہ کہ نہ ٹھہرے اور نہ چٹھے ایک مرد دوسرے کو ایک کپڑے میں اور نہ چٹھے ایک عورت دوسرے عورت کو ایک کپڑے میں ہم لفظ ایک کپڑے میں دو مرد کا لیٹنا یا حال کپڑے سے آنا کر جائز نہیں کذا فی الخطاوی واذ بانع لہجہ اذ عشر سنین یو التفیق بنہما من اخیہ و اختہ واسہ و ابیہ فی المصنع لقول علیہ الصلوۃ والسلام و فرقا ینہم فی المصالح وہم بناء عشر فی ائمتہ اذ بانع ہستاکذا فی الجنبی اور جبکہ اگر کایا رک کی دس برس کو پہنچے تو دونوں کی خواہنگاہ اور بستر کا جدا کرنا اور اسکے بھائی اور بہن اور اسکی ماں اور باپ کی جدائی کرنا بستر میں جو بیٹھیں بیل قول علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ جدائی کو دو آنکے بستر میں نہیں جبکہ وہ دس برس کے ہوں اور نہ تین میں ہو کہ جب چھ برس کو پہنچیں یعنی جدا کرنا چاہیے کذا فی الجنبی ہم شاید کہ مراد اس سے بستر سے اگر چہ ہی ایک کافین والا جماعت کا پاس بیٹھنا کہ ہر انسان کا اوڑھنا جدا جدا ہو منع نہیں کذا فی الخطاوی و فیہ النکاح و النکاح حد النشوة کا فعل اور محققہ میں ہے کہ گھر و جب حد مشورت کو پہنچا تو بالغ مرد کے اندر ہو نظر وغیرہ کے احکام میں واکافرة کالمسلمۃ اور کافر عورت مسلمان عورت کے اندر ہو جیسے مسلمہ کا بدن مسکھو چہرہ اور کف دست دیکھنا درست نہیں ویسی کافرہ کا درست نہیں عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما ان فیہا الحام ان فیہا الی لہوۃ و حجتہ الختان امام عظم ہر سے روایت ہو کہ حمای کو شہرہ نگاہ کا دیکھنا درست ہے اور حجت اسکی ختان ہو لہجہ جیسے ختنہ کرنے والے کو دیکھنا درست ہو ویسا ہی حمای ہم فقہ ابو الیثب نے کہا کہ یہ ضرورت کی حالت میں ہو غیر ضرورت میں کذا فی الدعا لکیر تیہ وقیل فی ختان الکبیر اور الکنہ ان فیہن نفسہ فعل الامم لفعیل الا ان لا ینکح النکاح او شہداء الجاریۃ او بعضون نے بالغ کے ختنہ میں کہا کہ جب اسکو بذات خود ختنہ کر لینا ممکن ہو تو کرے اگر اگر آپ ختنہ کر سکے تو کرے اگر در صورت امکان نکاح یا خرید جاریہ کے ختنہ کرنا چاہیے ہم لہجہ ختنہ کرنے والی عورت سے نکاح کرے یا اگر وہ لوثی ہو تو اسکو خرید کر کے اس سے اپنا ختنہ کرے اگر چہ ہاں مسلمان ہو اور ازیت ختنہ کا فعل ہو اگر اہل بصارت کمین کے اسکو طاقت نہیں تو ترک کرے اس وقت کہ واجب کا ترک عذر سے جائز ہو تو ترک نہ کرے عذر سے طریق اولی جائز ہو کذا فی الخطاوی نے کہا حذف کرنا لفظ لا کا لا ینکح سے صواب ہے اس وقت کہ قضاوی لکیری میں یوں ہے کہ الامم لفعیل الا ان ینکح ان فیہ زوج او شہد ختانہ ختنہ والظاہر فی الکبیر ختنہ دیکھنی قطع الا کثیر و ظاہر ہر ہر سبب لکیر کے حق میں یہ ہے کہ مقررہ ختنہ کرے اور قطع اکثر قلعہ کفایت کرتا ہے حصول سنت میں ولا باس لمقیل بل لاجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک و تراوی کچھ مضائقہ نہیں ہر عالم اور متقی کے ہاتھ میں بطریق تبرک کے کذا فی الدرر بلکہ قبایع ختنہ کا سنت ہر نایک صحت ہونا احادیث سے ثابت ہوتا ہے شریانی نے رسالہ صافحہ میں بعد گفتگو سے تفصیل کے کہا کہ اس سے پہلے قول حاصل ہوئے قبایع ختنہ میں اول گراہت تفصیل مطلقا اور یہ امام کا قول ہے ثانی قول صاحبین کہ کہ اس سے مطلقا اور قول ثالث تفصیل لہجہ اگر بوسہ تبرک کے واسطے ہے جیسے عالم اور متورع اور سلطان عادل کا ہاتھ چومنا تو اس میں بعض متاخرین نے شخصیت دی ہے اور احادیث سے اسکی صحت یا استحباب معلوم ہوتا ہے بقول علامہ عینی اور قول سابع تفصیل

شرح جہاں شریف
مختصر جہاں شریف
بیان کیا ہو چکا ہے
میں سے کہہ رہی
مختصر جہاں شریف
بیان کیا ہو چکا ہے
میں سے کہہ رہی
مختصر جہاں شریف
بیان کیا ہو چکا ہے
میں سے کہہ رہی
مختصر جہاں شریف
بیان کیا ہو چکا ہے
میں سے کہہ رہی
مختصر جہاں شریف
بیان کیا ہو چکا ہے
میں سے کہہ رہی

غیر متبرک ہو غرض دنیا کے واسطے سووہ کردہ ہو اور قول خامش یہ ہے کہ اگر فاعل کو تعظیم مسلم اور اس کا اگر اہم مشہور ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ کذا فی الخطا ہی یعنی نہ شرع پر مبنی
 کہ عالم اور تقی کے مانند والدین اور استاد کا ہاتھ چومنا درست ہو اور جو شخص تعظیم اور تکریم کا حق ہو اس کی تقبیل یہ جائز ہے اور اہل المنہج عن الجامع انہما پس تقبیل ایہکم
 الدین اور منہج نے شرح میں جامع سے نقل کیا کہ کچھ مضائقہ نہیں حکام دیندار کے ہاتھ چومنے کا خطاوی نہ لکھا اس کی کچھ حاجت نہ تھی کہ یہ تو قول آئینہ بین
 قول ہے اس وقت کہ سلطان صاحب سلطنت اور حکومت کو کہتے ہیں و سلطان العادل و قیل و قیل اس وقت کہ سلطان عادل کے ہاتھ چومنے میں مضائقہ نہیں
 اور بعضوں نے اس کو مذمت کیا ہے کذا فی الجہتی ہم تقبیل میں احادیث کثیرہ مروی ہیں از ابن ماجہ عبد اللہ بن عمر سے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ ہم
 ثرائی سے پیش کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور چمکے آپ کا دست مبارک چا اور ابو داؤد اور ترمذی اور ثرائی میں عائشہ زہراء علیہا السلام سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال میں کسی کو کہتے ہیں نے فاطمہ بنت رسول سے زیادہ تر مشائخ نہیں دیکھا جب فاطمہ انی تقبیل تو حضرت عائشہ کے واسطے
 اچھ کھڑے ہوتے تھے اور نگاہ جو مٹنے مٹنے اور اپنے تمام پر غفلت تھے تھے اور ترمذی اور ثرائی نے روایت کی کہ یہ وہی قوم نے حضرت کے ہاتھ اور پاؤں چومے اور
 ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ جب عثمان بن عفان مر گئے تو حضرت عائشہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا بوسہ لیا اور تاروئے کہ اس کا بوسہ لیا کہ یہ بوسہ بڑا
 نے کیا یہ حدیث حسن صحیح ہو تو ان احادیث سے اجماع تقبیل پر پوربلی ثابت ہوئی اور اس کو کہہ کی اور احادیث سے ثابت ہے تقبیل میں انہما پس تقبیل علی الشفقتین
 عبد اللہ بن جعفر کی حدیث سے جو کہ جہتی نے روایت کیا ہے ثابت ہو گیا ہے جو از ابن ماجہ اور تعظیم اور تکریم کے ہوا اور اگر ترمذی اور ثرائی نے روایت کیا ہے کہ یہ وہی قوم نے
 حق میں کذا فی الجہتی شرح الدلائل مختصر و تقبیل اس سے اجماع عالم اچھ و کما فی البزازیہ اور جو پست اس کا کما فی عالم کے سوا کچھ ترمذی اور ثرائی نے خطاوی نہ لکھا
 شاید کہ اجماعی اکثر ثابت ہے ہر ولا خضعت فیہ ای فی تقبیل ایہما فیہ ہوا اجماعی فی الجہتی ان تعظیم مسلم و اسلام و اگر اہم جازوان
 تقبیل الدینا کرہ اور خضعت نہیں ہو سکا عالم اور عادل کے ہاتھ چومنے میں ہی قول مختار ہو کذا فی الجہتی اور محیط میں ہو کہ اگر غیر عالم اور عادل کا ہاتھ چومنا فساد
 اسلام کی تعظیم اور اگر اہم کے واسطے ہو تو جائز ہے اور اگر دنیا حاصل کرنے کے واسطے یہ خوشامد ہو تو کدوہ طلب میں عالم اور اہل ان میں فیہ القیوم و یکما کہ
 من قدرہ تعظیمہ اجابہ قیل لا یخص فیہ کیا کہ تقبیل امر آخری و عند اللقا و الوداع کما فی القنیۃ مستند التقبیل ایک شخص نے عالم
 زاد سے اس کی درخواست کی کہ اپنا قدم اس کی طرف بڑھا دے اور اپنا قدم اس کو چومنے دے تو اس کو عالم باز رہا اس نے یعنی چومنے دے وہ ابو جہل کے کما کہ اس نے چومنے کی
 خضعت دے جیسے عورت کو ڈنڈا لگائی عورت کا منہ اور کال چومنا مکروہ ہے مٹنے اور خضعت ہونے کے وقت چنانچہ قنیۃ میں ہے تقبیل قول ابو جہل جی جی قنیۃ نے دم اجابہ
 متقدم کر کیا اجابت پر قال و ما یفعل الہمال من تقبیل ید فیہ غیرہ فوکر وہ ولا خضعت فیہ صاحب قنیۃ نے کہا اور یہ جو بعض ہمال کی عادت ہے اپنے ہاتھ چومنے کی
 جب غیر شخص سے ملاقات کرے تو وہ مکروہ ہو سوا میں خضعت نہیں یعنی مکروہ عقی ہے و اما تقبیل یہ صاحب عند اللقا و فکر وہ اجماعا و اپنے ساتھی کی تقبیل طاعتا
 کے وقت تراجم مکروہ ہو ہم خطاوی نے کہا یہ قول تو اقوال سابقہ سے جدا نہیں ہے تو حکایت اجماع کی نہیں کیا وجہ یہ کہ انہما فیہ من تقبیل الا رض میں یہ
 العلمی و اعطای و اعطای و الراضی بہ انان لانه شہ عبادۃ الرحمن اور یہ لوگ زمین کو چومتے ہیں عالمون اور ملاطین اور امیرون کے سوا حرام ہو اور کذا
 اور جو اس فعل سے راضی ہو عالم ہو یا سلطان دونوں گناہ میں اس وقت کہ اس طرح زمین کا چومنا سب سے بڑی گناہ ہے یعنی اس وقت کہ زمین بجز غیر خدا کی ستور معلوم ہوتی ہے
 کذا فی خطاوی و بل یقران علیہ و العبادۃ و تعظیم کفر و ان علیہ و جہتہ و صارا کما مرکبا للکبیرۃ اور کیا زمین کا چومنے والا کافر ہو جاتا ہو جواب اس کا یہ ہے کہ اگر چہ
 عبادت اور تعظیم کے کذا ہو تو کافر ہو گیا اور اگر سیدہ جہتہ اور سلام کے کرا ہو تو کافر ہو گیا گناہ گناہ کبیرہ ہو جاوے گی و فی الما تھ التواضع لغيرہ حرام اور ملکہ
 میں ہو کہ غیر خدا یعنی مخلوق کے واسطے تواضع کرنا ایسے گناہ گناہ اور سب سے بڑا گناہ ہے ہم خطاوی نے کہا مراد یہ ہے کہ غرض دنیاوی کے حاصل کرنے کے واسطے
 شہوت پرستی کے لیے تواضع کرنا حرام ہو اور اگر فقیر اور کسب الحسن کے واسطے تواضع اور انسا کرے تو وہ تواضع و حقیقت خدا کی طرف ہی راجع ہوئی اس غرض دین ہو

فصل فی البیوع فی فصل بروج وغیرہ کے بعض احکام میں ہم مسلمان کو تجارت اور سود دہاری اور بیابان پر گناہ چاہیے جب تک کہ خرید اور فروخت کے مسئلہ دریافت نہ کرے کہ کس چیز کی خرید و فروخت شرع میں جائز ہے اور کس کی نہیں زمان البیوع میں ہے اگر قوم ترک بازو اور میں خرید و فروخت کرتے ہیں اور ان کا اکثر مال حرام ہے اور

[illegible]

تو لا باس جو اس واسطے کہ عین عمل میں مصیبت نہیں اور اگر ناقوس سچا کی نگرانی کرے تو ناقوس نہیں کہ ان فی الخطا وی وجعل محمدی تبتہ و آتہ با جہرا و کافری کی شراب لانا
اپنی شے پر یا اپنے جانور پر زور دے لیکر جائز ہو امام کے نزدیک ہم اور صاحبین کے نزدیک یہ کہ وہ ہر اس واسطے کہ شراب میں دس حصوں پر نہ ہو جو اس کے حال میں ہو
امام کی دلیل یہ ہے کہ عین عمل میں مصیبت نہیں اس واسطے کہ عمل کا حصہ شراب کے گراؤ میں یا سر کے بنانے کے واسطے بھی ہوتا ہے اور طعون وہ حامل ہے جو مصیبت کا قصد
کرے تو لا باس امام نے کہا کہ قول امام قیاس ہے اور قول صاحبین حسان کذا فی النہی لا عصر بالقیام اصحیت فیہ اور شراب پیکار کے کی ضروری جائز نہیں اس واسطے کہ
مصیبت بعینہ قائم ہو و جازا جہا ۱۰ بیت لیسوا الکوفہ او ثوبا لا یغیر با علی الماصح و اما الامام و اقرب غیر الکوفہ فلا یکنون لہم شرار الاسلام فیہا
و اما الکوفہ لان غلب الہما کابل الذمہ لیسوا بیتا مارا و کنبہ ۱۰ او بیعتہ او بیعتہ فیہ الخ و قال لا یغیر با علی ذلک لانه اعاد علیہ مصیبتہ و بہتاکت
الشفیہ لیسوا و نہ قرأت کو نہ بین گھر کر ایہ دنیا الشش فانی کثرت پاکلیہا بنانے کے واسطے یا اسکا شیش سر ایہ بیچنے کے واسطے جائز ہے نہ سوا قرأت نہ کر کے
بنابر قول اصح کے اور شہر و اور غیر کوفہ کی دیہات میں تو اور نہ کر کے کی قدرت نہ ہو جائے کافر کو علامت اسلام کی ظاہر ہو جائے کہ بیت اور قرأت کوفہ میں بیت
اس واسطے مخصوص ہوئی کہ اکثر وہاں کے رہنے والے ہونے اور صاحبین نے کہا کہ اگر ایہ دنیا اور نہ کر کے واسطے لا کر نہیں لے سکتا کہ یہ گناہ کی اعانت ہے اور یہی
قول ہے امام شافعی اور مالک و رحمہما کذا فی الزیلعی ہم امام کی دلیل یہ ہے کہ اجارہ واقع ہو نہ ہو مکان پر نہ لانا اجرت مجر و تعلیم کے واجب ہوتی ہے اور ان میں بیت
نہیں مصیبت تو نہ شایع ہے فعل سے ہوتی ہے اور اسمیں مختار ہو چھ جب فعل مختار و بیان میں واقع ہوا تو مصیبت کی نسبت صاحب مکان سے قطع ہو گئی و اگر علم
و جاز بیع ہمارے بیعت کا کہ و اجارہ ہمارا ہے و بہ قال الشافعی و بہ نتیجہ یعنی وقت صرفی اشرفہ اور کہ عین کے گھر کی کار اور زمین کی بیعت ہمارا ہے جانتے ہو اور یہی
قول ہے شافعی کا اور سب کا فتویٰ دیا ہے عینی نے اور یہ سب کا گزر گیا ہے کتاب الشافعی میں ہم وہاں کی بیعت تو بالا جماع جائز ہے اور زمین کی بیعت میں کے نزدیک اور
امام کی ایک روایت میں درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور دوسری روایت امام سے یہ ہے کہ راضی ملک کی بیعت جائز نہیں و فی البریلانی باب العشر والیک
بیع ارضہا کہ تاہا و بیل اور بریلان کہ باب العشر میں ہے کہ زمین کے گھر کی عمارت کی کوہ زمین اور اسی کے مانند بریل ہو و فی مختار است النوازل صاحب الایات
لا باس بیع بنا ہا و اجارہ تاہا لکن فی الزیلعی وغیرہ کہہ اجارہ تھا اور صاحب ہا یہ کے مختار است النوازل میں ہے کہ کہ عین کی عمارت بیچنے میں اور اس کا کرنا
میں کچھ منافی نہیں لیکر بیع وغیرہ نے کہا کہ اسکا کرنا یہ کہ وہ ہو و فی آخر الفصل الخامس من التنازعانیۃ و اجارہ الوہبانیۃ قال لا قال ابو حنیفہ ۱۰ اگرہ اجارہ
بیعت کہتے فی ایام التمسک مکان یعنی ہم ان نیز لو علیہم فی وہم لہم لہا لے سے اس واسطے کہ عین فیہ و البہا و رخص فیہا فی غیر ایام التمسک الذی لا یحفظ ظلمت و بہتاکت
یظہر الفرق والتو فیع و کہ اکال نہا دی عمرین الخطاب رضی اللہ عنہ ایام التمسک و یقول یا ہل کہ لا تخذوا بیوتکم ابو ابانہ ذی الہدی صیفت شافعی علیہ الایۃ
فلیحفظ اور تا تار خانہ کی فصل خامس کے اخیر اور وہاں بیعت کتاب الاجارہ میں دونوں کتاب والوں نے کہا کہ امام عظم نے کہا کہ کہ وہ جائز ہوں میں کیا عطلہ
کے گھروں کا کرنا یہ سب سے جم کے دنوں میں اور ایام اہل کو فتوے دیتے تھے کہ حاجیوں کو تارین اپنے گھروں میں بدوں کر ایہ کے بدلے اہل بیت کے گھر میں بیعت
اور سافر برہو اور سب سے جم کے سوا اور دنوں میں وہاں کے کر ایہ کی غصت دیتے تھے انتہی مافی التنازعانیۃ والوہبانیۃ تو اسکو یاد رکھنا چاہیے میں کتاب میں اور اس سے
فرق ایام جم اور غیر جم کا اور دفع تناقض کر است اجارہ اور عدم کر است کا ظاہر ہو گیا اور سب سے جم کے موافق میر المصنوعین میر المصنوعین ایام سب سے
جم میں بلند آواز سے فرماتے تھے کہ اہل کہ اپنے گھروں کے دروازے نہ بناو یعنی بند کرو تاکہ سافر وہاں آئے جہاں اسکا جی چاہے پھر است مذکورہ پڑھتے تھے
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے و جاز قید العبد حرز عن التمر و الا باق و ہوسنتہ المسلمین فی انفاق اور جائز ہے قید کرنا غلام کا شیری دال کر تمہا اور جہاں جانے کے
سب سے جم کے دنوں میں اس کا طریق ہو بدکاروں کے عین میں یعنی اس قصد سے قید کرنا درست ہے اور اگر اسکا خوف نہ ہو تو جاز ہے حشر کو کھینچنا تا کہ وہ جو اس کی حکم ہو
نوشی کا کذا فی الخطا وی وجعل محمدی تبتہ و آتہ با جہرا و کافری کی شراب لانا

کذا فی الہدایۃ و شروہا و یجب ان یامرہ القاضی ببيع فضل عن قوتہ و قوت اہلہ فان لم یبع بل خالف امر القاضی عزہ بہا یراہ رد عامہ و باع
القاضی علیہ طعام و فاقا علیہ و یراہ واجب ہر کہ جب قدر غلہ متشکر کا زیادہ ہو اسکی اور اسکی گھر والوں کی قوت سے اسکی بیچ ڈالنے کا قاضی حکم دے پھر اگر وہ نہ بیچے
بلکہ حکم قاضی کی مخالفت کرے تو قاضی اسکو تعزیر دے جیسا مناسب ہے کیونکہ اسکی زجر اور تعزیر کے واسطے اور قاضی اسکا غلہ زبردستی بیچ ڈالے با اتفاق امام اور
راجبین رحمہ کے بقول اجماع ہر چند امام کے نزدیک جرجائز نہیں لیکن در صورت ضرر عام کے درست ہو کہ فی الخطا دی و فی السراج اذ ان الامام علی اہل بلد الکمل
افذا الطعام من المتکرین و فرق علیہم فاذا وجدوا سعة ردوا مثله و فی العین مجمل الضرورة و من شرط مال غیرہ و فاقا الہدایۃ تناولہ بلارضاء و نقلہ النبی
من الاختیار و اقراءہ و سراج و لاجہین ہر کہ اگر بادشاہ اہل شہر کے مالک ہو جائے تو اسے قوت غلہ نہ پکڑنے والوں سے اناج دے اور اہل شہر کو بانٹ دے پھر
جب اہل شہر کو کشادگی ہو تو اسے برابر اناج مالکوں کو بھجورے اور یہ بادشاہ کا زبردستی جرجائز نہیں بلکہ ضرورت کے سبب ہے اور شخص کے غریب کے مال کی ضرورت اور
اپنے مالک سے جو جائز ہے وہ اسکو بلے بلارضاء مندی مالک کے اور زبانی دے پھر اسکا اختیار نقل کیا اور اسکو ثابت رکھا و الا کوئی متشکر اگر کسی غلہ زبردستی بیچے
و جملہ میں بلکہ آخر غلہ لاشائی اور متشکر نہیں ہوتا تو دمی اپنی زمین کا غلہ پکڑ کر کہتے ہیں بالاتفاق اور اسکی غلہ کے جس شخص کو بلا دیا ہو وہ ضرر سے بڑھ کر
ابو یوسف کے ہم اپنی زمین کے غلہ سے اسکو اسکا نہیں کہ اسکا خاص حق ہے تو ہم اسے متعلق نہیں تو مال میں فاقا و اور جو کہ جس شخص کو اسکا مال نہیں
کہ اہل شہر کا حق اس سے متعلق نہیں فقہیہ الہدایۃ نے شرح جامع صغیر میں ذکر کیا کہ اسکی زمین ضرورت میں ایک حد سے بڑھ کر اور دوسری حد سے بڑھ کر اور تیسری حد سے بڑھ کر
ضرورت یہ ہر کہ شہر میں غلہ ملے اور نہ بیچے اور لوگوں کو اسکا بیچنے سے ضرر ہو تا ہو اور جو ضرورت ہو وہ اسکی زمین کا غلہ جو یا دوسرے شہر سے اسکو لے آیا یا شہر سے
غلہ خرید کیا ہو لیکن لوگوں کو ضرر نہ ہو اور نہ اسے بیچے ہر کہ شہر کے متصل قریب غلہ خرید کر دے اور شہر میں بند کر کے تو امام کے نزدیک ہر کہ اسکی زمین کے نزدیک کر دے
اور پھر قول نافذ ہو انتہی تریہ جو صاحب ہدایہ نے جواب دیا کہ وہ کہا ہو ابو یوسف کے نزدیک اس مسلم نہیں اسکا کو فقہیہ الہدایۃ نے اسکو قوت میں غلہ میں نقل کیا ہو ضرورت میں
کتاب الترتیب میں روایت کی کہ ابو یوسف کا کہ اگر نصف میل سے لے لاکھ نوے ہزار زمین کو اور طرح مختصر کر فی زمین ہی تو مجاہد بلکہ آخر ابو یوسف کے نزدیک کہ اسکا مال کثرتی
بمعنی شرح الہدایۃ فقہاء مجرمان کا بخل سبب سے عادی کر دے و ہر اختیار اور محد کے نزدیک اگر غلہ لاشے کی اس شہر سے حادث ہو تو وہاں غلہ لاکھ نوے ہزار کر دے
ہو اسکا کہ تمام شہر کا حق اس سے متعلق ہو اور یہی قول شمار ہو و لا یسیر الحاکم لفقہ علیہ الصلوۃ والسلام لا یسیر و فان اصرہ ہوا سیر القاضی الباسط الرزاق
اور حاکم نفع مقرر نہ کرے بلکہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نفع مقرر نہ کر دے اسکا کہ بالتحقیق اس کا نقلی ہی نفع متحد دینے والا قاضی اور باسط رزاق ہی نبی تعالیٰ اور کشادگی
اناج کی ایسی طرف سے ہر امام ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بن انس بن مالک سے روایت ہو کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نفع کر ان ہو گیا ہو پھر واسطے نفع مقرر کر دیجیے
تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یسیر القاضی الباسط الرزاق میں چاہتا ہوں کہ خدا سے مالوں اور زمین سے کوئی نقص نہ ہو بلکہ نہ کرے ظلم کرنے کا
نفع نہ مال کا نہ نفعی نے کہا یہ حدیث صحیح ہو اور رزاقی اور زبانی و ابویعلیٰ و ابویعلیٰ نے اپنی سندوں میں اسکو روایت کیا ہو کہ فی الہدایۃ القاضی الباسط الرزاق
القیمۃ تعد یا فاحشۃ فلیسیر مشورۃ اہل الراسے کہ جبکہ غلہ فروش قیمت میں اتنی فاحش کرے کہ حاکم اہل راس کے مشورہ سے نفع مقرر کر دے ہم تعدی فاحش
کی صورت عینی اور زبانی وغیرہ نے یہ بیان کی ہو کہ دمی قیمت پر بیع کرتے ہوں وقال المالک علی ابوالی السعیر عام الغلا و امام مالک نے کہا کہ حاکم یگرانی کے مال میں نفع کرنا
واجب ہو ہم تو امام علم اور مالک کے مذہب لزوم اور عدم لزوم کا فرق ہے یعنی ہمارے مذہب میں نفع حاکم پر واجب نہیں در صورت تعدی جائز ہو اور مالک کے نزدیک واجب
وفی الاختیار ثم اذا سیر فاقا البائع ضرب الامام بالقص لایحل المشتري و حلیہ ان لیتولہ لے یعنی باقتب اور اختیار میں ہو پھر جبکہ حاکم نفع مقرر کر دے
اور بائع ڈر سے حاکم کی ضرب سے اگر اسے نفع سے کمی کرے تو مشتری کو وہ غلہ حلال نہیں یعنی مالک کی ناراضا مندی کے سبب سے تو خیالہ جو ان کا یہ ہو
کہ مشتری بائع سے کہے کہ میرے ساتھ تو بیچ جس قدر تو چاہے کہ فی الہدایۃ عن ابی یعلیٰ و ابی یعلیٰ سیر الخیر و اللہ ہم و وزن ناقض صریح المشتري لہذا فان

ما فی البیان فی غایت و اما حقیقت اس قدر فی البیان حال و وقت فی کل جمیعہ و بحسب بعض البیان و بعض البیان کہتا ہوں اور سرسوزی کے کو تو بہا نہیں ہیں
کہا ہے کہ بعضوں نے کہا کہ سرسوزی نہ ہو جو میں تجھ سے اور بعض اسکو جائز کہتے ہیں نہ مستحب بل تعلیم علم الصلوٰۃ اور نحوہ تعلیم الناس و آخر یہی ہے
فی الاول فی محل اللانہ متعدد ایک مرد کو نماز یا اسکے مانند علم دین سمجھتا ہو تا کو گون کو تعلیم کرے اور دوسرا شخص علم سمجھتا ہو تا اسے عمل کرے تو پہلا شخص افضل ہے
اسو اسکے علم کا فائدہ غیر دین کو بھی ہو چکتا ہو اور دوسرے کا فائدہ اسی کی ذات کو مخصوص ہو اول غریب کو نکالتا ہو اور ثانی اپنی خیر سنا ہو دوسری مذکرۃ العلم
معا فی خیر من اولیٰ البیضاء اور درویشیت میں آیا ہو کہ باہم علم کا ذکر کرنا ایک ساعت بہتر ہو ایک رات کی عبادت سے یعنی بشرط حسن نیت ہم عالمگیری میں ہو کہ علم اور
نقد کی طلب فرض ہو اور جبکہ نیت صحیح ہو تو سب نیک اعمال سے افضل ہے اس لیے زیادہ علم کا اشتغال بشرط صحت نیت افضل ہے اسو اسکے علم کا فائدہ
عام تر ہو لیکن اس شرط سے کہ ادا سے فراغت میں اللہ تعالیٰ واقع ہو اور صحت نیت یہ کہ فرضا یعنی تعالیٰ اور آخرت کا قصد کرے نہ طلب دنیا اور جاہ اور شہرت کا
اور اگر خروج میں انجیل اور نفع خاق اور جاہ علم کا ارادہ کرے تو بعضوں کے نزدیک بھی صحت نیت میں داخل ہو گا فی ذخیرۃ الکروری اور اگر نیت پر قادر ہو تو
بھی علم سمجھتا ہو کہ علم سے بہتر ہو علم چند قسم ہو لیکن فقہ افضل ہے تو تعلیم فقہ پر اہتمام زیادہ کرنا چاہیے جب فقہ سمجھ چکے تو سرور یہ ہو کہ علم زیادہ اور کلام حکام و دین
اور شامل صاحبین میں نظر کرے طلب علم بقدر ضرورت دین و دنیا فرض ہو سو اسے اسکے فرض نہیں پھر اگر اس سے زیادہ علم حاصل کیا تو افضل ہے اور اگر کسی
کیا تو گناہ نہیں علم تین قسم ہے ایک تو علم نافع جسکا حاصل کرنا واجب ہو وہ معرفت معبود کا علم ہے بعد اسکے علم حلال اور حرام اور امر و نہی کا علم اور جسکے واسطے
اپنی علیہم السلام معبود ہوئے تیسرا علم وہ ہے جس سے پرہیز کرنا واجب ہے یعنی علم صحیح اور علم فلسفہ اور طبقات اور علم نجوم مگر بقدر معرفت اوقات نماز چنگا نہ اور طریق
خیر و برکت قبلہ اور ہدایت طریق کی درست ہو اور ایک علم اور جو جسکا نفع آخرت میں نہیں وہ علم جہل اور غلطیات کا ہو تو اسکے اشتغال میں شرم کا ضائع کرنا ہو فرض میں
الزام نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ کذا فی الخطاوی مختصر و لا الخرج و طلب العلم الشرعی بلا اذن والدیر لم یغنی و اما صوفی الدردار و نو جوانوں کو علم شرعی کی طلب کے واسطے سفر کرنا
اپنے والدین کے بلا اذن درست ہے اگر وہ دائرہ و اثر ہی والا ہو اور پورا بیان در میں ہو ہم اور اگر مرد ہو تو والدین کو سفر سے منع کرنا درست ہے اور اگر علم شرعی ہو نہ علم کلام
اور مانند اسکے جو زبان فلاسفہ اور اسکے ابطال سے ملو جو تمام مافی الدردار و اذاکان الرجل یصوم و یصلی و یطہر الناس جہیدہ و کسانہ فذکرہا فیہ
لیس بغیبۃ حتیٰ لو انہر السلطان بیک لیسیر جہ لا اثم علیہ اور جبکہ ایک شخص نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہو اور گون کو تکلیف دیتا ہو اپنے ہاتھ اور زبان
سے تو کسی بڑائی کا ذکر نہایت نہیں یہاں تک کہ اگر حاکم کو اسکی خبر دے تاکہ وہ اسکو ڈاٹھے تو خبر پر کچھ گناہ نہیں ہم اسکی بے گئی اسوجہ غیبت میں نہیں کہ
وہ گناہ کو علانیہ کرتا ہو اور جس گناہ کو چھپاتا ہو تو اسکا ذکر نہایت میں داخل ہو تو اور ان علم ان ابناہ بقدر علی صفہ اعلیٰ و لو کتبتہ و الا لا یسئل اللہ العداۃ و تا
فی الدردار اور فقہائے کما کہ اگر جائے کہ اسکا باپ اسکے منع کرنے پر قادر ہو تو اسکو آگاہ کر دے اگرچہ اہل علم کچھ بھیجے سے ہو اور اگر وہ منع پر قادر ہو تو آگاہ نہ کرے
تاکہ باپ اور بیٹے میں عداوت نہ پڑ جائے اور پورا اسکا بیان در میں ہو کہ کذا لا اثم علیہ لو ذکر مساوی حیۃ علی وجہ الاتہام لا یكون غیبۃ انما الغیبۃ ان یدکر
علی وجہ الغیبۃ یہ یہ اسباب اور طرح اسیر گناہ نہیں اگر اپنے بھائی مسلمان کی برائیاں ذکر کرے بطریق اتہام اور انھوں نے کہنے کے اور اس طرح کا بیان عیوب
غیبت نہیں غیبت تو یہی ہے کہ عیب ذکر کرے بروہ غیب کے دشنام اور تحقیر اور عیب جلی کا قصد کرے و لا اعتبار اہل قرینہ لیس غیبۃ لانه لا یرید بلکم بل بعضہم
مجهول خانیہ و سلح غیبۃ مجهول و متعلیٰ برقیع و لمصاہرہ و لمسا و اعتقاد و متحد یرامنہ و مشکوی فلا متہ للیٰ حکم شرع و ہبانیہ اور اگر ایک قانون والوں کی غیبت کرے
تو وہ غیبت صحیحہ نہیں ہے اسو اسکے کہ اس بگولی سے وہ سب رشتہ داروں کا ارادہ نہیں کرتا ہو بلکہ بعض لوگوں کا قصد کرتا ہو اور بعض مجهول میں ہیں میں کذا فی
و الخانیہ تو غیبت بیاب ہے یا پنج شخصوں کی ایک یا دو شخص غیر عین کی دوسری جو علانیہ گناہ کرتا ہو تیسری مصاہرہ یعنی ناتار شہرت کے کہ وہ ہے جو عقی و عقیلوی کے
سمجھتا ہو کہ وہ عقیدہ فاسدہ سے باز رہے یا پھر شین حاکم کے سامنے اپنی مظلومی کی شکایت سے کذا فی شرح البیان ہم مصاہرہ کی صورت ہو کہ ایک شخص کچھ کہیں کا ارادہ کیا

نفس شرعیہ

غیبۃ و اسباب

غیبۃ و اسباب

۱۸

جبکہ شمشیر اور غیر شمشیر کا ساتھ چھٹنا کر وہ ہوا تو نقطہ فاذقہ تہ طبعنا بطریق اولیٰ کردہ ہرگز کافی اطمینان دینے والا نہیں ہے۔
 فی الواقع دلائل صحیحہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر ظاہر ہیں بلکہ بالاسرار و قبل الامحاج الفتاویٰ و اہل حق میں منع الحقیقت متشبہ ہو کر وہ خدا کی بنا اپنے ہاتھوں اور دلوں میں
 اگرچہ خضاب کر کے سوا سے جہاد کے قول صحیح ہیں اور صحیح تر قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں کیا اور یہاں ہی کا خضاب کرنا کر دہ ہو
 اور بعضوں نے کہا کہ وہ نہیں کہ کافی مجمع الفتاویٰ اور سب مسائل مصنف کی شرح منع انفاس سے منقول ہیں ہم مانتے ہاتھوں میں ہندی کا خضاب کر دہ ہو
 صورتوں کی مشابہت کے سبب ہاتھوں کا خضاب درست ہو اگرچہ دنیا اور جواری کے پختہ کرنے کے واسطے کہے ابو یوسف رحمہ اللہ نے یہ کہہ دیا ہے جو چھوٹے ہو چھوٹے
 ہوتا ہو کہ میری عورت میرے واسطے اپنا سنہ کار اور ارکاش کرے تو یہی عورت کو میری ارکاش ہے۔ آئی ہو اکثر مشائخ کا قول یہی ہے کہ ہاں ہی کا خضاب کر دہ ہو کہ کافی
 اطمینان دینے والا ہے خضاب بالانفاق درست ہو اور احادیث میں وارد ہو لیکن کہ میں اختلاف ہو کہ وہ ہو کہ کوئی اور گھاس ہو جو خضاب کے ساتھ ہو کہ کافی
 مستحکم ہے اساتذہ دہلی سے مشنا کہ سیاہی کے خضاب سے وہ خضاب مستحب ہے جو اس واسطے کہ صحیح بناری میں وارد ہو کہ خضاب نام حسین بنی اللہ نے کہہ دیا ہے
 شہید ہو کر شام کو گیا تھا تو پیش ہمارے کہ میں وہ خضاب تھا تو معلوم ہوا کہ اور وہی کی سیاہی کر دہ ہو کہ وہی کی الکتاب الہی لا یفید ہاں ہی خضاب نام
 و ملائکہ و رسول و حرق ابائی و اباس بان تعلق فی ہاں جاری کیا ہے اور فرق و جو حسن کافی الا بیاد و کہ میں خضاب فاذقہ ہاں میں ہوا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ سبب
 انہی سے حق تعالیٰ اور ان کے فرشتوں اور ان کے رسولوں کا نام پڑایا جاسے اور باقی جلاوی جائیں اور پختہ پانی میں شہید ہاں ہی خضاب نام ہوا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ سبب
 یا زمین میں دفن کر دی جائیں اور دفن کرنا جلائے اور بہانے کے منہل ہو چھبے حضرت ابیہ علیہ السلام کو دفن کر کے زمین میں پختہ ہوا تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ سبب
 بالیس اہل معروف و اہل علم بالانحطاب و ازید و نقیض یعنی اصلہ انا التشرین بالاسرار و الایضہ و المرقۃ و اشرح لہ و فاذقہ ہاں میں خضاب
 کر دہ قصبہ بیان کرنا یہ ہو کہ لوگوں سے وہ قصبہ بیان کرے جس کی کوہ اہل مشہور و معلوم زمین اہل روایت کے نزدیک یا انگوٹھ اس چیز کی کیفیت کرے
 جس پر خود گل نہیں کرتا یا اہل قصبہ اور مطلب میں کچھ زیادہ کر دے بلکہ کر دے لیکن کلام کا آراستہ کرنا عبارتوں علیہا دل نرم کرنے والوں سے اور شرح
 کر دینا قرآن اور حدیث کے فوائد کا سروہ بہتر ہو ہم اکثر جہاں و جہاں پرست اور مرثیہ کہتے ہاتھوں کی عادت ہو کہ کلمات کا زیور و دیانت ہو
 جس کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اہل نہیں فریدت اور گری محفل کے واسطے بیان کرتے ہیں یا کسی شے کی دیکھتے ہیں معلوم ہوا کہ درست نہیں کر دہ جہاں
 کے وعدہ کوئی میں یا ہاں عالم کے بیان میں اکثر ایسے فساد دینی واقع ہوتے ہیں و الا فل مشارکہ اہل تلمذ فی اعطار انسا بہ لکن فی زمانہ اکثر بالعلم
 قسطنطنیہ میں دفعہ من دفعہ حسن وان اطمینان علیہ من عجز و مشارکت اپنے اہل تلمذ کی اس بات کہ دیکھتے ہیں جس کو حاکم مقرر کرتا ہے بہتر ہو کہ ہاں
 زمانہ میں اکثر نو سب ظلم ہیں سو جو شخص کر سیکے دفع کرے اپنی ذات سے قادی نہ ہو بہتر ہو اور اگر وہ سے تو عاجز ہونے کے سبب نیا چاہیے یعنی اگر اہل علم
 سے نبال سیکے عاجز ہو تب دسے ہم دفع کرنا اپنی ذات سے اس وقت درست ہو جیسے کہ کا حصہ فیر پرندہ کر دہا سے فتاویٰ عالمگیری میں یہ قبیحہ منقول ہو
 ایک شخص پر ناجی قصور باندھا گیا تو اسکو ڈالنا اپنی ذات پر سے درست ہو جیسے کہ باقی لوگوں پر اسکا حصہ ڈالا جاسے اور اہل یہ کہ اپنی ذات دفع کرے
 یعنی دینے میں اہل علم کے شرکیہ کے کافی اطمینان دینے والی لہذا الحق ان یاخذ غیر جنس حقہ و جزہ الشافعی و ہوا الا وسیع صاحب حق کو جائز نہیں کہ
 اپنے حق کو غیر جنس کو اور غیر جنس کے لینے کو شافعی نے جائز کہا اور شافعی کا قول وسیع تر ہو تمیضا حق میں ہم یعنی اگر مثلاً ایک شخص کے دو سرے ہوں گے
 قرض ہیں اور اس سے وصول نہیں اور وہ اس کے جویا چاول پادے تو اسکو لینا درست نہیں ہو اس کے لیے کہ ہم جنس میں عجبے میں ہو کہ
 دراصل اور دنیا ایک جنس ہیں تو اگر ہم کے برے دینار سے تو درست ہو معلوم طلب میں اصحاب ان اہل انحصار و انحصار انہما انہما
 قلیک لہ من الایام معلوم نے لوگوں سے فرض کتاب کی کتابوں کے واسطے طلب کیے سو جن کی تحصیل کر کے پھر پھیلے ہوں سے چاہا ہاں خریدیں

کتاب الطحاوی فی التفسیر

اور کچھ پیشہ اسپر تو اسکو یہ درست ہو اسواسطے کہ اس طرح کا دنیا کرکوں کے باطن کی طرف سے تلبیک ہو علم کو علم خطاوی نے کہا کہ جو اسکی تعلیم کے لئے لکھیں گے خرید میں پیشہ کیل کو بعض شمن کا لینا درست نہیں کیونکہ اسکو بوطی اٹھو قہ معیثہ الاقارہ دونوں کا سہم کچھ مضائقہ نہیں منکوہ کی قربت کرکے زمین کوڑی کے سامنے نہ بالکس اسکے لینے کوڑی کی قربت منکوہ کے سامنے درست نہیں ہم مجتہدین میں سے بعض شلخ سے منقول ہو اور قبل اسکے محرک کا قول یوں ذکر کیا ہے کہ دو نور برون یا دو نور قون کا جمع کرنا ایک فرضی پرا در ایک کی قربت دوسرے کے سامنے مکر وہ ہے کذا فی الخطاوی ظاہر کر کہ است کا قول مقدم ہو اسواسطے کہ اگر یہ مکر وہ مسترد کیجنا منکوہ یا کوڑی کو درست ہو لیکن کوڑی کو منکوہ کا مسترد کیجنا کیونکہ درست ہو گا وہ بالاقیہ لا باس بالانتفاع بہ ایک شخص نے غیر کی کہ چیز بائی جسکی کچھ قیمت نہیں اور اس سے فائدہ لینا درست ہے لینے والا اجازت مالک کے کوہم قیمتہ وہو غنی تصدیق بہ اور اگر اس چیز کی کچھ قیمت ہو اور پندار غنی ہو اور مالک معلوم نہیں تو اسکو خیرات کر دے لا باس بالجوع فی بیت فیہ مصحف للبلو کے کچھ مضائقہ نہیں جلع کرکے زمین اس کو شہری یا دالان کے اندر زمین مصحف رکھا ہے یہ جائز ہو بسبب تکلیف اوشقت کے ہم مجتہدین میں ہی طبع مطلق مذکور ہو اور قیمتہ میں یہ قیمتہ مذکور ہو کہ مصحف مستور ہو اور اگر اوہ بیت پر نظر کیجئے تو منافات داخل ہو جائے لا ترکب مسلمہ علی اسراج اللہ ربہذا للہم لا ہی ولو حاقہ غزو او حج او مقصد دینی او دنیوی لا بد لہا منہ فلا باس بہ سواری نہ کرے مسلمان عورت زین پر بسبب دینی حدیث کے یہ عدم جواز اسوقت بہ وجب لہو لعیب ناشائے منظور ہو سواری ہونے سے اور اگر جواد باج کی حاجت کے سبب سے عورت زین پر سواری ہو یا کسی مقصد دینی یا دنیوی کے سبب جواسکے واسطے ضروری ہو سواری ہو تو مضائقہ نہیں ہم حدیث مذکور خطاوی میں یوں مذکور ہو کہ بعضی اند الفروج علی اسراج اللہ ربہذا بالقرآن ولم یخرج الجانہ عن قدر مہج فی العریۃ مستحسن قرآن پڑھا فروش آواز تہی اور بسبب الخان نہ خارج ہو گیا اس قدر اسے ہر زبان عرب میں صحیح ہو تو وہ غیب ہو ہم قرآن میں خوش آوازی وہاں تک درست ہے جو زمین قواعد موسیقی کی رعایت نہ ہو لینے راگ اور راگنی کو دخل نہ دے لینے حسن صورت طبیعی تحسن ہو نہ صنایعی تحسن عروہ اور حرکات اور کلمات میں تغیر ہو جاتا ہو ذکر اسد من طلوع الفجر الی طلوع الشمس اسے من قرأ القرآن ذکر اسکر کا طلوع فجر سے تا طلوع آفتاب بہتر ہو قرآن کے پڑھنے سے مستحب القرآن عند طلوع او الغروب اور مستحب ہو قرآن کا طلوع یا غروب کے وقت ہم فتاویٰ عالمگیری میں غرائب سے منقول ہو کہ طلوع آفتاب اور ان اوقات میں زمین نماز درست نہیں درو پڑھنا اور دعا کرنا اور تسبیح پڑھنا بہتر ہو قرآن کے پڑھنے سے اور سلف ان اوقات میں تسبیح کیا کرتے تھے اور قرآن نہیں پڑھتے تھے انتہی تو شاید یوں کہنا حق تھا کہ طلوع یا غروب کے وقت قرآن مستحب نہیں یا ذکر مستحب ہو ان اوقات میں کذا فی الخطاوی لا باس للامام عقیب المملوۃ بقرون آیت الکرسی و خاتمہ سورۃ البقرۃ الا خلا وفضل مضائقہ نہیں امام کو نماز کے بعد آیت الکرسی یا آتمن الرسول کے پڑھنے میں بلند آواز سے اور چیکر پڑھنا انکا افضل ہو قرآن الفاتحہ بعد الصلوۃ جہر اللہات بدقہ قال استاذنا لکنہا مستحبۃ للعادۃ والاشارۃ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا نماز کے بعد پکار کے رفع حاجات کے واسطے بدعت ہو ہمارے استاذ لینے بدیع نے کہا لیکن وہ بدعت حسنہ ہو بسبب عادت مسلمان کے اور بسبب وارد ہونے اخبار اور آثار کے ہم فتاویٰ عالمگیری میں اس مسئلہ میں تفصیل واقع ہو لینے اگر اس نماز کے بعد سنت ہو چنانچہ طریقا مغرب یا عشا تو سورۃ فاتحہ پڑھنا مکر وہ ہو اور نہیں تو مکر وہ نہیں انتہی لینے اسواسطے کہ فرض اور سنت میں سوائے اللہ انتہی السلام یا اقراد کارا فورہ کے فضل کرنا چاہیۃ الرشوة لاتکلب بالقبض رشوت ملوک نہیں ہو جاتی قبضہ کرنے سے مرثیہ کے لینے راشی کو اسکا پھیر لینا درست ہو ہم اگر عالم کو تحفہ دیا اسواسطے کہ وہ سفارش کرے یا ظلم کو دفع کر دے تو یہ رشوت ہو ایک شخص نے دوسرے کی حاکم سے سلجی کی اور اسکا کام نکال دیا تو بعد کار برائی کے یہ قبول کرنا درست ہو اور کار برائی سے پہلے اسکے طلب کرنے سے یہ حرام ہو اور بدو ن طلب کے مختلف فیہ ہو اور ہمارے مشلخ کے نزدیک درست ہو اور شاگردوں کے تحفہ قبول کرنے میں اختلاف ہو مشلخ کا کذا فی الخطاوی من المجتہد لا باس بالرشوة اذا خلاصت علی دینہ کچھ مضائقہ نہیں رشوت دینے میں جبکہ آدمی اپنے دین پر فخر کرے ہم یا اپنا حق

۴۱
کتاب السنن جلد دوم

حلیہ

حاصل کرنے کو بشت و ستیزہ و اندیشہ کے بغیر بین شریعت میں جو ایک مرد و ایک کافر کا فتنہ اور مسکین ظالم اور بد مرد اس ظالم کو
 مہرہ جانت یا معلوم نہ ہو دینا ہی دفع ظلم کے واسطے تو دوست ہو دینا ہی جسے اللہ علیہ وسلم کان بطنی الشرا و لمن یخاف لسانہ و کفی لیسہ المولفہ میں ہوتا
 دیکھا علیہ ا مثالیہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شاعرون کو اور جسکی زبان و رازی اور بد گوئی سے خوف کرتے تھے اسکو مال عطا فرماتے تھے اور
 مولفہ القلوب کا حصہ مندر ہونا سوال نزوۃ سے ایسے مسائل کی دلیل ہے کہ واسطے کفایت کرتا ہے ہم مولفہ القلوب رسا کفار تھے خلیفہ کو کہ کا
 حصہ تالیف قلوب کے واسطے دیا جاتا تھا استدرا اسلام میں جمع اہل الحکامہ لایا امام حسن اہل محلہ نے کچھ قوت زاد امام ہم کے واسطے جمع کر دیا تو یہ تہرہ ہم
 امام سے ظاہر امام مسجد مراد ہو بلبل مجاہدین اسحق مایہ فخر علی کل سراج کلمح کو ظاہر اور معاون اور حرام مال سے وہ مال مراد ہے جو پہلے حرام تھا یا ہے
 چنانچہ نکاح اور گھاس اور پانی اور کھانہ بن ہم اشیراء مذکورہ اصلی سراج بن سب آدمی اس میں شریک ہیں یا کہیں جب آدمی نکاح کو مثلاً اسکے مکان سے
 اٹھلا وہ سے تو وہ اسکا مالک ہو جاتا ہے تو اب اسکو چھپا دے تو وہ مال یا فخر غازی و و شاعر شہر و شہر و و کھلا دے قال تھا کہ من اناس من پیشتری
 لہو الحمد ہیش اور مہجہ اصوال حرمہ کے وہ مال ہو جسکو غازی ہوا اسلئے غزا اور شاعر بد لہو شہر کوئی اور خرا اور حکم الی لیتا ہو فرمایا میں تھا کہ نے اور چھپا آدمی ہو
 جو الحمد ہیش لینے کیل کی بات خرید کرتا ہے ہم مرادہ غازی ہیں جو اہل شہر سے بزرگستی مال لین اور الحمد ہیش سے وہ مراد ہے جو امور ضروریہ سے غفلت
 ڈالے چنانچہ اھا حدیث ہے اصل اور قصص غیر معتبرہ اور مضاحک اور فضول کلام یہ آیت نثرین عاریٹ بن کلدہ کے حق میں اتری وہ سوداگری کو ملک ہم
 میں جاتا ہوں سے اخبار ہم خرید کر لانا اور فروش سے بیان کرتا اور کہتا کہ محمد سے عا د اور ثمود کا قصہ بیان کرتے ہیں اور میں تم سے رستم ہند یار وغیرہ کا
 قصہ ذکر کرتا ہوں تو کافر اسکی حکایات سننے اور قرآن کی سماعت ترک کر دینے یہ آیت اتری اور صحابہ معارف و قرادہ کا حق و مقام اور ائمہ و عس و عہ
 کثیرہ اور حرام ہر وہ مال جسکو باجون کے بجانے واسلئے لیتے ہیں اور شراد اور غیبی خبر شافروالا اور قرار باز اور عورت نیک سے بدن کی گودنے والی لیتی ہے
 اور مال حرام کی فروش اور شافین بہت ہیں ہم از اجمالہ اجرت و اشرف لینے اس عورت کی اجرت جو دوسری عورت کے دانت گاہک یا ایک کڑے اور جو
 متوسط عقد کاح کا ہو کر کچھ مال سے اور چھوٹوں میں صلح کروا کے مال سے اور شراب اور مکررات کا شین اور جہاں کہ جانوروں کی جنتی پر لیا جاوے اور بانور
 مردار اور درندوں کی کھال کی قیمت قبل از دباغت اور فرجی اور شہر طر کے حجام لینے کچھنگے لگانے واسلئے کی اجرت یہ سہاں حرام ہیں کذا فی الموطا دی قبل
 یا خبیث و نحوہ جائزہ الروفی کل شئیتہ لا توجب الحمد و ترکہ افضل کہینے کیو کہ یا خبیث اور مانند اسکے کوئی کلمہ نہ ہو تو مخاطب کو پھر کہ کہنا اس گالی میں جائز
 جو گالی کہہ کی موجب نہیں ہو اور ترکہ اسکا افضل لینے صبر افضل ہو جواب دینے سے کہ قول السطوع از اسئل اصالح متی انظر فانما اتفاق او حق نفل کے روزہ دار
 سے کسی نے سوال کیا کیا کیا تو روزہ دار تو اسکا یوں کہنا کہ کچھا چاہیے مگر وہ ہوا سو اسلئے کہ یہ اتفاق ہو یا حق اور جہالت ہم لینے یہ منافقین کا طریقہ ہے ہمارم
 کہ یہ اپنے عمل کو چھپاتا ہو بلکہ یوں جواب دینا بہتر ہو کہ لان میں روزہ دار یوں اسوا اسلئے کہ ہم میں ریا کو دخل نہیں کذا فی من اطفال و مال قلیل لایوسی
 نفل من شخص کے چھوٹے ٹکڑے ہوں اور چھوٹا مال ہو وہ نفل وصیت نہ کرے ہم لیکن اگر مرض پیدائست او کھاراست ہوں تو حاضرین کو چاہیے کہ مرض میں سے
 بلاق حسن وصیت کر او میں مگر یہ کہ مرض عالم متقی ہو اور یہ جو حدیث ہے کہ اپنے بیمار بن سے وصیت کا امر کرو تو مطلب اسکا یہ ہو کہ یا اپنی
 اولاد اور عیال اور دوستوں کو جمع کر سے اور حدائق بجا لاو سے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے اور اسکی گواہی دے کہ بہشت
 اور دوزخ اور قیامت کا آنا حق ہو پھر اولاد سے کہے کہ تم کسی عبادت کرو گے میرے بعد پھر انکو ایمان کی وصیت کر کے اور تم سے کہے کہ
 ہر ایک مسلمان جیسے حضرت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی پھر اسکے اور جو چاہتے وہ وصیت کر کے کذا فی صحیح
 یعنی حقوق اللہ و حقوق العباد جو اسپر ہوں انکی وصیت کرنا چاہیے وصیت ایمانی کے بعد اسوا اسلئے کہ انا دیش مجھ و میں دار و ہر مسلمان کو

کچھ قسم ان خبیثات
 کہ کچھ قسم ان خبیثات
 کہ کچھ قسم ان خبیثات
 کہ کچھ قسم ان خبیثات
 کہ کچھ قسم ان خبیثات

نیکو گوی

چاہیے کہ عین دن سے زیادہ وصیت میں تاخیر نہ کرے منی سے لے کر صدق پرانی بہ الناس لا یغیب کتابک الصلوۃ ولا شایب ہا قیسل ہذا
فی الفرائض وعلمہ الزامی لکن اقل فقہاء اربعہ لایحل الفرائض بخص نازہ پر متاثر ہو یا کوہ اور خیر است ویتا ہد کو گن سکے دکھانے کے واسطے
تو اس کا زریعہ کے سبب سے اس پر نذاب ہو گا اور اسکو اسکا ثواب ملے گا کہ جنوں نے کہا کہ یہ عزم عقاب اور ثواب فرائض میں ہو نہ تو نفس میں
اور زہد میں اسکو نوافل کے واسطے بھی عام کہا ہو فقہاء کے اس قول کی دلیل سے کہ یہ فرائض میں داخل نہیں ہوتا اہم شارع کو یوں نہایت حقانہ اور ابراہیم
بانی نوافل اسواسطے کہ زہد کی شہادت جیسے میں ہو گا کہ نفس فی الاوقات ان اریا لایحل فی الفرائض فقہاء انہ اقل انتہی تو اس صورت میں تعلیل
ظاہر ہے اور ہم میں ظاہر نہیں کہ فی الاوقات ای غزل الرطل سے بہت غزل الا حرات کی صورت کا شمار نہ کی جائے اور وضع پر کوہ پر چلنے اسواسطے کہ
مرد کو عورت کی مطابقت کرنا اور عورت کو مرد کی مطابقت کرنا جائز نہیں اور عیش میں اس پر اہستہ اور وہی بیکرہ الحرات سے رطل الرطل سے مرد کو عورت کو مرد کا چھو
اور مرد کو عورت کا چھو ٹھاکر وہ ہر ہم مراد چھو ٹھاکرانی ہو عورت پر حلال کا اور یہ کرامت در صورت تلذذ کے ہو والا ظاہر کر دہ نہیں اسکا ذکر کرنا چاہیے کہ فی
اصطلاحی اور ضرب زوجہ سے ترک الصداق سے الا طر اور شوہر کو جائز ہے مارنا اپنی زہد کا ناز کے چھوڑنے پر بنا ہر ظاہر نہیں ہے کے ہم اس طرح
اپنی والدہ و شہیم کا مارنا ترک صداق پر جائز ہے کہ فی الحقیقۃ لا یجب علی الزوج تطہیق النکاح زوج پر واجب نہیں طلاق دینا حرام کا یہ وہی طرادی نے
کہ انجو زنا وغیرہ کو شامل ہو لایجو زنا و شوہر من الحیاض المصلیۃ للشرعیۃ ارجح جائز نہیں و شوہر با کسی جنوں سے جو پیشہ کے واسطے بنانے کے ہر قول
صحیح میں ہم لیکن و شوہر کے جنوں سے بننا درست ہے و شوہر من الوضو و منہ و فیہ اور پانی پینے کے عوض سے پانی لیکر وضو کرنا اور وضو میں وضو کرنا
منع کیا جائے و حکمہ لا بلہ ان ما دونہ جائز والا اور اس وضو سے پانی لانا اسنے اہل دیال کے پیشہ کے واسطے اگر ناک کی اجازت ہو چاہنے کی
درست ہے اور نہیں تو جائز نہیں الا کذب مباح لا حیاء حقہ دفع الظلم عن نفسه و المراد ان تعریف لان عین الکذب حرام قال و ہذا حق قال نقول انہ ان
اکمل من التبعی جھوٹ بولنا اپنے حق کے ظاہر کرنے کے واسطے اور اپنے اوپر سے ظلم کے دفع کرنے کے واسطے مباح ہو اور کذب سے مراد تعریف ہی نہیں بلکہ
تصریح اسواسطے کہ عین کذب حرام ہو صاحب محبتی نے کہا اور یہی قول حق ہو کہ کذب سے تعریف مراد ہو نہیں کذب من تھا سے فرمایا کہ جھوٹ بولنے و اسے
کیے گئے سب سائل یعنی مسئلہ کو کتب غیر مستند سے بیان تک مجتبی سے منقول ہیں و فی الوہبانیۃ قال و الصلح ما لکذب او دفع ظالم و اہل تفسیر
والقتال لیظفرہ اور وہاں نہیں کہا جھوٹ بولنا درست ہے صلح بین المؤمنین کے واسطے یا دفع ظالم کے واسطے اور زہد سے مراد بولنا درست ہے و تادہ راھی را
وحشت میں نہ آوے اور لڑائی میں کذب درست ہے و تافح حاصل ہو ہم شارح وہبانیہ نے کہا کذب سے معارف میں مراد جو کذب خاص و بیکہ فی الکلام تعمیر
ظالم و من شارح تنویر افقا نوینورہ اور حرام میں خدشہ کار کا دینا اور چھٹی کرنا کر دہ ہو اور جو چاہے نور انکا تا علما نے کہا ہو کہ اپنے لائق سے نورہ نکاوے
ہم کپڑے پر چھ کرنا بلا ضرورت کر دہ ہو اور بضرورت درست ہے اور لا حیاء و لیت ثوب ران پر چھ کرنا حرام ہی چنانچہ جابلون کی عادت ہے و حرام ہو کہ لڑائی
شرح الوہبانیہ و فسق معتاد المرور بجامع و من علم الاطفال فیہ دیورہ اور عاوتہ گرفتہ ہو و جامع مسجد فاسق ہو اور اس طرح جو حکم کہ ہمیں اس کے
پڑھاوے اور وہ گنہگار ہو ہم شارح وہبانیہ نے کہا کہ تعلیم فی مسجد کسی نے فسق نہیں کہا ان اسکو گناہ کہا ہو تو ناظم کے کلام کی یوں توجیہ ہو سکتی ہو کہ چھ
اسنے گناہ پر اصرار کیا تو فاسق ہو گیا و من قام اجلا شخص فجاہ فی غیر اہل العلم بعض یقرہ اور جو کھڑا ہو گیا کسی شخص کی تعلیم اور تکریم کے واسطے تو جائز ہو
اور بعض علما غیر اہل علم میں اسکو ثابت رکھتے ہیں ہم شخص سے مراد مسلمان ہو نہ کافر واسطے کہ اسباب میں مذکور ہو چکا کہ کافر کی تعلیم جائز نہیں
اور بعضوں کے نزدیک قیام اہل علم کے واسطے خصوصاً ہو چنانچہ فقہاء میں ہو و جزئ فی الحقیقۃ البعض مطلقا و من بعضہ مافوق یلین خطہ و بعضہ
میت کا نقل کرنا جائز کہ ہو مطلقا خواہ وہ اہل علم ہو یا زیادہ اور بعض فقہاء منقول ہو کہ وہ اہل علم سے زیادہ جائز نہیں ہم طوسی نے ذکر کیا کہ سیت کو

نابینہ نہ تھا کہ
مطلقاً کتب نہ تھیں
تو صحیح ہے کہ یہاں
نہیں و اہل تفسیر
واقعی میں کتب

نہیں

اُمّ الحیا نادو میل سے زیادہ قبل از دفن کر دہ ہو بلا خلاف اور بعد دفن کے نقل کرنا حرام ہو بلا اتفاق اور ناظم وہاں نے ذکر کیا کہ جو نقل میت دین
 دو میل سے زیادہ اختلاف ہو بعضوں کے نزدیک مطلقاً جائز ہو قبل دفن اور بعد دفن کے مسافت کم ہو یا زیادہ میت سے اسکی وصیت کی ہویا نہ کی
 عبد البر شامی وہاں نے کہا کہ یہ جو ناظم سے اختلاف نقل کیا ہم اس پر مطلع نہیں علماء کے کلام سے اور ناظم اسوسی کا کلام حق ہو ولا وجہ التمسک لافرق بیننا
 ومن فکرنا انتہیہ لکھب بخطہ اور زوجہ کا اپنا بدن مونگا کرنا مقوی طعام کھا کر درست ہو بشیر طیکہ آسودگی سے زیادہ نہ کھا سکے اور زوجہ کا تقوید
 لکھو ان زوج کی محبت کے واسطے منع ہو ہم نہیں زور بشیر طیکہ سے زوج جائز ہو فانیہ میں ہو کہ ایک عورت آیات تقوید لکھوائی ہو تاکہ اسکا زوج
 آئناو چاہے اور اسکی طرف سے نفرت چھوڑے جامع صغیر میں ذکر کیا ہو کہ یہ حرام ہو حلال نہیں انتہی ابن وہبان نے تو حمیم اسکی بیان کی ہو کہ ایک
 طرح کا یہی حق ہو اور حرام ہو دیکھو ان سے اسقاط حاکم وہاں ہذا حدیث لا یتصور کہ اور عورت کا دوا پینا اپنے محل کے استطاق کے واسطے کر دہ
 اور استطاق کرنا غدر کے سبب سے درست ہو چکیہ محل کی صورت نہ لگی ہو ہم محل کا اگر نا بلا غدر باج نہیں اور غدر سے درست ہو بشیر طیکہ صحت نہ لگی ہو
 غدر استطاق یہ ہو کہ شاک عورت کے کو دودھ پلائی ہو اور محل رہنے سے دودھ جاتا رہا اور اس کے فوج کو دوا یہ رکشہ کی قدرت نہیں ہو اور ہر ایک طفل کا فوج ہو
 تو اس صورت میں محل کا اگر دینا علاج وغیرہ سے درست ہو جب تک محل شہر طیکہ لگے ہوں والی استقامت دینا فنی استقامت عرۃ لا والادۃ محل
 الامم وغیرہ اور اگر عورت نے علاج وغیرہ سے مردہ لڑکا اگر دینا تو جنین میت کے واسطے جان کی برادری سے غرہ حاضر کیا جاوے ہم غرہ نہیں
 نہیں مجھے عبارت پانچ سو دم سے ہو جو ایک سال کے اندر لیا جاوے اور اگر عورت کی برادری نو تو عورت کے مال سے استفادہ کیا جاوے اور اگر عورت نے لڑکا اگر دینا
 وہ مر گیا تو عورت کی برادری سے فہما ہو تین سال کے اندر اور اگر برادری نہیں تو عورت کے مال سے استفادہ کیا جاوے کہ ان فی اللہ لاوی و فی یوم عاشوراء ایک روایہ کہ
 ولا بأس بالمشاۃ و خطا و جرحہ اور یوم عاشوراء یغفر محرم کی دسویں تاریخ سے لگا کر وہ ہو اگرچہ منہ اللہ نہیں خطا اللہ کی عادت ہیں اور اگر وہ ہو جو نہ خطا
 الکحل جائزہ فعل رسول اللہ فہو المقرۃ اور بعضوں کے نزدیک یوم عاشوراء کو سر نہ لگانا جائز اور غرض ہر سال اچھا اللہ ولید و کم کے فعل کے سبب تو یہی ہے کہ
 وجہ اس سے سر نہ یہ ہو کہ علامت ہر دشمنان الطبیعت نبوت کی اس واسطے کہ بیزید اور ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے سر نہ لگایا تھا اور دوسری روایت
 یہ ہو کہ اللہ کا سر نہ لگایا تھا قتل امام کی فرست سے تینہ میں ہو کہ خلد اللہ میں یوم عاشوراء کوئی اثر قوی دار نہ ہو لیکن میں مضائقہ نہیں میل و حرم میں علی حیا
 وسیع وند علیہ سائر سنہ انگوگون نے اسی سے وصیت طعام کی عادت کی ہو کہ ان فی اللہ لاوی و فی یوم عاشوراء یغفر محرم کی عادت ہیں اور اگر وہ ہو جو نہ خطا
 ثابت ہو اور سائر احادیث فضل عاشوراء افضل صلوات و اتفاق و فضائل اور ان احوال و باغ صوب وغیرہ نکات مجموعہ موضوع و فتری ہو کہ یہ سبب کہ ایک سبب لکھا ہو
 کہ قالمیں حسین کی ایجاد ہو شیخ عبدالحی وادھی سفر السعادت کی شرح صراط المستقیم میں کہ ایک احادیث فضل عاشوراء و وقوع وقائع عظیمہ پانچ قبول تو یوم عاشوراء میں اس کے
 اور حیات ابراہیم کی آتش فرود سے اور آتش نوح کا شتی سے اور آتش تاوریت کا موسیٰ پر اور فرار یہ میل کا اور کلنا یوسف کا قید خانہ سے اور طرح اور وقائع انبیا علیہم السلام کے
 محدثین کے نزدیک یہ موضوع اور اجل ہیں تکثیر طعام میں عیال پر احادیث فضیلتہ وادھین کہ طرق سے جبر نقہان ہو سکتا ہو حافظ زین الدین عراقی نے اپنی امالی
 میں طریق بہیقی سے حدیث مرفوع روایت کی کہ من و سع علی عیال و ابایہ یوم عاشوراء وسیع اللہ علیہ سائر سنہ اور کہ اسکی یہ حدیث فضیلت ہو لیکن بعضوں کے نزدیک
 حسن ہو اور دوسرے طریق سے بعضوں کے نزدیک صحیح ہو حاصل صحت معترکہ میں ہو کہ اہل سنت کا طریقہ یہ ہو کہ اس روز میں بدعات روافض سے بچنا فوہدگری
 وغیرہ سے اجتناب کریں اسلی طرح بدعات فواصب اور دشمنستان اہل بیت سے پیہر کریں چنانچہ اس دن میں عید کرنا اور انکار فرشتہ اور ریش
 کرنا سر نہ لگانا غضا بکرنایا بید یہ پینا اور تو صبیغ نفقات کرنا وغیرہ نکات صحیح سے ثابت ہو نہ صیغہ اگر ام سے اور نہ چارون اماموں سے اور
 تو کسی کتاب معتبر میں وار ہو و انتہی مافی صراط المستقیم فقہر و ضرب مبدیہ الغیر باز با مرہ و ما جائز فی الامار و الاسباب یا مرہ اور غریب کے خلاف مول کو مارنا کہ

اسکی نہ لکھی
 بسین تمام جو کچھ لکھی
 اور انتہی کی نہ لکھی
 فانیہ میں ذکر کیا ہو کہ یہ حرام ہو حلال نہیں انتہی ابن وہبان نے تو حمیم اسکی بیان کی ہو کہ ایک
 طرح کا یہی حق ہو اور حرام ہو دیکھو ان سے اسقاط حاکم وہاں ہذا حدیث لا یتصور کہ اور عورت کا دوا پینا اپنے محل کے استطاق کے واسطے کر دہ
 اور استطاق کرنا غدر کے سبب سے درست ہو چکیہ محل کی صورت نہ لگی ہو ہم محل کا اگر نا بلا غدر باج نہیں اور غدر سے درست ہو بشیر طیکہ صحت نہ لگی ہو
 غدر استطاق یہ ہو کہ شاک عورت کے کو دودھ پلائی ہو اور محل رہنے سے دودھ جاتا رہا اور اس کے فوج کو دوا یہ رکشہ کی قدرت نہیں ہو اور ہر ایک طفل کا فوج ہو
 تو اس صورت میں محل کا اگر دینا علاج وغیرہ سے درست ہو جب تک محل شہر طیکہ لگے ہوں والی استقامت دینا فنی استقامت عرۃ لا والادۃ محل
 الامم وغیرہ اور اگر عورت نے علاج وغیرہ سے مردہ لڑکا اگر دینا تو جنین میت کے واسطے جان کی برادری سے غرہ حاضر کیا جاوے ہم غرہ نہیں
 نہیں مجھے عبارت پانچ سو دم سے ہو جو ایک سال کے اندر لیا جاوے اور اگر عورت کی برادری نو تو عورت کے مال سے استفادہ کیا جاوے اور اگر عورت نے لڑکا اگر دینا
 وہ مر گیا تو عورت کی برادری سے فہما ہو تین سال کے اندر اور اگر برادری نہیں تو عورت کے مال سے استفادہ کیا جاوے کہ ان فی اللہ لاوی و فی یوم عاشوراء ایک روایہ کہ
 ولا بأس بالمشاۃ و خطا و جرحہ اور یوم عاشوراء یغفر محرم کی دسویں تاریخ سے لگا کر وہ ہو اگرچہ منہ اللہ نہیں خطا اللہ کی عادت ہیں اور اگر وہ ہو جو نہ خطا
 الکحل جائزہ فعل رسول اللہ فہو المقرۃ اور بعضوں کے نزدیک یوم عاشوراء کو سر نہ لگانا جائز اور غرض ہر سال اچھا اللہ ولید و کم کے فعل کے سبب تو یہی ہے کہ
 وجہ اس سے سر نہ یہ ہو کہ علامت ہر دشمنان الطبیعت نبوت کی اس واسطے کہ بیزید اور ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے سر نہ لگایا تھا اور دوسری روایت
 یہ ہو کہ اللہ کا سر نہ لگایا تھا قتل امام کی فرست سے تینہ میں ہو کہ خلد اللہ میں یوم عاشوراء کوئی اثر قوی دار نہ ہو لیکن میں مضائقہ نہیں میل و حرم میں علی حیا
 وسیع وند علیہ سائر سنہ انگوگون نے اسی سے وصیت طعام کی عادت کی ہو کہ ان فی اللہ لاوی و فی یوم عاشوراء یغفر محرم کی عادت ہیں اور اگر وہ ہو جو نہ خطا
 ثابت ہو اور سائر احادیث فضل عاشوراء افضل صلوات و اتفاق و فضائل اور ان احوال و باغ صوب وغیرہ نکات مجموعہ موضوع و فتری ہو کہ یہ سبب کہ ایک سبب لکھا ہو
 کہ قالمیں حسین کی ایجاد ہو شیخ عبدالحی وادھی سفر السعادت کی شرح صراط المستقیم میں کہ ایک احادیث فضل عاشوراء و وقوع وقائع عظیمہ پانچ قبول تو یوم عاشوراء میں اس کے
 اور حیات ابراہیم کی آتش فرود سے اور آتش نوح کا شتی سے اور آتش تاوریت کا موسیٰ پر اور فرار یہ میل کا اور کلنا یوسف کا قید خانہ سے اور طرح اور وقائع انبیا علیہم السلام کے
 محدثین کے نزدیک یہ موضوع اور اجل ہیں تکثیر طعام میں عیال پر احادیث فضیلتہ وادھین کہ طرق سے جبر نقہان ہو سکتا ہو حافظ زین الدین عراقی نے اپنی امالی
 میں طریق بہیقی سے حدیث مرفوع روایت کی کہ من و سع علی عیال و ابایہ یوم عاشوراء وسیع اللہ علیہ سائر سنہ اور کہ اسکی یہ حدیث فضیلت ہو لیکن بعضوں کے نزدیک
 حسن ہو اور دوسرے طریق سے بعضوں کے نزدیک صحیح ہو حاصل صحت معترکہ میں ہو کہ اہل سنت کا طریقہ یہ ہو کہ اس روز میں بدعات روافض سے بچنا فوہدگری
 وغیرہ سے اجتناب کریں اسلی طرح بدعات فواصب اور دشمنستان اہل بیت سے پیہر کریں چنانچہ اس دن میں عید کرنا اور انکار فرشتہ اور ریش
 کرنا سر نہ لگانا غضا بکرنایا بید یہ پینا اور تو صبیغ نفقات کرنا وغیرہ نکات صحیح سے ثابت ہو نہ صیغہ اگر ام سے اور نہ چارون اماموں سے اور
 تو کسی کتاب معتبر میں وار ہو و انتہی مافی صراط المستقیم فقہر و ضرب مبدیہ الغیر باز با مرہ و ما جائز فی الامار و الاسباب یا مرہ اور غریب کے خلاف مول کو مارنا کہ

یادی آباد کرے اس زمین ویران کو جس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ کسی مسلمان یا ذی کی ملک میں اور وہ دور واقع ہو گا تو اس سے اس کے لئے کچھ فائدہ نہیں
آبادی پر ہو بشرطیکہ وہ شخص بلند آواز ہو کہ ذی البرزہ تو اس زمین تک اس کی آواز نہ سنائی دے تو وہ آباد کرنے والا مسلمان یا ذی اس زمین کا مالک ہو جائے گا
اور یہ زمین کے نزدیک اور یہی قول مختار ہو چنانچہ مختار و غیرہ میں صحیح ہو سوا کہ زمین ویران کسی مسلمان یا ذی کی ملک ہو تو وہ موات نہیں ہے بلکہ اگر اس کا مالک
معلوم ہو تو وہ قطعاً یعنی لا وارث مال ہو اس میں بادشاہ اسلام تصرف کرے اور اگر بعد اسکے اس کا مالک ظاہر ہو تو وہ زمین اسی کو پھر دیا جائے اور اس کے
انقصان کا تاوان دے اگر زراعت کرنے سے زمین میں کچھ نقصان ہو گیا ہو تو زمین مذکور کا آباد کرنے والا مالک ہو گا اگر مسلمان ہو تو اس پر عشر واجب ہو گا
اور اگر ذی ہو تو خراج واجب ہو گا اور اگر خراج کے پانی سے اس کو سیچنے کا تو اس کو اختیار ہو گا کہ ذی الاختیار و اعتبار محمد و عمر ارتفاع اہل القریہ بہ وہ حالت
قلت و ہذا ظاہر الروایۃ و فیہ کما فی زکوۃ الکبریٰ ذکرہ الفہستانی و کذا فی البرجندی عن احمد و یزید عن قاضی خان ان الفہم سے علی قول محمد قاضی
عن الشریف بن ابی نعیم یلم بیکر ذلک فیہ فلفظہ اور محمد بن نے اہل قریہ کی عدم احتیاج کو اس زمین کی طرف متبرک کیا یعنی موات وہ زمین نہیں ہو گی جو جس اہل قریہ
مقتنع ہوئے ہوں خواہ قریہ بہ خواہ لیسید اور یہی قول ہے اگر کتبہ کا میں کہتا ہوں اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور سیکافسی ہے چنانچہ فتاویٰ کبریٰ کی کتاب الزکوۃ میں ہے
ایسا ذکر کیا ہے قاضی فیہ عن یزید بن محمد بن قاضی خان کہ محمد بن کے قول پر فتویٰ ہے تو شریف بن ابی نعیم نے لکھا کہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ
یاد رکھنا چاہیے ہم فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ صحیح تر قول واثق میں وہ ہے کہ اگر کتبہ کا میں آبادی میں کوئی کھرا ہو کر بلند آواز سے چلاوے تو وہ آباد ہو چکا ہو
موات ہو اور جان تک آواز نہ پہنچے وہ آبادی کے لئے ہے یہی کوہان تک ہوا شہی ہے اسے وہی کوئی اہل قریہ کو حاجت نہ ہوگی ہر ترقی تو شریف بن ابی نعیم نے لکھا کہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ
قول پر فتویٰ بیان کیا ہو گا اور علم ان اذن لہ الامام فی ذلک و قال لیکما بل اذنہ احیاء و موتہ مسلمان مالک اس کا ہو جائے گا اگر امام نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے
اور صاحبین نے کہا کہ اس کا مالک ہو جائے گا ہر دون اس کے حکم کے بھی و ہذا مسلک فلو دیر شرط الاذن اتفاقاً اور یعنی اشتراط اذن امام اور عدم اشتراط اس وقت ہے جبکہ امام
اور اگر آباد کرنے والا ذی ہو تو بادشاہ اسلام کا اذن بالفاق امام اور صاحبین کی شرط پر دو مستانہ مالک لیکھا اصطلاحاً قاضی خان اور اگر آباد کرنے والا کافر ہو تو
تو زمین کا مالک نہ ہو گا بلکہ اتفاقاً کذا فی الفہستانی و دیگر کما بعد الاحیاء و غیرہ فالاولیٰ حق ہائی الاصح اور اگر آباد کرنے والا ذی زمین کو چھوڑ دیا ہو تو زمین
اور غیر شخص نے اس کو بویا تو پھر شخص اس کا زیادہ تر حصہ ہی صحیح تر قول میں و لو اسی ارضاً مینتہ ثم احاط الاحیاء و سواہا الاربعۃ من الاربعۃ فقر علی الفہم
تقریباً طریق الاول فی الاربعۃ الاربعۃ اور اگر ایک شخص نے ویران زمین کو آباد کیا پھر اس کے چاروں طرف سے آبادی محیط ہو گئی چارہ شخصوں کے آباد کر کے
اسے اتفاقاً نہ کیا ہو تو پہلے آباد کرنے والے کی راہ چھٹی زمین میں متعین ہو گی ہم اور اگر سب زمین کی آبادی ایک شخص نے کی تو اس کی راہ مقرر کرنے میں
ہر طرف سے اس کو اختیار ہو گا اگر چہ اربعہ میں چارہ شخصوں نے ساتھ ہی آبادی کی تو شخص اول جس طرف سے چاہے راہ مقرر کرے کذا فی الہامکیر
ومن جبر ارضاً او منع غیرہ منہا موضع علامۃ من جبر او غیرہ ثم اهلها لکست سنین و فست الی غیرہ و قبلہا سوا حق ہاوان لم یلکھا لہ انما لیکھا
بالاحیاء و المستعیر لا یجوز التجرع و جبرہ روک ڈالا زمین کو لینے غیر کا تصرف وہاں سے منع کر دیا پھر وغیرہ کی نشانی رکھ کے پھر اس کو چھوڑ دیا تین سال تک
تو وہ زمین غیر شخص کو دیا جائے آبادی کے واسطے اور تین سال سے پہلے وہی شخص نشانی رکھنے والا زیادہ تر اس کا حقد ہو گا اگرچہ وہ اس کا مالک نہیں ہو گیا ہو
کہ آدمی اس کا مالک ہوتا ہو آدمی اور غیر سے نہ قطعاً روک ڈالنے سے ولو کہ ہا او ضرب علیہا المسنۃ او شق ہا نہرا و پذیرا فو احیاء و سوا اور
اگر ویران زمین کو جوتا یا اسپر بان باندھا سب روکے کو یا اس کے واسطے نہ رکھو دی یا اسپر بنیج ڈالا تو وہ اس کا زندہ کرنا اور آباد کرنا ہر کذا فی الہامکیر و امام
مسنۃ بقیم میوم و تشریر دن درہ چیز جو سیلاب کے واسطے بنایا جاوے یا پانی کو بہا دے ایسا مذکور ہو گیا فی البیان اور یہی صحیح و معلوم میں ہے کہ
مسنۃ دیوار جو پانی کے اندر بنائی جاتی ہو جس کو سنہ کہتے ہیں کذا فی الطحاوی اور قاضی میں مسنۃ کی تفسیر غرض ہے جو اور عمر مشتکہ ہے نہ غیبہ میں

فہم سے علی قول محمد قاضی

سورہ بقرہ اور باری کے ساتھ ۱۳۵ اور سورہ توبہ ۲۵ اور سورہ صافات کے دین میں صرف ہونے والا یحییٰ بن من ملار اور رضہ ماکہ فترت ارض جبارہ اور غرقیت
 لائے تہذیب غیر متقدروں اور اسقاطا سقیما متادائے تحمل ارضہ عادۃ والا یحییٰ بن من ملار اور رضہ ماکہ فترت ارض جبارہ اور غرقیت
 پڑوسی کی زمین سے اسکا پانی سوکھ گیا یا اسکی زمین غرق ہو گئی اسلیئے کہ وہ تہذیب غیر متقدروں اور اسقاطا سقیما متادائے تحمل ارضہ عادۃ والا یحییٰ بن من ملار اور رضہ ماکہ فترت ارض جبارہ اور غرقیت
 ثابت ہو اور یہ یعنی عدم تناوان اسوقت ہو جبکہ اسنے عادت کے موافق پہنچے ہو اور باقتدار عادت کے اسکی زمین اسقدر پانی کی تہل ہو اور اگر عادت
 سے زیادہ اسنے پانی بھر لیا ہو وہ اور پڑوسی کی زمین ناقص ہو گئی ہو تو اسپر تناوان لازم ہو گا اور اسی قول پر فتویٰ ہو گئی الذخیرۃ فی
 فی نوبۃ مقدار حلقہ والا اذا سقی فی غیر تہذیبہ اور اسوقت حلقہ یحییٰ بن من ملار اور رضہ ماکہ فترت ارض جبارہ اور غرقیت
 ہو جبکہ اسنے اپنی باری زمین اپنے حصہ کے موافق زمین پہنچی ہو اور اگر باری کے سوا کسی نے پہنچی ہو یا اپنے حصہ سے پانی زیادہ لیا ہو تو اسپر
 تناوان لازم ہو گا جو حسب قول امین زہد کے کہ فی التہذیب والیہ من ملار اور رضہ ماکہ فترت ارض جبارہ اور غرقیت
 وعلیہ الفتویٰ شریع وبراہینہ وابن الکمال بن ابراہیم رحمہ اللہ انہ لہذا من غیر متقدروں اور تناوان نہ ہو وہ شخص جسے اپنی زمین باری عادت سے پہنچی ہو شخص کی باری سے
 بہرہ منہ اسکا دن کے اصل کی روایت میں اور اسی پر فتویٰ ہو چکا ہے شرح وہابیہ اور ابن کمال بن ابراہیم رحمہ اللہ اسکا تناوان یحییٰ بن من ملار اور رضہ ماکہ فترت ارض جبارہ اور غرقیت
 پانی نا اقل قوم نہیں ہو ورنہ صدق بنزد من بلقاء الما والکرام فیہ بخلاف العادت المخصوصہ فان الیابۃ اذا منعت بر الذم وحرارۃ ارضہ متدانی
 اور اگر اسکا پیدا ہو وہ سے غلبہ پھیل کو غیر استکر وحتیٰ تو حسب ہر سبب باقی رہے نہ حرام پانی کے اس میں ہر خلاف منسوب ہوا ہے کہ جبکہ
 جب جانور ہو ٹا ہو گیا چار کھانے سے تو چار صدقہ دم ہو گیا اور دوسری چیز ہو گیا لینے خون اور گوشت ہو گیا کذا فی التہذیب والیہ فان ہذا لک
 الاضمان او بہ الامام بالضرر والنجس ان کما الامام ذاک غایبہ تمام فی شرح الوجہانیہ پھر اگر یہ یعنی غیر کا پانی لینا چاہے بار اول فقہ ہوں
 شخص سے تو تناوان نہیں اور تہذیب سے اسکو حاکم مارنے اور قید کرنے سے اگر حاکم اسکو مصلحت جانے کذا فی الوجہانیہ اور اسکا پورا سپان
 شرح وہابیہ میں ہو قال وجہ بعض منہا فی بلخ من الشرب المتعطل اہل بلخ والقیاس یشیک بالتعطل ونقض بانہ تعطل اہل بلخ واحدہ اور
 وہابیہ نے کہا او بعض منہا فی بلخ من الشرب المتعطل اہل بلخ والقیاس یشیک بالتعطل ونقض بانہ تعطل اہل بلخ واحدہ اور
 اور یہ تجویز تو ٹھیک گئی ہو اس طرح کہ یہ ایک شہر والوں کا رواج ہو یعنی اور ایک شہر والوں کے رواج سے قیاس متروک نہیں ہوتا اور فتی النہای
 ذکر فی جہاد الفتاویٰ قال ویستفاد منہ حکم بصحة بیعہ فلیفظوا منہا صحی نے فتویٰ دیا ہو اسکا تناوان کا لینے جو غیر کا پانی بلا ان کے یہ مذکور ہو جو اللہ تعالیٰ
 میں اور یہ کہ ہر کسی کی بیع کا حکم نافذ ہو چکا ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم اس فتویٰ میں ناہی متفرد ہو تو عدم ضمان کا معارض نہ ہو گا اور عدم ضمان
 ہو چکا ہے غیر یہ میں ہو اور صحت بیع کا حکم نافذ نہ ہو گا اسوا کے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ قاضی اسنے مذہب کے غیر متقدروں پر حکم کر کے کذا فی الوجہانیہ وفتی الامام
 وشرعہ اسن البیع الفاسد ان یضمن بالاتفاق فلو سقے ارض فتنہ بمار غیر وضمنہ ویرحم فی انقیاتہ ہذا فافہم میں کتاہوں اور ہدایہ اور اسکی شرح
 میں بیع فاسد سے یہ مذکور ہو ضمان لازم آتا ہو نہ کہ اسے اگر اپنی زمین پہنچی غیر کے پانی سے تو مالک کو تناوان دے اور اسی قول پر فقہ کی ہو
 نقایہ میں بیان ہوا اسکو سمجھو کہ ہم شارح نے اشارہ کیا کہ صاحب نقایہ نے اس مقام کے سوال اور تمام میں مہر کے موافق یقین کیا ہو قلت قد مر
 علیہ الفتویٰ فقہ میں کتاہوں اور اربعہ مذکور ہو چکا وہ قول جہیز فتویٰ ہو تو خبر دار نہ ہوا ہم مراد ہوا کہ فتویٰ ہو عدم ضمان کا جو شرح وہابیہ سے
 مذکور ہو چکا نہ ہوا کذا فی الفتاویٰ وفتی الوجہانیہ وفتی البیہقیہ وفتی النہای وفتی بعض ما انہرہ اور وہابیہ میں ہو اور یہی ہے والیہ کی
 باری سے ضمان نہیں اور وضو بن نے اسپر تناوان لازم کیا ہو اور قول عدم ضمان کا ذکر کیا ظاہر ہو چکا ہوا والہذا الشراب الذی علیہ وجہ

مذکورہ سے جو نکاح کرے اسکا قلیل اور کثیر حرام ہو کسی نوع سے ہو بیکل یا بیشیخ مسک اکل مسک غروکل مسک حرام اپنے ہوشہ کرنے والی چیز پر وہ حرام ہو اور
 ہر مسک حرام ہو اور بیکل حدیث مسند احمد روایت ابن ماجہ و در فضیلت اسکا کثیرہ نقلیہ حرام اپنے جس چیز کا کثیرہ لکھ کر اسکا قلیل بھی حرام ہو اور فتویٰ مسند احمد کے
 قول پر ہے اور بنیاد میں ہے کہ محمد کے نزدیک قلیل اسکا اور کثیر حرام ہو فقہائے کبار اور مجتہدین کے قول کو لیتے ہیں اور محمد کا مذہب یہ ہے کہ وہ جس سے جیسا مذہب
 شافعی اور مالکی اور احمدی اور داؤد ظاہری کا ہو فتویٰ اور یہ فتاویٰ بخیرین ہم اور محمد کا جارا شرع حلال میں ہے اور شرع بحر میں سے تو قلیل باطلاق بخیرین ہم اور
 محمد کے حرام ہو کہ اسقدر سے لکھ کر ہو کہ وہ لازم نہ ہو کہ کذا فی الخطا دی مختصر اوشمارہ شایع الہدایہ مذکورہ مروی عن اہل اہل اور پسند کیا ہے محمد
 کے قول کو وہ ہدایہ کے شایع نے اور ذکر کیا ہے کہ قول مذکور اپنے وجہ حد مروی بخیرین ہم اور محمد سے ہے ہم اور جب حد واجب ہوئی تو حدت ثابت ہو گئی شرع ہدایہ
 میں حدادیہ سے ہے یون مذکور ہے کہ حد اسلام البیہ بنہ مروی ہے حکایت ہے کہ اسقدر سے لکھ کر ہے سبب احکام ہے یہ روایت پالی کہ حد واجب ہو اسقدر سے لکھ کر ہے
 لکھنا واقع ہو و حرام ہو اور نشا فساد کا سبب ہو تو حد واجب ہوئی تاکہ اسقدر سے لکھ کر ہے کوک باہر ہیں تارو سے زمین سے فساد واقع ہو اور یہ امر تو موجود ہے ہر طرف کہ
 سوا باقی و شریعت میں بھی کذا فی الخطا دی مخصوصا و غلظہ فطال و فی عصرنا فاختہ حد و او قیوہ اطلاق من مسک احب سکون کلمہ مروی ہے افقی محمد بن قریب ما قتل
 و بدو الجودہ اوشایع و ہدایہ سے اسکا قلیل کیا ہو سو یون کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں وجہ حد قتل ہو و علیا نے طلاق واقع کر دی ہو اس شخص کی جو اناج کی
 شریعت اپنے بوز سے سے مستحق ہو و او شریعت میں ہم اور محمد سے سب علما سے وجہ حد مروی ہے اور محمد سے قلیل کے بخیرین ہم کاشی دیا ہو اور یہی قول منع اور محقق ہے
 و فی طلاق ابن زبیرہ و قال محمد ما اسکر کثیرہ نقلیہ حرام و ہر شخص ایضا و اسکر منہما اختار فی زمانہ شافعی و حنفی الحاکم فی وقوع طلاق من مسک منہما تابع
 لآخر منہ و اکل حرام عند محمد وہ اپنے و اختلاف انما ہو عند قصد التقویٰ سے ما عند قصد التسلیٰ فحرام اجماعا انتہی و تمامہ فیما حلقہ علیہ اور بنیاد یہ
 کی کتاب الطلاق میں ہے اور محمد سے کہ اسکا قلیل بھی حرام ہو اور وہ ناپاک بھی ہو اور اگر اس سے کوئی صحت ہو تو ہمارے
 زمانہ میں قول مختار ہے کہ اسقدر حدادی سے ملتی ہیں ایشا زیادہ کہا ہے کہ ہر شخص مستحق ہو اسقدر سے لکھ کر ہے طلاق کا واقع ہونا حرام ہو گئے کا تابع ہے
 اور سب مسکات حرام ہیں محمد کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور یہ خلافت بخیرین ہم اور محمد کے کا تو قصد تقویٰ ہے خصوصاً ہو اور اگر لوگ قصد قلیل
 اور کثیر جمیع مسکات کا باجماع بخیرین ہم اور محمد کے حرام ہو انتہی مافی الملکتی اور پورا اسکا بیان اس شخص میں ہو جو جسے ملتی ہے کسی چیز زاد القستانی الہدایہ
 الاہل اذا اشتد عمل عند محمد خلافا لہما و اسکر منہ حرام بلا خلاف و اکل و الطلاق علی اختلاف قستانی سے اسقدر زیادہ بیان کیا کہ اونٹ کا دودھ جب
 جوش کھا کر سستی لاوے تو محمد کے نزدیک حلال نہیں بل خلافت بخیرین ہم کے اور شدہ ہونا اس سے تو بلا خلاف حرام ہو اور اس کے مستحق ہونا واقع ہونا اگر کسی
 طلاق واقع ہوئی اسی خلافت پر پہنچی ہے اپنے بخیرین ہم کے نزدیک واقع ہوگی اور محمد کے نزدیک واقع ہوگی کہ ابن ابی ابراہیم ابو القریس اذا اشتد عمل و جمع فی ہذا
 حد و فی الخرافۃ انہ یکبرہ تخریفا عند عامۃ المشائخ علی قولہ اور اسی طرح گھوڑی کا دودھ جبکہ جوش کھا دے حلال نہیں اور ہم ایہ میں اس کے حلال ہونے کو
 صحیح کہا ہے اپنے امام کے نزدیک تا عدم سکرا و خزانہ میں یون ہے کہ وہ مکروہ تحریمی ہو شایع کے نزدیک امام کے قول پر ہم حدت اس وقت تک ہے جب تک
 نشا کرے زمین میں ہو قلیل اس سے کہ گھوڑے کا دودھ امام کے نزدیک حلال ہے جو جب لکھ کر نے جسے ہدایہ کے اسیلے کہ اس کے گوشت کی کراہت احکام کے
 سبب ہے اور اسیلے کہ وہ جہاد منقطع ہو جاوے تو یہ کراہت اس کے دودھ کی طرح متدی نہ ہوگی انتہی کذا فی الخطا دی و علی لانتباہ اتحاد البینہ فی لہا
 جمع و باقہ وہی القریح حلال ہے بنیاد بنا تا تو یون میں و تا تو یون بدو بہ جمع ہو و باقہ کی جو بھی کہ ہو اکتتم جزۃ خضر او اخر فت مطلق بالفت او القیر
 و التقریر ان شہدہ المنقوۃ و ماورین انتہی فتیخ اور حلال ہے بنیاد بنا منتم اپنے سبب گھر سے اور مرتبان میں اور اس برتن میں جہیز رفت سے
 روغن قیر کا ملا کر اور لکڑی کے کھد سے ہو جو برتن میں اور جو برتن میں ان ظروف کے استعمال سے بھی حرام ہو و ہر سو منہم جو ہم محمد رحمۃ اللہ علیہ سے

اور مسلم اور سند احمد میں ہر دو اجماع است اسکے شریح ہر سند پر قائم ہو اور عقل سے بھی ایک جہلی ثابت ہو اس واسطے کہ قیسم ہر کتابت کی اور کتابت سیاح ہر دو مستثنیٰ فی لغز
 الا لحریم فی غیر الحرم شکار کرنا سیاح ہر کر حریم کو غیر حریم میں سیاح نہیں ہم جلی سے کیا یوں کہنا ہر شکار الا لحریم ادنیٰ الحرم یعنی شکار سیاح ہر کر حریم کو بحریم میں
 سیاح نہیں اس واسطے کہ یہ عبارت تینوں شکاروں کو شامل ہے شکار حریم کو حل یا حریم میں اور شکار حلال کو حریم میں اور لاشیٰ ہر کما ہو طاسر یا شکار کرنا سیاح ہر
 کر اور لاشیٰ کے واسطے چنانچہ یہ ظاہر ہے اور حرفۃ علی مانی الا شعبة قال لہ صنف واحد وانما زودہ بقالہ والافا تحقیق عندی اباحتہ اتخاذه حرفۃ لا نوع من کتابتہ
 وکل النوع الکاتب فی الاباحتہ صوری علی المذہب انتہی کما فی البزار تیرہ وغیرہ یا شکار کرنا سیاح ہر کر شکار کا پیشہ اختیار کرنا سیاح نہیں یہ عدم اجابت
 ہر صنف مشاہدہ کے ہر صنف ہم سے شریح میں کہا کہ میں نے عدم اجابت حرفۃ میں زیادہ کی اسباب کی طبیعت سے در نہ میرے نزدیک شکار
 کے پیشہ اختیار کرنے کی اجابت تحقیق ہو اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم ہر کتابت سیاح کی اور صنف اقسام اجابت کے برابر ہیں ہر صنف نہ صنف صنف کے
 چنانچہ بزار تیرہ وغیرہ میں ہر صنف شکار ہر صنف اسباب کا ادب کی راہ سے اسکے قول صنفین کو بھی علامہ رودکیا نے صنف صنف کے
 لکھ کر مالک مطلق ہوا بخلاف مالک انصاف مالک مطلق ہوا ایک شخص نے شکار کے واسطے جال لگا یا تو وہ مالک ہے تو کا
 اس جال کو جو زمین چھنسا گیا برخلاف اس حدیث کے کہ جبکہ جال لگایا اسکے خشک کرنے کے لیے تو وہ مالک ہوگا اسکا جو چھنسا گیا اس میں ہم تو اس میں
 دوسرے شخص شکار کو نہیں سے سکتا اور دوسری صورت میں جو شخص اسکو پکڑے گا مالک ہوگا جال والا اس سے نہیں سے سکتا وان وحید قماش
 وغیرہ خانما و دینار اس صنف و یا صنف الاسلام لایک و صنف تفریقہ اور اگر نیار یا کوئی اور شخص انکو چلی یا شری فی حبس اسلام کا سکے ہر پاؤ سے تو اسکا
 مالک ہوگا اور اسکی تفریقہ یعنی چھوڑنا واجب ہو کہ جسکا ہو سو اسکو سے ہم تلاش بغیر میم و کون قاون و کسکس و شہین مجید عرف میں اسکو کہتے ہیں
 جو زمین میں مالیت کی چیز تلاش کرتا ہو سکتا فی اطملاوی اور حبس شریعہ کفر کی ہو وہ رکاز زمین داخل ہو علم ان اسباب مالک ملتے مافا لکین
 و صنفہ و خلافتہ کار شہاد و ان مالہ و ہوا الی مستیلا و عقیدۃ بر وضع العید اور حکما بالتمیہ نہ صنف شہد کہ صنف لاجفا صنف علی المباح انی عن مالک
 ہوا استولی فی مفاذہ علی صنف غیر ہم ملکہ ولم یل لملک شہد ما یجب بالقرین معلوم کہ مالک کے صنف میں زمین ایک صنف ناقل ہر صنف ایک مالک ہے
 دوسرے مالک کی طرف ملکیت منتقل ہو جائے جیسے بیج اور بربہ سے مالک دوسرے کی ہو جائے ہر اور دوسرے اسباب مالک خلافت یعنی ایک کے مالک کے ہر دوسرے
 مالک ناچانچہ میراث اور صنف مالک کا امانت ہے یعنی اسیتلا اور قاذو ہونا اس مباح چیز جو خالی ہر مالک سے خواہ حقیقہ استیلا اور قدرت ہو
 تصرف میں کر لینے سے یا حکم قدرت ہو اسکے تہہ اور سامان کرنے سے چنانچہ جال کا لگانا شکار کے واسطے نہ جال خشک کرنے کے لیے تو اگر
 ایک شخص استولی ہو چکل میں غیر شخص کی ملک میں ہر تو مالک ہوگا یعنی اس واسطے کہ ملک غیر سے خالی زمین اور زمین کے تلاش کرنے والے کو حلال نہیں ہے چیز
 چر پاؤ سے بدون تفریق کے تمام التفریق فی اسطولات اور شکار کی تفریق تمام بڑی بڑی کتابوں میں ہر ہم تمام تفریق صید کی قسمانی سے
 ترجمہ میں نہ کر رہو چکی و شکل الصید لکل ذمی نامی و مخالب تقدانی الذبیح صنف کلہ ہر باز و شہو ہا و شہر طاقا بانیہ التعلیم ہر ہر کو نہ لیس مجلس
 العین اور حلال ہر شکار کرنا ہر شیش دار اور جنگل گیر سے کتا ہو یا باز اور مانند اسکے چنانچہ جیتا اور شکار شہد قابل ہونے تعلیم کے اور شہد اسکے
 مجلس العین ہونے کے کتاب الذبیح میں نیشدار اور جنگل گیر کی تفصیل ہو چکی یعنی ہر شہد اور ہر جنگل والا اور زمین اسلئے کہ اونٹ ہر شیش دار
 ہوتا اور کبوتر جنگل والا لیکن شکار نہیں کرتے شیش اور جنگل سے تم فرع سے ملے مامد من الاصل بقولہ فلا یجوز الصید برب و اسد لعدم قابلیتہما
 التعلیم فانما لا یملان للغیر الاسد وعلو ہمتہ والاب لحسانہ و الحق بعضہم بالاب الحداۃ لحسانہما پھر صنف ہم نے تفریق کی ہر صنف ہر
 جسکی طبیعت کی اس قول سے تو جہاں زمین شکار کرنا چھوڑ دینا ہر شہر سے اس واسطے کہ زمین تعلیم کی قابلیت نہیں کیونکہ وہ دونوں غیر کے لیے عمل

یہاں تک کہ مالک نے شکار کے واسطے جال لگانا شکار کے واسطے نہ جال خشک کرنے کے لیے تو اگر ایک شخص استولی ہو چکل میں غیر شخص کی ملک میں ہر تو مالک ہوگا یعنی اس واسطے کہ ملک غیر سے خالی زمین اور زمین کے تلاش کرنے والے کو حلال نہیں ہے چیز چر پاؤ سے بدون تفریق کے تمام التفریق فی اسطولات اور شکار کی تفریق تمام بڑی بڑی کتابوں میں ہر ہم تمام تفریق صید کی قسمانی سے ترجمہ میں نہ کر رہو چکی و شکل الصید لکل ذمی نامی و مخالب تقدانی الذبیح صنف کلہ ہر باز و شہو ہا و شہر طاقا بانیہ التعلیم ہر ہر کو نہ لیس مجلس العین اور حلال ہر شکار کرنا ہر شیش دار اور جنگل گیر سے کتا ہو یا باز اور مانند اسکے چنانچہ جیتا اور شکار شہد قابل ہونے تعلیم کے اور شہد اسکے مجلس العین ہونے کے کتاب الذبیح میں نیشدار اور جنگل گیر کی تفصیل ہو چکی یعنی ہر شہد اور ہر جنگل والا اور زمین اسلئے کہ اونٹ ہر شیش دار ہوتا اور کبوتر جنگل والا لیکن شکار نہیں کرتے شیش اور جنگل سے تم فرع سے ملے مامد من الاصل بقولہ فلا یجوز الصید برب و اسد لعدم قابلیتہما التعلیم فانما لا یملان للغیر الاسد وعلو ہمتہ والاب لحسانہ و الحق بعضہم بالاب الحداۃ لحسانہما پھر صنف ہم نے تفریق کی ہر صنف ہر جسکی طبیعت کی اس قول سے تو جہاں زمین شکار کرنا چھوڑ دینا ہر شہر سے اس واسطے کہ زمین تعلیم کی قابلیت نہیں کیونکہ وہ دونوں غیر کے لیے عمل

مقتی کی ہمارے میں جو ہم قنادی قاضی خان میں ہو گیا اور لاٹھی اور اس کے مانند کا شکار حلال نہیں اگرچہ شکار زخمی ہو گیا ہو اس لیے کہ شکار مذکورہ
 چیرتی چھڑتی نہیں ہیں ان اگر انکو دراز نوک دار تیر کے مانند کرے اور اس کا چھینک مارنا ممکن ہو اور وہ چیرے چھڑے اپنی حدت اور تیزی سے تو کھانا اسکا حلال ہے
 اور اگر اندر زخم ہو گیا بسبب کوفت کے اور ظاہر میں نہ چھٹا تو حلال نہیں اس لیے کہ اس سے خون کا بہنا حاصل نہیں ہوتا انتہی خلاصہ یہ ہو کہ اگر قتل و گرائی سے حاصل
 تو حلال نہیں اگرچہ خون نکلا ہو چنانچہ در زمین اسکی طرف اشارہ ہو اور یہی جواب لکھا شیخ زین صاحب بحر الرائق نے جب اسے یہ سنا تو ہوا کہ جو شخص چڑیوں کا
 شکار کرتا ہو چھڑے اور مٹی کی گولی سے اسکا کانا درست ہو یا نہیں تو جواب لکھا کہ اسکا کھانا حلال نہیں بلکہ مٹی کی گولی سے قتل ہو گیا ہو یا نہیں یہ ہو کہ
 اگر موت شکار کے زخم سے یا یقین حاصل ہوئی ہو تو وہ حلال ہو اور اگر قتل اور گرائی سے ہوئی ہو تو با یقین حرام ہو اور اگر شک ہو اس میں کہ زخم سے ہو یا نہیں
 ہوئی یا قتل سے ہو تو احتیاطاً حلال نہیں انتہی میں کہتا ہوں کہ چھڑے کی گولی سے شکار میں آتا یہ ہو کہ اسکا کھانا حلال نہیں اسوا اس کے کہ گولی تو اندر داخل ہو
 کے جس سے قتل کرتی ہو نہ اپنی حدت اور تیر کی تیزی سے و انتہی قلم کذا فی الخطاوی او جی صید فروع فی ما لا احتمال فی قتل بالما فی حرم یا شکار کہ تیرا سو وہ گھڑا
 پانی میں اور گیتا حرام ہو گا کہ شاید قتل اسکا پانی سے ہو و ہونہ تیر سے و لا الیہ فیما فیہ فان انھیں ہر وہ فیہ حرم والی قتل مقتی اور شکار کی چڑیا ہو
 پھر تیر لگنے کے بعد پانی میں گر پڑی ہو اسکا زخم پانی میں ڈوب گیا تو وہ حرام ہو گی اور اگر پانی میں زخم نہیں ڈوبا تو حلال ہو گا کیونکہ قتل اسکا پانی سے ہو گیا ہو
 صورت میں احتمال ہو کہ پانی نے قتل کیا اور دوسری میں احتمال نہیں یہ سبب اس وقت ہر جگہ ایسا زخم لگا ہو جو زمین پر نہ لگی کی امید ہو اور اگر ایسا زخم ہو کہ
 زندگی کی امید نہ تو شکار حلال ہو و ان احتمال مذکور منعدم ہو کہ انی العالم کی تیر او وقع علی سطح ارجل فتردی منہ الی الارض حرم فی اسالی اللہ لان
 الاحترار عن شغل ہذا ممکن یا تیر لگنے کے بعد چڑیا چھٹ پر یا پھاڑ پر گری پھر وہاں سے زمین پر گر پڑی تو حرام ہو ان سبب مسائل میں اسوا اس کے کہ ایسی
 صورتوں سے چھٹا ممکن ہو ہم یعنی یہ ہندو زمین کہ جب زخمی چڑیا گرے تو پانی یا چھٹ یا پھاڑ پر گرے اور پھر چھٹ کا حکم ہو درخت یا دیوار یا کھڑی ہو چھٹی
 یا پھر گھٹا رہے گرے گا اور اگر چڑیا چھٹ یا پھاڑ وغیرہ پر گرے کہ باقی رہی زمین پر نہ لگی یا اینٹ یا پتھر کے مانند ہو گئی تو حلال ہو اسوا اس کے کہ وہ ہندو زمین
 کے ہو کہ نہ فی الجوی فان وقع علی الارض انتہی اگر اذالہ فتردہ غیر ممکن فیصل پھر اگر تیر کی زخمی چڑیا پہلے سے زمین پر گری اور سرگئی تو حلال ہو اسوا اس کے
 کہ اس سے بچاؤ ممکن نہیں ہم یعنی زمین پر گرے سے اعتداف غیر ممکن ہو تو یہ قتال کہ شاید زمین سے گرنے سے چڑیا مر گئی ہو تو ساقط الاعتداف ہو و در شکار کے
 باب کا انسداد ہو گا اور اسلئے کہ گلابہ فرجیرہ ای وغیرہ بھیجی فائز جر از جر دون الارسال وانھیں یرفع باہو فوقہ شاکہ کنشخ اللہ بیت یا لمان
 اپنا کٹا شکار پر چھڑا سو جو بھی نے اسکو زجر کیا یعنی شکار کے اسکو بھڑکا یا اور تیر کر دیا سو وہ تیر ہو گیا اور شکار کو مارا تو شکار حلال ہو اسوا اس کے کہ زجر تیر ہو
 ارسال سے او فحل وقع ہو ہوتا ہو اس فعل سے جو اس سے فوق ہو یا برابر اس کے جو نہ کمتر او ضعیف سے جیسے حج حدیث فسوخ ہوتی ہو حج یا حج سے ضعیف سے
 ہم زجر اسوا اس کے کہ تیر ہو ارسال سے کہ زجر مٹی ہو و ارسال بیکہ اسکی تاکید ہو تو حلت اور حرمت میں ارسال معتبر ہو نہ زجر اولم یرسلہ احد فرجیرہ سلم
 فائز جر از جر ارسال علیا یا کہے گو کسی نے نہیں چھڑا پھر مسلمان نے اسکو شکار پر بھڑکا یا اور گرم کیا سو وہ گرم اور تیر ہو گیا اور شکار مارا تو حلال ہو اسوا اس کے
 کہ زجر ارسال مٹی جو اپنے ہندو ارسال کے ہو در صورت عدم ارسال او اخذ غیر ما ارسل الیہ لان غرضہ اخذ کل صید یتمکن شتہ لو ارسل علی صید و کثیرہ فیرت
 واحدہ فقتل اکل اکل یا کہے نے اور شکار مارا سو اس کے سبب چھڑا گیا تھا تو وہ حلال ہو اسوا اس کے کہ صیاد کی غرض ہر ایک اس شکار کا کہن ہو
 مہر کتنا قدر ہو سکے بیان تک کہ اگر صیاد نے کٹا چھڑا بہت سے شکار دن پر کیا یا بسم اللہ کر دیا ہے سبب شکار دن کو قتل کیا ہو سبب اسکا
 کھانا حلال ہو یعنی خلاصہ یہ ہو کہ یقین شکار کا اعتبار نہیں اکل فی الوجہ المذكورۃ لما ذکرنا وجہ مذکورہ میں ہر شکار حلال اور ماکول جو ان کے لئے
 جنگہ چنے ذکر کیا ہم قولہ اکل جزا ہو فان وقع اور اس کے معطوفات کی کہ سید مٹی فقط طع عضو متہ فانہ یوکل لا العنہ و خاننا لاشافی ونا قولہ

سے شکار کا حلال ہے

علیہ الصلوٰۃ والسلام ما بین من اکل منہ فکارتہ منہ منی ہوا سو اسکا کوئی عضو کاٹا گیا تو شکار کا کھانا حلال ہے نہ عضو قطع کا پر خیار
 شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عضو قطع کا بھی کھانا حلال ہے اور ہماری دلیل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے کہ جو عضو جدا کیا گیا زندہ جانور سے
 وہ مردہ ہے جو مردہ ہوا تو وہ اور شکاری میں ابو داؤد لہی سے یوں روایت ہے کہ ابی اسلمہ علیہ السلام نے اپنے سے اسلمہ علیہ السلام نے اپنے سے اسلمہ علیہ السلام نے اپنے سے
 جانور سے کٹی گئی اور وہ زندہ ہو تو وہ مردہ ہے اور شکاری میں ابی اسلمہ علیہ السلام نے اپنے سے اسلمہ علیہ السلام نے اپنے سے اسلمہ علیہ السلام نے اپنے سے
 فی النہی شیخ الحدادیہ رحمہ اللہ سے اسکا استعمال ہے کہ حدیث میں زندہ مطلقاً مذکور ہے خواہ حقیقہ ہو یا حکم اسکو جو وقت اسکا عضو قطع ہوا تو وہ حقیقہ زندہ تھی کیونکہ حیات
 اس میں قائم ہے اور اسکا علاج حکم کی زندہ ہے کہ سلامت رہنا اسکا اس زخم کے بعد ہر قسم کی چھٹی سے کہا قطع اس عضو کا مراد ہے جس کے قطع کے بعد حیوان زندہ رہے
 چنانچہ بانوں یا ران یا اقل نصف اس سے قطعہ و لم یبہنہ و اقل النیام لکل اعضا الا لملتی اور اگر عضو قطع کیا اور جدا نہیں کر دیا اور اسکا بدن
 سے النیام یعنی مٹا اور بیچھا یا اقل ہو تو اس عضو کا کھانا بھی حلال ہے اور اگر النیام اور اندام اسکا نہیں ہو سکتا تو عضو قطع کا کھانا حلال نہیں
 کہ فی الملتقی وان قطعہ الرامی ثلثا و اکثرہ مع شجرہ او قطع نصف راسہ و اکثرہ او قطع نصفین اکل کلہ لان فی ہذہ الصور لا یکن
 حیات فوق حیات الذبوح تینا والحدیث المذكور اور اگر تیرا زندہ نہ ہو شکار کو تین تالی قطع کیا اور اسکا اکثر بدن اسکی ڈھڈی اور دم کے ساتھ مٹا دینے
 ایک تالی سر کی طرف رہی اور دو تالیان دم کی طرف باقی رہیں یا شکار کا نصف حصہ یا اکثر کاٹا یا شکار کا جسم نصف نصف پھاڑا سر سے دم تک
 تو رام شکار کا کھانا حلال ہو سو اس سے کران صدقون میں اسکی زندگی مذبح کی زندگی سے زیادہ ممکن نہیں تو حدیث مذکور اسکو شامل نہ رہی ہم
 اسکا مسئلہ کہ حدیث مذکور زندہ حقیقی اور حکمی کو شامل ہو اور ان صورتوں میں حیات حکمی بھی صادق نہیں سو اس سے کہ اسکی سلامتی اور بقا ایسے رضون
 کے بعد تو ہم نہیں توفی الحال اسکی ذکاۃ واقع ہو گئی تو وہ بالکل حلال ٹھہرا دینی کے کما مراد قدسہ شوق طولانی ہو بخلاف مالوکان اکثرہ مع راسہ لا یکن
 المذكور بخلاف اس صورت کے کہ اگر شکار کا اکثر بدن اس کے سر کے ساتھ رہا تو اسکا اکثر ماکول ہو نہ اقل امکان مذکور کے سبب سے یعنی اگر
 ایک تالی دم کی طرف کٹ رہی اور دو تالیان سر کے ساتھ باقی رہیں تو سر کی جانب حلال ہو نہ دم کی طرف سو اس سے کہ جانب سر کی حیات مذبح کی
 حیات سے زیادہ ممکن ہو کہ فی المنع و حرم صید چوہی و دوشنی و مرتد و محرّم لانہ لم یسوا من اہل الذکاۃ بخلاف التالی لان ذکاۃ الاضطرار ذکاۃ
 الاضطرار اور حرام ہے شکار جو کسی اور بت پرست اور مرتد اور حرام باندہ ہندو کے واسطے کہ اس لیے کہ اشخاص مذکورین فح کر کے کی لیاقت نہیں رکھتے
 برخلاف اہل کتاب کے سو اس سے کہ فح اضطراری فح اختیاری کے مانند ہوا ان رمی صید فلم یخنہ فرماہ آخر فقہاء فہم لثانی و حل اور اگر
 شکار کو ایک شخص نے تیرا سو اسکو زخم کاری نہیں لگا پھر دوسرے شخص نے اسکو تیرا مارا تو اسکو قتل کیا تو وہ شکار دوسرے شخص کا ملک ہو اور
 حلال ہو یعنی سو اس سے کہ دوسرے نے اسکو حیز اقتلاع سے خارج کر دیا وان اشحنہ الاول بان اخر جعن حیز الاقتلاع و فیہ من الحيوة ما یعیش
 فالصید للاول و حرم لہ رتہ علی ذکاۃ الاختیار فصار قاتلاً لم یحرہ اور اگر اول شخص نے شکار کے زخم کاری لگا یا اس طرح پر کہ حیز اقتلاع سے اسکو
 خارج کر دیا یعنی اب بھاگ نہیں سکتا اور اس میں اتنی حیات ہو جس سے جیتا رہے ہو اس کے دوسرے نے اسکو تیرا مارا تو قتل کیا تو وہ شکار اول شخص کا
 اور اسکا کھانا حرام ہے سبب قاتل نے شخص اول کے ذکاۃ اختیاری پر تو دوسرے شخص اسکا قاتل ہو گیا تو وہ حرام ٹھہرا ہم نے یہی نے کہا جبکہ شخص اول نے
 اسکو زخم کاری لگا یا تو وہ حیز اقتلاع سے خارج ہو گیا اور وہ اس کے فح پر قادر ہو گیا تو اس پر فح کرنا واجب ہوا اور حالانکہ اس نے اسکو فح نہ کیا اور وہ
 شخص اسکا قاتل ٹھہر گیا سو وہ سے وہ حرام ہو گیا اور جبکہ ترک فح مع القدرة سے حرمت ثابت ہوتی ہو تو قتل سے بطریق اول حرمت ثابت ہو گئی
 وضمن الثانی للاول قیمتہ کلما وقت الا فہ غیر ناقص ما جہ اختہ اور دوسرے شخص پہلے شخص کو تالا وان و سے اسکی پوری قیمت کا جو اسکی قیمت ہے

فرج سے کیا جائے شایع کا لوان بازیا معلوم ہے کہ وہ لایہ روی اور صلہ انسان اور لایہ کیل موقع الشک فی الارسل والا باجہ بدوہ ان کان مرسلا فموال غیر
فلا یجوز تناوله الا باذن صاحبہ یعنی اگر تعلیم یافتہ یا فتنہ باز نہ ہو سکے کہ پھر اس کو قتل کیا اور معلوم نہیں کہ کسی انسان سے چھوڑا ہو شکار پر یا نہیں تو اس کا کھانا
درست نہیں شکار پر نہ کے سبب سے ارسال میں اور مال کا شکار کی اجاست نہیں بدون ارسال کے اور اگر باز آدمی سے چھوڑا ہو تو بھی تو وہ غیر کمال ہی تو بھی
اس کا کھانا درست نہیں بدون مالک کے اذن کے کذا فی الزمعی فکنت قد وقع فی عصرنا حادثة فتویٰ وہی ان رجلا و بدوہ بدوہ بستان بل یحل اکلہ لا بد
ما ذکرناہ انہ لیکل موقع الشک فی ان الذاب من کل ذکوة ترامل اول سہی انہ تعالیٰ علیہا اصرار میں کہتا ہوں البتہ ہمارے زمانہ میں ایک حادثہ فتویٰ طلب واقع ہوا
وہ یہ ہو کہ ایک مرد نے اپنی بکری کو بلیغ میں نہ بوجہ پایا تو اس کا کھانا حلال ہو یا نہیں اور جو سلیک کہ چھینے نہ بلجی سے ابھی ذکر کیا اس کا مقتضایہ یہ کہ اس
بکری کا کھانا حلال نہیں ملک واقع ہونے سے اس میں کہ اس کا قتل کرنے والا ان لوگوں میں سے ہے جس کا ذبح حلال ہو یا نہیں ہے نہیں ہو اور اگر ہی تو اسے
فرج کے وقت اندر تھامے کا نام پاک لیا یا نہیں لیا لکن فی الخلاصۃ من اللقطۃ قوم اصا ابو البعیر نے جو حافی طرین الباء و بیان لم یکن قریبا من الماء و وقع فی
قلبان صاحبہ فعل ذلک اباحۃ للناس لا یس بالافذ والاکل لان اثبات ہمالہ لالہ کا اثبات باصح انتی فقد اباح اکلہا بالشرع والاکل مفسلم
ان العلم یكون الذاب اہل الذکوة لیس بشرط قال المستنف لیکون فلا صیدین ہو کتاب اللقطۃ سے کہ ایک قوم نے ذبح کیا جو اوٹے پایا جنگل کی راہ میں اگر
وہ پانی کے قریب نہ ہو اس کے دل میں یہ بات جم جائے کہ اس کے مالک نے یہ کیا ہو تو گوں پر مباح کرنے کے واسطے تو اس کے لینے اور کھانے میں مضائقہ
نہیں اس واسطے کہ جو امر دالت حال سے ثابت ہو وہ اس کے مانند ہو جو صحیح قول سے ثابت ہو انتہی مافی الخلافۃ تو صاحب خلاصہ نے اس کا کھانا بشرط
ذکوة مباح کہا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا دریافت ہو نہ ذبح اہل ذکوة کا شرط نہیں ہو ایسا کہ ہو مصنف رحم سے شرح میں ہم یہ قول تھا کہ یہ عدم ملکیت کے
قول پر پانی کے قریب کی قید اس واسطے رکھی کہ جب پانی کے قریب ہو گا تو یہ محتمل ہو کہ پانی میں گر کر مر گیا اور پانی ہا تو اسے اس کو چھوڑ دالا اور پانی کی موج نے اس کا ٹکڑا دیا
اور بعضوں نے کہا طرین اباحت معتبر ہو خود پانی قریب ہو و سہ یا نہ ہو و سے قلت قد یفرق بین حادثۃ الفتویٰ واللقطۃ بان الذاب فی الاول غیر لما اک قطعاً
وفی الثاني یتمثل میں کہتا ہوں استفتاء مذکور اوصلہ لقطۃ بین یون فرق بیان کیا جاتا ہو کہ فرج کرنے والا اول میں غیر مالک ہو نتیجتاً اور ثانی میں احتمال ہو کہ
مالک نے فرج کیا ہو یا غیر مالک نے ہم اس فرق سے کچھ حاصل نہیں کہ اگر بالفرض مالک ہی ذاب ہو تو یہ تو معلوم نہیں کہ اس کا ذبح حلال ہو یا نہیں کذا فی عللی
والطحاوی درایت بحفظ ثقتہ صرف شاة مذبحا بشیمہ فرجہ صاحبہ اہل تو کل الاصح لا لکفرہ بشیمہ علی الاحرام للقلبی بلاتاک ولا اذن شرعی انتہی فاجیر
اور شیعی نے دیکھا فتیہ معتد کے خط سے یہ معنون کہ ایک شخص نے بکری چرائی پھر اس کو ذبح کیا بسم اللہ لکھر کر بکری کے مالک نے اس کو پایا تو اس کا کھانا
حلال ہو یا نہیں جواب اس کا یہ ہو کہ صحیح تر قول یہ ہو کہ اس کا کھانا درست نہیں اسباب کا فرج ہو جائے ذاب کے حرم قطعی پر جسم اندر کرنے سے بدون ملکیت اور
بلا اذن شرعی کے انتہی قولہ تو اس کی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے ہم یہ صورت حادثہ فتویٰ طلب کے ہمارے ہو کہ نہ بیان ذاب اور صیہ معلوم ہو اور حرمت اور وجہ سے لازم کی
اور وہ ان ذاب اور صیہ معلوم نہیں اور یہ ہو کہ اگر حرام قطعی پر شیمہ سے کا فر ہو گیا وہ معتد قول یہ ہو کہ ہر قدر سے کا فر نہیں ہو تا بلکہ جب اس کو حلال بنا گا تب کا فر ہو گا اور یہ
علی الاحرام سے اعتقاد حالت کا لازم نہیں اور اس کا موافقہ تھا کہ یہ قول کہ شاة غصب کی قرافی صحیح ہو چنانچہ معتبر ہیں ہو کہ جس نے بکری غصب کی اور قرانی کی تو اس کی قیمت کا
دادان اس پر لازم آیا اور قرانی اور اہل گمی کیونکہ غصب سابق سے وہ مالک ہو گیا کذا فی الطحاوی وفی اوہبانیہ قال واما ما لا یجوز کھا فانه من حیث حرام قطعہ معتد
اور وہبانیہ میں کہا اور جو جانور مر گیا وہ کتے کو نہ کھلا کہ وہ ناپاک حرام معتد انفع ہم شیعیں مردار کو کتے کے پاس لانا جائز نہیں لیکن کتے کو اس کی طرف بھا جانے
پر چنانچہ مشہر ہدای میں ہو کہ ظاہر وہبانیہ مطلقاً حرمت پر دالت کہ تاؤ قنیہ کے مانند قنیہ میں ہوں کہ ہمارے علم سے کہا کہ مردار سے نفرت کیا کسی وجہ پر جائز نہیں اور
کتوں کو بھی نہ کھلاو سے اور شایہ کہ یہ ان دو قول ہوں کذا فی الطحاوی و تالیک مصنفہ بواجہ آخرہ اور اجازت دینی تالیک کتبشک کی اس کے پانے دے کر

۱۹۱

اور دین ساتھی باقی رہیں پھر جب دونوں میں سے ایک فوت ہوا یعنی قبضہ نہ کیا یا دین کو معاف کر دیا تو اب دین باقی نہ رہیگا کذا فی الزیلعی والدردر وغیرہ (۱۱)

یہ مسئلہ بالکل مستند اسم ولا یسکین ولا جارتہ اور اعارتہ سواکان میں مرتن اور اس میں الا باذن کل الاخر جائز نہیں منفعت حاصل کرنا مرہون سے

ہر طرح نہ غلام نوکری کی خدمت لینے سے نہ مکان کی سکونت لینے سے نہ کپڑے کے پھنپھنے سے اور نہ اجارہ دینے یا عاریت دینے سے برابر ہو کہ یہ انتقال مرتن سے

یا راسن کسکو درست نہیں مگر باذن ہر ایک کے دوسرے کو یعنی مرتن راسن کو انتقال کی اجازت دے یا راسن مرتن کو تب الذیہ درست ہو ہم صیرفین ہو کہ عدم

انتقال مرتن تو سبب متون فقہ میں مذکور ہو لیکن عدم انتقال راسن صحیح ہے ماخوذ ہو اور غایۃ البیان میں اقلع ہے یہ منقول ہو کہ ہمارے ہمارے کہ راسن کو

استیفا استعمال میں جائز نہیں مگر مرتن کے اذن سے اور اس طرح ہمیں تصرف کرنا کذا فی الخطاوی عن ابی اسود رضی اللہ عنہما لا یحل للمرتن انہ ربوا اور بعضوں نے کہا

کہ فائدہ لینا مرتن کو جائز نہیں مگر ہر راسن اجازت دے اس واسطے کہ یہ تو بیایع ہو ہم جب مرتن نے اپنا دین پورا پایا تو جو منفعت حاصل کی وہ فضل ہو ہی تو بیایع ہو

اسی لیے بعض علماء اس بات کے قائل ہوئے کہ مرتن کو مرتن سے نفع لینا درست نہیں منصف نہ مخرج میں اس قول کو دیانت اور فتویٰ پر محمول کیا ہو اور جو تب تب شرہ

میں حالت انتقال باذن راسن مذکور ہو اسکو حکم اور فتویٰ پر محمول کیا ہو کذا فی الخطاوی ذیل الکشاف طہ کان ربوا والا اور بعضوں نے کہا کہ اگر عقد دین میں استیفا

سناغ شرط کر لیا ہو تو بیایع ہو اور اگر شرط نہیں تو بیایع نہیں و فی الاستنباط والحواسطہ اربع الراہن للمرتن اکل الثمار و سکن الدار و لبس الاشیاء المرزوقہ فاکل المظہن

ولینفقہ فمکان فی الاشیاء انہ لیکرہ للمرتن الانتفاع بذلک و سببی آثار الراہن اور شہادہ اور جو ہر میں ہو کہ راسن نے مرتن کو درختوں کا پھل کھانا اور گھر کا رہنا اور

رسن کی کبریٰ کا دودھ سباح کر دیا سو مرتن نے وہ کھایا تو اس پر ان منافع کا تاوان نہیں اور راسن کو راحت کے بعد منع کر دینا بھی جائز ہے ہر شہادہ میں فائدہ

بیان کیا کہ مرتن کو یہ نفع لینا مکروہ ہو اور اسکا بیان کتاب الزین کے آخرین آویگا ہم غالب حال لوگوں کا یہی ہو کہ رسن رکھنے سے انتقال کا قصہ رکھتے ہیں

اور اگر فائدہ متوقع نہ ہو تو قرض نہ دین تو یہ بمنزلہ شفعہ طہ کے ہو اس واسطے کہ معروف کا بشرط یہ یہ تاکید ہو عدم جواز کی کذا فی الخطاوی ماتت الشیۃ فی یلکرت

قسم الذین علی قبیۃ الشیۃ ولینہا الذی شربہ فخطا الشیۃ لیسقط وحظ للہین یاخذہ المظہن کیری مرگی مرتن کے پاس لینے وہ بکری جھکے دودھ

پینے کی راسن نے مرتن کو اجازت دی تو دین قسمت کیا جائے گا کیری اور شس دودھ کی قیمت پر جو مرتن نے پیا کیری کا حصہ ساقط ہوگا اور دودھ کا حصہ

مرتن لیکے گا ہم ایک مرد نے کیری اور مرتن کو اسکا دودھ سباح کیا تو مرتن کو پینا جائز ہو اور اس پر ضمان نہیں پھر اگر کیری اسکے بعد مرگی فودین کی قسمت ہوگی

باری اور دودھ کی قیمت پر سو کیری کا حصہ ساقط ہوگا دین سے اور دودھ کے حصہ کو مرتن راسن سے بھر لے گا اس واسطے کہ مرتن کا پناہ راسن کے اذن سے بمنزلہ

راسن کے پینے کے ہو کذا فی الخانیۃ خطاوی نے یہ مسئلہ عالمگیری عن المحيط سے نقل کیا ہو اسکی عبارت میں کچھ ساقط ہو گیا ہو فلو حصل الانتفاع قبل اذین

صاحب متعیدا وطم سطل الزین بہ پھر اگر مرتن نے مرہون سے فائدہ حاصل کیا قبل از اذن راسن کے تو وہ مستعدی ہو گیا اور رسن ہل ہوگا اسکی اس تعدی سے

واذا طلب المرتن وینہ اہر باحضار وینہ لکلا بصیر مستوفیا مرتن اور جبکہ مرتن اپنا دین طلب کرے تو اسکو مرہون کے حاضر کرنے کا حکم ہوگا تاکہ وہ دوبار

مستوفی نہ ٹھہر جائے ہم اس واسطے کہ رسن کا قبضہ استیفا کا قبضہ ہو تو مال پر قبضہ کرنا باوجود قیام یہ استیفا جائز نہیں اس واسطے کہ اس میں تکرار استیفا لازم آتا ہو اس

صورت میں جبکہ مرہون ہلاک ہو جائے مرتن کے پاس اور یہ مختل ہو کذا فی الزیلعی الا اذا کان له حل او عند العدل لانہ لم یکتہ شرح صحیح مگر اس صورت میں

اختصاص میں ضرور نہیں جبکہ مرہون کے حاضر کرنے کے واسطے بار برداری کی حاجت ہو یا مرہون کسی معتد کے پاس رکھا ہو اس واسطے کہ راسن نے مرتن کو معتد نہ سمجھا

تب دوسرے کے پاس رکھا کذا فی شرح الجمع فان احضر مسلم کل دینیہ او لائم مسلم المرتن رہنہ تحقیقا للثبوت پھر اگر مرتن نے مرہون کو حاضر کر دیا تو اسکا پورا دین

اسکو دیا جاوے گا پھر مرتن اس کے مرہون کو تسلیم کرے تاکہ تین حق میں برابری ثابت ہو جائے ہم لینے مرتن دین میں مقیم ہو جائے جیسے راسن کا حق

مرہون میں متعین ہو یہ علت ہو اختیار کی اور سبب دین تسلیم کرنے کی یہ علت ہو کہ رسن مجسوس ہو استیفا دین کے واسطے توجہ تکرار دین حاصل ہوگا مرتن رفع

صحیح ہذا ان سب حدیثوں میں تو راہن گوہر ہوں گا لیکن مرقن سے جائز ہو چکا اگرچہ ہر مرقن کے پاس اس کے طلب کرنے سے پہلے تو مفت تلف ہو گیا اس واسطے کہ بہرین باطل کے واسطے کہ حکم نہان کا نہیں تو باقی رہا نقض مرقن کا مالک کے اذن سے کذا ذکرہ صدر الشریعہ دین کمال والا بہرین مرقن و اشیائہا من سلم و ذی المسلم احوال یجوز للمسلم ان یبرین عمر او یرتہا من سلم او ذی اور جائز نہیں مسلمان کو بہرین دینا عمر کا اور نہ عمر کا بہرین لینا مسلمان یا ذی سے یعنی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ عمر کو بہرین دے یا عمر کو مسلمان یا ذی سے بہرین لے ہم اس واسطے کہ ایسا اور استیفاء مسلم میں متخذ ہو اس واسطے کہ مسلم ممنوع ہو گا ایک عمر سے والا یعنی کہ اگر مسلم نہ تھا حال کو نہ دے یا اس واسطے کہ بہرین کو عمر کا مرقن ذی ہو کر تاوان نہ دیکھا یعنی اگر ذی کے پاس مسلمان عمر کو بہرین رکھے اور وہ تلف ہو جائے تو ذی پر تاوان اس کا لازم ہو گا اس واسطے کہ عمر مسلم کے حق میں مال ہی نہیں جو اس کا تاوان واجب ہو و فی عکسہ انما نقض ہما عندہم لا عندنا اور اسکے بالعکس میں ضمان ہو یعنی اگر ذی اپنی عمر مسلمان کے پاس بہرین رکھے اور وہ تلف ہو جائے تو مسلمان پر تاوان دینا لازم ہو گا اس واسطے کہ عمر مضمون کے نزدیک مال مضمون ہو نہ ہمارے نزدیک صحیح السنن جو میں مضمونہ بنفہما اوی بالمثل اوی بالقیمۃ کا مضمون بدل بادل الخلع والمہر و بدل بصلح عن دم عمدہ اور صحیح ہو بہرین عین مضمون بنفہما کے بدلے یعنی جس چیز کا ضمان اس کے مثل سے یا اس کی قیمت سے لازم ہوتا ہو چنانچہ غصب کی چیز اور بدل خلع اور ہر اور بدل بصلح کا عمدہ آخون سے ہم اس کی تفصیل کتابا بہرین کے شروع میں مذکور ہو چکی علم الایمان ثلثۃ عین غیر مضمونہ اسلام کالامانات و عین غیر مضمونہ و لکنما تشبہ المضمونہ بکسب فی بدل الایمان و عین مضمونہ بنفہما کا مضمونہ ہو نہ و کما فی الدرر دیانت کر کہ اعیان یعنی اشیاء غیر مرقن تین قسم ہیں ایک وہ عین ہو جو غیر مضمون ہو یعنی اصل اس کا ضمان نہیں چنانچہ امانتیں دوسری عین جو غیر مضمون ہو لیکن وہ مضمون کے مشابہ ہو چنانچہ وہ بیع کہ ہنوز بالغ کے پاس ہو مشتری وہ عین جو مضمون بنفہما ہو چنانچہ مضموب اور مانند اسکے اور اس کا پورا بیان دررین ہر م تفصیل کی دررین یوں ہو کہ اعیان تین قسم ہیں ایک عین تو اصل مضمون نہیں یعنی اس کا تاوان نہیں چنانچہ امانات اس واسطے کہ ضمان عبارت ہر رد مثل مالک سے یعنی جو چیز تلف ہو گئی اسکے مانند چیز کو پھیر دینا اگر وہ مثلی چیز ہو یا اس کی قیمت پھیر دینا اگر وہ قیمتی والی چیز ہو تاوانت اگر تلف ہو جائے دون نقدی کے تو اسکے مقابلہ میں کو ضمان دینا یا امانت نقدی سے تلف ہو تو وہ امانت نہ رہی بلکہ غصب کی گئی دوسری عین مضمون بنفہما چنانچہ مضموب اور مانند اسکے اور فقہان اسکے اعیان مضمونہ بنفہما کہتے ہیں اور مراد یہ رکھتے ہیں کہ ان اعیان کا ضمان فی حد ذاتہ ہی اور وجہ کی یہ کہ ضمان عبارت ہر رد مثل مالک سے یا اس کی رد قیمت سے چنانچہ مضمون ہو چکا اور مثلی یا قیمتی کی یا امانت میں اس کا مثل یا قیمت متعین ہوگی تو وہ مضمون فی حد ذاتہ فقہری قطع نظر عین سے مشتری وہ عین جو نہ کا ضمان نہیں لیکن وہ مشابہ مضمون ہو جیسے بیع بالغ کے نقض میں اس واسطے کہ اگر بیع بالغ کے پاس تلف ہو تو کسی پر اس کی مثل یا قیمت کا ضمان نہیں لیکن مرقن ساقط ہو جائیگا ذمہ سے مشتری کے اور مرقن مثل اوقیت کے سفار پر تو بوجہ اس اعتبار کے اسکو عین مضمون بنفہما کہتا ہوں مانی الدرر و بالذم الموعود بان بہرین لیقرضہ کذا لکھ مثلاً فلو دفع الیہ البعض و ائتمن لاجبر الشاہ اور بہرین صحیح ہو بقابلہ دین موعود کے اس طرح کہ بہرین کوئی چیز گرو رکھی نام مرقن اسکو قرض دے اس قدر چنانچہ مثلاً سہار درم پھر اگر مرقن اسکو بعض دے یعنی مثلاً نصف دے اور باقی نہ دے تو اس پر جبر نہیں کہ ان فی الاشباہ ہم دین موعود و موعود کی برابر قرار دیا گیا باعتبار حاجت کے اور جبکہ مرقن بعض موعود دیا تو اس قدر پر موعود جو میں بیگا اور بہرین خود کا ایضاً لازم نہیں دینے کہ وعدہ بہرین کا حقیقت بہرین سے قوی تر نہیں حالانکہ عقد بہرین کے تسلیم موعود پر جبر نہیں کہ ان فی الخطای مختصراً فاذا مالک ہذا الزم فی یہ المرقن کان مضموناً علیہ با وعدہ الدین فیسلم الا ان لا بہرین جبراً اذا کان الدین مساویاً للقیمۃ او اقل اما اذا کان اکثر فمضمون بالقیمۃ پھر جبکہ بہرین مذکور تلف ہو گیا مرقن کے پاس تو اس پر تاوان لازم ہو گا بقدر وعدہ دین کے تو صورت مذکورہ میں مرقن ہزار درم راہن کو دیا گیا نزدیکی اس وقت میں جبکہ دین قیمت موعود کے برابر ہو گا لیکن اگر جبکہ قیمت سے زیادہ ہو گا تو وہ مضمون قیمت ہر یعنی مرقن پر قیمت موعود کا تاوان

لازم ہو گا نہ دین کا ہذا اور نہ ہی قدر الدین فان لم یسجد لم یزک وہی الا صح کما مر فی القبول علی سبب سوم الزکوٰۃ بان سجدہ علی ان یطیعہ شہا لہما کہ فی ہذا
 علی بعض خلاف بین الامامین نہ کو فی الزکوٰۃ وغیرہ الا صح انہ غیر مضمون وقد تقدّم ان القبول علی سبب سوم الزکوٰۃ بان سجدہ علی ان یطیعہ شہا لہما کہ فی ہذا
 یہ یعنی دین موعود میں ہلاکی مرہون ہے نہ مال والے لازم ہونا اس وقت ہو جبکہ راہ میں سے مقدار دین کو معین کر دیا ہو پھر اگر کسی نے معین نہ کیا ہو تو اس کا ضمان
 لازم ہو گا قول اصح میں جناح پر گز گیا اس مرہون کے بیان میں جس پر تفسیر ہو مطلب رہن پر اس طرح کہ رہن کو اس شرط پر کہ راہ میں کو مرتکب
 کچھ دین سے سو مرہون مرتکب کے پاس تلف ہو گیا ضمان اس میں لازم ہو گا یا نہیں ان میں خلاف ہے جو دوا سون میں جو ہزار روپے وغیرہ میں نہ کو رہو
 اور قول صحیح تفسیر ہے کہ اس میں تاوان نہیں ہے اور مرتکب میں مقدم نہ کو ہو چکا کہ قبضہ بطل رہن جبکہ دین کی مقدار بیان نہ ہو غیر مضمون ہی صحیح تر قول میں
 و صحیح ہر دو اس مال اسلم و شن و صرف و لم یسجد فیہ اور صحیح ہے کہ اس مال کے بدلے اور صرف کی شن اور اسلم فیہ کے بدلے ہم ہر چند صحت
 اس رہن کی مطلق دین کی صحت میں داخل تھی لیکن ہر دو غلط ہے اس واسطے کہ صحت رہن نہ ہو کر گیا تاکہ مسائل آئندہ اس پر تشریح ہوں فان ہلاک الزکوٰۃ
 فی الجحیس ثم صرف و اسلم و صار لا تہن مستوفی حکم خلافاً للثالث پھر اگر مرہون تلف ہو گیا صرف اور اسلم کی مجلس عقد میں تو صرف اور اسلم کا عقد
 تمام ہو گیا اور مرتکب با جائے والا شہر گیا حکم خلاف اولیٰ ثلثہ کے ہم یعنی مرتکب نے گویا اس مال اور شن صرف کا پایا اگر مرتکب اس مال کے برابر تھا
 اور اگر زیادہ تھا تو حاصل آسکے پاس امانت ہو اور اگر قتل تھا تو بقدر جس کے مستوفی ہوا اور باقی کو رب اسلم سے لے وان افتقر قبل نقد و ہلاک لہ بطلان
 و اسلم و صرف اور اگر عاقدین مجلس عقد سے جدا ہو گئے نقد دینے اس مال پہل صرف سے پہلا اور مرہون کے ہلاک ہو جانے سے پہلے تو اسلم و صرف
 باطل ہو گئے ہم دہر بطلان یہ ہے کہ اس مال اور بدل صرف میں قبض شہر ہو سو یا قبضہ حقیقی اور بھی دو دن فوت ہو گئے و اما اسلم فیہ صحیح مطلقاً اور اسلم فیہ تو
 مطلقاً صحیح ہو خواہ مرہون مجلس میں تلف ہو گیا یا بعد افتراق کے اس واسطے کہ مسلم فیہ کا قبضہ ہونا مجلس میں واجب نہیں فان ہلاک الزکوٰۃ ثم العقد و صار
 اسلم فیہ پھر اگر مرہون ہلاک ہو گیا تو عقد مسلم تمام ہو گیا اور وہ عوض ہو گیا مسلم فیہ کا ولوم ہیکل و لکن تفاخا اسلم و با اسلم فیہ رہن خود رہن پر اس مال
 استحقاقا لہ بد کہ تمام مقامہ اور اگر مرہون ہلاک ہوا لیکن عاقدین نے عقد مسلم کو فسخ کر دیا تو اسلم فیہ کے بدلے رہن جو تو وہ از و سے استحقاق کے
 اس مال کے بدلے رہن ہو گا اس واسطے کہ اس مال بدل پر مسلم فیہ کا تو اس مال بجا سے مسلم فیہ کے قائم ہو گا وان ہلاک الزکوٰۃ ثم العقد و صار
 ہلاک ہے اس واسطے کہ مسلم فیہ فیہ بقاء الزکوٰۃ الی ان یسجد اور اگر مرہون ہلاک ہو گیا فسخ نہ کو رہے بعد تو مسلم فیہ کے بدلے
 ہلاک ہو تو وہ اسلم کو مسلم فیہ کا دینا لازم ہو گا بسبب باقی رہنے رہن کے حکم اس کے ہلاک ہونے تک ہم یعنی رب اسلم پر مسلم فیہ کا مثل مسلم فیہ کا دینا اور اس مال
 لینا واجب ہے اس واسطے کہ رہن مضمون ہے اس کے بدلے اور البتہ رہن کا حکم اس کی ہلاک ہونے کے بعد رہن کی ہلاک ہونے سے مسلم فیہ کا مستوفی ہو گیا کہ نافی فسخ
 و لابل ان یرہن بہ بن کا بن علیہ عہد الطفلیہ لان لہ اربعہ فہما او لہ لہما کہ مضموناً و الدلیۃ امانۃ اور باپ کو جائز ہے اپنے طفل کا غلام رہن رکھنا
 ہے اس دین کے جو باپ پر ثابت ہے اس واسطے کہ باپ کو اس کے غلام کا دلالت رکھنا درست ہے تو رہن رکھنا بطریق اس کے درست ہو گا بسبب ہلاک ہونے
 رہن کے مرتکب پر تاوان واجب ہو کر اور ہلاک ہونے و دلالت کے امانت ہو کر بلا تاوان و الوضیٰ کذا لک اور وہی کو بھی اسی طرح صغیر کے غلام کو اپنے
 دین کے بدلے رہن رکھنا جائز ہے و قال ابو یوسف لا یرکب ذلک و راہیوسف رح نے لکھا کہ باپ اور وہی اس کے مالک نہیں لیکن اس کے غلام کے رہن رکھنے کے
 ثم اذا ہلاک شہادۃ الدین الصغیر لا یفضل لہ امانۃ پھر جبکہ غلام مرہون ہلاک ہو جائے تو باپ اور وہی صغیر کو بقدر دین کے تاوان دینے نہ زیادہ کا تاوان
 اس واسطے کہ زیادہ راشت ہے اور راشت میں تاوان نہیں و قال انہما تاشی فیہن الوضیٰ القیمۃ لان للاب ان یشیع بمال الوضیٰ غلامی و وہی کن
 جرم فی الذخیرۃ و فیہما بالقصورۃ و راشت تاشی نے لکھا کہ وہی غلام کی پوری قیمت کا تاوان دینے اس واسطے کہ باپ کو صغیر کے مال سے

تعلق ہو گیا تو زمین چاہا سکا خزان نہیں کذا فی الدرر و الدرر و الشرع یباح علیہ ان یسیر المشتري لہن شیئاً بعینہ او لعیطہ کفیلاً کذا
 بعینہ صحیح غلام بیجا اس شرط پر کہ مشتری ایک عین چیز رسن رکھ دے یا لے لے لے کے یا اسی طرح معین ضامن دے تو بیع صحیح ہے ہم اگر معین رسن نہیں اگر
 مجلس بیع میں عین نہیں بائع اور مشتری متفق ہو سکے تو بیع جائز ہے اور اگر اتفاق نہ کیا اور رسن ادا کیا تو بھی بیع جائز ہے اور نہیں تو فاسد ہو کذا فی الطحاوی و ابن النبی
 ولا یجوز مشتری علی الوفا و لا امرانہ غیر لازم اور مشتری پر خبر نہیں وعدہ رسن پورا کرنے پر اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ وہ غیر لازم ہے بیع رسن اور
 وعدہ رسن لازم الوفا نہیں اور وعدہ رسن کا رسن سے فوق نہیں حالانکہ رسن خود لازم نہیں تاہم تسلیم تو وعدہ رسن کا طریق ادنی لازم نہ ہو گا و بیع
 فسخ لغوات الوصف المرغوب اور در صورت عدم وفا بائع کو فسخ بیع جائز ہے سبب فوت ہو جانے وصف مرغوب کے لیکن بائع راضی ہو تھا شتر ہا
 مذکور سے تو بدو ان اسکے راضی ہو گا پھر جب اسکی ضمانت نہ ہوئی تو اسکو فسخ بیع کا اختیار ہو یا ترک رسن پر راضی ہو جائے الا ان یدفع مشتری
 الثمن حالاً اور بیع قیمت الزہن بشرط حصول المقصود فسخ بیع کا بائع کو اختیار ہو کہ یہ کہ مشتری ثمن نقد دے یا مہون مشروط کی قیمت کو رسن
 رکھ دے تو فسخ بیع کا اختیار نہ ہو سبب حاصل ہو جائے مقصود کے ہم یہ جواب ہے سوال مقدمہ کا سوال ہے کہ شتر ہا رسن تو رسن عین مذکور ہے اور قیمت اسکی ضمانت
 حاصل جواب یہ ہے کہ استیفاء تو معنی پڑنا ہے اور صورت رسن تو امانت ہے تو مقصود رسن سے اسکی قیمت ہے بعینہ صورت والی قال مشتری
 لبا لعه قدام عطاء شیئاً فی مبیعہ امسک ہذا حتی عطیک لثمن فہو رسن لثمن لفظہ بالیفہ الزہن والعبرۃ للمعانی خلافاً للثانی والثالثہ اور
 اگر مشتری نے بیع کے کئی چیز بائع کو دی اور اس سے کہا کہ اسکو رکھ بیان تک کہ میں تجھ کو ثمن دوں تو وہ رسن ہو گا سبب لفظ مشتری کے لفظ
 جو رسن کا ناکارہ دیتا ہو اور اعتبار معانی کا ہو نہ الفاظ کا برخلاف ابو یوسف رحمہ اور ائمہ ثلثہ کے ہم فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ رسن کا لفظ اور اسکا مادہ
 شرط نہیں ہو گا ان ذلک الشراذم قال لا مشتری اسکہ ہو اجمع الی شتر بعینہ لولہ قبیضہ لانه حیثہ یصلح ان یکون رہنا بتمنہ اگرچہ وہ چیز
 جسکو مشتری نے کہا کہ رکھ دی بیع ہو جسکو اسنے بعینہ خرید لیا تو بھی رسن ثابت ہو گا بشرطیکہ مشتری نے بعد قبضہ کرنے سے بیع کے یہ کہا ہو اس واسطے
 کہ اسوقت میں لینے قبضہ کرنے کے بعد وہ اسکی صلاحیت رکھتا ہو کہ مہون ہو بدلے اپنے ثمن کے ہم لیں جب مشتری نے بیع بقبضہ کیا تو اسکی ملکیت
 اسوقت میں ہوگی بیان تک کہ اگر وہ بعد قبضہ تلف ہو تو مشتری کا مال تلف ہو گا نہ بائع کا اور عقد بیع فسخ ہو گا و تو قبضہ لا کیوں رہنا لا جو رسن کہا م
 اور اگر بیع کے قبض کرنے سے پہلے مشتری نے کہا کہ اسکو رکھ تا ادا ثمن تو وہ رسن نہ ہو گا اسکا کہ وہ تو مجھ سے ہے نہ رسن کے چنانچہ گذر گیا ہم تو اگر بیع قبل
 قبض کے تلف ہو گا تو بیع فسخ ہوگی اور ثمن مشتری کے ذمہ ہے ساقط ہو گا بقی لو کان المبیع مایفد بکلفہ کلمہ وخیرنا بطا مشتری فان البائع تلفہ
 جائز بیعہ و شراؤہ و بواہہ بائع تصدیق بہ لان فیہ طہرۃ باقی رہی یہ صورت کہ اگر بیع غیر مقبوض جسکو مشتری نے بائع کے پاس رسن رکھا مشتری
 کی چیز ہو جو زیادہ شہر نے سے بگڑ جاتی ہو چنانچہ گوشت اور ردی سو مشتری نے ادا سے ثمن میں دیر لگائی اور بائع ڈرا اسکے تلف ہو جانے سے
 تو اسکا خیر اور دوسرے شخص کو اسکا خرید کرنا جائز ہے اور اگر اسکو بیچا ثمن اول سے زیادہ تو زیادہ کو خیرات کر دے اسکا کہ اسکی شہرہ غیر کمال ہونے کا
 لینے مشتری کا ہم لفظ دی نے کہا یہ بھی اقبال ہے کہ یہ مسئلہ مستقل عام ہو خواہ رسن ہو یا مہون رسن چل عیناً عند جلیین بدین کل منہا صح و کلہ
 رسن من کل منہا و غیر شتر یکین اور اگر ایک مرنے کوئی چیز دوسرے رسن کے پاس رسن رکھی بدلے اس میں کے جو دونوں کا ہو تو رسن صحیح ہے اور وہ چیز
 بالکل دونوں شخصوں کے پاس مہون ہے اگرچہ دونوں شریک ہوں ہم یہ نہیں ہے کہ اسکا نصف ایک شخص کے پاس رسن ہو اور دوسرا نصف دوسرے شخص کے
 پاس اسکا کہ رسن مضاف ہو جمیع عین کی طرف بصرفہ واحدہ اور رسن شیوع نہیں اور موجب اسکا جس بالمدین ہے اور وہ متجزی نہیں تو وہ مجبوس شتر
 ہر شخص کا اور رسن کچھ منافات نہیں برخلاف اسکے کہ اگر سید کر دے دو شخصوں کو تو نام رہ کے نزدیک درست نہیں اس واسطے کہ سید مقصود و یا ایک

اور عین واحد میں شریعت کی ایک کمال صورت میں ہو سکتی کہ انی الدرر فان تھا کیا فکلی احد نہائی نو بنہ کا العدل فی حق الاخر ذوالاخر ان سما
یختر افعلی کل حبس انصاف فلو وقع لکلمہ حسن عندہ خلافا لہا و احادیث مسئلہ الاولیۃ نہایتی پھر اگر دونوں میں نہ ہوں نے مہوون مذکور میں باری باندہ لی تو ہر مرتب
اپنی باری میں شخص عادل کے مانند ہو دوسرے مرتب کے حق میں یہ اس صورت میں ہو جیسے کہ اس میں ہم سے ہو تو ہر مرتب قبول نہیں کرتا چنانچہ گویا غلام
اور اگر قسم نہ پیر ہو چنانچہ ایک یا ایکوں تو ہر مرتب کو نصف مہوون کا جس میں لازم ہو اگر ایک دوسرے کو باکل مہوون دیکھا تو امام ہم کے نزدیک سہرا وان
لازم ہو گا نہ صاحبین رحم کے نزدیک اور اس مسئلہ کی اصل ولایت کا مسئلہ ہو کہ انی الزامی ہم واضح ہر زمانہ غصب لازم آوے گا نہایتی میں ہو کہ جب شریعت قبول
و شریعت کے پاس دولت رکھے سو ایک جمع کے دوسرے کو باکل ہی تو دفع ہر زمانہ لازم آوے گا خلافا لہا صاحبین و لو ہا یک ضمن کل حصہ تجزی الاقرار
اور اگر مہوون تلف ہو گا تو ہر مرتب بقدر اپنے حصہ دین کے تاوان دیکھا ہو سکتا ہے نہایتی پیر ہوں نے مستند اور دین کے یعنی عند اللہ ایک ہر مرتب اپنے حصہ کا
مستوفی ہو گیا سو اسے کہ تینہا تجزی ہو کہ انی الدرر فان فقہاء دین احد ہا فکلمہ رہن الاخر لما ران کل العین رہن فی یہ کل منہا لافز ہر اگر
راہن نے ایک مرتب کا دین اور اگر دیا تو باکل مہوون دوسرے مرتب کے پاس رہن ہو گیا باکل گذشتہ کہ تمام دین ہر مرتب کے ہا کہ دین رہن ہی لافز ہر
بلاخر ہی وان رہن ہا ر سہا و احد ہر رہن لہا صحیح کل الدین و لہا کہ الی ہر تینہا کل الدین اذ لا شیوع اور اگر وہ دونوں نے ایک مہوون کے پاس ایک
چیز رہن بھی عوض اس دین کے جو دونوں پر ہو تو رہن صحیح ہو گا عوض تمام دین کے اور مرتب مہوون کو اپنے پاس دیکھا تو تمام دین کا حال ہو گیا اس مسئلہ
کو اس صورت میں شریعت نہیں ہر ہم اس مسئلہ کہ قبض رہن تمام مہوون میں بلا شیوع حال ہو کہ انی الدرر و لو رہن غصب رہن بالان لایا فز ہا و ہا بقضاء حصہ رہن
بجس کل باکل الدین کا بیع فی یہا لہا اور اگر ایک شخص نے دو غلام بعض ہر کے رہن کے تو اس میں اگر غلام کو اس کا حصہ اور اگر نہ دیکھا ہو سہرا رہن
ہوئے دونوں غلام کے عوض تمام دین کے اجمالاً جیسے بیع جس میں رہا ہو باکل کے پاس تا اور اگر کل رہن فان سہی لکل احد نہا شریعت اس الدین لہ
ان یقبض احد ہا اذ او حی ما سہی ہر خلاف البیع فقہاء تفصیل رہن فی الرحمن لایا بیع ہو الا صح اور اگر اس میں نہ ہو غلام کے واسطے کہ دین ہر
کر دیا یعنی شریعت لہا کہ نہ غلام بعض چار سو درم کے رہن رکھتا ہوں اور وہ غلام بعض چار سو درم کے رکھتا ہوں تو اس میں کو ایک غلام پر قبضہ کرنا جائز ہو
جسکہ اور اگر اسے اس قدر دین ہو جس کے واسطے معین کر دیا تھا برخلاف بیع کے بہرہب مستند ہو ہا نے فقہاء تفصیل رہن سے رہن میں بیع میں ہی قول صحیح تر ہو و ج
اسکی یہ ہو کہ عقد رہن کا قبول کرنا ایک غلام میں دوسرے عقد کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہیں برخلاف بیع کے اس مسئلہ کہ بیع میں امام ہم کے نزدیک تفصیل رہن سے فقہاء
عقد کا نہیں ہوتا و لہذا اگر ایک میں بیع قبول کرے نہ دوسرے میں تو بیع باطل ہو جاوے گی کل میں اس مسئلہ کہ باکل کو ضرر ہوتا ہو تو رہن ہفتہ سے کیونکہ عادت یہ جاری ہو کہ
ناقص کو عقد کے ساتھ ملکر بیچتے ہیں اور رہن میں ایسا نہیں ہو سو اس مسئلہ کہ رہن کو تو تو رہن سے ضرر نہیں ہوتا اور یہی روایت صحیح ہو اور اصل کی روایت میں اس مسئلہ
میں اور مسئلہ سابقہ میں کچھ فرق نہیں کہ انی المنع خطاوی نے کہا بہرہب تھا کہ شریعت کے تفصیل رہن کے تفصیل البطل کہتا اس واسطے کہ رہن میں ہوتا ہو نہ رہا
میں و باطل بنیہ کل سہرا اوس جلیلیں علی رجل انہ اموان کل واحد رہن ہم الشہد کعبہ شہاد عندہ و قبضہ کا حالہ کہ ان کلمہ رہن ہا لہا و کہ رہن ہا لہا لک فی
ان واحد دلا یکن تصدیقہ للزوم الشیوع فقہاء ترا و حینئذ فیہا لک امانہ اذ الباطل لا حکم لہ اور دوسروں کے گواہ ایک مرد بر باطل ہیں اس مقدمہ میں
کہ اس مرد نے اس کے پاس یہ چیز شہاد غلام کو رہن رکھا اور اس نے اس پر قبضہ کیا سو اس مسئلہ کہ تمام غلام کا اس کے پاس رہن ہونا اور سب غلام کا اس کے پاس رہن ہونا
ایک آن میں محال ہو اور اس کا نصف نصف رہن ہونا ممکن نہیں بسبب لازم ہونے شریعت کے تو دونوں گواہ بیان سا تہ ہو گئیں اور اس وقت میں اگر مہوون
ہا کہ ہو گا ترا مانہ ہا لک ہو گا بدون ضمان کے اس واسطے کہ رہن باطل کے لیے کچھ حکم نہیں ہوتا ہم میں یہ کہ ان کی منہر کا مرجع عمل ہی نہ کل و احد اور رہن
کی منہر مشترک مرجع رجل راہن ہو اور ضمیر ظاہر کا مرجع کل واحد ہو اس مسئلہ کہ مرتب دوسرے میں اور راہن ایک مرد ہو کہ انی المنع خطاوی لہذا مشترک ہم نے

تو مرتین کا قبضہ نہیں ہر باطل ہو گیا تو بیا ضرور مرتین رہیں ہے اپنا دین بھر لیا و ان کا ان الزم کا کافی بے مشربہ اخذ مستحق و مشربہ اور اگر
مرہون پہنچا ہو و ہوشربہ کے پاس تو مالک متقی اسکا مشربہ لے لیا اس واسطے کہ اسنے اپنا بعینہ مال پایا و رجع ہو و ہوشربہ علی العدل بچو نہ لانا العاقہ
اور ہوشربہ معتد ہے اسکا مشربہ بھر لے اس واسطے عاقد رجع کا تو وہی ہو و عقد کے حقوق اسی سے متعلق ہونگے ٹھہرے ہو و احوال علی الزم رہیں بدو ہوشربہ بھر
معتد رہیں ہے اسکا مشربہ بھر لے لینے اس واسطے کہ رہیں نے معتد کو عمدہ تاوان دین لالا اسکو وکیل کر کے تو رہیں ہر اسکی تخلیص واجب ہو گئی کذا فی الدرر
و انرا رجع غلبہ صحیح اقباض و سلم انشور مرتین اور جب معتد نے رہیں سے تاوان دین مشربہ کا بھر لیا تو قبضہ مرتین کا مشربہ پر صحیح ہو گیا اور مشربہ اسکو مسلم ٹھہرا اور رجع
اسد علی الزم و ہوشربہ ہوشربہ یا چاہے معتد مرتین ہے اسکا مشربہ بھر لینے اس واسطے کہ جب بیع ٹوٹ گئی تو مشربہ ہال ٹھہرا اور مالک اسکا مشربہ کو فن جاکر نہ بھر لیا
پھر جب مشربہ ہوا مال ہو و اسکا نقص قبضہ بالضرور واجب ہو گیا کذا فی الدرر قسم رجع ہو و الزم مرتین علی الزم رہیں بدو ہوشربہ مرتین مشربہ پر بھیر کر رہیں ہے
اپنا وین بھر لے اس واسطے کہ جب مرتین نے مشربہ بھر دیا تو اسکا دین پھر ثابت ہو گیا جیسا تھا تاوان دینا فی الدرر و الوقایہ و ان شرط مالک کہ بعد الزم رجع ہال
علی الزم رہیں فقہا اسوا قبضہ نہیں لے لیا اولاد و رفا یہین یہاں اسقدر زیادہ بیان کیا ہی اور اگر کوکالت بعد عقد رہیں کے مشربہ و طہری ہو تو معتد معتد رہیں پر
رجع کر گیا نہ مرتین پر غواہ مرتین نے مشربہ پر قبضہ کیا ہو یا نکلیا ہو ہم اس واسطے کہ جب کوکالت بعد عقد کے ہوئی تو مرتین کا حق اس سے متعلق نہ و اسپر رجع کی
نہر کا اور عدم قبضہ مشربہ کی صورت یہ ہو کہ معتد نے مرہون بیچا یا رہیں کے امر سے اور مشربہ ضائع ہو گیا معتد کے پاس بالاعتدلی پھر مرہون غیر رہیں کا ثابت ہوا
تو غنا و ان معتد کو لاقین ہو گیا اسکو رہیں سے بھر لیا کذا فی الدرر فان مالک الزم عند الزم مرتین فاقض الزم و ضمن الزم فیمت مالک الزم بدینہ
پیدا کر مرہون مالک ہو گیا مرتین کے پاس سودہ مرہون غیر رہیں کا مالک نکلا اور مالک کے رہیں سے اسکی قیمت کا تاوان لیا تو مرہون تلف ہو گیا مرتین کے
رجع کے بدو لینے رہیں اور رضمان سے اسکا مالک ہو گیا اور ایفا و دین صحیح ہو گیا کذا فی الدرر و ان ضمن الزم مرتین بقیہ یہ رجع علی الزم رہیں بقیہ
الشی ضمنہا ضرر وہ و بدینہ لانتفاض قبضہ اور اگر مالک نے مرتین سے اسکی قیمت کا تاوان لیا تو مرتین رہیں مرہون کی قیمت اور پنا دین بھر لے لینی
و قیمت جو مرتین نے تاوان دیکر بھری اپنے ضرر کے سببیت اور دین بھر لے انتفاض قبضہ کے سببیت ہم رجع قیمت کی وجہ یہ ہو کہ مرتین نے فریب کھایا
رہیں کی جہت سے بے سببیت ہم کے اور رجوع دین کی وجہ یہ ہو کہ جب قبضہ مرتین کا باطل ہو گیا تھا اسکا دین پھر ثابت ہو گیا جیسا تھا کذا فی الدرر و در الشرع
فرع سنا لہ شارح کافی الاولو البیہ ذہبت عین و ابہ الزم یسقط ربع الدین و سببی و لا یجیبین ہو کہ ما نور مرہون کی آگاہی ہے ہر مرتین کے پاس
تو چھالی دین ساقط ہو گیا اور یہ سکتا ہے بنایا دین آگے تو گنا دین مسلم

باب التضرع في الزمن

والجواب علیہ وجباتہ احوال رہن علی غیرہ یہ باب ہم مرہون میں تصرف کرنے کا اور مرہون پر جنابت کرنے کا اور مرہون کی جنابت کا غیر مرہون پر تصرف
بیع المرہون رہنہ علی اجازۃ مرتضیٰ او قضا و دینیہ راہن کا بیچنا اپنے مرہون کو اس کے مرتضیٰ کی اجازت پر یا اس کا دین ادا کرنے پر موقوف ہو ہم یعنی جب
راہن نے مرہون کی بیع کی بلا اذن مرتضیٰ کے تو بیعت باطل ہو نہ حق مرتضیٰ کے بیچ نافذ نہ بین موقوف ہو تو اگر مرتضیٰ نے بیع کی اجازت دی یا راہن نے ہم کا دین
ادا کر دیا تو بیع نافذ ہو جاوے گی فان وجد احدہما نقد و صاۃ ثم نہ رہن یا فی صورۃ الاجازۃ پھر اگر اجازت یا ادا سے دین یا باکیا تو بیع موقوف نافذ اور
کامل ہو گئی اور اس کا ثمن دین ہو گیا اجازت کی صورت میں یعنی اور صورت ادا سے دین دین کی حاجت نہ رہی وان لم یجز المرثون البیع فبیع بحدیث
بفسخ فی اللہ اور اگر مرتضیٰ نے بیع کی اجازت نہ دی اور راہن نے بیع کو فسخ کر دیا تو بیع فسخ نہ ہو گی اس کے فسخ کرنے سے صحیح تر قول ابن اذانی موقوف
المشتری بالخیار ان شاء صحیر الی فکا الی رہن اور رفع الی الی فکا الی البیع و ہذا اذا اشتراہ ولم یعلم انہ بن ابن کمال و جبکہ

11

بے خبری و افسوس

موجبتہ لافضائہ منہ و سبط الدین خانیہ و عبارۃ القنطاری و شرح مجمع سبط الزین اور اگر خایت قصاص کی ہو
علامہ سبط قصاص لیا جاوے گا اور دین باطل ہوگا کذا فی النہایہ اور قنطاری و شرح مجمع کی عبارت یہ ہے کہ سبط باطل ہو جاوے گا ہم سبط کی
جب غلام مرہون قتل ہو تو محل استیفاء دین باقی نہ رہا اور ظاہر بطلان دین اور بطلان سبط میں کچھ اختلاف نہیں کذا فی الخطاوی کچھ مینہ اسرار میں
ابن ابی شیبہ و علی ابن ابی شیبہ فاما مستحب فی الجمع فی دفع بہا و ہدی وان کانت علی المال بیاع لکما و جنی سبط الا جنی اخبرہ بنی اشیام ان
زلیحی جیبہ خایت مرہون کی راہ میں کہ فرزند یا مرہون کے فرزند پر سو اسلئے کہ وہ مستحب ہو قتل جمع میں تو مرہون دیا جاوے گا بسبب جنایت کے یا اسکا
فدیہ دیا جاسے اور اگر جنایت مرہون کے مال پر ہو تو وہ بیجا جاوے گا اور صاحب مال کو دیا جاوے گا چنانچہ شخص جنہی پر اسکی جنایت مستحب ہو تو نہ
راہ میں اور مرہون پر جنایت اس واسطے مستحب ہوئی کہ فرزند باپ سے جنہی پر تباہی اٹاکے سبب کذا فی الزلیحی و مرہون ہدیہ یا دوی انکسالت
موجبتہ فوجبت قیمتہ الی مائتہ فقطہ چل و غرم مائتہ و چل فالمرہون قیمتہ ما اواماتہ فقطہ ولا یرجع علی الزین بشو کو نہ باطل
والاصل ان نقصان اسلئے واجب سوط الدین بخلاف نقصان البین فاذا کان الدین باقیاً و الدین بیدار استیفاء فیہ مستحبیا لکل من
اور اگر وہ غلام جو ہزار درم کے برابر ہو ہزار درم چل پر سبط رکھا پھر اسکی قیمت پلٹ کر سو درم کی ہو گئی پھر اسکو ایک مرہون قتل کیا اور سو درم کا
تاوان دیا اور دین مرہون کی مدت آچھٹی تو مرہون سو درم پر قبضہ کر کے اپنے ادا دہنی کے سبب قیمتہ ادا سے بعض حق سے اور راہ میں سے کچھ نہ لیا
جیبہ غلام مرہون کی موت با قتل دین راہ میں پر کوئی چیز لازم نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نقصان شیخ سقر طرہ دین کا وجب نہیں بخلاف نقصان
عین کے پھر جبکہ دین باقی رہا اور قبض مرہون کا قبضہ ہوتا ہے تو وہ تمام دین کا پانے والا ٹھکر گیا اب اسے مرہون سے ولو باعہ یا عید لکھ کر بجاتے باطل را
قبض المائتہ فقطہ و حج شیعہ لانه لما کان الدین باقیاً و اذن سبط مائتہ کان الباقی فی ذمتہ کا نہ مسترد و باعہ بنتہ اور اگر مرہون
نے غلام مذکور پر چار سو درم سے راہ میں کے امر سے تو مرہون قبضہ کر لیا سو درم پر اپنے حق کے سبب سے اور نو سو درم راہ میں سے پھر لیا اسلئے کہ سبط دین
باقی رہا اور البتہ راہ میں سے اسکو سو درم کے ساتھ بیچے کا اذن دیا تھا تو باقی دین یعنی نو سو درم راہ میں کے ذمہ پر لازم رہے گا و یا اذن مذکور سے راہ میں کے مرہون
پھر یا مرہون سے پھر اسکو بیکہ لاؤ و لو کہ عیب قیمتہ مائتہ فذبح بہ افتک الزین و جو با کل الدین و ہو الا لث لقیام الا لثالی تمام الاولیٰ
درما و قال محمدان شاذان ان ذینہ او ترک علی المرہون بدینہ و ہو اختار کما فی الشریعہ لایعین المرہون لکن غایۃ المستوفی و الشروع علی الاول اور
اگر نہ سو درم کی قیمت دالے غلام مرہون کو اس غلام نے قتل کیا جسکی قیمت سو درم ہو پھر قاتل غلام قتل کے بدلے دیا گیا تو راہ میں پر وجب ہو کہ غلام مذکور کو
تمام دین یعنی ہزار درم دیکر مرہون سے چھوڑا و سبب قیام ہو جانے غلام ثانی کے غلام اول کے مقام پر گوشت اور خورن میں یعنی آدمی جو میرے قانون پر
ہیں اور مجھ سے نے کہا راہ میں اگر چاہے اسکا مرہون فاک کرے مرہون کا سب دین دیکر یا اسکو مرہون کے پاس چھوڑے اسے دین کے بدلے اور سب قتل ہو کر کا
نخار ہو چنانچہ بدلا یہ دین ہو موہا رہا جس سے منقول لیکن اکثر فقہ کہتے ہیں کہ اول قول شیشل بین فان جنی ترک استوفی اولیٰ الشریعہ
فدراہ المرہون لانه ملک ولو یرجع علی الزین بشو چکر غلام مرہون نے از راہ خطا کی تو قتل کیا تو مرہون اسکا فدیہ استوفی کہ مرہون اسکی ملک ہو اور
مرہون فدیہ دیکر راہ میں سے کچھ نہ لیا شاذان نے کہا نصف کو ذرا تفریح کا ترک نہ کرنا پھر تھا یعنی اسکو کہ یہ سلسلہ سلسلہ سابقہ سے متفرع نہیں ہر قلیل ملک
غیر غلام ہو تو اگر شاذان یوں کہتا ہے انما یہ خصلت فی ضمانہ تو بہتر تھا کذا فی الخطاوی یعنی قتل چل جو مرہون کے ضمان میں ہو اسلئے کہ ضمان بایہ تہا
اور غلام مرہون کا بالکل اسے ضمان میں ہو اور اسکا دین فدیہ غلام کو مستوفی ہو کذا فی الدرر و لا ینک ان یرفعہ الی ولی اچھا یہ لانا یا لکھا گیا
مرہون مالک نہیں غلام کے دینے والی جنایت کو یعنی مقتول کے مالک یا وارث کو اسلئے کہ مرہون ملک مرہون کا مالک نہیں فان الی المرہون من لانا و دفعہ المرہون

ترجمہ از مولانا محمد علی

ہو ان قیمت کا اس واسطے کہ عیسو اور غیر معتد رهن کی قیمت میں کیونکہ دونوں کی قیمت میں بازنئی اور کسبی و زنی میں قیمت کا نقصان کچھ بھی سقوط دین کا موجب نہیں ہوتا۔
 عن الزمینی علیہ السلام انہی قالوا انہم یقولون قدرہ سقط بقدرہ والا فلا اور بنا بر اعتبار کی بیشی مقدار کے اگر شیرہ کی مقدار سے کچھ کم ہو گا تو دین بقدر اس کے ساقط ہوگا اور اگر کم ہو گا تو دین بھی ساقط نہ ہوگا و لورین شاة قیمتہا عشرة بعد شاة قدرہ لانه فکان قیمتہا اکثر من الدین کیونکہ الجملۃ ایضا بعضہ امانۃ بحسابہ فتمتہ فاشتت بلا نفع جلد بلا قیمتہ لہ فلو کہ قیمتہ ثبت لورین من عیسو ہا زاد و باغہ بل یصل لورین قولان ہوائی الجملۃ یساوی درہما
 فہو رهن یہ اور اگر وہ بکری شبکی قیمت دس م ہو دس درم ہو رہن کی پھر وہ ہر دن بیچ کر دے سکے مگر کسی سو اس کی کھال کی قیمت چیز سے بڑھتی ہو یا
 افتاب کی دھوپ سے دباغت کی گئی اور وہ کھال ایک درم کی ہو تو وہ ایک م ہو رہن شہر کی شام سے لے کر کہ ایک بیچتا یعنی بکری کی قیمت دس درم ہو یا ضرر ہو یا سود
 کہ اگر اس کی قیمت دین سے زیادہ ہوگی تو کچھ کھال بھی مرہن کے پاس امانت نہ ہوگا اس کے حساب سے موافق ہو گا و اگر ضرر یا ہرجا دہی کے کما شام اگر دین دس م ہو اور
 قیمت بکری کی ۲۰ درم ہو اور کھال ایک درم کی ہو تو کھال نصف درم ہو رہن ہوگی اتنی پھر اگر قیمت والی چیز سے دباغت ہوگی تو جس قدر دباغت ہے اس کی قیمت بڑھتی
 ہو جائیگی اس قدر کے جس میں مرہن کا اختیار ہو اور اس صورت میں رہن بطل ہوگا یا نہیں اس میں دو قول ہیں بعضوں کے نزدیک یہ رہن بطل ہو اور بعضوں کے نزدیک
 صحیح ہم بلا نفع کے قید نہ ہوگا نکالی کہ اگر بکری بیچ ہو کر مکی تو بالکل مضمون ہوگی کذا فی المصلحہ دی بخلاف ما اذا اشتت شاة البعیدۃ قبل القبض فزیغ جلدہا
 حیث لا یؤدی و لیس بقدرہ علی الممشور والفرق ان المرہن یتقرر بالکمال البیع قبل القبض فزیغ بخلاف اس صورت کہ بکری بکری قبض شدہ سے پہلے مگر کسی
 پھر اس کے کھال کی دباغت ہوئی تو یہاں خود بیع ہو گا بقدر کھال کے برابر قیل مشور کے اور فرق رہن اور بیع یہ ہے کہ رہن ثابت ہو جائے تاکہ مرہن ہو سکے اور
 بیع قبل قبض کے نسخ ہو جاتی ہو بیع کے تلف ہو جانے سے ولو انہ عیبا المرہن وحمل العبد بالذین ثم عا ولیع والذین والرهن خلاف الذل و اگر مرہن
 غلام بھا گیا مرہن کے پاس اور غلام مذکور دین کے بدلے شہر یا گیا بعد اس کے غلام پھر آیا تو دین اور رہن پھر ثابت ہو گیا برخلاف زفر کے قول المرہن کا لولہ
 والشہر والابن والصفوف والبر والارث وغیر ذلک المرہن لتولدہ من ملکہ اور مرہن کی بڑھتی یعنی جو چیز مرہن کی ذات سے پیدا ہو چنانچہ بچہ
 اور حمل اور دودھ اور دان اور زبکین اور غنیمت اور ما تہم اسکے وہ رہن کی ملک ہو سبب اسکے پیدا ہونے کے رہن کی ملک جو چیز سے و مرہن مع اصل
 متعالہ اور وہ اصل مرہن کے ساتھ رہن ہوائی بیل کے تابع ہو کر بخلاف ما ہو بدل من المنفعة کا لکھنے الا حرقہ و کذا لہبہ و الصدقہ فانما غیر و غنیمت
 فی الرهن و تكون المرہن الا ان کل ما یولد من مین الرهن یسرہ الیہ حکم الرهن و اما لیس لجمع القتا سے برخلاف اس بڑھتی کے جو منفعت مرہن کا
 بدلا ہو چنانچہ کمانی اور ضروری اور سطح مینہ اور صدقہ اس واسطے کہ وہ رہن مین داخل نہیں اور وہ رہن کا ملک ہو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو چیز پیدا ہو مرہن کی ذات سے
 تو اس کی طرف رہن کا حکم سرت کرنا ہو اور جو ذات مرہن سے پیدا ہو تو اس کی طرف رہن کا حکم سرت نہیں کرتا و اذا مالک اسما و الذل و ملک لہا مالہ لم یصل لہ
 مقصود اور جبکہ زیادت مذکورہ متولدہ تلفت ہو جائے مرہن کے پاس تو اگر لگان تلفت ہوگی یعنی مرہن پر اسکا مال دان لازم ہوگا اس واسطے کہ وہ عقد رہن مین
 بالعمد و دخل نہیں بلکہ بالبیع دخل ہو و اذا لقی النما و ای و ملک مان رکل بالاذن فاند لا یسقط حصۃ اکل منہ فیرجع علی الراہن کما اذا مالک لامل بعد
 الاکل فانہ یقسم الدین علی قیمتہا فستانی کما ذکرہ بقولہ اور جبکہ زیادت متولدہ باقی رہی یعنی اگر حقیقہ باقی نہ ہو بلکہ حکم باقی رہے اس طرح ہر کھایا جائے
 رہن کے اذن سے اس واسطے کہ حصہ ماکول کا زیادت متولدہ سے ساقط نہیں ہوتا تو مرہن اسکو بھر گیا راہن سے چھانچو جب اصل مرہن تلف ہو جائے
 کھانسنے کے بعد تو دین قیمت کیا جائیگا دونوں یعنی اصل اور زیادت کی قیمت پر کذا فی القستانی چنانچہ مضمون نے اسکو پہنچے تو (مضمونہ
 مین ذکر کیا ہو ہم زلیجی مین ہو کہ اگر راہن نے مرہن کو زوال دیا رہن کے کھانسنے کا اذن دیا سو اسے کھایا یا تو اسے نہ مان نہیں
 اور اسکا دین کچھ ساقط نہ ہوگا اور اگر مرہن تلف ہو گیا مرہن کے پاس تو دین مضمون ہوگا زیادت ماکولہ و اصل پر جو بقدر اصل کو پہنچا دے ساقط ہوگا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۰۱
اجاره داره غیره هم برهنه است و بطاعت الایمانه اینها غیر شخص کو اجاره دیا پھر سکو کسی متاجر کے پاس رہن رکھا تو رہن صحیح ہو اور
اجارہ باطل ہو گا و اگر رہن تم اجارہ منہ خالہ جارا باطلہ اور اگر رہن رکھا پھر مرتین سے رہن کو اجارہ دیا تو جارا باطل ہو رہن سقط الدین
کہا کہ فان غلام سقط بحساب نقصان الایمانه عیب حدیث قیہ مرہون غلام بھاگ گیا تو مرتین کا دین ساقط ہو گیا اس کے ہلاک ہو جانے کے مانند بعد
اس کے اگر غلام پھر آیا تو دین ساقط ہو گیا بقدر اس کے نقصان کے اس لیے کہ بھاگنا عیب ہو و امین اب پیدا ہوا تم لما فرغ من الزیادۃ الغنیۃ ذکر الزیادۃ
واقفہ مدیتہا فی سیر حیکہ مضمت زیادتہ منی کے بیان سے فارغ ہوا تو اس نے زیادتہ قصدی کو ذکر کیا تو کہا و الزیادۃ فی الزین فصیح اور زیادہ
کر دینا مرہون میں صحیح ہو مگر مثلاً دس م کا کپڑا دس درم پر کر رکھا پھر رہن نے دوسرا کپڑا زیادہ کیا تو دونوں کپڑے دس درم پر رہن ہو گئے
و تفسیر تہتہا یوم القبض الیضا اور زیادتہ کی بھی قیمت یوم القبض بہتر ہوگی جیسے مرہون اول کی قیمت یوم قبض بہتر ہوگی فی الزین لا یصح خلاف لاشانی
اور دین میں زیادہ کرنا صحیح نہیں بلکہ خلاف ابو یوسف ہم کے ہم زیادتہ دین کی صورت یہ ہو کہ ایک کپڑا مثلاً دس درم پر کر رکھا پھر پانچ درم مرتین سے لیکر
دس کپڑا پندرہ درم پر رہن رکھا یا تو صحیح نہیں بلکہ زیادتہ دین کی دین پر قطع نظر رہن سے صحیح ہو اس واسطے کہ اس قدر انتہا نہ کرے کہ دین اول کے
ادارے سے پہلے بالاجماع جائز ہو کہ انی الخطا دی و الاصل ان الامتاق باصل العقد انما تصور اذا كانت الزیادۃ فی معقودہ او علیہ الزیادۃ فی الدین
لیست منہا اور قاعدہ کلیہ زیادتہ کا ہو کہ اصل عقد کے ساتھ صحیح کر دینا اسی وقت معتقد ہو تا ہو جبکہ زیادتہ معتقدہ میں مثلاً شش میں یا معقودہ علیہ مثلاً
سبع میں ہو اور دین میں زیادہ کر دینا دونوں قسم سے نہیں ہو مگر دین کا معقودہ نہ ہونا تو ظاہر ہو اور اس کا معقودہ علیہ نہ ہونا اس وجہ سے ہو کہ دین جب تھا
عقد رہن سے پہلے دین دین باقی رہتا ہو بعض رہن کے بھی کہ انی الخطا دی فان رہن نخ المثلین و الشرح بالافاضل انہ فی شہد علیہ انہ انما
عقلہا بانوار الافکار لیقید انما سکہ مستقلہ لا فیہ الا ولے فتنہ عیدہ ابانہ فرفع عیدہ آخر رہنہا مکان الاول و قیمۃ کل من العبدین
الک فالاول رہن ختمے یہ وہ الی الزین و المرہون فی الآخر امین ختمے بجلہ مکان الاول بان یہ الاول اسے الزین فی ختمہ تفسیر فی
مضمونہ اور اگر ایک غلام ہزار پر رہن رکھا پھر دوسرا غلام بطور رہن کے دیا بجائے اول غلام کے اور چنانکہ دونوں غلاموں کی قیمت ہزار ہو تو پہلا غلام
رہن ہو جب تک کہ مرتین رہن کو دوسرا غلام پھر دے اور مرتین دوسرے غلام کے قبض میں امین ہو نہ ضمیمہ بیان تک کہ دوسرے کو جو اسے
اول کے کرے اس طرح پر کہ اول غلام رہن کو پھر دے تو اس وقت میں دوسرے غلام کا ضمان مرتین پر لازم ہو گا شاری نے کہا کہ تن و شرح کے نسخے
سید رفیع الدین بابو دیکھ نصف نے اپنی شرح میں آگاہ کر دیا ہو کہ اس مسئلہ کو اسیر اسے عطف ہو او کیا نہ عطف بقا تا ظاہر ہو کہ یہ مسئلہ مستقل ہے گا نہ ہو مسئلہ اولیٰ پر
متفرع نہیں سو آگاہ ہو ابراہم مرتین الزین عن الدین او وہ ہمہ نہ ہمہ ہاک الزین فی یہ المرہون ہاک تفسیر شری استیسانا سقط الدین الا اذا منع
من صاحبہ فی غیر خاص یا بمنہ مرتین نے رہن کو دین سے بری الذمہ کیا یا اس کو دین بہت کر دیا پھر مرہون مرتین کے پاس ہلاک ہو گیا تو مفت ہلاک ہو اگر وہ
استیسان کے سبب ساقط ہو جانے دین کے جبکہ مرتین نے مرہون کو مالک سے روکا اور نہ دیا تو وہ فاسد ہو جائیگا اپنے روکتے سے یعنی اگر کوئی تلف ہو گا تو ترقی
تمام قیمت لازم آوے گی ہم و صورت ابراہم بہت کے اس واسطے کہ ان لازم ہو کہ رہن ضمون ہو تا ہو دین کے سبب سے پھر جہت میں باقی نہ رہا تو ضمان بھی ساقط ہو گیا
ولو قبض المرہون دینہ کلاہ او بعضہ من راسہ او غیرہ قطع او شری المرہون بالکین عیناً او صلح عنہ او عن دینہ علی شہادۃ استیفاء او حال الزین
مرتنہ بدینہ علی آخر ہم ہاک رہنہ معہ امی فی یہ المرہون ہاک بالکین اور اگر مرتین نے اپنا تمام دین یا بعض دین پہنچے یا اس کے غیر سے چنانچہ کسی حسان کرے اور
سے قبض کیا یا مرتین نے جو دین کے کوئی چیز رہن سے خرید لی یا رہن کے ساتھ کسی شے پر دین سے صلح کی اس واسطے کہ صلح مذکور استیفاء دین ہو تا ہو صلح
یا رہن نے مرتین کا حوالہ اپنے مرہون پر کیا پھر مرہون ہلاک ہو گیا مرتین کے پاس تو بعض دین کے تلف ہوا ہم و فرق ابراہم استیفاء میں یہ ہو کہ ابراہم سے اصل دین

تلف

ساقط ہو جائے اور اسے ہتھیار سے نہیں ہوتا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ قضا دیوں یا بشا اہل ہوا یا نفسہا یا چوب مرہون تلف ہو گیا ہے
یعنی ہتھیار سے نہیں ہوتا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ قضا دیوں یا بشا اہل ہوا یا نفسہا یا چوب مرہون تلف ہو گیا ہے
راہن اور مرہون بچیر دے دے مال جو اسے لیا اسکو جسے ادا کیا یا رهن یا محسن کے دینے کی صورت میں یا خرید یا صلح کی صورت میں
یعنی اگر رهن نے کل یا بعض دین ادا کیا ہو مرہون اسکو بچیر دے یا کسی محسن نے دیا ہو تو اسکو بچیر دے سے ہی طرح خرید یا صلح میں بچیر دینا واجب ہوگا کہ ہتھیار سے نہ ہو
و بطولت الحوائج بلکہ الرهن بالدين لانہ فی حقہ الابرار بطریق الاداء ہوا اور حوالہ باطل ہو گیا یعنی مرہون اسے متبادل علیہ سے مطالبہ نہیں کر سکتا اور وجود
بطلان حوالہ مرہون بمقابلہ دین مرہون کے تلف ہوا اس واسطے کہ عقد حوالہ در معنی ابراہیم بن ادا کے ہو کہ ان فی الہدایۃ ہم یہ جواب ہو اس سوال بقدر کہ عقد حوالہ
میں دین اور رهن کے ذمہ سے متبادل علیہ کے ذمہ کی طرف منتقل ہو گیا تو اس کو کون وجہ سے مرہون بمقابلہ دین کے تلف ہوا اس واسطے کہ حوالہ یعنی ابراہیم
ہو تو لان یون تھا کہ مرہون بطریق امانت کے تلف ہوا اس واسطے کہ جواب یہ ہو کہ حوالہ اگر چہ ابراہیم بن ادا کے ہو لیکن بطریق ادا کے ہونے کے بعد حوالہ سے رهن
گواہ مرہون کا دین خود ادا کر دیا کہ ان فی الخطاوی و بعضی لم یقطا و مفادہ عدم بطلان الصلح وان الدین لیس بالکثر من فیتۃ الرهن والا فیتھانی ان لا یصل الہا لہ
فی قدر الزیادۃ تستالی او بطلان حوالہ کے قید لگانے سے عدم بطلان صلح مستفاد ہوتا ہو اور یہ کہ دین مرہون کا فیتہ مرہون سے زیادہ نہیں ہو اور اگر دین
مرہون کی فیتہ سے زیادہ ہو تو لان یون ہو کہ حوالہ مال نوزاد کی مقدار دین کا فیتہ استالی ہو کہ ان فی الخطاوی کا ہلک الرهن بالدين فی الصورۃ الذکورۃ ہلک
ایضا فو قصا و فاسد علی ان لا دین علیہ ثم ہلک الرهن بالدين کما وجب الدین بقصد قضا علی قیامہ فتكون الہدایۃ بقیۃ بخلاف الاسرار فانہ یفقد
الدین اصلا اور اسی طرح یعنی جیسے مرہون بمقابلہ دین کے تلف ہوتا ہو ہتھیار سے نہیں ہوتا ہو یا بقیۃ بلکہ دین اس سے مرہون کی
کہ اگر رهن اور مرہون نے اس پر اتفاق کیا کہ رهن پر دین ثابت نہیں ہو چکر مرہون تلف ہو گیا تو بمقابلہ دین کے تلف ہوا وجوب دین کے تو ہم اور خیر کے
سبب بابت تصادق عاقدین کے قیام دین پر یعنی بعد اتفاق نفی دین جائز ہو کہ دونوں یاد کریں اور قیام دین پر اتفاق کریں تو مطالبہ دین کا باطل ہوگا
بر خلاف ابراہیم کے کہ وہ تو اصلا دین کو ساقط کر دیتا ہو یعنی اس میں وجوب دین کا تو ہم بھی اتنی نہیں رہتا ہم تصادق نفی دین کی صورت میں تو ہم وجہ سے بچیر دے ہو
اور ضمان مرہون تو ہم وجوب سے ثابت ہوتا ہو بخلاف ابراہیم کہ اس میں تو ہم وجوب بھی مستور نہیں کہ ان فی الہدایۃ و شہد و حاکم کل حکم عت فی الرهن صحیح
فوا حکم فی الرهن الفاسد کما فی العادۃ جو حکم کہ رهن صحیح میں معروف اور معلوم ہو سو وہی حکم رهن فاسد میں ثابت ہو کہ ان فی الہدایۃ قال و ذکر الکفری
ان المقبول بحکم الرهن الفاسد یتعلق بہ الضمان عادی نے کہا اور کرنی نے ذکر کیا کہ جس چیز پر حکم رهن فاسد قبضہ ہوا تو اس سے تاوان متعلق ہو
ہم خطاوی نے شرح و ہدایہ سے نقل کیا کہ حق یہ ہو کہ تاوان اس سے اصلا متعلق نہیں و ان قدر علم و فہم ایضا و فی کل موضع کان الرهن مالا
و المقابل بہ فہمونا الا انہ فقد بعض شراط الحواجز کہ رهن لم یشتا و یعتقد الرهن لوجود شرط الاعتقاد لکن بعضہ الفساد کا فاسد
من البیوع اور یہ بھی عادی میں ہے کہ اگر جس مکان میں مرہون مال ہو اور اس کا مقابل بھی مال ضرور ہو مگر یہ کہ شہد العا جاز سے بعضی شہد مفسد و بعضی صحیح
مشاع کا رهن تو عقد رهن کا منعقد ہو کا سبب موجود ہونے شرط انعقاد کے لیکن انعقاد فساد کی صفت پر ہو گا سبب فاسد کے مانند و فی کل موضع لم
لیکن الرهن کہ لک لیکن مالا و لم یکن المقابل بہ فہمونا لا یعتقد الرهن اصلا اور جس مقام میں مرہون ایسا ہو جسے مال نہ چاہیے خون یا مردار
یا آزاد ہو اور اس کا مقابل بھی مال ضرور نہ چاہیے اجرت یا کفر اور غنیہ کی یا حق شفعہ تو رهن اصلا منعقد ہو گا ہم اسکو رهن باطل کہتے ہیں و حینئذ فاذا ہلک
ہلک بغیر شرط بخلاف الفاسد فانہ ہلک بالاقول من قیمتہ و من الدین اور اس وقت میں یعنی جب رهن منعقد اصلا نہ ہو باطل شہد اوجیکہ مرہون مرہون
کے پاس تلف ہو گا تو اسیکان تلف ہو گا مرہون پر تاوان لازم نہ آوے گا بخلاف رهن فاسد کے اس واسطے کہ رهن فاسد میں جبکہ مرہون تلف ہو گا

نہ معلوم ہو کہ خطا کی نسبت صدر الشریعہ کی طرف سے خطا ہو یا وجہ اسے موجب ہوا اللہ اعلم فیہ خطا و ما جہ سے جہاد الکفارۃ والدیۃ علی العاقلۃ والامردیۃ
 اثم القتل اذا الکفارۃ یؤذن بالاثم ترک الزمۃ اور اس قسم کے قتل کا یعنی قتل خطا اور قتل ہنر خطا کا موجب کفارہ ہے اور دیت قاتل کے مدکاروں پر اور گناہ
 اگر گناہ قتل ہے اس وقت کہ گناہ کا مشروع ہو یا غیر دنیائی ہو ثبوت گناہ کی سبب ترک کرنے غرضت اور احتیاط کے ہم اس صورت میں قتل کا گناہ نہیں بلکہ ترک احتیاط کا گناہ ہے کیونکہ
 کہ ایسی سبب احتیاط کی کہ دوسرا ہلاک ہو گیا اس واسطے کہ افعال مباحہ کی مباشرت جائز نہیں مگر بشرط عدم ایذا یا جرح و سبب کو اذیت ہوئی تو اسے احتیاط ترک کی
 لہذا وہ گناہ ہو گا اور خود لفظ کفارہ سے گناہ نکلتا ہے اس واسطے کہ کفارہ یعنی پوشندہ ہے اور پوشش نہیں بدو گناہ کے کفرانی الاصلی و الخامس قتل سبب
 کما قرئہ و واضح جرحی غیر ملک غیر اذن من السلطان ابن کمال اور پانچویں قسم قتل سبب جرحیہ کنوان کھونٹے والا اور پھر کھنڈے والا غیر کی ملک میں بلا اذن
 سالم کذا ذکرہ ابن کمال عن شیخ الطحاوی ہم غیر ملک خود اور دفعہ دوم کفرانی فیہ پانچواں قسم قتل جرحیہ ہے تو اگر گناہ میں کنوان کھونٹے یا پھر کھنڈے اس کی طرف سے
 ثابت ہوگی تو دیت اور کفارہ بھی ہو گا کفرانی الطحاوی و کذا واضح حشہ علی قارۃ الطریق و ذکر ذلک الا اذا اشتبہ علی البصر و نحوہ بعد علمہ یا بظہر و نحوہ در راوی طح
 قاتل سبب جرحیہ کھنڈے والا اگر کسی کا شیعہ عام میں اور مانند اسکے جو تلف ہو جائے یا سبب ہو چنانچہ اینٹوں کا ڈھیر کر دینا یا دیں مگر جرحیہ کوئی شخص کو نہیں وغیرہ
 چنانچہ ناخن جرحان بوجہ کفرانی اگر دم اس واسطے کہ جان بوجہ کر لینا غرضی جان کو ہلاک کرنا یا کفرانی الجورہ و موجہ الدیۃ علی العاقلۃ اور قتل سبب موجب
 دیت ہو فاعل کے مدکاروں پر کنوان کھونٹے یا غیرہ تلف کا سبب ہو اور کھونٹے والا مستعدی ہے اس میں تو ہنر نہ واضح اور طح کے قرار دیا گیا تو دیت واجب ہوئی
 صیانت نفوس واسطے لا الکفارۃ و لا اثم القتل بل اثم الجور و الوضوح فی غیر ملک کذا راس قتل کا موجب کفارہ نہیں اور گناہ قتل کا بلکہ غیر ملک میں کنوان کھونٹے
 اور پھر وغیرہ کھنڈے کا البتہ گناہ ثابت ہے کفرانی اگر روکل تو ملک موجب حرمان الارث و الجانی ملک ابن کمال اور قتل کے سبب اقسام مذکورہ حرمان میراث کے
 موجب ہیں یعنی اگر کوئی شخص اپنے مورث کو قتل کرے یا اگر کسی میراث قاتل نہ پاوے یا بشیر لیکہ قاتل عاقل باغ ہو کذا ذکرہ ابن کمال ہم یہی اگر قاتل بشیر یا مخون ہو گا
 تو میراث سے محروم ہو گا چنانچہ سید شریف کی شرح صراحۃ میں ہے یالا ہذا فی القتل سبب عدم قتل سبب اقسام قتل کی حرمان قاتل کے موجب ہیں سو اسے اس
 قسم کے یعنی قتل سبب میں قاتل میراث مقتول سے محروم ہو گا اسکے عدم قتل کے سبب سے ہم یعنی قتل سبب میں بوجہ مباشرت قتل نہیں جو موجب حرمان ہو اس واسطے کہ مباشرت
 عبارت ہے اقسام قتل قاتل سے مقتول کے ساتھ موبیان موجود نہیں بلکہ قاتل کا فعل زمین سے البتہ متصل ہے اور مباشرت کے ساتھ جلافت اصل اسکو اس واسطے
 ملحق کیا ہے تاکہ خون اکارتہ بخار کے کفرانی الحموی و الحقہ الشافعی بالخطا و فی احکامہ اور امام شافعی نے قتل سبب کو قتل خطا کے ساتھ ملحق کیا ہے اسکے سبب احکام میں انکلم
 فصل فیما یوجب القود و لا یوجب فیصل فی اس قتل کے بیان میں جو قصاص کا موجب ہے اور جو قتل کے قصاص کا موجب نہیں یجب القود و لا یوجب فیصل
 البقتل کل محقون الدم بالنظر بقاۃ و در کتب صحیح عند قولہ و قتل العاقل جنی علی التامیہ عمد او واجب ہو تو دینے قصاص پر محفوظ الدم دائی کے عند قتل سے
 شائع نے کہا محفوظ الدم ہے مراد یہ ہے کہ مقتول کے خون اسکا محفوظ ہے کفرانی الدرر اور اسکا مطالبہ ہی فصل میں مائیک اس قول کے پاس تو قتل العاقل جنی جنی
 ہو گا ہم یعنی جو مقتول کے نظر بقاۃ و لا محفوظ الدم ہے یعنی اسکی خون زری قاتل کو کبھی مباح نہیں تو اسکے قتل سے قصاص واجب ہے یعنی اسکے بے قاتل کو قتل کرنا واجب
 ہے محفوظ الدم کی قید سے مباح الدم ہے اقرا ہو اچھے زانی محض و جرحی اور مرتز اور دام کی قید سے مستاحجہ اقرا ہو یعنی اسکا خون تا قیام دار الاسلام محفوظ ہے
 نہ ہمیشہ تو باجریک قاتل کو قتل کرنا بے مقتول کے قاتل میں قصاص کی تفسیر خود کی ہے لیکن خطاوی نے نہایت جزی سے نقل کیا کہ قصاص یہ ہے کہ فاعل کے
 ساتھ و فعل کیا جائے جو اسے مقتول کے ساتھ کیا خواہ وہ فعل قتل ہو یا قطع عضو یا ضرب یا جرحت تو اس صورت میں تفسیر خود کی قصاص کے ساتھ تفسیر بلا علم کر
 دہو السلم والذمی اور وہ مسلمان اور ذمی ہے یعنی دائمی محفوظ الدم مسلمان اور ذمی ہیں سو جو انکو عمد قتل کر گا وہ انکے بے مقتول ہو گا اگر کوئی کہے کہ اگر
 مسلمان اپنے فرزند مسلمان کو عمد قتل کرے تو باپ پر قصاص واجب ہیں حالانکہ ترفیع نہ کر میں وہ قاتل ہو جو آپ سکایہ ہے کہ یہ عوارضی ہے تو قاتل کے تحت میں

ملاحظہ
 دیکھا دیکھنے
 والا اور اگر کسی
 والا یعنی ایسا
 ہوا کہ دوسرا
 کو دیکھا اسکا
 کنوین فی الدیۃ

۱۲

داخل ہوگا اس واسطے کہ قصاص تو میان واجب تھا اصل میں پھر قتل بال ہو گیا اس واسطے کہ ابوت شہید پر قصاص کے قتل عمر میں
 قصاص میں جین بلا قصاص قتل بدیت ہوگا مراعات نفع و قضا کے عارض سے کذا فی العلم اوی لا المستمسک والحرمانہ مستمسک اور جی لینے انکے قتل عمر سے قصاص
 واجب نہیں ستاسن تو اس وجہ سے کہ اسکا دم و املا محفوظ نہیں اور جی تو سلفا سباح الدم پر شجران یکن المقاتل مکلفا لہما لقرانہ لیسر بھی و مجنون عمر مقتول نہ کر
 کے قتل عمر میں قصاص واجب ہے شہید کا قاتل اسکا عاقل اور بالغ ہو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ صغیر اور مجنون کے واسطے عمر نہیں فی الزنا یت حکم علیہ لغو
 مجنون قبل دفعہ لغو ہے القالب و یتیزا یتیز من ہر قاتل پر حکم حاکم ہو گیا قصاص کا پھر وہ دیوانہ ہو گیا وارث مقتول کے دینے سے پہلے تو قصاص بدل کر دیا
 ہو جاویگا لینے پہلے قاتل عاقل تھا پھر دیوانہ ہو گیا تو قصاص ساقط ہوگا اور اگر وارث کے دینے کے بعد دیوانہ ہوا تو قصاص قاتل کو کذا فی المذبح قتل
 من مجنون و یقیم قتل فی افاقہ قتل کیا اس قاتل نے جو کہی دیوانہ ہو جاتا ہے اور کہی اسکو افاقہ ہوتا ہے تو حالت افاقہ میں مارا جاویگا خان جن بدو
 ان مطبقا سلفا وان غیر مطبق قتل ہوا اگر مجنون ہو گیا بعد اسکے اگر مجنون مطبق لینے والی ہو تو قصاص ساقط ہو گیا لیکن مطبقی استمسک و بیت اسکے
 مال میں واجب ہو گیا کذا فی الاما لکیر اور اگر مجنون دائمی نہیں تو قتل ہوگا قتل عبد مولاد لا ر و اچھو قال ابو جعفر قتل غلام نے اپنے میاں کو
 قتل کیا تو اس میں کچھ روایت نہیں امام اور صاحبین سے اور ابو جعفر حنفی فقہ نے کہا کہ غلام نہ کو قتل کیا جاوے گا قتل عبد الوقت عمر الا قد فیہ کسی نے
 وقف کے غلام کو قتل کیا تو اس میں قصاص نہیں لینے مراعات مصلحت وقف تو قاتل سے اسکی قیمت لیجائے اور دو سرا غلام وقف کے واسطے خرید کیا جاوے
 قتل ختمہ عمر و نیتہ فی نکاحہ مفضل القود قاتل نے اپنے داماد کو قتل کیا اور حالانکہ قاتل کی بیٹی مقتول کے نکاح میں ہو تو قصاص ساقط ہوگا امام اسکا
 کہ بیٹی اپنے زوج کے قصاص کی وارث ہوئی باپ پر خانیہ میں ہر کہ اگر مقتول کے وارثوں میں قاتل کا فرزند ہو یا فرزند کا فرزند تو قصاص باطل ہے بدیت
 واجب ہو گیا کذا فی المخطاوی و بشرط انشاء الشہدہ کو لا دوا ملک او اعم لقرانہ فی قصاصہ میں اسکی اور قتل مجنون قصاص واجب ہے شہید کا قاتل اور
 مقتول میں قصاص لینے کا شہدہ نہ چنانچہ ولادت یا ملک ہونا یا کوئی امر و ولادت اور ملک سے عام ترجیح پختہ مقتول کا یوں کہ قاتل سے کہ تو مجھ کو
 قتل کر سوتا تھا تو اسکو قتل کر دلا چنانچہ شہدہ مذکورہ کی تفصیل اسکی قاتل کی طرح بالحر و بالعبد غیر الوقت کہ مر خلافا لستاسن تو قتل کیا جاتا ہے اگر آزاد
 برے آزاد کے اور برے غلام کے سوا سے غلام وقف کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ عبد وقف کے مقتول ہونے میں قصاص واجب نہیں بلکہ اسکی قیمت
 دنیا قاتل پر واجب ہے بخلاف امام شافعی کے اس واسطے کہ اسکے اور امام مالک رحمہ اور احمد رحمہ کے نزدیک آزاد برے غلام کے مقتول ہوگا بلکہ قاتل پر اسکی
 قیمت کا تاوان لازم ہوگا امام شافعی رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں (الحر بالحر والعبد بالعبد بالانثی بالانثی) فرمایا ہے لینے آزاد برے آزاد کے مارا جاوے
 اور غلام برے غلام کے اور عورت برے عورت کے تو یہ مقابلہ اسکا مقتضی ہے کہ آزاد برے غلام کے مارا جائے اس واسطے کہ بنا قصاص مساوات پر ہر اور
 حالانکہ غلام اور آزاد میں برابری نہیں اسکا جواب شافعی نے آئندہ قول میں دیا ولما اطلاق قوله تعالی النفس بالنفس فانه ناسخ لقوله تعالی الحر بالحر والا
 لمارواہ لیسوطی فی الدرر المشور عن النحاس عن ابن عباس اور ہماری دلیل اطلاق ہر اس آیت کا کہ النفس بالنفس لینے جان بدے جان کے اس میں آزاد اور
 غلام کی قید نہیں تو یہ آیت الحر بالحر کی آیت کی ناسخ ہے چنانچہ جلال الدین سیوطی شافعی نے تفسیر درر المشور میں نسخ کو ناسخ عن ابن عباس نقل کیا ہے ہم شہدہ
 و لائل حقیقہ کے عموم پر اس آیت کا کہ کتب علیکم القصاص فی القتل یعنی مقتولین میں تیرے قصاص کرنا مفرض ہے مقتول عام ہر آزاد ہو یا غلام ازاجلہ قتل اسکی
 (و من قتل ظلوماً فقد جلدنا ولیہ بسلطان) لیکن اگر آزاد اپنے ذاتی غلام کو قتل کر لیا تو قصاص ساقط ہے اجماع کی دلیل سے کذا فی البیہنی علی انہ فیہ بالذکر
 فلا یفی باعدہ کیف و لول وجوب ان لا یقتل الذکر بالانثی ولا قاتل بہ غلام و نسخ سے یہ ہے کہ الحر بالحر والعبد بالعبد خاص کر ذکر کیا ہے کہ قصاص بالانثی
 اسوا سے مذکور کے نفی نہیں کرتی ہے لینے اس شخص سے غلام کے برے قتل آزاد کی نفی ثابت نہیں ہوتی یہ کیونکر ہو حالانکہ اگر شخص سے غلام کی نفی پر لا

اس کی قیمت لی جائے
 اس کی قیمت لی جائے
 اس کی قیمت لی جائے
 اس کی قیمت لی جائے

وایک علی وجہ اہمال نسبت ہوئی ہو چھبیسے کما حقہ اور کافر کے پناہ دینے کی وجہ سے ہم شریعت میں قسمت نہ پر چنانچہ قصاص میں نکاح اور امان کا جبکہ کمال موجب یا ایک جیسے
قرابت سبب کمال ہو قصاص اور نکاح کا اور اسلام سبب کمال ہو کافر کی امان دینے میں ترس و وارث کو متفقہ سے قصاص میں اختیار نہ کرنا اور ابن ابی نعیم یوسف علی رضی اللہ عنہما کا کیا
اور حضرت شکی اولاد صفائی کے ایک بالغ ہونے کا انتظار نہ تھا اور یہ عمر چند سال ہو کر ائمہ کے ہوا تو بمنزلہ جماع کے ہو گیا اور سب کمال کی قید سے علم سیر اور الحرام سبب کمال گیا
اس لئے کہ اس کا امان دینا صحیح نہیں کہ ان کی بطور عادی الا اذاکا ان الکبیر اجنبیا عن یغیر فلا یکاب القود حتی یبلغ الصغیر ایضا مانع فی یغیر فلا یکاب القود حتی یبلغ الصغیر
ولی کبیر یگانہ ہو ولی صغیر کا تو کبیر قصاص کا لاکستین تا بالغ صغیر اتفاق اہام و اور صاحبین کے کہ ان کی الزامی تو اس صورت خاص کو یا درکنا چاہیے
ہم ابو اسود نے ولی کبیر کی مثال جو جنسی ہو ولی صغیر سے قاصی اور دوسری کی دی بطور عادی نے کہا لیکن ہمیں خیال یہ کہ وہ کبیر مراد ہو بیان جو وارث ہو قاتل کا
تو قاتل کی یون بہتر ہو کہ مقتول کی اولاد صفائی ہو نہ جو اولے سے زوہر ثانیہ کے ساتھ قاتل القاتل اجنبی وجہ انقصاص علیہ فی قاتل العمد لانه
مقتول الدم بالنظر قاتلہ کما مر اور اگر قاتل کو شخص نے قتل کیا جو جنسی ہو مقتول سے یعنی اس کا وارث نہیں ہو تو قاتل کے قاتل پر قتل عادی قصاص
واجب ہوا سو اس لئے کہ قاتل اول مقتول الدم ہو نہ نظر اپنے قاتل کے چنانچہ ہم نے قاتل کے اول میں لکھا یعنی ہر چند قاتل اول کا خون پہلج ہو مقتول کے وارث کو یکن
باعتبار اجنبی شخص کے اس کا خون پہلج نہیں لہذا جنسی قاتل کے بے مارہا دیگا والہ تہ علی عاقبتہ اس قاتل فی الخدم اور دوسرے قاتل اول کی قاتل ثانی کے
مردگاروں پر واجب ہو قاتل خطایین ولو قاتل فی القتل لقتل الا جنسی کنت امرت بقتلہ والہ تہ تہ علی عاقبتہ لایعذر فی القتل الا جنسی اور
اگر مقتول کے وارث نے قتل اجنبی کے بعد کہ میں نے اس اجنبی کو قاتل کے قتل کرنے کا امر کیا تھا اور اس کے اس قول پر گواہ نہیں تو وارث کے کلام کی
تصدیق ہوگی اور قاتل اجنبی قاتل کیا جاوے گا ہم نیز یہ ہیں کہ وارث مقتول کو قاتل قاتل کا بابت خود یا غیر سے امر کے قتل کروانا جائز ہو سکتا ہے اور قصاص
بہر صورت ہوگا اور قاتل یا مورث قاتل لازم ہوگا اس صورت میں جبکہ امر وارث کا ظاہر ہو اور اگر اجنبی نے قاتل کو قتل کیا اور وارث کے امر کرنے کا دعوہ کیا
اور وارث نے اس کی تصدیق کی تو قرابت نہ ہوگا بدون شہادت کے اور بدو شہادت کے قاتل سے قصاص لیا جاوے گا بخلاف من مفر بکفری وارث قاتل تھا یہا
مقتول قاتل برب الدار کنت امرتہ بالحق صدق مجتہد یعنی لایک ہتھینا لایال فیصدق بخلاف الاول لقوات اعلی بالقتل کما ہوا القاعدہ بر خلافت
اشخاص کے جسے کنواں ہو اور دوسرے مرد کے گھر میں سو آدمی آجین گریہ کر گیا اور صاحب خانہ نے کہا کہ میں نے کھودنے والے کو کھودنے کا امر کیا تھا تو
صاحب خانہ کی تصدیق ہوگی بدون شہادت کے سو اس لئے کہ صاحب خانہ شہادت اور استہدائے کفر کافی احوال مالک ہر جنسی افضل اپنے گھر میں کنواں کھودا سکتا ہے
وجود جس کے سبب لہذا اس کے کلام کی تصدیق ہوگی برخلاف اول صورت کے یعنی ولی مقتول کے اس کلام میں کہ میں نے قاتل کا حکم دیا تو اس واسطے کہ وہ ان استہدائے کفر کافی احوال مالک ہر جنسی افضل اپنے گھر میں کنواں کھودا سکتا ہے
مقتولین سبب نفیات ہو جانے محل کے قتل کے سبب چنانچہ یہی قاعدہ ہو تصدیق اور عدم تصدیق کا قاعدہ مذکور ہے کہ مقتول ایک جنسی کی حکایت کرے مثلاً یون
اطار کرے کہ چنانچہ زوہر خلافہ سے رجعت کر لی ہو تو اگر وہ شخص بالفعل شہادت اور استہدائے کفر کا مالک ہو طرح کہ ہر مذمت تلاق کی باقی ہو تو اس کی تصدیق ہر شہاد کی
اور اگر استہدائے کفر کافی احوال مالک نہیں اس وجہ کہ رجعت کا دعویٰ کیا ہو عدت کے تو ایک سی تصدیق بدون شہادت کے ہوگی کذا فی الموطا دی و ظاہر ان علی الرضا یستقہ
اسا کما مات القاتل حقا انفا و ظاہر ان قاتل القاتل محل اس پر دلالت کرتا ہو کہ ولی مقتول کا حق مالک سا فہ ہو گیا ہے اس صورت میں قطع ہوا تا ہو چکے قاتل اپنے
فرز پر اپنی موت مرکا بدو قتل کرنے کے ولو استوفاه بعض الاولیاء لم یضمن شیئاً اور اگر وارث مقتول میں سے کسی نے قاتل سے قصاص لیا تو یہ کفر نہیں بلکہ لازم
نہو گا یعنی نہ قاتل کے واسطے اور نہ باقی وارثوں کے واسطے اگر چہ باقی وارث صغیر ہوں کذا فی الزلیعی و فی الدرر و اجنبی دم ہیں انہیں قصاص دینا مثلاً الاثر ان علم
ان عفو لضمیم سبطہ قیاد والا فلا والد تہ فی مالہ بخلاف محساک رجل یقتل عمداً یقتل ولی القاتل محساک فعلمہ القود لانه محال لیشکل علی الناس اور ہر
اور مجتہدین کے کہ خون کے حدود وارث ہیں سو ایک وارث نے قصاص عفو کر دیا اور دوسرے وارث نے قاتل کو قتل کیا تو اگر وارث قاتل چاہتا ہو کہ صغیر ہو کر

اس واسطے کہ وہ دوا اپنی عاجزی سے اور اول صورت میں اس کے پانی میں گرا دینے سے ڈرنا قطع غصہ و لہجی میں کھلتا تو قلیل دینے اور فیہ الروح فقتلہ آخر
خدا تبارک و تعالیٰ علیہ السلام کی حکمت الہیہ سے کہ دوسرے کی گردن کاٹی اور زخروں میں سے کچھ باقی کر گیا اور آسمان روح ہر سو دوسرے آدمی نے اس کو قتل کیا
تو اس صورت میں قاتل ثانی پر قصاص نہیں اس واسطے کہ وہ مقتول در حکم میت کے جو دم تو اگر مقتول فیکو کا بیٹا باپ کی اس حالت میں جانی میں مر گیا تو مقتول کا
چوتھا بیٹا یا والد کا وارث ہوگا مقتول اپنے فرزند کا وارث ہوگا کا ذی الطلاق ای حرم الذخیرہ و توفیقہ و زوجہ فی حالتہ اشروع قتل ہر الاذا کان علیہم نہ لا یعین
کذا فی النکاح اور اگر ایک نہ دوسرے کو قتل کیا حالانکہ مقتول حالتہ اشروع میں تھا تو قاتل اس کے بدلے قاتل ہوگا اگر جبکہ یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص زندہ نہ ہو گیا
اسی اشروع سے قصاص نہیں قاتل پر کہ ذی النکاح یہ ہم مطلقہ میں ہو کہ ایک مرد نے دوسرے کو قتل کیا اور وہ اشروع میں ہو تو قاتل قتل کیا جاوے گا اگر معلوم ہو کہ وہ زندہ نہ ہو گیا
کذا فی النکاح کی تہہ معلوم ہو کہ یہاں دو قول ہے مقتولہ میں طلاق دے دے کہ اگر عین نہ ہو تو فیکو دیکھا تو قتل نہ کرے کہ موافق پایا لینے دو صورت عدم توقع زندگی کے ہو

[illegible]

بموجب کے مرنے سے پہلے غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اس شخص نے اپنے فعل میں خود کو بے اختیار کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اپنے فعل کا قائل بنا لیا۔
 عداۃ الیٰ علی علاقہ اور اگر ایک شخص میرا اپنی ذات کے فعل سے اور زید کے فعل سے اور شیر اور سانپ کے فعل سے تو زید تاوان و تھالی دیتا کا اپنے مال میں اگر زید کا
 نقل ہوتا ہو اور اگر عدداۃ نہ لائے کہ پادروں پر دیت ہے ہم صورت اسکی یہ جو کہ ایک شخص نے اپنے سر میں زخم کرایا اور دوسرے مرد نے بھی اسکے سر میں زخم کرایا اور شیر اور سانپ نے
 بھی اسکو کاٹا اور مرد اجنبی پر تھالی دیت ہے کنانی اجماع گیریہ عن الکافی لان فعل الاسد والحیۃ جنس واحد لانهما فی الدارین قول زید معتبر فی الدارین قول نفسه ہدی الدنیا
 لا العقبۃ ختمہ یا تم بالا جماع فسادتہ ثلثتہ جناس زید پر ثلثت دیت استوٹ واجب ہوئی کہ شیر اور سانپ کا فعل ایک جنس ہی اسودا سیکے کوہ باطل ہو اسپر کوئی چیز
 واجب نہیں دنیا اور آخرت میں اور زید کا فعل ونون جہان میں معتبر ہو اور اسکی ذات کا فعل باطل ہو دنیا میں نہ آخرت میں چنانچہ تک کہ وہ گنگا سرگکا بالاتفاق تو
 خیانتا جن جنس ہو گوئی یعنی پھر حسب تاین فعل سے دفع غیر معتبر ہوئے تو ایک ہی عمل معتبر ٹھہرا لہذا تھالی دیت زید پر واجب ہوئی ومقادہ ان اعتبار فی مقتول التکلیف
 لیضیعہ جنسا اخر غیر فعل الاسد والحیۃ وان لا یزید علی الثلث بل بعد وقائع لان فعل الكل جنس واحد بن کمال او ثلثت جناس کی تعلیل سے یہ استفادہ ہوتا ہے
 کہ مقتول میں تکلیف شریعی یعنی عقل اور لجاج مشتبہ ہو تاکہ مقتول کا فعل دوسری جنس ٹھہرے شیر اور سانپ کے فعل کے مساوی استوٹ کہ اگر مقتول صغیر یا مجنون ہو گا تو اسکا بھی
 فعل باطل ٹھہرے گا دارین میرا شیر اور سانپ کے مانند تو اس صدر میں زید پر نصف دیت لازم ہوگی کنانی الخطا وی اور یہ استفادہ ہوتا ہے کہ جناس ثلثہ نیز یادتی ہوگی اگر مقتول
 مذکور کے قاتل چند آدمی ہوں وسیلہ کے سبب بھی آدم کا فعل جنس واحد ہے یعنی بال نہیں ارین میں معتبر ہو کہ ذکرہ ابن کمال وحسب قتال من شہر سیفا علی المسلمین

اسپر تادان نہیں اور کسی طرح قتل کرے مستوفی قصاص ہو گا کذا فی العا لکیر یہ دیکھا فی قاعدۃ الحدود تدرک بالشہادت القصاص کا حد دالہ فی سبع پوزہ نقصان بلکہ فی نقصان دون الحدود اور شاہدین الحدود تدرک بالشہادت کے قاعدہ میں یہ ہو کہ حدود کی مانند قصاص ہو مگر سات حدود توں میں پہلی صورت یہ ہو کہ قاضی کو حکم کرنا اپنی نسبت قصاص میں درست ہو نہ حدود میں ہم یہ قول اسپر مبنی ہو کہ قاضی اپنے علم پر فیصلہ کرے سوائے حدود کے لیکن اس بقوی اسپر ہو کہ قاضی کو حکم کرنا اپنی نسبت لینے ہارون شہادت کے مطلقاً جائز نہیں کذا فی المحوی شرح الاشبہ القصاص یورث والحدود لا یورث القصاص میں میراث جاری ہو اور حد میں نہیں ہم دوسرا قول ہے کہ قصاص بھی صورت نہیں کذا فی المحوی لیس عفو القصاص لا الحدود قصاص کا عفو کرنا بھی حد کا کام یہ ہے عرافہ کے محمول ہو اور قبل عرافہ کے حد قود کا عفو کرنا جائز ہو کذا فی حاشیہ ابی اسعود المتقادم لا یمنع الشہادۃ بالقتل بخلاف الحدود سوی حد القذوف ہم مدت کا گذر جانا قتل میں شہادت کا مانع نہیں برخلاف حد کے حد قذوف کے سوائے ثابت باشارۃ اخریں دگنا بہ بخلاف الحدود اور قصاص ثابت ہوتا ہو گوئی کے اشارہ سے اور اسکے لکھنے سے برخلاف حد کے ہم صورت اسکی یہ ہو کہ مقتول کے پاس گونگا آیا اور سنے تلوار پکڑی اور اپنی ذات کی طرف اشارہ کیا یعنی میں نے اسکو تلوا سے مارا ہو اور اس طرح قصاص ثابت ہو گا اور حد ثابت نہو گی کذا فی الموطا وی بخبر زائده شافعی فی القصاص لا یختص سفارش کرنا عفو قصاص میں جائز ہو نہ حد میں السابقۃ لایدر فی القصاص من الحدود وی بخلاف الحدود حد القذوف انتہی سابقین صورت یہ ہو کہ قصاص میں دعوی ضرور ہو نہ حد میں مگر حد قذوف میں البتہ دعوی ضرور ہو انتہی مافی الاشبہ ولی البقیۃ لفظ فی باب دار رجل فقھا الرجل حدینہ لا یضمن ان لم یکنت تخفیہ من غیر فقھا وان امكنہ ضمن اور قیدہ میں ہو کہ ایک شخص دوسرے مرد کے گھر میں جھانکا دروازے کے اندر سے شو اس مرد نے اسکی آنکھ پھوڑ دی تو صاحب خانہ چہان نہیں اگر جھانکنے والے کا ہٹنا برون کی نگہ پھوڑنے کے ممکن نہو اور اگر برون اسکے وہ ہٹ سکتا ہو تو تادان اسپر لازم ہو گا وقال الشافعی لا یضمن فیما اور امام شافعی نے کہا کہ آنکھ پھوڑنے والے پر دونوں حدود توں میں تادان نہیں ہم ابو ہریرہ کی حدیث دلیل ہو امام شافعی کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک مرد جھانکے برون تیرے اذنی سولوا کی آنکھ پھوڑ دے ٹھیک ہے مگر کو کچھ گناہ نہیں اور ہماری دلیل یہ حدیث ہو کہ آنکھ میں بصرت دیتے ہو اور یہ عام ہو ناظر خاد او غیر ناظر کو اور اسلیے کہ اگر کوئی با بفتوح سے مذکور ہے یا گھر میں سے کچھ لے کر بھی متوجہ قطع ہیں نہیں اور حدیث ابو ہریرہ مبالغہ فی الزجر پر محمول ہو اور اگر حدیث مذکور کو اس طرح سمجھیں کہ کسی طرح لفظ سے باز نہ ہو برون آنکھ پھوڑنے کے تو منافات بالکل زائل ہو جائے لیکن مسئلہ آئندہ کے منافی ہو کہ وہ مطلق ہو اس میں کچھ تفصیل نہیں واللہ اعلم کہ حد القود فی منقصہ او داخل اسے فرما ہر کچھ فقھا لا یضمن اجماعاً الا بخلاف میں نظر میں ظاہر ہو اور اگر ایک شخص نے اپنا سر اندر کر دیا سو صاحب خانہ نے اسکو پھوڑ دیا تو اسکی آنکھ کو پھوڑ دیا تو صاحب خانہ پر ضمان نہیں کذا فی الموطا وی عن البغیہ عن کنز الروس بانفاق حنفی در شافعی کے خلاف حنفی اور شافعی تو فقط ائمہ متوسلین ہی جبکہ گھر کے باہر سے نظر کرے واللہ اعلم

حدود الحدود و حد القذوف

باب القود فیما دون النفس

یہ باب جو اسو اسے جان کے قصاص میں یعنی اطراف انسانی کے بدلہ لینے میں ہم قصاص یا دون النفس ثابت ہو کتاب اور سنت اور اجماع اللہ تعالیٰ قال تعالیٰ (و الجروح قصاص) حدیث میں ثابت ہو کہ ایک عورت نے جاریہ انصار کا دانت توڑا تھا سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا امر فرمایا کہ انی اضمنی و ہونی کلما کیر فیہ ایہ حفظہ لما تاملہ اور وہ یعنی قصاص اور النفس ہر ایک ہمتام میں جاری ہو جان حفظ مائثلت کی رعایت لیکن جو یعنی جان برابری عضا طام اور مملوم کے قصاص کی ہو وہ ان بلایا جاری اور جان حفظ مائثلت متصور نہیں ہاں قصاص نہیں وہاں دیتے ہو کچھ اور چنانچہ معلوم ہو گا ہم پھر جب عسایت مائثلت کے بدلہ لینے میں لازم ہوئی تو دانا تھا یا میں پھر کچھ کا جاوے گا اور نہ بیان ہو دانت کے اور نہ تندرست ہاتھ لہجے ہاتھ کے بدلے اور نہ عورت کا ہاتھ مرد کے ہاتھ کے بدلے اور نہ مرد کا ہاتھ عورت کے ہاتھ کے بدلے اور نہ آزاد کا ہاتھ غلام کے ہاتھ کے بدلے اور نہ غلام کا ہاتھ دوسرے غلام کے ہاتھ کے بدلے اسو اسکو کہ غلام کے ہاتھ میں نصبت قیمت واجبہ ہو اور قیمت غلام کی مختلف ہوتی ہو اور قصاص نہیں ہاں میں اور سر کی کھال میں اور خضار اور ریشہ اور شکم اور روق کے گوشہ یا قصاص نہیں اور نہ طمانچہ وغیرہ اسے میں او قاطع کے اعضا کا

باب القود فیما دون النفس

بجستہ مسوڑ پینی دانت اکھاڑاٹنے کے قصاص میں اکھاڑاٹنا چاہیے بلکہ دانت کا ریتنا سوہن سے چاہیے اس واسطے کہ اکھاڑاٹنے سے مسوڑ بھون میں اکثر خلل واقع ہو جاتا ہے کہ ان تین دو ان گھسرت جیسے دانت ریتنا جاتا ہے یہاں تک کہ کاسر اور کسور دونوں کے دانت برابر ہو جائیں اگر کسور کا دانت ٹوٹ گیا

صغیر کے دانت کی دھڑکتی ہوئی جڑ نے باغ کی واسطے ہم ملتی ہیں، ہر جیب دانت سے پھر توڑا گیا تو ایساں تاکہ انھوں نے رزنا پاجیے پھر جیب کی پول ہو گیا اور دانت نے پھر

تو اس پر قصاص ہو سو مان سے ویت کر اور ظہیر یہ ہیں پھر کہ دانت کے قصاص کا موضوع دانت کے چنگ، ہونے تاکہ منتظر رہا پیسے اور ایساں کا انتظار ضرور نہیں کر

[illegible]

بیا جاتا ہو سانس کے دانت کا سامنے کے دانت کے بدلے اور نیش کا نیش کے بدلے اور بدلا نہیں لیا جاتا اور پر کے دانت کا بچے کے دانت سے
 زانی الجھتی اور خاصہ مقام یہ ہو کہ عضو کا بدلا نہیں لیا جاتا مگر اس کی شکل اور نام سے وہ لاتو دھند زانی طری رحل و اہ آة دطری حو و عہد و طری عہد بن نقد

منکرہ مال کے ہونے تو مسادات حضور ہونی محال تاکہ مرد اور عورت کی دیت میں اور غلام مرد اور آزاد کی دیت اور تعزیت اور غلاموں کی قیمت میں تنقیح اور ہرگز ان خاص خصوصیات

طریقہ اقلیت نہ ہو لہذا ہر لکھنؤی الواقعات اور قطعات مرآۃ پر عمل کان الہ القدولان الناقص لیسوی بالکامل اذارضی صاحب الحق فلا فرق بین محمد وعبید لابن عبد بن قرقہ

دفعی سے بدل لینے پر راضی ہو جائے اور اس قول کو قسمتانی اور برجنہی نے ثابت رکھا۔ یہی حکم شائع نے لفظ مشہور اشارہ کر دیا کہ قول اول مشہور و مشہور

درہ قول و طرفہ المسلم والکافر فی الشادی فی الارش او بطراف مسلم اور کافر کی برابرین غنہما کی مساوات کے سبب سے ہم کافر سے ذمی مراد ہے
 نہ کافر عربی اور شامی کذا فی الخطاوی وقال الشافعی کل من قبل یقطع به ومن لافسلا اور امام شافعی نے کہا کہ جو شخص قتل کیا جاتا ہو جس کے بدلے اس کا عضو
 بھی قطع کیا جاتا ہو اسکے بدلے اور جو قتل نہیں ہوتا اس کا عضو بھی قطع نہیں ہوتا یعنی اسکے نزدیک مسلم کا قتل نہیں ہے جس کے بدلے تو اسکے عضو کا بھی قطع نہیں ہوا اسکے
 عضو کے بدلے ولا فی قطع ید من نصف ساجد لہ اور قصاص نہیں ہوتا کہ کٹنے میں نصف ساجد سے بدلہ کٹتے یعنی رعایت مساوات نہیں ہے کہ کسی کی بیٹی کے
 امثال سے حالہ کہ قصاص عبارت ہو عائلت اور مساوات سے ولا فی جائفہ بریت اور قصاص نہیں ہے جائفہ میں جو چنگا ہو گیا م جائفہ زخم جو زخم ہو جائفہ زخم
 ہو چنگا سید کی طرف سے ہر پیر یا بیٹ کی طرف سے تو گردن اور حلق اور ہاتھ اور پاؤں میں جائفہ نہیں ہوتا لیکن فوطون اور قہرین جائفہ ہوتا ہے کذا فی الخطاوی
 شرح القدوری فان لم یفرق ان باریہ فیقتضی الا یفرق لہ والسریر ابن کمال پھر اگر زخم جائفہ چنگا نہ ہو اسو اگر ساری ہو گیا یعنی زخم کے حصہ سے زخمی مر گیا تو
 خارج سے قصاص لیا جاوے گا اور اگر نہ مر تو صحت یا موت کا ارتقا کرنا چاہیے کذا صرح ابن کمال ولسان و ذکر و لو من اعضاء البقی شرح دیبانیہ و اقرہ لہ نصف لا
 یقتضی یسقطات لکن جزم قاضی خان بزم القصاص فی جملہ فی الخطاوی قول الامام و نصہ قال ابو حنیفہ ان قطع ذکرہ من اعضاء الشفۃ نفس منہ اذ لہ
 مدام و اقرہ فی الشریعۃ لہ یقتضی اور قصاص نہیں زبان اور ہرے کے قطع میں اگرچہ دو لون جڑ سے قطع ہو سکے ہوں اس عمل پر فتویٰ ہے کہ انی شرح الوہاب
 اور اسی کو ثابت رکھا ہے مصنف نے اپنی شرح میں اس واسطے کہ ناسخ سے منشا اور یہ ثابت ہو یعنی تو قطع میں کمی بیشی محض ہے من کہتا ہوں لیکن قاضی خان نے لزوم قصاص کا
 قطعی حکم کیا ہے اور محیط میں اسکو امام بن کا قول قرار دیا ہے اور محیط کی عبارت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر مانرہ جڑ سے قطع ہو یا سپاری سے تو قاطع سے قصاص
 لیا جاوے اس واسطے کہ قطع کی حد معلوم اور متعین ہے اور شریعہ لایہ میں اسکو ثابت رکھا ہے تو اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے ہم قاضی خان میں ہر ذکر کے
 قطع میں عدا جڑ سے قصاص ہو اور اگر اسکو وسعت سے قطع کیا تو قصاص نہیں ہوا و قطع زبان میں قصاص نہیں ہوتا اور ہرے وغیرہ میں ہر ذکر کے قطع میں قصاص نہیں
 ہوتا اور یوسف کا قول ہے تو معلوم ہو کہ قاضی خان میں ابو یوسف کا قول مذکور ہے نہ امام کا اور عالمگیری میں غلیبہ سے منقول ہے کہ ہر ذکر کے قطع میں قصاص نہیں ہے
 اگر تمام ذکر قطع ہوا تو اصل پتہ ایسا ہے کہ ہر ذکر میں کر یون ہو کہ اس میں قصاص نہیں اور ابو یوسف سے روایت ہونے پر کہ اس میں قصاص ہے حضرت ابن ہر ذکر کے
 الدواۃ فی شریعہ اللہ ان فی قطع کل اعضاء فیقتضی و لو جملہ الاثر یہ کہ اہل سپاری قطع ہو جائے تو اسکا قصاص لیا جاوے گا اور اگر تمام میں ایک بعض قطع ہو
 تو قصاص نہیں ہے مگر اگر تمام میں بعض کی سچی ما قطع بعض اللسان اور قطع بعض زبان کا حکم آگے مذکور ہو گا و بحسب القصاص
 فی اشفیۃ ان یقتضی بالقطع لا یقتضی بالاشفۃ و الا یقتضی بالاشفۃ من وجہ ہرے اور قصاص واجب ہے ہر ہرے میں اگر قاطع نے قطع کے سبب سے
 لب کو ہنا یہ تک پہنچا دیا یعنی رگڑ کے کاٹا کچھ باقی نہ رکھا تو قصاص مائت کے ممان ہونے کی وجہ سے اور اگر لب کو رگڑ کے نہیں کاٹا تو قصاص نہ لیا جاوے گا
 کذا فی الجتبۃ و ابو ہریرۃ یقتضی قصاص نہ ہو کا عدم مائت کے اخلا سے ذی لسان اخرس صوبی لایکم حکومت عدل اور گونگے اور غیر غیر حکم کے قطع زبان میں
 حکومت عدل ہے ہم حکومت عدل کی تفسیر کتاب الایات میں معلوم ہوگی کہ عیدار اور بی عیب کی قیمت ٹھہرائی جائے تو بھدرد دونوں قیمتوں میں تفاوت ہو
 وہ دیت بھی حکومت عدل ہے و ان کان لہ قاطع اشل او ناقص الاطراف او کان راس الشیخ اکبر من الشیوخ علیہ من القود و اخذ
 الارش و علی ہذا فی اسن و سائر الاطراف اتی تفاوت اذا کان طرف الضارب و القاطع معینا یوزن الجنب علیہ من اخذ المیض و الارش کا بلا اور اگر
 قاطع نجایا ناقص الاطراف ہو یا سر کے زخمی کر لے والے کا سر ہٹا ہو اسکے سر سے جس کے سر کو اسنے زخمی کیا ہو تو زخمی مختار ہو گا قصاص لینے اور دیت کے
 لینے میں و علی ہذا القیاس و احسن و باقی ان اطراف میں جنکا قصاص لینا واجب ہو جبکہ عضو ضارب اور قاطع کا عیدار ہو تو مضر وہ ہے اور
 مقطوع عیب وار عضو کے قصاص لینے اور دیت کا مل لینے میں مختار ہے چاہے ہرے یا عیب دار کو اسے چاہے پورے زخمی نہ لے ہم اختیار اسو مطلق دیا گیا کہ

شور کر کے زانی نہ بھاگے اور زنا سے باز نہ رہے لہذا فی الخطا دی فرغ مسائل مختلفہ شرح کہ جسکی جو فصل بالدرجہ شدہ فرسی فاراد شدہ با وسعت فہات فہات
 علی مافاتی الامر صغیرا دون سے ایک مرد نے کہا کہ میرا گھوڑا با زہر دے سو گئے اس کے باز نہ گئے کا ارادہ کیا سو گھوڑے نے اسکو با لون سے کچلا سو وہ مر گیا
 تو اسکا خون بہا امر کر کے داسے کے برادر وں پر پڑا کہ لاو اعلیٰ صبیح عسی او سلاھا او امرہ محل شئی او کسر خطب و کھو ذکاب بلا اذن ولیہ فہات اور اسی طرح
 اگر صغیر کو لاٹھی یا چھرا دیو یا اسکو کسی چیز کے اٹھانے کا امر کیا یا لکڑی چرنے کا اور مانند اسکے اور کوئی امر کیا بلا اذن اس کے ولی کے سو وہ لڑکا مر گیا تو دیت
 واجب ہوگی ہم لینے لاٹھی یا چھرا دیو یا تھانے کے واسطے اور اس سے کچھ نہ کہ اسوا سے سبب سے وہ مر گیا اس طرح کہ اس کے ہاتھ سے کسی عضو پر چھیر پڑا
 اور یہ مرد نہیں کہ صغیر نے چھیرا سے اپنی ذات کو ہلاک کیا اسوا سے کہ اگر وہ اپنی ذات کو یا غیر کو ہلاک کر گیا تو داغ پر فہات نہیں کہ زانی الطبی دی علیہا آغا
 والہا صنفہ و لو اعطاه اسلحہ ولم یقتل اسکو قتلان اور اگر اسکو چھیرا دیا اور یہ نہ کہ اسکو پکڑے رہے تو ہمیں دو قول ہیں یعنی وجوب دیت اور عدم وجوب
 ہم قول مختار یہ کہ دیت واجب ہو کہ زانی الحاکمیر عن الخلاصہ صبی علی حاکم صاحب یہ رجل فوقع فہات ان صاحب بہ فقال لا یقتل فوقع لا یقتل لوقال
 قتل فوقع من یقتل لا یقتل مطلقا جہ طفل صغیر ہو دیو اور پر ایک مرد نے اسپر شور کیا سو وہ گر پڑا اور مر گیا اگر یوں شور کر کے کہا اس سے کہ شہر دار
 نہ کرنا سو وہ گر پڑا تو اسے خون بہا نہیں اور اگر یوں چلا کر کہا کہ گر پڑ سو وہ گر پڑا تو خون بہا لازم ہوگا ای قولی نیز فتویٰ ہوا و بعضوں نے کہا کہ سیلحہ نہان نہیں کہ زانی اتنا چہ
 فصل فی النفسین فصل ہر دو نفس کے مسائل میں مثلاً قطع ہر دو قتل خواہ ایک شخص سے دو نفس ہوں یا دو شخصوں سے قطع ہر رجل ثم قتل اخر
 بالامرین اسے بالقطع قاتل و لو کان عمیدین او کان خطایین او کان مملکتین ای احمد ہما عمدا والاخر خطا قاتل مینما بر و اولاً ہما قاتل کا ایک مرد کا چھیرا
 مارا لا تو دونوں امر لینے قطع اور قتل دونوں فعل میں پکڑا جاوے گا یعنی دونوں فعل کا ہر لا اس سے لیا جاوے گا اگرچہ دونوں فعل عہ ہوں یا دونوں خطا
 ہوں یا دونوں مختلف ہوں یعنی ایک فعل عہ ہوا و دوسرا خطا خواہ دونوں فعل میں صحت واقع ہوگی ہو یا نہ واقع ہوئی فیوخذ بالامرین نے اکل بلا نذران
 لانی خطایین لم یقتل مینما بر و فانتما یتداخلان فیتب فیما یتوہ واحدہ وان تمکل بیدہ یتداخلان علیت لولا فعل ما خود ہوگا سبب صدور قتل نہ کوہ
 میں بدون تداخل کے مگر ان دو خطاؤں میں جگہ درمیان صحت واقع نہیں ہوئی اسوا سے کہ وہ دونوں فعل خطا کے متداخل ہو گئے یعنی ایک فعل میں
 داخل ہو جاوے گا با عقبا لا اتحادا جزا کے تو دونوں میں ایک ہی دیت واجب ہوگی اور اگر درمیان میں صحت واقع ہوئی تو دونوں متداخل نہ ہو گئے چنانچہ
 تو معلوم کہ چھیرا ہونے کے عموم سے فاعل ان القطع اما عدا و خطا و قاتل کہ لک صاحب رتبہ ثم اما ان کیوں مینما بر و اعلا و جہا ثانیہ و قد علم حکم کل من ساقط
 یہ ہر کہ قطع یا عدا ہو یا خطا ہو اور قتل بھی اسی طرح دو قسم عہ ہو یا خطا ہو تو یہ چار قسمیں ہو گئیں پھر دونوں کے درمیان صحت حاصل ہوئی یا نہ ہوئی تو اہل
 قسمیں ہو گئیں اور البتہ ہر صورت کا حکم معلوم ہو گیا مگر قطع اور قتل دونوں عہ ہوں اور قطع کے بعد صحت ہوگی ہو تو اول قطع کا قصاص لیا جاوے گا
 پھر قتل کا اور اگر صحت مابین میں حاصل نہ ہوئی تو بھی امام کے نزدیک یہی حکم ہو کہ قطع یہ کے بعد قصاص ہوگا اور صاحبین کے نزدیک فقط قتل ہوگا نہ
 قطع تو جزا قطع قتل کی جزا میں داخل ہوگی اور اگر قطع اور قتل دونوں خطا ہوں تو اگر درمیان میں صحت ہو گئی ہو تو قطع اور قتل دونوں کی دیت واجب
 ہوگی یعنی نصف دیت قطع کی اور پوری دیت قتل کی اور اگر درمیان میں صحت نہ ہوئی تو فقط قتل کی دیت کفایت کرتی ہے اور اگر قطع عہ ہو اور قتل
 خطا ہو خواہ درمیان میں صحت ہوئی ہو یا نہ ہو تو مانتہ کاٹا جاوے گا اور دیت نفس کی واجب ہوگی اور اگر قطع خطا ہو اور قتل عہ ہو خواہ صحت ہوئی ہو
 یا نہ ہو تو قطع کی دیت واجب ہوگی اور قتل کا قصاص لیا جاوے گا کہ زانی شرح الوفا کہ من ضررہ ما یسوی فیہا من نفسین ثم یقتل اثر ای اثر البخرہ
 و مات من عشرۃ فقیہۃ لانی لا لہا بر من نفسین لم یقتل مغیرۃ لانی حق التفریع فاذا من شخص کے جسکو سو کوڑے مارے سو وہ چنگا ہو گیا نوے کوڑے
 اور انکی جراحت کا اثر گہر پاتی نہا اور وہ مر گیا دس کوڑے کے صدر سے تو ہمیں ایک ہی دیت واجب ہوگی ہوا سے کہ جب وہ چنگا ہو گیا نوے کوڑے سے تو انکا مارنا

فی النفسین

معتبر باقی نرہا مگر تعزیر کے تحت میں البتہ نہ ہرگز و کلا اکل جہاں دولت و علم ہی تھا اثر عند ابی حنیفہ و عند ابی یوسف فی مشرک حکومت عدل و عن محمد بن حبيب جیسے
اطیب و عن الادویہ و در مصدر الشریعہ و ہدایہ وغیرہ اور اسی طرح غیر معتبر کہ ہر ایک وہ زخم جو بھر گیا ہو اور اسکا نشان باقی نہ رہا ہو امام ابو حنیفہ
کے نزدیک اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس کے مانند میں حکومت عدل ہو اور محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ طبیب کی رحمت اور دوا یوں کاشن واجب ہوگا
چنانچہ در راو صد الشریعہ اور ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ طبیب حکومت عدل سے دینا نفس فی ماہ سوط حصہ و لقی اثرہا بالاجماع لبقا لا لاثر و وجوب الارشاح
بالاعتبار لا لاثر ہدایہ وغیرہ اور حکومت عدل دینا نفس کے ساتھ بالاتفاق واجب ہوگا مگر در بین جنہوں نے زخمی کر دیا اور اسکا نشان باقی نہ گیا یہ حکم اثر کے
باقی رہنے کے سبب سے ہو اور حنفی کی دیت کا واجب ہونا نشان کے اعتبار سے ہی چنانچہ ہدایہ وغیرہ میں مصرح ہے کہ یعنی نوے کوڑے کا زخم چنانچہ ہوگا
لیکن اسکا نشان باقی رہا پھر دس کوڑے کے بارے سے وہ مرگیا تو حکومت عدل اور دیت نفس واجب ہوگی باتفاق امام ابو حنیفہ کے واسطے کہ دیت
مادون نفس کی واجب ہوتی ہے عینہا کی اور بدنامی سے اور عینہا کی پیدا ہوتی ہے نشان کے باقی رہ جانے سے و فی جوابہ الشافعی رحل جرح رجل جرحا غیر الجرح و جرح
عن السبب یجب علی الجراح المنقذ و لا دواۃ اور جوابہ الشافعی میں ہے کہ ایک مرد نے دوسرے مرد کو زخم لگایا تو زخمی کمائی سے عاجز ہو گیا تو زخم
لگانے والے پر اسکا نان و نفقہ اور علاج کرنا واجب ہے یعنی تابعا سے نعم کذا فی الطحاوی و فیہا رحل جرحا یجوز ان یرجل فسر الجرحان غیر عن السبب
فدواۃ المفروب و فتنہ علی الذی جرحا باللعوان استی قال اھنفت و لا ہر اھنفت علی قول محمد رحمہ اللہ و فتنہ سحر بالیچہ عن ابی یوسف
نحوہ و فتنہ نے الشہارح اور اسی جوابہ الشافعی میں ہے کہ ایک مرد حاکم کے ظالم سپاہی کو لایا ایک مرد کے پاس سو اس نے اسکو مارا سو وہ عاجز ہو گیا
اپنے کسب اور کار سے تو مفروب کی دوا علاج اور کھانا پینا اسے واجب ہے جو ظالم کو لایا اتنی ہانی جوابہ الشافعی حنفی نے کہا اور ظاہر یہ قول محمد و حنفیہ
کے قول پر مقرر ہے میں کہتا ہوں اور اتنا اسکے ہم مقدم ذکر کر چکے ابویوسف سے منبت یعنی اور اس کے شجاع کی فصل میں اسکو ہم محنت بیان کر چکے ہم بالحق
فیما دون انفس کے شروع میں شروع سے محنتی سے نفس کیا کہ ابویوسف کے نزدیک ٹھیک و ذرا سے حکومت عدل یعنی اجرت طبیب کی واجب ہے و میں
قطع ای عدم و شفاء بدلیہا یا علی و بصر فی البرہان لکافی الشریعۃ لکن فی اقصائی عن شرح الطحاوی ان الدین علی العاقبۃ فی الخطر میں ان الحما
علی القاطع فی الخطر و فتنہ خطا و کہ لاوشی و جرح ففما عن قطعہ او شجۃ او جرحۃ فمات منہ ضمن قاطعۃ الدین تینے مالہ اور جب کالما فہ یا ہلون کا ٹانگہ ہو
اسنے اس قطع یا سہ کلنے باجراحت کو معاف کر دیا پھر معاف کرنے والا قطع وغیرہ کے حد میں سے مرگیا تو اسکا قطع کرنے والا اپنے مالی میں سے
اسکی دیت کا ضمان دے کے شائع نے کہ قطع مطلق مراد ہو یا خطا بدیل اس مسئلہ کی تفصیل کے جو اس کے بعد آویگا اور اسی اطلاق کرنے کی ترجیح
کی ہر برہان میں چنانچہ شریعہ میں لیکن متسانی میں شرح طحاوی سے یوں قول ہے کہ قطع خطا میں قاطع کی برادری پر دیت ہے نہ قاطع پر اور جس نے بیان
کیا کہ قاطع پر دیت ہے خطا میں سو اسنے مقرر خطا کی اور اسے حکم ہر اگر اسکا سر کھل گیا یا وہ زخمی کیا گیا خلافا لکما قلنا انہ عن القطع ہو غیر القتل بخلاف ضمان
کے لینے ہونے نزدیک عن قوطع سے عفو نفس بھی ثابت ہوتا ہے ہم امام کی طرف سے جواب میں کہتے ہیں کہ مقررہ نے قطع کو معاف کیا ہوا و قطع کا معاف کرنا
تو قطع کے عضو سے قتل کا عفو ثابت نہیں ہو سکتا و لو عفا عن الجناۃ او عن القطع و ما یحدث منہ فہو عفو عن النفس فلا ضمان و اگر عفو کرنا جنابت سے
یا قطع سے اور اس پر دیت سے جو پیدا ہے قطع سے تو وہ معافی ہر نفس سے تو فاعل کچھ ضمان نہ لگا ہم سو اسنے کہ جنابت سے جنس ہو شامل ہو قتل کو اور سن غم کو
موت تک سہرا میتہ کرے یا کرے اور اس طرح قطع اور قتل کے بعد حادث ہر صرح ہر عفو نفس تو بالاتفاق امام اور صاحبین کے ضمان لازم ہوگا کہانی لکھا و فتنہ
فا خطا و دینہ میں شہادت مالہ فان جرح من الشہادۃ فیما و الا علی العاقبۃ لکافی الشریعۃ و اسی شرح الطحاوی اور اسوقت میں یعنی جبکہ قاتل پر عفو کے بعد سے ضمان لازم ہو
تو اگر جنابت ازراہ خطا ہو تو مقتول کے تہائی مال سے شہر ہوگی اور اگر مقتول کا خون ہا اسکے تہائی مال سے عفو المقصرہ و اگر اسکے تہائی مال سے عفو مقصرہ ہوگی تو

عاقبت یعنی قاتل کے برادرین پر دیت کی دہائیوں کی کذا فی شرح الطحاوی ہم نے لکھا کہ غنایات خطا ہوا اور اسے بنائے ہوئے ہو کر دیت کی معافی کی
 تو مقتول کے ثلث مال سے اس کا اعتبار ہوگا اس واسطے کہ دیت مال ہو اور مقتول کے وارثوں کا حق دیت سے متعلق ہو تو مقتول کا عفو کرنا وصیت نہیں
 لہذا ثلث مال سے بھیج ہوگی برخلاف قاتل عمر کے ہوا اس واسطے کہ موجب اس کا قصاص ہو اور قصاص مال نہیں ہوتا اس سے وارثوں کا حق متعلق نہیں ہو تو عفو
 عن النکاح میں بھیج مال سے بھیج ہو کر کذا فی شرح الوفاقین ملن انما علی القاطع فقہر خطا قطعاً سو جسے پرگان کیا ہو کہ دیت اس مقتول کی قطع پر ہو سو وہ بائین
 ہو گیا و معاذہ ان عفو النکاح انما یمنع من الثلث ذکرہ القسطلی اور اعتبار ثلث مال سے ہستفا ہو کر بھیج آدمی کا عفو کرنا ثلث سے معتبر ہوگا ایسا ذکر کیا کہ
 قسطلی نے شرح فقہائے ہم اس واسطے کہ ثلث مال کا اعتبار فرض الموت کے پرض میں ہوتا ہو سو اگر وہ بھیج ہو کر قطع کہ ہاتھ اس کا ازراہ خطا قطع ہو گیا اور وہ
 پر ہا یہ نہ پڑ بھیج سالم کے اندر چلتا پھر تاربا اسے قطع کو عفو کر دیا پھر وہ مر گیا اس کے بعد سے دفعتاً تو عفو کل مال میں نافذ ہو گا ثلث میں کذا فی الطحاوی و بعض فقہاء
 کہیں کہ ثلث حق اور ثلث مال بالذیل لا یقتضی لیس ہمال اور غنایات عفو کل مال سے معتبر ہوگا اس واسطے کہ مقتول کے وارثوں کا حق دیت سے متعلق ہو
 نہ قصاص سے اس واسطے کہ قصاص مال نہیں ہو کر اسے ثلث مال سے قطع حکم کا اور برکات ختم قطع کے مانند حکم میں اور امام ہر دو صاحبین کے خلاف ملن
 قسطلی نے امر قاتل پر ثلث عفو اسی او خطا المایاتی قاتل کا سبق و کالمستی و غیرہ کان اسے قاتل ایک عورت نے ایک مرد کا ہاتھ کاٹا اور اسے ازراہ خطا
 ہاتھ کاٹا یہ خطا اس تفصیل کی دلیل سے ہو جو بعد اسکے مذکور ہوگی تو اگر نصف قطع کو سطلق رکھنا عمد کی قید نہ لگاتا جیسے مسئلہ سابق میں قطع کو سطلق رکھا تھا اور
 جس طرح قطع وغیرہ میں سطلق مذکور ہے تو معتبر ہوتا سو اسکو مال کے معنی اگر سطلق کہتا تو تفصیل آئندہ بھیج ہوتی کذا فی الطحاوی فقہاء المشطوط یہ عمل یہ فہم ہوتا
 فہم بہت بن السمرانیہ فہم بالارش و لوعی اجماعاً سو جس مرد کا ہاتھ کاٹا گیا اسے ہاتھ کاٹنے والی عورت سے نکاح کیا اپنے ہاتھ پر یعنی اپنے ہاتھ کے
 دیت کے بدلے نکاح کیا پھر وہ مر گیا تو اگر قطع کی سراسریت سے نہ مرنا تو عورت کا مہر ہاتھ کا خون نہا ہوتا یعنی بائیں ہزار دم اگر قطع عفو ہوا تھا قاتل امام اور
 صاحبین کے یکجہب عندانی حنفیہ ہر مشاہدہ والہدیہ فی مالہا ان محمدت امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس عورت کا مہر ثلث واجب ہوا اور ہاتھ کی دیت عورت
 کے مال میں واجب ہو اگر اسے عفو ہاتھ کاٹا مہر چونکہ قصاص فی الطرف پر نکاح ہوا تھا اور وہ مال نہ تھا تو مہر ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا تو ہاتھ کی دیت مہر پر
 ہتی کیونکہ مہر و عورت کے طراف میں قصاص نہیں ہوتا پھر جبکہ مہر قطع کے صدور سے مر گیا تو ہاتھ کی دیت واجب تھی لہذا مہر ثلث واجب ہوا اور عورت پر دیت
 لازم آتی نہ اسکے مددگاروں پر سو اس واسطے کہ عذر میں فاعل پرخان ہوتا نہ اسکے مددگاروں پر قطع لہذا عذر میں لہر الدیہ ان تاسا و اما الاقراد افضل ان ہر دو
 برابر ہر دو برابر ہو جائیں گے اگر دونوں عفو ہوں اور اگر کم و بیش ہوں تو عورت اور مرد زیادہ کو پھر دین ہم یعنی جب مرد پر مہر اور عورت پر اسکی شہیت واجب ہوئی تو اگر مہر
 اور دیت مقدار میں برابر ہیں تو ہم پھر ہر دو کے جتنا دینا تھا اتنا لینا معاملہ برابر ہو گیا اور اگر مہر زیادہ ہو تو عورت مرد کے وارثوں سے قدر زیادت کو تھا خدا کے او
 اگر دیت زیادہ ہو تو مرد کے وارث عورت سے اتنا مطالبہ کریں و علی عاقبت ان خطا فی قطع یہ اور عورت کے مددگاروں پر دیت واجب ہوا اگر عورت نے
 ازراہ خطا اس کا ہاتھ کاٹا ہو ولا یتقاصان لان الدیہ علی العاقبت فی الخطا بخلاف العمد فان الدیہ علی ماہ المہر علی الزوج فیتقاصان اور خطا میں مہر اور عورت
 باہم جہر انہوگی اس واسطے کہ دیت تو مددگاروں پر واجب ہوتی ہو خطا میں برخلاف عمد کے اس واسطے کہ عمد میں عورت پر دیت واجب ہوا اور زوج پر مہر تو دونوں
 باہم جہر ہو کر برابر ہو جائیں گے فقلت وقال صاحب الدرر یعنی ان تقع المقاصتہ فی الخطا ایضاً لاننا علی ماہ المہر علی الزوج فیتقاصان اور عورت پر دیت واجب ہوا اور
 عیس علی اطلاقہ بل فی النہج و لعلہ اطلاقہ لا حالۃ لعلہ فلیخفف من کما ہون اور صاحب درر نے کہا لائق یون ہو کہ خطا میں بھی مہر اور دیت برابر ہوا ہوا دین
 اس واسطے کہ دیت خطا میں عورت پر ہونے مددگاروں پر ہو جب اس قول کے جو باب دیت میں مختار اور پسندیدہ ہو لیکن وہ قول مختار مطلق نہیں ہو کہ عفو کے
 کردہ میں نہ صرف یہ یعنی اس واسطے کہ عفو میں تناہر کا مضمون نہیں ہو دیت مددگاروں پر واجب ہو اور شاید کہ صاحب درر نے جو مطلق کہا ہو تو اس کے عمل پر

۱۱۱

اور اسی طرح اگر کسی شخص سے ایک وارث پر کسی چیز کے متروکین سے دعویٰ کیا اور گواہ لایا تو وہ دعویٰ سب وارثوں پر ثابت ہو گیا ہر شخص پر دعویٰ کرنے کی دعویٰ کو حاجت میں تم فرغ بیلہ قبولہ فلو اقام جہہ بقتل ابیہ محمد اسع غلبہ اخیرہ یہ القود لا یقتیل اجماعاً حتی یضربوا فاب لکناہ بحسب لہ صلاہ شہادہ صنف سے قاعدہ مذکورہ پر تفریع کی قبول خود تو اگر ایک بھائی نے گواہ قاتل کے اپنے باپ کے قتل پر دوسرے بھائی کی غیبت میں قصاص لینے کے واسطے تو حاکم قصاص میں سے یا اتفاق غائب کے حاضر ہونے تک لیکن قاتل مجوس رکھا جاوے گا اس واسطے کہ وہ متهم ہو گیا مام امام کے نزدیک اس واسطے قصاص نہ ہو گا کہ ایک وارث باقی وارثوں کا قائم مقام نہیں ہو سکتا اور صاحبین کے نزدیک عفو غائب کے احتمال سے قصاص نہیں قاتل حاضر غائب یعیید کا تا نیما یقتل القاتل وقال لا یعیید بھو اگر غائب بھائی حاضر ہو تو عادہ حجت کرے دوسرے بار تہاد و لون بھائی قاتل کو قتل کریں اور صاحبین نے کہا کہ عادہ کرے یعنی اس واسطے کہ ان کے نزدیک ملک و رتہ بطریق میراث حاضر ہو تو عادہ حجت کے وئی اقل الخطا والیدین لا یجوز الی اعادۃ البینۃ بالاجماع امام اردو دعویٰ قتل خطا و روین میں اعادہ شہادت کی حاجت نہیں ہو بلاتفاق بریل گذشتہ یعنی قتل خطا و روین کا موجب مال ہو و مال میں ثبوت ملک بطریق میراث کے ہوتا ہے تو ایک وارث باقی وارثوں کے قائم مقام ہو گا فلو برین القاتل علی عفو غائب فالحاضر خصم لا یقتل بالآل و ستفقد القود تو اگر قاتل گواہ لایا وارث غائب کے عفو کر دینے پر تو وارث حاضر خاتم ٹھہر گیا اس واسطے کہ قصاص میں غلبہ مال ہو گیا اور قصاص ساقط ہو گیا م حاضر اس واسطے خصم ہو کہ قاتل نے اس پر حق کا دعویٰ کیا یعنی در صورت عفو کے حاضر کا حق قصاص میں سے ساقط ہو گیا اور قصاص منقلب ہوا ہو گیا اور یہ ممکن نہیں مگر عفو غائب کے اجتناب سے لہذا حاضر غائب کی طرف سے خاص ٹھہر چھوٹا ہے اس پر حکم ہو گیا تو غائب پر بھی حکم ہو گیا پھر اگر غائب اسے اور عفو کا انکار کرے اور گواہ غائب ہوں یا مر گئے ہوں تو نصف دیت سکا حتی ہو گا کہ فی لطمہ طادی و کذا تو قتل عبد ہما عدا او خطا و الحال ان السیدین احمد ہما غائب نہ ہو علی التفصیل السابق اور اسی طرح اگر دو مالکوں کے ایک غلام کو عدا یا خطا قتل کیا اور حالانکہ دونوں مالکوں میں سے ایک غائب ہو تو اس کا حکم موجب تفصیل سابق کے ہے یعنی اگر مالک حاضر گواہ لایا تو گواہی مقبول نہ ہو گی بدو اعادہ مالک غائب کے اور اگر قاتل گواہ لایا تو مالک غائب کا عفو کر دیا ہو تو مالک حاضر غائب کا عفو لا یقتل بالآل و ستفقد القود و یعیید خیمہ ای الثالث فوای انہما ہما عفو لقصاص منہما غائب و عدا او اگر قصاص کے دو وارثوں نے اپنے پیسے بھائی کے عفو کرنے کی خبر دی تو اگر خبر دینا عفو قصاص ہو انھیں دونوں کی طرف سے ان کے گمان پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم اس واسطے کہ ایک وارث کے بھی عفو کرنے سے قصاص قائم نہیں رہتا کیونکہ قصاص قسمت پذیر نہیں ہی رباعیۃ فالاول ان صدقہا ای الخبرین القاتل والاخر الشریک فلا شئی لای الشریک علیما بعد نفیہ ولہا ثلث الدتہ و اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں سو ایک صورت یہ ہے کہ اگر قاتل اور شریک شریک بھائی نے دونوں خبر وارثوں کی تصدیق کی تو تیسرے شریک کو دیت میں سے کچھ حصہ نہیں اس کی تصدیق پر عمل کرنے کے سبب سے اور دونوں خبر بھائیوں کے واسطے دیت کی دینا پانا ہیں ہم اس واسطے کہ دونوں کا حصہ مال ہو گیا اخبار عفو سے واثانی ان کذا ہما فلا شئی للخبیرین ولا فیہا ثلث الدتہ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر قاتل اور تیسرے بھائی نے دونوں کی تصدیق کی تو دونوں خبر بھائیوں کا کچھ حصہ نہیں اور تیسرے بھائی کی تہائی دیت ہو واثالث ان صدقہا القاتل و صدہ فکل کل منہم ثلثہما اور تیسری صورت یہ ہے کہ اگر خبر دونوں بھائیوں کی تصدیق کی یعنی اور تیسرے بھائی نے تکذیب کی تو تینوں بھائیوں کے واسطے تہائی دیت ہو و الرابع ان صدقہا الاخر فقط فلا ثلثہما الا ان اقرارہ انہ تکذیب القاتل ایہ فوجب لہ ثلث الدتہ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ اگر خبر دونوں بھائیوں کی فقط تیسرے بھائی نے تصدیق کی یعنی اور قاتل نے ان کی تکذیب کی تو تیسرے بھائی کو تہائی دیت کی ہو اس واسطے کہ اقرار اس کا مردود ہو گیا قاتل کی تکذیب سے یعنی حب قاتل نے تیسرے صدق بھائی کی تکذیب کی تو اس کا عفو کرنا ثابت نہوا لہذا ثلث دیت اس کے واسطے واجب ہوئی ہم شرح نے یہ جواب دیا سوال مقدر کا خلاصہ سوال یہ ہے کہ تیسرے بھائی نے خبرین عفو کی تصدیق کی تو اس کا حق قاتل پر نہ ہوا صرف کر دینے کے سبب پھر ثلث دیت کیوں اس کے واسطے واجب ہوئی خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس کا اقرار قاتل کی تکذیب سے ثابت نہوا اس واسطے مستحق ثلث کا ہوا و لکن صرف ذلک الی خبرین انہما لا یصلح لہ صلاہ مقدر الیہما با تو لہ القاتل و لکن ثلث مذکور خبروں کی طرف پھر جسا ہو گا

احسان

استحسان کی وجہ سے اور یہی قول صحیح ہے کہ انی الزامی اس واسطے کہ غیر بھائی دونوں مجرم بھائیوں کے واسطے اس مال کا مقرر ہو گیا جس کا قاتل نے قرار کیا یہ بیان ہے وجہ
استحسان کا یعنی جب قاتل نے مجرمین عفو کی تکذیب کی تو تیسرے بھائی کے واسطے ثلث دیت کا اقرار کیا اس واسطے کہ قاتل کے گمان میں قصبہ خاص تھا ہو گیا مجرمین کے دعوے
عفو سے تو تیسرے بھائی کا حصہ نہ تھا بلکہ مال ہو گیا پھر جب تیسرے بھائی نے مجرمین عفو کی تصدیق کی تو البتہ یہ گمان کیا کہ مجرمین کا حصہ نہ تھا بلکہ مال ہو گیا تو اسکا مقرر ہو گیا
قاتل مقرر کو انی اشرح الوفاق یہ خطاوی نے کہا لہذا اسکا وہ مسئلہ ہے کہ مثلاً زید نے اقرار کیا کہ میرے اوپر خالد کے سودرم ہیں پھر خالد نے کہا کہ وہ درم میرے نہیں ہیں
بلکہ محمود کے ہیں تو یہ مال محمود کے واسطے ثابت ہو گا سیطرہ جس ثلث کا قاتل نے تیسرے بھائی کے واسطے اقرار کیا وہ دونوں مجرم بھائیوں کا ٹھہر گیا و ان
شہد انہ ضررہ بشی خارج فلم یزل صاحب فراش حتی مات تقيص لان الراتب بالبيعة كالنائب معاينة ولا يحتاج الشاهد ان يقول انه
من جرأحة بزازية اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اسکو زخمی کرنے والی چیز سے مارا سو وہ ہمیشہ لیسرہ بزاز یا ہاشک کہ مر گیا تو زخم لگانے والے
سے قصاص لیا جاوے گا اس واسطے کہ جو شہادت سے ثابت ہو وہ اسکے ماترہ ہو جو شہادہ سے ثابت ہو تو اسکی حاجت نہیں شاہد کو کہ یوں کہے کہ مقتول مر گیا اسکے
زخم سے کہ انی الزامیہ اس واسطے کہ حکم مضاد ہو تاہم سبب بانی کی طرف سے متبہم کی طرف و ان اختلاف شاہد قتل فی الزمان او فی المكان اذ قال احد
قتله بعضا وقال الاخر لم اور بماذا قتله او شہدا احد علی معاينة القتل والاخر علی اقرار القاتل یہ بطلان لان القتل لا یستکرر
اور اگر قتل کے دو شاہد اختلاف کریں زمان قتل یا مکان قتل میں قتل کے تھما رہیں مختلف ہوں یا ایک شاہد کہے کہ اسکو لکھی سے مارا اور دوسرے کہ میں نے چٹا
ہوں کہ کس ہتھیار سے مارا یا ایک شاہد معاينة قتل کی گواہی سے دوسرا شاہد قتل قاتل کے اقرار کی گواہی سے تو یہ شہادت باطل ہے اس واسطے کہ قتل دوبار نہیں ہو سکتا مگر تو
ان صورتوں میں قاتل پر دیت واجب ہے کہ قتل عفو کی دیت مدکاروں پر نہیں ہوتی و کہ لا تبطل الشہادۃ لو کھل النصاب فی کل واحد منها البتہ لا بد فی
بلکوب احد الفرقتین ولا اولیئہ اور اس طرح شہادت باطل ہوگی اگر شہادت کی تصابقت میں ہر واحد میں پوری ہو اس واسطے کہ قاضی کو ایک فریق کا کاذب
ہونا بالیقین ثابت ہو کہ کسی فریق کے واسطے او کو مینا ترجیح ثابت نہیں کہ ایک قبول ہو اور دوسری مردود و لوکل حال الفرقتین فی ان لا یقبل الکامل منہما
المعارض اور اگر ایک فریق میں تصابقت کی پوری ہو گئی نہ دوسری فریق میں تو تصابقت مقبول ہوگی عدم معارض کے سبب یعنی اگر شاہد زمان قتل میں متلاف اور اگر
دو شاہدین اور دوسری طرف ایک شاہد تو دو شاہدوں کی گواہی مقبول ہوگی و لو شہدا البتہ وقال لا یجوز ان لا یتجہل فی مالہ فی ثلثین شہادۃ
استحسانا علی الادنی و ہذا لیس و کانت فی مالہ لان الاصل فی القتل لیس اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کسی کے قتل کی اور انہوں نے کہا کہ ہر کو قتل کا ہتھیار
معلوم نہیں تو قاتل کے مال میں دیت واجب ہوگی تین سال کے اندر کہ انی اشرح الوفاق یہ دلیل استحسان کترہ پر محمول کرنے کے سبب اور وجوہات قتل میں کترہ تو دیت ہو تو یہ
قاتل کے مال میں واجب ہوگی اس واسطے کہ قاتل میں فاعل کا عید کرنا حاصل ہو نہ ظاہر قیاس میں یہ تھا کہ شہادت مقبول نہ تو قیاسیت قتل کے ہتھیار کے محمول ہوئے
لیکن دلیل استحسان اور موجب قتل پر محمول کیا اور شاہدین کا اظہار حالت غفلت پر محمول نہ ہوا بلکہ اس پر محمول کیا باعتبار حسن ظن کے کہ انہوں نے عقوبت بجا نہ پر جو شہادۃ
مستحبہ کوشش کی و ان اقر کل واحد منہما ای من ارجلین نہ قتلہ وقال الولی قتلہا جمیعاً قتلہا عملاً باقرار ہما اور اگر دو مردوں میں سے ہر مرد نے
یہ اقرار کیا کہ میں نے اسکو قتل کیا اور مقتول کے وارث نے کہا کہ تم دونوں نے اسکو قتل کیا تو وارث کو دونوں کا قتل کرنا جائز ہو گئے اقرار پر عمل کرنے کے سبب
و لو کان مکان الاقرار والسکون بجا شہادۃ لغت الشہادۃ لان التکذیب یفوق ونسب اذ لا یقبل الشہادۃ ما فاق القدر لا یقبل الا قسیر
اور اگر مسئلہ بالیقین بجا ہے اقرار کے شہادت ہو تو دونوں گواہیان لغو ہو جائیگی اس واسطے کہ ہم گواہوں کی تکذیب قیاسیت کہنا ہی گواہوں کا اور گواہ کا قاضی
ہونا اسکی گواہی کو باطل کرتا ہی لیکن مقرر کا قاضی اسکے اقرار کو باطل نہیں کرتا یعنی اس واسطے کہ مسئلہ بالیقین بجا ہے اقرار لغو قتلہ و لو قال الولی فی صورتہ الاقرار بالیقین
صدقنا لیس لہ ان یقتل واحد منہما لان تصدیقہ بالقرائن کل بہتہ وجہ ہذا انہ بان الاخر لم یقتلہ بخلاف قولہ قتلہا لاند دعوی

یعنی دیت کی والا لہت و مارنے و اڑینے و قیل و قیل سے ارنہ حکومت عدلی علی ایچ اور ناک میں اور ناک کے نرم نغنون میں اور ناک کی نوک قطع کر ڈالنے میں پوری دیت ہو اور بعضوں نے کہا کہ سرہنی کے قطع میں دیت نہیں حکومت عدلی ہو نہ بر قول صحیح کے و الہ کر و اسے شقہ اور آگہ تناسل اور سرور کے قطع کر ڈالنے میں پوری دیت واجب ہو م قطع زبان اور قطع بینی کی پوری دیت میں حدیث ثابت ہو اور باقی اعضا کا پھر قیاس ہو و طوین ہو کہ قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ انسان کے اعضا میں سے اگر عضو مفرد ہو تو اس میں کامل دیت ہو اور اگر دو عضو میں ہو تو تو قطع میں پوری دیت ہو اور ایک کے قطع میں نصف دیت ہو اور اگر چار عضو میں تو چاروں کے قطع میں پوری دیت ہو اور ایک کے قطع میں چوتھائی دیت ہو اور اگر آدمی میں سے بعض عضو میں چنانچہ ہاتھ کی دستان انگلیاں تو پیکے قطع میں پوری دیت ہو اور ایک کے قطع سے دسواں حصہ دیت کا واجب ہو کہ زانی العقل و الشمر و الذوق و السمع و البصر و اللسان ان منقطع النطق فادان فی اسان لاخر حکومت عدلی جو ہر وہ ذرا سا قطع منقطع الشرح فقہیہ اور راز العسل اور سو گھنے اور پچھنے اور دیکھنے میں اور قطع زبان میں دیت ہو بشرطیکہ قطع زبان ہو کا مانع ہو گیا ہو شارح نے کہا مصنف نے منع نون کی شرط سے اشارہ کر دیا کہ گوئی کے کی زبان قطع کر ڈالنے میں دیت نہیں حکومت عدلی ہو کہ زانی الجور ہو اور عبادہ مصنف کی شرح کے تحتوں سے سا قاعدہ ہو تو آگاہ ہو م قاعدہ کا یہ ہو کہ جب عضو کی میں نہفت علی وجہ الکمال فوت ہو جائے یا آدمی کا من حال علی کمال زانی ہو جائے تو پوری دیت واجب ہے لی ہر منقطع اور حال میں کمال کی قیہ ہو پیکے قطع کا کسی عضو ناقص ہو نہفت میں چنانچہ گوئی کے کی قطع زبان میں پوری دیت واجب نہیں اس لیے کہ جس منقطع اور حال علی وجہ الکمال فوت نہیں ہو اولیٰ مخرج منی اور نامر کے قطع آگہ ناسل میں اور مثل ہاتھ اور لکڑی کے ہاتھ کے قطع ہاتھ اور شیم کو اور دندان سیاہ میں نہ قصاص واجب ہو پھر میں خود خطا ہو یہ بلکہ کسی میں حکومت عدلی ہو ان بی شیبہ کے منقطع میں دیت ہو کہ اگر کوئی دوسرے مرد کے سر میں پھر بار زمانہ عمر میں خطاب جنی اللہ عنہ میں تو اسکا سمع اور زبان اور آگہ ناسل عا بار باقوہ عورت کے ساتھ تو میں نہیں کر سکتا قاعدہ عمر منی اللہ عنہ چار دیون کا حکم کیا کہ زانی العنی او منع او اور اکثر الحروف والا حروف علی عدد حروف الہجاء الی ثلثا و الشریح اور حروف اللسان اثنی عشر تبصیران فما اصحاب الفقاہت یلزمہ و ما منہ من شرح الہجاء الیہ وغیرہ یا پوری دیت قطع زبان میں سو وقت ہو جبکہ قطع اکثر حروف کے ادا کرے کا مانع اور اگر حروف ادا ہو نہت ہو ان تو دیت کی قسمت ہوگی الہجاء کے ۲۸ حروف کے شمار ہر ہائے قطع زبان کے اول حروف پید دیت مقسوم ہوگی اس میں نون قولون کی تسبیح ثابت ہو سو جبکہ کہ دیت فوت ہو چنانچہ حروف کو پیکے قطع کی اس قدر زانی کو لازم ہوگی اور اسکا پورا بیان شیخ و ہبانیہ وغیرہ میں نہ کوئی م منع اکثر حروف پر کل دیت لازم ہونا قول ضعیف ہو قول صحیح یہ ہو کہ اگر نصف حروف کا نقصان ہو تو نصف دیت واجب ہو اور اگر ثلث یا ربع کا نقصان ہو تو ثلث یا ربع دیت واجب ہو اور اصل میں یہ ہو کہ علی مرتضیٰ کے زمانہ میں ایک شخص نے دوسرے کی زبان کا ٹکڑا لی تھی سو اس شخص حروف پیکے قطع کے پھر اس سے نہ نکلا بقدر اسکے دیت کا حکم کیا کہ زانی العنی او ہبانیہ الیہ البور و ان کے خاص الحروف میں سے شقہ و ذہن کشش ص من ط ل ن ی ک تانی الخطا دی و مجنبہ حلقہ فلم یثبت او اس دارھی میں جو مؤندی گئی پھر اسکے بال شیعہ پوری دیت ہو م اسکو کہ از الیش سے مراد کاجال علی کمال جاننا رہتا ہو اور عورت کی دارھی مؤندی میں کچھ دیت نہیں اور مؤندی سے مطلق انزال مراد ہو کہ اولیٰ ثانیہ و ثانیہ فی ماری اور دوجہ بیت میں لی پھر کی مدت لغز ہوئی ہو پھر اگر مؤندی سال بھر میں مر گیا تو مؤندی نے والدہ دارھی کا بری الذمہ ہو گیا دیت کے دینے سے و نصف النصف اللہ تعالیٰ و فیاد و نہ سکر شہر عدلی اشارت پیکے بعد فی ایچ اور آدمی دارھی مؤندی میں آدھی دیت ہو اور آدمی سے کم مؤندی میں حکومت عدلی ہو چھ مہینے یا چھ ماہ کی دارھی مؤندی میں حکومت عدلی واجب ہو قول صحیح میں لاشی فی حقہ کوئی علی زقہ شعرات معدودہ و لو علی خدہ الیضا و لکنہ غیر منسل حکومت عدلی و لو متسلک کل اللہ تعالیٰ اور کچھ لازم نہیں اس کو سے کی دارھی مؤندی میں سبکی لکڑی پر گنتی کے چند بال ہیں اور اگر اسکے رضاء پر بھی بالی ہوں لیکن متصل نون تو اس میں حکومت عدلی ہو اور اگر رضاء اور نون کے بال متصل نہ ہو تو پورا دیت واجب ہو و شعر الراس کذلک اسی اذا خلق ولم یبت کذا و ی عن علی رضی اللہ عنہ و زانیہ فی فیما حکومت عدلی اور سر کے بالوں کا یہی حکم ہو یعنی جبکہ

دیت کا قاعدہ حکومت عدلی

سر کے بال پروردہ نبردستی سے کوئی موٹڑا لے اور سال کے اندر چھین تو پوری دیت واجب ہے یہ حکم مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے اور امام شافعی کے نزدیک یہ بھی کہ دست عدل ہو واعلم انه لا قصاص فی النکاح مطلقاً ولومات قبل تمام اکتہ ولم یثبت فلاشی علیہ بشر صدر وساجد وساق اور معلوم کر کہ بالون میں مطلقاً قصاص نہیں اگرچہ جابت عہد ہو اور اگر وہ شخص عمر کیا سال پورے ہونے سے پہلے اور بال نہ چین تو جانی پر کچھ لازم نہیں ہے سو اسے تعزیر کے کذا فی الطحاوی جیسے صدر اور ساجد وساق کے بال موٹڑا لے لینے قصاص نہیں الحاحیین فی الریحیین فی الاذنین فی الاذنین اسے الحاحیین فی الریحیین فی الاذنین اذا استاحلها والا فکونہ عدل اور دونوں کی گھٹن اور دونوں ہونٹوں اور دونوں بھونوں اور دونوں پائوں اور دونوں کانوں اور دونوں فوطوں اور دونوں تون کی دون چھاتھوں اور چھاتھوں کی دون گھٹن اور دون چھتروں میں پوری دیت واجب ہے بشرطیکہ چھتروں کو بالکل قطع کر دے اور اگر قہراً قطع کیا تو اس میں حکومت عدل واجب ہے کذا فی المراۃ من الجاہلین فی النکاح فی ثلثی الرجل حکومت عدل اور اسی طرح عورت کی شرکاء دونوں جانب سے قطع کرے میں پوری دیت ہے اور مرد کی پستان کاٹنے میں بہت نہیں حکومت عدل ہر قسم قطع شرکاء عورت میں نہیں قصاص شرکاء کہ ہڈی تک پہنچے اور نہیں تو حکومت عدل واجب ہے کذا فی الطحاوی وفی کل واحد من ہذہ الاشیاء المخصوصہ نصف النکاح اور ان دو ہری چیزوں میں سے ایک چیز کے قطع میں نصف دیت واجب ہے یعنی ایک آنکھ یا ایک ہونٹ یا ایک پائون یا ایک پانٹون یا ایک کان یا ایک فوطہ یا ایک پستان یا ایک گھٹن یا پستان کی یا ایک چوڑے کے کاٹنے میں نصف دیت ہے وفی اشرف الریحیین الاربعۃ جمع شفرہ لہم شہین وقطع الجفن والحدب النکاح اذا قطعہا ولم تنبت اور آنکھ کے چاروں پلکوں میں سے کچھ بائون میں پوری دیت ہے بشرطیکہ پلکوں کے بال جڑ سے اکٹڑیں اور پھر نہ چھین شارج نے کہا اشفا جیو ہر شفرہ کی لہم شہین اور فتحہ بھی اسکا جائز ہے شفرہ عبارت ہے پلک سے یا پلک کے بائون سے ہم اطلاق شفرہ کا پلک پر حقیقت ہے اور پلک کے بائون پر مجاز ہے اور دونوں میں سے جو مرد دلچسپے مطلب سے ہر ایک کے پلکوں اور کٹے بائون میں پوری دیت ہے کیونکہ دونوں میں کٹھ کی منفعت اور جمال علی الکمال ہے و فی احدہما یا لیس اور ایک پلک میں جو عفتانی دیت واجب ہے ہم ہر آنکھ میں دو پلک ہیں ایک نیچے اور ایک اوپر تو دونوں آنکھوں میں چار پلک ہیں تو قطع جنوں اشفا ہر فدیۃ واحدۃ لا تنماشی واحد اور اگر قطع ہوں پلک کے کٹے بائون کے ساتھ تو ایک ہی دیت ہے سو واسطے کہ پلک اور کٹے بالی ایک چیز کے مانند ہیں شارج کہوں کہ واضح تر تھا الجھن باشفا ہر کذا فی الطحاوی وفی جن لا شعر علیہ حکومت عدل لکن المعتد ان فی کل دیکہ کا طہ جہنا او شعر لا ورس پلک میں جیسے بال نہیں حکومت عدل ہے لیکن محقق قول یہ ہے کہ ہر ایک میں پوری دیت ہے خواہ پلک ہو یا اسکے بال ہم طحاوی نے کہا غایۃ البیان میں یوں ہے کہ جس پلک میں بال نہیں اس میں حکومت عدل محکم معلوم نہیں کہ سو اسے شارج کے قول مستند نہ کرے کہ بیان کیا ہے اور ایک نسخہ میں بجائے شفرہ کے شفرہ بالغا ہے و فی کل صبیح من اصابع الیدین والرجلین عشر با اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پائوں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں پت کا دسوا حصہ واجب ہے یعنی سو دینار یا ہزار درہم دس اونٹ ہم ابو داؤد اور نسائی میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انگلیاں برابر ہیں ہر انگلی میں دس اونٹ ہیں کذا فی العینی وما فیہا مفاد حاصل فی احد ثلث دیتہ الا صبیح ونصفہا نصف دیتہ الا صبیح لو فیہا مفصلان کا لاہام اور جس انگلی میں مفاد اور جوڑتیں ہیں تو ایک مفصل کے قطع میں انگلی کی تہائی دیت واجب ہے اور انگلی کی نصف دیت ہے اگر انگلی میں دو جوڑتیں چنانچہ انگلی میں وفی کل سن یعنی من الرجل او فی سن المرأة نصف دیتہ الرجل جو ہرہ خمس من الابل او خمسون دینار او خمس مائتہ درہم اور ہر دانت میں پانچ اونٹ یا پچاس دینار یا پانچ سو درہم دیت ہے شارج نے کہا دانت سے مرد کا دانت مرد ہے سو واسطے کہ عورت کے دانت کی دیت مرد کے دانت کی دیت سے آدمی ہے لکن علیہ الصلوۃ والسلام فی کل سن خمس من الابل یعنی نصف عشر دیتہ لور او نصف عشر ثنیۃ لور عجب دیت مذکور ثابت ہے اس حدیث کی دلیل ہے کہ ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں یعنی اگر آزاد ہو تو اسکی دیت ہے و جیسے کہ

[illegible]

۱۵ اور ایک شخص میں بھی جو کبھی سے تخرج کے بغیر جو دامع کو زخمی کرے، ۱۲

سارے جائزین کی جانب سے کل مال پھر اگر جائزہ نافذ ہو گیا یعنی بیٹ کا زخم پیٹنے کی طرف پھوٹ نکلا تو دیت کی دو تہائیاں واجب ہیں اس واسطے کہ جب جائزہ
 وار ہوا ہو گیا تو دو جائزہ ہو گئے ایک سے پہلے کی جانب سے دوسرے پیٹنے کی طرف سے تو ہر جائزہ میں تہائی دیت کی واجب ہوگی و فی الحقیقت
 والامتع والامیہ والباضغۃ والتملکۃ والاحتیاق حکومت عدل اولیں فیہا ارشاد شد من جہۃ الجمع ولا یکن اہل اہل فوجیہا
 حکومت عدل اور حارصہ اور دامعہ اور امیہ اور باضغہ اور تملکۃ اور احتیاق میں دیت نہیں حکومت عدل ہر اس واسطے کہ ان زخون میں کچھ دیت
 مقرر نہیں ہو من جہۃ الجمع یعنی شایع کی جانب سے اور انکار لیگان چھوڑنا بھی ممکن نہیں ہو تو انہیں حکومت عدل واجب ہوئی مہضف عبد الرزاق
 میں ابراہیم بنی سے مروی ہے کہ مادون موضع میں حکومت عدل واجب ہوئی کہانی اپنی وہی اسی حکومت عدل ان ٹیپر کم مقدار ہندہ شہتہ
 من الموضع فوجب بقدر ذلک من نصف عشر الدینار الا ان فی موضع شیخ الاسلام اور وہ یہی حکومت عدل یہ ہو کہ نظر اور نائل کیا ہے کہ
 کہ اس زخم کی کتنی مقدار ہو موضع سے تو بقدر اسکی دیت سے کہ بیوہ ان حصہ سے واجب ہو گا یہ قول ہو کہ فی کا اٹھنے کی ہر اس قول کی شیخ الاسلام نے
 م چونکہ موضع کی دیت ہر عاقل ثابت ہو چکا ہے اس لئے کہ اسکو مقیم علیہ نظر اپنی کی مقدار کی تو جمع ہو گا مثلاً باضغہ کو تامل کیا کہ موضع سے کتنے ہر تو
 اگر اسکی مقدار ثلث ہو موضع سے تو موضع کی ثلث دیت واجب ہوگی اور اگر ایک تو ایک دیت واجب ہوگی و علی ہذا القیاس وجمع قول کرخی کی یہ کہ کہ ان
 رجوع ہر مضمون علیہ کی طرف کہانی اپنی قول قال الطحاوی یقوم البشور عبد اللہ بن مالک فرمے کہ قد رآنا ہذا فی القیمین من النحر
 من الدینار من القیمۃ من النحر عشر دینار وکذا فی النصف والاکثاف اور حکومت عدل کی ہر دینار دوسرا
 قول طحاوی کا یہ ہر کہ رجوع الراس کو غلام قرار دیکر ہر دینار اس زخم کے اسکی قیمت مقرر کی جائے پھر اس زخم کے ساتھ اسکی قیمت معین کی جائے چھہ
 تفاوت ہو دو لون قیمتوں میں اسی قدر ازاد میں اسکی دیت سے لیا جائے اور غلام پر قیمت سے تو اگر قیمت سے دسواں حصہ کم ہو تو اسکی دیت سے دسواں
 لیا جائے اور اسی طرح نصف اور ثلث میں بھی اگر زخم سے نصف قیمت کم ہو گئی ہو تو نصف دیت حکومت عدل ہو اور اگر ثلث کم ہو تو ثلث دیت حکومت عدل
 ہو و ہاوی ہذا لفظ و جمع ہی اسی حکومت عدل یعنی کہ اسے الوقایہ والفتاویہ والکفۃ والدرر والمانہ وغیرہ و جزم ہر فی الجمع وہ یعنی تفاوت میں قیمتیں ہی
 حکومت عدل ہر اسی طحاوی کے قول پر فتویٰ ہو چکا ہے و قاتیہ اور قاتیہ اور طقی اور در اور خانہ وغیرہ میں ہر اور مجمع میں اسی قول پر یقین کیا ہو م
 اور اسی قول کو علانی نے کیا ہو اور اسی قول پر آئینہ ثلث کا اور اہل علم کا ابن منذر نے کہا یہی قول مخطوط ہے اہل اجتہاد سے کہانی اپنی و فی الخلاصۃ نا سقیم
 قول الکرخی لا یجوز ہر سے و ہر در اس قیمت مذکور ہے و لو لم یفیم ہر او لیسر علی النصف یعنی قول الطحاوی مطلقاً لا یسر استی و نحوہ فی الجہت
 بنیادہ اور خلاصہ میں ہو کہ کرخی کا قول تو خاص اسی صورت میں مستقیم ہو جبکہ جناب چہرہ اور سر میں ہو تو اسوقت میں کرخی کے قول پر فتویٰ ہو گا
 اور اگر چہرہ اور سر کے سوا اور جگہ زخم ہو یا سستی پر شکل پڑے موضع پر قیاس کرنا کرخی کے قول پر تو اب طحاوی کے قول پر فتویٰ ہے مطلقاً اگر چہ جرح
 چہرہ اور سر میں ہو اس واسطے کہ طحاوی کا قول آسان تر ہو انتہائی مافی الخلاصۃ اور اسی کے ماخذ جو ہر دینار ہر زیادت بیان کے ساتھ دلیل تفسیر حکومت
 ہو یا محتاج الیہ من النفقۃ واجبۃ الطیب والادویۃ الی ان یرزق اور بعضوں نے کہا تفسیر حکومت عدل کی وہ ہو کہ جسکی حاجت پڑے بخلہ خوراک
 اور اثرت جرح اور قیمت ادویہ کے زخمی کے صحیح ہو جائے تاکہ م طحاوی نے کہا کہ قول مفتی ہے کہ تو معلوم کر چکا یعنی تو یہ قول ضعیف قابل اعتماد کہ نہیں
 ہو ولا قصاص فی جمیع الشجاج الا فی الموضع بعد اور قصاص نہیں جمیع شجاج میں مگر موضع عر میں م شجاج نافق ہو یعنی ہا شہد و فقہاء اور میں
 بالاتفاق قصاص نہیں اور مادون موضع یعنی حارصہ اور دامعہ اور امیہ اور باضغہ اور تملکۃ اور احتیاق کے قصاص میں اختلاف ہے جو بعض قریب مذکور ہو گا والا
 یستوی الموضع والظاہر اور جرح شجاج میں قصاص نہیں آئیں مگر اور خطا دونوں برابر ہیں یعنی تو وہاں عر میں وہ واجب ہے جو خطا میں ہے واجب ہو گا

فی الطحاوی عن المحیط لکن ظاہر الذہب وجوب القصاص فیما قبل الموضحة ایضا ذکرہ محمد فی الأصل وهو الاصح در مختار جلد چہارم و ابن الکیلال و غیرہ الامکان
اساواة بان لیسر غور اسبابار تم تیز حدیدہ بقدرہ قیق طبع لیکن ظاہر مذہب وجوب قصاص ہوا ان شجاع میں بھی جو منہ سے پہلے مذکور
میں یعنی عارضہ اور دامعہ اور اسیمہ اور باضہ اور متلاحہ اور سحاق میں یہ ذکر کیا ہی محمد بن حسن نے اصل یعنی بسوط میں اور ہی قول یعنی وجوب
قصاص ماقبل موضع کا صحیح رہو کہ انی الدرر المحدثی و ابن الکیلال و غیرہ اس واسطے کہ شجاع مذکور میں بربری کرنا ممکن ہو اس طرح پر کہ زخم کا عین او گراؤ
استحان کیا جائے آلا متحان سے شلا سلائی و غیرہ سے پھر آہنی چیز لجا سے بقدر اسکے پھر کتا قلع کیا جائے ہم کافی میں ہو کہ ہی قول صحیح ہی دلیل ظاہر قرآن و
ابروح قصاص یعنی زخون میں قصاص ہو اور اعتبار اس واسطے کہ ممکن ہو کہ انی یعنی و استثنی فی الشرع لایستحق فلا یتبادا جاعا کمالا تو فیما بعد لکھا
والثقلہ بالاجماع وغیرہ الخوہرۃ فی حفظ اور شرع لایستحق یعنی ساق کو مستثنیٰ کیا ہی ہو کہ اس میں بالاتفاق قصاص نہیں جیسے مابعد موضع چنانچہ ہاشمہ اور منقلہ
میں بالاجماع قصاص نہیں اور شرع لایستحق ہے قول جوہرہ کی طرف نسبت کیا ہی ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے تم قال نے المحدثی و لا تو فی جلد راس و
بدن و لحم حد و لظن و ظہر پھر ذرا ہی فقہانی میں کہا اور قصاص نہیں سر و بدن کی کھال میں اور رخسار اور پیٹ اور پیچھے کے گوشت میں ہم شاید کہ قول
غیر ظاہر الروایۃ ہی یا جلد راس سے فقط سحاق مراد ہو عالم گیری میں محیط شری سے منقول ہو کہ جو جراحت پھرہ اور سر کے سوا بدن میں واقع ہیں ان میں حکومت
عدل ہو جبکہ ہڈی کھلیا سے یا ٹوٹ جائے بشرط ہوا اثر اور اگر جراحت کا اثر باقی نہیں رہا تو شیخین کے نزدیک اس میں کچھ نہیں اور محمد بن کے نزدیک تا حصول
صحت قیمت مختار کی لازم ہو کہ انی الطحاوی و لا فی لطمۃ و وکرة و و جارة اور نہ قصاص ہو مانچہ مارنے اور کی مارنے اور ضرب میں م عدم قصاص کہ عدم تعزیر لازم
نہیں و فی سلع جلد او کچھ کمال الدیۃ اور چہرہ کی کھال اکھاٹے میں پوری دیت ہو و فی کل اصابع الیہ الواحدة نصف دتہ ولو مع الکف لاثان
تبع فلا صایع اور ایک ہاتھ کی سب انگلیوں کے قطع میں نصف دیت ہو اگرچہ پانچوں انگلیاں تھیلی کے ساتھ کٹ گئی ہوں اس واسطے کہ تھیلی انگلیوں کے تابع ہو
م نصف دیت ۵۰ اونٹ یا ۵۰ دینار یا پانچ ہزار درہم ہو و مع نصف ساعد نصف دتہ و لکف و حکومت عدل نصف الساعد و کل الساق اور ایک ہاتھ
کے قطع اصابع میں نصف ساعد کے ساتھ نصف دیت واجب ہو تھیلی کے سبب اور حکومت عدل واجب ہو نصف ساعد کے سبب ہے اور یہی حکم ہو
پنڈلی کا پینے اگر پاؤں کی انگلیاں آدھی پنڈلی کے ساتھ قطع ہوں تو کف پاکسب نصف دیت ہو اور پنڈلی کے سبب سے حکومت عدل ہو و فی
قطع کف و فیما اصبع او اصبعان عشر مائت و عشر مائت اور اس تھیلی کے قطع میں جبین ایک انگلی یا دو انگلیاں میں دسوان حصہ دیت کا
یا پانچوان حصہ دیت کا واجب ہو شایع نے کہا یہ لکف عشر مرتب ہو یعنی ایک انگلی میں دسوان حصہ ہو اور دو انگلیوں میں پانچوان حصہ و لاشی نے
الکف عند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لوکان فی الکف ثلث اصابع فانه لاشی فی الکف بالاجماع اذ لا کثر حکم الکف اور کچھ واجب نہیں قطع
کف میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک چنانچہ اگر کف میں تین انگلیاں ہوں تو قطع کف میں کچھ واجب نہیں باتفاق امام اور صاحبین کے واسطے
کہ اکثر کے واسطے کل کا حکم ہو م یعنی بطرح کف میں کچھ واجب نہیں جبکہ پانچوں انگلیاں قطع ہوں تو اسی طرح تین انگلیوں کے قطع ہوئے سے کف کا بدلہ
کچھ نہیں ہو اور یہ مراد نہیں کہ قطع اکثر اصابع سے ہاتھ کی پوری دیت واجب ہو اس واسطے کہ تین میں مذکور ہو چکا کہ ہر انگلی میں دسوان حصہ دیت کا واجب ہو
کہ انی الطحاوی و فی جواہر الفتاویٰ ضرب ید رجل و بری الا انہ لا یصل یدہ الی قفاہ بقدر النقصان یؤخذ من جملة الدیۃ ان نقص الشئان
فقتل الدیۃ و لکذا و اقراء المصنف اور جواہر الفتاویٰ میں ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ کو مارا اور وہ چنگا ہو گیا اگر یہ کہ چکا ہوا تھ گردن کے نیچے
نہیں ہو پھر تو بقدر نقصان ہول کے پوری دیت سے لیا جاوے گا اگر نقصان بقدر دو ثلث کے ہو تو دیت کے دو ثلث واجب ہو گیا اور اسی طرح ثلث اور ربع اور
نصف کو قیاس کرنا چاہیے اور مصنف نے شرح میں اس قول کو ثابت رکھا ہو و نہیں کیا ہی و لو قطع مفضل من الاصابع فقتل الباقی او قطع الاصابع فقتل

لکھنؤ میں مکتبہ دارالعلوم

الکف لازم ویہ المقطوع قطع و سقط القصاص قاصہ وان ظاہر الدرد کہ ذکرہ الشرح فلا ینکرہ و سببی تنافس اور اگر انگلی کی ایک پونہ فصل سے کافی ہو باقی انگلی خشک ہو گئی یا انگلیان قطع کیں سو پتیلی خشک ہو گئی تو فقط دیت مطلق کی لازم ہوگی اور قصاص قطع ہو گا سو اسکو سبب کے اگرچہ قبول در کے مخالف ہو ایسا بیان کیا ہو شریعتی سے اور آگے تین میں آدیکام ہنایہ میں شرح طحاوی سے اجماعی مسئلہ یوں مذکور ہے کہ جو عضو شل ہو گیا کسی دیت واجب ہو اگر وہ انگلی ہو تو انگلی کی دیت ہو اور اگر کھن ہو تو کھن کی دیت ہو اور زبانی میں ہو کہ جب تمام انگلی بیکار ہو گئی تو تمام کی دیت واجب ہو اور اگر لایق اشتغال ہو تو مقطوع کی دیت اور باقی میں حکومت عدل بالا جاع ہو اور شرح اور ماتن کے مخالف ہو کہ ان فی الطحاوی و فی الاصحح الزائدہ میں ایسے ذکرہ و لسانہ ان لم یصلح صیرہ قطری بھین و حرکت فی الذکر و کلام فی اللسان حکومت عدل اور پانچ سے زیادہ انگلی میں اور صغیر کی آنکھ اور آنکھ تناسل اور اسکی زبان میں حکومت عدل ہو اگر صحت و سلامتی اسکی معلوم نہ ہو تو کھن کی نظر کرنے سے اور آنکھ تناسل میں پیش کرنے سے اور زبان میں پیش سے ہم زائد انگلی میں خوشحالی نہیں جو دیت واجب ہو اور آنکھ و غیرہ سے منافع مخصوصہ و دین پھر جہت جو منافع معلوم نہیں خشک سے پوری دیت واجب ہو حکومت عدل واجب ہوگی فان علت البصر فی ظلمانی فی خلاا و اعدا اذ انابت بایتہ او باقرار الجمالی وان انکر او قال لا اعرف صحت حکومت العدل جو ہرہ پھر اگر صغیر کی آنکھ و غیرہ کی صحت معلوم ہو تو اب وہ جو ان کے مانند ہو خلا یا عین جیکہ گواہی سے یا جانی کے اقرار سے ثابت ہو اور اگر نہ ہو تو پھر جہت میں اسکی صحت کو نہیں جانتا ہوں تو حکومت عدل واجب ہو کہ ان فی الجھرہ و دخل ارش موضعہ اذ ہوت عقلم او شعر راسہ فی الیہ لہ دخول الجھرہ فی الحکم کن قطع اصبعاً فقلبت الید اور اس موضعہ کی دیت جسکے صدمہ سے عقل ماسکی یا اسکے سر کے بالی جائے رہت آدمی کی پوری دیت میں داخل ہو جاوگی بسبب داخل ہونے جہت کے کل میں مانند اس شخص کے جسے انگلی دو سر سے کی قطع کی سو اسکا ایک خشک ہو گیا تو انگلی کی دیت اچھ کی دیت میں داخل ہو جاوگی عقل کے فوت ہو جانے سے سبب اعضا کی منفعت باطل ہو جاتی ہو اس واسطے کہ ارتفاع بدون عقل کے تصور نہیں ہو گا یا وہ مردہ ہو گیا کہ ان فی الخ و ان بوا صمہ او بصیرہ او لطفہ لا تدخل لانا کا حصنا مختلفہ بخلاف العقل لہو و لطفہ للکل اور اگر جراحت موضعہ سے اسکی سماعت یا بصارت یا گویائی جاتی رہا تو موضعہ کی دیت پوری دیت میں داخل ہوگی اس واسطے کہ سماعت او بصارت اور گویائی اعضا مختلفہ کے مانند ہیں برخلاف عقل کے اس واسطے کہ عقل کا منفعت سبب اعضا کی طرف رجوع کرتا ہو صمہ او بصیرہ اور گویائی کی منفعت خاص خاص علیحدہ علیحدہ ہوتی تو اعضا مختلفہ کے مانند ہو گئے تو ایک دوسرے میں داخل ہو گا تو موضعہ کی دیت جدا جدا سماعت و غیرہ کی جدا جدا واجب ہوگی و لا قود ان ذہبت عینا بل الیہ فیہا خلافا لہا اور قصاص میں اگر موضعہ سے دونوں اکھیں جاتی رہیں بلکہ دونوں میں اپنی موضعہ اور آنکھوں میں دیت واجب ہوگی برخلاف صغیر کے کہ صمہ صغیر کے نزدیک موضعہ میں قصاص اور آنکھوں میں دیت ہو و لا یقطع اصبع شل جارہ خلافا لہا اور قصاص نہیں اس انگلی کی قطع سے جسکے پاس کی دوسری انگلی خشک ہو گئی بلکہ دونوں عضو کی دیت واجب کی بر جھنا صاحبین کے یعنی انکے نزدیک اول میں قصاص ہو اور دوسری میں پت ہو کہ ان فی الطحاوی و لا صحیح قطع مفصلہ لا علی شل باقی الا صامع بل ویہ فصل حکومت رفاہی اور قصاص واجب نہیں اس انگلی میں جسکا مفصل اعلی کا لگایا ہو باقی انگلیان خشک ہو گئیں بلکہ مفصل کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہو صمدہ سبب جہت شریعت کے کہا تھا کہ تین میں آدیکام و لا قود بلکہ نصف سن اسود او اصفر او احمر باقیہ کسر بل کل ویہ السن اذا مات منقعة المضع و لا فسلو جاری حالتہ انکم فالیہ ایضا و الا حکومت عدل ریلے فتول الدرد و لا فلاشی فیہ فیہ یافہ در قصاص نہیں نصف دانست تو رہیں جسکا نصف باقی تو رہنے کے بعد سیاہ یا زرد یا سرخ ہو گیا بلکہ دانست کی تمام دیت واجب ہوگی جسکے جانے کی منفعت فوت ہو جاوے اور اگر چنانہ فوت ہو گا تو اس صورت میں اگر کوٹا دانست لفظ آتا ہو بولنے کے وقت تو بھی دیت ہو اور اگر نظر نہ آتا ہو تو حکومت عدل ہو کہ ان فی الریہی تو در کے یوں کہنے میں کہ اگر چنانہ فوت نہیں ہو تو اس میں کچھ واجب نہیں اعتراض اور خلل ہو م خلل ہو کہ اس میں نفی مطلق مذکور ہو حالانکہ ایسا نہیں ہو

بلکہ باوجود عدم فوت مفتح اگر لفظ آتا ہو تو دیت ہو یہ نامی کے سبب سے اور نہیں تو حکومت عدل ہو گا صرح بہ الریالی ثم الاصل ان البنا یہ منی قوت علیہ
 علی بن ابی طالب حقیقتہ فارش احد ہا لا یمنع قود الاخر و منی وقعت علی محل و التعلیق شیعین فارش شش احد ہا یمنع القود پھر دریافت کرنا چاہیے کہ قود
 کا یہ ہے کہ جب جنایت واقع ہو دو مکان میں جو فی الحقیقت جدا گانہ ہیں چنانچہ ہاتھ اور پاؤں تو ایک مکان کی دیت دوسرے مکان کے قصاص کی
 مانع نہیں ہو اور جبکہ جنایت ایک مکان میں واقع ہو اور دو چیزوں کو تعلق کرے چنانچہ جراحت و جرح سے عقلی زائل ہو جا تو ایک کی دیت دوسرے کے
 قصاص کی مانع ہو مگر یہ کہ امام کے نزدیک قادمہ یہ ہے کہ جب فعل واحد موجب قتل کا ہو بعض میں تو قصاص قادمہ ہو گا خواہ ایک عضو ہو یا دو عضو ہوں اور
 صاحبین کے نزدیک دو عضو میں باوجود وجوب مال کے قصاص واجب ہو اور اگر ایک عضو ہو تو قصاص واجب نہیں کذا فی المطاوعی و یجب الارش علی من
 اتی و سببہ یعنی حول ثم بقیت بعد ذلک بتین الخطا چندہ و سببہ القود المستحبہ اور دیت واجب ہو اس شخص پر چھٹے اپنے دانت کا قصاص لیسا سال
 گزرنے کے بعد پھر بعد اسکے دانت جم نکلا دیت واجب ہو سبب ظاہر ہو جائے خطا کے متینا قصاص میں ہو تو قصاص لیسنے والے کا قصاص ساقط ہو مشبہ کے
 سبب سے لیسنے مشبہ وجوب قصاص سے دانت چھٹے سے پہلے دنی الملتقی دینا فی فی اقصاص العین و المؤمن و لا و کذا الوضرب منہ فخرک لکن فی الخلاصۃ الکبیر
 الحدیث لایرجی بناء لا یوجہل بریفہ قلقت و قد یوفی بالقلہ المصنف و غیرہ عن النہایۃ الصیح تاویل البالیغ لیسر الاسے سکتے لان نہایت ناوار و لقی
 میں ہو کہ انتظار کرے آگے اور موضع کے قصاص لیسنے میں سال پھر اور یہ طرح انتظار کرنا چاہیے قصاص لیسنے میں اگر دانت پر ضرب واقع ہو تو سود لگایا
 لیکن خلاصہ میں ہو کہ جس جو ان کے دانت چمکنے کی توقع نہیں سمجھتا تاویل اور انتظار نہیں اسی قول پر فتویٰ ہو اور گاہے تو فقیہین کی جاتی ہیں قول سے
 جسکو مصنف و غیرہ نے نہایت سے نقل کیا ہو کہ قول صحیح ہو کہ تاویل بالغ کی اسکے چمکنے ہو جانے کے واسطے ہو نہ تاویل ایک سال کی اس واسطے کہ دانت کا ہونا بالغ میں
 ناہی الوقوع ہرم وجہ توفیق یہ ہو کہ عدم تاویل سال پر خلاصہ کا کلام محمول ہو اور جو تاویل کا قائل ہو تو مراد اس سے تاویل لیسنے کی نہیں فقیر لفظ صحیح اسکے مفید ہو کہ سال کی
 تاویل میں خلاصہ ہو علی گاہے میں ہو کہ اگر دانت ضرب سے ساقط ہو گیا تو موضع دانت کی صحت تک انتظار کرنا چاہیے ایک سال انتظار کرنا چاہیے مگر جو دیکھتے ہو تو میں پھر پولا
 قول ہو اتنی اور ندرت ثابت کی تحلیل اسکی مفید ہو کہ جو جرح میں اور متحرک دانت میں ایک سال کی مدت مسلم ہو کذا فی المطاوعی او ظہر فریضہ ہی رہا صاحبہا ملے
 مکاتھا و ثبت علیہا اللہ عود العروق کما کانت یا ایک نے دوسرے کا دانت اکھاڑا سو دانت والے نے دانت کے مکان پر پھر اسکو رکھ دیا اور یہ
 گوشت چم گیا تو دانت کی دیت واجب ہو اس واسطے کہ رگین عود نہیں کرتیں ج طرح پہلے تھیں فی النہایۃ قال شیخ الاسلام ان عا ذلت الی حالہا الا دلی فی
 المنقۃ و الحال لاشی علیہ کما لو ثبتت اور نہایت میں ہو شیخ الاسلام نے کہا کہ اگر دانت اپنی پہلی حالت پر عود کرے منقہ اور جہاں میں تو جانے پر کچھ واجب
 نہیں جیسے اس صورت میں کہ اگر دانت جڑ سے جڑ سے ٹوٹے و کذا الا ذل ان اذا الصفتا فالتحت یجب الارش لانہا لا تھود الی ما کانت علیہ در راوی طبع
 کان جبکہ اسکو قطع کے بعد چپکا یا پیچھا جائے ویکر سو گوشت سے جلیا دیت واجب ہو اس واسطے کہ پھر ویسا نہیں ہو سکتا جیسا کہ پہلے تھا کذا فی الدرر الا ان طلعت
 السن ثبتت اخری فانہ یسقط الارش عندہ کس الصغیر فلا فاما اگر یہ کہ دانت اکھاڑا گیا پھر وہاں دوسرا دانت چم آگیا تو امام کے نزدیک دیت ساقط
 ہو جاتی ہے جیسے صغیر کے دانت میں بالاتفاق دیت ساقط ہو برخلاف صاحبین ہم صاحبین کے نزدیک بالغ کے دانت اکھاڑنے اور پھر چھٹے میں پوری دیت
 ہو اس واسطے کہ جنایت موجب دیت تو واقع ہو چکی اور دانت کا چم آگنا نہایت جدید حق تعالیٰ کی طرف سے ہو و لو ثبتت معوجہ محکومہ عدل اور اگر دانت
 طرہا جا تو اس میں حکومت عدل ہو و لو ثبتت اسے النصف فعلیہ نصف الارش اور اگر نصف تک دانت جا تو اس پر نصف دیت واجب ہو دلاشی فی کفر
 ثبت کما کان اور اس میں کچھ دیت نہیں جو چم آگیا جس طرح کہ پہلے تھا اور اگر قطع کے بعد نفع نہ جا تو اس میں حکومت عدل ہو اسکو کہ شیخ میں اسکی
 دیت میں ثابت نہیں کذا فی المطاوعی عن الاختیار و التمس شیخہ و التمس جمیع حاصل ذلک بضر و لم یبق الا اثر فاند لاشی فیہ یا سر کا زخم بھر کر چمکا گیا

یابن کا غرض جو اصل ہوا تھا کہ اگر سے وغیرہ کی ضرب سے چنگا ہو گیا اور اسکا نشان باقی نہ رہا تو اس میں کچھ دیت نہیں ہم اس واسطے کہ موجبیت کا بدنامی اور
 ردال نفس ہو چنگا دے اور نشان بچائے سے زائل ہو گیا اور فقط در کسی شے کا موجب نہیں جیسے ضرب در دناک غیر فاحش میں اور دشنام مولم میں کچھ دیتیں
 ان لغز میں حکام کو اختیار ہر ذوال ابو یوسف علیہ السلام وہی حکومت عدل و قبال محمد قدرا لحد من الثقة لے ان میرا من بھرۃ الطیب ومن الدار
 اور ابو یوسف نے کہا کہ جارج پر درو کاغذ بنایا ہو یعنی حکومت عدل ہو اور محمد نے کہا جعفر زنجی کو خرچ لائق ہو اور صحت ہونے تک طیب کی اجرت اور دوا
 کے نفس سے وہ جارج پر لانم ہو گا دنی شرح المطاوی فی شرح قول اسد یوسف از بن الامم باجرة الطیب والحد او فطیلہ لا خلاف بینہما قالہ المصنف وغیرہ
 قلت وقد رنا نحو عن سببہ اذا کر ہنا عنہ روا بنین مقتبہ اور طحاوی کی شرح میں ہو ابو یوسف کے قول یعنی ہنہ سے درو کی تفسیر اجرت طیب
 اور دوا دات واقع ہوئی ہو تو موجب اس تفسیر کے ابو یوسف اور محمد کے قول میں مخالفت باقی نہ رہی ایسا کہ ابو یوسف نے غیرہ نے میں کہتا ہوں اور ابو یوسف
 اسکے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں مجتبہ سے صاحب مجتبہ نے اس مسئلہ کی شرح میں ابو یوسف سے دور واپس نہ کر رکھی ہیں سو خبردار رہو ہم دور واپس نہ
 ایک روایت محمد کے موافق ہو اور دوسری روایت ہے کہ صحیح سالم غلام کی قیمت کیا ہے پھر اس کی قیمت (اس دور کے ساتھ کیا جائے) تیار کر کے ہنہ تہنہ
 اشارہ کیا کہ شرح طحاوی کی تفسیر ابو یوسف کی ایک روایت کے موافق البتہ ہو سکتی ہو کہ فی المطاوی ولا یقا و جرج الا بعد ہر نہ خلاف لائے
 اور قصاص نہیں لیا جاتا زخم کا اگر اسکے چنگے ہو جائے کہ بعد برخلاف شافعی کے م مسند احمد اور دارقطنی میں حدیث مروی ہو کہ آنحضرت علیہ
 الصلوۃ والسلام نے قصاص لینے سے منع فرمایا جہنک زنجی چنگا ہو جائے اور دلیل عقلی یہ ہے کہ جو اعانت میں انجام لگا مہتر ہو شام کہ زخم کی شدت کے
 زخمی مر جائے تو اب جراحت قتل ہوگی تو زخم ہونا بدون صحت کے نہیں معلوم ہو سکتا کہ زانی لہج و عجز الجھون والقوہ خطا بخلاف انکران
 و التعمی علیہ اور صغیر اور مجنون اور بد فہم اور ہوش کا بعد خطا ہی ہر بخلاف وہ مست اور غش وائے کے کہ انکا بعد خطا نہیں علی عاقلۃ الدیۃ ان
 بلغت نصف العشر فاكثر ولم یکن من الہم والاشقی مالہ در اور صغیر یا مجنون کے عہد میں اسکے مددگاروں پر دیت ہو اگر دیت بیسویں حصہ
 تک پہنچے یا زیادہ اور صغیر یا مجنون عجمی ہو بیسویں عزی ہو اور اگر بیسویں حصہ سے دیت کم ہو یا صغیر وغیرہ عجم کا رہنے والا ہو تو خود صغیر کے مال میں
 دیت واجب ہوگی کذا فی الدرر ولا کفارۃ ولا حرمان ارش خلافا للشافعی اور صغیر اور مجنون کے قتل بعد میں نہ کفارہ ہو نہ میراث مقتول سے موقوف
 ہونا برخلاف شافعی کے ہم گفارہ اس واسطے نہیں کہ صغیر اور مجنون پر گناہ ثابت نہیں اور حرمان میراث عقوبت ہو اور صغیر اور مجنون لایق عقوبت کے
 نہیں ولو جن بعد القتل قتل و قبل لا و تامل فیما علقہ علی اللیقہ اور اگر قاتل دیوانہ ہو گیا بعد قتل کے تو وہ قصاص میں قتل کیا جاوے گا اور بعضوں نے کہا
 کہ قتل ہوگا اور اسکا پورا بیان ہماری تلقی کی شرح میں ہے صغیر ضرب من صبی قاتلہ عما یستظر بوضع الجعبہ المضروب ان بلغ ولم یست فیصل
 عاقلۃ الدیۃ ولو من الہم نیق مالہ در و مقتبہ فی المعامل ایک صغیر در دوسرے صغیر کے دانت پر اسکا اسکا کھاڑا تو انتظار کرنا چاہیے صغیر مضروب کے
 بالغ ہونے تک پھر اگر وہ بالغ ہو اور دانت نہ نکلا تو اسکے مددگاروں پر دیت ہو اور اگر صغیر ضارب عجم کا رہنے والا ہو تو خود اسکے مال میں دیت ہو اور ہم
 مجنون کے دیت کی تحقیق بیان کر چکے کتاب المعامل میں مہمہ فائدہ ضروریہ حکومت العدل الاصلیاما انما عاقلۃ مطلقا علی الہم کافی تویر البصار منظر القدر خانیۃ
 حکومت عدل کو عاقل یعنی جائے کے مددگار قتل نہیں ہوتے بنا بر قول صحیح کے ہر طرح یعنی خواہ حکومت عدل موصی کی دیت سے کم ہو یا زیادہ یا برابر چاہے
 تویر البصار میں ہو شوب لہادی تا نا طانیہ

فصل فی الجنین

فصل فی الجنین یہ فصل ہے جنہ کی کے مسائل میں جن میں اس بچہ کا نام ہو جو ہنوز اپنی ماں کے پیٹ میں ہو ضرب بطن امراۃ حرۃ حامل خراج
 الائمہ والہیمۃ و سبب حکما قلت بل للشرطۃ الجنین دون ائمہ کاۃ علقۃ من سیدہ او من المفردۃ بہۃ الفرۃ علی العاقلۃ در عن الزلی فی الجنب

من المصنف کیسے کہ ایک مرد نے حاملہ آزاد عورت کے پیٹ پر مارا شایع ہے کہ اگر آزاد عورت کی قید سے لوندی اور جانور کا حکم خارج ہو گیا اور دونوں کا حکم
 آگے آجکامین کتابوں بلکہ بچہ کی کا آزاد ہونا شرط ہوئی اسکی مان کا چنانچہ وہ لوندی ہو جائیے گا ایک سے حاملہ ہوئی یا مرد فریب سے وہ حاملہ ہوئی تو اسکی بچہ مردانہ عورت
 یعنی دیت ہو قاتل کی عاقلہ پر کذا فی الدررین الزیلعی تو مصنف سے عجیب ہے کہ اسے حریت نہیں کی شرط کو کیونکہ نہ بیان کیا یعنی باوجودیکہ مصنف صاحب کی اکثر متابعت کرتا
 ہے بیان اسکی مخالفت بیان کیوں کیا کہ ضرب شکم مثال ہے نہ قید تو یہی حکم ہے ضرب پشت کا شرح تو یہ ہیں کہ ضرب چین کی شرط ہو کذا فی الطحاوی و لو کانت المرأة کتابیہ و
 جھوٹے اور حقیقتی قاتلقت جینا میتا حرا و جب علی العاقلہ عرقۃ الشہر اولہ ہندہ اول مقام دیر الایات اگرچہ عورت مضرۃ البطن اہل کتاب سے ہو یا مجوسی
 یا قاتل کی زجر ہو سو حد مردہ ضرب سے عورت نے بچہ مردہ آزاد پیٹ سے گرا یا تو قاتل کی عاقلہ پر عرقہ واجب و شایع ہے کہ اگر عرقہ شہر عبارت ہے اول شہر سے اذرت
 دیت جسکا عرقہ نام ہے اول مقام دیر یا دیت سے ہر م شایع ہے یہ وجہ تسمیہ بیان کی عرقہ غیر منجمد ہے و تسمیہ راجعہ اذرت ہے عرقہ مال سے چنانچہ گھوڑا اور اذرت و غلام اور لوندی
 کذا فی المغرب شیخ الاسلام کی حد بیان ہے کہ بدل چین کا عرقہ نام رکھا اسواسطے کہ اس میں غلام کا دنیا واجب ہو اور غلام کو عرقہ کہتے ہیں اور دوسری وجہ شایع ہے کہ عرقہ
 مذکور ہو کذا فی ابنی مصنف عشر الیتامی دیتہ الرجل او چین کر اگر عورتیہ المرأة لو اسے وکل منہا ضامنہ درم نہ عورتیہ دیت کے بیون حصہ سے یعنی مرد کی
 دیت کا بیون حصہ اگر چین مرد ہو اور عورت کی دیت کا دسواں حصہ اگر چین عورت ہو اور دونوں پانسو درم ہیں ہم مرد کی دیت دس ہزار درم ہو تو اسکا بیون حصہ
 پانسو درم ہو اور عورت کی دیت پانچ ہزار درم ہو تو اسکا بھی دسواں حصہ پانسو درم ہو انی سعة وقال الشافعی فی ثلاثین کالذیہ وقال مالک فی مالک وکن یا فضل
 صلی اللہ علیہ وسلم چین مردہ بین عرقہ یعنی پانسو درم واجب ہیں قاتل کے عاقلہ پر ایک سال کے اندر اور امام شافعی نے کہا تین سال کے اندر دیت کے مانند و جب ہیں
 امام مالک نے کہا کہ قاتل کے مال میں واجب ہو اور ہاری دلیل فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر م جم طرانی میں حدیث طویل سے مروی ہے عرقہ عید و امۃ و خماۃ و
 صحیحین میں ابی بکر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بیان کی عورت کے چین میں عرقہ عید یا اسکا حکم کیا لیکن اس میں وہ کا ذکر نہیں اور چین میں کے مطلقین میں ہے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چین میں بی بیان کی عورت کو قاتل پر عرقہ عید یا لیدہ کا حکم کیا اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے چین میں عاقلہ قاتل پر عرقہ قرار دیا کذا فی ابنی فان القتہ حیافات قد تہکما لہ پھر اگر حاملہ زندہ بچہ والا پھر وہ مر گیا تو پوری دیت واجب ہو ضارب پر
 وان القتہ میتا فانتہ الامم فہی فی الامم و عرقا فی چین لما تقران الفعل یجوز بعد و اثرہ او اگر حاملہ نے مرد بچہ گرایا پھر مان کی مرگی تو مان پر دیت
 واجب ہو اور بچہ میں عرقہ اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ فعل متدد ہو جاتا ہو اپنے اشکے تعدد سے ہم چنانچہ ایک شخص نے قیرار اسد اس سے پراہو کہ دو کس کو قتل کیا
 تو قیرار نہ زبرد و قین واجب ہیں اگر دونوں قاتل ازراہ خطا ہیں اور اگر اول عمر ہو تو قصاص مرد دیت واجب ہو کذا فی الطحاوی و صحیح بالذخیرۃ بعد و الفرة تو چین
 فالتراستے قامت و طہارہ تعدد الذیہ لم ارہ فلیراجع اور ذخیرہ میں کہ عرقہ کی تصریح کی ہے کہ اگر دو بچہ مردہ ہو کہ ساقط ہوں یا زیادہ انتہی مافی الذخیرۃ
 کتابوں اور طہارہ تعلیل سے دیت کا بھی متدد ہونا معلوم ہوتا ہے اور چین کے اسکو صحیح نہیں دیکھا تو کتب فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے ہم جو رہ میں ہے کہ اگر حاملہ و چین
 اگر اسے تو دغورہ واجب ہیں اور اگر ایک زندہ و کلک مر جاوے اور دوسرا مردہ ہو تو عرقہ اور دیت واجب ہو ضارب پر اور اگر مان مرگی پھر دو بچہ مردہ ہوئے تو فقط مان
 کی دیت واجب ہو اور اگر مان کے مرے کے بعد و چین تک پھر مرے کے تین تین واجب ہیں و جب ہیں کذا فی الطحاوی وان انت فالتقت میتا فذیہ فقط وقال الشافعی
 عرقہ و ذیہ اور اگر مان مرگی اور اسے مردہ ہو کر گرایا تو فقط مان کی دیت ہو اور امام شافعی نے کہا کہ عرقہ چین اور دیت مان کی واجب ہے ہم امام اعظم کی دلیل یہ ہے
 کہ ظہر مان کا مرنا موت چین کا سبب ہے کہ اسکا جینا اس کے جینے سے ہوا اسکا دم لیا اس کے دم لینے سے تو چین کی موت اسکی مان کی موت سے ثابت ہوتی ہوئی ہو
 باعتبار بھی ہو کہ حد ضرب سے چین مرنا تو شک سے ضمان ثابت نہیں ہوتا و ان خطاۃ حیاء و مات حیاء و ماتا و اگر حاملہ عورت
 نے زندہ بچہ گرایا اپنے مر جانے کے بعد تو ضارب پر دو قین واجب ہیں چنانچہ اس صورت میں دو چین واجب ہیں جبکہ عورت نے زندہ بچہ ڈالا پھر بچہ اور عورت دونوں

ملک بچہ مردہ بین عرقہ یا بیون حصہ پانسو درم ۱۲

الزانی صدر الشریعہ وغیرہ کثافتہ عجب ہے وہ ہر دایہ عاقلہ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دیت جنین کی واجبہ ہر نہ قیمت اور یہ قول سہا کہ جنین مشائخ سے بھی مروی ہے چنانچہ
 فقہ الاسلام ہر دوی نے شرح جامع صغیر میں بعض مشائخ مذہب سے نقل کیا ہے کہ زانی لطمہ دایہ ولا کفارہ البتہ عندنا وجوب اہل غریبہ لیس فی الذن وقوع بیننا اور کہ کفارہ دایہ
 نہیں قتل جنین میں ہمارے نزدیک اگر مردہ گر ہو بلکہ کفارہ عجب ہے کہ زانی الزانی مافی وجوب اس واسطے ہے کہ کفارہ شرع میں ثابت ہو اور نفس کا مرنے کو اسکے عین
 متدی ہو گا وجہ عجب یہ ہے کہ صواب مرگب امر مشروع کا ہو تو قتل بلی اشد کرنا اور بچے نفس بدستہ ہتھکڑا کرنا افضل ہے کہ زانی الہیاتہ وشرعاً وادان شریع حیوانات
 حیوانہ الکفارہ کفارہ کفارہ فی الحادی اللہ سی وہ مفہوم من کلامہم تصریح ہے وجوب الہیاتہ جنہ عجب الکفارہ فیہ مال لہ فی قلیضہ اور اگر مردہ پڑے کفارہ سے کفارہ مردہ
 مرگیا نہیں مرگیا ہے کفارہ ہر دوی طرح تصدیق کی ہو حادی قدسی میں اور وہ لیتے مردہ کرے میں کفارہ مفہوم ہوتا ہے قتل کے کلام سے اس لیے کہ فقہانے در صورت زندگی
 جنین اور بچہ کے مرنے میں وجوب دیت کی تصدیق کی ہے بچہ جب دیت واجب ہو تو کفارہ بھی واجب ہو گا اس میں چنانچہ امر میں جنین کو اس تفصیل کو یاد
 رکھنا چاہیے یعنی اس واسطے کہ اکثر کتب فقہ میں مسئلہ مصرح نہیں ہوا استبان بعض علاقہ کافر وشرع کلام فیما ذکر من الاحکام وعدۃ وفاس کما فی بابہ او غیر جنین
 کا کچھ جسم ظاہر اور پیدا ہوا چنانچہ ناضن اور بال وہ پورے بدن واسطے جنین کے مانند ہر دایہ احکام میں جو مذکور ہو چکے اور عورت کی عدت اور نفاس کے احکام میں
 چنانچہ اپنے باب میں گذر گیا ضمن الفرة عاقلہ امرۃ حرة فی سنتہ واحدۃ دان لم یکن لہا عاقلۃ فی ما لہا فی سنتہ ایضا صدر الشریعہ و لم تاثم مالم یستنبین
 بعض خلۃ و مر فی المحظر لظاہر سقطۃ متینا عمداً بدواً و فی بعض کتبہا لظاہر بلا اذن و زوجہا اور جس عورت آزاد سے مردہ بچہ یا قتل کر دیا عداً بدواً اذن
 اپنے شوہر کے کسی دایہ کسی فعل سے جیسے اپنے پیٹ پر سے کہ عورت کی عاقلہ پیغہ کا ضمان واجب ہر ایک سال کی مدت میں اور اگر عورت کا عاقلہ
 نہ ہو تو عورت کے مال میں بھی غرہ واجب ہر سال کے اندر کما فی صدر الشریعہ اور عورت گنہگار ہوگی اسقاط سے جب تک جنین کا بعض بدن ظاہر نہیں ہو
 اور یہ مسئلہ کتاب الخلع میں نظم مذکور ہو چکا کام شارح کو یوں کہنا مناسب تھا کہ اسقاط سے عورت گنہگار ہوگی اس واسطے کہ یہاں کلام ہے وجوب غرہ میں اور وہ واجب
 نہیں ہوتا مگر جبکہ بعض اعضا بدن ظاہر ہوں پھر شارح یوں کہتا اور اگر بعض اعضا بدن ظاہر نہ ہوں تو اسقاط میں گناہ نہیں کہ زانی لطمہ دایہ فان اذن
 او لم تھد لا غرہ لعدم القدر ہی پھر اگر عورت کو اسکے شوہر نے اسقاط کا اذن دیا یا عورت نے اسقاط کا ارادہ نہیں کیا اور اسقاط ہو گیا تو غرہ جنین کا واجب نہیں علم
 تعدی کے سبب سے یعنی دونوں صورت میں عورت کا کچھ قصور نہیں ہم زیامی اور صاحب کافی نے دوسری صورت اذن شوہر عدم وجوب غرہ مذکور کیا ہے لیکن شریعہ لائی
 کہ لکھ یہ قول ضعیف پڑتی ہو نہ قول صحیح پر اس واسطے کہ نفوس میں اباحت جاری نہیں و تمار فی حاشیۃ لطمہ دایہ ولو امرت امرۃ ففعلت لا یضمن المامورۃ اور اگر
 زوجہ کے دوسری عورت کو اسقاط جنین کا امر کیا سو سننے گرایا تو عورت مامورہ پر ضمان نہیں و امام الولد اذا فعلت بنفسہا جتے سقطت فلا شی علیہا الاستحالة الیہا
 علی ملک کما لم یستحق فی حاشیۃ عجب اللوسۃ الفرة لانہ مفروء و رام ولد جبکہ بذات خود اسقاط جنین کرے تو اس پر کچھ واجب نہیں بسبب محال ہونے دین کے
 مملوک پر یعنی غرہ جنین کا دین ام ولد پر نہیں ہو سکتا جبکہ وہ لونڈی تھی ملک غیر نہ ہو پھر جبکہ وہ غیر مولے کی ملک ثابت ہوگی تو مولے کے واسطے غرہ
 ثابت ہے اس واسطے کہ وہ مفروء ہی یعنی فریب غور وہ ہو کہ غیر کے ملک میں نصرت کیا اپنے ملک جان کر خرید وغیرہ کے سبب سے مملوک مفروء کی صورت یہ ہے کہ
 لونڈی خرید کی اور تصرف میں لایا سو وہ حاملہ ہوگی پھر لونڈی نے پیٹ کر ایسا دیا وہ اسے یا ضرب سے پھر لونڈی غیر بالغ کی ملک ثابت ہوئی تو قاضی شریعہ کے
 واسطے جاریہ اور اسکے عتر کا حکم کرے اور شریعی بالغ سے شریعہ پھر لے اور شریعہ سے کہا جائے کہ میری لونڈی نے اپنے ولد کو قتل کیا اور وہ آزاد تھا کیونکہ
 وہ مفروء کا ولد ہو اور جنین آزاد میں غرہ واجب ہو تو یا لونڈی اس کو دے یا غرہ جنین کا کذا فی العالم کبیرۃ مختصر اذ فی الاوقات شریعت دوا لکستقلہ عمداً
 فان افعلت حیوانات فعلیہ الہیاتہ و الکفارۃ وان یثاقا لفرۃ ولا ترشۃ فی الحالیین اور واقعات میں ہو کہ عورت نے دوا پانی یا بچہ عداً کر دے پھر اگر بچہ گرایا
 زندہ بعد اسکے وہ مرگیا تو عورت پر دیت اور کفارہ واجب ہو اور اگر مردہ بچہ گرایا تو غرہ واجب ہو اور عورت دونوں حالت میں دارل جنین کی ہوگی و عجب

ہو نہ صاحب خانہ پر اس واسطے کہ اس وقت میں لینے قبل از منصفہ اس صاحب خانہ کے ولستہ وہ مسلم نہیں ہوا لیکن اگر کسی مالک یا بیعت بلاق واسطہ صاحب طریق اور ضمان دیگا اگر بائی کثرت سے چھپے گا اس طرح پر کہ اس سے آدمی رپٹ جانا پڑے اور چھپے گا تو تمام راہ میں ہر گز اور اگر چھپے گا تو تمام راہ میں چھپے گا و نہیں تو ضمان نہیں غور رش فدا جانے باذن صاحب ضمان سے لے کر امر استحسانا و تمامہ فی المقتضیٰ اور اگر بائی چھپے گا و کان کے ساتھ صاحب دکان کے اذن سے قوام کرنے والے پر ضمان ہر استحسان کی راہ سے اور پورا اس کا بیان تھقی میں ہر

فصل فی احکام المال فی حق دیوار مال یعنی چھپے دیوار کے مسائل میں مال حاکم الی طریق العاقل من ربہ اجماعی کتبہ من نفعہ
 انسان و حیوان او مال جبکہ گئی دیوار شرع عام کی طرف تو دیوار کا مالک اپنے اس کا صاحب ضمان دیگا اس چیز کا جو تلف ہو گئی دیوار کے گرنے سے خود و غیر مالک جان ہو آدمی یا جانور کی یا مال ہر گز شرع نے مالک کی تفسیر صاحب کے اشارہ کیا کہ مالک یہی مالک مراد نہیں بلکہ مالک سے مراد وہ شخص ہے جس کا تصرف و تفریع کا اختیار ہو اگرچہ وہ ضعیف کا وہی ہو یا اس کا وادارہ ہر گز یا اس کا تب چنانچہ شارح بیان کرے گا اس کی سبب یہ حقیقت ہے کہ مالک کا لائق و القیم و لوجہ اطلاق المستحق من عاقلہ او اقلہ ضمان تلف لازم ہوگا بشرطیکہ دیوار کے مالک سے مطالبہ کیا ہو خواہ وہ حقیقتہً مالک ہو یا حکمًا مالک ہو چنانچہ وقت کرے والا اور ناظر وقت اگرچہ دیوار مال مسجد کی ہو عاقلہ وقت چنانچہ لازم آدیکہ و کا القیم اسے و الراہن و المکاتب و العبد الشارح اور ناظر وقت کے مانند ولی اور راسخ اور مکاتب اور سوداگر غلام ہر گز ولی سے مراد غیر کا ولی ہے جیسے اس کا باپ اور وادارہ اس کا ذکر اس واسطے کیا کہ مرقن مالک سے ہونے چاہئے کہ اس سے مطالبہ ہو یا مالک اس میں ہر اور وہ قادی ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر کے بعد چھ دیوار بنا کر نہیں کے قبض میں کرے اور مکاتب کی دیوار سا قی ہو کر اگر کوئی چیز تلف ہوگی حال کنایت میں تو اگر وہ چیز انسان ہو تو جو اس کی قیمت اور دیت مقول میں اتل ہوگا وہ مکاتب پر لازم ہوگا اور اگر وہ چیز مال ہو تو اس کی دیت قیمت میں سے مکاتب پر واجب ہوگی اور اگر عید تاجر کی دیوار سے الی تلف ہوگا تو اس کی گردن سے متعلق ہو اور اگر جان ہو تو اس کے مالک کی عاقلہ پر دیت ہو گا لانی الطریق و فی و کذا اجماع الشرحاء و لو انورثہ استحسانا اور اسی طرح ناظر وقت کے مانند شرکین میں سے ایک شریک ہو اگرچہ اشخاص مذکورین ہوں ان کے وارث ہوں باندہ ہر استحسان کے ہم وجہ استحسان ہے کہ اگر احد الشریک کا قادی ہو اس پر کیا فی شریک سے مطالبہ کرے گا وہ جمع ہو کر دیوار کو ڈھان دین تو ایک شریک بقدر حصہ کے ضمان دیگا اور قیاس یہ تھا کہ ایک شریک پر ضمان لازم نہ ہو تا کیونکہ وہ ہم دیوار کا مالک نہیں نعم فی الظہیرۃ لو مات ربہ عن ابن فقط و دین مستغرق صحیح الا شہاد علی الابن وان لم یساک اللہ جہدی وغیرہ لانی ظہیر یہ میں ہے کہ اگر دیوار کا مالک مر گیا فقط ایک بیٹا اور دین مستغرق مرنے کے بعد چھوڑ کر تو بیٹہ پر گواہ کرنا صحیح ہے اگرچہ بیٹا گھر کا مالک نہیں کہ لانی البرجہدی وغیرہ ہم تو اگر اشتباہ کے بعد انسان تلف ہوگا تو باپ کی عاقلہ پر دیت لازم ہوگی نہ فرزند کی عاقلہ پر کہ لانی المتحققہ مکلف مسلم او ذمی یعنی من ابل الطالب فیمشترط فی الصبیۃ والعبدان ولیہ ومولاه بالخط و متہ زلیلی حرا و مکاتب ضمان لازم ہوگا اگر مالک دیوار سے لے کے توڑنے اور ڈھانے کا مطالبہ کیا ہو مکلف نے تسلیم کیا ہو یا ذمی آزاد ہو یا مکاتب شریک نے کہا مکلف سے مراد اہل یہ طلب کا نہ بالغ تو صغیر کی طلب میں اس کے ولی کا اور غلام کی طلب میں اس کے مالک کا اذن خصوصیت کے واسطے شرط ہے کہ لانی الزلیلی وان لم یسہد وجوب ضمان میں طلب نقض شرط ہے اگرچہ اسپر اشہاد واقع نہ ہو ہم تو وجوب ضمان میں طلب شرط ہے نہ اشہاد و اشہاد وجوب فقہ میں مذکور ہے تو اس واسطے ہے کہ اگر مالک دیوار یا اس کے مددگار طلب ہم کا انکار کریں تو اس کے اثبات پر قدرت حاصل ہے شہاد باب احتیاط سے ہر چنانچہ طلب شفعہ پر شہاد کہ ناہیہ احتیاط ہے نہ بوجہ شرط او طلب کرنا اس ہر ایک لفظ سے صحیح ہے جس سے طلب نقض مفہوم ہو چنانچہ یون کہنا کہ تیرہ دیوار نظر مالک ہو یا مالک ہو سو اس کو گارے ماسا قی ہو کر کسی چیز کو تلف نہ کرے یا یون کہے کہ دیوار کو گروا دے کہ وہ ہم کو رہی ہو اور اشہاد کی صورت یہ ہے کہ طلب نہ کرے شہاد ہون کے سلسلے میں یون کہے کہ اس مرد سے دیوار ڈھانے کو کہ چکے ہیں اور اگر مالک دیوار سے یون کہے کہ تجھ کو دیوار کا ڈھانا مناسب ہے تو طلب نہیں ہو اور نہ اشہاد و شہاد پر لانی الزلیلی ولا یصح الطلب قبل المیل لعدم التحدی او طلب نقض صحیح نہیں دیوار کے ٹھیکے سے پہلے عدم تعدی کی سبب سے

والحال انہ لم یقتضہ وجوب ملک تقصیر فی قدرہ یقتضہ فیہا صاحب دیار مالک برضمان واجب ہر طالب کے بعد حالت میں کہ کشتہ دیوار کو نہ گرایا اور حال ملک
 وہ اس کے گرنے کا مالک ہو اس قدر مدت میں جس میں اس کے ڈھلنے پر قیاساً ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب نہیں تو اگر طالب پر شہادہ ہوا اور فوراً دیوار گر چکی
 مالک نے اتنی فرصت نہ پائی کہ گرنے پر قیاساً ہو تو ضمان تلف اس پر لازم ہوگا بعلت عدم قدرت علی التقصیر لان دفع الضرر العام واجب ہر طالب کے بعد حالت میں کہ کشتہ دیوار کو نہ گرایا اور حال ملک
 تلف لازم ہو کہ ضرر عام کا دفع کرنا واجب ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 کا دفع کرنا واجب ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 جان کے خوف سے اس بات کا شائبہ نہ ہو کہ مالک نے تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 کہ جو دیوار کے گرنے سے جان آدمی کی تلف ہو گئی تو اس کی دیت صاحب دیوار کے مدگاروں پر ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 مدگار تلف مال کا ضمان نہیں دیتے والا ضمانت مالک بالاسقاط علیہ وغیرہ علی الملک بالاسقاط علیہ وغیرہ کون البتہ مالک لایمکن وقت
 الا بطلان وقت سقوط ولا اقبال اور ضمانت نہیں کرتا چیز پر گواہ لائے نہ ایک سپر کہ واجب دیوار کی طرف طلب ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 ہوئی اس پر گرنے کے سبب سے تیسرے سپر کہ واجب دیوار اس کی ملک ہو چکے باشندے کے وقت ملک اس کی ملک میں باقی ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 آئندہ کو ذکر کیا و لو تقدیم سے من لایک تقصیر من یسکنہا باجارتہ او اعارة او الی المخرج لایقتدرہ بعدہم قدرہم علی التقصیر
 اور اگر طلب ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 ہوئی تو اس طلب اور شہادہ کا کچھ اعتبار نہیں ان کی عدم قدرت کے سبب سے تقصیر پر پینے وہ لوگ ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 من ذکر و التفت شکیفاً فی ضمانہ لایستلزم علی ساکن ولا مالک اور اس صورت میں کہ دیوار اس کا ہوئی اشخاص کو رین کی تقدیم طلب کے بعد اور دیوار نے
 ساتھ ہو کر کوئی چیز تلف کی تو اصل ضمانت نہیں نہ گرنے کے رستہ دیوار پر مالک ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 صورت میں ضمانت نہیں کہ دیوار خارج ہو گئی اس کی ملک سے بیع کے سبب یا غیر بیع کے سبب سے چنانچہ یہ کہنے کے سبب سے کذا فی الحادی التدری
 اور اسی طرح ضمانت نہیں کہ مالک دیوار کا مجنون ہو گیا مجنون طبق یا مرد ہو گیا اور دار الحرب میں جا ملا اور اس کے حاکم ہو گیا پھر وہ دار الاسلام میں آگیا یا مجنون
 ہو گیا ہو گیا کذا فی الخانیہ ہم ظاہر اس میں تسلیم ضرور ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 ولایت بالبیع ونحو وغیرہ ظاہر ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 بعد الا شہادہ سے ضمان لازم نہیں آتا اگرچہ سقوط دیوار کا قبضہ مشتری سے پہلے ہو سبب زائل ہو جانے اس کی ولایت کے بیع اور اس کے مانند اگرچہ ملک
 بیع کی پھر عود کے بعد اس کے کذا فی الحادی الخانیہ ہم ضمان واجب ہوتا ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 ضمان لازم ہوگا اگر شہادہ دہانی سے تجد ملک کے سبب سے بطلان بخلاف ما قبلہ کہ ہر خلاف مانند بیع کے سبب باقی رہنے فعل بالبیع کے چنانچہ فصل ساق
 میں بھی ہے مگر ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 اہل ہند اس کو چھو اور برادر کہتے ہیں اور بیع کی مانند کینٹ اور میراب ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 ساق ہو کر تلف کا موجب ہوا تو ضمان بالبیع ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً
 جنایت نہیں بلکہ ترک ہر طالب کے بعد فوراً بلا مہلت ضمان واجب ہو تو تقصیر متعذر ہو تو راہ بند ہو جائے گرنے کے خوف سے تو راہ بند ہو جانے سے خلق اللہ کا ضرر ہر طالب کے بعد فوراً

لاونی ملاستہ قوتانی فالطلب ایسے لان الحق کہ اور اگر دیوار مالک ہوئی کسی آدمی کے گھر کی طرف خواہ وہ مالک ہو یا رہنے والا ہو کہ یہ وغیرہ سے تو اس کی دیوار
 طلب دم کا اختیار جو اس واسطے کہ خاص حق اسی کا جو قستانی نے کہا دار انسان کی اضافت کثر تعلق اور تباہی کی وجہ سے جو سینے تو مالک اور کرایہ دار دونوں کے
 صاحب خانہ کہنا صحیح ٹھہرا فصیح ماچیلہ و ابراؤہ شہا اسی سن التجانیہ تو صاحب خانہ کی تاجیل اور جنایت سے ابرا کرنا صحیح ہے پینے اگر ایک شخص گھر کی طرف دیوار
 مالک ہو اور اسے مالک دیوار کو ملت دی گئی اس وقت میں اگر کہنا لینا یا کہنا تھپہ چنانہ تلف نہیں تو یہ جائز ہے پھر اگر اس وقت کے اندر تلف ہوگا تو مالک یا اگر چنانہ لازم
 ہوگا کیونکہ صاحب حق کو اپنے حق کا اسقاط کرنا جائز ہے کذا فی العینی وان مال الی الطريق فاحلہ القاضی او من طلب النقص للیبر لانہ حق العامة تصرف
 القاضی فی حق العامة نافذ فیما یقسم لایما یقسم وخیرہ بجنات تاجیل من بالدار اور اگر دیوار مالک ہو گئی راہ کی طرف نہ ہو اس وقت اس نے صلت دی وہ ت
 سمین مالک یا اسے صلت دی جسے ہم دیوار کی طلب کی تھی تو دیوار کا مالک بری الذمہ ہوگا چنانہ تلف سے اس واسطے کہ شایع عام میں سب کا حق ہے تو قاضی
 کا تصرف حق عام میں نافذ ہے سمین جو انکو نفع کو سے نا سمین جو انکو ضرر کرے کذا فی الذخیرہ بطلان تاجیل صاحب خانہ کہ وہاں اسی کا خاص حق ہے و ہاں بعضہ لا طریق و بعضہ
 لدار فاسے طلب مع الطلب لانہ اذا صح الاشتہاد فی بعض صح فی کل برجندی اور اگر بعض دیوار راہ کی طرف مالک ہوئی اور بعض کسی کے گھر کی طرف
 تو جو شخص طلب دم کرے گا تو طلب کرنا صحیح ہوگا اس واسطے کہ جب بعض میں اشتہاد صحیح ہو تو کل میں صحیح ہوگا کذا فی البرجندی صم چونکہ دیوار واحد ہے تو اہل خانہ کا اشتہاد
 صحیح ہوگا اس قدر دیوار میں جو انکی ملک کی طرف مالک ہے اور اس قدر میں بھی جوارہ کی طرف مالک ہے اس واسطے کہ اہل خانہ بھی بخلہ عامہ کے ہے اور اگر صاحب اشتہاد اہل خانہ
 کا خیر ہے تو اس قدر دیوار میں اشتہاد صحیح ہوگا جوارہ کی طرف مالک ہے اور جب بعض دیوار میں صحیح ہو تو کل میں بھی صحیح ہوگا کذا فی الخانیہ طحاوی نے کہا تو اس سے
 معلوم ہو گیا جو شارح کے کلام میں ہے پینے اجمال غل فان بنی ما کلا ابتداء ضمن طلب کیا فی اشتراع الجناح و سنجوہ کثیرا بابتہ یہ ہے پھر اگر دیوار مالک بنائی
 ہو تو ضمان تلف مالک دیوار پر لازم ہوگا چنانچہ برآمدہ وغیرہ نکالنے میں چنانچہ سبب میں ضمان لازم ہے ہاں طلب بسبب اسکی تعدی کے مالک بنانے سے
 حاکم بن ختمہ شہد علی احدہم فسقط علی رجل ضمن عاقلۃ خمس لہ تہی اسی خمس مالک بہ من مال او نفس تنکسہ من اصحابہ ہر اذنتہ للحاکم
 ایک دیوار مالک پانچ شریکوں میں مشترک ہے ایک شریک پر اشتہاد واقع ہوا پھر وہ دیوار گر پڑی ایک مرد پر تو صاحب دیوار کے مددگاروں پر پانچوں حصہ
 ویت کا لازم ہوگا پینے جو چیز تلف ہو گئی دیوار سے مال ہو یا جان اس کے پانچوں حصہ کا ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ ایک شریک اصلاح دیوار پر قادر ہے
 اسکی حاکم سے نالش کر کے ہم یہ جواب ہے سوال مقدار کا پینے ایک شریک ہم دیوار پر قادر نہیں تو اس پر اشتہاد کیونکر صحیح ہو خلاصہ جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ ہم پر قادر نہیں
 لیکن اسکی اصلاح پر قادر ہے حاکم سے اطلاع کر کے اس واسطے کہ نقص فورا اضر ہے جس طرح سے کہ ہم ہم پر مختصر نہیں دار میں ناشہ حقہ احدہم فیما بکرا و فی حاکم
 فخطب بہ رجل ضمن ثلثی الدیۃ تعدی فی التلثین وقد حصل التلث بعلہ واحدة فیقبر بالحقۃ ایک گھر میں تین شخصوں میں مشترک ہے ایک نے آئینہ
 کنوین کھو دیا دیوار بنائی سو اس کے حصہ سے ایک مرد مر گیا تو حاکم اور بانی دیت کی دو تہائیوں کا ضمان دینا بسبب اسکی تعدی کے دو تہائیوں میں پینے
 دو شریکوں کے حصوں میں اور البتہ تہات حاصل ہوا ایک ہی حالت سے تو بقدر حصہ متبر ہوگا ہم موت کی حالت و احدہ نقل ملک ہے تو اسکی قیمت ہوگی مالکون
 بقدر ملک کے کذا فی المداۃ و شرح العینی وقالوا انما لان التلف فسلان معتبر و ہر اور صاحبین نے کہا کہ پانچ شریکوں کے اور تین شریکوں کے سوا بی بیہ نصف
 ہے اس لیے کہ تلف دو قسم ہے ایک قسم معتبر ہے اور دوسری راگان میں جس شریک پر اشتہاد ہوا تو اس کے حصہ میں تلف معتبر ہے اور جس شریک پر اشتہاد نہیں ہوا تو اس کے حصہ میں
 تلف باطل اور راگان میں جو اگر کنوین کھو ورنے میں باعتبار اپنے ملک کے حاکم تعدی نہیں ہے اور باعتبار ملک شریکین کے تعدی ہے تو وہ تین ہو گئے تو نصف نصف انصاف
 ہو گیا کذا فی الزلیعی پینے عاقلہ تعدی پر نصف ویت لازم ہوگی اور نصف راگان الا اشتہاد و علی لھا خط اشتہاد و علی النقص بالکسر یا نقص من الجبہ
 دیوار مالک پر اشتہاد و دیوار افتادہ منقوض پر اشتہاد ہے پینے ایک ہی اشتہاد و کفایت کرتا ہے دونوں کے ضمان تلف میں شارح نے کہا کہ

انقضی بمرور وقت و سکون فاقب عبارت پر کسی نیست اور کسی سے جو دیوار سے ساختہ ہو و حیثیت فلو وقع الحائل علی الطريق بعد الاشیاء و اعتبار ان بقضی
 فاما فی حق الانقضی علیہ اور اس وقت میں اگر دیوار گر پڑی راہ پر اشیا کے بعد کوئی آدمی اس پر قدم کرکھائے اگر اس کو مرگیا تو مالک دیوار پر
 ضمان ویت لازم ہوگا اس واسطے کہ انقضی اور مٹی منقوض مالک دیوار کی ملک پر تو راہ کو اس سے خارج کرنا اور صاف کرنا اسی پر واجب ہوا ان غیر رجل
 بقیلت مالک استوفی طہا ای الحائل علی الطريق لا یقضی لان نص فیہ لا یراد بالاشیاء و الا لایقہ اور اگر ایک مرد سے شک ہو کر کھائی اس مقتول پر جو دیوار کے سقوط سے مرگیا تھا
 تو مالک دیوار پر شک کرکھائے و لے کے ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ راہ خارج کرنا مقتول کی لاش سے مقتول کے وارثوں پر جو نہ صاحب دیوار پر خلاف الجناح حیثیت
 رہا القیلت انما لے ایضا بقا جانیۃ فیازیمہ تسیر فی الطريق عن القیلت ایضا بوجہ انہ لو باع الحائل علی الطريق انقضی برکے ولو باع الجناح لازم
 بر خلاف برآمدہ کرنے کے کہ وہ مالک اس کا قیلت ثانی کا بھی ضمان دیکھا اس سبب باقی رہنے اس کی جنایت اور تعدی کے تو سپر راہ کا خارج کرنا مقتول
 سے بھی لازم ہوگا و لیسکا وہ مسئلہ پر کہ اگر دیوار یا منقوض کو مالک نے بیع کر دیا تو ضمان سے بری لازم ہو گیا اور اگر برآمدہ بیچا تو ضمان تلف سے
 بری لازم ہوگا کذا فی الزلیلی و لا یصح الاشیاء و قبل ان یبیع الحائل لا یقضی لان اعدام التعدی ابتداء و انتہا و وجہ نہیں گواہ کرنا دیوار کے ٹکڑے اور پتھر
 پہلے بسبب نوسنہ تعدی کے باعتبار ابتداء و انتہا کے و قیلت فیہ شہادۃ و قیلت فیہ شہادۃ علی التقدیم لاسطے القیلت اور شہاد
 میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی مقبول ہے کہ وہ یہ کہ یہ مقدم ہو گا یہی کہ قتل پر تسیر و بیع مسائل ملحقہ شہاد کے حال لفظ بعضہ صحیح و بعضہ شہاد کا
 علیہ فقط کلمہ و قتل انسانا ضمنہ الا ان یکن الحائل علی الطريق فیضمن ما اصاب الحائل علی الطريق فاما شہاد صحیح فی الواسطہ لانی صحیح
 ایک دیوار پر کہ کچھ درست ہے اور کچھ مائل ہے اور سست سو اس پر شہاد واقع ہوا مالک پر سو تمام دیوار گر پڑی اور آدمی کو لے کر تلف کیا
 تو مالک دیوار کا ضمان دیکھا کہ وہ دیوار طویل ہو تو نقطہ بقدر احصائیت دیوار حقیقہ کے ضمان دیکھا اس واسطے کہ اس وقت میں طویل کے سبب سے
 ایک دیوار منبرہ دو دیواروں کے ہر تو اشیا و ضعیف دیوار میں صحیح ہو گا نہ درست دیوار میں حائل ان احد ہما مالک والاخر صحیح فاشتبہ علی الماکل
 فقط الصحیح فاشتبہ ان ہر افانیہ دو دیوار میں ہیں ایک مائل ہے اور دوسری درست سو شہاد واقع ہوا مالک پر سو گر پڑی درست دیوار تو اس سے
 کچھ تلف کر دیا تو وہ باطل اور رائگان ہر کچھ اس کا ضمان نہیں کذا فی الخانیۃ مسی مال حال لفظ فاما شہاد علی من بناہ والدیۃ علی حاقۃ من بناہ
 ایک مسجد پر جس کی دیوار مائل ہے تو گواہ کرنا اس کے ناجائز ہے اور اس کے سقوط کا خونہا اس کے بنانے والے کے مدگاروں پر و حائل الوقت علی الماکلین علی
 حاقۃ الوقت اور جو دیوار کے ساکین پر وقت ہو تو اس کے سقوط کی ویت واقف کے مدگاروں پر ہم پر وقت ہو جبکہ شہاد متولی وقف پر ہو ہوا اگر ساکین پر شہاد
 ہو گا تو ضمان نہیں کذا فی العالگیریۃ و حائل العبادۃ علی حاقۃ مولاہ و لو مستغرقا استئمانا اور غلام تاجر کی دیوار گرنے کا ضمان اس کے مالک کے مدگاروں پر ہر کچھ قریہ
 غلام مستغرق بدین ہو استئمان کی دلیل سے قال ولی القیلت اذا جازعہ عن القصاص لا یصح لانہ یتلک لعل علیہ مسئلۃ الاصل جاریہ قیلت رطلہا افرانی
 ہا ولی القیلت قبل ان یقضی لا یجد لانہا ضارت مملو کہ ولو الحیۃ مقتول سکے وارث سے کہنا کہ جب کل آدمی تو میں قصاص کو معاف کر دے گا تو چھوٹے صحیح نہیں اس واسطے
 کہ یتلک کہ یہ کہنے کو یا اس سے کہنا کہ جب کل آدمی تو میں اس شخص کو جس کے ہمارے کا شہاد سے بچاؤ اختیار دیا میری ملک میں کر دے گا اور لاکھ تیک کی تعلیق صحیح نہیں تیک قصاص پر سکھ
 اصل کا بیٹہ بیٹا کا دلالت کرتا ہے اور وہ یہ سکھ کہ ایک لوندی سے ایک کو قتل کیا سو مقتول کے وارث سے اس کے زکا کی قصاص لینے سے پہلے تو زانی پر جزا واقع ہوگی اس واسطے کہ وہ
 لوندی زانی کی ملک ہوگی کذا فی الوالیۃ اس قتل کا موجب اصل قصاص ہے تو وارث مقتول کا جاریہ خون کا لاکھ تیک کا قصاص کی راہ اور جو اپنی ملک سے دلی کرے اس پر جزا نہیں

بہت احتیاط و احتیاط

باب جنایۃ البیعتۃ و الجناية علیہا

یہ باب جو جانور کی جنایت اور جانور پر جنایت کرنے کے احکام میں الاصل ان المرور فی طریق المسکین مباح بشرط السلامة فیما یکن الاحتیاط

اور کسی پر ہم اطوار عبارت جرات کے ملازم سے اور انکس عبارت ہونی کے ملازم سے خلاصہ یہ کہ جہان اکب پر ضحان تاج و تاج کیچنے والے اور ہاتھ دے
پر بھی ضحان تاج اور وہیں موضع میں را کب پر ضحان نہیں وہاں ان پر بھی ضحان نہیں اور اس قول صحیح کے مقابل مختصر قدوری کا قول ہے کہ سائق ضحان میں جراتوں کے
ہاتھ اور پاؤں کے روندنے کا اور قائم ہاتھ کے روندنے کا ضحان میں جراتوں کے روندنے کا والراکب علیہ اللکھا رقة فی الوطی کما اور سوار پر کفارہ واجب
ہو کھینچنے میں چنانچہ گزر گیا ہم طحاوی نے کہا کہ اسباب میں تو را کب کا کفارہ مذکور نہیں ہو چکا لاجلیہا ہی اعلیٰ سائق وقائد ضحان دونوں پر بیٹھنے کیچنے والے اور ہاتھ
دے پر کفارہ نہیں ہم سائق اور قائم قسب میں اور را کب مباشرت اور کفارہ مباشرت کا حکم ہر نہ سبب کا اور اسی طرح کھینچنے سے را کب حق میں جرات اور سوار
مستحق ہر نہ سائق اور قائم کے حق میں کذا فی المنع وان کان سائق ورا کب لم یضربا سائق علی الصبیح خلافا لما جزم بہ الفقہاء وغیرہ لان الاصل ان
لے ایضا شرعاً سے من القسب کما مر سے اذ کان سبباً لا یصل بانفردہ الا انما لکھا جہا انما سے سبب یصل بانفردہ فی شتر کان کما یستے فسکتہ
شتر انما یبذلون را کبما فی حفظ اور اگر ایک جانور کا ایک کھینچنے والا ہو اور دوسرا سوار ہو سوار پر بیٹھنے اور وہ جانور کچلنے کو ڈالے تو کھینچنے والے پر ضحان آوے گا
بلکہ سوار پر ضحان لازم ہو گا بنا بر قول صحیح کے برخلاف اس قول کے کہ قستانی وغیرہ نے اس پر یقین کیا ہے اس واسطے کہ فعل کی اضافت مباشرت کی طرف مقدم پر سبب
کی اضافت سے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے اولویت مباشرت کی سبب سے اس وقت ہو چکا ہے اس سبب سے کہ لکھا کرتے ہیں کیلئے لکھا کرتا ہو چنانچہ ہماں پر بیٹھنے کیچنے میں سبب اس
سبب میں جو طاعت کر ڈالنے میں تنہا عمل کرتا ہو تو را کب اور سائق دونوں ضحان میں شریک ہو گئے چنانچہ بیان کیا جا چکا ہے کہ کچنے کے مسئلہ میں دو ایک اسکے را کب کے
اذن سے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم را کب کا دوسرے سے کہ اگر قستانی اور کو کچ اور وہ کچنے سے ہوا گا اور کوئی چیز طاعت ہوئی تو دونوں پر ضحان لازم آوے گا
کہ فقط کو چنانچہ کفایت کرتا ہے وضمن عاقلہ کل فی راس اور اصل وقیۃ الاحزان احد طرہ ما واما منہ فوقہ علی القنار لو کان حرمین لیس
من الہم ولا عامدین ولا وقفا علی وجہ ہما اور ضحان سے عاقلہ ہر سوار یا پیدل کا دوسرے سوار یا پیدل کی دیت کا اگر دونوں باہم مل کر کھائی ہو اور مر گئے ہوں
اس سے کہ سود و نول چیت گر پڑے ہوں بشرطیکہ دونوں آزاد ہوں عجمی نول اور اگر لگنے کے قاعدہ نون و نون نہ ہو بلکہ پٹ گرے ہوں ہم ضحان میں ہر کچہ ہر
واحد کی موت یا دوسرے کی طرف مصافحہ ہو لیکن ضحان علی الاطلاق نہیں بلکہ تقابل طرفین پر محمول ہے اس واسطے کہ اختیار میں ہر کچہ کچنے سے سفر کیا جانور پر پھر دوسرا
چھپے سے آیا اور نہ ہر کھائی سوچ پھلا تھ ہو گیا تو لگے سوار چھان نہیں اور اگر گلا تلف ہوا تو کچھلے چھان پر اور یہی حکم ہے وکشتیوں کے کھانے کا کذا فی الطحاوی
کا ناما عجیب ہے اور وقفا علی الوجہ بالکمال بیدار و صفا فی العہد والخطا ہر بلا لہ وغیرہ اور اگر دونوں سوار یا پیدل غلام ہوں یا کچہ کچا پٹ گرے ہوں منہ کے بل کذا صرح
ابن کمال تو انکا خون رائگان نہیں چھوڑا وخطا میں کذا فی الشربلا لہ وغیرہ ولو کان من العجم نالہ قینی مالہم کما مر اور اگر دونوں عجمی ہوں یعنی عرب نہ ہوں
تو دیت لگے مال میں جو عاقلہ پر چنانچہ چند بار مذکور ہو چکا کہ عجم کا عاقلہ نہیں ولو کان عامدین سے کل نصف الدیۃ اور اگر دونوں نے عداوت کر رکھی ہو
اور مر گئے ہوں تو ہر شخص پر نصف دیت ہو ہم اس واسطے کہ ہر شخص تلف ہوا اپنے فعل سے اور دوسرے کے فعل سے تو نصف دیت ہر شخص ہوگی اور نصف اصل کفایت
ہو کہ نصف دیت ہر عامدین ہر واحد کی عاقلہ پر واجب ہے اور ضحان میں پوری دیت ہو کذا فی الدرر ولو وقع احدہما علی وجہ ہر دمہ فقط اور اگر ایک شخص منہ کے بل پٹے گا
تو فقط اسکا خون رائگان نہیں چھوڑا و الاخر عہد اسطے عاقلہ الحر قیۃ العبد فی الخطا، و نصف فی العہد او اگر دونوں
میں سے ایک آزاد ہو اور دوسرا غلام تو آزاد کی عاقلہ پر غلام کی پوری قیمت ہر ضحان میں اور نصف قیمت ہر عہد میں یہ مسئلہ مذہب شہو اور حدیث ما فور کے
مخالف ہے کہ عاقلہ پر عہد کی دیت واجب نہیں ہوتی کذا فی الطحاوی کما لو شجا ب رجلان جملہ فاقطع الحبل فسقطا واما علی
القتل ہر دو ہوا ہوتے کل بقیۃ نفس چنانچہ اگر دو ہوں نے باہم ایک کسی کھینچی سدری ٹوٹ گئی سو دونوں گر پڑے اور ہر کچہ پٹ کر کے تو انکا خون باطل اور
رائگان پر اس واسطے کہ ہر شخص کی موت ہوئی اپنی ذات کے زور سے فان فی صفا علی الوجہ وجب یکل احدہما علی عاقلہ الاخر بقیۃ صاحبہ ہر اگر دونوں

گرسنه نموده بل تو هر يكسكى ديت و دوسرے کے عاقلہ پر واجب ہوگی سبب مر جانے ہر يكس کے ليے ساتين کی قوت سے فان تھا کسا نوع احدہما على القطار والاشتر
بنا جہ فديۃ الواقع على الوجه على حاقلة الاشتر لوت بقوة صاحبہ و ہر دم من وقع على القطار و لوت بقوة نفسه ہر اگر و دونون متعا کس کرے دیت
ایک شخص چاہے اگر دوسرا شخص کے بل گرسنے دلے کی دیت و دوسرے شخص کی عاقلہ پر ہر سبب اس کے مرے کے ليے ساتين کی قوت سے اور را لگان ہلا سکا
خون چست کر اسبب اس کے مرے کے اپنی دیت کے زور سے و او قطع انسان مجمل منہا فروع کل منہا على القطار فاما فديۃ على حاقلة القطار قطع نسبہ
با قطع اور اگر ایک شخص نے وہ کسی کا دے جسکو دو شخص تلے سے سود و دونون نصیب ہر پڑے اور دونون مر گئے تو دونون کی دیت کا سنے دلے کی عاقلہ پر ہر یک کو قطع
قطع کرنے سے و دونون کی موت کا سبب ہر واقع سائق و تہ واقع و انتہا ای لانتہا کسر و نحوہ علی رجل فحاشا و قاید قطار یا لانتہا لابل و علی بعیر
منہ رجل الدیۃ و اسلحہ نوکے کھینچنے دلے پر جبکا سامان چاہے نیزین اور مانند اس کے کوئی اور چیز گر پڑی ایک مرد پر سو و مر گیا دیت واجب ہر اور و نشت کی قتل کر کے
ہاکنے دلے پر چہین سے ایک اور شخص کسی مرد کو کچلا اور وہ مر گیا دیت واجب ہر شایع نے کہا قطار کسبہ فحاشا عبارت ہر اور نشت کی قتل سے و انکان منہم سائق منہم لا تروا
فی السبب لمن النفس على و عاقلہ وضمان المال فی مالہ ہا لوالا سائق من جانب من الابل فامو وسطها و اخذ بزمام واحد ضمن عاقلہ وضمانا محتسما
اور اکب وسطها بضمہ فقط مالم یاخذ بزمام عاقلہ اور اگر اور نشت کی قتل کر ہاکنے دلے کے ساتھ کوئی شخص قطار کا لگے کھینچنے والا ہوگا اور کوئی کچل کے مر جائیگا تو دونون
پر ضمان لازم آویگا سولے کے سبب لکیزی من تائد اور سائق و دونون برابر ہیں لیکن جانب ایک ضمان عاقلہ پر ہر اور مال کا ضمان خود اس کے مال میں ہر یمن رت میں
ہو کہ اگر قطار کا ہاکنے والا اور نشت کی ایک جانب ہر سوار ہو سوا گر ہاکنے والا قطع کر سکیج میں ہو اور ایک اور نشت کی کچل کرے ہو تو کچلی قطار کا ضمان ہوگا لیکن اسو
کہ جب قطار سے زمام منقطع ہوئی تو قاید مقدم ضمانت سائق کا قاید نہر یا اور سائق اور قاید ضمان ویکے ليے لگے کی قطار کا اور قطار کا اندر ایک اور نشت پر سوار ہو وہ فقط اسکا
اور نشت کا ضمان ہوگا جب تک کچلی قطار کی کچل نہ پکڑی ہو ہم دلیلی میں ہو کہ ایک مرد ایک اور نشت پر سوار ہو در میان قطار کے اور کسی اور نشت کا لگتا ہو تو لگے اور نشت کی
بنایت کا ضمان دیکھا سولے کے کہ وہ لگتا ہاکنے والا نہیں ہر اور ساقی طرح پھیلے اور نشت کا ضمان سپر نہیں کیونکہ وہ لگتا کھینچنے والا نہیں لیکن اگر پھیلے اور نشت کی کچل
پکڑے ہوگا تو ضمان سپر لازم ہوگا ہر اور نشت پر وہ سوار ہو اسکی بنایت کا ضمان سپر لازم ہوگا اور کچلنے کے سوا اور بنایت کا ضمان کھینچنے والے پر بھی ہو لیکن کچلنے کا
ضمان خاص سوار پر ہر سولے کے کہ وہ ہاشر ہو اسے طوطا دے سنے کہا شایع کی عبارت اختصار سے موہم ہو گئی فان قتل بعیر ربط علی قطار سائر بل عظم قاید
رجلا مفعول قتل ضمن عاقلہ القائد الدیۃ رجھوا بہما علی حاقلة المرابط لاندیۃ لآخر ان کا تو ہمہ صد الشریۃ ہر اگر اسلحہ کے مرد کو قتل کیا جو باندھا
گیا تھا چلتی قطار پر اس کے کھینچنے دلے کے بدون علم کے تو کھینچنے دلے کی عاقلہ پر دیت متقول کا ضمان لازم ہوگا اور کھینچنے دلے کی عاقلہ باندھنے دلے کی عاقلہ سے دیت کو
سپر لگی اس لیے کہ اس دیت وسیعہ میں نقصان نہیں جیسا کہ صدر الشریۃ نے وہم کیا ہر ہم صد الشریۃ نے کہا لائق یون ہر کہ باندھنے دلے کے مال میں دیت لازم ہو سولے
کہ اسنے نکو نقصان مال میں قال عاقلہ قاید پر دیت سولے لازم ہوئی کہ اسکو ممکن تھا کہ قطار میں نشت باندھنے سے رکھتا ہر جب اسنے ضمانت ترک کی تو تعدی انتصیر سے اور ساقی
اور ساقی قاید پر دیت لگتی ہر اور ساقی کی وجہ یہ ہر کہ رابطے اسکو اس بل میں الا فلور ربط القطار و اوقت ضمہما عاقلہ القائد بل رجوع لثبوت ہر اگر اور نشت باندھا اور چلا لائے
قطار کٹری ہو تو قاید کی عاقلہ دیت کا ضمان لگی بدون رجوع کے لیے عاقلہ رابطہ سے دیت کا قضا کرنا اور لیا انکو جائز نہوگا سبب کھینچنے قاید کے بدون اذن اہل کے ہم
بر خلاف ہتھی قطار کے کہ اس میں اذن کھینچنے کا ولایت حال سے ثابت ہو مئی رسل ہمیتہ اوکبا لستہ و کان خلفہما ساقا فاصابت فی فورہا ضمن لاندیۃ لابل
وان لم یش خلفہما فاما و است فی فورہا سائق کما وان ترابہ القطاع السوق قالمرا و بالسوق لیشہ خلفہما و المراد بالیمۃ الکلب زیلعہ اور جسے جانور یا کتا
چھوڑا کہ لے لیا تھے اور چھوڑنے والا اس کے پیچھے ہاکنے والا ہر سو جانور نے فی الفور کچھ تھمت کیا تو سپر ضمان لازم ہوگا اس لیے کہ وہ قیدی جانور کا حامل و راجع ہر اور اگر
جانور کے پیچھے نہ چلتا ہو تو جس کے جانور نے فور میں ہر مینے چھوڑ سنے کے بعد نہیں ٹھہرا تو وہ شخص سائق ہر چکا اور اگر شخص گیا تو ہاکنے منقطع ہو گیا

تو اس شخص سے یہاں مراد جانور کے پیچھے ہونا ہے اور جانور سے مراد کتا ہی کہ ان فی الزلیعی ہم والمنتقمین ابو یوسف سے روایت ہے کہ جانور اگر کسی کے کاچھوڑنے والا انسان میں ہو
 ہر حال میں لینے لے کر ہونا ہو یا نہ ہو اس کی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ قستانی نے بیان کیا ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ شایخ نے ابو یوسف کا قول لیا ہے فقہ ابو یوسف
 نے کہا ہے قول مختار اور اگر جانور کسی کے کھیت میں گیا اور اس کو فاسد کیا اگر اس نے چھو اس کو اور اس کے کھیت کی طرف اس طرح کہ وہ اس کے پیچھے تھا تو سپر خمان ہو
 اور اگر وہ اس کے پیچھے نہیں تھا لیکن گدھا فی الفوق کھیت میں جا پڑا اور دھنہ بائیں نہیں چھکا جس طرف اس نے چھو اسی طرف گیا سو کھیت کو اس نے خراب کیا تو بھی خمان ہے اور اگر وہ
 اور اگر دھنہ بائیں گیا پھر کھیت میں جا پڑا تو اگر وہ ان کی زمین میں ہو گئی تو وہ ضامن نہیں اور ایک ہی راہ ہو تو سپر خمان لازم ہوگا اور اگر اس نے چھوڑا سو وہ ساعت پھر چھو گیا
 پھر کھیت کی طرف گیا اور خراب کیا تو چھوڑنے والے پر خمان نہیں ہے اس تقریر سے کلام شارح کی توضیح ہو گئی اور پھر ان کے بے پناہ ضامن نہیں تو اس قول کو کہ جانور سے
 کتا مراد ہے نہ کہ انسان سبب تھا کہ ان فی الفوق کا وی شخص اور ان اسل طریق اس قدر اولاد اولاد کا کچا و طم کچن سا بقالہ او اقلات و اقلہ بقالہ او اقلہ بقالہ او اقلہ بقالہ
 مال او او میا نمار او لکھلا لا خمان نے انکل بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام العجاہ جبار اسی المسئلۃ پر اور اگر پرندہ چھوڑا خواہ اس کو ہاتھ لگا ہو
 یا نہ لگا ہو یا کتا چھوڑا اور طلائک اس کو نہیں ہاتھ لگا یا جانور بذات خود چھوڑا بھلا کا سوال یا ان کی کو اس نے تلف کیا رات میں یا دن میں تو ضامن
 نہیں سبب صورتوں میں بدلیل قول نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جانور کا زخم باطل ہے یعنی جانور اگر زخم کا فضل را کمان پر اس پر خمان نہیں ہے امجد او او اور ان میں
 یہ حدیث یوں ممدی ہے کہ العجاہ جبار یا سپر خمان جانور کا زخمی کرنا را کمان پر اس پر خمان نہیں ہے امام محمد نے کہا کہ جانور سے مراد جانور ہے جو کھیت کا فضل باطل ہے نہ جانور
 چھوڑا گیا اس وقت تک کہ فساد مرسلہ کا فوراً رسال میں را کمان نہیں اور امام شافعی اور مالک اور احمد اور اکثر فقہاء حجاز نے کہا کہ جانور کے فضل کا دن میں یا رات میں یا دن میں یا رات میں
 ضامن ہے کہ ان فی العین کی اس فقہ حنفی کے اسی مالک ابوالکعب و لو سکران و لو لم یقدرہ الرکب علی ردہ فانه لا یضمن کما فی المسئلۃ لا ینضمین لیس سبب ہوا
 فلا یضامن سبب الیہ حیوان لو تلف انسانا فدمہ عداۃ یا چھوڑا جانور کے سرکشی اور شہ رات کی سوار سے اگرچہ وہ مست ہو اور سوار کا دھنہ ہو اس کے
 پیچھے نہ چھوڑا نہ زخم ہو گا خود چھوڑے جانور کے مانند اس وقت تک کہ اس وقت میں سوار اس کا چلانے والا نہیں ہو تو جانور کا چلنا سرکشی کی حالت میں سوار کی طرف منسوب ہوا
 نہ ہوگا تو اگر اس حالت میں جانور کسی انسان کو تلف کر گیا تو اس کا خون ہل ہو اس کا چھوڑنا نہیں کہ ان فی العداۃ مومن ضارباً علیہ مارکب او شخصاً یجود بلا اذن
 الرکب ففحشاً و ضارباً سبب ہوا شخصاً اخر غیر الطاعن او نصرت و جدہ و مشہ و قتلہ ففحش ہوا اسی الناس الا الرکب او شخصاً اخر جانور کو مارا جو کھیت کوئی
 سوار ہو یا کڑی سے جانور کو چھوڑا دن یا دن سوار کے سوا جانور نے اپنے پاؤں یا ہاتھ سے کوئی شخص کو مارا یا جانور سے کسی کو قتل کیا تو کوئی شخص والا
 خمان ہو گا نہ سوار مارکب کے مانند ساق اور قائم ہر عدم خمان میں کوئی شخص کو اس وقت سے فحش کیسے کہ اگر کوئی شخص کی پٹیر یا پتھر یا کھیت کو کسی کو تلف کرے تو باندھ کر کھیت
 چھان نہیں کہ ان فی الطحاوی عن القستانی والبیہقی وقال ابو یوسف ایضاً انما یضمن کما لو کان سوطاً و اذ علی الطريق لتعدی فی الا یضامن ایضاً اور ابو یوسف نے
 کہا کہ کوئی شخص والا اور سوار دونوں نصفانہ وقت و سبب کا خمان دین چنانچہ اگر سوار نے جانور کو راہ میں کھڑا کیا ہو تو وہ دونوں چھان لازم ہوگا اس وقت تک کہ سوار کی کھیا
 تہی نہ ہو کہ راہ میں کھیت کرنے سے جیسے کوئی شخص کی تہی ہو کہ لو کان باذن و وطئت احدی غیراً فدمہ عداۃ او جیبہ اگر کوئی سوار کے اذن سے ہو اور جانور کو
 کچلے کوئی شخص کے ساقی بلا توقف تو مقتول کا خون و دونوں شخصوں پر ہر دم و دونوں پر خون شوق ہوگا جبکہ جانور اپنے مقام سے نہ ہٹا ہو اور نہیں تو فقط طاعن پر ہوگا نہ راکب
 کہ ان فی الطحاوی عن المنتقی و لو فحش الناس فدمہ ہر اور اگر کوئی شخص کے لئے کو جانور نے تلف کیا تو اس کا خون را کمان پر و لو اقلت الرکب ففحشاً فذیل علی عاقلہ
 الناس ثم الناس انما یضمن لو اوطی فوراً ففحش و الا فالضمان علی الرکب لا یفصل اثر النفس و ر و بزار فیہ اور اگر جانور نے سوار کو گرایا سو اس کو
 قتل کیا تو اس کا خون کوئی شخص کے لئے کے عاقلہ پر ہر دم و ریافت کرنا چاہیے کہ کوئی شخص کے لئے پر اسی صورت میں خمان لازم ہوگا اگر کھیت کو چھوئے کہ ان فی الفوز ہو اور نہیں تو
 سوار چھان لازم ہوگا کوئی شخص کے اندھا غش اثر کے سبب سے کہ ان فی البزار فیہ مومن و فقیہین و حاجہ او شاہ قصاص یا غیر یا ناقصا لانسانا لہم

اور مرغی کی آنکھ یا قصاب کی بکری یا گاسے کی آنکھ پھوڑنے میں مقدار کے نقصان کے ضمان لازم ہوگا اس واسطے کہ وہ گوشت کے واسطے کرم یعنی نقصان کی بکری سے
گوشت مقصود ہو یا چر تو مقدار نقصان کے ضمان لازم ہوگا اور نقصان یافتہ گوشت کا یہ طریقہ کہ تندرست بکری کی قیمت کی جگہ پر اس کا گوشت پھوڑنے کی قیمت مقرر کی جائے تو تندرست
تندرست کی قیمت زیادہ ہوگی اتنا ضمان لازم ہوگا اور یہی حکم ہوگا تو اس کے اور بھی کی آنکھ پھوڑنے کا کذا فی الطحاوی و سنیہما بحسب ہر ہا ان شارتر کہا
علی القاتل و قتلہ قیمت ہا او اسکا و قتلہ نقصان زلیعے اور مرغی اور قصاب کی بکری کی دونوں آنکھ پھوڑنے میں اس کے مالک کو اختیار ہے چاہے پھوڑنے والے پر
پھوڑنے ہونے اس کے اور اس کی قیمت کا تاوان اس سے یا اس کو اپنے پاس رکھے اور نقصان کا تاوان کہ کذا فی الطحاوی و فی عین بقرة جزا و جزوہ اسی آنکھ
فائدة الاضمان عدم اعتبار الاعداد الحكم في الحكم الاتي ابن کمال و حمار و بغل و فرس و راجع القيمة و اراونٹ حلال کرنے والے کی گاسے بل اس کے
اونٹ کی آنکھ پھوڑنے میں اور گاسے اور خیر اور گھوڑے کی آنکھ پھوڑنے میں چوتھائی قیمت کا ضمان ہو شارتر نے کہا کہ اضاقت کا فائدہ یہ ہے کہ گوشت کے لیے ہوگا اعتبار
نہیں ہو جو سب راجع قیمت کے حکم میں کذا ذکرہ ابن کمال ہم شرکش کی گاسے بل اور اونٹ میں اس واسطے یہ مسئلہ موضوع ہوا تا کوئی یہ نہ کہ ہم کرے کہ وہ دونوں
گوشت کے واسطے مقصود ہیں تو اس کا حکم بکری کے مانند ہو بلکہ خواہ گاسے بل اور اونٹ کھیتی کے واسطے ہو یا سواری کے واسطے انہیں چوتھائی قیمت پر طرح
غیر ماکول اللحم چنانچہ خیر اور گاسے میں چوتھائی قیمت ہو کذا فی النسخ عن شرح الهدایہ لان اقامتہ العمل بہا انما یكون بار مع عین عینا و حیثما سئل
فحصارت کا نذوات اربعین اربعة و قال الشافعی رضی اللہ عنہ کالتاة و الفرق ما قد شاة اونٹ اور بل اور گھوڑے کی آنکھ میں چوتھائی قیمت اس واسطے ہے
ہوئی کہ نیکے کام لینا تو چار آنکھوں سے ہوتا ہو و آنکھیں جانور کی اور و آنکھیں کام لینے والے کی یعنی فزارع یا سواری کی تو گویا ان جانوروں کی چار آنکھیں ہو گئیں
اور امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کا حکم بکری کے مانند ہو یعنی مقدار نقصان ضمان لازم ہو اور فرق بکری اور ان جانوروں میں وہ ہر حکم ہم پہلے
ذکر کر چکے ہیں بکری تو گوشت کے واسطے اور اونٹ گھوڑا بل کھیتی یا سواری کے واسطے ہیں تو حکم میں کیونکر برابر ہونگے لیکن یہ بتلیسہ اربعہ ہفت
عینہ عن استلان یضمن نصف قیمتہ و لیس کذا لک کما مر فالاولی التمسک بما روے علیہ السلام قضی فی عین الدابة راجع القیہ لیکن
چار آنکھوں کی تعلیل پر یہ بحث اضر وار و ہر ہا ہر کہ اگر نیکے سے کی و دونوں آنکھوں کو پھوڑے تو نصف قیمت کا ضمان ہے اور حالانکہ ایسا حکم نہیں چنانچہ
زلیعی سے عقرب مذکور ہو چکا کہ دونوں آنکھیں پھوڑنے میں مالک کو اختیار ہے چاہے سب قیمت لے اور چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور نقصان کا ضمان ہے تو مالک
کہ تا اس حدیث سے بہتر ہو چا شخص حضرت علیہ السلام سے مروی ہو کہ جانور کی آنکھ میں چوتھائی قیمت کا حکم فرمایا ہم مجھ طبرانی میں زید بن ثابت سے
مروی ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کی آنکھ میں اس کی چارم قیمت کا حکم دیا اور حضرت عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ
سے یہی حکم مروی ہو کذا فی العینی شرح الهدایہ و التقدیر بالعیین لانه لو قطع اذنها او ذنبها یضمن نقصانها کذا لسان الثور و الحمار و قبل جمیع القیہ کما قطع
اخذتہ تو انہما فانی یضمن قیمتہما و علیہ الفتوی لے کو غیر ماکول وان ماکول لا یضمن کما مر فی العینین لیکن فی العین ان اس کے لایضمن شیا عند ابی حنیفہ
و علیہ الفتوی و عرجا قطعہا اور آنکھ کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر جانور کا کان یا دم کا ٹیگا تو اس کے نقصان کا ضمان دیکھا اور اسی طرح بل اور گاسے کی
زبان کا ٹیگنے میں ضمان ہے نقصان کا اور قول ضعیف یہ ہے کہ سب قیمت کا ضمان لازم ہو گا چنانچہ اگر ایک پاؤں کا ٹیگا جانور کا تو اس کی پوری قیمت
کا ضمان دیکھا اور اسی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ اگر جانور ماکول اللحم ہو اور اگر حلال ماکول اللحم ہوگا تو مالک کو اختیار ہے چنانچہ اس کی تفصیل و دونوں آنکھوں کے
پھوڑنے میں مذکور ہو چکی لیکن عیون میں یوں مذکور ہے کہ اگر مالک غیر ماکول اللحم پاؤں کے ٹیگے جانور کو اپنے پاس رکھے لیگا تو کاسے لالا اس کا کچھ ضمان
نہے گا اور حنیفہ کے نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہے کہ جانور کا ٹیگا ہو جانور پاؤں کے ٹیگانے کے مانند ہو یعنی ماکول اور غیر ماکول کے ٹیگا کر دینے میں کوئی
لازم ہوگی کذا فی الطحاوی و مستخرج مسائل طحاوی شارتر کے نقل المصنف عن ابی رزق کلک یا کل عنب الکرم فاشہد علیہ فیہ مسلم یحفظہ عن اکل العنب

لم یضمن وانما یضمن فیما اشد علیہ فی ایضا نہ ہفت ہی آدم کا لیا مال و قطع الثور و قطع کلب عمود فیضمن اذا لم یحفظہ استے قال المصنف وکن
 حل المتلف نے قول الریسی وان المتلف الکلب فعلى صاحبه الضمان ان کان قد قدم البیعت قبل الاملاط والا فلا کالایضا مالک علی آدمی استے
 فیحصل التوفیق مصنف نے شرح میں دروست یہ نقل کیا کہ ایک شخص کا بکرا انور کے درختوں سے انگو رکھا جاتا ہے سو بیغ کے مالک نے کہنے کے مالک پر لوگوں کو گواہ
 کیا اس کے کھانے میں سو کہنے کے مالک نے کہنے کی حفاظت نہ کی یہاں تک کہ وہ اشتباہ کے بعد بھی انگو رکھا گیا تو اس پر ضمان لازم ہو گا نہ ان ہی اسی حکومت خاص میں لازم ہوتا ہے جبکہ
 اشتباہ ہو اور اس میں جین جی آدم کے تلف ہو جائے کا خوف ہو چنانچہ دیوار مال دریل کے سینک مارنے کا رزہ نہ کہنے کے کاٹنے میں تو مالک ضمان پر جاگتا ہے کی فطرت
 مگر کیا قیہ قول المصنف سے کہا اور کن بچل کر تلف شدہ کا آدمی پر لایا ہے اس قول میں اور کیا تلف کرے تو اس کے مالک پر ضمان ہو گا اگر کسی سپر گاہ کر دیا ہو تلف کرنے
 سے پہلے آدمی نے ضمان نہیں دیا دیوار مال کے مانند تو اس محل کرنے سے دراز رہی و دونوں قولوں میں اتفاق حاصل ہو گا کہ یہی مطلق زعمی کا آدمی پر محمول ہوتا ہے
 اختلاف باقی زیادہ دونوں قولوں میں مطہر آدمی سے کہا تو علی الاطلاق ہی ہو قول حل المتلف سے قلت وقد وقع الاستفسار عن رجل یبغ فی بیتان یخزن
 فیما کل عنب الناس و فواکھم بل یضمن رب الخمل بالکفہ الخمل من العنب و نحوہ ام لا و بل یا صرہ بخوبیہ عنہم لے مکان اخر ام لا و جواب ان لا یضمن بل یضمن بالکفہ
 شہد و علیہ اصل الاخذ اس مسئلہ الکلب بل ادرے و کذا ذکرہ المصنف فی معینہ لکن راہیت فی فناء و بقاء الخمل فی ضمان فی سئل الخمل فراجه عند الفتنہ سے
 میں کہتا ہوں اور البتہ واقع ہوا تھا استفسار اس شخص کے حال سے جبکہ تصرف میں شہد کی کیا جان چو وہ انگو اپنے ہاتھ میں کھتا ہے سو کیا ان سے کٹتی ہیں اور وہیوں کے
 انگو اور ان کے بیوے کھا جاتی ہیں کیا ان کیوں کے مالک پر کہیں انگو وغیرہ تلف کرنے کا ضمان لازم ہو گا یا نہیں اور ان کے پاس سے دوسرے مکان کا طرف کہیں انگو کھا جائے گا
 حکم ہو گا یا نہیں جواب استفسار یہ کہ کیوں کے مالک پر مطلقا کہ ضمان لازم ہو گا خواہ لوگوں نے اس پر اشتباہ کیا ہو یا نہ کیا ہو جواب مانع ہو کہنے کے مسئلے سے بلکہ جواب مسئلہ
 کلب کے جواب سے اولیٰ و یہی ہے سو اس مسئلہ کے کہنے کی غور کی ہو کہ اگر اس طرح ممکن نہیں اور اسی طرح کا جواب ہفت میں مضمون میں ذکر کیا ہے لیکن یہ
 مصنف کے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ نہ کہیں و نہ کہے مسئلے میں وجوب ضمان کا فتویٰ دیا ہے تو اسکی طرف مراجعت کیجئے فتویٰ میں نے کے وقت ہم ظاہر اس مسئلہ کلب متبرر ہو
 در زمین مذکور ہو وجود نقص کے سبب سے کذا فی المطہر آدمی و اما قولہ من ملکہ فلا یؤمر بذلک علی ما یؤمر بظاہر المذہب و اما جواب الشارح فیہ ان یؤمر بخوبیہ
 اذا کان الضرر یبطل علیہ یا علیہ الفتو سے اور کہیں کا اٹھانا اس کے مالک سے سو مالک کو تو اس کا حکم ہو گا بنا بر ظاہر مذہب کے اور شارح کا جواب تو یہ ہے کہ
 لائق یوں ہو کہ اس کے اٹھانے کا حکم کیا جائے جبکہ لوگوں کا صریح ضرر ہوتا ہو تاہم قول مفتی جس کے وفی الصیرغیہ حار یا کل خطۃ انسان فلم یمنعہ سے اکل اچھ
 ضمانت اور صیرغیہ میں ہو کہ ہا کسی آدمی کے گھوڑوں کھانا جو سو دیکھنے والے نے اس کو نہ دیا کیا ان مالک کہ وہ کھا گیا تو قول صحیح یہ ہے کہ اس پر ضمان ہو اور حل غنا
 اور ثور او فرسا او حار اسے زرع او کرمان سا تھا ضمن مالک والالا و بل یضمن فی ثابہ فی البرازیکسی آدمی سے بھیڑ یا کبری یا بیل یا گھوڑا یا گدھا داخل کر دیا
 اکیست یا انگو رستان میں اگر اٹھنے داخل کیا تو مالک کے توجہ سے تلف کر دیا اس کا ضمان دیا اور اگر مالکانین جو تو ضمان نہیں اور قول ضعیف یہ ہے کہ
 ہر صورت ضمان دیا اور پورا اس کا بیان بزاز میں ہو و ساندہ اپنے بیغ یا اکیست میں ایک مرد کا جانور پایا اور اسے کچھ خراب کر دیا سو اس کا وبالہ رکھا
 بیغ یا اکیست کے مالک نے سو وہ مرد گیا سو اس پر جانور کی قیمت کا دینا لازم ہو گا چنانچہ محیط میں ہو ایک شخص نے جانور کسی کے گھر میں کر دیا بدولہ
 اس کے اذن کے سو صاحب خانہ نے اس کو نکال دیا اور وہ تلف ہو گیا سو اس پر مان و ان نہیں اور اگر کچھ کسی کے گھر میں رکھ دیا بدولہ اذن کے اور صاحب خانہ
 نے اس کو بھیجا مالک کی قیمت میں تو قیمت نو ب کا اس پر ضمان لازم ہو گا چنانچہ ذخیرے میں ہے جسے پھر کی بکھر کی کھول ہی
 سو چایا اور گئی یا اھطیل کا دروازہ کھول دیا نہ جانور نکل گیا اور گم ہو گیا تو کھولنے والے پر ضمان نہیں اور مرد کے مرد و یک ضمان ہو چنانچہ کافی میں ہو
 اکل من اعلیٰ لکیرتو

اگر
 مالک کے پاس سے
 جانور نکلے

وضع اور فدیہ میں سے ایک سے بڑھ کر دوسرے سے وضع یا فدیہ کوئی اختیار کیا تو یہی چیز تین میں سے ہوتی ہے کہ نہ مقدم ان الدفع ہو اصل و اندلیس سے لفظ
 کتاب الدیات میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے پہلے اسکو بیان کیا ہو کہ واجب اصلی وضع ہو اور یہ بیان کیا ہو کہ کتاب کی عبارت میں واجب اصلی پر ولایت نہیں ہے ہم محیط ہیں
 کو امام محمد نے اصل میں یہ بتایا کہ اگر جب غلام آدمی پر جنایت ہو جائے مال کی کسے تو اس کے ولی کو اختیار ہے چاہے غلام نے چاہے فدیہ ہو یا ایسی ذمہ داری کہ اگر جب
 اصلی وضع ہو اس وقت تو اس شخص سے خلاصہ دفع ہو گیا اور فدیہ اختیار کر لینے کے بعد غلام کی موت سے اس وقت فدیہ باطل ہو گیا کہ تعین کا اختیار ولی کو ہو سوائے فدیہ پر
 کو اختیار کیا تو یہ عارضہ ہے کہ سب سے پہلے فدیہ اختیار کر لینے سے اور اگر پہلے مال کا کلام قتل پر واجب ہے تو اس کے بعد غلام کا فدیہ باطل ہو گیا کہ تعین کا اختیار ولی کو ہو سوائے فدیہ پر
 کا لا ولی حکم اس کو مومن سے غلام کی جنایت کا فدیہ دیا جائے اس کے غلام سے چیز جنایت کی تو دوسری جنایت پہلی جنایت کے مانند ہو حکم میں سے مومن سے وضع
 اور فدیہ میں یہاں بھی شمار ہو فان جنی جنایتین دفعہ ہما الی ولیہما او فداہما یا اگر غلام نے دو جنایتیں کیں تو ان جنایتوں میں
 مولی غلام کو لکھ دے وارثوں کو دے دے اور ان کو سپرد المولیٰ یا و با عدا و اعتقہ او دیرہ او اس قول پر غیر عالم ہوا کہ جنایت
 ضمن الاقل من قیمتہ والاقل من الارش وان علم بہا غرم الارش فقط اجماع اور اگر مومن نے غلام کسی کو بہ کر دیا یا اسکو بچ ڈالا یا
 آزاد کیا یا مدد کیا یا نوڈی کو امام ولد بنایا جنایت کی تاواقی میں تو مومن سے ضمان و دیت میں سے کتر چیز کا پیشہ اگر قیمت کم ہو دیت سے قیمت
 کترے اور اگر دیت کم ہو قیمت سے تو دیت دے اور اگر جنایت کو جان کر بہا بچ کی تو فدیہ دیت کا ضمان ہے بالاتفاق کہ یہ جو غلام ہا چاہے غلام کی جنایت سے
 واجب ہوتی ہو جنایت جان کر غلام آدمی نے کیا یہ سزا کر ہو گیا کیونکہ ان علم بہا غرم الارش میں داخل ہو کر کتلیق حققتہ لیس زید اور سید اور شہید
 العبد و مالک کا ایسے ہمارا بقولہ ان مرنہ فان طلق ثلثا اور چاہے دیت واجب ہوتی ہو تعلیق حق غلام میں قتل زید کے ساتھ یا
 اس کے برابر یا اس کے سر پہ چوڑنے کی تعلیق کے ساتھ سو غلام نے ویسا ہی کیا جیسے زوج فار ہوتا ہو اس تعلیق سے کہ اگرین بیمار ہوں تو تو ملحق ہوتے ہا
 تو عورت وارث ہوگی زوج کی ہم اگر مومن نے کو اپنے غلام سے کہ اگر تو زید کو قتل کرے تو تو آزاد ہو سوائے زید کو قتل کیا مومن نے کہ اگر تو زید کے تیرا
 تو تو آزاد ہو سوائے تیرا کیا اگر تو اس کے سر کو زخمی کرے تو تو آزاد ہو سوائے زخم لگایا تو مومن نے پر دیت کا ضمان زرم ہوگا اس لیے کہ فدیہ اختیار کیا گیا
 اسکو آزاد کیا وجوہ جنایت کی تقدیر پر کذا فی الدرر وان قطع عہد یا حر عدا و دفع الیہ فاعتمہ فمات من السر ایتہ فالعبد صلح بہا
 ای بالجناية لان عقدہ دلیل فیصلح الصلح اور اگر غلام نے آزاد کا ہاتھ عدا کا نا اور غلام اسکو دیا گیا سوائے آزاد کر دیا پھر آزاد کر گیا زخم کی سہریت سے
 تو غلام صلح نہ کر گیا جنایت کی اس واسطے کہ اسکا آزاد کرنا صلح کی دلیل ہے ہم اس واسطے کہ اعتناق پر اقسام کرنا صلح کے قصد پر ولایت کرنا ہو اور اس صلح
 کی صحت نہیں بدون اس کے کہ جنایت سے اور جو اس سے صلح تیار ہو جائے پھر جب اس نے آزاد کر دیا تو صلح و ضمن اعتناق صلح ہو گیا ابتداء سے
 وان لم یقترعہ وقد سیرہ یرو علی سید فقیہی او یغنی بطلان الصلح اور اگر شرط علیہ نے غلام مذکور کو آزاد کیا اور حالانکہ قطع کے ساتھ وہ مومن کا غلام
 اس کے مالک کو پھر دیا جاوے گا سو وہ قتل ہوگا قصاص میں یا ممانہ کر دیا جائے سبب باطل ہو جائے صلح کے فان جنی ما دون کہ مدیون خطا فاعتمہ سیدہ
 بلا علم بہا غرم لرب الدین الاقل من قیمتہ ومن قیمتہ وغرم لولیہ الاقل من ائتی لقیمتہ ومن الارش اور اگر غلام ما دون مدیون نے آزاد کر دیا پھر
 سول کے مالک نے اسکو آزاد کر دیا دانتگی جنایت سے تو صاحب دین کو مالک ضمان دے قیمت اور دین کتر کا لینے اگر قیمت غلام کی دین کم ہو تو قیمت کا ضمان
 اور اگر دین کم ہو تو دین کا ماوان دے اور جنایت کے وارث کو ضمان دے قیمت اور دیت سے کتر کا لینے اگر قیمت کم ہو دیت سے کتر کا لینے تو دیت کا مالک
 ای العبد الجانی اجنبی قیمتہ واحدہ لموا لہ لہ غیرہ اگر غلام جانی کو اجنبی شخص نے تلف کر ڈالا تو اس پر ایک قیمت واجب ہے غلام کے مالک کے واسطے نہ سول کے
 ہم بیٹھے صاحب دین اور وارث مقتول کا مواخذہ قاتل پر ہوگا اس واسطے کہ حق فریقین کا کتر ہو مالک پر ہے پھر جب مومن سے قیمت پاوے گا تو اسکو صاحب دین لیگا

اسوے کے قیامت غلام کی مالیت ہو اور صاحب دین مقدم ہر ایک تین تین شتاقتوں پر کہ انی لہی فان لکرت ما ورتہ دیوہ بیعتی ودرانی الدین انکانت
الولادۃ بعد موت الدین غلام ولدت ثم اختار الدین لم یعلق حق العمار بالولادۃ بخلاف اسما ہما محسبہ اگر ما ذون دیون لوتہ ی جنی تولیت ہے کے ساتھ ہی ہوگی
دین بین بشرطیکہ ولادت ہوئی مجتہد کے لاحق ہونے کے بعد سو اگر وہ جنی پھر دین انکو لاحق ہوا تو دین داہن کا حق لوتہ ی کے بچے سے متعلق نہ ہوگا
برخلاف اسکی کہ یون کے بیٹے کما فی بین انکا حق متعلق ہر شے کے ولد میں ہم پر مسئلہ اس باب میں مقصود بالذکر نہیں ہے کہ کچھ مسخین جنایتہ مذکور نہیں بلکہ بالحق
مذکور ہوا ہے کہ اس میں اور مسئلہ آئندہ میں فرق ظاہر ہو جائے فان جنبت فولدت لم یفرغ الولد لہی اسوے التاجانیہ المتعلقہ سا بذاتہ المولود لا وراثتہا
بخلاف الدین پھر اگر ما ذون دیون لوتہ ی سے جنایت کی پھر وہ جنی تو لڑکا جنایتہ کے وارث نہ کو نہ دیا جائیگا اسوے کے موجب جنایتہ موسے کے ذمہ ہوا
نہ لوتہ ی کے ذمہ ہر برخلاف دین کے کہ وہ لوتہ ی کے ذمہ ہر نہ ہونے پر عبد رجل زعم رجل ان سیدہ حرۃ فقتل العبد المتق ولپیہ ای فی الزعم
خطا فلاشی الحیر علیہ لانه بعمہ عنقہ اقرانہ لا یستحق العبد بل الدیہ لکنہ لا یصدق علی العاقلۃ الا بحدۃ ایک مرد کا ایسا غلام ہو جسکو دو سر امر و
کہتا ہو کہ اس کے مالک نے اسکو آزاد کر دیا ہو سو اس غلام آزاد ہونے آزاد ہی ظاہر کرنے والے کے ولی کو قتل کیا خطا کی راہ سے تو اس غلام پر کچھ لازم نہیں
ہر زعم کے واسطے اس لیے کہ اسکی آزادی کے کہنے سے اسکا اقرار کیا کہ وہ غلام کا مستحق نہیں ہو بلکہ دیت کا مستحق ہو الا اسکی نقدیق ہوگی عاقلہ پر ترجیح شرعی
سے ہم عاقلہ سے بیان مراد غلام کا موسے ہر فان قال معق رقہ ہر وف رجل قتلت الخناک یخاطب مولاہ الذی انتقد خطا قبل عقی فقال لاخ الذی
ہو المولود لابل احدہ صدق الاول لانه منکر للضمان پھر اگر اس معق نے جبکہ مولود کا ہونا ایک مرد کا مشور ہو کہ اس مالیتہ اس موسے سے جس نے اسکو
آزاد کیا ہو کہ میں نے تیرے بھائی کو آزاد کر دیا تھا قتل کیا تھا مالیتہ آزاد ہونے سے پہلے سو موسے نے جو قتل کا بھائی ہو کہ مالیتہ نہیں ہو بلکہ تیرے آزاد ہونے کے بعد
قتل کیا ہو تو اول شخص مالیتہ غلام ہو کہ ایک تصدیق ہوگی اسوے کے وہ لازم ضمان کا منکر ہو ہم خطاوی نے کہ اس کا شارح مصنف اور موسی کا تابع ہوا ہو اس مسئلہ کی
میں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہو بلکہ تصور یہ صحیح ہو چکا ہے اور کہ یون میں یمن ہر وان قال لہا قطعہ شت یک و انت انتی و قالت ہی لا امل
فعلت بعد العشق قال لقول لہا لانه اقرب سبب الضمان ثم ادعی باہرہ فلا یون الاقول لہذا اگر مولی نے اپنی لوتہ ی سے کہ اس میں خطا نہ تھا کا تھا جبکہ موسی
لوتہ ی جنی اور اسے کہ اس میں بلکہ تو نے ہاتھ کا تھا آزاد کر کے لے لے لوتہ ی کا قول متبر ہوگا اسوے کے موسے نے ضمان کے سبب قتل کا اقرار کیا ہے جس کا وہ
کیا جو ضمان سے بری الذمہ اسکو کرے تو اسکا قول متبر ہوگا وکن الاقول اما فی کل ما اخذہ المولی منہا من المال لما ذکرنا انہما اور اسی طرح لوتہ ی کا
قول متبر ہو ہر ایک اس چیز میں جو موسی نے لوتہ ی سے مال لیا اس میں لیل سے جبکہ چنے ذکر کیا ابھرتی امتحان کے الا الجماع والعاقلۃ قال قولہ لاسنادہ بجا
معدودہ منافیہ للضمان اگر جماع اور لوتہ ی کی کما فی بین لوتہ ی کا قول متبر ہوگا تو اس میں بیان کا قول مقبول ہوگا کیسب اسکے مذہب ہونے کے اس حالت ضروری کی کہ
جو وان کے مخالف ہر ہم اسوے کے اپنی لوتہ ی کا جماع کرنا اگر وہ دیون ہواں کا موجب نہیں اور اسی طرح اپنی لوتہ ی کی کما فی لینا داہن کا موجب نہیں اگرچہ لوتہ ی
توضیح ہو کہ انی الزانی عبد مجبور او حبسی امر حبسیا یقتل رجل فقتلہ فقتیہ علی عاقلہ القاتل لان عبد حبسی خطا غلام مجبور یا صغیر نے دوسرے صغیر کو
ایک کے قتل کرنے کا امر کیا سو لے اسکو مار ڈالا تو مقتول کا خون ہر قاتل کے مددگاروں پر اسوے کے کہ نہ قتل قتل خطا کے برابر ہر حکم میں وجوب علی العبد
بعد عنقہ قتل لا علی حبسی الا ہر ابد انقصو رایتہ اور صغیر قاتل کے مددگار غلام آمر سے دیت بھر لیں اسکے آزاد ہونے کے بعد اور قول ضعیف میں رجوع
نہیں غلام آزاد ہو چکے ہیں آمر بھی کہیں رجوع نہیں یعنی بالغ ہونے کے بعد ہی قصو ایسے کے سبب وان کلن با مو العبد عبد اشاہ وقع السید القاتل وفی الخطا
اور اگر غلام کا مال موسی غلام ہو آمر کے مانند تو مالک غلام قاتل کو وارثوں قتل کے حاکم کہ یا غلام کا فدیہ دے قتل خطا میں لا رجوع لہ حال آمر فی حال رجوع متعلق بعد
بالا قول من الخطا و قیہ العبد لانه شر فی فی الزادۃ لا یستحق القاتل اسوے کے کہ اگر آمر رجوع نہ کر جائے نہ بدین البغیل و غلام آزاد ہونے کے بعد فدیہ و قیہ غلام متبر ہوگا

اور اس سے نقصان نہ ہو اور صاحبین نے کہا مالک کو نقصان لینا جائز ہے اور امام شافعی نے کہا اگرچہ چھوٹے دے سے غلام کی قیمت کا ضمان ہے اور غلام کا اندھا ہو جائے
 پاس کے ولوتی مدبر اور ام ولد ضمن السید الاقل من القيمة ومن الارش اتمام قیمتہا معا اور اگر غلام مدبر یا ام ولد جنایت کرے تو مالک تاوان دے
 اگر مال کی قیمت اور دیت سے پہلے اگر قیمت کم ہو دیت سے تو قیمت سے دے دے لے لے کہ مدبر اور ام ولد کی قیمت قائم
 مقام ہو گئے ہم مناسبت سے تھا کہ یہ مسئلہ بابت سابقہ میں مذکور ہوتا اس واسطے کہ مدبر اور ام ولد قاتل پر مقتول فان دفع القيمة بقضائہ یعنی مالک مدبر اور ام ولد جنایت
 اخیری مشارک الثانی الاول اذلیس سے جنایات کیا الاثیمہ واحدة ولا شے علی المولے لانه مجبور علی دفع پھر اگر مالک نے قیمت
 دی قاضی کے حکم سے پھر مدبر یا ام ولد نے دوسری جنایت کی تو دوسرے مقتول کا وارث شریک ہوگا مقتول اول کے وارث کا اس واسطے کہ مدبر
 کی تمام جنایات ہی اس واسطے ایک قیمت سے کہ اور کچھ واجب نہیں اور مالک پر کچھ واجب نہیں اس واسطے کہ وہ مجبور ہے قیمت سے کہ دینے پر پہلے حکم قاضی
 ولو دفع القيمة اس واسطے کہ لا یرفع فی غیر قتلہ و لا یرفع فی غیر قتلہ من القيمة ورجع بعلی الاول لانه بقضائہ یعنی لان المولی لا یجیب علیہ الا قیمتہ واحدة اور اگر
 مالک نے پہلے نہ قیمت دے وارث کو قیمت دی ہو تو قاضی حکم قاضی سے کہ تو مقتول ثانی کا وارث بھیجے کہ مالک کا قیمت لینے کے واسطے بقدر اپنے حصے کے اور مالک کا
 حصہ مقتول اول کے وارث سے لے لے کہ وارث اول نے تمام قیمت پر احق بقضائہ کیا اس واسطے کہ مالک پر تو اسے ایک قیمت سے کچھ واجب نہیں او اتبع والی ارجح
 الا سے یا وارث ثانی وارث اول کا حصہ لینے سے پہلے نصف قیمت اس سے بابت اس واسطے کہ اس کا حق ناقص ایما قاتل لا لایستے علی المولے اور قاتل
 سے لے لے قیمت بلا ضمانت میں مالک سے کچھ لازم نہیں وان اتفق المولی المدبر وجہ جنایات لم یکرہہ اسی المولی الا قیمتہ واحدة عظم بالجنایات
 قبل الشوق لذلک لان المولی لم یخلق بالعبد فلم یکن مدفوعا بالاعتساق اور اگر مالک نے مدبر کو آزاد کیا اور مالک اس سے جنایات متعددہ
 ساور ہوئے تو مولے پر اسے ایک قیمت سے کچھ لازم نہ ہوگا غلام مالک کو قتل ارتعق جنایت کا عظم ہو یا نہ ہو اس واسطے کہ وارث کا حق غلام
 کی ذات سے متعلق نہیں بل مالک آزاد کرنے سے لے لے حق کا ضائع کرنے والا نہ ہو و ام الولد کا مدبر قاتل مدبر اور ام ولد مدبر کے مانند ہی حکم مذکور میں
 اپنے مسئلہ اعتناق میں اقرار مدبر اور ام الولد جنایت تو حجب المال لم یخیر اقرار لانه اقرار علی المولے بخلاف اقرار المدبر بالقتل علی اقرار
 یصح اقرار دے لے لے قتل علی اقرار کیا تو اس کا اقرار کیا جو مال کی موجب ہو تو اس کا اقرار جائز نہیں اس واسطے کہ یہ اقرار ہی
 مولے کے مندر پر بر خلاف اس کے جبکہ اسے قتل علی اقرار کیا تو اس کا اقرار کیا جو مال کی موجب ہو تو اس کا اقرار جائز نہیں اس واسطے کہ یہ اقرار ہی
 قیمت من مولاه اور اگر مدبر نے جنایت کی بطور غلام کے پھر مدبر یا تو اس کی قیمت مالک سے سا قتل ہوگی دلو قتل المدبر مولاه خطا سے قیمت اور اگر
 مدبر نے اپنے مالک کو بطریق غلام کے قتل کیا تو کوشش کرے اپنی قیمت میں لینے قیمت خود دے کر کے اپنی قیمت مالک کے وارث کو دے دے و علی اقلہ الارش او تسع
 فی قیمتہ ثم تملک و رد اور اگر مدبر نے اپنے مالک کو خود قتل کیا تو وارث اس کو قتل کر ڈالے یا وارث چاہے اس سے محنت مزدوری کروا دے اس کی قیمت
 حاصل کر لے میں پھر حصول قیمت کے بعد نہ قتل کرے کذا فی المدبر

فصل فی غصب الثمن و غیرہ فصل فی غصب الثمن و غیرہ کے غصب کے احکام میں غیر مالک سے مدبر اور مدبر ہی ہر ادھر قطع یہ بعد غصب
 رجل و غیرہ فمات ثمنه فمن الغاصب قیمتہ قطع مالک نے اپنے غلام کا ہاتھ کاٹا اس کو غصب کیا ایک مرد نے اور زخم نے سرایت کی سو وہ اسی
 زخم سے مرگھا تو غاصب تاوان دے ہاتھ کاٹنے غلام کی قیمت کا وان قطع مدبر و مولیٰ یرغاصب فمات مدبر ہی الغاصب لیسر ورتہ متساوی فیہ سیرتہ
 اور اگر مالک نے غلام کا ہاتھ کاٹا اور حالانکہ غلام غاصب کے پاس ہے سو وہ اسی زخم سے مرگھا تو غاصب مدبر ہی الذمہ ہوگا قیمت دینے کے تاوان سے
 بسبب ہونے مالک کے تلف کرنے والا تو مالک بھیجے والا ٹھہرا و یغاصب عبده مجبور مشکہ فمات فی مدبر ضمن لان الحبر موافق بافعالہ

A vertical strip of four black and white photographs showing the progression of a plant's growth. The top image shows a small seedling with two leaves. The second image shows a more developed seedling with several leaves. The third image shows a plant with a more complex, branching structure. The bottom image shows a mature plant with a dense, branching structure.

نہ اس کے قاتل کو جتنے بہن بھرتی ہو سکا وہاں اور تو وہ وہاں سے کہہ سکتے ہیں کہ گونہ بناموس یعنی وہی ربانی کا حکم کیا کہانی اگر کافی الدر عن الزبیری یعنی نے شرح
وہاں کہہ کہ ہمارے دلیل یہ حدیث ہے کہ ترغی کی کہ البیہ علی المدی والحدیث علی المدی علیہ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن بعض حدیث صحیح میں سے منقول ہے جو
ازہر من مسلم بن ابی ہریرہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی عاتقہ کو کہا کہ کیا تو معلوم ہو کہ وہ طیفہ مدنی عاتقہ کا قسم ہے اور علی
کا وظیفہ قسم نہیں ہے اس قسم پر سے ترغی کی حدیث تو ہی ہو گئی تھی قسم قضی علی اہلہا بالادیۃ لا سلطانا قبل ان وقعت الدعوی نقل علی
وان وقعت الدعوی جہاں فقہ کی فیقتضی بالادیۃ علی عواقلہم کہانی شرح الجمع مغزیا للذہبی و ما تحت یتہ و نقل ابن الکمال عن اللہب و ان
انما ہر الروایۃ القسامۃ علی اہل الخلع والادیۃ علی عواقلہم ای نہایت سبب و کہ الذیۃ القن توحش نہایت سبب شریک لایۃ پیراں علی
کی قسم کے بعد انہر دیت کا حکم کیا جائے لیکن نہ ہر طرح کے دعویٰ میں بلکہ اگر قتل عہد کا دعویٰ واقع ہوا ہو تو انہر دیت کا حکم ہوگا اور اگر قتل ظالم کا دعویٰ
واقع ہوا ہو تو اہل عہد کے عواقل سے نہ ہوگا ورنہ ہر دیت کا حکم ہوگا نہایت شرح مجمع میں ہے و ذہبیہ اور ذہبیہ سے منقول اور ابن کمال نے یہی وجہ سے نقل کیا ہے کہ
ظاہر روایت میں لہر عہد پر تمام ہر دیت پر دیت پر پیراں کے اندر اسی طرح غلام مقتول کی قیمت تین سال میں لیا جائے گی کہ کافی الشریک لایۃ والی
لہم تیم العہد و کر اکلہم علیہم لہم تیم میں لہر عہد پر دیت پر پیراں کے اندر اسی طرح غلام مقتول کی قیمت تین سال میں لیا جائے گی کہ کافی الشریک لایۃ والی
وان تم السد و اراد الولی نکم ارادہ لا اور اگر چہ اس کا شمار پیراں ہو گیا اور وارث نے نکم تیم کا ارادہ کیا تو کتم نہیں لیا جائے گی و من کل منہ جہم ہے
بکلف علی الوجہ المذکور پہنا ہذا فی دعویٰ الفل العہد ما فی الخلع و فیقتضی بالادیۃ علی عواقلہم ولا یجوز ان ابن کمال مغزیا للذہبی اور شریک لایۃ
قسم نہ کہ اسے توفیق کیا جائے بہانہ کہ قسم کیلئے اس طرح ہر چہ بیان مذکور ہو چکی ہے کہ قتل عہد کے دعویٰ میں قاتل خطا میں آئے ہوگا ورنہ ہر دیت کا حکم ہوگا
اور وہ مجبوس ہوئے کہ پہنا پنجم ابن کمال نے خانہ سے نقل کیا ہے و لو اقر علی نفسه او بعدہ قبل اقرارہ ولو علی غیرہ فہو مقتولہا و لو سقط الشیخ عن اہل الخلع
اور اگر ایک شخص نے اپنی ذات یا اپنے غلام پر قتل کا اقرار کیا تو اس کا اقرار قبول ہوگا اور اگر غیر شخص پر قتل کا اقرار کیا تو مقتول کے وارث نے اس کی تصدیق کی تو اہل عہد
سے قسم لینا ساقط ہو گیا و لا قسامۃ علی جہی و مجنون و امراۃ و عہدہ و قسامۃ نہیں صغیر اور دیونے اور عورت اور غلام ہم سوا اس کے کہ غیر و مجنون و قسامۃ کے
لائق نہیں اور عورت اور غلام نہ اس کے لائق نہیں اور تم ہوتی ہر دیت کا ورنہ ہر دیت کا قسامۃ و لا وہ فی میت لا اثر بہ لایۃ لیس بقیل ان القیل عہدہ
ہو فاست الحیۃ بسبب مباشرۃ الحی و ان مات تحت الفہ و الغرامۃ متبع فعل البعد و نہ شامہ ہر دیت اس میت میں جہن قتل اور ضرب کا کچھ نشان نہیں اسلئے
کہ وہ مقتول نہیں ہے کیونکہ مقتول عہد میں وہ چہ کی زندگی فوت ہو گئی ہو زندہ کے مرتبہ اور وہ میت تو اپنی موت مر گیا ہے اور تاوان تابع ہوتا ہے عہد بکلف کے نقل
سہ و وسیلہ من فہمہ و انفقہ او وجرہ او فکرمہ لان الدم یخرج منہا عادیۃ بلا فعل احد بخلاف الاذن والعین باذن و بتامہ ہر دیت کے شہدیاں
یا مقیم یا نازہ سے تو قسامۃ اور دیت نہیں اس واسطے کہ خون نکلتا ہے ان مکانات سے عادیۃ میں ہر دیت میں فعل انسان کے برخلاف کان اور انکے کے اور قصص شہدایں و لا
قسامۃ فی نصف شفق طول او اقل منہ ای من نصفہ و لو عہدہ اس المام لیس نصفہ میں یعنی قسامۃ میں یہ کہ اس نصف بدن میں طول بن پہنا لایۃ
نصفہ کے کمر میں پہنا نہیں اگرچہ قتل بدن کے ساتھ سر بھی ہو ویریل گذشتہ ہم نے مذکور ہو چکا کہ قسامۃ میں مگر تمام بدن یا کمر بدن میں اہل و علی رقبۃ اسی میت حرمہ
ملکوتیہ لان الظاہر ان مات بہا بزازتہ یا سبب کی گردن پر سانپ لپٹا ہوا ہے تو قسامۃ اور دیت نہیں اس واسطے کہ ظاہر حال ہے کہ وہ سانپ کے سبب مر گیا ہے کہ کافی الشریک
و ما تم خاتمہ لکبیر ای وجہ سقوط نامہ انما ہے ہر اثر الغضب و جب القسامۃ والادیۃ فی الظہیرۃ یا خاتمہ اور جبکی پیدا یعنی ہی ہو چکی ہے ہر دیت کے ہر دیت سے ہر دیت
پہر پہر کر لایا گیا جس میں ضرب کی نشانی موجود ہے تو قسامۃ اور دیت واجب ہے اور اگر دیت میں اس کے مخالف ہے کہ پہر پہر کر لایا گیا ہے اور دیت نہیں لایۃ علی و احسن غنیمہ
کان ابراہیم لہ الخلع و سقطت القسامۃ عہم ہر اگر وارث نے اہل عہد کے سوا ایک شخص قتل کا دعویٰ کیا تو یہ اس کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام کے واسطے

ترجمہ اردو و فارسی

سائق وقائد وراكب فالدية عليهم جميعا وان لم تكن ما كما انهم على ان يدعهم قيل القسامة والدية عليه ما لك الدية كالدار وقيل لا

چانور انکا ملاوکی شوہر ایک لکے قبض و تصرف کے اور بعضوں نے کہا کہ ان کا قبضہ اور ویت جانور کے مالک پر ہے جس کے مالک کا قبضہ اور ویت مالک پر ہے اور بعضوں نے کہا کہ ان کا قبضہ اور ویت مالک پر ہے جس کے مالک کا قبضہ اور ویت مالک پر ہے

[illegible]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اس مقتول میں جو کچھ

اور اگر دونوں کا قانون برابر ہوں بلکہ کم و کاست تو دونوں پر قسامہ ہوگا اور جانور کی قید اتفاقاً ہر شرط نہیں ہو کہ ماضی میں قریب کا اعتبار اس وقت

افرن کے گمرون سے تو اگر زمین ملک ہی تو ملک پر قسم ہے اور زمین تو نزدیک تر ہے ہر تو ملک کا اعتبار کیا نہ قریب کا تو قریب کا و بان اعتبار ہے

کئی جیسوں مہرورہ لان جیہہ یحیہ العویس چسبون اے العیصریہ العیصرہ ہریاب سرائی قرطیہ پر ساسہ اور ویب بوب بریجیہ کی وارن اپن

ہم کہ دو دنوں عمارتوں کا مال ایک ہرجب اہل قریہ کی آواز مقتول کے پاس پہنچتی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گانوں تک پہنچے گی والا اب ان کا

اسکی آواز میں حساسی ہو تو ایل فریہ کو اسکی مددگاری لازم نہیں تو وہ منسوب بقصیر ہو سکے تو وہ تقدیر قابل بھی نہ ٹھہرے جائیگے مگر یہ قسمہ اور

کلی و انکارا فون نگین پیرنج سستی تو ده عدم نصرت من مجذوب من توانی تقصیر ثابت نموی تو غنایابی ایند لازم نیا ویرا می حال امکان لیدی جبریه

والله اعلم بالصواب

اور قول مذکور یہ ہے کہ اگر وریا کے پانی نہ لگے گا بیع دار الاسلام میں ہو تو ویت اسکی بیت المال میں واجب ہوگی اسکی کہ دار الاسلام مسلمانوں کے قبضے میں ہوگا
 ذکر ابن کمال ہم فرات کا ذکر تخصیص کے واسطے نہیں بلکہ فرات سے مراد غیر عظیم جو زمین پانی جاری ہو کذا فی العینی شرح الحدیث فی نہر صغیر ہو یا مستحق
 بہ المشقة علی الجملہ لاخصاصہم بہ اور نہر صغیر کے سبب شفعہ کا استحقاق ثابت ہوتا ہے جسکے مقتول میں اس نہر کے مالکوں پر قسامہ اور ویت واجب
 ہوگا انکی خصوصیت کی وجہ سے نہر کے ساتھ مستحقان شفعہ اس نہر صغیر میں جو زمین چھوٹی کشتی جاری ہو اور بعضوں کا کہ جسکے لوگ متعین ان کذا فی الصحاح
 ولو کان انت البریہ مملو کہ او وفعلا احدکام وحق او کان قریبہ من القریۃ او الایامیۃ او القضاۃ بحیث لا یصلح منہ المصوت بحسب
 علی المالک لای ذی الید او علی اہل القریۃ او اقرب الایامیۃ یعنی اگر ہیکل ملک یا کسی شخص پر دفعہ ہو یا دفعہ وقت کا مسئلہ نہ کو مہر چکا اور
 لگے ہو یا جنگل قریب ہوگا تو ان سے باقرب ہو مکمل کے بیون سے یا کھڑے کے بیون سے اسطرح پر کہ مقتول کی آواز ومان مسہر ہوئی ہو تو قسامہ اور ویت
 واجب ہوگا مالک پر یا قاضی قتل پر یا اہل قریہ پر یا قریب بیون کے رہنے والوں پر کذا فی الریاضی ہم عبارت میں لفظ نہر مرتب واقع ہو و لایت میں اہل ہوا
 اکثر شائد یہ دوش رہتے ہوں بیون میں کبھی اس جنگل میں جبے ہندوستان میں کبھی قوم و لو محبتسا بالسطح او بالجزیرۃ او مرہوطا اوسے
 نے السطح علی قریب الموضع الیہ من القریۃ والامصار زاد فی الخانیۃ والاراضی واقرۃ لمصنف اذا کان یصلح مصوت اہل الارض
 والقریۃ الیہ والالاکامہ اور اگر مقتول رک رہا ہو وریا کے کنارے پر یا ناپو کے کنارے یا وہاں بستہ ہو یا کٹارے پر پڑا ہو تو وہاں سے قریب مکان
 ہوگا دیات یا شہرون سے وہاں کے باشندوں پر قسامہ اور ویت واجب ہو خانیہ میں اتنا زیادہ کہا ہے اور قریب تر ارضی پر بھی واجب ہوگا اور مصنف
 نے اسکو ثابت رکھا ہے بشرطیکہ جب اہل زمین اور دیات والوں کی وہاں آواز ہو بخوبی ہو اور اگر آواز وہاں تک پہنچتی ہوگی تو قسامہ اور ویت واجب ہوگا
 چنانچہ مذکور ہو چکا وان التقتی قوم بالسیوف فاجلوا اسی نفر تو عن قتل فعلی اہل المحلۃ لان حفظا علیہم الا ان یدعی لولی علیہ اولک او یسے
 علی بعض معین منہم علم کن علی اہل المحلۃ شیعہ کو لائے اولک سے یہاں لان بھرد الدعوۃ لایثبت الحق ویرے اہل المحلۃ لان قولہ
 حبیہ علیہ اور اگر ایک قوم باہم بیڑ لگی تلوار میں کھینچ کر ایک مقتول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئی تو اہل محلہ پر قسامہ اور ویت پر اس واسطے کہ حفاظت محاکم
 انکے ذمہ ہو کہ یہ کہ دارث مقتول کا اس قوم متفرق پر قتل کا دعویٰ کرے یا انہیں سے بعض معین پر دعویٰ کرے تو اہل محلہ پر کچھ واجب نہ ہوگا اور نہ اس قوم
 پر تا وقتیکہ وارث اپنا دعویٰ کو امین سے ثابت کرے اس واسطے کہ فقط دعویٰ سے حق ثابت نہیں ہوتا ہوں جسکے اور اہل محلہ بھی بری الذمہ ہو گئے اس واسطے
 کہ وارث دعویٰ کا قول اسکی ذات پر حجت ہوا اہل محلہ کے بری الذمہ ہونے میں مستحلف علی صیغۃ اسم المفعول قال قتلہ زید حلف با شہدا قتلک
 ولا عرفت لہ قتلہ لا غیر زید ولا قبل قولہ فی حق من یزعم انہ قتلہ اور جیسے ہم عالم ہوا اہل قسامہ سے کہنے کا کہ مقتول کو زید نے قتل کیا تو وہاں یونہی ہم کہے
 کہ خدا کی قسم بن مقتول کو قتل نہیں کیا اور زمین اسکے قاتل کو جاتا ہوں سولے زید کے اور اسکا قول مقبول نہ ہوگا اس شخص کے حق میں جبکہ وہ قاتل گمان کرتا ہو نہ
 نے کہا مستحلف بصیغۃ فعل پر نہ اسم فاعل و ظل شہادۃ بعض اہل المحلۃ قتل غیر ہم ظاناکما و قتل واحد منہم یعنی لیسۃ اور بعض اہل محلہ کی گواہی غیر اہل محلہ
 حق میں اہل محلہ صاف صاحبین کے باہل محاسبہ ایک معین پر قتل کی گواہی دین تو اہل محلہ کے سب سے ہم یعنی ایک شخص محلہ میں قتل ہوا اور وارث نے دعویٰ کیا کہ
 محلہ والوں کے سولے اس قوم نے اسکو قتل کیا یا دعویٰ کیا کہ اہل محلہ میں ایک شخص نے اسکو قتل کیا ہوا اہل محلہ سے وہ شخص اسکی گواہی ہی تو گواہی اہل محلہ کے نزدیک
 نعمت کی علت اس واسطے کہ خصوصیت تمام اہل محلہ کے ساتھ قائم ہو اور قسامہ اور ویت سب پر واجب ہوا شہادت میں اپنے اوپر سے خصوصیت کو مال کے غیر پر دین تو مستہم
 شہرے تو گواہی کی مقبول نہ ہوگی کذا فی الدرر وین حج فی قتل مشفقہ ذی افرش خنیات فالذیۃ والقسامۃ علی ذلک لمحی حنڈا لانا لسنہ یوسف
 اور جو شخص زخمی ہو کسی قبیلہ اور برادری میں سودا ہوں سے زندہ اٹھا لیا سو بستر بنچار ایسا نہ کہ مر گیا تو ویت اور قسامہ اسی قبیلہ پر ہو جیسا

اور جو شخص

ابو یوسف کے کہ قسامہ اور ویت نہیں بنے گا اور نہ جرح ہر حق نما احسن لایہ ثلث مدت قات لم یضمن الحامل عنہ بل یوسف مدنی قیاس قول ابی حنیفہ
بضم اگر ایک شخص کے ساتھ ایسا زخمی ہو جسکی زندگی کی موت باقی ہو سو اسکو دوسرا شخص اپنے گھر لے آئے یا سو وہاں ایک مدت رہا پھر مریا تو اٹھائیوا لایہ ثلث
نہ جکا ابو یوسف کے نزدیک اور امام کے قول کے قیاس میں ضمان لازم ہو گا حال پر ہے اس واسطے کہ اسکا قبضہ غیر لایہ ثلث کے ہو تو اسکے پاس زخمی ہونا ایسا ہر جیسے محلی ہے
موجود ہونا زخمی کا کہ افی الدرر فی جلیین بلاتالث وجد احد ہما قتیلا ضمن الاثر لان الظاہر ان الانسان لا یقتل مقصداً فیتہ عنہ ابی حنیفہ خلاف احمد
اور ہر دوسرے شخص کے دو مردوں میں ایک شخص مقتول پایا گیا تو دوسرا شخص اسکی دیت کا ضمان پایا امام کے نزدیک سو اسطے کہ ظاہر حال ہے کہ آدمی اپنی ذات کو
آپ قتل نہیں کرتا بخلاف محمد کے ہے انکے نزدیک ضمان نہیں اس محال سے کہ شاید نے اپنی جان آپ ہلاک کی ہو و فی قتیلا قریۃ لایہ ثلث کر الحلف علیہما
مدنی عاقلہ ہما وعند ابی یوسف القسامہ علی الحاقہ ایضا اور عورت کے گائون کے مقتول میں عورت پر بار بار قسم وارد ہوگی یعنی پچاس بار اور عورت کے
دو گار ویت دینگے اور ابو یوسف کے نزدیک ہر گار ویت چترم بھی لازم ہوگی یعنی اسواسطے کہ قسامہ ہوتا ہو یا ہل نصرت پر اور عورت اہل نصرت نہیں جنہ کے ہتھ
اور طرفین کی یہ دلیل ہے کہ قسامہ نفی تہمت کے واسطے ہے اور تہمت عورت سے بھی ہو سکتی ہے کہ زانیہ اور رقال اتا خرون والمرأۃ تدخل فی التحمل مع العاقلہ
فہ ہذہ المسئلۃ کذا فی الملتحق وهو الاصح ذکرہ الزلیلی متاخرین فقہائے کہا اور عورت داخل ہے عاقلہ کے ساتھ گائون میں جس مسئلہ کے اندر کہ فی الملتحق
اور یہی قول صحیح تر ہے چنانچہ زلیلی نے اسکو ذکر کیا ہر دم زلیلی نے کہا عورت محل دیت میں اسلئے داخل ہے کہ وہ بمنزلہ قاتل کے ہو تو عاقلہ کی شریعت کی تہا میں کہا
کہ اس مسئلہ کی قید اسواسطے لگائی کہ عورت محفل ویت میں کسی صورت میں داخل نہیں ہوگی اس مسئلہ کے کہ فی الظاہر ای و ان ہو قتیلا فی و انفسہ خالہ ہ
علی عاقلہ و شریعت عنہ بل یوسف مدنی وعند ہما وزفر لاشی فیہ اسی فی القتل المسئلۃ کہ وہ بیعتی کہ ذکرہ ملاسنر و ہما لایہ ثلث جرحہ صدر الشریعہ و شریعہ
المصنف اور اگر ایک شخص مقتول پایا گیا اپنے خاص گھر میں تو اسکے وارثوں کے عاقلہ پر دیت ہے ابو حنیفہ کے نزدیک اور ہر دوسرے میں اور زفر کے نزدیک مقتول کو
میں کچھ نہیں ہے اور اسی عدم وجوب کے قول پر فتویٰ ہے ایسا ذکر کیا ہے ملاسنر نے درمیں اس قول کا تابع ہو کر جسکی صدر الشریعہ نے ترجیح دی اور مصنف ملاسنر
اور صدر الشریعہ دونوں کا تابع ہوا ہے و قال نعم ابن الکمال فقال لہا ان الدار فی یدہ حین وجد الحج فیمثل کاتہ قتل نفسه فیکون ہذا وارثان القسامۃ
انما تجب بطور القتل و حال ظہورہ الدار لورثتہ فدیۃ علی عاقلہم اور صدر الشریعہ وغیرہ کے خلاف کہا ہے ابن کمال نے سوچوں کہ ہاں ہی کہ
صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ اگر مقتول کے قبض اور تصرف میں تھا جبکہ زخم حاصل ہوا تو یہ قرار دیا گیا کہ گویا نے اپنی جان کو آپ قتل کیا تو خون اسکا رالگان
ہوگا اور امام کی دلیل یہ ہے کہ قسامہ تو قتل ہی ظاہر ہونے سے واجب ہوتا ہے اور قتل ظاہر ہونے کی حالت میں گھر وارثوں کا ہو گیا تو دیت مقتول کی وارثوں کے
عاقلہ پر ہوگی لا یتقال العاقلہ انما یجملون ایجب علی الورثۃ تخفیفہم ولا یکن الا ایجاب علی الورثۃ لان لا ایجاب لیس لاورثۃ بل للمقتول خیر یقف
منہ دیونہ و تنفذ وصایاہ ثم یجالی لوارث فیہ ہذا ظہیر الصبی والمعتوہ ان قتل ایہ تجب الدیۃ علی عاقلہ و کون میراثا لورثۃ یون
نہ کہا جائیگا کہ عاقلہ تو اسی مال کے متحمل ہوتے ہیں جو وارثوں پر واجب ہوتا ہے تاکہ وارثوں پر تخفیف ہو اور ممکن نہیں وارثوں پر واجب کرنا وارثوں کے فائدے
کے واسطے اسلئے کہ اس سوال کا یوں جواب دیا جائیگا کہ بیان ایجاب مال کا وارثوں کے لیے نہیں بلکہ مقتول کے واسطے ہے تاکہ اسکی مال سے مقتول کے دین ادا
کیے جاویں اور اسکی وصیتیں اسی سے نافذ ہوگی پھر مقتول کے وارث مقتول کے خلیفہ ہونگے اس مال میں درود صغیر اور مدبوش کمانند ہو اگر صغیر یا مدبوش اپنے باپ کو
قتل کرے تو ویت واجب ہوگی صغیر یا مدبوش کی عاقلہ پر اور وہی دیت صغیر یا مدبوش کی میراث ہوگی تو خیر وارث ہا و لو وجد فی ارض موقوفۃ او وار
کذا لکس لینی موقوفۃ علی رباب معلومۃ فالقسامۃ والدیۃ علی اربابہا لان تدبیرہ الیم اور اگر مقتول پایا گیا وقت کی زمین یا اسی طرح وقت
کے گھر میں جو معین لوگوں پر دقت ہے تو قسامہ اور ویت وقت کی لوگوں پر اسواسطے کہ دقت کی تدبیر معین لوگوں پر ہے وان کانت الارض لخاص الی

موقوفہ علی المسکین ہو گا اور جو حد فیدہ ای فی المسجد زبیری و در و سراچیہ وغیرہ موقوفہ شدہ اور اگر زمین یا گھر مسجد پر وقف ہو تو وہ ایسا ہے جیسے کہ مقتول مسجد کے
بذریعہ پایا جاوے چنانچہ زبیری اور در و سراچیہ وغیرہ زمین پر وقف ہو تو اسکا حکم مسجد کے
مانند ہے اور اگر جامع مسجد پر وقف ہو تو اسکا جامع مسجد کا حکم ہے قلت والقیہ لکھن الا رباب الموقوف علیہم معلومین لیخرج عنہم المعلومین کما لو کان
وقف علی الفقراء والمساکین فان انظر اہل الدیۃ لکون فی بیت المال لانه جئناہ لکون من جملۃ ما احب الیہم من المسلمین فاشبہ الحاجات
تالہ لکون من کما ہون اور موقوف علیہم لو کون من مسکین ہون کی جید اس واسطے لکائی تاکہ غیر مسکین لو کون پر جو وقف ہو چکا ہے چنانچہ فقیران
اور غیر مسکین محتاجوں پر وقف ہو تو ظاہر ہے کہ وہ دہان کے مقتول کی دیت بیت المال میں ہوگی اسلیئے کہ وقف مذکور اس وقت میں ہوگا جبکہ ان اشیا کے
جو مصالح مسکین کے واسطے ہیں ان میں تو جامع مسجد کے مشابہ ہے اور جامع مسجد کی دیت بیت المال میں ہوگی تو اسکی جی جی مال سے ہوگی ایسا کہ اگر
مستند سے اپنی شرح میں بحث کی راہ سے ذرا دیت کے طریق سے ولو وجہ فی مسکین فی فلاحہ غیر معلوم کہ فقہی الخیرۃ والفسطاط علی من یکسب کما
اور اگر مقتول پایا گیا اس لشکر گاہ میں جو بیابان غیر ملوک میں واقع ہو تو اگر خیرہ اور پال میں مقتول ہو تو اس کے رہنے والوں پر قسامہ اور دیت ہر وہی خارج ہر
ای الخیرۃ والفسطاط انکا تو ایسا کہ ظاہر جمہ قبا کل فعلی قبیلۃ وجہ القتل فیہا اور اگر مقتول پایا گیا خیرہ اور پال کے باہر تو اگر خارج کے رہنے والے
قوم قوم ہوں تو جس قوم میں مقتول پایا گیا اسی قوم پر قسامہ اور دیت ہر وہی بین القبیلتین کان حکم کما مر بین القریبتین اور اگر وہ قوم کے
درمیان پایا گیا تو اسکا حکم ویسا ہے جیسا درمیان دو گاؤں کا حکم مذکور ہو چکا ہے جس قوم سے نزدیک ہوگا مقتول اسی قوم پر واجب ہے اور اگر دونوں
برابر ہوں تو دونوں پر واجب ہے و لکن لو اجملہ مختلفین فعلی کل العسکر اور اگر لشکری لوگ رہے مختلف اتر سے ہیں تو تمام لشکر پر واجب ہے ولو لو کانوا
ت قبا کواحد و افلا قسامۃ دلایۃ لکئی اور اگر اہل لشکر کفار سے رہے ہوں اور وہان مقتول پایا گیا تو نہ قسامہ پر نہ دیت کذا فی الملئقہ ولو کان
الارض ملئقہ نزل فیہا العسکر مملوکہ فعلی المملوک بالاجماع لانہم سكان ولا یزاحمون المملوک فی القسامۃ والدیۃ در لکن فی الملئقہ خلاف
لا یہ یوسف فقہیہ اور اگر وہ زمین مسکین لشکر اور ترا ملوک ہو تو اس کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب ہے بالاتفاق اس واسطے کہ اہل لشکر ہان کے
ساکن ہیں مالک زمین کے مزاحم نہیں قسامہ اور دیت میں کذا فی الدرر لکین ملئقی میں خلاف ابو یوسف کا مذکور ہے تو اگر گاہ رہنا ہے صاحب در کا متفق
کہنا صحیح نہیں نہیں لو وجہ فی مستحرمہ لا یتام لم یکن علی الایام قسامۃ وہی علی خاقلہم لانہم لیسوا من اہل البیہن اور ملئقی میں مذکور
مقتول پایا گیا بیہنوں کے گاؤں میں تو بیہنوں پر قسامہ نہیں اور وہ بیہن قسامہ پر لکے عاقلہ پر اس واسطے کہ چھوٹے لڑکے قسم کے لائق نہیں وان کان فہم مدرک
فعلیہ لانہم من اہل البیہن ولو البیۃ اور اگر بیہنوں میں کوئی بالغ ہو تو اس پر قسامہ واجب ہے اس واسطے کہ وہ قسم کھانے کی لیاقت رکھتا ہو کذا فی الوابی فروع مسائل
شرح کے لو وجہ فی وارصبی و مستوہ فعلی عاقلہا اگر مقتول پایا گیا صغیر یا بدوش کے گھر میں تو لکے مدوگا روں پر قسامہ اور دیت ہر وہی وارصبی حلف
مسکین بیہن ویدی من مالہ لو تم افلا فعلی عاقلہا اور اگر مقتول پایا گیا ذمی کے گھر میں تو پچاس قسمین کھائے اور اپنے مال سے دیت لے اور اگر ذمیوں کے
عاقلہ ہوتے ہوں تو دونوں بیہن ہوں اور نصاری کی عاقلہ پر دیت واجب ہوگی یہودیوں قسم کھائے (کہ اس خدا کی قسم جو جتنے نوریت آتاری میں نے اسکو
نہیں مارا اور نہ میں اس کے قاتل کو جانتا ہوں اور نصاری قسم خدا کی کھائے جسے انجیل آتاری کذا فی الطحاوی دو مرتبہ فی محلۃ فاصحابہ سمع او حبر ولم یر من این
اومات منہ فعلی اہل المحلۃ القسامۃ والدیۃ سراچیہ اور اگر ایک مرد گذر ایک محلہ میں سوا کو تیر لکایا پتھر اور اسکو معلوم نہیں کہ کدھر سے آیا اور وہ اسی حد
سے مر گیا تو اہل محلہ پر قسامہ اور دیت ہر کذا فی السراجیہ فی الخانیۃ وجہ بہیمۃ او دابہ مقتولہ فلا شے فیہا اور خانیہ میں ہو کہ چوپایا یا جانور مقتول
پایا تو اس میں قسامہ اور دیت کچھ نہیں وان وجہ سکا کتب او مدبر او ام ولد مستیلا فی محلۃ فالقسامۃ والدیۃ

ہوگی فحش علیہم کل وہ وجبت نفس القتل کتاب الاصل او شربت الفحل الالبابینہ عند اذیتہ فی مالک ما مرقی الجنایات سوال لشکر پر واجب ہوگی ہر ایک وہ دیت جو نفس قتل سے واجب ہوگی بر نفس قتل کی تیرے و قتل ٹھیک یا غصب مال ہو گیا صلح کے سبب یا شک سے جیسے ایک قتل کرنا عداوت ہے جیسے کو تو اس قتل کی دیت باپ کا مال میں پہنچا نہ پڑ گیا کتاب الجنایات میں ہم نفس قتل سے دیت واجب ہوگی ہر قتل شبہ عدل میں اور قتل ظالمین اور چارویں غیر ظالمین پہنچا
اسکی تصریح کتاب الجنایات میں مذکور ہو چکی فقہ حنفی میں عطا یا تم اوسن از راقم والفرق بین العقیۃ والرزیق ان الرزق ما یدرض عن بیت المال بقدر الحاجة والكفاية وشأهرة او دنیا ومته والعطایا ما یفرض عن کل سنة لا یقدر بالاحتاج بل بصبره وعنا یہ سے امر الدین سو دیت ایجا بیگی اہل لشکر کے عطایا سے یا لگے رزق سے اور فرق عطایا اور رزق میں یہ کہ رزق وہ جو جو بیت المال سے مقرر ہو بقدر حاجت اور کفایت کے بطریق ہوا ری یا روزیہ اور وہ جو بیت المال میں چین ہو بطریق حاجت کے نہیں بلکہ اسکی لگیا ہی اور مضبوطی اور محنت کشی کے سبب دن کے کام میں فی ثلث سنین میں وقت اقتضا
وکذا ما یجب فی مال القائل عما وان مل الالباب اجہد خذ من ثلث سنین عندنا وعند الناس شیء یوجب الاشکر کی وجہ چین سے دیت ایجا بیگی تین سال میں قاضی کے حکم کرنے کے وقت سے پہلے جیسے کہ قاضی سے وجوب دیت کا حکم کیا اسوقت سے تین سال کا حساب شروع ہوگا اور اسی طرح دیت واجب ہوگی قاتل کے مال میں صلح پر کہ باپ اپنے بیٹے کو مار ڈالا تو چار سے نزدیک تین سال میں دیت ایجا دیگی اور امام شافعی کے نزدیک بالفعل واجب ہوگی ہم قصاکے نہیں قبلگی عطا سے دیت ایجا دیگی اور اگر سنیں خلیعہ عطا جمع ہو قبل قصاکے پھر لشکر میں کو قصاکے بعد حاصل ہو تو اس دیت ایجا دیگی اور گردن دیونج ایک آدمی کو قتل کیا بطریق عطا تو ہر ایک شخص کی عاقلہ ہر دیت کا دسوان حصہ تین سال میں واجب ہوگا کنانی الطحاوی خان خرصت اعطایا فی اکثر من ثلاثا واقبل توخذ منه بحد المقصود
اگر عطا تین سال سے زیادہ دنہ میں اکثر مدت میں بیت المال سے لیکھے تو اس دیت ایجا دیگی عطا حاصل ہونے کے سبب ہم پہلے اگر قتال آئی نہ کی عطا ایسا ہی حال میں تو ہم دیت اس ایجا دیگی کنانی الانبی اور اگر تین سال کا رزق ایک سال کے تین مہینے میں ملا تو اس دیت ایجا دیگی ایسی کہ رزق بقدر حاجت کے مقرر ہوتا جو اگر حسین کیا جائے تو تکلیف ورجوع ہوگا بخلاف عطا کے کنافی الجنبہ وان لم یکن القاتل من اهل الدیوان فعاقلة قبیلہ وقاربہ وكل من قینا صر بنویر البھا اور اگر قاتل لشکر کی معین ہو تو اسکا عاقلہ اسکا قبیلہ اور اسکے قریب لوگ ہیں اور جن لوگوں سے وہ قاتل مدد گاری چاہتا ہو کنانی تغیر البھا هم قبیلہ وغیرہ عبارت ہے عصبات نسبیہ سے پہلے یکسادی لوگ خلاصہ یہ کہ وجوب دیت میں تنا ضرور مدد گاری کا اعتبار ہو تو اگر اہل محلہ اہل بازار یا اہل قریہ یا برادری کے لوگ صلح پر ہوں گے جب ان سے کسی شخص کو کوئی امر پیش آیا تو وہ لوگ اسکی کفایت اور مدد گاری کے واسطے متحد ہو جاتے ہوں تو وہی لوگ اسکے عاقلہ میں اور اگر اسکے دیگر چند سر کے لوگ ہیں لشکر والوں اور برادری اور محلہ اور بازار سے تو لشکر والے لوگ مقدم اور اولیٰ ہیں پھر انکے بعد برادری لوگ پھر لوگ اہل محلہ پھر بازار دی لوگ اور اگر قاتل عجیب مرد ہو کہ نہ اسکا دیوان ہو نہ برادری نہ کوئی مددگار تو اسکی وصورتیں ہیں یا اسکے مقتول کی دیت بیت المال میں ہر ماخوذ اسکے مال میں کنانی الطحاوی وی خصصر تصرف وتقسیم اللہ علیہم فی ثلث سنین ثم انسین یعنی اعطیات قرسانی علی حفظ اور دیت تقسیم ہوگی عاقلہ پر تین سال کے اندر پھر جاننا چاہیے کہ نہیں یعنی عملیات کے ہو کنانے القاتلے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم عطایا دیئے کہ انہم انسین یعنی الاعطیات کی حاجت نہیں اسواسطے کہ اتنے کے قول خان خرصت اعطایا میں مضمون کو رہ گیا لا یؤخذ فی کل سنة الا درهم او درهم وثلاث ولم تنزل علی کل واحد من کل الذی فی ثلث سنین علی اربعۃ علی الاصح اور نہ بجائے دیت ہر سال میں گر ایک دم یا ایک دم اور نہ مالی درم کی اور زیادہ نہ لیا جائیگا عاقلہ کے ہر شخص پر تین سال کی مدت میں چار درم بنا بھیج تر قول کے ہم اگر ہر شخص ایک درم لیا گیا تو ہنگامی تین سال میں تین درم ہونے اور اگر ایک درم اور نہ مالی درم کی لیگی تو چار درم ہونے طحاوی نے کہا یہ قول صحیح ترجمہ ہے منصوب ہو اور غیر اصح قدوری کی روایت ہے کہ ہر سال میں ہر شخص سے چار درم ہون سے زیادہ نہ لیا جائے فان لم تشع القبیلۃ لذاک ضم الید قرب القبائل نبالا علی ترتیب العصبات غیر اگر مثال کا قبیلہ پہلے یکسادی برادری اسکے واسطے پہلے دیت پوری پر نے کے واسطے گنجائش کرے تو قبیلہ اسکے ساتھ زیادہ تر قرار دیکھتا جو نسب کی

اگر سپردی شود مگر تو حضور کے وارث سے چاہا قسم دینا عاقلہ کا صبیحہ کی اہل قبل پر اور جو اس سے اسکا یہ جو کہ قسم وار و نوگی اس واسطے کہ تو قسم دے دعویٰ صحیح ہوگی
 غرض ہوا اور حالانکہ دعویٰ عاقلہ پر تو یہ بین ہو اور بیان گفتگو کچھ باتی ہو کہ اگر عاقلہ سے قاتل کے فعل کا اقرار کیا تو کیا اقرار پر نسبت لگے صحیح ہوگا تا ایک اندر وجہ دیکھا
 حکم ہوا اقرار کیا صحیح نہیں اگر یوں جواب دہ کہ ہاں لائن یوں کہ تو قسم لگے حق میں جاری ہو اس کے فائدہ ظاہر ہوئے کہ عاقلہ سے مراد تو قسم دینے پر ایسا کہ مصنف
 نے اپنی مستحکم میں بحث کی راہ سے تو کچھ تحریر اور تفسیر کرنا چاہیے ہم تخلیف عاقلہ قول سائن کے خلاف ہے کہ عاقلہ خصم نہیں ہے اپنے قسم ہی میں دگر کر دیتا ہے
 کہ یہ جو عاقلہ کا اقرار ہے تو قسم ہمارے نوگی تو صریح ظاہر ہو کہ ذانی الطحاوی وان سنی حری علی نفس عید خطا اہی علی عاقلہ سے اپنے اقرار سے لائن عاقلہ لائن
 اطراف اللہ و قال لا یقبل الا علی النفس ایما اور اگر آزاد سے جنایت کی غلام کی جان پر ظلم کی راہ سے تو اسکی دیت آزاد کی عاقلہ پر چاہیے کہ مراد یہ ہو کہ آزاد غلام
 کو قتل کرنے اس واسطے کہ عاقلہ غلام کی اطراف کی دیت کے متعلق نہیں اور امام شافعی نے کہا کہ عاقلہ قتل نفس کی دیت ہے جس میں نہیں لایہ دخل ہے فی امر او مجبوت
 فی العاقلہ او المم فیما صروا یعنی لو تعامل غیر ہم والا فیہ خلاف علی الصحیح کہ مراد سے سنی اور مورث اور یوانہ عاقلہ میں داخل نہیں کیا کہ وہ باہم دگر گاری نہ کرتے
 ہوں یعنی اگر غیر وغیرہ قاتل نہ ہوں تو عاقلہ میں داخل نہیں اور اگر غیر وغیرہ سے قتل ظاہر ہو تو عاقلہ میں داخل ہونگے بنا بر قول صحیح کے چنانچہ فقیر یہ
 مذکور ہو چکا ہم عدم تناصہ کی قہر سے معلوم ہوا کہ اگر کشتہ دگر گاری کی درخواست ہوتی ہو تو عاقلہ میں داخل ہونگے وجہ یہ ہے کہ ذانی الطحاوی لایہ قتل کا
 سنی مسلم ولا یقبلہ لعدم التناصہ اور کافر دیت میں دینا مسلمان کی طرف سے اور مسلمان کا فر کی طرف سے عدم تناصہ کی وجہ سے والکنا رتیبہ سا قتلون
 فیما بینہم وان اختلفت مللہم لان الکفر کلمۃ واحدة یعنی ان تناصروا لاسفہ مالہ فی کلمۃ سنیہم کلمۃ مسلم کلمۃ مسلمہ فی الجنبی اور کافر فیما بین خود ایک
 دوسرے کے عاقلہ ہونگے اگرچہ ان کے دین مختلف ہوں اس واسطے کہ کفر بالکل ایک ہی دین ہے یعنی شریک ایک دوسرے کی دگر گاری کرتے ہوں اور اگر
 تناصہ نہیں رائج ہو تو قتلہ قاتل کے مال میں دیت مقتول کی واجب ہو تین سال کے اندر مسلمان کے مانند چنانچہ فقیر یہ بیان کیا ہے ہم سنی میں ہوں کہ اگر
 مسلمان دالہ الحریہ میں وارد ہوں سو ایک مسلمان دوسرے کو قتل کیا تو اسکی دیت قاتل کے مال میں واجب ہو کہ ذانی الطحاوی و او المم لکن للقتال عاقلہ
 قاتلہ و ذانی اسلم فالمدیۃ فی بیت المال فی ظاہر الروایۃ و علیہ الفتوۃ دروہ برازیہ علی الروایۃ و ایہ وجوب مالہ روایۃ متافۃہ اور جو کچھ قاتل کا کوئی عاقلہ
 ہو گا نہ چنانچہ فقیر یہ لکھا ہے حری جو مسلمان ہوا تو اس کے مقتول کی دیت بیت المال میں ہو ظاہر الروایۃ میں اور اسی پر فتوۃ ہے کہ اس نے الدرر والہزارۃ
 اور زلمی نے مال قاتل میں وجوب دیت کی روایت کر دیتے شاذ مستندار دیا ہے یعنی جبکہ قاتل کا کوئی عاقلہ نہ ہو تو اس کے مال میں دیت واجب ہو اس
 روایت کو زلمی نے غیر معتد کہا ہے قاتل ظاہر اسے الجنب عن خوارزمی من ان تناصروا ہم قد اندم بیچ وجوب اسے مال فیود سے ہے
 اس سنیہ کلمۃ تراجم اور اچھا لکھا ہے الجنب عن التناصہ قال وذا حسن لا بد من حفظہ و اقراء المصنف لیکفہ فقد وقع فی تفسیر من المواعع
 انما فی کلمۃ سنیہم فافہم من کتابہم اور فقیر کا ظاہر کلام ایک خوارزمی کی حکایت حال سے یہ ہو کہ وہ ان کے لوگوں کی باہم دگر گاری نیست و نابود
 ہو گئی اور بیت المال مندم اور سبب نشان ہو گیا تو یہ حال ترجیح دیتا ہے واجب ہونے دیت کو قاتل کے مال میں تو قاتل ہر سال تین یا چار درم ادا
 کرتا ہے چنانچہ اسکو جنب میں ناطقی سے نقل کیا ہے صاحب جنب نے کہا اور یہ قول خوب ہے اسکا یا در کنا ضرور ہو اور مصنف نے اپنی
 شرح میں اسکو ثابت رکھا ہے تو اسکو باور کنا چاہیے سو البتہ جنب یا غیر جنب کے اکثر مواضع میں واقع ہوا ہو کہ بالکل دیت کا ادا کرنا تین سال میں ہو تو
 اسکو صحیح کے کہنے الطحاوی و ذاکان القاتل مسلما فلو ذمیما فله ان یجس عاقلہ او یہ یعنی جب عاقلہ نہ ہو تو بیت المال
 سے دیت واجب ہو اس وقت ہو جبکہ قاتل مسلمان ہو سو اگر قاتل ذمی ہو تو اسی کے مال میں بالاتفاق دیت ہو کہ اس نے البسہ از یہ و من وارث
 مصر و انت مطلقا ولو بعد الذم و ما برت او کفر لایقبل عاقلہ بیت المال دہو الصحیح کما یسطر فی الحانیۃ اور جس قاتل کا مشہور ہے

دارشہ کسی طرح کا وارث ہو اگرچہ دارشہ بعد ہوا یا جو دم المیر شہ غلام یا کافر ہو جس کے سبب تو اس کے مقتول کی دیت بیت المال نہ دیگا اور یہی قول صحیح ہے چنانچہ اس کے خانیہ
 بین شرح بیان کیا ہے و لا عاقلہ لہم و ہر جرم سے لے کر قتال المصنف نے اہم تمام جرموں کا بیان کیا ہے جو عسکری سوا اور ملک کے رہنے والوں کا عاقلہ میں اسی پر
 یقین کیا ہے درمیں یہ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ان کے عدم تناصروں کے سبب سے و قیل لہم عو اقل لانہم بیتا صرون کا لاسا کفہ والصیب وین والصراہین
 والسر اجین قابل غلۃ القاتل و جنتہ عاقلہ و کذا لکس طلبہ العلم قلت و ہائے الحول نے وغیرہ خانیہ اور بعدوں نے کہا کہ عجموں کے واسطے بھی عاقلہ ثابت
 ہیں اس واسطے کہ وہ باہم حمایت اور دو گاری کرتے ہیں چنانچہ کفشی گراور صیاد و ہر صرافہ اور زین کر لوگ تو قاتل کے اہل محلہ اور اہل پیشہ ان کے عاقلہ میں اور اسی طرح
 طالب علم یا چکر عاقلہ میں نہ کہتا ہوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے شمس الدین طوائی وغیرہ نے کذا فی النہایہ زاوے فیہ فیہ والیہ حاصل ان التناصر اصل سے ہذا
 الباب و صفحہ التناصر انہ اذا حزبه امر فاموا و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 اصل ہے اور تناصرتہم راویہ کہ سب اسکو کوئی سختی اور عیب سے متبرکت ہے تو لوگ اس کے ساتھ نہ کھڑے ہوں اسکی کار بر آری میں بیہ اسکو چالین اسکی کلین مال دنیا
 اور اسکا پورا بیان جنتیہ میں ہے و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 میں عاقلہ سے منقول ہے اور حق یہ ہے کہ عجموں میں تناصرتہم میں کی وجہ سے ہر قاتل یا پیشہ و عجمی عاقلہ میں پیشہ کے اتھی تو اسکو باور کنا چاہیے اور اسی قول کو قسطنطین
 نے ثابت رکھا ہے کہ سب عجموں کا ان التناصر منعت الا ان یقتلوا احد البغض و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 نے اسکی تحریر اور تصحیح کی ہے کہ بالاعتل تناصرتہم موجود نہیں حصہ اور بغض کے غلبہ کے سبب سے اور شخص اپنے ہم پیشہ کی بھالی کار آرزو مند ہے تو نگاہ رسوخم یہ وہی قول ہے
 جو زامی صاحب نے بتایا ہے و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 نہ حمایت اور نہ دو گاری تو وہاں بیت قاتل کے مال میں ہے یا بیت المال میں ہم وجوب دیت کا بیت المال میں ظاہر الروایہ منعتی ہے اور وجوب مال قاتل کے مال میں روایت
 شاذ ہے چنانچہ مذکور ہو چکا ہے کہ کتابوں میں مارتنا ہر جرم سے لے کر قتال المصنف نے اہم تمام جرموں کا بیان کیا ہے جو عسکری سوا اور ملک کے رہنے والوں کا عاقلہ میں اسی پر
 یقین کیا ہے درمیں یہ کہا ہے مصنف نے اپنی شرح میں ان کے عدم تناصروں کے سبب سے و قیل لہم عو اقل لانہم بیتا صرون کا لاسا کفہ والصیب وین والصراہین
 والسر اجین قابل غلۃ القاتل و جنتہ عاقلہ و کذا لکس طلبہ العلم قلت و ہائے الحول نے وغیرہ خانیہ اور بعدوں نے کہا کہ عجموں کے واسطے بھی عاقلہ ثابت
 ہیں اس واسطے کہ وہ باہم حمایت اور دو گاری کرتے ہیں چنانچہ کفشی گراور صیاد و ہر صرافہ اور زین کر لوگ تو قاتل کے اہل محلہ اور اہل پیشہ ان کے عاقلہ میں اور اسی طرح
 طالب علم یا چکر عاقلہ میں نہ کہتا ہوں اور اسی کا فتویٰ دیا ہے شمس الدین طوائی وغیرہ نے کذا فی النہایہ زاوے فیہ فیہ والیہ حاصل ان التناصر اصل سے ہذا
 الباب و صفحہ التناصر انہ اذا حزبه امر فاموا و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 اصل ہے اور تناصرتہم راویہ کہ سب اسکو کوئی سختی اور عیب سے متبرکت ہے تو لوگ اس کے ساتھ نہ کھڑے ہوں اسکی کار بر آری میں بیہ اسکو چالین اسکی کلین مال دنیا
 اور اسکا پورا بیان جنتیہ میں ہے و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 میں عاقلہ سے منقول ہے اور حق یہ ہے کہ عجموں میں تناصرتہم میں کی وجہ سے ہر قاتل یا پیشہ و عجمی عاقلہ میں پیشہ کے اتھی تو اسکو باور کنا چاہیے اور اسی قول کو قسطنطین
 نے ثابت رکھا ہے کہ سب عجموں کا ان التناصر منعت الا ان یقتلوا احد البغض و صفحہ التناصر فیہ عجموں پر زیادہ کہا ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ اس باب میں بیہ اثبات عاقلہ میں تنصیر
 نے اسکی تحریر اور تصحیح کی ہے کہ بالاعتل تناصرتہم موجود نہیں حصہ اور بغض کے غلبہ کے سبب سے اور شخص اپنے ہم پیشہ کی بھالی کار آرزو مند ہے تو نگاہ رسوخم یہ وہی قول ہے

کتاب الوصایا

کتاب ہر وصایا کے احکام میں وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت شرعاً عبارت ہے تملیک بعد الموت سے چونکہ دنیا میں انسان کا آخر حال موت ہے تو اس کتاب کا آخر کتاب
 میں لانا قبل از میراث مناسب ہوا وصیت اسم ہے بیعت مہمہ راویہ و صی کو بیعت میں چیز کی وصیت کہ جائے اسکو بھی وصیت کہتے ہیں اور ایسا عبارت ہے غیر کو بھی کہنے
 سے تاکہ غیر اسکی غیبت میں کام کرے خواہ موصی زندہ ہو یا مردہ مثلاً زید نے خالد سے کہا کہ یہ بیعت محمد کو دینا میری موت کے بعد تو زید تو موصی ہے اور خالد موصی ہے اور ابیہ
 موصی ہے جو اور محمد موصی ہے لیکن الوصیۃ والایضا یقال او سے لے فلان اسے جملہ وصیا والا اسم منہ الوصایۃ و صحیحی نے باب مستقل واسم
 فلان معنی فلان بنظر ابن الوصیۃ وصایا عام اور شامل ہے وصیت اور ایسا کو بولتے ہیں او سے لے فلان بیعت اسکو وصی کیا اور وصایۃ اسم ہے ایسا ہے او
 وصی کے سائل جدا باب میں آگے آویگے اور بولتے ہیں او سے لے فلان بیعت اسکو تاکہ کیا بطریق وصیت کے مخطاوی نے کہا لام اور لے کا تفرقہ کتب لغت سے
 معلوم نہیں ہوتا تو اگر یہ تفرقہ اصطلاحی ہے تو اصطلاح میں کچھ نزاع کا مقام نہیں اور یہی معلوم ہوتا ہے صاحب کے کلام سے اور شارح اس بیان میں تابع ہے صاحب کے رکا
 فیہ مذکور ہے تملیک مضاف الی ما بعد الموت عین کا ان او دینا تو اسوقت میں بیعت بعد تفرقہ وصیت اور ایسا کے معلوم کرنا چاہیے کہ وصیت تملیک ہے
 مضاف ہا بعد موت کے خواہ تملیک کی شریعت میں ہو یا دین قات بیعت بطریق الشریعہ نیز خواہ قرار بالذین فائز نافذ من کل المال کہا سبھی میں کہتے ہیں
 تملیک سے تملیک بطریق احسان کے مراد ہے تاکہ اسکا انوار کرنے دین کے وصیت سے نکلا جائے اور ایسا کہ دین کا قرار نافذ ہر تمام مال سے چنانچہ آگے آویگا

کتاب الوصایا

ہیے بخلاف وصیت کے کہ وہ ثلث مال سے نافذ ہر دم بعضوں نے کہا اقرار دین عبارت از اظہار مافی الذمہ سے نہ تکیہ ابجد الموت سے تو وہ فقط تکیہ کے لفظ سے خارج ہوا
 حسان کی کچھ حاجت نہیں دلائل فیہ وجہ ہائے تقاضے قائلہ اور تیس کے مخالف نہیں وصیت کا واجب ہونا حق تقاضے کے حق کے سبب سے اسکو تاہل کہم چاہے ہر
 سوال بقدر کا تقریر سوال یہ ہر کہ جب وصیت کی یہ تعریف ہوئی کہ وہ تکیہ ہر طریق تریع اور احسان کے اور لاکہ زکوٰۃ اور کفارات وغیرہ حقوق ربانی میں وصیت واجب
 ہر چہ چاہے واجب ہوئی تو تریع کما ان اس واسطے کہ تریع عبارت ہر عدم وجوب سے شارح نے جواب دیا کہ یہ وجوب منافی تریع کے نہیں ہر اور ہر لفظ تاہل وقت جواب کی طرف اشارہ
 کیا ہے وجہ حق انشاء وصیت موت سے سابق ہو گیا تو تریع کے متاثر ہو گیا اور دیون عباد کے مانند نہوا کذا فی الخلیق فی علیہ مانع الخیر اربعۃ اقسام و احسن
 بالزکوٰۃ والکفارات وفذیر الصیام والصلوۃ التي فوط فیہا وصیۃ نفیہ وکفرہ لابل العسق والاقتیجہ اور بنا بر اس کلام کے جو مجتہبی میں ہر
 وصیت چار قسم ہے واجب ہر وصیت واسطے زکوٰۃ اور کفارات اور فذیر صیام اور صلوۃ کے چھ کے اور اگر نہ میں مسلمان نہ ہو تو کیا اور وصیت مباح ہر مالدار کے واسطے اور
 مکرہ ہر فاسق فاجروں کے واسطے اور اہل سو وصیت مستحب ہر دم وجوب زکوٰۃ وغیرہ کی وصیت زلیحی میں مذکور ہر تو اسکو زلیحی کی طرف نسبت کرنا مناسب تھا
 اور مجتہبی میں اسکو مستحب میں شمار کیا ہر عبارت مجتہبی کا ترجمہ یہ ہر کہ وصیت چار قسم ہے واجب ہر چنانچہ رد و دائع اور دیون مہولہ کی وصیت اور مستحب ہر چنانچہ
 کفارات اور فذیر صیام اور صلوۃ اور اسکے مانند کی وصیت اور مباح ہر جیسے اغنیاء احباب اور اقارب کے واسطے وصیت اور مکرہ ہر جیسے اہل فسوق و زحامی
 کے واسطے وصیت کرنا مستحب کذا فی الطحاوی ولا حسب للوالدین والاقرین لان آیۃ البقرۃ منسوخۃ بآیۃ النساء اور وصیت کرنا والدین اور اقارب کے واسطے واجب
 نہیں اس واسطے کہ سورہ بقرہ کی آیت سورہ نساء کی آیت سے منسوخ ہر دم سورہ بقرہ کی یہ آیت ہر کہ تکتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر ان الوصیۃ
 للوالدین والاقرین یعنی حق تقاضے نے فرمایا کہ ہر فرض ہو ہر چہ حاضریہ ہر دم میں سے کسی شخص کو موت اگر کچھ مال چھوڑے وصیت کرنا مان بابا و قرابت ان
 کے واسطے اور سورہ نساء کی آیت سے آیۃ الموارث مراد ہر جو نسخ ہر سورہ بقرہ کی آیت مذکور کو یہ مذہب ہر ابن عمر اور عکرمہ اور مجاہد اور مالک اور شافعی اور اکثر اہل تفسیر کا
 اور ہمارے اکثر اصحاب نے کہا ہر کہ سورہ بقرہ کی آیت منسوخ ہر اس حدیث سے جو چہ صحابہ کبار سے مروی ہر ان ائمہ ابو امامہ باہلی کی حدیث ہر جو ابو داؤد اور ترمذی اور
 ابن ماجہ میں مروی ہر کہ ان العینی علی علیہ وسلم خطب فقال ان الله تعالى قد اعطى كل ذي حق حقه فلا وصیۃ لوارث یعنی رسول خدا صلی علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پھر
 فرمایا کہ حق تقاضے نے ہر ہر حق کا حق عطا کیا تو اب وصیت نہیں ارشاد کیے واسطے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہر اور اس حدیث شریفہ کو اکثر علماء نے قبول کیا اور ایسی حدیث شریفہ
 سے نسخ کتابا نیز ہر ہمارے نزدیک اور حجت ہر امام شافعی ہر کہ وہ نسخ کتاب کی حدیث سے مستفاد نہیں کذا فی العینی شرح المداہجہ ہر ہا ماہو سبب التبرعات
 وصیت کا سبب وہ ہر چہ ہر عبادات یعنی عبادات غیر واجبہ کا سبب ہر دم عموماً نے کہا وصیت کا یہ سبب ہر چہ وصیت کے محاسن میں مذکور ہر یعنی جو اعمال فوت
 ہو گئے ہیں انکا تدارک کرنا مال کو صرف کر کے اس حالت میں کہ مال کی کچھ حاجت نہ رہے تاکہ انجام میں کام آوے مجتہبی میں ہر کہ اہم وظائف دینیہ معارف و تقنیہ کے
 بعد تلافی تعمیر اور اصلاح نسا کی معرفت ہر اور مظلوم و حقوق عباد کا تدارک کرنا اور اعمال کا زیادہ کرنا انقرض ال کے وقت اس واسطے کہ ہر مخلوق زندہ کے واسطے
 موت ضروری ہر اور وہ امر وصیت ہر جو قرآن مجید میں تاکید فرمایا ہر آیۃ الموارث میں اس طرح کہ من بعد وصیۃ یوصی بہا و دین اور رسول خدا صلی علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ حق تقاضے نے تمہارا تمہارا مال کا مال تمہارے تصدق کیا تمہاری آخر عمر میں تمہارے اعمال زیادہ ہونے کے واسطے اور فرمایا کہ اس عمر کو حلال نہیں خدا
 کا اور چھلے دن کا ایمان رکھتا ہوا اور وہ مالدار ہو اور وصیت کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یہ کہ سورہ ہر مگر اسکی وصیت اسکے سہم کے پاس ہوتی
 مہوی نے قاضی خان سے منسوخ نفیس یاد رکھنے کے لائق نقل کی وہ یہ ہر کہ جب آدمی نے وصیت کا ارادہ کیا اور اسکی اولاد صغار ہر شیخین نے کہا
 کہ مال کا چھوڑنا اپنی اولاد کے واسطے افضل ہر اور اگر اولاد کو کبار ہر دور مال تھوڑا ہر امام نے کہا کہ اسکو وصیت کرنا لائق نہیں اور اگر مال زیادہ ہر اور
 وارث غنی ہیں تو اسکو واجب ہے وصیت کی ابتداء کر کے اور اگر اسسپر کچھ واجب نہیں رہا تو اہل قرابت کے واسطے وصیت کرے اور اگر اقربا غنی ہیں

پڑوسیوں کے واسطے وصیت کر کے کذا فی الطحاوی وشرائطہا کوں لموسیٰ بلا التعلیل یک فلم یخبر من صغیر و مجنون مکاتب الا اذا اختلفت اعتقد کما سیجی او وصیت کی شرطوں میں سے ہونا ہر موسی کا لائق مالک کر کے کہ تو وصیت جائز نہیں ہے صغیر اور مجنون اور مکاتب سے مگر جبکہ کتاب وصیت کو اپنے آزاد ہو جانے کی طرف نسبت کرے تو جائز ہے چنانچہ آویگا و عدم فقہراقہ بالمدین اعتد سے علیٰ التعلیل کما سیجی اور عدم تنفر اقل کا دین کے ساتھ شرط ہے نسبت ہونے دین کے وصیت چنانچہ آویگا و کوں لموسیٰ لہ جیہا وقتہا شقیفہ او تعدیرا لئیل الحبل لموسیٰ لہ فافہم فانہ یسقط ایرا و الشرط لاینا و رمی لہ کے لیے وصیت کی گئی اسکا زندہ ہونا ہے وقت شرط خواہ وہ تحقیق زندہ ہو یا تقدیر تاکہ حمل موسیٰ کہ حیات تقدیری شامل ہے سو اسکو جو جسے کہ اس تقسیم سے شرط لایا گیا اعتراض تھا ہونا ہر ہم صاحب درستی کہ اگر موسیٰ کہ حیات وصیت کے وقت شرط ہو اسواسطے کہ اگر وہ میت ہو تو وصیت باطل ہے شرط لایا نہ ہو اور عرض کیا کہ حمل کو اسلئے وصیت کرنا صحیح ہے ہر حیات کما کن شرح نے اسکا جواب دیا حیات تقدیری کا لفظ زیادہ کر کے کو کوئی غیر وارث وقت الموت اور موسیٰ کہ کما موت کے وقت وارث نہ ہونا شرط ہر ہم یعنی موسیٰ کہ وارث نہ ہو موسیٰ کی موت کے وقت وارث ہو اور موت کے وقت وارث نہ ہو تو وصیت صحیح ہے ہر نامی میں ہر کہ اگر ایش شخص نے اپنے بھائی کے واسطے وصیت کی اور حالاکہ وہ وارث ہے ہر موسی کا بیٹا پیدا ہوا تو نہائی کے حق میں وصیت صحیح ہے یعنی اسواسطے کہ بیٹا ہونے سے بھائی موسی کا وارث نہ ہوتا موت کے وقت وارث نہ ہو موسی کا بیٹا ہر وارث اپنے بھائی کے واسطے وصیت کی مگر بیٹا قبل از موت موسی کے تو وصیت باطل ہے کہ چونکہ موسی کہ وارث ہر موت کے وقت اگرچہ وصیت کے وقت وارث نہ تھا و لا قاتل اور ہر موسی کہ قاتل نہ ہونا موسی کا شرط ہر وصیت کی خواہ اسنے وصیت قبل از قتل کی ہو مگر جسے قتل کیا ہو یا بعد از قتل ہونے کے وصیت کی ہو ہر موت وصیت باطل ہے کہ کذا فی الریسی دلیل ایش شرط کو نہ معلوما قلت نعم کما ذکرہ ابن سلطان وغیرہ فی السلب الاتے اور کیا شرط ہر موسی کہ کما معلوم یا نہیں ہیں کہتا ہوں ہاں اسکا معلوم ہونا شرط ہے چنانچہ ابن سلطان وغیرہ نے اسکو ذکر کیا جواب آئندہ میں ہم موسی کہ کما علم باوصف کافی ہے چنانچہ فقرہ اور سلیکن کذا فی الطحاوی و کوں لموسیٰ بلا التعلیل یک بعد موت الموسی بعد من العقود مالا او لھا مود و اللھال او معد و ما اور شرط ہر وصیت کی ہونا موسی بہ کا یعنی جس چیز کی وصیت ہوئی وہ بعد موت موسی کے قابل ہو تیکہ کسی عتقہ کے عتقہ دے خواہ وہ مال ہو یا منفعت بالفعل ہو جو دہوتے یا معدوم ہم معدوم ہو یعنی علی فقرہ الوجود و عتقہ باغ کے پہلوں کی وصیت کرنا فلاں شخص کے واسطے جب تک کہ وہ زندہ ہے یا نث مال کی وصیت کی اور حالاکہ موسی کا کچھ مال نہیں ہے جسے مال پیدا کیا تو موسی وارث نث مال کا مستحق ہوگا اسکی موت کے وقت اگر نث کی وصیت ہو کذا فی الطحاوی فقہرا و ان یکون بعد ار التثت اور یہ شرط ہے کہ موسی بعد ار نث مال کے ہر ہم طحاوی نے کہا یہ لزوم وصیت کی شرط ہے و کہتا قولہ وصیت بکذا فلاں نہ یا جری مجراہ من لا لفاظ المستقلہ فیہا اور وصیت کا کہن موسی کا یہ قول ہے کہ میں نے وصیت کی اس چیز کی فلاں شخص کے واسطے اور ہر ایک کے قائم مقام ہوں ان لفاظ سے جو وصیت میں متعل ہوتے ہیں ہم چنانچہ چونکہ اسکا کہن اپنا تھا مال اپنی موت کے بعد فلاں شخص کے لیے شہر یا دے الہدایع کہتا الایجاب والقبول قال زفر الایجاب فقط اور بدائع میں ہر کہ وصیت کا کہن ایجاب اور قبول ہر اور زندہ نہ کہ کما فقہرا یہ جواب کہن ہر ہم قایہ الایان میں ہر ہر سے نزدیک وہ قبول شرط ہر وصیت کی جو موت کے بعد ہو تو قبول یار کہ موسی کی زندگی میں ہو وہ باطل ہے اسواسطے کہ وصیت نیک متعل ہو کہ تو موت سے پہلے قبول اور روشمار کے لائق نہیں اسواسطے کہ قبول نہیں ہوتا ایجاب سے پہلے انتہی طعننا قلت المراد بالقبول ما یم الصریح والد لائ بان بیوت الموسی لہ بعد موت الموسی بلا قبول کما سیجی میں کہتا ہوں اور قبول سے وہ مراد ہے جو شامل ہو صریح اور ولایت کو اسطرح کہ موسی کہ مراد ہے موسی کی موت کے بعد ہر دن قبول کرنے کے چنانچہ آویگا ہم موسی کہ کما مر ناموسی کے بعد یہی قبول ہے تو وصیت کی چیز کا وارث ہوگا موسی کہ کما وارث اور قبول بالفعل مت قبول بقول کے برابر ہے چنانچہ موسی کی وصیت کو جاری کرنا اور اس کے وارثوں کے واسطے خریدنا یا امکا دین ادا کرنا کذا فی العالمگیری عن عیط السخسی وحکمہا کوں لموسیٰ بلا التعلیل یک بعد موت الموسی لہ کما فی الہتہ فیلزمہ استبرار الجاریۃ الموسی ہا اور حکم ہے اثر سترت وصیت کا ہونا موسی بہ کا ملک ہے یہ ہر ہم ہے کہ کی چنانچہ یہہ میں مالک جدید حاصل ہوتی ہر موہوب لہ کی تو موسی کہ کہ وصیت کی جاری کا استبرار لازم ہوگا و تجوز بالثلث لا یعنی حسنہ و اللھال

وان لم یجز الوارث فکسب اور تمالی مال کی وصیت جائز ہو اگرچہ شخص کے واسطے وصورت عام ماننے کے اگرچہ موصی کے وارث اسکو جائز نہ کریں ہم مانع وصیت بوجہ قتل یا مستغرق بدین ہونا وارث کی اجازت کی حاجت نہیں حدیث مذکور کی دلیل سے یعنی حق تعالیٰ نے تمنا کرتا رہا تاہی مال میر قصہ نہ کیا تھا خدای آخر عزوجل کا کہ تمہارا مال زیادہ ہوں لا الزیادۃ علیہ الا ان یخیر ورثتہ بعد موتہ ولا تغیر اجازتہم حال حیوۃ الاصل بعد وفاتہم کہ اگرچہ جائز نہ تھا تاہی مال سے زیادہ وصیت کرنا اگر اس صورت میں جائز ہو جبکہ موصی کے وارث بالغ اسکی موت کے بعد اجازت دین اور وارثوں کی اجازت موصی کی زندگی میں اصل معتبر نہیں بلکہ اسکی وفات کے بعد معتبر ہر جم جات موصی میں وارثوں کی اجازت اس واسطے معتبر نہیں کہ میرزا کا حق ثابت نہیں اس واسطے کہ میراث کا حق مورث کی موت سے ثابت ہوتا ہے اور اگر وارث معتبر ہو تو وارث کی اجازت وارث صغیر کے حق میں نافذ ہوگی اور وارث کے ولی کی تمالی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں حدیث وقاصص کی حدیث سے جو متصل سستہ میں مروی ہے سند سے گما میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال بہت ہے اور میری بیٹی فقیر وارث ہے تو میں اپنے تمام مال کی وصیت کرتا ہوں تو فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تمالی مال کی وصیت کرتا ہوں فرمایا نہیں کہ اس تو نصف مال کی وصیت کروں فرمایا نہیں کہ تمالی مال کی وصیت کروں فرمایا تمالی مال کی وصیت کر اور تمالی بہت ہے میرے واسطے یعنی میرے بزرگوار وارث اور غیر وارث وقت الموت لا وقت الوصیۃ علی کسائر الریش الا ان یخیر وارث یا غیر وارث ہر موصی کی کچھ وقت معتبر ہو چو کہ وقت بیکس اقسار کرنے میں کس کے وارث کے واسطے ہم مریض کے اقرار میں وارث ہونا یا غیر وارث ہونا اقرار کے وقت معتبر ہو اصول یہ کہ اقرار صرف ہر فی الحال کا ہر خلاف وصیت کے تو اگر مریض نے اقرار کیا ایک شخص کے واسطے اور حال اکملہ و اسکا وارث نہیں تو اقرار جائز ہو اگرچہ وہ شخص بعد اس کے اسکا وارث ہو جاوے لیکن پشیمان ہو کر کہ وہ وارث ہو جاوے سبب کی جہت سے بعد اقرار کے چنانچہ عورت اجنبی کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا اور اگر وارث ہو تو یہ سبب کی جہت سے تو اقرار صحیح ہو گا چنانچہ اپنے اس بہائی کے واسطے اقرار کیا جو محبوب تھا مگر کہ فرزند کے سبب سے پھر بعد اس کے فرزند مر گیا کہ ان فی الطحاوی وغیرہ باطل منہوعند غنی ورثہ واستغناکم بحکمہم اور مستحب ہو کہ تر از ثلث سے وصیت کرنا اگرچہ وصیت کمتر از ثلث کی وارثوں کی تو اگر مری کے ساتھ ہو یا میراث کے حصوں کے سبب سے انکو مستغنا حاصل ہو ہو کہ کمتر کما سے گما کہ بتر کما بالا احد ہما لیسے شنیہ اور استغنا لایجوز فی حدیث احمدۃ معتبرہ وصیت کا ترک اگر مستحب ہو ہونا تو اگر مری یا استغنا ورثہ کے یعنی جبکہ وارث خود مالدار ہوں نہ میراث کے حصہ پہنچ انکو مستغنا حاصل ہو تو اس صورت میں ترک وصیت مطلقا مستحب ہو ہونا کہ ترک وصیت اس وقت میں حصہ دینی ہی ہو اور صدقہ دینی ہر حصہ یعنی جب وارث مطلق میں اور مورث مال چھوڑ گیا تو اسکو صدقہ دینی کا بھی ثواب ملے گا اور میراث کا بھی اور وصیت میں اجنبی پر فقیر خیرات کرنے کا ثواب ہو گا لکن قرابت وار خیرات کرنا افضل ہے یعنی ان کی خیرات سے چنانچہ مسند احمد میں ابو ایوب انصاری سے حدیث مرفوعہ مروی ہے کہ افضل الصدقۃ علی ذی الرحم الکاشح کذا فی الشیخ یعنی بہتر صدقہ اس قرابت وار پر جو عداوت مخفی رکھتا ہو تیگا میں طحاوی میں قسستانی عن الظہیر سے منقول ہے کہ متدار استغنا امام کے نزدیک ہے کہ ہر وارث چار ہزار درہم کا وارث ہو اور فضل سے روایت ہے کہ ہر وارث دس ہزار درہم کی میراث پائے تو تو غیر عن ابی الدین اثنتہم عن ابی اور وصیت متاخر ہو دین سے یعنی اسے دین کے بعد وصیت کا رہتا ہے سبب مقدم ہونے حق العبد کے حق العبد عن الشرع پر مقدم ہو اگرچہ حق شریع واجب ہو اس واسطے کہ شریع کا حق نماز اور زکوۃ وغیرہ کا مطلق ہو جاتا ہے موت سے چنانچہ اپنے محل میں مذکور ہو تو وصیت شریع کے مانند ہو انی کذا فی المنع وصحت بالکل عند عدم ورثہ ولو حکما کما سنا من عدم الزام اور وصیت صحیح ہو تمام مال کی عام ورثہ کی حالت میں اگرچہ موصی کا حکم وارث ہو مانند مستامن کے عدم فزاحم کے سبب سے ہم چنے چکا مستامن نے اپنے تمام مال کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہو اگرچہ اس کے ذرا الحوب میں وارث ہوں کذا ذکرہ ابو المسعود در رین ہر تعلق حق وارث مانع تھا وصیت کا پھر جبکہ وارث شنیہ ہو تو وصیت صحیح ہوگی واما کو کہ بثلث مالہ اتفاقا وکون وصیۃ بالتق من خیر من الثلث

بلی الجہنم و اول الجہنم نوک و کچھ شکلی کا باپ اسکی طرف سے ہوا کہ کسے بعض اسکے جو بچے کے واسطے وصیت ہو تو جائز ہوگا اسواسطے کہ باپ کی ولایت
 نسبت نہیں ہے کچھ شکلی کے اوپر کذا فی الاول الجہنم فقلت و بہ علم جو باپ حادوثہ الفتوی دہی اندیس لایہی و یوحنا را انورفت نیما و نہتہ لیل بل کما لوالہ لایہی و لایہی علیہ
 میں کہتا ہوں اور بیان سابق سے حادوثہ فتوی کا جو اب معلوم ہو گیا وہ یہ ہے کہ وہی اگرچہ مختار ہو اسکو تصرف کرنا جائز نہیں اسباب جو محل کے واسطے نہتہ
 ہوا بلکہ فقہائے کما ہر کہ جنیل ہیچہ کچھ شکلی کی ولایت نہیں کسی پر اور نہ کسی کی ولایت اسپر ہو و نہتہ بالانہ الامتہا اور لوندی کی وصیت بدون اسکے
 محل کے صحیح ہو بیٹے اگر دون کے کہ میں نے وصیت کی اس لوندی کے فلائی شخص کے واسطے مگر اسکے بیٹے کا جو وصیت میں داخل نہیں تو یہ صحیح ہو اما تیرا ان کا محل
 افرادہ بالحق صحیح استثناء منہ و اما فلا لوندی کی وصیت بدون محل کے اسواسطے صحیح ہے کہ نہتہ نسبت ہو چکا ہو اصول میں کہ جبکہ غلطیہ ذکر کرنا مقصد میں
 صحیح ہو تو اسکا کمال لینا بھی عقد سے صحیح ہو اور جو ایسا نہیں کہ کما لایہی صحیح نہیں بیٹے کو کہ افراد محل کا عقد وصیت میں درست ہو تو اسکا امتثال
 بھی وصیت سے صحیح ہوگا و من المسلم للہمی و بالعکس اور وصیت صحیح ہو مسلمان سے کافر فرمی کے واسطے اور اسکے بالعکس فرمی کی وصیت
 مسلمان کے واسطے درست ہے ہم دین صحت اول کلام اتی ہو لایہا کہ و نہتہ عن الدین لم یقا تا کہ فی الدین و لم یخیر جو کہ من یار کم ان تہرم ہم فیہ
 نہیں روکتا تمکو اللہ تعالیٰ ان کافرون کے احسان کرنے سے جو تم سے نہیں روکتے دین میں اور نہیں تمکا لا تمکو تمہا سے کفر و نہتہ سے اور نہتہ کافی
 کی دلیل یہ ہے کہ عقد فرمی سے فرمی مسلمان کے برابر ہو گیا اسامالت میں تو احسان دون طرف سے درست ہے و احیات میں اسی طرح حیات میں
 بھی کذا فی الدہر لا حر فی دارہ اور وصیت جائز نہیں مسلمان کو کافر حر فی کے واسطے و از الحریبین اسواسطے کہ وصیت حسن سلوک اور احسان
 ہو اور ہم ممنوع ہیں کفار و قتالین کے احسان سے لقولہ تعالیٰ (انما ینکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہی بات ہے کہ
 اللہ تعالیٰ تمکو روکتا ہے ان کافرون کے احسان سے جو تم سے دین میں کوشے ہیں کذا فی الدہر عن العباس اصغر قریبہ دارہ لان استامن
 کالذی کما افادہ اللہ استامنہ ہم نے عدم جواز وصیت میں دار الحریب کی قید لگائی اسواسطے کہ متامن فرمی کے مانند چھت و وصیت میں چنانچہ
 یہ فائدہ مانسروئے درین بیان کیا ہے بحث کی راہ سے ہم مانسروئے کے کما کہ جامع صغیر میں عدم جواز وصیت حر فی کے واسطے مذکور ہو اور
 سیکر میں جواز مفہوم ہوتا ہے و چہ توفیق بین الکتابین یہ ہے کہ عدم جواز مقید بدار الحریب ہے تو یہ احتراز ہو اس حر فی سے جو دار الحریب میں نہیں یعنی متامن یہی
 مراد ہے سیکر میں کہ حر فی متامن کے واسطے درست ہو انتہی طحاوی نے کہا کہ افادہ مذکور کے بیان کی کچھ حاجت نہیں اسواسطے کہ متامن کا مسئلہ صرح
 مذکور ہو کتب فقہین قلت و صرح الحدادی والزیلی وغیرہ و چھت تنانی و صما یا لہمی میں کہتا ہوں اور جواز وصیت متامن کی تصریح کی ہو حدادی اور
 زیلی وغیرہ نے اور اسکے متن آویگا ذمی کی وصایا میں و لا لوارثہ و قاتلہ یا شترہ لا تسبھا کما مر اور درست نہیں ہے وصیت اپنے وارث اور
 اپنے قاتل کے واسطے جسے فرمی کو دیات یا شترہ کے قتل کیا ہو نہ بطریق تسبہ کے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ تسبہ قتل حقیقی نہیں ہم حدیث مرفوع میں وارد ہو کہ
 لا وصیۃ لقاتل قتل تسبہ جیسے وضع جو غیر ملک میں کذا فی الدہر و عواد وصیت قاتل کے ہو یا بعد چرحت کے بدلیل اطلاق حدیث کے کذا فی المصنوع الا باجاء
 و نہتہ لقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث الا ان یخیرہ انورہ یعنی عند وجود وارث اگر نہتہ الفیدہ آخر الحالیہ و نہتہ حقیقہ وارث کے واسطے وصیت درست
 نہیں مگر وہی کے وارثان کی اجازت سے درست ہو بدلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ کہ وصیت نہیں وارث کے واسطے مگر کہ وصیت کو وارث جائز نہیں
 یعنی جب دوسرا وارث موجود ہو تو بدارث کیہ واسطے وصیت درست نہیں چنانچہ آخر حدیث اسپر دلائل کرتا ہے چنانچہ اسکی تحقیق ہم عنقریب بیان کرتے
 و ہم کما عتقنا فامخر جازہ صغیر و مجنون اور حلالانکہ اجازت دینے و نہتہ وارث یا نفع حاصل ہوں تو وارث صغیر اور مجنون کی اجازت جائز نہ ہوگی و جازہ
 المرئیس کا ابتداء وصیتہ اور وارث مرئیس کی اجازت ابتداء وصیت کے مانند ہے ہم نے اگر وارث یا نفع مرئیس نے وصیت کی اجازت دی تو اگر اسکو شفا ہو گئی

کے نہیں وصیت کر قاتل کے واسطے

تسلیم کا مانع ہو بدو نہ اس کے جیسے موصی ہو تو کوئی شک نہ ہو کہ اس کے ساتھ کرنا اور جیسے عمارت بنانا موصی بہا گھر میں بر خلاف اس گھر کے چونکہ کاری کے اور اس کی عمارت ڈھانسنے کے اس واسطے کہ وہ تعزیر سے بچے تو مانع ہیں نہ اس میں ہر طرف غلطی قبول صریح و عطف ابن الکیمال تبعا لدرر با و حلیہ فہو اصل ثلث فی کون فعلہ یقید رجوعہ عنہا لکما یفیدہ متن الہ رفتہ بریزیل بلکہ فائدہ رجوع عاد و ملکہ ثانیاً ام لا کا بیع والہیتہ او موصی کو رجوع جائز ہے و جیسے تعزیر سے بچے جو اس کے مالک کو زائل کر دے چنانچہ بیع اور ہبہ تو یہ تعزیر سے رجوع ہو جیسیت سے خواہ وہ غیر موصی کی ملک میں دوسری بار اس سے یا نہ اس سے شایع ہو کہ چونکہ وہ تعزیر سے بچے قبول صریح پر اور ابن کمال نے درکار کا بیع ہو کر اس کو بلطف او عطف کیا ہے اور اس تقدیر پر تو تعزیر سے بچے قبول صریح کے انفاذ پر رجوع ہونے میں چنانچہ درکار کا متن اس کا مفید ہے سو اس کو غور کر لے و گزرا اذنا حلیہ ہنیر جیسیت لا علیک ہنیرہ اور اسی طرح رجوع میں موصی کی وجہ سے جبکہ موصی نے موصی بہ کو مال دیا غیر ہبہ سے ہر طرح کہ اس کا بدلہ کرنا ممکن نہیں لایکون راجعاً فیصل توبہ او موصی بہ لہ تعزیر فی البیع موصی بہ سے رجوع سے راجع نہ ہوگا اس کی طرح کے شوبہ دینے سے جس کی اس سے وجہیت کی اس لیے کہ تعزیر سے بچے مانع ہیں نہ اصل میں و اعلم ان التفسیر پر موت الموصی لایبطل اصلہ اور یہ معلوم کر کہ تفسیر کرنا موصی کی موت کے بعد اصل ضرر نہیں کرتا و میرت میں ولا تجوز دھا در و کنز و وقایہ و فی الجمع بفضی و مشعل فی العینی ثم نقل عن العیون ان الفتویٰ علی ان رجوع و فی السراجیۃ و حلیہ الفتویٰ و اقرہ لہ عنہ و موصی راجع نہیں ہوتا و وجہیت کے انکار کرنے سے اسی طرح ہے و درر و کنز و وقایہ کے متن میں اور شرح میں ہے کہ اسی قول کا فتویٰ ہے اور انہ اس کے لیے تفسیر جمع میں ہے چھٹنی نے عیون سے نقل کیا کہ فتویٰ اس پر ہے کہ انکار رجوع ہو وجہیت سے اور سراجیہ میں ہے کہ اس قول پر فتویٰ ہے اور ہنیر نے اس کو ثابت رکھا ہے اپنی شرح میں ہم معلوم ہو کہ یہاں دونوں قول پر فتویٰ ہے علامہ عینی نے شرح ہر ایک میں کی شرح جامع کے لیے نقل کیا کہ قدری نے اپنے مختصر میں اس سے کہ کا خلاف نہیں ذکر کیا اور نہ محمد نے اپنی کتابوں میں لیکن کتاب الوصایا میں انکار کو رجوع کہا ہے جامع کے لیے میں رجوع نہیں کہا اس وجہ سے مشائخ میں اختلاف واقع ہوا جنہوں نے کہا کہ اس سے کہ میں دور و تین میں اور بعضوں نے کہا کہ جامع کا قول قیاس کا جواب ہے اور کتاب الوصایا کا قول احسان کا جواب ہے انہی دو کذا لایکون راجعاً اقوال کے لیے اس وجہیت بہا فخر ام اور باراد و آخر تھا اور اسی طرح موصی راجع نہ ہوگا اس قول سے کہ جو وجہیت کہ میں نے کی وہ حرام خواہ بیع ہی یا اس وجہیت میں تاخیر دلی میں نے بخلاف قولہ ترکت باہر خلاف اس قول کے کہ میں نے وجہیت کو ترک کیا ہے یہ رجوع ہو وجہیت ہم تاخیر رجوع نہیں اور ترک رجوع ہو اس واسطے کہ ترک شرا اسقاط ہے اور تاخیر استقامت نہیں و بخلاف قولہ کل وجہیتہ او وجہیتہا فی باطلہ او الذی وجہیت بہ لہ نہ موصی و اولفطان و ارقی فکل ذلک رجوع عن الاول و ثلثون لوارثہ بالا جائزہ کما ہر خلاف اس قول کے کہ جو وجہیت میں نے کی وہ باطل ہے یا جو وجہیت کہ میں نے لکھ کے واسطے کی وہ غیر ذلک ہے یا فلا نے میرے وارث کے واسطے ہے تو ہر ایک یہ قول رجوع ہر اول سے اور وارث کی وجہیت ثابت ہوگی دوسرے وارث کی اجازت سے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ وارث کے حق میں وجہیت بدو نہ اجازت اور وارثوں کے دست نہیں و لو کان فلان الا خیریتا و تمہتا فالاولیٰ من الوصیتین بحالہما بطلان الثانیۃ اور اگر دوسرا فلان شخص مرد ہو وجہیت کے وقت تو دو وجہیتوں میں سے پہلی وجہیت بحال خود قائم ہے بسبب باطل ہونے دوسری وجہیت کے و لو حیا و تمہتا فمات قبل الموصی بطلان الاولیٰ بالرجوع و الثانیۃ بالموت اور اگر دوسرا موصی لہ زندہ ہے وجہیت کے وقت پھر مگر کیا موصی سے پہلے تو پہلی وجہیت تو باطل ہو گئی رجوع کرنے سے اور دوسری وجہیت باطل ہو گئی موصی کی موت سے تو بطلان وجہت المریض و وجہیتہ لمن نکحما بعد ہما ہی بعد الہیتہ و الوجہیتہ ما تقررانہ لقیحہ و از وجہیتہ کون الموصی لہ وارثا و غیر وارث وقت الموت لا وقت الوجہیتہ اور مریض کا ہبہ اور اس کی وجہیت باطل ہے اس عورت کے واسطے جس سے موصی نے نکاح کیا ہبہ اور وجہیت کے بعد اس لیے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو از وجہیت کے واسطے موصی لہ کا وارث یا غیر وارث ہونا موت کے وقت معتبر ہے نہ وجہیت کے وقت ہم وجہیت تو اس وجہ سے باطل ہے کہ عورت اگرچہ وجہیت کے وقت وارث نہیں مگر موت کے وقت

دارت ہوگی نکاح سے اور حالانکہ درشاہ کے واسطے وصیت جائز نہیں اور یہ ہے فرض کا اس واسطے درست ہوا کہ اگرچہ یہ غیر ضروری ہو لیکن فرض ہے
سبب سے حکما مضاف الی ما بعد الموت ہر اس واسطے کہ یہ واقع ہو گیا ہو صایا کے وقوع میں کیونکہ تبرہ ہو تو اسکا حکم ثابت ہوگا موت کے نزدیک بخلاف
الاقرار لہذا یہ تبرہ کون المقررہ وارثا وغیرہ وارثیہ م الاقرار غلہ اقولہا فہم فہات جائز بخلاف الاقرار کے اس واسطے کہ مقررہ کا وارث یا غیر وارث ہونا
اقرار کے دن متعین ہو تو اگر عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر مر گیا تو اقرار جائز ہے اقرار کے وقت عورت وارث نہ تھی پھر نکاح سے
وارث ہوئی تو یہ اقرار کے واسطے مقرر نہیں و بطل اقرار وہ وصیت جو میراث لایسہ کا قرار دے اور عید اور سکا تا ان کے اہل و عیال بعد از موت اہتمام البدنہ وقت
الاقرار فیورث التمتہ الاثبات اور باطل ہو اسکا اقرار اور اسکی وصیت اور اسکا سبیلہ پشہ فرزند کا فرسے یا غلام یا سکا تب کے یہ اگر فرزند مسلمان
ہو گیا ہو یا غلام اور سکا تب کو آزاد کیا ہو بعد اس اقرار اور یہ ہے اور وصیت کی سبب قائم ہونے فرزند کے اقرار کے وقت تو یہ تہمت اقرار کا موجب ہے
ہم یہ ہے اور وصیت کا حال تو مذکور ہو چکا کہ ان میں موت کا حال متعین ہو اور اقرار اگرچہ مقرر نہیں ہے لیکن ارشاد کا سبب ہے فرزند ہی اقرار کے وقت
موجود ہو تو یہ تہمت اقرار کی ہو مگر تو اقرار تہمت کے اعتبار سے ملحق وصیت ہو گیا کہ انی الدرد و ہستہ مقدر و مفلوج و اشل و سسلول بہ علہ اسل
وہو فرج فی الریت من کل مالک ان طالت عاتہ سنتہ ولم یخف موتہ منہ والافلل و یخف موتہ منہ فلیثہ لانہا امر اخر منہ لاقائتہ او یخف
اور مفلوج اور اشل اور سسلول کا یہ ہے کہ تمام مال سے نافذ ہو اگر مرض کی مدت ایک سال تک دراز ہو گئی ہو اور اس مرض سے موت کا خوف نہ ہو
اور اگر مرض کی مدت دراز نہ ہوئی ہو یعنی ایک سال تک دراز نہ ہو اور موت کا خوف ہو تو اسکا سبب تہائی مال سے نافذ ہوگا اس واسطے کہ وہ امر اض منہ متطا و
قائ اور ملک نہیں شایع ہے کہ سسلول وہ جو جسکو سسل کی بیماری ہو اور پھر پھر کیا قہر ہم مقدر لضم ہم وہ بیمار ہو جو چلنے پھرنے سے عاجز ہو یا کون کی بیماری
اور مفلوج وہ جسکو فلاج کی بیماری ہو یعنی وہاں مفلوج و حرکت سے رہ گیا ہو و اشل وہ جسکے ہاتھ میں ریشہ ہو پونے ہاتھ کا پٹا ہو خلاصہ یہ کہ یہ امر اض منہ ہے
عاجز ہوں اور وہ کوئی تبرج کا نہ صرف کہ پھر چار برس سے پہلے تو یہ مرض الموت ہو تو اسکا وقت ثلث مال سے نافذ ہوگا اور اگر بعد اس کے کہ امر اض منہ الموت نہیں
اس واسطے کہ جب حال کی بیماری نہ ہو نہ تھا ہلک ہوئے کا نہ رہا ہو گیا تو اسکا مرض غیر طبیعت اور عادت کے ہو گیا مرضیون کے حکم میں رہا ہائی کہ
علاج کی بھی لائق نہ کہ انی الدرد فی مرض الموت ان لا یخرج لواجح لنفسہ علیہ اعتدی بقریدہ زانیہ یضون نے کہا کہ مرض الموت یہ ہے کہ آدمی اپنی حاجتوں کے واسطے
نہ محتاج ہو اور اسی قول پر اعتماد کیا ہے پھر یہ میں کہ انی البریہ فی العشارۃ ما کان الغالب منہ الموت وان لم یکن صاحب فراش قستانی عن ہتہ الذخیرۃ
اور قول مختار یہ ہے کہ مرض الموت وہ ہے جس سے موت غالب واقع ہو اگرچہ بیمار صاحب فراش نہ ہو کہ انی القستانی عن ہتہ الذخیرۃ و اذا اخرج الوصایا
قدم الفرض وان اخر الموصی وان تساوت قوۃ قدم ما قدم او اضا ق الثلث عنہا اور اگر جمع ہوں چند قسم کی وصیتیں یعنی فرض اور واجب اور
فصل تو فرض مقدم ہوگا اگرچہ اسکو موصی نے آخر کیا ہو اور اگر وصایا برابر ہوں فرض یا فصل ہونے میں تو وہ مقدم ہوگا جسکو موصی نے مقدم کیا اگر تہائی مال
تمام وصایا کی گنجائش نہ رکھتا ہو ہم قستانی نے کہا کہ ابتدا کرنا چاہیے اس فرض سے جو حق العبد ہو پھر اس فرض سے جو حق التبر ہو پھر واجب پھر فصل ایسا ہی
ہو فقہا سے کہ انی الخطا دی قال الریحی کفارۃ قتل ذہار و یمن مقدم علی الفطر لوجوبہا بالکتاب دون الفطر و الفطرۃ علی الاغنیۃ لوجوبہا اجماعا دون الاغنیۃ
یعنی نے کہا کہ قتل اور ظہار اور قسم کا کفارہ مقدم ہو صدقہ فطر پر اس واسطے کہ کفارات مذکورہ کا وجوب کتاب اللہ سے ثابت ہے نہ صدقہ فطر کا اور صدقہ
فطر مقدم ہو قربانی پر یہ سبب واجب ہونے صدقہ فطر کے اجماع سے نہ قربانی سے قربانی کا وجوب اجماع سے ثابت نہیں و فی القستانی عن الطبریزی عن الامام
اعادہ فی سید ابی کفارۃ قتل ثم یمن ثم ظہار ثم الفطر ثم الاغنیۃ و قدم العشر علی الخراج اور قستانی میں طبریزی سے امام طحاوی سے
یون مردی ہو کہ ابتدا کی کفارۃ قتل سے پھر کفارۃ ظہار سے پھر کفارۃ افطار سے پھر ذر سے پھر صدقہ فطر سے پھر قربانی سے اور عشر مقدم کیا جائے خراج پر

و فی الجہت ہی مذکور ہے ابلی حنیفہ آخر ان حج الفضل فیصل من اہل قریۃ اور برہنہ دی میں ہو کہ امام ابو حنیفہ کا کچھ لاندہ سبب یہ ہو کہ حج الفضل فیصل ہی خیر است سے
ہم اول یہ مذکور ہے تھا کہ ہرقہ فضل ہو حج سے پہلے پہلے حج کی شہادت امام نے دیکھی تو حج کو فضل کہا اور قریۃ سے کہ ان فی الحکمۃ دی او جی بھی حج ای حج الاسلام حاج
عندہ را کیا حجت کی حج کی حنیفہ فرض حج کی تہ اسکا وارثا یا جی ہوئی کی طرف سے حج کر اسکا وارثا کہے ہوئے کے اثر سے ہم سوا سبب کے یہی حج فرض تھا اس وطن سے
سوار ہو کر پہل تو اسی طرح سے اس کے نائب پر فرض ہو گا فلا تم تبلغ النفقۃ من بلدہ فقال رجل انما حج عندہ ہذا المال یا شیا لیا بحیثہ فتانی مغیر بالحق
سوا اگر حج کی حجت نہ کہے ہوئی کے شہر سے اس ایک ہرقہ کہا کہ میں حج کر دو گا میت کی طرف سے یہی قریۃ مال قبلہ پر پہل تو یہ حج کی حجت نہ کہے گا میت کی طرف سے
چنانچہ فتانی میں ہو قریۃ منقول ان کنی النفقۃ ذاک والاشج حجت تکلی اگر حج کی حجت کرے سوار ہو کر وطن سے اور اگر حجت نہ کہے تو جس
مکان سے حجت کرے وہاں سے سوار کر کے نائب کو حج کے واسطے روانہ کرے وان مات حاج فی طریقہ و او جی با کچھ حنیفہ حج من بلدہ را کہا
وقال من حجت مات استخسانا ہذا یتوکل علی ذلک قیاس علیہ المذنبون ذکان القیاس ہذا ہذا المستند فانم اور حج کا جائزہ والا
راہ میں ہو گیا اور کہنے کو حجت کی اپنے طرف سے حج کر واسطے کی تو حج کر دینا چاہیے میت کے شہر سے سوار کر کے اور وہاں پہنچنے کے لئے کہا جہاں سے مر گیا وہاں سے
چاہیے حجت ان کی وجہ سے کہ ان فی الساریۃ والحق میں کہتا ہوں اور یہاں سے مستند ہو گا کہ امام کا قول قیاس ہو اور اسی پر متون فقہ کی
مشتمل ہیں تو یہ ان قیاس ہی مستند ہو استخسان سے سوا اسکو سمجھ رکھ ہم جہاں قیاس اور استخسان میں ہوتے ہیں تو استخسان مقدم ہوتا ہو مگر جہاں قیاس ہی
مقدم ہے پھر ان مانع النفقۃ ذاک والاشج حجت سے تبلیغ اگر اسکا حج کی حجت کرے سوار ہو کر وطن سے اور اگر حجت نہ کہے تو جہاں سے حجت کرے
وہاں سے سوار کر کے حج کر دینا چاہیے بالاتفاق و من لا وطن لہ من میت مات اجماعا اور جس شخص کا وطن نہ ہو وہاں وہ مر گیا وہاں سے حج کر دینا چاہیے
باتفاق انام اور صاحبین کے او جی بان شہر ہی بکل مالہ فی شہر عنہ عن الموصی و لم یخرج الوارثۃ بطاعت یہ وصیت کی کہ اس کے مال سے فلا ہم
خرید کیا جاوے پھر ان کا کیا جائے ہوئی کی طرف سے اور اس کے وارثوں نے اسکو جائز نہ کیا تو وصیت باطل ہو گئی اور او جی بان شہر ہی لہ عبد بالعت
و نہ ہم و زاد الالفت علی الالفت و قال یشترى بکل الثلث فی السکتین جمع ہی طرح جبکہ وصیت کی یہ خرید کیا جاوے اس کے واسطے غلام ہزار درم سے اور
ہزار درم ثلث مال سے دہ بن تو وصیت باطل ہو اور صاحبین نے کہا کہ تمام ثلث سے دونوں صورتوں میں غلام خرید کیا جاوے کہ ان فی اجمع مرخص او جی ابو صلیا
برخی من ہرقہ ذاک عاش سنین ثم مرض فوصایا ہ باقیۃ ان لم یقل ان ست من مرضی ہذا نقد او وصیت بکذا کذا فی الخانیۃ یہاں چند وصیتیں ہیں
کیں ہر دو کا ہو گیا ہی اس بیماری سے اور خریدانہ نہ رہا پھر ہر دو کو کسی وصیتیں باقی ہیں اگر کہنے یوں کہا ہو کہ میں اپنے اس مرض سے مر گیا تو میں نے یہ وصیت کی کہ ان فی قناہ
قاضی خان او جی یہ وصیتہ ثم جن ان اطمین الجنون حتی یفنی ستۃ اشہر بطاعت والالا موصی نے وصیت کی پھر وہ جنون ہو گیا اگر اسکا جنون
دیر تک ٹھہرا یہاں تک کہ چھ مہینے تک پہنچا تو وصیت باطل ہو ورنہ باطل نہیں دیکھا اور او جی ثم اخذ بالوصیۃ من صا من متو با حتی مات بطاعت خانیۃ
اور اسی طرح اگر وصیت کی پھر موصی کو و سواس نے لیا سو و ہریش اور غافل ہو گیا یہاں تک کہ مر گیا تو وصیت باطل ہو کہ ان فی الخانیۃ او جی بان بیجا بریۃ من
فلان او بان یقی عندہ الما شہر فی الموم او فی سبیل اللہ فهو باطل فی قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ خانیۃ یہ وصیت کی کہ موصی کا گھر عاریتہ دیا جاوے
فلا نے شخص کو یا یہ کہ پانی پلایا جائے موصی کی طرف سے پہلے بھر حج کے موسم میں یا خدا کی راہ میں تو وہ باطل ہو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں کہ ان فی الخانیۃ
کہا اور او جی بہذا التمس لہ و اب فلان فان الوصیۃ باطلۃ و او قال العلی ہذا و اب فلان جائز چنانچہ اگر یوں وصیت کی کہ یہ بھروسہ فلا نے شخص کے
جاوڑوں کے لیے خاص ہو تو وصیت باطل ہو اور اگر یوں کہا کہ اس بھروسے فلا نے جاوڑوں کو چارہ دیا جائے تو وصیت جائز ہو و لو او جی بان یقی
فرس فلان کل شہر کذا جاوڑو فلان یہاں اور اگر یہ وصیت کی کہ فلا نے کے گھوڑے پر ہر چھ مہینے میں اس قدر خرچ کیا جائے تو جائز ہو اور گھوڑے

ثلث مال کی وصیت کی اور وارثوں نے یہ وصیت جائز نہ کی تو کل مال کی تہائی دونوں وصیوں نے میں تین تہا وبال اتفاق ہوگی بیٹھے دو سہم ہزار درہم کے وصیوں کو
اور ایک سہم تہائی کی وصیوں کو کہ ہم مانتے ہیں اپنی شرح میں کہ اسکا کہہ بات کی صورت یہ ہے کہ ایک کے دس کے وہ غلام ہیں ایک کی قیمت ۳۰ درہم ہو اور دوسرے کی
۶۰ درہم سو اسے وصیت کی کہ پہلا غلام زید کے ہاتھ دس درہم پر بیچ ہو اور دوسرا غلام عمر کے ہاتھ ۲۰ درہم پر بیچ ہو اور وصی کا سوکان دو غلاموں کے کچھ اور مال
بینین جو تیزید کے حق میں ۲۰ درہم کی وصیت ہوئی اور دوسرے حق میں ۳۰ درہم کی ہوئی تو ثلث مال دونوں وصیوں نے میں تین تہا ہوگا تو پہلا غلام زید کے ہاتھ
۲۰ درہم پر بیچ جائیگا اور دس درہم کے واسطے وصیت ٹھہری اور دوسرا غلام عمر کے ہاتھ ۴۰ درہم پر اور ۲۰ درہم اسکی وصیت ہوئی تو زید اور عمر نے تہائی سے
بقدر وصیت کے لیا اگر ثلث وصیت سے زیادہ ہو گیا اور سہایت کی صورت یہ ہے کہ وصی نے دو غلاموں کو آزاد کیا جنکی قیمت دسی ہے جو محابا تین مذکور ہو چکی اور
اسکا کچھ مال غلاموں کے سوا ہے بنین تو اول کے واسطے ثلث مال کی وصیت ہوئی اور ثانی کے واسطے دو ثلث کی تو وصیت کے سہام تین تہا ہوئے ایک سہم اول کا اور
دوسرے ثانی کے تو ثلث مال بھی اس طرح ان میں سے سہم ہو گا تو اول غلام کا ثلث آزاد ہو گا اور دوسرا ۲۰ درہم پر اور وہ سہایت اور کوشش کرے ۲۰ درہم میں اور ثانی غلام
ثلث آزاد ہو گا اور ۲۰ درہم پر اور سہایت کرے گا ۳۰ درہم میں تو یہ ایک وصی کے لئے ضرب کی بقدر اپنی وصیت کے اگرچہ زید و عمر کے ثلث پر اور دس درہم کے سہم کی صورت ہو کہ زید کے
واسطے وصیت کی ۳۰ درہم کی اور دوسرے کے لئے وصیت کی ۶۰ درہم کی اور اسکا کل مال ۹۰ درہم ہو اور وارثوں نے اس وصیت کو جائز نہ کیا تو ہر وصی کے لئے بقدر زید
وصیت کے تو اول شخص ثلث کو ثلث مال میں ضرب کرے گا اور ثانی مال کی تہائی میں کذا فی التکلیف اور ثانی شخص ثلث کو ثلث مال میں ضرب کرے گا اور اپنے فرزند کے
حصہ کے مانند وصیت کی تو صحیح ہے خواہ اسکا بیٹا ہو یا نہ ہو نصیب اس کے لاء اولہ ابن ہو تو اور اپنے فرزند کے حصہ کی دسہ کے واسطے وصیت کی تو صحیح نہیں
اگر اسکا بیٹا موجود ہو وہ سہم ہو سکے کہ حصہ فرزند کا قرآن سے ثابت ہے چہرہ اسکی وصیت اور شخص کے واسطے ہوئی تو اسے فرض الہی کو بدل والا تو صحیح ہو گا کذا فی التکلیف
بر خلاف مسئلہ سابقہ کے اس واسطے کہ مثل شہر مشہور ہو وان لم یکن کہ ابن محبت عن ابی وجہرہ زاذلی شرح التکلیف وصار کہا لو اوصی بنصب ابن دوکان انتہی
اور اگر وصی کا فرزند نہ ہو تو وصیت صحیح ہوگی کذا فی المنصایہ والوجہ ہر شرح تکلمہ میں اتنا زیادہ کہا ہے اور یہ ہو گیا مانند اسکے کہ اگر وصیت کی حصہ فرزند کی
اگر وہ ہوتا انتہی مافی شرح التکلیف و فی الجہتی ولو اوصی بنصب ابن دوکان فہذا نصف انتہی او جہتے ابن ہو اور اگر وصیت کی نصیبہ فرزند اگر
وہ ہوتا تو وصی کہ نصف مال ہو انتہی مافی الجہتی ہم لیکن زیادہ عن الثلث اجازت و شرط بر موقوف ہو و نقل النصف عن السراج مافی النصف فتنہ
او نصف نے اپنی شرح میں ہرج سے وہ قول نقل کیا جہتی کے مخالف ہم جہتی میں نصف مال مذکور ہے اور سراج میں ثلث مملو ہے کذا فی التکلیف و فی الجہتی
الاولی ثلث ان اوصی مع ابنین اور وصی کہ کے واسطے پہلی صورت میں تہائی ہو اگر وصی نے دو فرزندوں کے ساتھ وصیت کی ہم یعنی دو فرزندوں کے ساتھ
وصی کہ کے لئے ثلث حصہ فرزند کے وصیت کی تو اسکو تہائی مال لیا گا تو کہ یا وصی نے وصی کہ کو تیسرے فرزند قرار دیا و نصف مع ابن واحد ان جب زرا و وصی کہ کے واسطے
ایک فرزند کے ساتھ نصف ہو اگر فرزند جائز رکھے و سلم البنات اور بیٹیوں کے مانند بیٹیوں کا حکم ہم یعنی اگر ثلث حصہ دختر وصیت کی اور اسکے ایک بیٹی ہو تو وصی کہ
کو نصف ہو اگر دو اجازت دے ورنہ ثلث ہو کذا فی النسخ والاصل انتہی مافی بنصب بعض الورثہ یزاد ثلث علی سہام الورثہ مجتہبی او قاعدہ یہ ہے کہ جب وصیت کرے
کسی وارث کے حصہ کے برابر ملنے کی تو ورثہ کے سہام پر اسی حصہ کا مثل زیادہ کر لیا جائے کذا فی الجہتی چنانچہ اوپر کی مثالوں میں فصل گذرا و مجزوا و سہم مال
فالی بیان الی الورثہ یقال ہم مملوہ ما شتم ثم التوہین الخ و سہم عرفنا و اصل الروایۃ بخلافہ اور وصیت کی اپنے مال میں سے ایک جز یا ایک
سہم کی تو اسکا بیان وارثوں کی طرف ہو تو وارثوں سے کہا جاوے گا کہ وصی کہ کو وقتنا تھا راجی چاہے پھر یہ دریافت کرنا چاہیے کہ برابری و میان خزا در سہم کے کیا ہے
تساخیر کا عرف ہو اور اصل وایت تو اسکے مخالف ہے ہم وارثوں کو بیان ہوا ہے منصوص ہو کہ جزا و سہم کا دل قبول ہو قلیل اور کثیر کو شامل ہے اور وصیت جہالت سے منوع
نہیں اور وارث وصی کے اسکے قائم مقام ہیں بیان راوی شرح و قایمین کہ سہم عبارت ہو سہم سے ان کے قول میں بنا عرف بعض اشخاص کے منہ عنہا میں ہے کہ

ترجمہ اردو و فارسی جلد چہارم

لفظ نصیب اور نقص اور بعض اور خط اور کسی کا سهم اور جو کے مانند کہ ان فی المملکات ای وان قال سدس مالی لثم قال ثلثہ لہ واجازت لہ ثلثہ ای
 حصہ الثلث فقہ وان اجازت اور ثلثہ لہ قول السدس فی الثلث تقدیر ما کان او مؤخر اذ ہذا بالیقین بعد اللہ مع سوال صدر بشرطہ واشکال ابن کمال اور اگر بولا
 کہ میرے مال کا سدس یعنی چھٹا حصہ فلاں شخص کے واسطے پھر بولا کہ میرے مال کی تہائی اُس کے واسطے ہے اور اُس کے وارثوں نے اجازت دی تو میری لہ کے واسطے
 تہائی مال ہے یعنی اُس کا حق ثلث ہے اگرچہ وارثوں نے اجازت دی ہو بسبب دخل میرے سدس کے ثلث میں خواہ ثلث مقدم نہ ہو خواہ مؤخر قسماً یقیناً
 سبب سے اور اس تو میرے صدر بشرطہ کا سوال اور ابن کمال کا اشکال منع ہو گیا ہم صدر بشرطہ کا خلاصہ ال یہ کہ ثلث اور سدس کا قول اگر اخبار ہو تو
 کذب ہے اور اگر ہشامی ہو تو وجوب ہے کہ وہی لہ کے واسطے نصف مال وجوب ہو ہوا واسطے کہ ثلث اور سدس نصف ہوتا ہے خلاصہ جواب یہ ہے کہ وصیت میں احتمال ہے کہ
 سدس ثلث میں داخل ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ داخل ہو بلکہ بابت سدس کی ثلث پر اور ہو لیکن چونکہ دخول سدس کا ثلث میں بالیقین ہے لہذا یہی مقبر ہوا اور دوسری
 وجہ یہ ہے کہ اگر ثلث سے زیادہ کی وصیت کا مالک نہیں تو وہی کے کلام کا محمل صحیح یہ ہے کہ نصف کا ارادہ مراد ہو وہی سدس مالی بیکر لہ سدس لان المعروفہ
 تقدیر عیدت معروفہ اور اس وصیت میں کہ سدس مالی کا لفظ لکھ کر کہا تو وہی لہ کے واسطے سدس ہی ہوا واسطے کہ معروفہ دوبارہ نہ لکھ کر معروفہ کو درج نہ ہو نہ یوں کہ اگر میرے سدس
 مال اُس کے واسطے ہے پھر بھی کہا کہ میرے سدس مال اُس کا ہے خواہ اسی مجلس میں ٹکرائی یا دوسری مجلس میں تو سدس اُس کا حق ہے اس واسطے کہ اعادہ حرفہ میں ثانی میں
 ہوتا ہے اول کا اور یہاں حرفہ لفظ ہے سدس کا اس واسطے کہ وہ ضافہ ہے مال کی طرف و ثلثہ درہم ہر غنمہ او ثیاب متفادۃ فلو تمردۃ فکا لدرہم اھم اھم
 ان ہلک ثلثاۃ فلو جمع بالقی فی الاولین ای الدرہم و الثم اور وہی کے درہم یا اُسکی پھر ٹکریوں یا اُسکے مختلف کپڑوں کی یا اُسکے غلاموں کے
 ثلث کی وصیت میں اگر دو ثلث تلف ہو جاوے تو وہی لہ کے واسطے وہی جو سبب باقی بگیا اول و ثلثاۃ میں بیٹھے درہم میں اور پھر ٹکریوں میں شراح نے
 کہا اور اگر کپڑے متحد مجلس میں تو وہ درہم کے مانند ہیں ہم بیٹھے وہی لہ کے کہ اگر میرے ثلث درہم یا ثلث غنم فلاں کے واسطے ہیں پھر درہم اور غنم کی دو تہائیاں
 تلف ہو گئیں تو وہی لہ کے واسطے تمام باقی ہے شکار اگر درہم مال تھا سو پھر درہم ضائع ہو گئے تو باقی میں درہم وہی لہ کا حق ہے ان خرج من ثلث باقی جمع ہوا
 مالہ انھی جلسی اگر وہی کی جمع اقسام مال کی ثلث سے نکلے تب جمع باقی کو وہی لہ پاویگا لہذا ذکرہ انھی جلسی و ثلثہ الباقی فی الاخرین ای الثیاب
 و البجید و ان خرج الباقی من ثلث کل المال او کچلی و ثلثاۃ میں بیٹھے کپڑوں اور غلاموں میں باقی کا ثلث ہے وہی لہ کے واسطے اگرچہ باقی تمام مال کی
 تہائی سے نکلے ہم بیٹھے اگر کپڑے ہم جمعیت یا تو غلام ہم جمعیت ہیں اور ان میں سے کچھ کپڑے یا کچھ غلام ضائع ہو گئے باقی رہے ہیں تو اس باقی کی تہائی بیٹھے
 ایک کپڑا یا ایک غلام وہی لہ کا ہے پر خلاف درہم اور غنم کے کہ ان میں جمع باقی وہی لہ کا حق ہے و کلاۃ کل متحد المجلس لکھیں او ہوزون و ثیاب
 متحدہ و ضابطہ ما یقسم جبراً و کلاۃ کل مختلف المجلس و ضابطہ ما لا یقسم جبراً او اول بیٹھے درہم اور غنم کی مانند ہے ہر چیز متحد المجلس جابجہ کی اور وزنی
 اور کپڑے ایک قسم کے اور قاعدہ کلیہ اسکا یہ ہے کہ اس چیز کی قسمت زبردستی ہو سکتی ہو اور ثانی بیٹھے ثیاب اور بید کے مانند ہے ہر چیز مختلف المجلس اور اسکا
 قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وہ چیز قسمت پذیر نہ ہوتی ہو زبردستی سے ہم اشیاء متحد المجلس اگر وارثوں میں مشترک ہوں اور بعض وارث قسمت کے طالب ہوں اور بعض
 نہ چاہتے ہوں تو قاضی انکو تقسیم کرے زبردستی سے اور اگر مختلف المجلس ہیں تو ان میں تقسیم جبری نہ ہوگی و بالفت ولہ دین من جنس الالف و عین قال
 خرج الالف من ثلث العین دفع الیہ اور وہی نے ہزار درہم کی وصیت کی اور حالانکہ اُسکا مال دین ہے لوگوں پر ہزار درہم کی جنس سے اور عین بھی ہے
 تو اگر ہزار درہم عین کی تہائی سے نکلے تو اُسکو وہی دیا جائے ہم بیٹھے اگر اُسکا تین ہزار کا مترکہ نقد ہے تو اسی نقد میں ایک ہزار درہم وہی لہ کو دیے جائے
 والا یخرج ثلثہمین یدفع لہ و کلاۃ خرج شی من الدین یدفع الیہ ثلثہ حتی یستوفی حصہ و ما لا لہ اور اگر ہزار درہم نہ نکلیں نقد مترکہ سے
 تو تہائی اقسامہ کی اُسکو دیا جائے اور جہتہ دین سے وصول ہوتا جائے تو اُسکی تہائی سے اُسکو ملتی جائے یہاں تک کہ اُسکا حق ہزار درہم

پورے ہو جاوے ہم شہداء فقہ متروکہ ۳۰۰ م دے کر تو کسی دوسرے کو بھی کہہ کر دین اور جو فقہ روایت وصول ہو تا جاسے اسکی تمنا دیتے رہیں ہزاروں کے بھرنے تک
 ویتنامہ لڑید و تھرو ہو ای عمر وصیت لڑید کہ اسے کل الثلث والاصل ان الیست او المعدوم الاستحقاق شیعہ فلان رحم غیرہ و ہمار کا لو او موی لڑید جس در
 اور اگر وصیت کی تمنا مال کی زید اور عمر کے واسطے اور حالانکہ عمر مردہ ہی تو زید کے واسطے پوری تمنا ہی اور اسکا قاعدہ یہ ہے کہ وصیت یا بعد وصیت
 مستحق نہیں ہوتی کسی چیز کی تو غیر کی فراہم اور مانع نہ ہوگی اور وہ قول اس قول کے مانند ہے کہ اگر وصیت کی زید اور دیوار کے واسطے ہذا اذ اخرج المذخر
 سن الاصل اما اذ اخرج المذخر بعد وصیۃ الایجاب یخرج بحدیثہ ولا یصلح الا لکل الثلث لثبوت الشرح یہ یعنی استحقاق کل الثلث کا اس وقت ہے جبکہ
 مزارعت کوئی والا نکلیا ہے اصل وصیت سے لیکن جبکہ فراہم نہ ہو تو اپنا حصہ لیکر نکلیگا اور دوسرے شخص کو تمام الثلث نہ دیا جاوے گا نہ وصیت
 شرکت کی وجہ سے کما لو قال الثلث مالی لفلان و فلان ابن عبد اللہ ان وصیت ہو تو فقیر فوات الموصی و فلان ابن عبد اللہ غنی کان لفلان
 نصف الثلث چنانچہ اگر موصی کے کما کہ میرا مال فلان زید اور فلان بن عبد اللہ کے واسطے ہو اگر میں مر جاؤں اور حال محتاج ہو پھر موصی مر گیا اور حالانکہ خالد
 بن عبد اللہ مالدار ہو تو زید کے واسطے نصف الثلث ہو گا موصی کے مالدار ہو گیا وصیت میں دخل تھا محتاجی کے سبب اور اب نکل گیا مالدار کی وجہ سے
 تو اس صورت میں زید پوری تمنا بناوے گا و کذا الوات احد پائل الموصی وفروہ کثیرہ اور اسی طرح اگر ایک موصی مر گیا موصی کے پہلے تو دوسرا موصی نصف الثلث پاوے گا
 اور اس اصل کی شاخیں بہت ہیں ہم انہیں یہ کہہ کر دیں کہ کما کہ میرا مال زید اور عبد اللہ کا ہے اگر عبد اللہ اس گھوٹن ہو اور حالانکہ عبد اللہ گھر میں نہیں ہے
 زید کو نصف الثلث ملے گا اس واسطے کہ ایک شخص کے استحقاق کا بطلان حق ثانی کے از دیوار کا موجب نہیں کہ ان فی السنہ و اصلہ المعدول علیہ اہم فی ذل فی الوصیۃ ثم
 خرج لفقہ شرطہ لایوجب الزیادۃ فی حق الآخر فی لم یصل فی الوصیۃ لفقہ الایجاب کان الکل الاخر ذکرہ الزیادۃ اور اسکا قاعدہ مستند علیہ یہ ہے
 کہ جب موصی وصیت میں دخل ہو پھر وصیت پہنچے کل کیا فقہ ان شرطہ کے سبب تو یہ دوسرے موصی کے حق میں زیادہ ہو جانے کا موجب نہیں ہوتا اور جب وصیت
 میں دخل ہی نہ ہو فقہ الایجاب کی وجہ سے تو تمام الثلث دوسرے موصی کے ہو گا ایسا ذکر کیا ہے فی الذیل الجبرۃ لوقت موت الموصی والیہ اشیر کلام الدردجا
 لکافی حیث قال لو لولہ لکذا فوات الموصی الی آخرہ اور بعضوں نے کہا موت موصی کے وقت کا اعتبار ہے اور اسی کی طرف درکار کلام باتجاع
 کافی کے مشیر چنانچہ صاحب درر نے کہا ہے کہ اگر وصیت کی زید اور بیک کے فرزند کے واسطے پھر بیک کا فرزند مر گیا موصی کی موت سے پہلے الی آخرہ ہم صاحب درکار
 تمام کلام یہ ہے یا وصیت کی زید کے واسطے اور اسکے محتاج فرزندوں کے واسطے اور شرط فوت ہو گئی موت موصی کے نزدیک تو تمام الثلث زید کا ہون ضروری
 اس واسطے کہ معدوم او وصیت کسی چیز کا مستحق نہیں ہوتا تو زید کی فراہمیت ثابت نہوتی چنانچہ زید اور دیوار کی وصیت میں آہی اور اسکی نافذ فقہاء
 عالمگیری میں عین خمس سے منقول ہے کہ ان فی الملک وی لکن قول الزیادۃ فیما مر اما اذ اخرج المذخر بعد وصیۃ الایجاب الخ صریح فی اعتبار حالۃ الایجاب
 و قبل فیہ روایتان لیکن زیادۃ کا قول کلام گذشتہ میں یعنی جبکہ فراہم خارج ہو جائے بعد وصیت الایجاب کے الی آخرہ صریح ہے حالت الایجاب کی اعتبار میں
 نہ موت موصی کے اعتبار میں تو بعضوں نے کہا کہ اس میں دور و درمیان ہیں و لو قال بین زید و عمر و وصیت لڑید لفقہ لان کتبہ بین تو جبکہ الفقہ حنفی
 لو قال ثلثہ بین زید و عمر و لفقہ ایضا اور اگر موصی بولے کہ میرا مال ما بین زید اور عمر کے ہے اور حالانکہ عمر مردہ ہی تو زید کو نصف الثلث
 ملے گا اس واسطے کہ لفظ بین کا تفسیف کا موجب ہے یہاں تک کہ اگر موصی بولے کہ مال ما بین زید کے اوچپ ہو گیا دوسرے شخص کو ذکر کیا
 تو بھی زید کو نصف ہی ملے گا و ثلثہ وہو ای الموصی فقیر وقت الوصیۃ لہ الثلث مالہ عند موتہ سوا وکتبہ بعد الوصیۃ او قبل مالہ لقرار ان الوصیۃ
 ایجاب بعد الموت اور اگر وصیت کی الثلث مال کی اور حالانکہ وصیت کرنے والا محتاج ہے وصیت کے وقت تو موصی لہ کے واسطے اسکا الثلث
 مال ہے یعنی اس مال کا الثلث جو موصی کی موت کے وقت موجود ہو خواہ اسنے وہ مال بعد وصیت کے کیا یا ہو یا قبل وصیت کے اس واسطے کہ

تأبیت ہو چکا ہے کہ وصیت عبارت ہے از ایجاب بعد موت مستقیم طلاق دے کہ بستر ہے تھا کہ فقیر کی قید نہ کر رہی تھی تا اطلاق صحیح ہو تا اذالم علی اوصی عینا اور
 نوعا معیت ثلث مال مذکور اس وقت تک کہ جبکہ وصیت کی چیز میں یا فروع میں نہ ہو اما اذ اوصی بعین او فروع من مالہ کثرت غنمہ فیکتف بثلث قبل
 بطلان ثلثتھا بالعیس قبل بطلان ثلثتھا ولو لم یغیر بالعیس جبکہ وصیت میں کی یا اپنے مال سے ایک نوع کی وصیت کی چنانچہ ثلث غنم کی وصیت کی پھر
 وہ تلف ہو گئی ہو بھی کہ مرنے سے پہلے تو وصیت باطل ہو گئی ہے بستر ہے تھی نہ وصیت کے عین سے تو وصیت باطل ہو گئی اس کے فوت ہو جانے سے اگرچہ اس نے
 سو اسے اس غنم کے اور غنم کو حاصل کیا ہو ولو لم یکن لہ غنم عند الوصیۃ فاستغفا و لا ای الاغنیہ ثم مات صحته فی البصر لان ثلثتھا با نوع کہ ثلثتھا
 بالمال اور اگر اوصی کی غنم وصیت کے وقت نمون پھر وہ غنم کو حاصل کرے پھر مر جائے تو وصیت صحیح ہو قول مجمع بین اصحابہ کہ ثلث غنم کی وصیت کا لزوم ہے
 و فیما یزید من ثلث غنم کا ثلث مال سے بڑھ کر وصیت باطل ہے و وجہ عند الفقہاء کا اعتبار ہے و لو قال لہ شاة من مالی و لیس لہ غنم فیقول قیۃ الشاة و اور اگر کہ لہ شاة و
 گوشت پھر مر جائے مال سے اور حالانکہ کسی مالک میں بستر نہ ہو گا کہ نہیں ہو گا اس کو گوشت کی قیمت دینا ہو گی بطلان ثلث قولہ کہ شاة من غنم یعنی ولا غنم لہ یعنی لا
 شاة لہ فار ما تبطل برضا الغنیہ اس قول کے کہ اس کے واسطے ایک گوشت پھر مر جائے تو وصیت صحیح ہو گئی کہ اس کے مال کی طرف منصف کیا تو اس کو گوشت کہ اس کے مال کی طرف منصف
 نہیں تو وصیت باطل ہو گی و وجہ فرق بین المساکین یہ ہے کہ پہلی صورت میں جب گوشت کو مال کی طرف منصف کیا تو اس کو گوشت کہ اس کے مال کی طرف منصف کر دے اور دوسری صورت میں جب
 مالیت ہو جائے تو اس مال میں اور دوسری صورت میں جب گوشت کو غنم کی طرف منصف کیا تو اس کو گوشت کہ اس کے مال کی طرف منصف کر دے اور دوسری صورت میں جب گوشت کو غنم کی طرف منصف
 غنم کا ایک فرد کر دے و لہذا لو لم یغنیہا لہ لا غنم لہ و قبل تصحیح اور اس طرح اگر گوشت کو اپنے مال کی طرف منصف کر دے اور حالانکہ اس کے مال میں غنم نہیں ہو تو
 باطل ہو گا اور قبل تصحیح یہ ہو کہ وصیت صحیح ہو کہ اگرچہ ان حکم فی کل نوع من انواع المال کا لہ و الثوب و نحوہا علیہ اور اس طرح گوشت کے مالیت ہو تو غنم
 میں انقسام مال سے چنانچہ کا سب سے پہلے اور بڑے اور مانند اس کے کہ فی الزبلی و بثلثہ لامہات اولادہ و من ثلث و انفقہ و لو لم یکن من اسی امہات الاولاد
 اس میں من ثلثہ و سہم الفقراء و سہم المساکین و عند محمد لیس سبعا لان لفظ الفقراء و المساکین جمع و اقلہ اثنتان قلنا ال الجبۃ تہطل الجبۃ و اگر وصیت
 کی اپنی امہات اولاد کے واسطے اور فقراء اور مسکینوں کے واسطے تہائی مال کی اور حالانکہ ام ولدتین میں تو اس کے واسطے تین سہم ہیں پانچ سہموں سے
 اور فقراء و مسکینوں کے واسطے ایک سہم ہے اور مسکینوں کے واسطے ایک سہم اما سہم نزدیک و سہم نزدیک تقسیم ہوگی سات حصے ہو کر اس واسطے کہ فقر اور مساکین کا لفظ
 جمع ہے اور اقل جمع دو ہیں ہم جواب کہتے ہیں نام کی طرف سے کہ فقر اور مساکین پر الف لام ہے و جنس کا اور الف لام جنسی جمع ہو سکے کو باطل کر دیتا ہے یعنی تو یہاں ظاہر
 میں جمع کا حصہ ہے اور حقیقت میں فقر و بثلثہ لہ و المساکین لہ یعنی نصف و لہم نصفہ و عند محمد اثلثا کا مر اور اگر وصیت کی تہائی مال کی زید اور مساکین کے
 واسطے تو زید کے لیے نصف و ثلث کا اور مساکین کے واسطے نصف باقی ہو اور محمد کے نزدیک تین حصے ہونگے ایک حصہ زید کا اور دو حصے مساکین کے واسطے پہلے کہ قل
 جمع دو ہیں چنانچہ مذکور ہو چکا و کو اوصی بثلثہ لہ و فقر اور مساکین قسم اثلثا عند الامام و انصارا عند ابی یوسف و انصارا عند محمد اختیار اور اگر وصیت کی
 اپنے تہائی مال کی زید اور فقراء اور مسکینوں کے واسطے تو تہائی کی تقسیم ہوگی تین حصے ہو کر نام کے نزدیک اور دو حصے ہو کر ابو یوسف کے نزدیک پانچ حصے ہو کر محمد کے نزدیک
 کہ فی الاختیار شرح المختار و لو اوصی المساکین کان لہ حصہ الی مسکین و احد و قال محمد لاثنتین علی ما مر فلا یجوز صرف المساکین اقل من اثنتین عندہ و انما اثلثا
 فیما اولہ لیس المساکین خلوا اثنا رجعة و قال ثلث مالی لہذا المساکین لم یجوز صرفہ لواء اتفاقا اور اگر وصیت کی مسکینوں کے واسطے تو وصی کو جہاں زید
 اس کا صرف کرنا ایک مسلمان پر یعنی بطلان جمعیت کی وجہ سے اور محمد کے کہ مسکین پر صرف کرنا لازم ہے بدلیل گذشتہ یعنی اقل جمع دو ہیں تو جو مال کہ مسکین
 کے واسطے ہو اس کا صرف کرنا مسکینوں سے کتر جہاں نہیں محمد کے نزدیک اس خلاف اس صورت میں ہے جبکہ وصی نے مساکین کی طرف اشارہ کر کے عین نہیں کر دیا
 سو اگر آئینہ ایک جماعت کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ تہائی مال ان مسکینوں کے واسطے ہو تو اس کا صرف کرنا ایک مسکین کی طرف اتفاق امام اور محمد کے جہاں نہیں د

و

[illegible]

وصیت اور میراث پر مقدم ہونے کی وجہ سے وصیت کی تہائی اور میراث کی دو تہائیاں جدا ہوں۔ بدین اعتبار دین کے خلاصہ جو اب یہ ہے کہ عہد دم
 مقدم دین یہاں اس کے عہد تعیین کے سب سے پہلی طریق تعیین ماذکر اور دین مذکور کے مقرر اور معین ہو جائے گا طریقہ وہ ہے جو مذکور ہو گیا ہے
 تصدیق فریقین کی یہی غذا اور ثمرہ بنتی یا اقرباء الموصی لم یثبت ما اقرباءہ و بالقی قلم تصدیق دین کا وارثوں نے اقرار کیا وہ انکی دو تہائیوں کو لیا جائیگا اور چوالیس حصہ
 اقرار کیا وہ انکی تہائی سے لیا جائیگا اور جو باقی رہیگا اب دین ادا کرنے کے وہ انکا ہی ہے جو دو تہائیوں میں باقی رہیگا وہ وارثوں کا ہے اور جو باقی
 رہائی سے باقی رہیگا وہ اہل وصایا کا ہے و صحیف کل علی العلم ادا دینی الزیادۃ اور ہر فریق قسم کھائے نبی دانست پر اگر دعویٰ کچھ زیادہ دعوے کے سے ہے
 ہر فریق یوں قسم کھائے کہ و القدر ہم اسی قدر دین کہ جانتے ہیں قلت یعنی لو کانت الوصایا دون الثلث بل یزل الثلث کلہم بقدر الوصایا لم ارہ
 باقی رہائی کا اگر حقیقت میں حتمی ال سے کم ہو تو کیا دینی تہائی نکال رکھی جائیگی یا بقدر وصیت کے میں نے اسکی تصریح
 کتب فقہ میں نہیں دیکھی دینی ایضا بل یزید من یزید تو وہ فی اکثر من الثلث پر ارجح ابن الکمال اور یہ بھی احتمال باقی ہو کہ ایسا انکو لازم ہے یہ کہ مقرر
 کی تصدیق کریں ثلث سے اکثر میں اس کے واسطے ابن کمال کی طرف رجوع کرنا چاہیے ہم یہ عمل اعتراض پر زبانی کا سوا ابن کمال نے فقہ زبانی کا اعتراض
 بدین جواب کے ذکر کیا ہے اور بعضوں نے ضعیف جواب دیا جس سے زبانی کا اشکال ساقط نہیں ہوتا لکن فی المطاوعی فقہ اور لا ینفی وارتہ اوقا تک کہ
 نصبت الذی یتدرہ بطل وصیتہ للوارثہ والھائل لانھا من اہل الوصیۃ علی ما مر ولذا تصح باجازۃ الوارثہ اور اگر وصیت کی اجنبی شخص اور اپنے وارث
 یا اپنے قاتل کے واسطے تو اجنبی کو نصف وصیت دینی اور اسکی وصیت وارث اور قاتل کے حق میں باطل ہوگی اجنبی کو نصف دین کا نہ کل اسواسطے کہ
 وارث اور قاتل وصیت کے مستحق ہیں بنا براس قول کے جو ذکر کیا اور اسی واسطے وصیت وارث اور قاتل کے واسطے صحیح ہو جاتی ہے وارث کی اجازت
 سے ہم بخلاف اس وصیت کے کہ موصی نے زندہ اور مردہ کے واسطے وصیت کی تو سب کا مالک زندہ ہوگا اسواسطے کہ مردہ وصیت کا مستحق نہیں تو فرم
 بھی نہ لگایا لکن ما اذا اقرہ عین او دین لورثہ ولا اجنبی حیث لا یصح فی حق الا اجنبی ایضا لانه اقرار بقدر سابق پلیمانہ اذ انما بعضہ
 تھا یا قیہ فرمودہ بخلاف اس کے جبکہ عین یا دین کا اقرار کیا اپنے وارث اور اجنبی کے واسطے کیونکہ وصیت صحیح نہیں اجنبی کے حق میں بھی لیسے کہ یہ
 اقرار ہو عقد سابق کا یعنی دونوں کی شرکت کا زمانہ ماضی میں پھر جبکہ بعض لغو ہو گیا تو باقی بھی بالضرر و نحوہ پھر اہم عہد محبت کی وجہ یہ ہے کہ وصیت انشاء
 تصرف ہو یعنی وارث اور اجنبی کے واسطے تصدیک ابتدائی ہے اور اقرار اخبار ہے موجود سابق سے اور حالانکہ گئے خبر دی ہو و نصف شرکت زمانہ ماضی میں تو اب
 اقرار کا اثبات بدین شرکت کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکی خبر کے لئے لفظ ہے اور نہ اثبات اقرار کا شرکت کے ساتھ ممکن ہے اسواسطے کہ وارث اس میں
 شریک ہوا جاتا ہے لکن فی المطاوعی عن الزبیری مشہور آئیل ہذا انما تصادقما فان انکر احدہما شکرہ الا خرص اقرارہ فی حصۃ الاجنبی عند محمد و
 عندہما بتکلی فی اکل لما قلنا زبیری بعضوں نے کہا یہ پیشہ عہد محبت ہے اقرار اسوقت ہے جبکہ وارث اور اجنبی ایک دوسرے کی تصدیق کو ہے
 پھر اگر ایک دوسرے کی شرکت کا انکار کرے تو وارث کا اقرار اجنبی کے حصہ میں صحیح ہوگا پھر کے نزدیک اور شیعہ میں کے نزدیک جبکہ
 حصے میں باطل ہے اسوجہ جو پہلے بیان کی گئی زبیری و لو اوصی بشیاء متنب او تہمید و وسطہ دردی ثلثۃ انفس کل
 منهم ثوبۃ فصاع منها ثوبۃ ولم یدر ای ہوا وارث یقول اکل منهم بلک حکم بطلت الوصیۃ بجمالۃ المستحق کو وصیت
 لاہر بنین الرحیلین اور اگر وصیت کی عمدہ اور متوسط اور ناقص متفاوت کپڑوں کی تین شخصوں کے واسطے ہر آدمی کے لیے ایک کپڑا پھر ان
 یمنون کپڑوں سے ایک کپڑا ضائع ہو گیا اور معلوم نہیں کہ کونسا تلف ہوا اور موصی کا وارث کتا ہی ہر ایک آدمی سے کہ تیرا حق تلف ہو گیا تو وصیت باطل
 ہوگی مستحق کے معلوم ہونے سے جیسے ان دو مردوں میں ایک کے واسطے وصیت باطل ہے یعنی اگر موصی نے کہا کہ ان دو شخصوں میں سے ایک شخص کے واسطے میں نے

وصیت کی توبہ وصیت باطل ہے جہالت کے سبب سے بیٹے معلوم نہیں کہ کس شخص کے واسطے وصیت کی لائق کیا جائے اور اس کے بعد وصیت کی لائق نہ ہو یا بقی انہما فتوہ وصیت
ازوال المانع و ہذا وجہ دیگر یہ کہ وصی کے وارث مساجد نکریں اور باقی کچھ نہ کہ تسلیم کریں تو وصیت صحیح ہو جاوے گی مانع وصیت کے زوال سے بیٹے وارثوں کا
انکار مانع تھا وصیت کا تسلیم سے زائل ہو گیا فقہ قسم لہذا البیہ طمشاہ ولہذا الاروی طمشاہ ولہذا الوسط طمشاہ کل واحد ہما لان التبیہ بقدر
الامکان تو عدل کے واسطے کے واسطے عدل کی دو تہائیاں اور ناقص واسطے ناقص کی دو تہائیاں اور تو سب کے واسطے کے واسطے دو تہائیاں
میں سے ایک ایک تہائی تقسیم کیا ویکو اس واسطے کہ یہ برابر کرتا ہی بقدر امکان کے والو ہی اور ان کے پسین سے عین میں وارث شریکہ و قسم و وقع
فی خطہ کہو لاوئی کہ والا یقع فی خطہ فلان مثل ذرا عہ صرح صدر الشرعہ وغیرہ بوجہ اسی قسم فان وقع الی آخر وہاں اولی اور اگر کچھ
و مشرکین میں سے ایک شریک نہ ہو شریک کہہ سہ ایک عین کو کٹری کی وصیت کی اور وہ کہہ بانا گیا اور وہ کو کٹری موی کے حصہ میں نہ رہی تو وہ موی کی کہی ہو
اور اگر موی کے حصہ میں واقع نہ ہوئی تو موی کی کہ واسطے کو کٹری کہہ کر کہوں سے زمین پاب ہو جاوے گی صدر الشرعہ وغیرہ میں وجہ وصیت کی تصریح کی ہو اگر موی کی
کہتہ وصیت کی جائے پھر اگر کو کٹری کے حصہ میں نہ ہو تو اس کی تمام کو جو خود مال الاقراریہ میں سے ہے ان کے حصہ میں سے لے کر اس کے حصہ میں لے کر اور
اقرار کرنا عین کو کٹری کا شریک کہہ سہ وصیت کے مانند ہو حکم نہ کر میں ہم بیٹے اگر اوپر شریکین نہ کہہ کہ کو کٹری تو اس کے حصہ میں کی ہو پھر اس کی تقسیم ہوئی اور وہ
کو کٹری موی کے حصہ میں واقع ہوئی تو اس کا مال کہہ کر کہہ کر اگر اس کے حصہ میں نہ ہو تو اس کے برابر زمین پاب ہو جاوے گی تو یہاں وصیت اور اقرار کا کیا حکم ہو
و بالہف عین موی میں بان کا نہ ہو و بیٹہ خود لہذا موی من مال آخر فاجار بر مال الاقراریہ بقدر موت الموی و غیرہ صحیح اور ہزار دم میں بیٹے منسوب کی
دوسرے شخص کے مال میں جو موی کے پاس امانت میں وصیت کی پھر وصیت مال اپنے موی کی موت کے بعد وصیت اس کی جائز ہو اور ہزار دم موی کہہ کہ تسلیم کے بعد وصیت
ولہ المصح بعد الاجازۃ لان جائزہ بقرع فادارہ من تسلیم ما بعد المرح فلا رجوع لشرع کہہ اور صاحب مال کہہ اجازت وصیت کے ہزار دم کا نہ ہوتا
جائز ہو اس واسطے کہ اس کو اجازت دینا بطریق احسان کے تھا اس پر وجہ ہے تھا تو اس کو جائز کہہ تسلیم سے باز رہے اور تسلیم کرنے کے بعد تو اس کو پھر لینا جائز نہیں
کذا فی شرح تکریمہ خلافت ما اذا اوصی بالمرادۃ علی الثلث او اقل اقلہ اولو ارثہ فاجازہ مالورثہ حیث لایکون لہم النفع بعد الاجازۃ بل من غیرہ
سے تسلیم لانا اقرار ان مال کے تسلیم کے قبل موی متنازعہ مال تھا فی حق قبل البخیز خلاف کے کہہ کہ موی نے تہائی سے زیادہ وصیت کی یا اپنے
قاتل یا وارث کے واسطے وصیت کی پھر اس کے وارثوں نے وصیت کو جائز رکھا اس واسطے کہ یہاں وارثوں کو اجازت کے بعد منہج جائز نہیں بلکہ ہزار دم وصیت ہوگی
تسلیم کرنے پر اس واسطے کہ یہ قاعدہ ماست ہو چکا کہ ہزارہ بیٹے جبکہ اجازت واقع ہوئی موی کا مال کہہ ہو موی کی جائز ہے ہم فقہوں کے نزدیک
اور امام شافعی کے نزدیک وہ مال کہہ ہو موی اجازت دینے واسطے کی طرف سے ہم اس واسطے کہ وصیت اپنے حقوق میں سے ہو کہ نہ موی کی ملک میں واقع ہو تو منہج تھا
وارثوں کے حق میں پھر جب وارثوں نے اجازت دی تو ان کا حق ساقط ہو گیا تو وصیت نافذ ہو گئی موی کی طرف سے کہانی الدہر و لہذا قرأہ الا انہما یجوزان
بوصیۃ اسیہ بالثلث صحیح اقرارہ فی الثلث لیس فیہ لافضہ مستحسانا لانہ دمر ثلث شائع فی کل امر کہہ وہی ہما فیکون مقرر ثلث ماسہ و ثلث ماسہ خیرہ
اور اگر دوسرے زنون میں سے ایک فرزند نہ ہو اپنے باپ کے ثلث مال کی وصیت کا اقرار کیا بعد وصیت مقرر کہہ کہ تو اس کا اقرار اس کے حصہ کی تہائی
میں سے بیٹے اس کے نصف حصہ میں اس واسطے کہ فرزند نہ ہو موی اس کے واسطے تمام ترکہ میں ثلث شائع تھا تو سب اور کیا اور ترکہ دونوں فرزندوں کے
پاس ہو تو مقرر مقرر اس مال کی تہائی کا جو کہ پاس ہوا دینے کی تہائی کا باقی مال کہہ پاس ہو تو اس کا اقرار اس کے حق میں قبول ہو نہ اس کے بھائی کے حق میں نہ لافضہ
مال و اقرار ہاں دینے علی ہما حیث یلزم کہ لہذا موی علی الی اسٹا بر خلاف اس کے کہ اگر ایک فرزند نہ ہو تو اقرار کیا دینے کا اپنے باپ پر اس واسطے کہ اس کو
تمام دینے دینا لازم ہو گا بسبب مقدم ہونے دینے کے میراث پر ہم تو مقرر مقرر سے تمام مقرر کہہ لے گا اس تنبیہ دینے اور اگر فاضل ہو گا تو مقرر کو چھوڑ دے گا

三、

[illegible]

ہیثیوں کے واسطے جو حقیقت میں عمل کرنے کی راہ سے پیشے پوتوں کو ولد کہنا باعتبار عجز کے ہوا ہیثیوں کو بنا حقیقت کے ہوا اور حالانکہ حقیقت
 مقدم ہو مجاز پر فلاں لفظ صرفت الیٰ الہی از تحریر امن استعلیل پھر اگر حقیقت متعذر ہو تو کلام پھر اچھا دیکھا عجز کی طرف تا کہ کلام یا وصیت بیکار ہو یہود و نصیب
 ہم جبکہ فلاں نے شخص کی اولاد کے واسطے وصیت کی اور اسکی اولاد صلیٰ نہیں ہے تو اب وصیت میں پوتے داخل ہونگے کذا فی عالمگیرتہ ولا یرث
 اولاد البنتات وعن محمد بن یحییٰ عن اخیار او ہیثیوں کی داخل ہونگی اور محمد سے ایک روایت ہے کہ داخل ہونگی کذا فی الامتیار و لو ثبوتہ فلان الذکر
 مثل خط الاشیان لانه اعتبار لوراثۃ اور اگر وصیت کی فلاں کے وارثوں کے واسطے تو مرد کو دو و عورتوں کے برابر حصہ دیکھا اس واسطے کہ
 موصی نے وراثت کا اعتبار کیا لہذا بطور میراث کے دیا چاہا دیکھا و شہرہ طر صحتہا اسے الوصیۃ ہذا اسے فی الوصیۃ لوراثۃ فلان و مافی
 سہما کہ وصیت فلان موصی لوطی لوراثۃ اول عقبہ قبل موت لوطی لان الوصیۃ و عقبہ انما یکون بعد الموت اور یہاں بیٹے فلاں نے
 کے وارثوں کی وصیت میں اور جو اس کے معنی میں ہو چنانچہ عقب فلاں کے وصیت میں صحیح ہونے وصیت کی بشرط یہ ہو کہ فلاں شخص جس کے
 وارثوں اور پس ماندوں کے واسطے وصیت ہوئی مگر کیا ہو موصی کی موت سے پہلے اس واسطے کہ وراثت اور پس ماندہ صادق نہیں آتا مگر
 اسکی موت کے بعد تم امکان میں موصی کہ آخر قسم بنیم و مینہ طے عدد الرؤس ثم ما اصاب الوصیۃ یقسم بنیم لذلک کالائیسین کما مر یہ اگر وارثوں
 کے ساتھ دوسرا موصی نہ بھی ہو تو مابین ورثہ اور مابین دوسرے موصی کہ کے تقسیم علی عدد الرؤس ہوگی پھر وارثوں کو حصہ دیکھا تو اس کے مابین
 مرد کو دو ما و عورت کو نصف اسکا تقسیم ہوگا چنانچہ مذکور ہو چکا فلاں مات الموصی قبل موتہ ای الموصی لوراثۃ و عقبہ بطاعت الوصیۃ لوراثۃ
 او عقبہ پھر اگر وصیت کرنے والا مگر کیا اس شخص کے مرنے سے پہلے جس کے وارثوں او عقبہ کے واسطے وصیت ہوئی تو اس کے وارثوں او عقبہ کے واسطے
 وصیت باطل ہوگی تم امکان میں موصی کہ آخر قولہ وصیت فلان و لوراثۃ و عقبہ کانت الوصیۃ کلہا فلان الموصی لہ دون و رثۃ و عقبہ لان الایم
 لاینا و لہم الایم الموت و تمامہ فی السراج پھر اگر وارثوں کے ساتھ دوسرا شخص موصی نہ ہو چنانچہ موصی کا یہ قول کہ میں نے وصیت کی
 فلاں شخص کے لیے اور اس کے وارثوں او عقبہ کے لیے تو بالکل وصیت فلاں موصی نہ کے لیے ہوگی نہ اس کے وارثوں او عقبہ کے واسطے اس لیے کہ
 وارثوں کا اسم شامل نہیں آتا مگر بعد مر جائے اس شخص کے اور اسکا پورا بیان سراج و حاج میں ہو و غیر عقبہ ولد من الذکر و الاناث فان ذلک
 قولہ ولدہ کذا کتب ولا یرث اولاد الاناث لانہم عقبہ ابائہم لاندہ اس سراج و حاج میں ہوا و عقبہ آدمی کا اسکا ولد ہو خواہ مرد ہو یا عورت
 پھر اگر اولاد صلیٰ مگر گئی تو اس کے فرزند کی اولاد اسی طرح ہی بیٹے ان میں بھی مرد عورت برابر ہیں اور عورتوں کی اولاد عقبہ میں داخل نہیں اس واسطے کہ وہ
 اپنے باپوں کی عقبہ میں نہ آسکے بیٹے نانی نانا کا عقبہ اپنے باپ و دادا کا عقبہ ہو خطا وی نے کہا شایع کو قولہ کہ لک کہ ابتر تھا اس واسطے کہ ولد
 مرد اور عورت دونوں کو شامل ہو و فی ایام بنیہ ای بنی فلان و بنیم اسم لمن مات ابوہ قبل الخلفی قال صلی اللہ علیہ وسلم لایتم بعد البلوغ و عیہ اسم
 ورنہ اسم و ابراہیم الارسل الذی لایقدر علی شیء رجلا کان او امراة و لو نہ قولہ دخل فی الوصیۃ فقیر ہم و غنیہم ذکر ہم و انشاء ہم اور اگر وصیت
 کی فلاں شخص کے بنیم فرزندوں میں اور اس کے اندھوں اور فلکوں اور اس کے مساکین میں تو وصیت میں داخل ہو چنانچہ بنی فلان کے فقیر اور غنی
 اور اس کے مرد اور عورت شایع نے کہا بنیم ہم ہو اس شخص کا جس کا باپ مگر گیا قبل بلوغ کے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ باغ ہو چکے بعد بھی
 نہیں آتا بل جمع ہوا بل کی اصل وہ ہو کسی چیز پر قادر نہ ہو یعنی محتاج اور مسکین خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس عزم کی تائید کرتا ہر مصنف کا قول یہ قول کہ اس میں
 عورت اور مرد یکساں ہیں و قسم سویتہ ان اوصیاء بنیہ کتاب او حساب فانہ حیثئذ یکون تملیکہا لہم اور مال برابر تقسیم ہوگا اگر بنی فلان کے پتر اور اس کا
 متعین اور پھر ہوں ہوں لکھنے اور حساب کرنے کے تو اس وقت میں بیٹے جبکہ سنہ ہوں تو مال وصیت تملیکہ پھر لکھا ان کے واسطے ہم عدم چھپا اور انھار کی طرف

اور نہایت سے تو فتنہ خائیز کو استعمال دوسری کا ولائیں الہی لہذا البیہ الموصی بنوہ من الکوفہ مثلاً الا اذا کان ذاک سکا کہ وہاں فی موضع آخر
 ان خرج من ملک و الا فلا یخرج الا باذن الوارث بقا و حقہم فیہ اور باہر نہ لیا جائے موصی بل غلام موصی بہ کہ کو فتنہ مثلاً مگر جبکہ وہ اسکا مکان ہو اور موصی کہ
 باوجود عیال و سرے مکان میں ہوں تو فلاں لیا جائے جائز ہے بشرطیکہ غلام موصی کے ثلث مال سے خارج ہو تا ہوا اور اگر خارج نہ ہوتا ہو تو موصی لہ اسکو باہر نہ لیا جائے
 بہرہ ان دونوں کے سبب باقی رہنے حق و رشہ کے غلام میں ہم خاصہ ہے کہ اگر غلام کو ثلث مال سے خارج ہو سکتا ہے تو موصی لہ اسکو موصی کے شہر سے باہر نہ لیا
 اگر موصی اور موصی لہ ایک ہی شہر میں رہتے ہیں اور اگر موصی لہ اور اس کے اہل عیال و سرے شہر میں رہتے ہیں تو اسکو باہر لیا جانا درست ہے اس واسطے کہ وصیت نافذ ہوتی ہے
 موصی کے مقصود کے موافق تو جب موصی لہ کا وطن ہو سر شہر ہو تو موصی کا مطلب یہ ہے کہ موصی لہ غلام کو اپنی خدمت کے واسطے وہیں لیا جائے طحاوی نے کہا یوں کہنا
 بہتر تھا ان الکوفہ الی ابصرہ الا ان یکون ذاک مکانہ اور ہم اشارہ راجع ہوا بصرہ کی طرف تو اہل دی و وضع آخر کی وجہ تشریح و ہوتہ ای الموصی لہ فی ہوتہ ای موصی
 بطاعت الوصیۃ اور موصی لہ کہ مر جائے سے موصی کی زندگی میں وصیت باطل ہو جاتی ہے یعنی اس واسطے کہ اسکا حق نہ نرنا و فیہ موتہ فیہ العبد والدار الی الوارث
 لہ الموصی حکم الملک اور موصی لہ کی موت کے بعد غلام اور گھر موصی کے وارثوں کی طرف پھرتا ہے مگر تاکہ موصی چاہے تو نہ ممانع کی وصیت میں ملک موصی راسل
 نہیں ہوتی لہذا بعد موت مستحق موصی کے وارث اس کے ملک ہوتے ہیں و لو انفذ الوارثۃ منہ من الیمۃ لیست شرعی براۃ برایوم مقام الاول ولہذا منع المرئیس من
 التبرع بالکسر من الثلث کذا ذکرہ المصنف فی الوصن اور اگر موصی کی موت کے بعد اس کے وارثوں نے غلام کو تھانف کیا تو وہ تاوان دینے کے اسکی قیمت کا
 کہ اس قیمت سے دوسرا غلام قائم مقام اول غلام کے خرید کیا جائے اگر اندر نہیں ممنوع ہو احسان سے تو اتنی مال سے زیادہ ایسا ذکر کیا ہے مصنف نے
 اپنی شرح کی کتاب الدین میں ہم حاصل عبارت ریاضی کی ہے اور مرجع رسم اشارہ کا و رشہ کا حق مقرر ہے لیکن شارح کی عبارت میں خلل واقع ہو گیا ہے یعنی مختار
 کی وجہ سے کہ ان فی الطحاوی و فیہ ای ہذا العبد لفلان بعد موتہ لا یموت و یخرج من الثلث صحیح و نامہ فی الدرر اور اگر موصی نے وصیت کی اس غلام کی
 ایک شخص کے واسطے اور اسکی خدمت کی وصیت کی دوسرے شخص کے واسطے اور حالانکہ وہ غلام موصی کے ثلث مال سے خارج ہو تا ہے تو وصیت صحیح ہے اور اسکا
 پور بیان درمیں ہونی اشر بخلاف الیمۃ و نفقۃ اولہم یطلق الخدمۃ علی الموصی لہ برقبۃ الی ان یرکب الخدمۃ فیہ سیر کا کبیر و نفقۃ الکیبر علی من لہ الخدمۃ
 اور شہر بخلاف الیمۃ ہر دور غلام مذکور کا نفقہ جبکہ وہ خدمت نہ کر سکتا ہو کم عمری کے سبب سے اس پر ہو جبکہ واسطے اس کے رقبہ کی وصیت ہوئی یہاں تک
 کہ وہ خدمت کرے کہ لائق ہو جائے تو اس پر وہ صیر کبیر کے ماتر ہو جاوے گا اور غلام کبیر کا نفقہ اس پر ہو جسکی خدمت کے واسطے وصیت ہوئی و ان
 الی الاتفاق علیہ لہ اسلہ من لہ الرقبۃ کا سیر سیر الخیر اور اگر موصی لہ بالغ نہ ہو سیر شرح کرتے سے انکار کرے تو اس غلام کو پھر سے
 اسکو جسکے واسطے رقبہ کی وصیت ہوئی جیسے مستحکم حکم تحریر کے ساتھ پیشہ اگر سیر نفقہ غلام سے انکار کرے تو غلام میر کی طرف رو کیا جاوے گا
 فان جنی فانہ و علی من لہ الخدمۃ پھر اگر غلام مذکور جنایت کرے پیشہ اندر اسکی قتل کرے تو قیدیہ اس پر ہو جبکہ واسطے خدمت کی وصیت ہوئی
 و لو ابی فداہ صاحب الرقبۃ او یدفعہ و لیاست الوصیۃ اور اگر صاحب خدمت فدیہ دینے سے انکار کرے تو صاحب رقبہ فدیہ دے یا غلام مقتول کے وارث
 کو جو اگر کہنے اور جو بیت باطل ہوگی یعنی فدیہ یا دفع کی صورت میں و غیرہ قریباً نہ فحاش و الحال ان فیہ عقرۃ لہ ہذہ الفترۃ فقط اور اگر موصی نے
 اس پر باغ کی پھل کی وصیت کی پھر موصی ہو گیا اور حالانکہ باغ میں پھل وجود ہو تو موصی اس کے واسطے فدیہ ہی پھل ہونے آئندہ پھل والی را و ابدا لہ ہذہ الفترۃ
 و ایستقبل او اگر موصی نے وصیت مذکور میں پھل کا لہذا زیادہ کیا تو موصی اس کے واسطے پھل بھی ہو اور نہ ماہستقبل کا بھی پھل ہو گا فی الوصیۃ یخلفہ لیستمانہ
 خانہ لہ ہذہ و ما یجوز شتم ابداً و لا چنانچہ غلام لیستمانہ میں اس واسطے کہ فدیہ باغ کی وصیت میں موصی لہ کے واسطے یہ فدیہ موجود بھی ہو اور وہ فدیہ ہی ہے
 اس کے موجود ہو گا خواہ موصی ہمیشہ کا فدیہ وصیت ملا و لیستمانہ ملا و لیستمانہ ہر مقررہ دور غلام میں وجہ فرقہ یہ ہے کہ خدمت میں مقررہ نام ہو جو وہ کا تو مقررہ

روایت کی کہ شام مال کی سہا کیں کے واسطے وصیت کی سو موسیٰ کے وارث متعلق ہو گئے اور وہ بالغ حاضرین تو اگر انھوں نے اتفاق کیا کہ ایک واسطے وصیت کا مال دیا جائے یا ایک وارث متعلق ہو گیا سو وصیت وارثوں نے اجماع کیا کہ اسکو دیا جائے جو بزرگوار و درویشین میں صغیر یا غائب یا حاضر غیر موسیٰ ہو تو جائز نہیں کہ انی الخلافہ ای وہی بکفارہ صلیہ لعل میں الخ غیر لغزو بہ افعی افساد الزمان وصیت کی اپنی نماز کے کفارہ دینے کی ایک مرد میں کے واسطے تو اسکی غیر کو دینا ہوا نہیں اسی قول پر فتویٰ ہو گیا کہ وصیت کے تمام خصومات غیر میں طبع غائب ہوا لہذا وصیت جائز نہیں ہے ایسی وصیت جو مال دیون علی الحسین فخر کما الوہی ہم عن الفریقہ من ولادہ میں اقبض ثم تصدق علیہ ہم نے مال کی وصیت کی اپنی نماز کے کفارہ کے واسطے اور حالانکہ اسکا مال محتاجان پر دین ہی سو موسیٰ نے اس مال کو اپنے چچا پر ادا ہونے کی وجہ سے تو یہ فدیہ کفارہ نہ کر لیا اور غزوہ پر اس مال کا اقبض کرنا ہم انکو ہر قدر ذیل لغوی و ذیل غیر اواسے کفارہ صحیح نہیں ہے اور امران تصدیق بالکلیات فہما تصدیق و صاحب ثلثہ امثالہ و اسکا فدیہ ہر قدر ذیل و ہر قدر ذیل وصول قبضہ بعد الموت بخلاف الہین الکل من الفریقہ اور اگر موسیٰ نے یہ امر کیا وصی کو کہ تھائی مال صدقہ و پھر موسیٰ مر گیا سو کسی خاص شخص متعلق مال شلہ نصیب کیا اور اسکو ضامع کیا سو موسیٰ نے اسکو چھوڑ دیا صدقہ دینا سمجھ کر اور حالانکہ چھوڑنے پر تو کفایت کر لیا تصدیق میں اسباب حاصل ہونے سے قبضہ ہو گیا بعد مر جانے موسیٰ کے برخلاف دین کے کہ اسپر دیون کا قبضہ حیات موسیٰ میں ہوا تھا تو وہ کفایت نہ کر لیا یہ سبب مسائل فقہیہ سے نہ کو دین فی الجواب اور موسیٰ الرطل بعقار و مات وصیت الشترکہ والموہی فی البیاد و قدر علم بالتسہیہ دلم یلیعہ ثم بعد سنین اوہی تسبیح ولا یطیل بالتاجیر ان لم یکن والوصیۃ اور چاہے اہل الفتاویٰ میں کہ عمارت والی زمین کی وصیت کی ایک شخص کے واسطے اور موسیٰ مر گیا سو ترکہ تقسیم ہوا اور موسیٰ اسی شہر میں ہوا حالانکہ اسکو وصیت ترکہ معلوم ہوا اور سبب طلب نہ کیا پھر چند سال کے بعد دعویٰ کیا تو مسموع ہو گا اور تاخیر سے دعویٰ باطل ہو گا بشرطیکہ اسنے وصیت کو ترک نہ کیا ہو ہم عقار عمارت ہو عہدہ بنیہ سے اور سبب چار سبب سے کہ انی الخلافہ ای عن جامع الفصولین اوہی ابہر اور ثبوت بعد موت قبل اقبض صحیح بخوار تصدیق فی الوہی بہ قبض قبضہ ایک شخص کے کہ اسکا وصیت کی ایک گھر کی سوانتہ نہ کر لیا اور مر جانے موسیٰ کے قبضہ کے پہلے تو سبب چار سبب سے کہ وصیت کی چیز میں تصرف نہ کرنا قبضہ کر کے پہلے چار سبب سے کہ وصیت قبضہ قالی و لہ ہا و جہالت ہم اولاد شریا والادلاب فامتولی اولیٰ بن الاب ایک شہرت نے زمین کو قبضہ کیا اپنے بیٹے پر اور اپنے بیٹے کے چچا کو اسپر متولی کیا اور بیٹے کا باپ بیٹی زندہ ہو تو متولی مقدم ہو باپ بیٹی شریا اور اولاد موسیٰ بہا کر لیا و لہذا تصدیق من یلموہی لہ یوہد الشمن و کو استحق الدار لایرجع الوہی لہ لہ اور نہ بشی لانہ ظہرانہ اوہی ہمال ان غیر گھر خراب کیا اور اسکی وصیت کی ایک مرد کے واسطے سو اس گھر کو شفیع نے لیا موسیٰ کے ہاتھ سے تو شہن لیا جاو لگا اور اگر غیر شخص کا ثابت ہوا تو موسیٰ ارشتری کے دار و دیور سے کچھ نہا د پکا اسواسطے کہ استحقاق ملک غیرت ظاہر ہو کہ اسنے غیر کے مال کی وصیت کی تھی اور حالانکہ وہ جائز نہیں ہے جب گھر شفیع لیکھا حق شہد کی علت سے تو موسیٰ لہ اسقدر رشن سبب شری موسیٰ کے ترکہ سے لگا اور وہ ارش شری کے شفیع کے شہن سے لیکھا کہ انی الخ

باب اولی

وہو الوہی الیہ یہ باب ہر وی کے احکام میں وہ ہر کسی طرف وصیت کیا ہے ہم عرب بولتے ہیں اوہی الی فلان یعنی اسکو اپنے مال میں تصرف کرنے کی پاداشت وصیت کی اور اسکو متوفی ایہ اور وی ہو لیتے ہیں اور وصایت بالکسر الفتح آہم ہر وی کو لائق نہیں کہ وصایت قبول کرے اسواسطے کہ ہمیں خطر ہو اور وصیت سے روایت ہے ہر اول بار وی ہوا غلط ہو اور دوسری باضیانت ہوا و سیری بار چوری ہو سبب وصیت ہو کہ وی قادر نہیں بدل پر اگرچہ امیر المؤمنین عمر فاروق ہوں ابو مطیع سے کہا کہ میں نے ہر برس قضا کی اپنی مدت میں دشمن نہیں کیا جو اپنے چچے کے مال میں عدل کرنا ہوا کہ انی الخلافہ ای عن اہستانی اوہی الی زیر اسی جملہ وصایا قبل عندہ صح فان رو عندہ ای ہر پر تہذیب دیکھتے وصیت کی اپنے ایک شخص نے اسکو وی کیا اور اسنے وصایت کو قبول کر لیا موسیٰ کے نزدیک تو موسیٰ ہونا صحیح ہو گیا

وہو الوہی

اس واسطے بہتر ہو کہ شکایت کرنے والا کا سب سے کاذب ہوتا ہی نہی جان کے چاہے کہ واسطے کذا فی النسخ ولو طهر للقاضی بخبرہ اصلاً استبدل غیرہ
اور اگر قاضی کو وصی کی عاجزی اصلاً ظاہر ہو تو او شخص کو بدل کے وصی مقرر کرے ولو عزل ای الوصی المختار القاضی مع اہلیتہ لہما انفعلا عنہ ولو ان
جاء القاضی واثم اور قاضی نے میت کے پسندیدہ وصی کو معزول کیا یا جو دیکر وہ صایت کی لیانت رکھتا ہو تو اسکا معزول کرنا نافذ ہوگا اگرچہ قاضی
ظالم کیا اور گنہگار ہو یا فی الاشباہ اختلاف فی حق محضہ والا کثر علی الصحتہ کما فی شرح الوہبانیۃ لکن یجب الافاقہ وبعہم اسخہ کما فی الفصولین ولسا
عزل الثامن فواجب اتی قلمت وجارہ جامع الفصولین بن الفصل السابع والعشرون الوصی من المیت لوعدا کا فی الاہلیۃ لثاقفہ ان یعزلہ
فلو عزلہ قبل نیعزل اتول الصیح عندی انه لا یعزل لان الموصلی شفق بنفسہ من القاضی فکیف یعزل فینیعی ان یقتہ بہ لفساد قضایہ
الزمان اتی قال المصنف قال شیخنا فقہ ترحج عدم صحتہ المعزل الوصی فکیف بالوظائف والاوقات اشباہ میں ہر فقہائے اختلاف کیا ہو چکی
اہل کی صحت عزل میں اور اکثر فقیہ صحت عزل پر ہیں چنانچہ شرح وہبانیہ میں ہے لیکن عدم صحت کا فتویٰ دینا واجب ہو چنانچہ فقہولین میں ہے اور
وصی خان کا تو معزول کرنا واجب ہوا اتی مانی الاشباہ میں کہنا ہوں اور تجارت جامع الفصولین کی سنا بیسویں فصل سے یہ کہ میت کا وصی اگر متقی اور
کافی ہو تو قاضی کو معزول کرنا لائق نہیں ہے سو اگر باوجود اسکے معزول کر گیا تو قول ضعیف یہ کہ وہ معزول ہو جائیگا میں کہنا ہوں میرے نزدیک
صحیح یہ ہے کہ وہ معزول نہ ہوگا واسطے کہ وصی اپنی ذات پر شفیق تہی قاضی سے لینے آئے ہر تھکا اسکو وصی مقرر کیا تو قاضی اسکو کیونکر معزول کر گیا اور لائق
یوں کہ عدم عزل کا فتویٰ دیا جائے قضات زمانہ کے فساد اور بدعتی کی وجہ سے اتی مانی جامع الفصولین مصنف نے کہا ہمارے استاد صاحب
بحر الرائق نے کہا سو الیقہ عزل وصی کی عدم صحت مرجع ہوگی تو وظائف اوقات کی معزولی کیونکر صحیح ہوگی ہم بخلاف وظائف کے قولیت ہی فتاویس
خیر الدین بن بحر الرائق سے منقول ہے کہ قاضی اگر ناظر وقف کو معزول کرے تو اسکی شرط یہ ہے کہ اس سے غیاظ نہ ثابت ہو چنانچہ سعادت اور جامع الفصولین
میں ہے تو عدم ہوا کہ غیر کہ متولی کرنا بدون خیانت کے حرام ہے اور اگر گناہ صحیح ہوگا اور عدم صحت عزل ناظر سے معلوم ہو کہ وقف کے صفا وظیفہ
بھی معزول کرنا صحیح نہیں چنانچہ ہزارہ سے اسکو ثابت کیا ہے کذا فی الخطاوی وطلیل فعل احد الوصیین کا المستویین فانما فی حکم کا وصیین اشباہ
ووقف القنینہ اور دو وصیوں میں سے ایک وصی کا فعل باطل ہے جیسے دو متولیوں وقف سے ایک متولی کا فعل باطل ہے واسطے دو متولی دو وصی
کے مانند ہیں حکم میں کذا فی الاشباہ ووقف القنینہ وصادہ انہ لو اجزا حد ہما ارض لوقف علم بخبر ہما ارض لاخر وقد صارت واقفۃ الفتوے اور قول سابق
سے یہ مستفاد ہوا کہ اگر ایک متولی وقف کی زمین اجارہ دے تو جائز نہیں ہے سب متولی کے بدون اس کے اور البتہ صورت فتویٰ طلب ہوگی حق یہ صورت
اسعاف میں صرح مذکور ہے کہ افراد احد المناظرین بالاجارہ جائز نہیں اور اگر ایک ناظر دوسرے کو مل کر دے تو جائز ہے مفتی ابوسعود نے اسکو نقل کیا ہے کہ
فی الخطاوی ولو وصیتہ کات ایضا وہ لکل منہما علی الافراد قبل ینفرد قال ابو الہیثم وبنہ اخذ ایک وصی کا فعل بدون دوسرے
وصی کے باطل ہے اگرچہ میت کا وصی کرنا ہر وصی کو جدا جدا واقع ہوا ہو اور بعضوں نے کہا ہر وصی اپنے فعل میں نفوذ و تفضل ہے ابو الہیثم نے کہا اور وہ
یعنی ہر وصی کا افراد اور استقلال صحیح تر ہے اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں لکن الاول صحیح فی المبسوط وجرم بنی الدرر و فی لغتہ اسے از اقرب الی الصواب
لیکن اول یعنی بطلان فعل احد الوصیین کو صحیح کہا ہے مبسوط میں اور اسی پر یقین کیا ہے درمیں اور قستانی میں ہے کہ یہی بطلان کا قول
قریب تر ہے صواب کی طرف ہم یہاں دونوں قولوں پر فتویٰ اور قضا درست ہے چنانچہ رسم مفتی میں مذکور ہے کہ کذا فی الخطاوی قلمت وہ فلا
کانا وصیین او متولیین من حوزۃ المیت او الوقف او قاض واحد او کانا من جہۃ قاضیین من بلدین فیفرد احدہما بالتصیر لان کلا
من القاضیین لا تصرف جائز تصیرہ فکذا ناہیہ دلو را دکل من القاضیین عزل منصوب القاضی الاخر جائز ان اسے یہ

کتاب الوصایا

کہ انی الخطا وی انحصاراً بل فیہ خلاف ابی یوسف کہ قولان اور کیا اس میں ابی یوسف کا خلاف ہے اس میں ابی یوسف نے کہا فلاں ہے اور یوسف نے کہا فلاں نہیں ہے ان کے خلاف ہیں دونوں الہی کہ قرآن فیما علقہ علی الملتی دیا لی اور ابی یوسف یا امام سے ایک روایت یہ کہ مشرف منفرد استقل
 جو تصرف میں نہ وہی چنانچہ سنے دیکھا ثابت کیا کہ ملتق کی شرح میں اور اسکا ذکر آگے اور گام شارح کی شرح ملتق میں مختصی سے منقول ہے
 کہ وہی نے وہی کا ایک مشرف مقرر کیا تو وہی تصرف نہ کر سکا بدون مشرف کے اور دوسرا قول ضیف یہ کہ مشرف کو تصرف جائز ہے نہ ہی اس عبارت
 سے تصرف میں تصرف ثابت نہیں ہوتا تو شارح کا کلام کیا یعنی نہیں ہوتا دی مالگیری میں خزانہ المصنفین سے منقول ہے کہ ایک نے دوسرے کو
 دی کیا اور ایک شخص کو اپنے مشرف کیا تو وہی مال دیکھنے میں اولی ہو اور مشرف وہی نہیں ہو جاتا اور مشرف ہونے کا اثر یہ کہ وہی کا تصرف بلا علم مشرف کے
 جائز نہیں رہتا عبارت سے یہی تصرف مشرف کا نہیں نکلتا کہ انی الخطا وی مختصراً وہی الوصی سوا الوصی الیہ فی مالادنی مال بوجہ قیاسی فی الترتیب
 خلافاً لاشافی وہی کا وہی دونوں ترکوں میں وہی ہی خلاف شافی کے خواہ وہی نے اسکو اپنے مال میں وہی کیا ہو یا اپنے ہوسے کے مال میں وہی
 کیا ہو بہر صورت دونوں ترکوں میں وہی ہر کدانی الوفاقہ و تصحیح قسمتی اسی الوصی حال کو نہ نابا عین و ثبوت کیا قیاسیہ او صفحا شرح الموصی لہ بالثبوت اور
 تصحیح تقسیم وہی کی بالغ غائب وارثوں کا نائب ہو کر یا صغیر وارثوں کا نائب ہو کر وہی کے ساتھ یعنی جسکے واسطے تہائی مال کی وصیت ہوئی یعنی اگر وارث ہو تو
 منون تو وہی کو جائز ہو کہ وہی کہ وصیت کے ترک سے تہائی مال انٹنے سے ولا رجوع لاورثہ علیہ لے الموصی لان ضیاع قسطہ معہ ای الوصی لہو قسطہ منہ
 اور وارثوں کو وہی لے کر رجوع کرنا جائز نہیں اگر وارثوں کا نصف تلف ہو گیا ہو وہی کے پاس سبب صحیح ہو جائے قسمت کے بقوت یا ان کو اقسمتہ میں الموصی لہ
 انساباً و انما ضریحاً ذہنہ ای لورثہ و لا صفحا لاریلی فلان تصحیح اردو کی قسمت کرنا وہی کی جانب سے نائب ہو کر خواہ وہی لہ غائب ہو یا حاضر ہو بدون اس کے ادب
 وارثوں کے ساتھ تو وہ قسمت صحیح نہیں اگرچہ وارث صغیر ہوں کہ انی الیولی و حینہ فیرجع الموصی لہ ثلث ما بقی من المال اذا ضیاع قسطہ لہ کالشریک
 معہ اسے مع الموصی فلا یجوز الوصی لہ انہ انہ اور اسوقت میں یہی جبکہ قسمت مذکورہ صحیح نہ ہوئی تو باقی مال کی تہائی وہی لے کر سبب صحیح ہو جائے ضیاع
 ہو گیا ہو وہی کے پاس واسطے کہ وہی نہ شریک کے مانند تو وہی سے ضمان نہ لیا گیا واسطے کہ وہ امین ہو اور اگر وارثوں کے پاس مال ضیاع ہو گیا تو بقدر کھوٹ
 مال پایا تھا اسکی تہائی چاہے وارثوں سے لے چاہے وہی سے یہ سوقت ہو جبکہ قسمت بدون حکم قاضی کے ہوئی ہو اور اگر حکم قاضی ہوئی تو صحیح ہو تو اب رجوع
 نہ ہو گا کہ انی الخطا وی صحیح قسمتی القاضی و اخذہ قسطہ الموصی لہ ان غائب الوصی لہ فلا یجوز الوصی لہ ان ہلک فی یر القاضی او ایہ اور قاضی کی قسمت اور
 اسکو وہی لہ کا حصہ نہ کرنا صحیح ہو اور اگر وہی لہ غائب ہو تو وہی لہ کو واسطے کہچہ نہیں اگر اسکا حصہ قاضی کے ہاتھ میں یا اسکا عین کے ہاتھ میں نہ ہو گیا ہو
 ہم وہی اور قاضی میں وہ فرق یہ کہ قاضی کو غائب پر ولایت ثابت ہو اور نافذ میں ولہذا جبکہ تلف ہونے کا خوف نہ ہو اسکی بیع کا قاضی کو اختیار ہے بخلاف
 وہی کے وہ انی الیولی او الموزون لہ انہ اقرار وہی خیر ہوا لا یجوز لہ مبادلہ کالبیع و بیع مال النیر لا یجوز فلان اقسمتہ اور یہ لینے صحت قسمت قاضی کیلی او
 وزنی چیز میں ہو واسطے کہ قسمت کیلی اور وزنی میں عبارت ہو افرار اور جدا کر دینے سے اور کیلی اور وزنی کے سواے اور مال میں
 قاضی کی بیع صحیح نہیں اسلئے کہ وہ تو یہاں عبارت ہو مبادلہ سے بیع کے مانند اور غیر کے مال کی بیع جائز نہیں تو اسی طرح قسمت بھی جائز
 نہیں والہاں قاضی الموصی فی الوصیہ بیع صحیح عن المیت ثلث ما بقی ان ہلک المال فی یدہ او فی ید من دفع الیہ بیع خلافاً لہما وقد اقر نے
 انہ اسکا مبادلہ اگر وارثوں کو قسمت کر دی جائے کی وصیت میں تو وصیت کی طرف سے بیع کیا جائے باقی مال کی تہائی سے اگر بیع کرنے کا مال تلف ہو گیا ہو وہی کے ہاتھ
 یا اس کے ہاتھ سے ہو گیا ہو اسکا مال و باقیہاں کہنے کو بخلاف ما صین کہ انہ ولہذا یہ سبب ثابت ہو سکا کہ بیع کی کتابوں میں ولوا فرار المیت ثلث ما من لہ لای قضا
 بدون موزون لہ بیع صحیح ثلث ما بقی لہ انہ مبادلہ فاذا ہلک المثلث لہ اگر بیع صحیح کی واسطے بنا کہ مال جدا کر دیا ہو وہ ضائع ہو گیا اس کے مرنے کے بعد تو وصیت کی طرف سے بیع کیا جائے

علیٰ کفن مثلاً فی الوصی الزیادۃ اور اگر وہی شخص میت کے کفن پر زیادتی کی شامین تو وہی تاوان دیگا بقدر زیادتی کے ہم مثل میت کے جہیز کا
کفن تین کپڑوں کا ہوتا تھا سو وہی سنے چار کپڑے خرید کیے تو ایک کپڑے کی قیمت کا وہی پرتاوان دینا لازم ہوگا وہی قیمتہ وقوع الشرار لہ و حیثہ ضمن
مادقہ من مال الیتیم و لو اوجبتہ اور اگر وہی نے کفن کی قیمت پر زیادتی کی تو یہ خسہ یہ وہی کے واسطے واقع ہوگی تو اس وقت میں وہی تاوان دیگا
اگر اس نے شن دیا اور یتیم کے مال سے کذا فی الوو البیہ و فیما لودفع المال الی الیتیم قبل ظهور رشده بولہ الاور اگر فقہاء ضمن لادہ و قسہ
الی من لیس لہ ان یدفع الیہ اور و لو البیہ میں ہو کہ اگر وہی نے یتیم کو مال دیا اس کی ہوشیاری ظاہر ہونے سے پہلے بعد اسکے بالغ ہونے کے بعد و ال
ضائع ہو گیا تو وہی تاوان دیگا اس واسطے کہ اس نے اس کو دیا جس کا دینا اس کو جائز نہ تھا یہ صاحبین کا قول و تفسیل کی دلیل سے اور امام کے نزدیک
وہی پر ضمان نہیں اگر یتیم کو پندرہ برس کے بعد دیا اس واسطے کہ جب یتیم ۱۵ برس کا ہوا تو وہی کو دینے کا اختیار ہی غیر عقاریں کذا فی الطحاوی و چنانچہ
ای الوہی علی الکیس النسیب فی حق العقار لالیدین او خوف ہلکۃ ذکرہ غری زادہ معز اللہ الخبتۃ ثلث و فی الزانی و لغت الی الاصح لالانہ نادرد و وہی کو چھینا
و ارش بالغ غائب پر جائز ہوا مال منقولہ میں مگر ادا سے دین کے واسطے غیر منقول کی بیج بھی جائز یا اس کے تلف ہونے کے خوف سے ایسا ذکر کیا ہے
غری زادہ نے خانیہ کی طرف نسبت کر کے کہتا ہوں اور زانیہ اور قستانی میں مذکور کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ غیر منقول کی بیج جائز نہیں اس واسطے کہ اگر اس کا
تلف ہو جائے تو ہم اگر میت پر دین متفرق ہو تو وہی کو بیج کا بالاجماع اختیار ہو اور اگر دین مذکور میت کے سب سے کہ کو چھینا نہیں تو صاحبین کے نزدیک
جقدر دین ہوا مستقر کی بیج جائز اور امام کے نزدیک کل کی بیج جائز نہ کذا فی الطحاوی عن احمد و جاز یہ عقار ضعیف میں اجنبی لاس فی نفسہ لضعیف قیمتہ
او نفقۃ المعیتر و دین میت و وصیتہ مسئلہ لالفاذلہا لاسنہ او لکون غلام لہ لالزید علی موتہ او خوف خرابہ او فقہانہ او کونہ فی ید غلبہ در و شایہ لہما و
صغیر کی عقاریں مال غیر منقول کی بیج وہی کو جائز ہو غیر شخص سے نہ اپنی ذات سے اس کی وہی قیمت پر یا صغیر کے خرچ کے واسطے یا دین میت کے آزاد کرنے
کے واسطے یا وصیت مسئلہ کے جاری ہونے کے لیے جس کا ناخذ اور جاری ہونا کہیں سے مستور نہیں ہوا ہے عقار کے یا ہوا اسکے عقار کی تصالوات زیادہ نہیں ہوتی
اس کے مصارف سے یا اسکے دوران ہونے یا نقص ہونے کے خوف سے یا ہوجہ سے کہ عقار غلام کش کے یا تھیں و کذا فی الدرر الدمشاہ فقہاء ہم وصیت مسئلہ سے
مرد وصیت مطلقہ ہر طرح پر کہ وہی نے کہا کہ میرا مال یا جو تھائی مال وصیت ہر تو اب عقار کی بیج جائز نہ کذا فی الدرر قلت و ہذا لوالالبیہ و سیالہ میں قبل ام و انہا
لابلکان بیع عقار و طلقا میں کہتا ہوں اور یہ یعنی جواز بیع عقار صغیر شایہ ثانیہ مذکور ہیں اس شرط سے ہو کہ بالغ مان یا بھائی کی طرف سے وہی تو اس واسطے کہ
ان اور بھائی کا وہی عقار وغیرہ کی بیج کا مالک نہیں ہر طرح یعنی نہ اشیا مستثنیہ ہیں نہ ان کے غیر میں ولا شرأ غیر طعام کو سواہ اور مان اور بھائی کا وہی کسی چیز کے خرید کا مالک
نہیں ہو طعم و لباس وغیرہ کے دلو البائع ابان فان محمودا عند الناس او مستور لالحال بخیرین کمال اور اگر عقار صغیر کا بالغ صغیر کا باپ ہو سوا کہ وہ لوگوں کو نزدیک
سراہا در پند یہ ہو یا اس کی خوبی اور بدی کچھ ظاہر نہ ہو تو بیع جائز نہ کذا صرح بہ ابن کمال ولا تجیر الوہی فی مالہ الی الیتیم لنفسہ فان فعل تصدق بالبیع اور وہی سوداگری
کرے یتیم کے مال میں اپنی ذات کے فائدے کیلئے اس واسطے سوا اگر اس نے اپنے واسطے اس مال میں تجارت کی تو نفعت کو خیرات کو دے و جاز لو ان تجر من مال الیتیم یتیم و تہا
فی الدرر و زوداگری جائز اگر وہی تجارت کرے یتیم کے مال میں یتیم کو اس واسطے اور اس کا پورا بیان درین ہر ہم در میں خانیہ سے مذکور ہو کہ وہی کو یتیم کے مال اور بیع کے
مال میں تجارت کرنا اپنے واسطے جائز نہیں اور اگر تجارت کی اور بیع ہوا تو اس مال کا ضمان ہے اور بیع خیرات کے طریق کے نزدیک اور پوسف کے نزدیک
فعل وہی کو حلال ہر خیرات نہ کرے اتنی قلت و فی الاشیاء لایک الوہی بیع شیء باقل من ثلث المثل لالانی مسئلہ الوصیتہ بیع عہدہ من فلان میں کہتا ہوں و ارشاد ہے
ہو کہ وہی کسی چیز کی بیج کا مالک نہیں شن مثل سے کتر میں مگر ایسا کہ وصیت میں اقل ثلث مثل سے بیع جائز ہو یعنی جبکہ وہی نے اپنے غلام کی بیج کی وصیت کی کہ
شخص سے ہم اور طلا شخص شن مثل کی بیج پر ارضی ہوا تو اب وہی کو شن سے کم کرنا درست ہو لیکن ثلث قیمت سے کم کرنا تو وہی درست نہیں کذا فی الطحاوی

وفیہ سئل الکلام فی اجر مثل المتولی اجر مثل عملہ فاعلم بعمل لا اجملہ واما وصی الیہ فاعلم علی الصبح ونداء العین القاضی للقول اجرا ان لم یمن
 وسیطہ فیہ سئل فلاشی کہ وعہ للاقینہ ثم ذکر ما یخالفہ فانہم قد مرر فی الوقف واما وصی القاضی فان لخصیر یا جرشلہ جازا سئلہ اور استنباط
 ہی اجرت مثل کے بیان میں کہ متولی کو اس کے عمل کے برابر اجرت جائز ہو سکا اگر اس نے عمل نہ کیا تو اس کا اجرت نہیں ہو اور وصیت کے وصی کو بابر
 قول صحیح کے اجرت نہیں ہو اور یہی متولی کے واسطے اجرت مثل کا ثبوت اس وقت ہو جبکہ قاضی متولی کے لیے اجرت نہیں کر دے تو اگر اس نے اجرت میں
 نہ کی اور متولی نے ایک سال میں کوشش کی تو اس کے واسطے کچھ اجرت نہیں اور صاحب الشاہ نے اس قول کو قید کی طرف نسبت کیا پھر صاحب فقیر نے
 وہ قول ذکر کیا جو اسکے مخالف ہے یعنی یون کہ کہ متولی سختی اجرت ہو اگرچہ قاضی نے اجرت نہ مقرر کی ہو سوا اس کو سمجھو اور البتہ یہ کتاب الوقف میں گنہگار
 اور قاضی کے وصی کا حکم ہی اگر قاضی نے اس کو اجرت مثل پر مقرر کیا تو جائز ہو انتہی مافی الشاہ و فی التمسائی معربا للذخیرہ ولو کانوا اختاروا کبارا باع حقتہ لہذا
 کما ذکرنا الکبار علی امرین التمسائی اور قسانی میں وغیرہ سے منقول ہے کہ اگر دارش چھوٹے اور بڑے ہوں تو وصی چھوٹوں کے حصوں کو بیچ ڈالے
 بیچا بیچہ صغیر کے مسائل متذکرہ ہیں نہ کہ وہ بیچ کا اور ہی طرح بائع وارثوں کے حصہ کو بیچ کر بنیاد فقیر کے حصہ میں نہ کر دے جو کہ اگر دین
 اور خوف بالاکت میں بیچ جائز ہو نہ اسکے سوا کسی میں نہ لانی لطمہ و فی قول عن القاضی ان فی سبیلہ للعقار و فاء اختلاف المتشایخ و جزوہ صاحب الہدایہ
 لان فیہ استیفاء بلکہ مع دفع الحاجۃ وان لیس الوصی التصرف بخون متعلقب و علیہ الفتوۃ و ما فیہ فاء علقہ علی المتشایخ اور قسانی نے عداد یہ سے
 نقل کیا ہے کہ وصی کو عقار بیچنے میں بالمرق بیچ الوفا کے مشایخ اختلاف ہے اور صاحب ہر ایہ نے اس کو جائز کہا ہے اس واسطے کہ اس میں ملک صغیر کا
 باقی رکھنا ہی باوجود دفع حاجت کے اور اس واسطے کہ غیر وصی کو تصرف نہ نا ظالم کرش کے خوف سے جائز ہو اور ہی قول پر فتویٰ ہے اور اس کا پورا پورا
 ہمارے طبقے کی شرح میں نہ کر دے ولا یجوز اقرارہ بیدین علی الیہ اور وصی کا اقرار جائز نہیں میت پر دین کا ہم اس واسطے کہ اقرار صرف کے غیر
 حجت نہیں تو مقررہ کہ اس کا لینا بدون گواہی کے درست نہیں اور اگر وصی بیچا تو اس پر ضمان لازم ہو گا لانی لطمہ و فی لابیہ من ترک انہ لکلا
 الا ان کیوں المقر دار ثانی فصیح فی حصۃ اور نہ وصی کا اقرار کرنا کسی چیز کا میت کے ترکہ سے جائز ہے طرح کہ یہ چیز فلا فی شخص کی ہو مگر یہ اقرار کرنے والا
 وارث ہو میت کا تو اقرار صحیح ہو گا فقط مقرر کے حصہ میں نہ باقی ورنہ کے حصوں میں ولو اقرار القسم لیس الاثر ثم ادعی انہ لیس فی الشیخ در راوگر
 وصی نے کسی چیز میں کا اقرار دوسرے شخص کے واسطے کیا پھر دعویٰ کیا کہ وہی چیز میری ہے تو اس کا دعویٰ سموع نہ ہو گا لانی الدار یعنی ناقض کی وجہ سے
 و وصی ابی الی لطفل اتقی یا لہ من جدہ وان لم یکن صغیر فالجد لکما تقر فی الحجر و صغیر سے باپ کا وصی زیادہ تر حصہ دے کہ صغیر کے مال میں تصرف کرے گا
 صغیر کے واداسے اور اگر اس کا وصی ہو تو دادا حق ہے چنانچہ کتاب الحجر میں ثابت ہے چنانچہ وفی المنیۃ لیس للجد بیع العتار والعرض لفضاء الدین و فیہ
 الوصایا بخلاف الوصی فان لہ ذلک اور فیہ میں کہ دادا کو عقار کی اور سباب کی بیچ ادا سے دین کے واسطے اور وصیتوں کے جاری کرنے
 کے واسطے جائز نہیں برخلاف وصی کے کہ اس کو یہ درست ہے

میں نے یہاں پر لکھا ہے کہ وصی کا اقرار کرنا کسی چیز کا میت کے ترکہ سے جائز ہے طرح کہ یہ چیز فلا فی شخص کی ہو مگر یہ اقرار کرنے والا وارث ہو میت کا تو اقرار صحیح ہو گا فقط مقرر کے حصہ میں نہ باقی ورنہ کے حصوں میں ولو اقرار القسم لیس الاثر ثم ادعی انہ لیس فی الشیخ در راوگر

فصل فی شہادۃ الاوصیاء فصل ہو وصیوں کی گواہی کے مسائل میں ہم اس فصل میں شہادت اوصیاء کے سوا اور مسائل بھی بہت
 مذکور ہیں لیکن کہنا بہتر تھا فصل فی شہادۃ الاوصیاء وغیر ذلک و طبلت شہادۃ الاوصیاء لوارث صغیر ہاں مطلقا کہ بصر ہاں الیہ است او
 باطل ہو گواہی دو وصیوں کی وارث صغیر کے مال کی ہر طرح خواہ صغیر کو میراث سے مال ملا ہو یا بہ غیرہ سے یا وارث بائع کے حق میں وصیوں کی گواہی
 میت کے مال کی باطل ہو ہم اس واسطے کہ صغیر کے ہر مال میں وصی کا تصرف جاری ہو ورنہ بائع کے مال میں میت میں ہی کو حفاظت کی ولایت ہو وارث کی غیبت میں تو
 اس نہت سے اس کی گواہی باطل ہے صحت شہادۃ ثما بغیرہ ہی بغیر مال میت لا یقطع لاتیما عنہ فلا تمہ حینما وصی ہو گواہی ان دون کی بغیر مال میت کے بیعت نہیں ہو

دولوں و وصیوں کی ولایت کی اس مال سے تو اب ہمت کا مقام نہیں گنشا وہ راجلین آخرین بدین الف علی میت و شہادۃ الآخرين للاولین مثلاً
جیسے صحیح ہو گا وہی دومردوں کی اور دو شخصوں کے واسطے ہزار درم کے دین ہونے کی میت پر اور صحیح ہو گا وہی انہیں دولوں شخصوں کی پہلے دولوں
گو اہوں کے واسطے اتنے اسکی ہزار درم کے دین کے یعنی فریق اول نے فریق ثانی کے دین کی میت پر گو اہی دی اور فریق ثانی نے فریق اول کے دین
ہونے کی گو اہی دی تو دولوں کو اہیاں صحیح ہیں بخلاف شہادۃ کل فریق بوحیۃ الف بخلات شہادت ہر فریق کے ہزار درم کی وصیت میں بیخبر ہر فریق
نے دوسرے فریق کے واسطے گو اہی دی کہ میت نے انکو ہزار درم کی وصیت کی ہو سو یہ گو اہی باطل ہو و قال ابو یوسف لا تقبل فی الدین ایضا وقد تقدم فی الشہادۃ
اور ابو یوسف نے کہا کہ اگر دین میں بھی گو اہی قبول نہیں مانتہ وصیت کے اور البتہ یہ مسئلہ کتاب الشہادۃ میں پہلے مذکور ہو چکا ہے اور شہادۃ الاولین لبعبد
الآخرین شہادت مالہ والہ لہم المرسلۃ لا شہادۃ لشرکۃ فقیل یا پہلون کی گو اہی غلام کی وصیت کی اور پہلون کی گو اہی شہادت مال یا غیر میں درج کی وصیت
کی سبب ثابت کرنے کو اہی کے شرکت غلام کو تو باطل ہوگی ہم کل مال بت میں غلام بھی داخل ہو تو شہادت مال کی وصیت میں تہائی غلام میں شرکت ثابت
ہوگئی اور شرکت قبول شہادت کی ملنے پر صحیح کو شہد راجلان اگر جلیں بالوصیۃ یعنی کا بعد و شہد المشہود و لہا الشاہدین بالوصیۃ یعنی آخر
لانہ لا شرکت فلا تہتہ بطلی اور گو اہی صحیح ہو اگر دومردوں نے اور دومردوں کے واسطے کسی چیز شہاد غلام کی وصیت کی گو اہی دی اور شہود لہا نے
شاہدوں کے واسطے دوسری چیز مثلاً بلخ کی وصیت کی گو اہی دی اسواسطے کہ بیان دولوں فریق میں شرکت ثابت نہیں تو ہمت بھی نہیں ہو گا وہی نہ
مقبول ہو کہ انی التلی شہد الوصیان ان المیت اوصی لوزید مہم الفنت لا شہادۃ لافسہا معینا و حینما فیضم القاضی بہا لثا وجوب لاسہد ہر ہما
باتر فیضیت تفرق ہما بد و نہ کہ اگر دو وصیوں نے یہ گو اہی دی کہ میت نے زید کو بھی ان دولوں کے ساتھ وصی کیا ہو تو یہ گو اہی لغوی سبب
ثابت کرنے دولوں و وصیوں کے اپنی ذاتوں کے واسطے مددگار اور اسہدورت میں قاضی ان دولوں کے ساتھ تیسرے وصی ملا کہ نہ ہر وجوب کے
کیونکہ انہیں نے اور وصی کا خود انفرادیاً اس دو دولوں و وصیوں کا تصرف نہایت کے مال میں ہر دو تیسرے وصی کے جائز نہیں جتنا شہادت ہو چکا
الا ان یزید ذلک اعمی یعنی اتہ وصی معہا فینہ لقبل شہادۃ ما استعانہا لانہا استقامۃ انہیں ختم نہ کرے کہ زید اس کا دعویٰ کرے بیخبر زید یوں
و غیرہ کہ کہ وہ بھی وصی ہوں دولوں کے ساتھ تو اب دولوں و وصیوں کی گو اہی بطریق امتحان کے قبول ہوگی اسلئے کہ دولوں و وصیوں
تیسرے وصی کے گھر اسنے کی شہادت قاضی پر سے ساقط کر دی کہ ان فی اطمادی و کذا انہا المیتہ اذا شہد ان اباہا اوصی اسے چل بجر ہما
نفسا بنصب حاجز لایزید و اسی طرح میت کی دو بیٹوں نے جب گو اہی دی کہ انکے باپ ایک مرد کو وصی کیا ہو تو گو اہی لغوی اسواسطے کہ دولوں نے
اپنے واسطے شہادت کی کہ بیٹا بنصب قائم کرنے ایک نگہبان کے سرور کے واسطے و ہذا لو ہو مٹکر و لو یستقبل استخانا اور یعنی گو اہی کا لغوی اس شرط
پر ہو کہ وہ شخص وصی ہونے کا نکر ہو اور اگر وہ وصی ہونے کا دعویٰ کرے تو شہادت مذکورہ قبول ہوگی با حینما استعان کے بخلاف شہادۃ تہا بان اباہا
و کل غیر البقبض دیونہ بالکوفۃ حیث لا قبل مطلقاً ادعی زید لکالام لان القاضی لا ملک نصب لک لعلی لطلبہا ذلک بخلاف الوصیۃ بخلاف
اس گو اہی کے کہ دو بیٹوں نے یہ گو اہی دی کہ انکے باپ نے زید کو اپنے قبض دیون کا جوابل کو فرمایا وکیل کیا ہو کیونکہ یہ گو اہی کسی طرح مقبول
نہیں خواہ زید و کالت کا دعویٰ کرے یا نہ اسواسطے کہ قاضی زندہ آدمی کی جانب سے وکیل کے قائم کرنے کا بیٹوں کی طلب سے مالک نہیں
بر خلاف وصیت کے و شہادۃ الوصی صحیح علی المیت لالہ و لو بعد الغزل وان لم یخام شہادۃ اور وصی کو گو اہی میت کے ضرر پر صحیح ہو نہ میت کے نفع پر اگر
گو اہی بعد مغزولی کے واقع ہوئی ہو کہ اگر اسنے وصیت کی ہو کہ انی المیتۃ وصی النفذ الوصیۃ من مال نفسمہ جمع مطلقاً و علی الفتویٰ در وصی زیدیت
و وصیت کو جاری کیا اپنی ذات کے مال سے تو اسقدر مال ترک میت سے بھرے ہر طرح اور بی مطلق پختوی ہو کہ انی الدرہم وصی جوے کرے ہر طرح خواہ ۱۰

مسائل بہ شرح کے قبل قول دہی کیا یہ ہے میں الاتفاق بلائیںہ الیٰ تعنی و شریعت مسلمانہ فی الیٰ الاشباہ و صی کا قول خیر کہنے کے دعویٰ میں بدولت کو ہونا
 کہہ دینے کی ہر گز بارہ سکون تیری قبول نہیں چاہیے اشباہ میں مذکور ہیں ہم مسائل مذکورہ کو شریعہ مذکورہ کے قضا و دین المسیت بہرہ مسئلہ مذکور
 کہ دہی مسئلہ میں بیت کے ادا کرنے کا دعویٰ کیا ہم صورت اسکی یہ ہے کہ دہی نے دعویٰ کیا کہ میں نے دعویٰ کا دین اپنے مال سے ادا کیا اور یتیم اسکی گندہ
 کرنا ہی ادا کر کے ادا کر کے پر گناہ نہیں ہیں نہ قول دہی کا قبول نہوگا اور دہی قضا و دین مالہ بعد بیع الزکوٰۃ قبل قبض خمسہ و دوسرا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا
 ادا سے دین بیت کا اپنے مال سے بعد ترک بیچنے اور اسکی نش قبض کرنے سے پہلے اوان الیتیم اسکا مال آخر دفعہ خزانہ یتیم مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ
 کیا کہ یتیم نے دوسرے کا مال ضائع کیا سو دہی نے اسکا مال و ان دواہم صورت اسکی یہ ہے کہ دہی نے یتیم سے کہا کہ تو نے اس مرد کا مال طفلی میں اتنا
 تلف کیا تھا اور میں نے تیری طرف سے ادا کیا تھا یتیم نے اسکی گندہ سبکی تو یتیم کا قول قبول ہوگا اور دہی ضامن ہے سبکی نہ ہوگا کیا کافی الطحاوی ادا و
 لہ تجارتہ فرکہ دیون فقہنا جنہ جو تھا مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ دہی نے یتیم کو تجارت کا اخوان دیا سو یتیم لوگوں کے دین ثابت ہو گئے سو دہی نے انکو ادا کیا یتیم
 کی طرف سے ادا دہی خراج ارضہ ہے وقت اللہ لہذا راقہ پانچواں مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ اسنے یتیم کی زمین کا خراج ادا کیا ایسے وقت میں کہ زمین عورت
 کے لائق نہ رہی ہم تو اگر زمین زراعت کے لائق ہو خصوصیت کے دن تو بالاتفاق دہی کا فرائض قسم کے ساتھ قبول ہوگا بشرطیکہ دہی اور یتیم متفق ہوں موت
 سو دہی کے وقت پر گناہی الطحاوی اوصل بعدہ الا ان جو مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا یتیم غلام گر بیچنے کے بدلے کے انعام دینے کا ہم پر محمد کا قول ہے اور ابو یوسف
 کے نزدیک دہی کا قول قبول ہے اور اگر دہی سے کسی شخص کو غلام کے بدلے پر بطور اجارہ کے مقرر کیا تو بالاتفاق دہی کا قول قبول ہے کہ نہ فی الطحاوی او ذرا
 عیر الجالی سا توان مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا یتیم کے غلام قاتل کے قریہ دینے کا بالاتفاق علیٰ حضرت عائشہ و ان مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا یتیم کے محرم پر خیر کرنے کا ہم صورت
 اسکی یہ ہے کہ دہی نے یتیم سے کہا کہ قاضی نے تیرے اندر سے جو مال کے واسطے اتنا مانہ تیرے مال سے مقرر کیا اور میں نے اسکو ادا کر دیا اور یتیم نے کہا کہ میرا
 اور کسی تانی نے یہ حکم نہیں کیا تو یتیم کا قول قبول ہوگا اور دہی ضامن ہے سبکی نہ ہوگا کیا کافی الطحاوی عن تثار فانیہ اوصل و یقینا دین کا جو خزانہ مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ
 کیا خیر کرنے کا یتیم کے ان غلاموں پر جو گندہ ہم پر قول ہے محمد کا اور ابو یوسف کے نزدیک دہی کا قول قبول ہے اور اگر غلام زندہ ہوں تو بالاتفاق دہی کا
 قول قبول ہے کہ نہ فی الطحاوی او بالاتفاق علیہ تانی دہی نے دعویٰ کیا یتیم پر اس مال کے خیر کرنے کا جو دہی پر واجب الادا تھا ہم مسئلہ اشباہ
 میں مذکور ہیں اور اگر اسکو شمار کیجیے تو تیرہ مسئلے ہوتے ہیں وہ اس مسئلہ کی یہ ہے کہ دہی چاہتا ہے کہ میں ادا سے دین سے فارغ الذمہ ہو جاؤں تو اسکی
 تصدیق بدولت شہادہ کے ہوگی کہ نہ فی الطحاوی و لکن اس مال لغتہ حال فقیہ مالہ و ادا و جوع و شتوان مسئلہ یہ ہے یا دہی طرح دہی نے دعویٰ کیا
 خیر کرنے کا یتیم پر اپنے مال سے جبکہ یتیم کا مال حاضر تھا اور اسنے بھرنے کا ارادہ کیا ہم بشرطیکہ دہی نے اسپر گواہ نہ کیا ہو کہ میں اپنے مال
 سے سرچ کرنا ہوں بھرنے کے واسطے اور اگر اسنے اسپر گواہ کر لیا ہو تو رجوع جائز ہے کہ نہ فی الطحاوی عن تثار فانیہ و ان زواج الیتیم امرآ
 و درج ہر ما سن مالہ ہی متبتہ گیا رھوان یہ مسئلہ یہ ہے یا دعویٰ کیا کہ اسنے یتیم کا نکاح کر دیا ایک عورت سے اور اسکا مہر ادا کیا اپنے مال سے
 اور مال نکاح و عورت ازہ نہیں ہے التامینہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان کا ان سفار ببارھوان مسئلہ یہ ہے کہ دہی نے تجارت کی اور خاندہ حاصل
 کیا پھر دعویٰ کیا کہ اسنے بطور مضاربت کے تجارت کی ہم یہاں بھی عدم اشہاد شرط ہے اور اگر دہی نے مضاربت پر گواہ کر لیا ہو تو نفع میں کیا
 ہوگا نہ فی الطحاوی و الاصل ان کل شیء کان مسئلہ تالیہ فانہ بعد قیاس و ملا فلا و رقاہدہ کا یہ مسئلہ مذکورہ میں یہ ہے کہ جس جیسہ
 پر دہی مسلط ہو تو اسکی تصدیق کی جائے و جبکہ وہ مسلط اور متیقن نہیں تو اسکی بلا شہادت تصدیق ہوگی ہم تصدیق ہوگی
 یتیم کے ساتھ جبکہ ظاہر حال اسکا گندہ ہو گا نہ فی الطحاوی فی حبیب التواضی و حیا نے سچوہ و وضع بموطا فی الاشباہ قاضی مسیت کی طرف

فرمایا کہ میں نے ایسا قاضی نہیں دیکھا جو پیشاب کا اندازہ کرنا ہو یا اسے کھدائی اٹھا دی ہذا قبل البوطی فان بلغ وخرجت لحيته ووصل الى امرأة
اور ختم کما یصل الرجل فیرجل فی غیسل مذکور قبل از بوسه کے ہر پیرا گروہ بالغ ہوا اور اسکے ڈاڑھی کی باوہ کسی عورت سے ملا یعنی جامع کیا یا اسکو چلایا
ہو یا جیسے مرد کو اختلاص ہو تا ہو تو وہ مرد کو وانی طہر لہ شری اولین او عاض او جمل او امکن و طلیہ صراۃ اور اگر اسکے پستان ظاہر ہوئی یا دودھ
نکلا یا اسکو جیسے یا یا اسکو حمل رہا یا جماع اسکے کفن تہوہ عورت ہو مگر طہر نہیں ہوئے مراد یہ ہے کہ دونوں پستانوں سے عورتوں کے مانند دودھ نکلا اسواسطے
کہ مرد کی بھی چھینٹوں کے بھی دودھ نکلتا ہو ایسا استغناء و عتبا ہو شریح و ہما فیہ سے اور جو ہرہ میں ہر کہ اگر کوئی کے کہ ٹوکرو پستان علامت مستقیم ہو تو دودھ کے ذکر کرنے
کی حاجت نہ تھی اسکا جواب یہ ہے کہ گاہے دودھ نکلتا ہو اور پستان ظاہر نہیں ہوتی یا ایسی پستان ظاہر ہوتی ہو جو مرد کی پستان سے تمیز نہیں ہو چرب دودھ اگر تو تیز
و دفع ہوگی اور اسکا حمل کی صورت ہو کہ فتنی سے منی رونی میں لیکر اپنی فرج میں داخل کی اور امکان و طی کی صورت ہو کہ عورتوں نے اسکو دیکھا اور کہا
کہ اس سے طبی ممکن ہو و اللہ اعلم کذا فی الطحاوی و ان لظہارہ علامتہ اعلیٰ و اتھاہرہ ذلت لعلہا است شکل لودم المرتج اور اگر اسکی کوئی بھی علامت مذکورہ
ظاہر نہ ہوئی یا علامت میں تعارض واقع ہو تو وہ فتنی شکل ہے و دم مرتج کی وجہ سے ہم تمام علامات کی مثلاً صورت ای کہ پستان بھرے اور ڈاڑھی کی ایک سائیہ یا
ذکر سے منی نکلی اور فرج سے سا قہری چھین جاری ہو یا پیشاب نکلا فرج سے اور منی نکلی ذکر سے سا قہری کہ فنی لہستانی و عن الحسن انہ لعلہ صلا عنہ فان منہ لمرقا
تزیید علی صلیع الرجل بلا حد ذکرہ الزیلعی اور حسن ابھری سے مروی ہے کہ فتنی کی پسیلیاں شمار کیا وین اسواسطے کہ عورت کے ایک پسیلی زیادہ ہوتی ہو مرد کی پسیلیاں
سے ذکر کیا ہو اسکو زلیعی سے ہم ایمین اختلاف ہے کہ کس جاسبہ کی پسیلی زیادہ ہوتی ہو مشورہ یہ ہے کہ بائیں طرف کی ہوتی ہو اور ایمین اختلاف ہے کہ مرد کی سولہ پسیلیاں
اور عورت کی سترہ یا مرد کی سترہ ہین اور عورت کی اٹھارہ ہین ہوں نے کہا کہ شاید اس کے مخالف ہو اور اہل تشریح نے کہا کہ مرد اور عورت دونوں کی پسیلیاں برابر ہین
اور بنا بر قول تفاوت ضلع کی وجہ اسکی بون مذکور ہے کہ حضرت خروا حضرت آدم علیہما السلام کی ایک پسیلی سے مخلوق ہوئیں تو سب مرد و ابو ایشع علیہ السلام کے منوال پر جاری
رہے والد اعلم کذا فی الطحاوی مختصراً و یبذرو فیہ فتنی امرہ ہما ہوا الاوطی کل الاحکام اور اسوقت میں اپنی صورت اشکال اور ہم مرتج کے وقت تو
عمل کیا جاوے گا فتنی شکل کے امین اس چیز کے ساتھ ہمیں زیادہ احتیاط ہو تمام احکام میں قلت و لکن قدینا انہ لا یحب الخسل بالایلات فیہ انہ لا یعلق التہم
بلینہ قینہ میں کتا ہوں لیکن پہلے اول کتاب میں مذکور کیا کہ فتنی شکل میں ادخال سے غسل واجب نہیں ہوتا اور اسکے دودھ سے جو شرم مستحق نہیں تو آگاہ بنا
یعنی ان دونوں صورتوں میں عمل باحتیاط نہیں ہے ہم یہاں اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عنقریب گذرا کہ ارکان و طی سے انوش ثابت ہوتی ہو تو وہ فتنی شکل
فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ بعد تحقق انوش کے دوسری علامت سماعت ہوئی چنانچہ ڈاڑھی نمود ہوگی تو اشکال ثابت ہو گیا اور وسیط دودھ میں کلام کذا فی الطحاوی
تبعیث میں صفت الرجال و النساء اسو بنا بر اہل باحتیاط کے فتنی شکل کھڑ ہو مردوں اور عورتوں کی صف کے ایمین میں ہم یعنی مردوں کی صف میں کھڑ ہوئے عورتوں
کی صف میں اسواسطے کہ اگر فتنی شکل فی الواقع مرد ہو تو عورتوں کی صف میں کھڑے ہونے سے اسکی نافرمانی ہوگی اور اگر عورت ہو تو مردوں کی صف میں کھڑے ہونے سے
اسکے محاذی شخص کی نافرمانی ہوگی تو اسکے دائیں اور بائیں اور پیچھے کا شخص سامنے والا احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے پھر اگر فتنی بالغ ہو اور عورتوں کی صف میں کھڑ ہو تو اسپر
اعادہ نماز کا واجب ہو اور اگر قریب البوطی ہو تو اعادہ قہر ہو اور اگر جید فتنی ہوں تو طرح کھڑے ہوں کہ باہم متصل ہوں بلکہ درمیان میں کشا دی چھوڑیں کذا فی الطحاوی
و فی ما یلی حد الشہوہ بمساع الہ منہ مخفی من مالہ فتکون منہ او مثلاً اور جبکہ فتنی حد شہوت کو پہنچے تو اسکے مال سے ایسی لونڈی خرید کیا جائے جو اسکی فتنہ کرے سو
فرید سے اسکی وہ لونڈی ٹھہر گئی یا اسکے مانند عورت ہوگی ہم لینے اگر واقع میں فتنہ مرد ہو تو وہ اسکی لونڈی ہوئی تو اسکو نظر کرنا شرکاء کا حلف واجب ہو و انہ
اگر عورت ہو تو عورت کا نظر کرنا عورت کی طرف ضرورت جائز ہو کذا فی الطحاوی و لیکرہ ان یختلہ رجل او امرأة احتیاطاً ولا ضررہ لان النکاح
مستحب و اگر وہ ہو کہ فتنہ کا فتنہ مرد کرے یا عورت بنا بر احتیاط سے اور کچھ ضرورت میں اسواسطے کہ فتنہ کرنا ہم خلیفہ میں کے نزدیک

سنت ہے نہ فرض ہم یہ مذکور ہو غرضی بالغ کا اور غیر کا ختنہ تو مرد اور عورت دونوں کو درست ہو کہ زانی العالمگیرتہ وان لم یکن لہ مال فمیت المال ثم
تباع اور اگر غرضی کا مال نہ ہو تو ختنہ کر نہ والی کو ندری میت المال یعنی خزانہ سلطانی سے خرید کیا جائے پھر ختنہ کے بعد بیچ ڈالی جائے اور اگر اس کا میت المال میں
داخل کیا جائے اس واسطے کہ میت المال حاجات مسکین کے واسطے مقرر ہو کر زانی اموی اور عورت امرأۃ خاتۃ ختنہ لائے ان کا ان ذکر صرح النکاح وان
اسنے فطر الخباس من ختم لیلۃ ہما و تقدیران فلا ہما احتیاطاً یا غرضی نکاح کر کے ختنہ کر کے والی عورت سے تاکہ وہ اس کا ختنہ کر دے اس لیے کہ اگر غرضی مرد ہو تو نکاح
صحیح ہو اور اگر عورت ہو تو ہم نہیں ختنہ عورت کا ویکھا عورت کی طرف سے بکری مرد کی طرف سے پھر ختنہ ختنہ کے بعد اس کا طلاق سے اور ختنہ کر کے حدت میں بیٹھ
بنامہ ارجیہ اس کے اگر ختنہ سے اس کے ساتھ ختنہ کی ہونے پر قبل طہاری نہ لپٹے استواء سے نقل کیا ہے اور میت المال کا قول علماء و فقہاء منقول ہے اس واسطے کہ اگر
میت میں نکاح کیا تو نکاح صحیح ہے اور اگر صحیح ہو تو عورت حلال ہوگی اس سے خلاص نہیں ہو سکتی اور وجوب ہر کا ختنہ سے یقین نہیں ہو سکتا اور نہ وجوب میراث کا اگر غرضی
مشکل ہو گیا اور مرد حلال نہیں ہو سکتا اگر اس پر فقہ واجب ہو یا نہیں رازی نے یوں کہا کہ اگر عورت سے لے کر اس کا ختنہ میں ان نکاحات سے اس طرح ممکن ہو کہ نکاح
کر کے اس شرط پر کہ عورت اپنی ذات کی مختار ہو سو وہ ختنہ کے بعد طلاق سے اختیار نہ ہو سکتی وجہ سے اور میت المال سے قبول ہونا اس زمانہ میں ایسے کام کیوں
از قسم محال ہو تو نکاح کر لینا اس سے وائے ائمہ کے کہ زانی اموی عورت کو دیکر جس طرح مرد اپنی اور غرضی کی طرح اور زانیہ پر ہنسا کر وہ بولا نکاح پھر عورت اور غرضی
مشکل سے عورت اور نہ نکاح کر کے اس واسطے کہ عورت کے وان قبلہ رجل یتزوجہا منہا امرأۃ اور اگر غرضی مشکل کا کسی مرد نے پسند کیا تو عورت سے معاہرت کی ثابت
ہوگی ہم تو جاننا غرضی کی مال کو اس پسند لینے واسطے مرد سے نکاح کرنا اور نہ ان کی بیٹی کو دلا لیا اور پھر عورت لا محالہ اور غرضی مشکل سے نکاح کر کے مرد کو ہم
کے اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ عورت ہم عورت سے مرد عورت کے واسطے کہ عورت کے ساتھ اس کو سفورست نہیں وان قال انا رجل وامرأۃ لا غیر
ہوئی اس طرح نہ ہوئی بل دلیل اور اگر غرضی مشکل سے کہ میں مرد ہوں یا عورت ہوں تو اس کا کچھ اعتبار نہیں صحیح قول میں اس واسطے کہ عورت ہوں دلیل کے
وقبل یغیر لانا البین علی غیرہ اولیٰ فہو ان سے کہا کہ اس کا قول معتبر ہو اس واسطے کہ اس پر دوسرے اس کے کوئی واقعہ نہیں گان نے الملتزم بعد فقہ اشکال لا قبل
وقبلہ یقبل فہو فیہ یحییٰ التوفیق لیکن یلتقی میں ہو کہ بعد ثابت ہو جانے اس کی اشکال کے قول اس کا مقبول نہیں اور قبل از ثبوت اشکال قول اس کا
مقبول نہیں کہتا مالکی اور اس تفصیل سے توفیق بین القولین المذکورین حاصل ہوگی ہم یعنی عدم قبول کا قول اس صورت میں ہو کہ غرضی کا
مشکل ہونا ثابت ہو چکا اور قبول اس صورت میں ہو کہ بعد ثابت ہو چکا اشکال ثابت نہیں اسی طرح کی تفصیل عالمگیری میں مذکور ہے محیط سے و یغیر ما لہما لغتاً
عن شرح الفرائض لیس فی غیرہ الا ان یحل علی ہذا فقہ اور نسو بایضہا ہو وہ قول جو قستانی نے فرائض شیرینی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ اس تفصیل
مذکور پر اس کو محمول کیجیے تو قول صحیح ہوگا ضعیف دفع ہو جائے گا و کا سا و گا ہر منہا ہم قستانی میں فرائض شیرینی سے یوں ہو کہ اگر ختنہ نے حیض یا منی کی یا نہ
یا عورت کی طرف نال ہونے کی خبر ہو تو قول اس کا مقبول ہوگا اور رجوع اس کا مقبول ہوگا جب تک کذب اس کا ظاہر نہ ہو یقیناً چاہئے اسے اپنے مرد ہونے کی
خبری پھر اس کے بیٹ سے بچہ پیدا ہوا اتنی عطا دی سے کہا کہ قول مذکور کو اس پر محمول کرنا مستحسن ہے بلکہ فیہ فصل و لہ علم و لو مات قبل فہو حالہ لم یغیر
و یتیم با صیغہ لشعر الغسل اور اگر غرضی مر گیا قبل فلا ہر ہونے اس کے حال کے تو غسل نہ کیا جائے اور اس کا یتیم کر دیا جائے خاک پاک سے بسبب معتذر ہو
غسل کے ہم چونکہ اس کا مرد یا عورت ہونا ثابت نہیں ہو اس کو مرد یا عورت غسل سے تو یتیم نہیں ہوا اس کو اگر یتیم کرنے والا اجنبی ہو تو اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر یتیم کر دے اور
اگر غرضی ہو تو بدن کپڑے کے مانند اس مرد کے جو عورتوں میں مر گیا کہ زانی اموی ولا یغیر مال کو بہ مراخفا غسل میت ذکر کروا غرضی اور غرضی شکل قریب البدن ہونے
کی حالت میں کسی مرد کے غسل میں چاہئے نہ وہ مرد مرد یا عورت و نہ بیٹھ قبر و اور مستحب ہے غرضی شکل کی قبر دفن کے وقت پر وہ کر لیا عورت کے مانند دفن
الرجل فی قبر الا انہم یقولون انہم المرأۃ اذا غسل علیہم ربا ین حق الترتیب اور امام سے تریب رکھا جائے مرد و پھر غرضی شکل ہو عورت ہو کہ اگر خزانہ سے

کی جائز ہے جس سے حق تہنہ بہا کی رعایت کر کے واسطے ہم غشی کا سناؤ مرد کے بعد رکھا جائے کہ شادی عورت ہو اور اگر غشی مرد کے ساتھ ہو تو اسے ایک قبر میں دفن ہو تو مرد کے پیچھے رکھا جائے اور دونوں کے درمیان بیٹی کا پردہ کیل جائے تاکہ نہ بزرگ و جوان کے ہو جائے اور بیٹی حکم مردوں کے دفن کا جیکہ ایک قبر میں دفن ہوں اور اگر عورت اور غشی ساتھ مرد دفن ہوں تو غشی کو مقدم کرنا چاہیے شائد کہ وہ مرد اور غشی کا نہیں پانچ کرے چاہے عورت کے مانند اور اسکو قبر میں مقدم فرماتے ہوں

رکھنے الوثقت کے احتمال کے تحت انکشاف و تمام فرعونی احکام میں الاشبہ ال غندی فیہ الیف جالذیف اور غشی کے مستسام احکام کے مسائل اشباہ میں مذکور ہیں بلکہ بہرہ نوزیکہ میں ایک تالیف جملہ کالان ہونے سے اس غشی مشکل کے یہ کہ اسکی امامت صحیح نہیں مگر دونوں کے واسطے اور اسکی نماز عورت کے مانند مشکل میں اور اخلا میں اور وہ نکاح کے بعد عورت سے مرد سے نکاح کیا اور مرد نے اس کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح جائز ہو گیا یا عورت سے نکاح کیا اور وہ نکاح پر قادر ہو تو نکاح اس صحیح ہو گیا اور اگر کسی نے اپنی مانند دوسرے غشی مشکل سے نکاح کیا تو جائز نہیں کذا فی البدیہۃ والی منکر و لہ فی الیہ اشباہ فی النکاح میں لکھی اسوۃ الحالیہ یہ لکھی کہ تحقیق و غشی مشکل کو میراث میں اقل النصفین یعنی اسوۃ الحالیہ ہی ہی تول نفی ہے چنانچہ ہم اسکی تحقیق غشی میں بیان کر چکے ہم اقل النصفین یعنی مرد اور عورت کے دو حصوں میں سے ہر حصہ کا حصہ ہو گا وہ اسکو دیا جائیگا یہ مذہب ہوا امام کا یعنی غشی مشکل کے حصہ کو نہ کرے کیلکہ اسکو مرد و فرض کر لیں کہ قدر ملتا ہے اور عورت فرض کر لیں کہ تہا پونچا ہی تو ان دو حصوں میں جو حصہ ہو گا وہ غشی کو دیا جائیگا اور اگر اقل النصفین میں غشی محرم ہو تو اسکو کچھ نہ دیا جائیگا شراح نے اقل النصفین کی تفسیر اسوۃ الحالیہ میں مذکور کی ہے جو دو حالتوں میں بدرجہا ہوگی خواہ کس حصہ یا مردی دہی بد حالی اسکی فیہ بیان ہو تو اسوۃ الحالیہ قلات اور زبان و دونوں کو شامل ہو کذا فی الجلیہ تصرف و قال النصف النصفین اور صاحبین نے کہا کہ دونوں حصوں میں سے نصف نصف اسکو دیا جائیگا یعنی نصف حصہ مرد کا و نصف حصہ عورت کا فلو ما تہا البوہ و ترک مولا یا واحدہ سہماں للغشی سہم نو اگر غشی مشکل کا باپ مر گیا اور غشی کے ساتھ ایک بیٹا اسنے چھوڑا تو بیٹے کے دو سہم ہیں اور غشی کا ایک سہم خلاصہ یہ ہو کہ امام کے نزدیک غشی عورت کے حکم میں ہو میراث میں تا وقتیکہ کہ نکاح مرد ہونا لا تعارض ثابت نہ ہو عند ابو یوسف کہ ثانی میں سبب و عند ثمرہ ثلثہ میں اثنی عشر و ابو یوسف نے اس کے نزدیک عورت مذکورہ میں غشی کے فیہ ہم ہیں ساتھ ہمیں سے اور محمد کے نزدیک اپنا سہم میں بارہ سہم ہے ہم صاحبین کی دلیل مطوالت میں مذکورہ و عند ابی حنیفہ کہ سہم میں ثانیۃ لانہ الاقل و عند یحییٰ بن یوسف بن یوسف علیہ السلام لا یحبب بالشک اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غشی کا ایک سہم ہوتا ہے ہمیں سے اسوۃ الحالیہ کہ وہ اقل ہو اور وہی متیقن ہو تو کسی پر اقتدار ہو گا کیونکہ مال شک سے واجب نہیں ہوتا ہم توضیح کی یہ کہ اگر بیان اثبات مال کی ابتدا و حاجت ہو جائے اس واسطے سبب اختلاف مال کا بیان کرنا ضروری ہے کہ ذکر کرتے ہیں کہ سبب سے ہی الوثقت کے سبب سے غشی مشکل میں دونوں سبب سے کوئی معلوم نہیں اور اثبات مال کا ابتدا و بدول سبب متحقق کے شرعاً جائز نہیں تو متیقن پر نہ کرنا ضروری اور اقل جو میراث ہے عورت کی وہ یعنی ہر اور زیادہ میں شک ہو تو متیقن ہی واجب ہو گیا کسی پر اقتدار کر کے کذا فی یعنی شرح المداۃ تھے لو کان الاقل علی القایہ ذکر قدرانیہ کہ زوج و ام و ثقیفہ ہی غشی فلا السہم علیہ اند عصبہ لانہ الاقل تو اگر اقل ہو اس تقدیر پر چنانچہ غشی کو مرد فرض کیجیے تو اسکو ہم مرد ہی ٹھہریں گے چنانچہ اس صورت میں کہ ایک عورت مر گئی شوہر اور ان دو سہم چھوڑ کر جو غشی ہو تو اسکو چھٹا حصہ دیا جائیگا بنا براسیکہ کہ وہ عصبہ ہو اسواسطے کہ سہم اقل ہو نصف سے ہم تو صورت مذکورہ میں شوہر کا نصف حصہ ہوا و ان کا تہائی اور غشی کا باقی مال لینے سہم و لو قدر انشہ کان النصف و حالت ثانیہ اور اگر صورت مذکورہ میں غشی کو عورت فرض کیجیے تو اسکا نصف حصہ ہو اور سہم چھ سہم کا آٹھ سہم کی طرف حوالہ کر گیا ہم یہ سہم دونوں تقدیر میں چھ سہم ہوں گے سبب اجتماع نصف و ثلث کے مگر پہلی صورت میں حوالہ کی حاجت نہیں اور دوسری صورت میں حوالہ کی حاجت ہے خلاصہ یہ ہو کہ جیکہ غشی کی یہ اشباہ اقل النصفین میں ٹھہریں تو اس میں اسکو عورت نہ ٹھہرایا کیونکہ اسکا حصہ نصف ہوتا اور نصف زائد ثلث سے بلکہ اسکو مرد قرار دیا تاکہ اسکا حصہ سہم ہو اس واسطے کہ سہم اقل ہو نصف سے و لو کان مرد و ام علی احد التقدرین فلاشی کہ زوج و ام و ولد بہا و ثقیف غشی فلاشی کہ لایعصبہ و لو قدر انشہ کان النصف و حالت اولیہ اسوقت اور اگر غشی محرم ہو تو اسکو ہمیں کیونچہ نہیں پانچ سہم میں ایک عورت مر گئی شوہر اور

اگرچه آنچه از سنه سے نہ پختہ ہو تو یہی تعیین ہو گیا کہ برخلاف فیصح حوائج کے فتویٰ دیا جاوے کہ فی الحقیقت خاصہ خبر کہ عصر کا مرتب قریب ثوب طار عیناً لیکن
 چونکہ حوائج کا قول مفتی برہنہ مخالف تھا لہذا مستخرج نے ثوب جس کو مرجع قرار دیا اور لکھا کہ لکھنؤ شریعت کونسل علی حیل نجس یا بس اور غسل پر جلد فتویٰ سنہ
 ارض بخشتہ زمام علی فراخ جس فرقہ المظہر اثرہ لا یجئس غانیہ چنانچہ اگر تکریم یا پناہ یا پاک خشک سی پر یا پائون کو دھویا اور ناپاک زمین پر چلایا یا پاک فرش
 پر سو یا سوا اسکا اپنے جگہ نکالا اور اثر نہاست کا لپسے یا پائون یا بدن پر نکالے ہو تو ناپاک نہوگا کذا فی النجاسۃ حموی نے کہا ناپاک زمین پر چلے پائون سے اس طرح چلا کر زمین
 تر ہو گئی اور یہاں لیکن اثر نہاست کا پائون میں نکالے ہو تو ناپاک تر زمین پر چلا خشک پائون سے تو ناپاک ہوگا اور سراج میں ہوا در اگر خشک قدم پاک رکھا یا
 فرش تر پر سو یا اگر تر ہو گیا نہاست سے تو نجس ہوا اور زمین تو نجس نہیں اور فقط ناپاوت اور نہاست کا کچھ اعتبار نہیں بنا بر قول مفتی برہنہ کہ زمین پر قدم کے کذا
 فی اللطائف وی فتویٰ الشریعۃ الاسلامیہ ص ۱۸۲ ج ۱ فی الاصح لان البصر للقبول لا للابتن اداسے زکوہ کی نیت کی گا اسکا فرض نامہ کیا یعنی زمین کو تو زمین کہہ دیا تو زمین
 ہو صحیح فتویٰ میں اسوا سے کہ نیت دل کا اعتبار ہو نہ زبان کا ہم صحیح فتویٰ میں ہی کہ نیت واقع کا اعتبار ہے لہذا اسکا حکم در زمین کے جگہ قبول ہو کذا فی اللطائف
 سن لفظی بیت المال کا احکام وظرف ہما ہو و جب بیت المال فلاحہ فقہانہ قبل باب المصروف جبکہ حصہ بیت المال میں ہو چنانچہ عمار دین اسوا سے
 بیت المال کا مال یا تو اسکو اسکا لینا یا اعتبار دینا کے جائز ہے سب سے اسکو یا بالمصروف کے پہلے ذکر کیا اور ہم بیت المال یعنی خزانہ سلطان کی مصروف عمار راو
 اعمال اور شقائق میں اور انکی اولاد اور طلب علم اور دوا وغیرہ میں ہرگز نہیں ہو کہ امام حوائج نے کہا کہ جب ایک شخص کے پاس امانت ہو و زور و عرصہ سے اور اسکا
 کوئی وارث نہ ہو تو اگر وہ اہل مصارف مذکورہ سے ہو تو انکی ذمت پر خرچ کرے ہمارے اس زمانہ میں اسوا سے کہ اگر بیت المال میں دخل کرے گا تو مال ضائع ہو گا اور اسکا
 کہ حکام اسے مصارف شرعی میں صرف نہ کرے اور اگر شخص بیت المال کا مصارف نہیں تو اسے حق بیت المال پر صرف کرے والہ اعلم کذا فی اللطائف وی الفتاویٰ رضوان
 فی یوم ولیم کی قدرتی افطری یوم آخر غایہ کفارہ واحدہ ولوی رمضان علی الاصح و قد نہا فی الصوم روزہ تو ان رمضان کے ایک دن میں اور کفارہ اور دن
 کیا میان تاکہ اسکو پھر سے دن کا روزہ تو ان پھر ایک ہی کفارہ ہو اگرچہ شے دو رمضان کے چند روزے تو شے ہوں تو ہی ایک ہی کفارہ کفایت کرتا ہے سب سے
 تو لایحج کے اور نہ اسکو کتا بلیم میں نہ کر دیکھا ہو تو وہی قضا و رمضان و لیم یوم صح و اگر قضا و رمضان کی نیت کی اور دن کی تعیین نہ کی یعنی یوں نہ کہا
 کہ تیسری تاریخ کی قضا کر لیا یوں یا پانچویں کی تو صحیح ہو کہ سب سے کہ جس واحد میں تعیین کی نیت شرط نہیں دلو عن رمضان لقضا و ایضا وان لم
 یزنی الصوم اول صلاۃ علیہ او اخر صلاۃ علیہ کذا فی اکثر تصانیف یوم شرط نہیں اگرچہ دو رمضان کی قضا کی نیت کرے جیسے نماز کی بھی قضا صحیح ہو اگرچہ یوں نیت کرے
 نماز میں کہ وہ پہلی نماز پڑھتا ہوں جو بھیہ واجب الاداء ہو یا پہلی وہ نماز پڑھتا ہوں جو بھیہ واجب ہو اسی طرح کنز میں کہ سب سے کی شرح کنز میں ہو و رمضان کی
 قضا سب سے ہر کہ دو رمضان سے ایک رمضان کی قضا کی نیت کرے پہلی پہلی تاریخوں کی تعیین ضرور نہیں اور یہ راوی ہیں کہ دونوں رمضان کی نیت میں جمع کر
 اسوا سے کہ ہم میں دو فرضوں کا نیت کرنے والا تنقل ہوتا یعنی فرض اور انہیں ہوتا روزہ اسکا نقل ہو جاتا ہوا قال المصنف مال الدیمی والاصح اشتراط تعیین ایضا
 ولی رمضان این اربع قلت و کذا فی مہنتی باب قضا والنفات جہا لدر دفتر ہما اپنی شرح میں مصنف نے کہا کہ زیلعی نے کہا کہ تعیین کا نماز اور دو رمضان یوں
 شرط ہونا صحیح تر قول ہو میں کہتا ہوں اور سب سے اشتراط تعیین کو نہیں دیکھا تو باب قضا والنفات میں دروغیہ کا تال ہو کہ ہم طحاوی نے کہا اور صحیح کی طحاوی میں ہے
 قول کی کہ قضا و رمضان بلا تعیین صحیح ہو اگرچہ دو رمضان کی قضا ہو کہ تعیین جو طحاوی نے نہیں اور دو رمضان یوں میں تعیین کی ضرورت ہو کہ یوں نیت کرے کہ میں فلانی میں
 کے رمضان کی قضا کرتا ہوں اور قضا صلاۃ میں نماز اور اسکا دن کی تعیین کرے اس طرح کہ میں فلاں دن کی طہر کی قضا کرتا ہوں اور اگر اول طہر علیہ اثر طہر علیہ کی نیت کی
 تو شرط تعیین کے قول پر جائز ہو سب سے کہ نماز تعیین ہو گئی اسکا تعیین کرنے سے اور اسی طرح وقت بھی تعیین ہو گیا اول یا آخر کہنے سے اسوا سے کہ جو نماز اول قضا کی ناپا سب سے
 بعد کی نماز اول ہو گئی اور جو اسکا پہلے ہو وہ پہلی نماز ہو گی مصنف نے کہا اور یعنی اول طہر علیہ اثر طہر علیہ کہنا شخص جو اس شخص کے واسطے جبکہ وقت ناپا یا نہایت یا اس پر شرط ہے

کذا فی اللطائف
 وی الفتاویٰ رضوان
 فی یوم ولیم کی قدرتی
 افطری یوم آخر غایہ
 کفارہ واحدہ ولوی
 رمضان علی الاصح
 و قد نہا فی الصوم
 روزہ تو ان رمضان
 کے ایک دن میں اور
 کفارہ اور دن
 کیا میان تاکہ
 اسکو پھر سے دن
 کا روزہ تو ان
 پھر ایک ہی
 کفارہ ہو اگرچہ
 شے دو رمضان
 کے چند روزے
 تو شے ہوں
 تو ہی ایک ہی
 کفارہ کفایت
 کرتا ہے سب سے

یا سنتہ ای ذرات پر آسانی کا ارادہ کیا انتہی میں راستہ فی الجبریل باب اللعان مافہم دنیا القیمن لم یشرط باعتبار ان الواجب مختلف مقبول باعتبار ان مراعاة
الترتيب واجبة علیہ ولا یکنہ مراعات الابعیۃ القیمن شیء لوقط الترتیب اکثر القواست بکفیۃ نیۃ الظہر لا غیر کذا سنے المحیط و ہذا تفصیل حسن فی الصلوۃ یعنی حفظ
اسنتہ با حفظ بھرین سنے بحر الائق میں باب اللعان کے پہلے وہ دیکھا جسکی عبارت یہ ہے او قیمن کی قیمت مشروط نہیں ہوتی اس اعتبار سے کہ واجب
مختلف اور کثیر ہو بلکہ اس اعتبار سے قیمت قیمن کی مشروط کی مراعات ترتیب کی اسپر واجب ہوا اور اسکو مراعات ترتیب کی ممکن نہیں ہے مگر قیمن کی قیمت سے
تو اگر ترتیب سا قط ہوتی کثرت فواست سے قوفت انت ظہر کی مثل کثرت کرتی ہے نہ اسکے سوا اور ایسا ہی مذکور ہے محیط میں اور تفصیل خوب ہے مازون میں اسکا کھانا
الائق ہی انتہی بلکہ ظہر اسنے لکھ عنہ فی الاشباہ فی بحث قیمن السنوی ثم قال ہذا مشکل وما ذکرہ اصحابنا کثرت فی الخان وغیرہ خلافہ ہوسنہ کذا فی القیمن انتہی بحر و قیمن
لکھت بھر دیکھا میں نے صاحب بحر الائق کو کہہ سنے محیط کی عبارت مذکورہ نقل کی اشباہ قیمن سنوی کی بحث میں بھر کھا اور یعنی عدم قیمن کی کثرت فواست
میں مشکل ہے اور جو ہار سے علماء سنے مذکور کیا ہے چنانچہ قاضی خان وغیرہ سنے وہ اسکے خلاف ہے یعنی قیمن مشروط ہے اسکے کلام میں اگرچہ بلفاظ اول ظہر یا آخر
ظہر ہوا اور وہی یعنی اشتراک قیمن متحد ہے چنانچہ قیمن میں ہی انتہی بحر و الاشباہ تو اس سے آگاہ رہنا ہم وجہ اشکال یہ ہے کہ عدم اشتراط قیمن فواست
اس قاعدہ کا یہ کو نہ ہم کہتا ہے جسپر فقہا کا اتفاق ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ قیمن ہوتی ہے احساس کی تیسرے واسطے اور سب مازون قیمن مختلف انفس کے
میں اسواسطے کہ اسکے اسباب میں اوقات مختلف ہیں کذا فی السنوی حاشیۃ الاشباہ و خطاوی سنے ہوا مقدم کے حاشیہ میں کہ عدم قیمن قول بھی دولا یعنی میں صحیح ہے اگرچہ
قیمن او خطاوی اس شاذ مصلحہ ہم حرق اللاس ذوال عنہ الہم فانتہی منہ فرقہ جاز استعما لہا و حرق الغسل وقدنا من المصلحت بحیرہ کی کاسر
خون میں لکھتا آگ سے جلایا گیا اور خون اس سے درجہ کیا پھر اسکا شور بانایا گیا تو اسکا استعمال کرنا جائز ہے اور جلا نا دھونے کے برابر ہو پاک کر دینے میں اور چھینے
کے بالمطہارۃ میں پہلے ذکر کیا گیا جلا نا بھی مصلحت میں داخل ہے ہم آگ بنجاست کو فنا کرتی ہے میان تک کہ نہ پاک بنے نہ پاک بنے کا کچھ اثر نہیں رہتا یا جلا کہ لکھ کر دیتی ہے
بظریۃ تھی اسکے دلہذا اگر کو جلا کر دیکھو یا دسے تو پاک ہو جاتا ہے حلیہ شرب جبکہ مکر بنجاست یا کہ نہ پاک بنے نہ پاک بنے کے کذا فی المطہارۃ و سلیمان جلا فی الخمر لرب الارض
جائز بادشاہ نے خراج یعنی محصول زمین کا زمیندار کو واسطے مقرر کر دیا تو جائز ہے ہم یہ قول ہے ابو یوسف ہر کا اور سی بر قوی ہے اور امام جہ کے نزدیک خراج زمیندار کو دینا
جائز نہیں عسکر کی منہ مضحک میں ہے کہ حمل غلات اسوقت ہے جبکہ زمیندار صرف ہو خراج کا اور اگر اہل سکائین ہو تو بالاتفاق جائز نہیں کذا فی المطہارۃ و ان حمل لکھت
لا لانه زکوۃ ثابت وقد نہ منہ فی الجہاد و قد نہ فی الزکوۃ ایضا اور اگر بادشاہ نے زمیندار کو واسطے عشر عطا کیا تو جائز نہیں اسواسطے کہ عشر زکوۃ ہو میں کتابوں
کہ میں نے اسکو کتاب الجہاد میں ذکر کیا اور کتاب الزکوۃ میں بھی مذکور ہے ہم جب عشر زکوۃ عطا تو وہ فقیروں کا حق ہے ان اگر زمیندار فقیر ہو تو اسکو بھی
دینا درست ہے کذا فی المطہارۃ من المنافع عجز حساب الخراج عن زراعت الارض و او الخراج و دفع الامام الاراضی الی غیر ہم بالا جرح
لیطو الخراج من اجزئہا استحقہ جاز اہل خراج عاجز ہو گئے زمین کی راحت سے اور خراج کے ادا کرنے سے اور بادشاہ نے او شخصوں کو وہی
بطریق اجارہ کے تاکہ وہ خراج ادا کریں اسکی اجرت ستم سے تو یہ جائز ہے فان فضل شیء من اجرتہ دفعہ لکھا رعایہ القیمن بھر اگر ف فضل نیچے اسکی اجرت سے
کچھ تو زمین مالک دے دونوں کی رعایت کیواسطے یعنی اگر زمین مثلاً سور وید کو اجارہ دے اور خراج اسکا انشی روپیہ میں تو انشی روپیہ بادشاہ لے اور میں پو
زمیندار کو دے فان لم یجد الامام من یتاجر باسما لقا و واخذ الخراج الما فی من الثمن لو علم خراج و رد لفضل لا رہا ہذا یعنی بھر اگر بادشاہ اسکو پناہ سے
جو زمین اجارہ ملے تو اسکو نیچے صا صبا قدرت سے اور خراج گذشتہ اسکے فتن سے لے اگر انکوں پر خراج باقی رہا ہو اور زراعت کو اسکے مالکوں پر رد کرے کذا فی الزی
فانت قد منا فی الجہاد ترمج ستموطہ بالتداخل فیصل علی المخرج او علی ان مرادہ اخذ خراج السنۃ الما فیہ فقہاء میں کتابوں اور سنہ کتاب الجہاد
میں مذکور کیا ہو راج ستموطہ خراج کا داخل سے تو زیلعی کا قول مذکور قبل راج پر معمول ہے یا اسپر کہ زیلعی کی مراد یہ ہے کہ فقط سال گذشتہ کا خراج لیا جا

پورے ہونے سے مستندالی وجود انصاف اپنے جب سے کہ انصاف کا وجود ہوا اور نہیں یکنی الحال ظاہر ہوا کہ کلام متہ تھا پہلے سے چنانچہ یوں کہنا اگر یہ غیر مستند
 تو زوجہ مطہرہ کا دوسرے دن ظاہر ہوا کہ یہ گھر میں تھا تو طلاق آج ہی واقع ہوگی اور آج ہی سے عدت شروع ہوگی اور استناداً فقہین میں فرق یہ کہ یہ نہیں
 اطلاع عباد ممکن ہوا اور استناداً میں کہ نہیں کہانی الاشیاء مضافاً ان قولہم لانہا بالمتقہر والمستند ان اصح تعاقبہ بشرط التعلق بقدرہ والایح تعلیقہ بھی مستند
 کہانی الجرح باب التعلیق تھا لفظ ملک اخذ مقضاه وقوع الطلاق والعناق وکچھ ہا مایح تعلیقہ بشرط مقدرہ تھا جب زواہر سے کہنا کہ مقرر علما کا یہ قول
 اور قاعدہ کا یہ مقدرہ اور مستند کے واسطے یہ کہ جسکی تعلیق شرط صحیح ہو وہ بطریق اقتدار کے واقع ہوتا تھا و جسکی تعلیق صحیح نہیں وہ بطریق استناد کے واقع ہوتا تھا
 چنانچہ جرح الرافق میں باب التعلیق سے مخالف ہر کے جو مذهب نے اسل اور ابن کمال اور زلی کی طرف منسوب کیا ہے اس واسطے کہ مقتضای قاعدہ مذکورہ یہ ہے کہ طلاق
 اور عناق اور اس کے مانند جسکی تعلیق شرط صحیح ہو وہ بطریق اقتدار کے واقع ہوتا تھا و بطریق استناد کے واقع ہوتا تھا اور جب دار ہنکا لکھ کر غیر ہوا مفاہد کلام قاعدہ کا یہ کہ مخالف
 ہو لاسکون اشارتہ وکتابتہ کا لیسان فی ہر لانا تندر بالشیء استناداً لکھتے والی شہادہ مایہ بنو کا گوئیے کا اشارہ اور کہنا اسکا بیان اس کے گنہگار
 حد میں حد دوسرے اس واسطے کہ حد و شہادت سے مائی جاتی ہیں پہلے کہ وہ حق اللہ ہیں اور نہ کسی گواہی میں بیان کی برابر ہو اسکا اشارہ اور کہنا استناداً کہانی لینیہ دل بھیج
 اسلامہ بالاشارة ظاہر کلام نعم ولم ارہ صریحاً اشارہ اور کیا صحیح ہو مسلمان ہو جائے گا گوئیے کا اشارہ سے فقہا کا ظاہر کلام سپر دلات کرتا ہے کہ ان اسلام اسکا صحیح ہوا اور
 میں نے اسکو صحیح نہیں دیکھا کہانی الاشیاء التعلیق الصائم لیساق مجو یقینی ویکفر والا کین مجو بلا کفر در فی الصوم روزہ دار اپنے مشوق کی دل کی گاتو
 روزہ کی قضا کرے اور کفارہ دے اور اگر اسکا مشوق نہیں تو کفارہ دے اور کتاب الصوم میں یہ مذکور ہو گیا ہم اس واسطے کہ انسان دوسرے کی مال سے گناہ نہ کرے
 نہایت مذکورہ جانتا ہے تو غیرہ کے مانند ہوئی اور اگر مال مجبور کی ہو تو اسکو کر وہ نہیں جانتا تو وہ روٹی وغیرہ کے مانند ہوئی کہانی الحطای قتل بعض الحجاج عذر
 فی ترک الحج مرتبہ الحج مقتول ہو جانا بھنے حاجون کا عذر ہو حج کے ترک کر لین اور مذکور ہو چکا کتاب الحج میں منعنا زواجہما من الدخول علیہما و ہر
 لیسان مہمانی بیتہما نشوز حکما حرانہ فی باب التقتہ منع کرنا زوجہ کا اپنے زوج کو اپنے پاس کے آسنے سے اور حالانکہ زوج اپنی زوجہ کے پاس رہتا ہو و ہر
 کے گھر میں نافرمانی ہو جائے چنانچہ ہنے اس مسئلہ کی باب التقتہ میں تحریر و تحقیق بیان کی ہے ہم نافرمانی اس واسطے کہ آسنے اسکو مانتا ہو کہ تو زوج پر نہ ہے کا افتد واجب
 نوگاہ رکھنے اس کو لو کان النع لینیہما الی مقررہ علیست ناشرۃ زوجہ اس کے علیہ اور اگر زوجہ کا روکنا اس واسطے ہو کہ زوج روکے تو اپنے گھر میں بوجاہد تو زوج
 نافرمان نہیں بے بپ واجب ہونے سکنی کے زوج پر او کان لیکن فی بیت انصیب فامتنعت منہ لاسکون ناشرۃ لانا ممتدۃ اذا سکنت فیہ عام خلاف مالوکان
 فیہ شہتہ پاکر زوج غصب کے گھر میں رہتا ہو سو زوجہ جو زوج سے علیحدہ رہے تو وہ نافرمان نہوگی اس واسطے کہ حق پر زوجہ ہو اسلے کہ غصب کے مکان میں رہنا
 حرام ہے بخلاف اس صورت کے کہ مکان میں مستحبہ ہوم شہہ کی صورت ہے کہ زوج نے مثلاً مکان خرید کیا محمول مال سے کہانی الحطای و مال محمول وہ ہوگی
 حلت اور حرمت معلوم نہیں فالرت لاسکون مع التک وارید بیتا علیحدہ لیس لانا فلک وکذا ام ولدہ وکذا مری التقتہ زوجہ نے زوج سے کہنا کہ
 میں تیری لونڈی کے ساتھ نہ رہوگی اور میں علیحدہ گھر چاہتی ہوں تو زوج کو اسکا اختیار نہیں اور اسی طرح زوج کے ام ولد کے ساتھ نہ رہنے کا اسکو اختیار نہیں اور
 یہ سب باب التقتہ میں مذکور ہو گیا قال بعدہ یا مالکی اوقال لامرئنا بعدک لایعقل لانیس بصرح ولا کنا تہ لاک نے اپنے غلام سے کہا اگر میرے
 مالک یا اپنی لونڈی سے کہنا کہ میں تیرا غلام ہوں تو لونڈی یا غلام آزاد نہوگا اس واسطے کہ یہ لفظ آزاد کرنے میں نہ صرف ہونے کنا یہ بخلاف قولہ بعدہ یا مولی
 لانہ کنا تہ علیہ مامری علیہ بر خلاف اس قول کے کہ آسنے اپنے غلام سے کہا اگر میرے اس واسطے کہ یہ کنا یہ ہر بنا بر اس تقریر کے جو اپنے محل میں گذر گئی ہنے
 کتاب الاعتاق میں ہم خطا ہی نے کہ مالک ظاہر مولا کا لفظ مالک اور غلام میں شریک ہو اور نیت سے ایک مٹی کی تعبیر ہوگی لیکن منع الغفار میں یوں تعبیر
 مذکور ہو کہ مولا کے حقیقی شہوت و لا علی العبد پر دالت کرتے ہیں اور نہیں مگر حقیقی سے تو غلام آزاد ہوگا انتہی اور ظاہر اس کلام کا عجم اشتراط ہے

یہاں غلام آزاد ہونے کا
 اور اسکا گناہ کی نوبت
 تو یہ مال آزاد ہوگا

نیت پر دلالت کرتا ہو واللہ اعلم العقار المتنازع فیہ لا یخرج من ید ذی الید بل یمسک بہ المذنی علی ذوق وخواہ بخلاف المنقول عنہ وقتنازع
فیہ نہ نکالاجائے قابض کے ہاتھ سے جب تک مدعی اپنے دعویٰ کے موافق (یعنی کہ عقار مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہو گا نہ کہ ذی الید کے ہاتھ میں ہو گا)
کے ہم یعنی حاکم عنہ کو ذی الید کے ہاتھ سے نہ انکاسے قابض کے یوں اقرار کرنے پر کہ ہاں وہ زمین یا مکان میرے قبضہ میں ہی موجود ہے یعنی دونوں کے
گٹھ جانے کے احتمال کی وجہ سے یعنی شائد مدعی اور مدعا علیہ نے سپر اتفاق کیا ہو کہ مدعا علیہ نے قابض ہونے کا اقرار کیا تاکہ حاکم اسکا حکم سے بھر جائے
حکم کیا تو اب اس کے توڑنے کی کوئی صورت نہیں یہاں تک کہ اگر اس عقار کا کوئی اور مدعی دعویٰ کرے تو اسکا دعویٰ سموع نہ ہو گا تو ذی الید کے قبضہ پر گواہی گزرنے سے
مواضع کی قیمت دفع ہو جائیگی تو اس پر حکم کرنا ممکن ہو گا اس کے قبضہ سے خارج کرنے کا سبب ثابت ہو جائے جس کے قبضہ کے کذا فی الخطاوی اور ایلم القاضی
یا قاضی جاننا ہو رہا ہے علیہ کے قبضہ کو تو اب گواہی کی حاجت نہیں ولایت کے تصدیق المدعی علیہ انہی یدہ فی التمسک مال الموافقتہ اور کفایت میں کوئی عذر
کی تصدیق کہ وہ عقار اس کے قبضہ میں ہے قول صحیح میں مواضع کے احتمال سے پہلے ہاتھ گٹھ جانے کے احتمال سے قاتل ہوتا غیر مرہ
آخر ہائی باب جنایۃ الملوک ان المقتی بہ فی زمانہ ان لا یعمل بعلیم القاضی قائل میں کہتا ہوں ہننے چند بار آگے نہ کو کرنا چھوڑا مگر ذکر کا باجناہ الملوک
ہو کہ قول مفتی بہ ہمارے زمانہ میں یہ ہو کہ قاضی کی دانست پر عمل نہ ہو گا سوا سکون کر کے و ہذا اذاد عا ملکا ملاتھا اور یہ اس وقت ہو چکا مدعی نے
ملک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی محل شرط اقامت مینہ کا سپر کہ عقار مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہو بلکہ مطلق کے دعویٰ میں ہونا اذاد مدعی الشہد اس ذی الید
و اقرارہ بانہی یدہ فانکر الشہاد و اقر بکونہ فی یدہ لم یخرج لہا ان علیہ کو نہ فی یدہ لان دعویٰ افضل کما تفسر علی ذی الید علی غیرہ الیہا کہ ایسا
فی البزازیہ اور جبکہ مدعی نے ذی الید سے خرید کا دعویٰ کیا اور ذی الید کے اس اقرار کا دعویٰ کیا کہ عقار میرے قبضہ میں ہے سو قابض ذی الید نے اسکا
خرید کا انکار اور اپنے قابض ہونے کا اقرار کیا تو اب ذی الید کے قبضہ ہونے کی گواہی کی حاجت نہ ہی اس واسطے کہ دعویٰ فعل کا چنانچہ خرید کا دعویٰ
حیثی ذی الید ہی ہو ایسا ہی غیر ذی الید ہی بھی ہو چنانچہ ہنازیہ میں شرح مذکور عقار لانی ولایت القاضی بھی تھا وہ فیہ المنقول ہوا صحیح و تقدیم
فی القضاء ان المصلحین شرط فیہ بلیغہ و کتبہ بالحکم القاضی تکال الناحیہ لیا مہر بالتسلیم ایک عقار قاضی کی ولایت اور حکومت میں نہیں تو اس
قاضی کا حکم اس عقار میں صحیح ہو جیسے مال منقول میں صحیح ہی ہی قول صحیح ہی اور کتاب العقار میں آگے مذکور ہو چکا کہ وہی شہر ہو یا محنت قضائیں شرط نہیں ہی
قول مفتی بہ ہو اور وہاں قاضی حکم کرے جس طرح اس طرف کے قاضی کو ہواں وہ زمین ہو تاکہ وہ اس زمین کے ولانے کا امر کرے و قبل لا یصلح وشی علیہ الماکر و
اور بعضوں نے کہا کہ قاضی کا حکم غیر حکومت کی زمین میں صحیح نہیں ہو اور اسی قول پر صاحب کنز اور مفتی چلا ہی مہر منصف نے اپنی شرح میں کہا کہ یہ کہنا قائل
کے قول سے ہوا اسلئے عدول کیا کہ ہنازیہ اور خلاصہ میں مذکور کہ صحیح قول یہ کہ قاضی کا حکم عدول میں صحیح ہو اگرچہ عقار مدعو و قاضی کی حکومت میں نہ کذا فی الخطاوی
قضی القاضی بنیتہ فی حادثہ ثم قال رجعت عن قضائی او بدالی غیر ذلک او وقعت فی بامیاس الشہود او البطالت حکمی او نحو ذلک لا یعتبر
قول القاضی فی کل ذلک لعل حق الغیر بہ و ہوا مدعی قاضی نے گواہ سنا ایک حادثہ میں حکم کیا پھر قاضی نے کہا کہ میں اپنے حکم سے پھر اس واسطے کہ حکم کرے کہ
ظاہر ہو یعنی میں نے حق حکم کیا یا کہ میں گواہوں کے فریب میں پڑ گیا یا کہ میں نے اپنے حکم کو باطل کر دیا یا مانتا اسکے اور کچھ کہا البطل حکم میں تو ان سبب باتوں میں
قاضی کا قول معتبر ہو گا بتبلیغ ہو جائے حق غیر کے یعنی مدعی کی حق تلفی کی وجہ سے ہم اور دوسری وجہ یہ کہ اسے اول راجع ہو گئی حکم دینے سے تو اسے
ثانی سے جو اسکے برابر ہوتے قبضہ نہ ہو کذا فی الخطاوی والقضاء ماض النکان بعد دعویٰ صحیحہ و شہادۃ مستقیمہ اور قاضی کا حکم جاری اور نافذ ہو اگرچہ
دعویٰ اور شہادت مستقیمہ کے بعد واقع ہوا ہو ہم صحیح دعویٰ وہ ہی جس سے دعویٰ کے حکم خلاق ہوں تو نہیں مدعی اور مدعا علیہ کا حاضر ہونا دار القضاء میں
اور ہالہ جواب کا اور گواہوں سے ثابت کرنا مثلاً ضرر ہو گا اور شہادت مستقیمہ عبارت ہو شہادت عدول اور ثقات سے جو شرط صحت کی جامع ہو تو فاسد دعویٰ

اور شہادت غیر مستقیمین احوال مذکورہ قاضی کے مقبرہ ہونگے اور حکم قاضی کا باطل ہو جاوے گا اور ناسد و دعوی کی صورت یہ ہوگی کہ جو دعوی کرے اور یہ بیان
نہ کرے کہ وہ باغ ہو یا صاف زمین ہو اور شہادت غیر مستقیمہ کے یہ کہ قاضی اپنی دانستہ پر حکم کرے پھر اپنے حکم کی خطا ظاہر ہو تو قاضی کو ناپاک حکم جاری رکھتا
لائی نہیں کہ ان فی الطحاوی عن النعمی انما تصرف المالی تحت مرئیت القضاۃ والعدل و خلاف مذہبہما و ظہر خطا و قاضی کا حکم دعوی سے صحیح اور شہادت مستقیمہ کے
بعد نافذ نہ ہو کر تین صورتوں میں نافذ نہیں ہوگا سب القضاۃ میں مذکور ہو گئے ہیں یعنی اگر قاضی نے اپنی دانستہ پر بدون گواہوں کے حکم کیا یا اپنے ہر خلاف
مذہب کے حکم کیا یا قاضی کی خطا ظاہر ہو گئی اور احوال اشہر و حقیقت و انکار القاضی قال قولہ بی یقینہ قال ابن النور فی الفواکہ البدر تیرہ نادانی ہزارتہ
خلافاً لحدیثی البصر عالم نفیذہ قاضی آخر فیخیزہ لا یقول القول لہ فانہ لم یقتض لوجود قضاء و الثانی یہ قال المصنف و ہو قید من لم اقتض علیہ غیر صاحب
حبکہ گواہوں نے قاضی سے کہا کہ قاضی نے حکم دیا اور قاضی حکم دینے کا منکر ہو تو قاضی کا قول معتبر ہو گا یہی قول مفتی یہ ہوا کہ اگر ابن النور نے
فواکہ بدر میں تیرہ تین اثنا زیادہ کہا کہ یہ قول محمد ر کے خلاف ہی بحر الرائق میں یہ قید زیادہ کی ہے کہ جب تک قاضی منکر کے قول کو دوسرے قاضی
نے نافذ نہ کر دیا ہو تو اب قاضی کا قول عدم قضا میں قبول ہونگا بسبب موجود ہونے دوسرے قاضی کے حکم کے مصنف نے کہا اور یہ قید خوب ہر مرنی اقتض
نہو اس قید پر سوائے صاحب بحر کے اور کسی کتاب میں شرط لفظ القضاء فی الجملة است من حقوق العباد ان یحییہا لیکرم فی حادثہ بان یتقدمہ دعوی
ہمیت من خصم علی خصم حاکم منازع شرعی شرط نافذ ہونے قضا کی مسائل اجتہاد میں حقوق عباد سے یہ کہ حکم ہو حادثہ میں اس طرح پر کہ نفاذ قضا پر دعوی صحیح
مقدم ہو چکا ہو ایک مقدم سے دوسرے مقدم پر جو منازع شرعی ہو ہم صورت اسکی یہ کہ شلہ قاضی مالکی کا فیضہ متقی قاضی کے روبرو پیش ہوا کہ وہ اسکو
جاری کر دے تو بلا حصر و خصم اسکی کو اسکا نافذ کرنا جائز نہیں بلکہ وہی نے کہا حقوق عباد کی قید اسواسطے لگائی کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں چنانچہ حدود
اور عقوق و اطلاق میں حادثہ ہونا شرط نہیں اور منازع کی قید سے غیر منازع خارج ہو گیا اور منازع شرعی کی قید سے منازع غیر شرعی خارج ہو گیا اور منازع شرعی
نقل گئے اسواسطے کہ انکار منازع معتبر نہیں ہوتا بلکہ منازع شرعی کے لئے قاضی کا قول معتبر ہے ہر بار نہ بدوں منازعہ و حاکمہ شرعیہ قدرار بینہما فی فیہ لفظ فقہ
شرط وہو اللہ تعالیٰ بخیر و منہ شرعیہ و کان افت و حکم بذہب لا یجوز لہما قدر منازعہ فی القضاء و افادہ بقولہ لہ اگر دعوی سے اپنا حق دوسرے شخص پر قاضی کے روبرو ہو گیا
سے ظاہر کیا سو دوسرے قاضی نے گواہ کر اسکا حکم کر دیا بدوں منازعت اور مخالفت شرعی کے اور بدوں اسکے کہ تینا حسین بن تداہی اور باہم حاضر ہونا
دار القضا میں واقع ہوا ہو تو دوسرے قاضی کا حکم نافذ ہو گا بسبب ہونے شرط افادہ کے لیکن منازعہ شرعیہ و حاکمہ شرعیہ قدرار بینہما فی فیہ لفظ فقہ
مذہب کے موافق حکم کرے نہ غیر کے مذہب کے موافق چنانچہ منازعہ شرعیہ و حاکمہ شرعیہ قدرار بینہما فی فیہ لفظ فقہ
مالکی بلا دعویٰ لم یثبت الیہ و عمل الخلف فی مقتضی مذہبہم لعدم تقدیم من ذلک الخرج قضا و مالکی خرج القضا لعدم تقدیم الخصم و الشرعیہ اسے
ہی شرط العقد و القضاء و فی حق العباد و اگر اسفہ ہو قاضی ہنسی کی طرف مالکی مذہب کے قاضی کی قضا کا بدوں دعوی کے تو اسکی طرف التفات کیا جائے اور قاضی ہنسی
بمقتضاہ اسے مذہب کے عمل کرے بسبب عدم تقدیم اس شرط کے جو اسکا اپنے مذہب پر عمل کرنے سے مانع ہو اعلیٰ خروج قضا و مالکی خرج فتویٰ یلئے
افراد شرط سے قضا بمنزلہ فتویٰ کے ہو گئی مجتہد عام تقدیم خصوصیت شرعیہ کے جو شرط تھی انقضاء قضا کی حق العباد میں انوار تاب النہض فی حکم القاضی الاول
کہ طلب شہود الاول مرنی القضاء و قید بتیابہ فی حکم الاول عا فادانہ اذالم یثبت فیہ التیغرض لہ جب تردد میں پڑے قاضی پہلے قاضی کے حکم میں تو اسکو جائز ہو
اصل کے گواہوں کو طلب کرنا یہ مسلمہ مذکور ہو گیا کتاب القضاۃ میں مصنف نے قاضی اول کے حکم میں تردد کی قید لگائی تو یہ فائدہ ظاہر کر دیا کہ جب تین اسکو تردد
نہو تو طلب شہود کا مستحق نہ ہو قال فی الفواکہ البدر تیرہ قالوا قضاء و العدل انما لایقتض و یعمل علی الشہاد و خلاف قضاء و غیرہ یعنی ان تین وجہ فسادہ بطریق
غلطانی نقصہ فواکہ بدر میں کہ کہا کہ قضا کے عالم کا حکم تو نہیں جاتا اور راستی اور درستی پر محمول ہوتا ہی خلاف قضا اس قاضی کے کہ

ترجمہ اردو و عربی جلد چہارم

استحسان کی دلیل سے ہم صورت اسکی ہو کر شلا خالہ کے زید سے اگر میں سبقت کر جاؤں تو پھر سوا شرفی سے لو لگا اور اگر تو بڑھ جائے تو میں بگڑوں گا
یہ اسلئے جانے ہوا کہ یہ قیام نہیں اس واسطے کہ تمہارے عبارت ہو دونوں طرف کی ہاجت کے احتمال سے سوہان دونوں طرف اسکا احتمال نہیں بلکہ ایک طرف
بار بار اور دوسری طرف جتنا تو تمہارے کماندہ ہوا ہی وجہ اس استحسان کی انتہی خلاصۃ الخ اور اگر ایک شخص نے سواروں کی جماعت سے کہا کہ جو تم میں سے ہے
طرح ہوا ہے وہ تم سے اس قدر مال ہے یا اس سے زیادہ اڑوں سے کہا کہ جسکا پیر نشان پر گدہ اتنا ہوا ہے تو چاہئے ہی اور سبقت کے ماننے قیام میں اگر کسی مسئلہ میں
تمازع واقع ہوا تو یہ سب کے واسطے مال مقرر ہو چکی ہے سب سے یاد دونوں جانب سے بشرط احوال ثالث محفل کے ایسے کی حالت کی وجہ سبب کو شمال ہو کہ وہ دونوں
بالوں میں کچھنا اور شرف کی اتھو تہ ذین اور اعلیٰ اعلیٰ کی طرف راجح کی کذا فی الطحاوی ولا یجوز استنباط فی غیر ذلک لاربعہ کا بہنل باہنل واما باہنل مجوزہ
کل شئی وکما فی الذیل اور ان چار کے سوا ایسے گھوڑے اور اونٹ اور پیدل اور شیر اندازی کے سوا سب سے اور چیز میں چنانچہ پھر ہوا ہو کر سبقت کرنا
مال شرط کر کے جائز نہیں اور بدولت مال کے تو ہر شئی میں سبقت جائز ہو اور اس کا پورا بیان زیلی میں ہے ہم سب مسائل مذکورہ سبقت کے قواعد کی طرف
میں زیلی سے منقول ہیں اور یہی مذکور ہے کہ باب سبقت میں جواز مذکور ہے ہر وقت ہونے اسحق ان لوگوں کو قبول شخص مال شرط کو دے کہ وہ کم جہ سے
اسکا نہ لایا اور حکم تھا کہ اسے سزا نہ دینا کیونکہ وہ لایا گیا علی غیر الانبیاء ولا علی غیر الملکۃ الا بطریق الشیع اور لفظ صلوۃ کا سوا سے حضرت انبیا اور سوا سے
حضرت ملائکہ کے اور دن پر نہ لایا جائے مگر بطریق پیروی ہم یہی یوں کہنا چاہتے ہیں بلا استقلال کہ اللہ تعالیٰ علی آل محمد وعلیٰ اصحابہ کرم اللہ وجہہم اجمعین
رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ علی آل محمد وعلیٰ اصحابہ واولیاء امۃ طحاوی نے کہا بعضوں نے یہ خیال کیا علیہم صلوۃ و انہم یصلون کا دینا بلا استقلال جائز نہ تھا اسلئے کہ
حدیث صحیح میں وارد ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ علی آل ابی اوفی وقولہ تعالیٰ (و اذ کہی یصل علیکم و اذ کہی صلوۃ علیکم) لیکن جوہر علی اسکے مانع
ہیں اس واسطے کہ حضرات انبیاء کے ذکر کی یہ خاص علامت ہو تو غیر انبیاء اسکے ساتھ شریعت کے نونے اور جوایت اور حدیث مذکور وہ وہاں محمول ہو اور اس میں خلاف
ہو کر آیا یہ کہ وہ پھر انبیاء کے اولیاء ترک اولیاء ذکر کیا اور نووی نے ذکر کیا کہ میں اور کہا ہی کہ صحیح قول یہ ہے کہ اگر بہت تنہا ہی ہو اور حضرات انبیاء کے واسطے دعا کرنا ہوا
صلوۃ احاسطے شروع ہوا کہ میں تعظیم اور تکریم پر ہوا والیہ نے کہا کہ معنی صلوۃ اللہ علی نبیہ کی شاکرنا حق تعالیٰ کا اپنے رسول پر ملا کہ کے نزدیک صلوۃ
ملا کہ سے دعا اور دعا فی فتح الباری شرح بخاری میں کہا کہ یہ بہترین اقوال ہیں اور اسی طرح صلوۃ غیر ملا کہ سے دعا مرد و اور خدا سے شاکر کے کی طلب گاری رسول
قبول صلی اللہ علیہ وسلم پر کذا فی الطحاوی وہل یجوز الہرجم علی النبی قولان زیلی قلت فی الذخیرۃ انہ مکرہ اور کیا جائز ہو لفظ ترجمہ کا نبی پر سین و قول ہیں
جو انما ورعہم جو ان کذا فی الزیلعی میں کہنا ہوں اور ذخیرہ میں کہ ترجمہ کا لفظ نبی پر ہونا مکرہ ہے یونہی کہنا اللہ تعالیٰ علی محمد وعلیٰ اصحابہ کرم اللہ وجہہم اجمعین ہم بعضوں کے کہ
کہ لفظ ترجمہ کا جائز نہیں ایسے کہ صلوۃ کے مانند تعظیم پر لائے نہیں کرتا ہی ولذا خیال کیا اور ملا کہ کو اسی لفظ سے دعا کرتے ہیں اور تحصیل حاصل بھی ہو سکتا
کہ انبیاء جو ہم میں یقیناً اور بعضوں کے کہ کہ لفظ ترجمہ علی محمد کرنا جائز اس واسطے کہ سب عباد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ شرف میں حجت الہی کے خواہمیں
میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اسما تعظیم سے واجب ہو تو فقیر عرب میں فرید پر کہنا جائز نہیں اور عرب کی تعظیم واجب ہی خصوصاً اہل حرمین کی
حضرت کے سبب خصوصاً ہاجرین اور انصار کی اولاد کی اور قہر ہم تعظیم وادائی اور ابی کر اور عمر و عثمان کے میں صلی اللہ علیہ وسلم انتہی کذا فی الطحاوی
دورہ اسیر علی بحال است تلافی یکن التوفیق وباللہ التوفیق اور سیوطی نے اسکا جائز کہا بمعلا استقلال تو دونوں قولوں کا اختلاف رفع ہو گیا اور خدا
سے ہم توفیق خیر کی مانگتے ہیں و استجب العزفی للصحابہ اور تحب ہوا یہ کلام کو صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ہم اس واسطے کہ صحابہ کرام طلب رضا سے اسی میں نہایت
مرگم تھے اور خوشنودی حق کے واسطے جاننا ہی کرتے تھے تو صلی اللہ علیہ وسلم کے وہی زیادہ ترسنا و اہم امت کے اور لوگ اگر چہ طلب لفظ ہوں انکے ادنیٰ
ترسنا اسکی برابر نہیں ہو سکتے جو کہ اس میں تردد ہو وہاں حدیث ہے کہ وہیکھے وکذا من اختلف فی ہوتہ کذا فی القریین و لقمان اور اسی طرح رضی اللہ عنہ کہنا صحابہ

۱۰
جو صحابہ کرام ہوں
۱۱
جو صحابہ کرام ہوں
۱۲
جو صحابہ کرام ہوں
۱۳
جو صحابہ کرام ہوں
۱۴
جو صحابہ کرام ہوں
۱۵
جو صحابہ کرام ہوں
۱۶
جو صحابہ کرام ہوں
۱۷
جو صحابہ کرام ہوں
۱۸
جو صحابہ کرام ہوں
۱۹
جو صحابہ کرام ہوں
۲۰
جو صحابہ کرام ہوں
۲۱
جو صحابہ کرام ہوں
۲۲
جو صحابہ کرام ہوں
۲۳
جو صحابہ کرام ہوں
۲۴
جو صحابہ کرام ہوں
۲۵
جو صحابہ کرام ہوں
۲۶
جو صحابہ کرام ہوں
۲۷
جو صحابہ کرام ہوں
۲۸
جو صحابہ کرام ہوں
۲۹
جو صحابہ کرام ہوں
۳۰
جو صحابہ کرام ہوں
۳۱
جو صحابہ کرام ہوں
۳۲
جو صحابہ کرام ہوں
۳۳
جو صحابہ کرام ہوں
۳۴
جو صحابہ کرام ہوں
۳۵
جو صحابہ کرام ہوں
۳۶
جو صحابہ کرام ہوں
۳۷
جو صحابہ کرام ہوں
۳۸
جو صحابہ کرام ہوں
۳۹
جو صحابہ کرام ہوں
۴۰
جو صحابہ کرام ہوں
۴۱
جو صحابہ کرام ہوں
۴۲
جو صحابہ کرام ہوں
۴۳
جو صحابہ کرام ہوں
۴۴
جو صحابہ کرام ہوں
۴۵
جو صحابہ کرام ہوں
۴۶
جو صحابہ کرام ہوں
۴۷
جو صحابہ کرام ہوں
۴۸
جو صحابہ کرام ہوں
۴۹
جو صحابہ کرام ہوں
۵۰
جو صحابہ کرام ہوں
۵۱
جو صحابہ کرام ہوں
۵۲
جو صحابہ کرام ہوں
۵۳
جو صحابہ کرام ہوں
۵۴
جو صحابہ کرام ہوں
۵۵
جو صحابہ کرام ہوں
۵۶
جو صحابہ کرام ہوں
۵۷
جو صحابہ کرام ہوں
۵۸
جو صحابہ کرام ہوں
۵۹
جو صحابہ کرام ہوں
۶۰
جو صحابہ کرام ہوں
۶۱
جو صحابہ کرام ہوں
۶۲
جو صحابہ کرام ہوں
۶۳
جو صحابہ کرام ہوں
۶۴
جو صحابہ کرام ہوں
۶۵
جو صحابہ کرام ہوں
۶۶
جو صحابہ کرام ہوں
۶۷
جو صحابہ کرام ہوں
۶۸
جو صحابہ کرام ہوں
۶۹
جو صحابہ کرام ہوں
۷۰
جو صحابہ کرام ہوں
۷۱
جو صحابہ کرام ہوں
۷۲
جو صحابہ کرام ہوں
۷۳
جو صحابہ کرام ہوں
۷۴
جو صحابہ کرام ہوں
۷۵
جو صحابہ کرام ہوں
۷۶
جو صحابہ کرام ہوں
۷۷
جو صحابہ کرام ہوں
۷۸
جو صحابہ کرام ہوں
۷۹
جو صحابہ کرام ہوں
۸۰
جو صحابہ کرام ہوں
۸۱
جو صحابہ کرام ہوں
۸۲
جو صحابہ کرام ہوں
۸۳
جو صحابہ کرام ہوں
۸۴
جو صحابہ کرام ہوں
۸۵
جو صحابہ کرام ہوں
۸۶
جو صحابہ کرام ہوں
۸۷
جو صحابہ کرام ہوں
۸۸
جو صحابہ کرام ہوں
۸۹
جو صحابہ کرام ہوں
۹۰
جو صحابہ کرام ہوں
۹۱
جو صحابہ کرام ہوں
۹۲
جو صحابہ کرام ہوں
۹۳
جو صحابہ کرام ہوں
۹۴
جو صحابہ کرام ہوں
۹۵
جو صحابہ کرام ہوں
۹۶
جو صحابہ کرام ہوں
۹۷
جو صحابہ کرام ہوں
۹۸
جو صحابہ کرام ہوں
۹۹
جو صحابہ کرام ہوں
۱۰۰
جو صحابہ کرام ہوں

نزد خضاب دیکھا اور قول مختار یہ ہے کہ مختصرت علی اللہ علیہ وسلم نے گاہے خضاب کیا اور کثرات میں ترک کیا سو جو جیسے دیکھا وہ بیان کیا اور اس مقام پر کہ خضاب افضل ہے یا ترک کرنا اسکا بقدر دل نے کہا کہ ترک افضل ہے اسلئے کہ تعمیر سیر سے ہی وار و ہر اور علامت کے کیا کہ خضاب افضل ہے اسلئے کہ صحت کے حکم کی ایک جماعت نے خضاب کیا اور حدیث اکثر خضاب کرتے تھے اور بعضی زعفران سے خضاب کرتے تھے چنانچہ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور بعضی سیاہ خضاب کرتے تھے چنانچہ حضرت عثمان اور حسین اور عقبہ بن عامر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور ہم حنفیوں کا مذہب یہ ہے کہ بنا اور قہر کا رنگ خوب ہے چنانچہ تاد قاضی خان میں مذکور ہے نووی شافعی مذہب کے کہا ہمارا مذہب اشعاب خضاب کا یہ مروی اور حورت کو ردی اور مرغی کا ادر صبح قول میں خضاب سیاہ حرام ہے اس واسطے کہ چرخ صبح میں وار و ہر ہے کہ کوئی نہ کرے اور جو سیاہی سے اتنی قول اکمل سیاہ خضاب کی حرمت غیر شاربین کے حق میں ہے اور غازیوں کو حرام نہیں کا فہم ہے ہر عرب ہر ایک کے واسطے اور اصحاب کہا ہے سیاہ خضاب کیا شاد مسکا ہی محل ہے و ظاہر ہے کہ لانی اطحاوی ہم میں اپنے استاد میرزا حسن محدث سے سنا وہ اپنے اساتذہ سے نقل کرتے تھے کہ مشہور ہے سیاہ خضاب جو جو ہمہ کے سوا اور چیزوں سے ہوا اس واسطے کہ صبح بخاری میں ثابت ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تھے تو ریش ہر ایک کے خضاب سیاہ ہو گیا اور اللہ اعلم لکھا جو زبان اکل نیکانی الاصح لما روی از علیہ الصلوٰۃ والسلام اکل نیکانی جمع افتاویٰ جیسے جائز ہے کہ انہی لکھا کہ قول صحیح میں اس واسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے کھانا کھایا کہ لکھنا کہ فی جمع الفتاویٰ اختتامہ الزلزلۃ فی بیتی فخر فی الفضل ولا یرکھ بل استحب انفرادی صلی اللہ علیہ وسلم عن الخاطا اسال ایک شخص کو زلزلہ معلوم ہوا اپنے گھر میں سو وہ بھاگا میدان کی طرف تو یہ کہ وہ نہیں بلکہ بھاگنا مستحب ہے بدیل فرما کر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھلکی دیوار سے وافر خرج حسن بلدہ بہ اطاعون فان علم ان کل شیء بقدر اللہ تعالیٰ فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ یخرج نجی ولو دخل اثملی بہ کہ لہ ذلک فلا یذخل ولا یخرج حیث لا یعتادہ وعلیہ عمل النبی نے الحدیث الشریف مجمع الفتاویٰ اور جبکہ انسان نکلا اس شہر کے جہن و باہر سو اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ہر جہت حق تعالیٰ کی تقدیر سے ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اس کے نکلنے میں و باگے شہر سے اور وہاں جاسے میں جہان و بائیں ہوا اگر اس کے نزدیک یہ عقیدہ ہو کہ اگر نکلا تو بھاگا اور اگر و باگے شہر میں گیا تو آسین مبتلا ہو گا تو اس کو یہ کہ وہ ہو تو وہاں نجاسے اور نہ وہاں سے نکلا اسکا اعتقاد محفوظ ہے اور اسی تفصیل پر خراج اور دخول کی نہی حدیث شریف میں مہول ہے کہ لانی مجمع الفتاویٰ فقیہ فی بلدہ قالیں فیہا غیر ہا فقہ منہ میریدان ایضاً لیس لہ ذلک بنابرہ وغیرہ مسائل شرعیہ کا عالم ایک شہر میں ہے کہ وہاں اس سے زیادہ ترکوں عالم نہیں آئے جہاں کا ارادہ کیا تو اس کو یہ جائز نہیں ہے چنانچہ بزرگ وغیرہ میں ہم یہ قول مہول ہوا میں جہاں میں جو ہنوز فرض عین نہیں ہو گیا اس واسطے کہ فقہائے عالم کا مسلک ان کو زیادہ تر یہ ثواب میں اس جہاں کے ثواب سے جو فرض عین ہوا بلکہ فرض بالکفایہ ہے قضی المدیون الیدین الموجل قبل الحلول او مات فعل بہوتہ فاخذ من ترکہ لا یاخذ من المرتجۃ التي حرب منہا الا بقدر ما مضی من الایام و ہو جواب المتأخرین فنیہ و بہ فتی المرحوم ابو سعود افندی مفتی الرحیم و علیہ الرزق للجامعین قد قد متہ قبل فصل القرض مدیون نے دین موجل کو میعاد کے آنے سے پہلے ادا کیا مدیون مر گیا سو اسکے مرنے سے دین حال ہو گیا یعنی موجل نرمانی الحال واجب الادا ہو گیا سو میت مدیون کے ترکہ سے لیا گیا تو نہ اسے اس منفعت سے جو دائن اور مدیون میں مہر گئی مگر بقدر ایام گذشتہ کے اور یہی جواب ہے علما و مشائخین کا چنانچہ فنیہ میں مذکور ہے اور اسکا فتویٰ دیا ہے مرحوم ابو سعود افندی مفتی بلادہم نے اور رعایت جانیں کو اسکی وجہ مذکور کی ہے اور قرقر میں نے اس مسلک کو فصل قرض سے پہلے بیان کیا اور ہم صورت اسکی یہ کہ کوئی چیز دین دہم نقد سے خرید کی اور دوسرے کے ہاتھ ۲۰ دہم کو بیچ کی دس پیسے کے وعدہ پر ہر اگر مدیون پانچ پیسے کے بعد دین ادا کیا یا پانچ پیسے کے بعد دہم مر گیا تو صاحب دین کو چاہیے پانچ دہم نقد سے اور پانچ دہم چھوٹے کے کہ لانی اطحاوی قریع مسئلہ فقہ شارح کافی اخراک الزمینی لفظ القرآن فی کل المیزان لیا ان یتیم مرہ اخر کنز الدقائق میں ہے کہ حافظ قرآن کو لائق یہ ہے کہ ہر چالیس دن میں ایک بار قرآن مجید کو ختم کرے ہم اس واسطے کہ مقصود و فہم معانی ہی نہ مجرد تلاوت قال تعالیٰ افلا یتربون القرآن فما تمہ قرآن خوان پر سلام کرنا چاہیے اور قاری کو سلام کا جواب دینا یا دنیا دونوں دیت میں قول صحیح میں اور جب قاری اذان پڑھا

بجز خضاب

تو ان کے پاس سے

ہینین کی اور ہر ایک حصہ نصف اور ربع اور ثمن اور شش اور سیدس سے خود لکھام مقدس بیان کر دیا بخلاف باقی احکام کے معلقہ اور کثرہ اور صوم
اور حج وغیرہ سے کہ انہیں نصوص مجمل ہیں سنت نبویہ میں اسکا بیان رافع ہوا کذا فی النسخ قلت ولذا سماہ علیہ اللہ علیہ وسلم نصف العلم لثبوتہ بالنسب
لا غیر واما غیر فرائض مازقہ ویا لیباس آخری میں کتا ہوں اولی واسطی فی السبب تقسیم ربانی کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم فرائض کا نام نصف العلم
رکھا بسبب ثابہ ہونے اس علم کے فقہ الفرض سے غیر الفرض سے اور غیر فرائض تو کبھی فرض سے ثابت ہوا اور گاہے قیاس سے ہم بیان اسکا یہ کہ علم فرائض سے
ثابت ہی یا فرض اور غیر فرض دونوں سے ثابت ہو جو علم کہ فقط فرض سے ثابت ہو وہ فرائض اور غیر فرض دونوں سے ثابت ہو وہ فرائض کے سوا اور
علوم دینی ہیں اور فرض سے مراد وہی جو اجماع کو بھی شامل ہی سوا سبب کہ بعض مسائل فرائض کے اجماع امت سے ثابت ہیں وکیل تعلقہ بالموت وغیرہ
یا نحوہ وایضاً دونوں سے کہ نصف ہونا بسبب متعلق ہونے فرائض کے موت سے اور غیر فرائض کے حیات سے ہم یعنی فرائض نصف علم اسوا سبب ہوا کہ انسان کے
دو حال ہیں موت اور حیات سو فرائض موت سے متعلق ہیں اور باقی علم حیات سے اور ایک حال نصف ہی مجموعہ دو حال کا لہذا حدیث شریف میں فرائض کو
نصف علم فرمایا اور ضروری وغیرہ بالا اختیاری یا کہ فرائض سبب ضروری سے ثابت ہوا اور غیر فرائض سبب اختیاری سے ثابت ہوا یعنی جس سے ملک ثابت ہوتا
ہو وہ دوم ہی اختیاری اور ضروری اختیاری جیسے کسی چیز کا خرید کر یا بیع کرنا اور وصیت کرنا اور ضروری چنانچہ ارث تو اس واسطے فرائض کو نصف علم فرمایا کہ
ارث الھی سن الھی ام من الیت استہدائشی شرح الوہابیۃ اور کیا ارث زردے کو زردے سے ہوتی ہی یا مردے سے مستحق قول دوسرا ہی لینے زندہ وارث ہوتا کہ
مردے کا کذا فی شرح الوہابیۃ شرح وہابیۃ میں ہی کہ ارث کے وقت میں علما کا اختلاف ہی مشائخ عراق کے نزدیک اخراج اور حیات مورث سے وقت ہی پیش
کا اور مشائخ بلخ کے نزدیک وقت ارث بعد مر جانے مورث کے ہی ہوا سبب کہ جب تک وہ زندہ ہی اپنے جمیع اموال کا مالک ہی ہر طرح سے تو اگر اسکا وارث اس وقت
میں مالک ہو تو لازم آوے کہ ایک چیز دو شخصوں کی ملک ہوگی وجہ لکھ لیں اول اس امر کو عقول تسلیم نہیں کرتیں کذا فی المطاوعی فقہر امیدی (۱) ترکہ استیثان الیہ
عن تعلق حق الغیر یعنی اگر کہن و العبد الحالی والمادون المذیون والمبیع المبیوس بالتمن والدار الاستیثان کہ اس میت کے اس ترکہ سے جو خالی ہو تعلق
حق غیر سے ہیں ترکہ کے ساتھ چنانچہ کہن اور عبد حالی اور غلام مازون مذیون اور وہ بیع جو محبوس ہیں اور اجارہ کا گھر ترکہ لکھتے ہیں ہی ہر ترکہ ہی اور اصطلاح میں
ترکہ وہ مال ہی جسکے میں سے غیر کا حق متعلق نہ ہو گیا ہو تو مال کی قید سے اہل و عیال ترکہ سے خارج ہو گئے تعلق حق غیر کا میں ترکہ سے چنانچہ کہن وغیرہ کہن
کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص سے کوئی چیز مثلاً باغ گروہ کا پھر کہن مر گیا اور باغ مرثن کے پاس ہی اور راہن سوا سے باغ کے کوئی مال نہیں چھوڑا تو مرثن کا بیع ہی
ہی راہن کی تجیز تکمیل پر کیونکہ غیر کا حق میں باغ سے متعلق ہو گیا سوا اگر اسے دین کے بعد کچھ باقی رہ گیا تو تجیز میں مرثن ہو گا اور عبد حالی کی صورت یہ ہو کہ غلام
لے اپنے مولیٰ کی حیات میں کسی کو قتل کیا اور مولیٰ کا کچھ مال نہیں سوا غلام کے اور مولیٰ مر گیا تو مقتول کا وارث اس غلام کا زیادہ تر حصہ ہی مولیٰ سے ہاں اگر ویت دیکر
کچھ باقی رہے تو اس سے مولیٰ کی تجیز تکمیل ہوگی اور عبد مذیون مذیون کی صورت یہ کہ اگر پسر کو گن کے دین میں مالک کی زندگی میں پھر مالک مر گیا اور اسکا کچھ مال
نہیں سوا سے اسکے نور باب دیون مقدم ہیں تجیز یا و بیع جس کی صورت یہ ہو کہ غلام بیچا پیر کے ہاتھ میں بیعت پر اور شتری نے ہنوشن اور انین کیا اور مالک نے
غلام کو رد رکھا اپنے پاس اور شتری کا کچھ مال نہیں سوا سے اس غلام کے تو باقی حق ہی اس غلام محبوس کا تجیز شتری سے اور او سا جہ کی صورت یہ کہ صاحب خانہ
نے گھر بیکر کر دیا اور زید نے اسکی اجرت پیشگی دی پھر صاحب خانہ مر گیا سوا اجارہ فتح ہو گیا اور زید سا جہ کی کچھ اجرت باقی رہی اور صاحب خانہ نے سوا سے اس گھر کے
کچھ اور ترکہ نہیں چھوڑا تو زید مقدم ہو گا صاحب خانہ کی تجیز پر کذا فی المطاوعی وفاقہ علی التکفیل لیس لیس مال مال قبل ہیر وہ ترکہ اور حقوق مذکورہ مقدم ہیں ہونے تکمیل
مگر بتبعہ حق ہو جانے حقوق کے مال کے ساتھ مال کے ترکہ ہو جانے سے پہلے یعنی مال کا ترکہ ہونا تو موت کے بعد ہوتا ہو و حقوق تو قبل از موت کے متعلق ہاں ہو گئے ہتھے
تجیز ہاں ہم تکفیل میں غیر تجیز ولا بتبعہ لیس لیس لیس لیس فی حیوانہ ترکہ میت سے ابتدا کجا سے میت کی تجیز ہون لگی اور فضول خرچی سے چنانچہ کہن سنانوں یا قدر اسکے

حقیقت اس طرح کے عرفین پر کہ مال و ارباب ہو وہ کسی چیز کے برائے تو خارج دین ہو اس واسطے کہ منافع حفظ کا بدلہ ہو یہ غلات زکوٰۃ کے واسطے
 اگرچہ نکاح مال و ارباب ہو غیر اس کے کہ کسی چیز کا بدلہ ہو لکن فی الطحاوی تم تھم و حقیقتہ و مطلقہ علی الصبح خلافاً لاجتہاد پر دین کے بدست کی وجہ سے
 مقدم کیا ہے اگرچہ صحت مطلقہ ہو بنا بر قول صحیح کے بطلان اس قول کے جسکو اجتہاد شرح مختار میں کیا ہو صحت مطلقہ عبارت ہے بلیع مال یا ثلث مال کی وصیت
 سے اور وصیت ہینہ وہ جو چشمین سے متعلق ہو چنانچہ اگرچہ یا جاری کی وصیت اور بعضوں نے وصیت مطلقہ کے مقابلہ میں وصیت تیسرہ کو بیان کیا ہو وہ یہ کہ
 بعینہ ثلث مال کی وصیت کرے اس طرح کہ ثلثین درم یا دینار یا ثلث درم یا ثلث غنم کی وصیت کرے لکن فی الطحاوی فتاوی عالمگیری میں اجتہاد کے مانند اتانا
 سے نفول ہے وصیت مطلقہ میراث پر مقدم نہیں تو وہی در ثلثوں کا شریک ہونہ مقدم میں ثلث مال کی بدستگیرہ و بیونہ وصیت جاری ہو اس مال کی ترائی ہے
 جو باقی بگیا میت کی تحیر اور دین کے بعد وصیت جاری ہوگی ثلث باقی سے نہ اصل مال کے ثلث سے بشرط وقوع تحیر اور اسے دیوں کے یا بشرط وجود ایک جبکہ دوسرا
 امر نہ پایا ہے اور اگر تحیر اور دیوں دونوں نہ پاسے گئے اس طرح پر کہ ایک شخص ڈب گیا یا جگہ یا درندے نے اسکو کھالیا اور وہ کسی کا دیون پر تمام مال کی ترائی سے بچا
 ہاری ہوگی اور اگر میت کا کوئی وارث نہیں یا وارث ہی مگر تمام مال کے ثلث سے تنقید وصیت کو جائز رکھتا ہو تو بھی کل مال کے ثلث سے وصیت جاری ہوگی اور تنقید وصیت
 کا ثلث سے طلب یہ کہ جب قدر مال وصیت کے واسطے کمات کرنا ہو اتنا مال حیرت سے ساقط کیا جائے نہ اس قدر کہ جدا کرنا باقی مال سے اور وہی کہ تسلیم کر دینا گدا
 فی الطحاوی عن ابن کمال و اما قدست لی الایہ اہتماماً لکوننا مسئلۃ التقرب اور وصیت امت قرآنی میں مقدم نہیں لکن دین پر گرا ہتمام کے واسطے اسباب یہ ہے وصیت
 کے مطلقہ فقر ایک کام یہ جواب ہے سوال بقدر کا سوال یہ کہ یہاں وصیت کا ترجمہ دین کے بعد ہو اور کلام عیدین وصیت دین پر مقدم ہو شرح نے جواب دیا کہ وصیت کا ہتمام
 منظور ہو مطلقہ فقر ایک کام یہ جواب ہے سوال بقدر کا سوال یہ کہ یہاں وصیت کا ترجمہ دین کے بعد ہو اور کلام عیدین وصیت دین پر مقدم ہو شرح نے جواب دیا کہ وصیت کا ہتمام
 کر کے لے سکتے ہیں تو اسکے ادا کرنے میں احتمال تھا فرقہ خلاف دین کے کہ ورنہ اپنے مورث کا فراغ ذمہ خود چاہتے ہیں لہذا وصیت کا ذکر دین پر مقدم ہوا
 وصیت کی ترفیع کے واسطے تم راہی اہل خامسا تقسیم الباقی بعد از ایک ہیں ورنہ پھر جو بچے مرتبہ بلکہ باخوین مرتبہ میں باقی مال بعد امور مذکورہ قسمت
 کیا جائے میت کے وارثوں میں ہم مورث ترکہ میں پہلے تحیر اور کفین کا مرتبہ ہو پھر دوسرا مرتبہ ادا ہے دین کا پھر شریعت مرتبہ وصیت کا تو جو تھا مرتبہ و تقسیم ورنہ کا وارثان
 حقوق کو اعتبار کیجئے جو عین ترکہ سے متعلق ہیں چنانچہ ترس اور عید جانی تو تقسیم میراث کا باخوین مرتبہ مگر کلام عید کرنا چاہیے کہ تاخیرت کا محل وہاں ہی جہاں حقوق
 منقسمہ پائے جائیں اور اگر حقوق مذکورہ نہ ہوں تو قسمت ہی سے ابتدا ہوگی اور قسمت کا محل وہاں ہی جہاں وارث متعدد ہوں اور اگر ایک ہی وارث ہو تو تمام
 مال اسید کا ہو و اسے زوجین کا کہ وہ سب مال کو نہیں پاسے روح بشرط میں ہو کہ ورنہ جمع وارث کی اور علما فرماتے ہیں کہ عرف میں وارث وہ ہے جو باقی رہے ہو
 ہر جائز شخص کے باقی کا نسب یا سبب ثابت ہو یا بمعنی ہمتا علی نے فرمایا کہ عن اوارثوں لینے ہم باقی رہنے والے ہیں بعد فنا و خلافت کے لیکن نسب اور
 سبب کی قید خالق حق سبحانہ کے حق میں مانو زمین اس واسطے کہ وہ پاک نسب اور سبب پاک اور منزه ہو لکن فی الطحاوی عن اہل الذین ثبت انہم بالکتاب
 مراد وارثوں سے وہ لوگ ہیں جنکی ارث کلام مجید سے ثابت ہو کہ کتاب الدین باپ اور ان اور زوج اور زوجہ اور بیٹی اور بیٹوں اور بھائی اور بھائی کی شہر
 ثابت ہو اور اس لئے کہ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اھموا الجہات السدس یا جنکی ارث سنت سے ثابت ہو چنانچہ یہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ
 کو سدس کا اطلاق کر دینی چنانچہ اسکو دوسرے جہہ کی ارث سنت سے ثابت ہو اسی طرح سگی بہنوں کی بیٹیوں کے ساتھ سنت وہ ہے جو رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے قولاً یا فعلاً مروی ہو اور حدیث کا لفظ قول کو مخصوص ہوا کہ شرف المنار میں ہے کہ مطلق لفظ سنت کا سنت نبوی کے اختصاص کا مقتضی نہیں ہوا
 کہ اہل شریعہ کے عرف میں مطلق لفظ سنت سے دین کا طریقہ مراد ہو خواہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل ہو یا صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کا لفظی لفظ
 اولاً جماع جمل الجہات بالاب والابن والابن کا لابن یا جنکی ارث اجماع امت سے ثابت ہو چنانچہ ہوا کہ ابابا کے مانند قرار دینا اور بچے کے کو بیٹے کے مانند قرار

بہی اشیاء و اشیاء
 من بعد و غیر
 دینی اس واسطے
 کہ جو

[illegible]

[illegible][illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

فروض سے تو اس اعتبار سے مصلحت کی یہ تفریق صحیح ہوئی سو اگر فرض بڑھ رہا فرض سے اور حالانکہ بیان کوئی حصہ نہیں ہو تو وہ مصلحت رکھ کر دیا جائیگا صحاب
فروض پر بقدر ان کے سهام کے بالاتفاق بیت المال کے بکڑ جانے کے سبب سے ہم فاضل مال کو رد کرنا ذوی الفروض پر غلامی اور ان کے متابعین پر چنانچہ خلیفہ
وغیرہم کا قول ہے اور زید بن ثابتؓ کہ ان کے فاضل ذوی الفروض پر رد نہ ہوگا بلکہ وہ بیت المال کا ہے اور اسی قول کو مالکؓ اور شافعیؒ نے لیا ہے اور شافعی محقق
کتبہ میں کہ اگر بیت المال فاسد ہو گیا تو ذوی الفروض پر رد کرنا چاہیے اور چندیوں کے بہت دلائل ہیں از انجملہ یہ آیت قرآنی ہے واولوالارحام بعضهم اولى بعض
فی کتاب اللہ یعنی بعض اہل قرابت اولیٰ میراث ہیں بعض سے بسبب قرابت کے تو اس آیت سے استحقاق جمیع میراث کا ہو نہ جائے جس کے ثابت ہوا اور اس پر
سوریشہ نے مال کے جزو میں ان کا استحقاق واجب کر دیا ہے وارث کے واسطے تو دونوں کیوں پر عمل کرنا واجب ہو اس طرح کہ ہر وارث کو حصہ دیا جائے اور اگر
کی آیت کے حکم سے میراثی مال ان میں سے کوئی کو بھی نہ دیا جائے جو حصہ ان کی ہے اس آیت کے حکم سے اور یہ جو شافعی نے رد کی ہے اس کے لیے فساد بیت المال کو
مصلحت بیان کیا سو ظاہر صحیح نہیں اس واسطے کہ رد فاضل سے ہر میراث بیت المال پر مقدم ہے اگرچہ بیت المال فاسد ہو بلکہ اس قبیل کی تھیں جو جہنم اور نبی
محقق اور اس کے قرابت دار ہیں ان کی اگر میراث تھیں سے کوئی نہ ہو سو اس بیت المال کے تو یہ لوگ مقدم ہیں بیت المال پر مصلحت مذکورہ کی وجہ سے اور اگر فاضل
بیت المال کو جماع کی علت قرار دیتے تو بھی ظاہر ہے میراث سے اس کے رد فاضل کا قول بعض شافعیہ کا قول ہے اور امام مالکؓ کا یہی مذہب ہے مشہور ہے کہ فاضل
مال بیت المال ہے اگرچہ وہ منقولہ نہ ہو کہ فی المطاوعی الاصلیٰ اگرچہ فاضل مال جمیع ذوی الفروض پر رد ہوگا مگر نوع اور وجہ پر رد ہوگا
ہم زہدین پر اس واسطے رد نہ ہوگا کہ ان میں قرابت ثابت نہیں اور علت رد کی قرابت جو چنانچہ آیت مذکورہ سے ثابت ہے اور اگر زہدین باہم قرابت دار ہوں تو ان پر
قرابت کی وجہ سے رد ہوگا نہ وجہ سے والدہ اعلم وقال عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یرویکھا ایضا قال اللہ صنف وغیرہ فاضل وجزء فی الاصلیٰ بیان ہذا وہم
من الراوی فرما جسے راہی المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ان کے رد جہنم پر بھی رد کیا جائے ایسا کہ ابھو مصلحت وغیرہ نے میں کہتا ہوں اور اختیار شریع مختار
میں اس پر یقین کیا ہے کہ یہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس قول کا نسبت کرنا راوی کا وہم اور خطا ہے تو اس کی طرف سے رحمت کریم طحاوی نے کہا کہ نقل قول
عثمانی پر یہ وجہ کے ساتھ جہنم کا اتفاق ہے اور شافعیؒ میں بھی اس کو نقل کرتے ہیں اور انھیں شرح میں اس قول کی صحت اور دلیل مذکور ہے اور کجا جو اب بھی انتہی اللہ اعلم
وفی الاشباہ ان فی زماننا لفساد بیت المال قدر منافی الاولاد اور شہادہ میں ہے کہ مال فاضل زہدین پر رد کیا جائے بسبب فساد بیت المال کے
اور ہم اس کو مقدم کر کے چکے ہیں کتاب الاولاد میں ہم مسئلہ کا بالفرض کے مرتبہ نہ کہ ذکرین حاشیہ طحاوی سے تصریح تمام مذکور ہو چکا ہے مسائل المراد اجبہ
اقسام لان المرود علیہ ما صنف او اکثر علی کل اما ان کیوں سن لایر علیہ ولایا کیوں بجز علوم کو ناچاہیے کہ مسائل رد کے چار قسم ہیں اس واسطے کہ
جن لوگوں پر رد فاضل ہوتا ہے وہ ایک قسم کے ہیں یا چند قسم ہیں اور ہر قسم پر یا ایک ساتھ وہ لوگ ہیں چہرہ دینیں ہوتا ہے یا وہ لوگ نہیں ہیں یا اولاد ان میں سے
المرود علیہم کنتین او تین او جہتین قسمتہ مسئلہ من عدد و قسم ابتدا و قطعاً لستقل سوا اول قسم یعنی اگر دوبارہ پانے والوں کی جنس متحد ہو
چنانچہ دو بیٹیاں یا دو بیٹیاں یا دو بیٹیاں جو تیسرے سے تقسیم ہوگا مسئلہ ارثوں کی شمار سے تاکہ قطعی قطع ہو جائے یعنی چونکہ جمیع ترکہ نہیں ارثوں کا ہے فرض اور
کی راہ سے اور ذاتین ان کی یکساں برابر ہیں ایک کو دوسرے پر زیادتی نہیں تو ہر وارث کو برابر بانٹ دیا جائے سو اس کے کہ اگر ایک کو اول بقدر اس کے فرض کے دیا جا
پھر دوسرے بار باقی مال ان کو بقدر ان کے سهام کے دیا جائے تو دوبارہ تقسیم کرنا ہوگا تو سب ترکہ ابتدا و اعتباراً دینا مختار اور آسان تر ہے و الثانی ان کان المرود
علیہم جنسین تو مثلہ لا اکثر بالاسبق او من عدد و سهام ہم او قسم ثانی اگر دوبارہ پانے والی دو جنس یا تین جنس کے لوگ ہوں تو ان کے سهام کے مختار
قسم ہوگی شافعی نے کہا تین جنسوں سے زیادہ نہیں ہوتی بسبب تفریک یعنی جزئیات کے متبع کرنے سے معلوم ہوا کہ تین جنسوں سے زیادہ چھٹی جنس مرود علیہم کی
پانی نہیں گئی جنسین لو سد سان فاضلہ ثلث و سدس رابعہ تو نصف و سدس و خمسہ و ثلثین و سدس تقصیر المسافۃ تو دو و ثلث قسم ہوگی اگر دو

بالاجماع یجب نکاح اوسے ہر سو تک سے اور سوتیلے اوسے ہر اونی سے خواہ اقویٰ ہو یا عورت اور اگر اقویٰ نہیں ہو تو ہر سو تک سے نکاح واجب نہیں اور اگر
 قرابت مختلف ہو اسطرح کہ بعض کی قرابت باپ کی جیسے ہو اور بعض کی مان کی جیسے ہو تو قرابت پر ہی کے واسطے مشرکہ کی دو تہا یا ان میں قرابت اور کسی واسطے
 تہائی ہو کذا فی الطحاوی ختمہ اور بنات الارحام و اولاد ہولاء اور بنات شرم رابع چون کی بیٹیاں ہیں اور اولاد ان اشخاص مذکورین کی ششہ انوال و حالات اور
 اعمام اپنائی اور عمت اور بنات اعمام کی اولاد بھی ذوی الارحام کی قسم رابع میں داخل ہیں ششہ عمت الابرار والاعمام ششہ و خوالہم و خوالہم و اعمام الابرار
 الاعم و اعمام الاعمات کلہم و اولاد ہولاء وان بعدوا اسلموا و اسفلوا ہر شخص مذکور کے بعد سے کہ باپوں اور ماؤں کی چھو بیٹیاں اور لڑکیاں اسون اور لڑکیاں
 اور باپوں کے بیٹیاں چھو اور ماؤں کے چھو بالکل خواہ سگے ہوں یا سوتیلے یا اپنائی اور اولاد ان اشخاص مذکورین کی اگر چہ عید ہوں اور ششہ ہوں ہم سب سے کہ میت کے
 عمت اور خوالہ اور خوالہ اور لڑکیاں اولاد موجود ہوں تو باپ کو مکمل ہوگا میت کے باپ کی عمت اور خوالہ اور خوالہ اور لڑکیاں اس کی مان کے چھو اور ماؤں کے خوالہ کی طرف
 تو اگر ان میں سے کوئی شخص مشرکہ ہوگا تو سب مال لینا عدم مزاحم کے نسبت اور اگر چند اشخاص میں ہوں گے اور قرابت مانگی متحد ہوگی تو ان میں سے قوی تر مقدم ہوگا اور دوسرے
 اور اگر قرابت مانگی برابر ہو تو لڑکیاں مثل حظ الانثیین اور اگر قرابت مانگی مختلف ہو تو باپ کے قرابت والوں کو دو تہا یا ان میں اور مان کی قرابت والوں کی ایک تہائی اسے آخر امر ہر
 اگر یہ لوگ بھی نہ ہوں تو انکی اولاد کا حکم قسم رابع کا حکم ہے ہر اگر انکی اولاد بھی نہ ہو تو مکمل ہوگا ہر کے دادا اور دادی کے عمت اور خوالہ وغیرہم کی طرف ہر ایک کے
 بعد انکی اولاد کی طرف ملے غیر التماۃ کذا فی الطحاوی و الشریفی و یقصر م الارحام سب سے کل صنف اور مقدم ہوگا میت کا قریب تر اقسام اور ہر کے ہر قسم میں
 قسم رابع میں ہر حکم ظاہر نہیں اس واسطے کہ ان میں کوئی اقرب نہیں ہوتا انکی اولاد میں البتہ اقربیت تحقیق ہوتی ہے تو یہ اطلاق اسی پر محمول ہے کذا فی الطحاوی و اولاد اسفلوا
 فی الدرجۃ و تحت التہتم مقدم ولد الارشاد و سب ذوی الارحام و سب میں ہر ہر ہوں اور قرابت کی جیت بھی متحد ہو تو وارث کی اولاد استادم ہوگی غیر وارث
 کی اولاد ہر دم ولد وارث سے ماضی اول میں صاحب فرس کی اولاد ہر او نہ ششہ ثالثہ من صعبہ کی اولاد ہر او نہ صنف ثانی اور رابع میں بیٹیاں ہوتا ہاں انکی
 اولاد میں تقدیم قرب کی ہوتی ہے ہر ہر قوی ترکی ہر ولد عصبہ کی اتحاد قرابت کے وقت کذا فی الطحاوی فلو اختلفت خلعت سترۃ الاب انما یلزم فی الدرجۃ الایم
 اور اگر قرابت کی جیت مختلف ہو تو باپ کی قرابت والوں کے واسطے دو تہا یا ان میں مشرکہ میت کی اور مان کی قرابت والوں کے واسطے ایک تہائی ہر دم طحاوی نے لکھا
 یہ فیصلہ تو فقط قسم ثانی اور رابع میں اور انکی اولاد میں ہوتی ہے نہ اول اور ثالث میں وعند الاستواء فان اتفقت حنفہ الاصول فی الذکورۃ والا تو
 اعتبارہ ان الفسود اتفاقا اور ذوی الارحام کے درجہ برابر ہونے کے وقت اگر لڑکیاں اصول کی صفت مرد ہوں یا عورت ہوں میں یکساں اور متفق ہو تو
 فروغ کے ابدان کا اعتبار ہوگا باتفاق ابو یوسف اور محمد کے ہم درجہ عورت اتفاق اصول اگر فروغ فقط ذکر ہوں یا فقط اثنا ہوں تو سب کا حصہ برابر ہوگا اگر
 مختلف ہوں تو لڑکیاں مثل حظ الانثیین توانی و ثلث باو یکا اور ثانی ایک ثلث و اما و اختلاف الفروع والاصول کہ بنت ابن بنت و ابن بنت
 بنت اعتبار محمد فی ذلک الاصول و قسم السال علی اول بطن اخفاء بالذکورۃ والا تو نہ ہو سہا البطن الثانی و ہوا بن بنت و بنت بنت محمد اعتبار
 صنفہ الاصول فی البطن الثانی نے سکنتا قسم علیہم اثلاثا و اعطى کل من الفروع نصیب اصلہ فینکون ثلثا بنت
 ابن البنت نصیب ابیہا و ثلثہ ابن بنت البنت لانه نصیب امہ و ثلثا سہی السراجیہ و شہدہا اور جبکہ اختلاف ہونے سے و اور اصول
 کی صفت میں چنانچہ ثانی کی بیٹی اور ثانی کا میت تو اس میں محمد نے اصول کا اعتبار کیا ہر اور مال کو ثمت کیسا ہر اس اول بطن چہ میں اختلاف
 ہو اذکرت اور ان میں سے کا اور وہ اختلاف اس مقام کی مثال میں بطن ثانی میں ہر ایک بیٹہ ثانی اور ثانی میں تو محمد نے اصول کی صفت کا اعتبار کیا ہر بطن
 ثانی میں ہمارے مفروض مسئلہ میں تو ان پر مال کو تین حصے کر کے بانٹا ہر اور ہر ایک منہر ع کو اسکی اصل کا حصہ دیا ہر تو اب مال کی دو تہا یا ان کی بیٹی
 کی ہوگی جو ایک کے باپ کا حصہ ہر اور ایک تہائی مان کا بیٹا باو یکا اس واسطے کہ تہائی اسکی مان کا حصہ ہر اور اسکا ہر مفصل بیان سراجیہ اور اسکی

[illegible]

و وقتها الشاكر في خدمتي الاميرة طاهره اشرح الجمع تو يا حباي هر اكيد كو نيتيني كے ساتھ و زمين شاك پڑے وہ تو قوت ہے پرانے ملك عاقبت سر ہر جاے ميں ياد ہو چکا

[illegible]

تو این دفعه دیگر اگر فی الله وای پند منور شد تا کشته من است ساجد کا علم با تغییرین و او صورت نامیزین علم علی تغییرین که بعد از شهادت واقع گردانید تا انکه قول پیرانی برآید

تفقد شد است و در این متوقف بودند - اسرار کائنات که کسی نتواند بفهمد که با آن سفر الکونان و سفر الفضا

وہاں تک کہ وہ غاروں میں اسی طرح حکم کیا اور علی مرتضیٰ نے بھی حنفین اور اہل کفر و بدعت کے مقولین میں یہی حکم جاری فرمایا ہے۔ لکھنؤ کا سب سے پہلا

لڑائے کرین اور زوجیت اور اشتقاق کے احکام کہ فی الطحاوی و ابو یوسف رحمہ اللہ بیان ہوئے تھے

[illegible]

سچ فرزند پیدا ہوا تو عورت انکی زبان پر اور سوتیلی بہن بھی ہر تو دو دو نوٹن جیتے سے فرزند نہ کر کی وارث ہو گی تو ان ہونے کی راہ سے تہائی مسترد کر پا کر گی اور بہن

بین المسلمین غلامیہ بین الجوسس کذا فی الجہرۃ قال دکن نکاح لدا سلمیٰ یقیران علیہ توارثان و ملا علی قاری و صاحبہ فی التذکرہ و صاحبہ فی التذکرہ

که کافرون پس در نکاح ایسا بود که اگر زن و مرد از هیچ مسلمان چون تو اسی نکاح بر شماست یا هر یک جدا من ترا نمی وارث می گویند او را هم نکاح بر او اسلام است کی نیست بهر چه با

اس کا اور ولد الزنا اور ولد اللعان فقط اپنی ماں کے بہت سے وارث ہو گا اس واسطے کہ ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ ہر پیمانہ میں ذکر کردہ

اور بیٹوں کے سهام میں سے ایک حصہ ایک حصہ اور دوسرے پر بیٹے چار حصہ ہیں لیکن عدد سهام اور عدد رؤس میں توافق بالاضافہ ہو تو بیٹوں کے رؤس کو نصف
کی طرف پھیرا جائے تین کی طرف پھیرا جائے اور اس کے عول میں بیٹے چار حصہ ہیں ضرب کیا تو وہ حاصل ہوئے تو اب مسئلہ مستقیم ہو گیا اس واسطے کہ زوج کا حصہ اصل
میں سے تین حصہ کا تھا اسکو ضرب بیٹے میں تین ضرب کیا تو وہ حاصل ہوئے تو وہ سهم زوج کے شہر سے اور والدین کا حصہ اس میں چار حصہ کا تھا اسکو اسی مضرب میں سے
تین میں ضرب کیا بارہ حاصل ہوئے تو ہر ایک کا حصہ چار حصہ ہے اور بیٹوں کا حصہ آٹھ حصہ ہے تین میں ضرب کیا م حاصل ہوئے تو ہر ایک کا حصہ چار حصہ کا ہوا اور اول
ثالثہ سهام اور رؤس کا حاصل مقام ہے کہ اگر سهام ماخوذہ از خنجر وارثوں پر مستقیم ہوئے تو یہ پہلا قاعدہ ہوا اگر مستقیم ہوئے تو اب ایک گروہ پر منکسر ہوئے یا
اکثر پر دوسری شق تو اصول اربعہ میں مذکور ہو اور اول شق میں ایک ہی گروہ پر انکسار ہو وہ دو حال سے خالی نہیں کہ اس گروہ کے سهام میں دو ایک حصہ ہو وہ
میں موافقت ہو یا نہیں اگر موافقت ہو تو وہ دوسرا قاعدہ ہوا اگر موافقت نہیں بلکہ مباہنت ہو تو وہ تیسرا قاعدہ ہو کہ ثانی الشریفی فاذا انکسر سهام من غیر
او اکثر وعدہ و سهم متماثلہ ضربت بالاعداد فی اصل المسئلۃ و عولہا اور جبکہ دو مضرب یا زیادہ کے سهام منکسر ہوئے ہیں اور وارثوں کے
رؤس متماثل اور برابر ہوں تو اعداد متماثلہ سے ایک عدد کو ضرب کر اصل مسئلہ میں دے اس کے عول میں بیٹے اگر عول نہ تو اصل مسئلہ میں ضرب کر اور اگر مسئلہ عام ہو تو اصل
مسئلہ میں اس کے عول کے ساتھ ضرب کر ہم پہلے اول چار قاعدوں کا ذکر شروع ہوا جو مابین رؤس کے مابین طوطا دسی کہا کہ سراجیہ اور اس کے شرح میں عول مذکور نہیں بلکہ
فرق کے انکسار پر تو اس سے زیادہ انکسار کی یہ مثال ہو کہ زوجہ اور تین بیٹیاں اور تین بیٹیاں وارث ہوں کثلاث بنات و ثلثہ اعمام مختلفہ باحد
المتماثلین فاضرب ثلثہ فی اصل المسئلۃ لیکن ثلثہ منہا قسّم چنانچہ اگر تین بیٹیاں اور تین چچا وارث ہوں تو احد المتماثلین پر اکٹھا کر سو تین
کو اصل مسئلہ میں ضرب کر نو حاصل ہوئے انھیں سے مسئلہ صحیح ہو گا ہم اصل مسئلہ میں سے ہر سبب یا متعلق فلثین اور ثلث کے اور تین کے فلثین بیٹے و بیٹیوں پر مستقیم نہیں
اسکا ثلث بیٹے ایک عام پر مستقیم نہیں اور رؤس در ثلث متماثل ہوں کیونکہ بنات بھی تین ہیں اور اعمام بھی تین ہیں تو احد المتماثلین کو اصل مسئلہ میں بیٹے میں کو بیٹ
ضرب کیا نو حاصل ہوئے اب قسمت صحیح ہو گئی بنات کا حصہ دو تھا اسکو تین میں ضرب کیا چھ حاصل ہوئے تو بیٹوں بیٹیوں کو دو دو پہونچے اور اعمام کا حصہ
ایک تھا اسکو تین میں ضرب کیا تین حاصل ہوئے ایک ایک ہر چچا کو پہونچا بلا انکسار وان انکسر علی ثلثہ فرق اور ربع فاطلب الشارکۃ اولاً میں سهام
والاعداد ثم بین الاعداد والاعداد ثم فصل کما فعلت فی التقدیرین فی المداخاتۃ والمائتۃ والموافقتۃ والمبانیۃ فاما حاصل بیست
حسب السهم فاضرب فی اصل المسئلۃ اثباتاً راہیہ بقولہ وان دخل بعض الاعداد فی بعض کا ربع زوجات و ثلث حداث و ثلثہ عشر
عاضضہ بہ اکثر الاعداد لہذا خلافاً فی اصل المسئلۃ و ہوا ثلثا عشر لیکن مائۃ و اربعۃ و اربعین منہا صحیح اور اگر سهام منکسر ہوں وارثوں کے تین
یا چار گروہ ہوں پر تو مشارکت بیٹے نسبت کو طلب کر مچلے مابین سهام اور اعداد رؤس کے پھر نسبت تلاش کر مابین اعداد اور اعداد کے پھر وہ عمل کر جو تو نے
کیا ہو دونوں فرق کے اندر وہ اختلاف اور مماثلت اور موافقت اور مباہنت میں سو جو عدد حاصل ہوا اسکا نام جزہم ہو اور اسکو مضرب بھی کہتے ہیں کہ ا
فی الطحاوی سو اسکو ضرب کر اصل مسئلہ میں نصف نے اس مذکور کی طرف اشارہ کیا ہر اپنے اس قول میں اور اگر بعض اعداد بعض میں داخل ہو جاوین چنانچہ چار
زوجہ اور تین دادیاں اور بارہ چچا تو اکثر اعداد کو بسبب اس کے داخل کے اصل میں ضرب کر اور وہ بیٹے اصل مسئلہ بارہ ہو تو اس ضرب سے ۱۴۴ حاصل ہوئے انھیں
سے مسئلہ صحیح ہو گا ہم اصل مسئلہ ہوا بارہ سے تین دادیوں کا حصہ سدس ہے بیٹے دو سو انہیں پر مستقیم نہیں اور ان کے سهام اور رؤس میں مباہنت ہو تو
ان کے تمام رؤس کو بیٹے میں کو بیٹے لیا اور چار زوجہ کا حصہ ربع ہے بیٹے میں سو اس میں بھی استقامت نہیں اور ان کے سهام اور رؤس میں بھی مباہنت ہو تو
ان کے تمام رؤس کو لیا اور باقی بیٹے سات چچوں کا حصہ ہر وہ بارہ پر مستقیم نہیں بلکہ دونوں میں تباہن ہو تو ان کے بھی اعداد رؤس کو بالکل لیا
چار رؤس ماخوذہ کے اعداد میں نسبت طلب کی تو تین اور چار کو بارہ میں داخل پایا اور یہی بارہ اعداد رؤس میں اکثر ہر تو اسی بارہ

کو اصل مسئلہ میں کہ وہ بھی بارہ ہجری ضرب کیا ۴۴۴ حاصل ہوئے اسے تقسیم باکسریج ہو گئی یہ جو خارج ہو گیا کہ اگر تین چار فریق میں دو فریق کے مانند عمل کو وہ فریق میں تقطع
 ممانعت نہ کرے اور توافقی اور تباہی میں ذکر ہو چکے سو انکا موضوع تو فریق واحد کا انکسار ہے نہ فریقین کا کٹانے بلکہ طاری وان و افق بعضہما
 بعضہما کا ربح زوجات و خمس عشرہ حدۃ و ثمان عشرہ بقا و ستہ اعمام ضربت و فاق احد ہما سے احد الاعداد فی جمیع
 الاخر و الخارج فی وفاق الثالث ان و افق و الا فی جمیعہ ثم الرابع کذا کہ تم الجمع و ہجرتہ را السہم و ہونے مسئلہ کا وہ تھا تو
 سے اصل مسئلہ و ہونے اربعہ و عشر و فیصل اربعہ الاف و ثمانۃ و عشر و منہا تصح اور اگر بعض اعداد و روس کو بعض اعداد سے توافقی کی نسبت ہجرتہ
 چار زوجہ اور پندرہ وادیان اور اٹھارہ بیٹیاں اور چھ چچا تو واحد الاعداد کے وفاق کو دوسرے اعداد کے تمام میں تو ضرب کر کے اور چھ ضرب سے حاصل اور خارج ہو اسکو
 تیسرے اعداد کے وفاق میں ضرب کر کے اگر تیسرے میں توافقی ہو اور اگر توافقی نہ ہو بلکہ تباہی ہو تو اس کے تمام میں ضرب کر کے پھر چھ میں ای طرح ضرب کر کے پھر اگر توافقی
 ہو تو اس کے وفاق میں والا کل میں ضرب کر کے پھر چھ میں چھ ہجرتہ سم پر اور وہ ہمارے اس مسئلہ میں ۱۵ ہجری اصل مسئلہ میں جو بیان ۲۴ ہجری ضرب کر کے تو ۳۶۰ ہوئے
 ان اعداد سے تقسیم باکسریج ہو گئی ص اصل مسئلہ ۴۴ ہجری چار زوجہ کا تین ہجرتہ تین وہ اپنے تقسیم نہیں اور دوسرے تمام اور روس میں تباہی ہو تو تمام عدد و روس
 میں تباہی ہو تو تمام عدد و روس کو تینے یا در کھا اور اٹھارہ بیٹیوں کی دو تباہی تین ہجرتہ سے و ہا اور وہ اپنے تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو
 بال نصف ہجرتہ نصف عدد و روس کو لیا پھر نو کو اور پندرہ وادیان کا حصہ سدس ہجرتہ چار دہ اپنے تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور روس میں تباہی ہو تو ان کے تمام
 عدد و روس کو یا در کھا اور چھ چچوں کا حصہ ما بقی ہجرتہ ایک و ہ اپنے تقسیم نہیں اور ان کے سهام اور ان کے عدد و روس میں تباہی ہو تو ان کے تمام عدد و روس کو یا در کھا تو چھ چچوں
 ہجرتہ عدد و روس نصف و اس سے چار اور چھ اور نو اور پندرہ ہجرتہ اعداد میں توافقی کو طلب کیا تو چار اور چھ میں موافقت بال نصف پائی سو ان دونوں میں ایک ایک کے
 کی طرف پھیلاد اسکو دوسرے میں ضرب کیا تو بارہ حاصل ہوئے اور بارہ اور تین توافقی بالثلث ہجرتہ ایک کٹ کو دوسرے کے تمام میں ضرب کیا ۴۴۴ حاصل ہوئے
 اور ہجرتہ مبلغ ثانی اور پندرہ میں بھی موافقت بالثلث ہجرتہ تو پندرہ کی تباہی پینچ پانچ کو ۳۶۰ میں ضرب کیا ۱۱۰۰ حاصل ہوئے پھر اس مبلغ ثالث کو اصل مسئلہ میں پینچ ۲۴
 ضرب کیا تو ۴۴۴ حاصل ہوئے ان سے مسئلہ صحیح ہو گیا اس واسطے کہ زوجات کا حصہ اصل مسئلہ میں تین تھا اسکو ضرورت میں پینچ ۱۵ میں ضرب کیا ۵۵۵ حاصل ہوئے تو ہجرتہ
 کو ۱۳۵ ہجرتہ اور اٹھارہ بیٹیوں کا حصہ سو و ثمانۃ و عشر و سدس کو تین ضرب کیا ۴۴۴ حاصل ہوئے تو ہجرتہ کا حصہ ۱۵۰ سم کا چار اور پندرہ وادیان کا حصہ چچا
 تھا اسکو بھی ضرورت سے ذکر میں ضرب کیا ۲۰۰ حاصل ہوئے تو ہجرتہ ایک کو ۴۴۴ حاصل ہوئے اور چھ چچوں کا حصہ ایک تھا اسکو بھی ضرورت سے ذکر میں ضرب کیا ۱۱۰۰ حاصل ہوئے
 ہجرتہ کو ۳۰۰ سم کے کٹانے اشتریفی وان تباہیت اعداد و روس من اکثرہم ہما ہم کام اربعین ستہ حدۃ و عشر تباہت و سببہ اعمام ضربت
 احد ہما سے احد الاعداد فی جمیع الثانی و الخارج فی جمیع الثالث و الا فی جمیعہ ثم الرابع کذا کہ تم الجمع و ہجرتہ را السہم و ہونے مسئلہ کا وہ تھا تو
 و الحدات اسہم بال نصف فاضر ہما سے اصل مسئلہ و ہونے اربعہ و عشر و فیصل خمسہ الاف و دویون و منہا تقسیم اور اگر اعداد و روس میں تباہی ہو تو ان کے
 جن پر ان کے سهام منکسر میں چنانچہ و زوجہ وادیان اور بیٹیاں اور سات چچا تو ضرب کر کے تو واحد الاعداد کو تمام ثانی میں اور حاصل کو ضرب کر کے چھ چچوں ثالث میں اور ان کے
 حاصل کو جمیع اعداد رابع میں حاصل ہو گا نیز سم پینچ مضروب اور وہ بیان ۲۴ ہجرتہ سبب توافقی بال نصف ہونے روس تباہت اور حدۃ ان کے سهام سے تو اسکو ضرب
 کر اصل مسئلہ میں اور وہ بیان ۲۴ ہجری حاصل ہو گئے پانچ ہجرتہ اور ۴۴۴ اور تین سے مسئلہ تقسیم ہو گا ہم اصل مسئلہ سے ہجرتہ چار زوجہ کا حصہ تین ہجرتہ تین وہ اپنے تقسیم نہیں
 او ان کے روس و سهام میں تباہی ہو تو پینچ ان کے عدد و روس کو پینچ و دو کو یا در کھا اور چھ وادیوں کا حصہ سدس ہجرتہ چار دہ اپنے تقسیم نہیں اور ان کے عدد و روس کو
 عدد و سهام میں موافقت بال نصف ہجرتہ تینے ان کے عدد و روس کے نصف کو پینچ تین کو یا در کھا اور دس بیٹیوں کا حصہ دو و ثمانۃ ہجرتہ سے و ہ اپنے تقسیم نہیں اور
 ان کے روس اور سهام میں موافقت بال نصف ہجرتہ تینے ان کے نصف عدد و روس کو پینچ پانچ کو لیا اور سات چچوں کا حصہ ما بقی ہجرتہ ایک و ہ اپنے تقسیم

عدوین مختلفین کو ساتھ میں قیصر اعداء و استغنائین کر دیتا چنانچہ نو دس کے ساتھ ہم بیٹے نو اور دس کو ساتھ ہی کوئی اور عدو ایک کے نہیں ملتا اور داخل الاصح
عدوین ہر دو جو کہ تامل اور داخل کی معرفت میں پوشیدگی نہ تھی بلکہ توافق اور تباہی کی معرفت میں البتہ پوشیدگی تھی لہذا مستحق اسکی توضیح قول آئندہ سے شروع کی
واذا اردت معرفة التوافق والتباہین بین العدوین المختلفین اسقط الاقل من الاکثر من الباقین مراحتی اذا اتفقانی درجۃ واحدة
اور جبکہ توارا وہ کرے مابین عدوین مختلفین کے توافق اور تباہی کی شناخت کا تو اقل کو اکثر سے چند بار ساقط اور کم کر بیان تک کہ دونوں عدو ایک درجہ میں متفق
ہو جائیں ہم مثلاً جبکہ دس سے سات کو گرا باقی رہے تین اور جبکہ تین کو دو بار ساقط سے گرایا باقی رہا ایک اور جبکہ ایک کو دو بار تین سے گرایا تو بھی ایک ہی باقی رہا تو دس سے
سات بسبب اسقاط اقل کے جائزین سے چند بار متفق ہو گئے واحد میں بیٹے ایک ہی باقی رہا دونوں عدو تین ایک اسقاط کے وجہات میں تاملی و تقاضی واحد تباہی
ولا وفق سو اگر بعد اسقاط مذکور کے دونوں عدو متفق ہو جائیں واحد میں تودہ دونوں عدو تباہین ہیں اور ان دونوں میں تین نہیں و ان توافقاً فی اثبتین
فی النصف اور اگر عدوین مختلفین مابہم توافق کریں دو میں تودہ دونوں عدو متوافقین بالنصف ہیں مثلاً اگر اٹھارہ سے آٹھ کو دو بار ساقط کیجیے تو دو باقی رہیں گے
اور جبکہ دو کو تین بار آٹھ سے گرا دیتا تو بھی دو ہی باقی رہیں گے تودہ دونوں عدو بیٹے اٹھارہ اور آٹھ متوافقین بالنصف ہیں کذا فی الشرح فی خلاصہ دس کے توافق بالنصف
یا توافق بالثلاث و نظائرہا کا مطلب یہ ہے کہ مخرج نصف یا ثلث یا ربع کذا فی النصف و نظائرہا کے توافق بالنصف یا بالثلاث یا بالربع
یا بعد تین میں مابہم متفق ہیں تودہ متوافقین بالثلاث ہیں اسی طرح دس تک اور آٹھ کو ساقط کئے ہیں ہم بیٹے اگر عدوین دو میں توافق کریں چنانچہ چار اور دس
تودہ متوافقین بالنصف ہیں اور اگر تین میں توافق کریں چنانچہ نو اور بارہ ہیں تودہ متوافقین بالثلاث ہیں اور اگر چار میں توافق کریں چنانچہ نو اور بارہ
تو متوافقین بالربع ہیں اور پانچ کے توافق میں متوافقین بالنصف ہیں چنانچہ دس اور پندرہ اور چھ میں بالحدس چنانچہ بارہ اور اٹھارہ اور سات
میں بالربع چنانچہ چودہ اور اکیس اور آٹھ میں بالثمن چنانچہ سولہ اور چوبیس اور نو میں بالربع چنانچہ اٹھارہ اور ستائیس اور دس کے اتفاق میں متوافقین
بالشتر ہیں چنانچہ ۲۰ اور ۳۰ اور آٹھ کو ساقط کئے ہیں بیٹے فقیر کس کی ہر دن اضافت کر کے اس کے مخرج کی طرف تک پہنچاں چنانچہ یوں کہنا کہ نصف نو و ثلث اور ربع الی آخر
الکسور التسعة بخلاف کسرا صم کے کہ اس سے تعبیر کرنا بدون اضافت اس کے مخرج کے کان میں چنانچہ یوں کہنا جز من احد عشر یعنی گیارہ کا ایک جز اسکو اسم ہے لفظ
کہا باعتبار جہان کے اس واسطے کہ کسرا کا بونا سموع نہیں کذا فی الطحاوی او احد عشر یعنی جز من احد عشر و کذا فی صم الا صم یا بعد دین سے توافق کیا گیا کہ
میں تودہ دونوں عدو گیارہ کے ایک جز میں متوافق ہیں اور اسی طرح بارہ یا تیرہ کا ایک جز اور کسرا سے باصم چنانچہ ۱۲ اور ۳۲ کو ساقط گیارہ نکال کر تیرہ اور
گیارہ گیارہ یوں جز کا مخرج ہر تودہ دونوں عدو گیارہ یوں جز میں متوافق ہیں اور اسی طرح توافق ہوتا بارہ یوں جز میں چنانچہ ۲۲ اور ۲۶ میں اور تیرہ یوں جز میں چنانچہ
۱۶ اور ۳۹ میں اور اسی طرح اوں یوں جز میں توافق چنانچہ ۳۸ اور ۵۵ میں کذا فی الطحاوی خلاصہ مقام یہ ہے کہ واحد کے سوا جو دو عدد ہیں
اگر دونوں برابر ہیں تو عدوین متانین ہیں والا اگر اقل اکثر کو فنا کرے تودہ متاخلیین ہیں والا اگر دونوں کو قیصر عدو فنا کرے تودہ متوافقین ہیں اور جس کسرا
عدو ثالث مخرج ہر دو ہی کسراں و دونوں عدو کا وفق ہو اور اگر عدو ثالث انکو فنا نہ کرے تودہ متباہین ہیں اور تامل تو ظاہر ہو اور باقی بیٹے داخل اور توافق
اور تباہی ہوا ہے چنانچہ عدو اکثر کی قیمت کرنے سے اقل پر تو اگر قیمت سے کچھ باقی نہ رہے تودہ متاخلیین ہیں اور اگر باقی رہے تو مشوم علیہ باقی
پر قیمت کیا جائے اسی طرح چند بار کیا جائے یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے تودہ عدوین متوافقین ہیں اور کچھ لا مقسوم علیہ وہی و دونوں کا فنا کرنے والا
ہر باقی رہے ایک تودہ متباہین ہیں کذا فی خلاصہ الحساب و اذا اردت معرفة نصیب کل فریق کالبنات والجدات والاعمام و غیرہم
من التبعیج الذی یستقام علی کل فاضرب ما کان لک من کل فریق من اصل المسئلة فیما اسی فی جزر اصم الذی سے مخرج فی اصل المسئلة
مخرج نصیبہ سے ذلک الفرقین اور جبکہ توارا وہ کرے معرفت ہر سرین کے نصیب کی چنانچہ بنات اور جدات اور اعمام وغیرہم کاس نصیب ہر سرین

مسئلہ
تو تباہی ہو جائے
مخرج کا مخرج

حصہ کے بیان پر اور حالانکہ ترتیب باطنی بالکس جو اسد استیضہ کہ ہر واحد کا حصہ دریافت کرنا چاہیے کہ اس حصہ کے لئے کون سے دیون تھیں اور اسے دیون کی تو
تفصیل ہو کہ اگر مال متروک پورا پورا او اگر سے میں تو بہتر اور کیا خوب ہے اور ان لم یبق و بعد العزما اور اگر نہ پورا پورا اور اس حصہ کیونچہ لوگ ہیں میں سے اگر تو نہ ہو تو یہ حصہ
دین ایک شخص پر تو بہتر و غیر و تکفین باقی مال کو وہی ایک شریک جمع الیہ دیون کا بیع لکھ سکے و نیز کل دین غیر کم کہ سام وارث و قتل کہ ماہر و دست
عدم ایضا اور تعدد وارثان دیون کے آثار سے تو سب دیون کو بہتر لکھ سکے کے اور ہر خان کے دین کو بہتر لکھ سام وارث کے قرائے اور وہ مل کر تو جو قسمت بن اور
میں لکھ چکا ضرب اور قسمت ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص مر گیا تو اشرافیوں کا متروکہ چھوڑ کر اور اسپر دس اشرافیان ایک شخص کی دو دسار ہیں اور پانچ اشرافیان دوسرے
شخص کی ہیں تو دونوں چھوڑ دیوں کو بہتر لکھ سکے کے قرار دے اور ماہین دیون اور ترکہ کے ہو تو اشرافیان میں نظر کر سوا اگر دونوں میں توافق ہو چنانچہ یہ صورت
ہو کہ دونوں میں توافق بالثبوت ہو سوس دس اشرافی واسے دین کو دفن ترکہ میں تین بن ضرب کیا حاصل ہوئے ہم پھر اس کی کو تقسیم کے دفن میں پانچ پر قسمت کیا جائے
قسمت چھ ہوئے سوس کا حصہ ہوا تو اشرافیوں سے اور جبکہ پانچ اشرافیوں سے دین کو دفن ترکہ میں تین بن ضرب کیا حاصل ہوئے ہم پھر اس کی کو تقسیم کے دفن میں پانچ پر قسمت کیا جائے
قسمت کیا خارج ہوئے تین یہ پانچ اشرافیوں واسے کا حصہ ہو اور اگر اس صورت میں تیرہ اشرافیان ہوں تو تیرہ اور چھ دس دیوان میں پندرہ میں جو بہتر لکھ سکے کے ہر تین کی
تو ہر دین کے نصیب کو اس تقسیم کے تمام میں ضرب کر اور حاصل کو جمع ترکہ پر قسمت کر سونچا حصہ ہو گا ہر دین کا سوجہ کہ دس اشرافیوں واسے دین کو بہتر لکھ سکے کے ضرب کیا جائے
تیس حاصل ہوئے چھ جبکہ اسکو پندرہ پر قسمت کیا تو اٹھارہ اشرافیان اور ایک اشرافی کی دو تہائی ان خارج ہوئے دس اشرافیوں واسے دین کا حصہ ہوا اور پانچ اشرافیوں واسے
دس کے دین کو بھی تمام ترکہ میں ضرب کیا حاصل ہوئے پھر جب اس مبلغ کو پندرہ پر قسمت کیا جائے اشرافیان اور ایک اشرافی کی تہائی خارج ہوئی چھ ہوئے پانچ اشرافیوں
واسے دین کا اور اگر اسی صورت میں پانچ اشرافیوں کا ترکہ فرض کیجیے تو ترکہ اور تقسیم میں توافق بالحنس ہو گا باوجودیکہ پانچ اور پندرہ تہا غلین ہیں تو دس اشرافیوں واسے
کے دین کو حنس ترکہ میں لینے ایک میں ضرب کر دس حاصل ہوئے اور اس حاصل کو حنس تقسیم پر لینے تین پر قسمت کر خارج ہوگی تین اشرافیان اور ایک اشرافی کی ایک تہائی
یہ حصہ ہو تو اشرافیوں واسے کا اور پانچ اشرافیوں واسے کے دین کو بھی دفن ترکہ میں ضرب کر اور حاصل کو دفن تقسیم لینے تین پر قسمت کر خارج ہوگا ایک اور دہائی ان
ایک کی چھ ہوئے پانچ اشرافیوں واسے کا اور یہ بھی اختیار ہو کہ تین اور تہا اخل اور توافق میں تمام ترکہ میں ضرب کرے اور یہ بھی کہ توافق اور تہا اخل کی دونوں صورتوں میں
دفن کا انہیں اعتبار کرے کہ ان کے اطلاق دس اشرافیوں میں شریع فی مسئلہ الخارج پھر مصنف نے بیان سے مسئلہ الخارج کا بیان شرع کیا خارج اصطلاح فرائض
میں اس سے عبارت ہو کہ ورنہ باہم صلح کر لین بھنے وارث کے اخراج پر میراث سے بعض اس مال کے جو اسکے حصے سے کثیر ہو اور یہ شریع میں سنت پر مقرر ہے اللہ عالی نے
کتاب الفرائض میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکو فرمایا اور عمر بن دینار سے روایت کی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی چار زوجات میں سے ایک نے جو
لینے مرض موت میں طلاق دی پھر وہ حدت میں مر گئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے زوجہ مذکورہ کو اور تین زوجات کے ساتھ میراث دینے کا حکم کیا تو ان کے وارثوں نے اس امر
سے صلح کر لی اسکے ربع ثمن لینے آٹھویں حصے کی جو قتالی سے اسکے نصف پر لینے ۸۴ ہزار دینار پر اور یہ دلیل پر محتاج کے جائز ہونے پر ذکرہ اکل الدین اور حالانکہ عبد الرحمن
بن عوف نے چار بار اپنا تمام مال اپنی زوجہ کی میں نصف نصف اللہ تقسیم کر دیا تھا اور نصف باقی رکھا تھا اور یہ دلیل ہو اسپر کہ مال حلال کے جمع کرنے میں کچھ حقیقہ
نہیں لینے و پھر اولے حقوق واجبہ وصولی خدا علیہ وسلم نے فرمایا نعم المال الاصل الاصل یعنی مال نکاح کے رکے واسطے کیا خوب ہے کہ انانی الطعنا دی قتال کو
صلح من الوارثہ والعزما علی شیئی معلوم منہا طرح سے طرح سامان میں اصلاح و حل کا نہ استوفی نصیبہ سو مصنف نے کہا کہ جو شخص ارثوں وارثان
دیون میں سے صلح کو لینے نہیں ہر ترکہ میں سے تو اس وارث کے سامان یا اس ارث کا دین تقسیم سے گرا دیا جائے اور یہ قرار دیا جائے گا کہ گویا اس نے اپنا حصہ ہر ایک
میں سے جو وصاح بن اور ثناء اول اسکے کی تقسیم کر چاہا ہے پھر اسکے سامان کو تقسیم سے گرا دیا جائے کہ انانی الشرفی طعنا دی نے کہا شری معلوم کی قید اس واسطے لگائی تاکہ
جو مل لکھ اس واسطے کہ شری معلوم ہر ایک میں سے صلح نہیں اگرچہ اس صلح دہشت پر قسم تقسیم الباقی میں بیع والیہ دیون علی سامان من تقی منہم تقسیم منہ کرج و ام دم

بہر حال اگر مال متروک پورا پورا او اگر سے میں تو بہتر اور کیا خوب ہے اور ان لم یبق و بعد العزما اور اگر نہ پورا پورا اور اس حصہ کیونچہ لوگ ہیں میں سے اگر تو نہ ہو تو یہ حصہ
دین ایک شخص پر تو بہتر و غیر و تکفین باقی مال کو وہی ایک شریک جمع الیہ دیون کا بیع لکھ سکے و نیز کل دین غیر کم کہ سام وارث و قتل کہ ماہر و دست
عدم ایضا اور تعدد وارثان دیون کے آثار سے تو سب دیون کو بہتر لکھ سکے کے اور ہر خان کے دین کو بہتر لکھ سام وارث کے قرائے اور وہ مل کر تو جو قسمت بن اور
میں لکھ چکا ضرب اور قسمت ہم صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص مر گیا تو اشرافیوں کا متروکہ چھوڑ کر اور اسپر دس اشرافیان ایک شخص کی دو دسار ہیں اور پانچ اشرافیان دوسرے
شخص کی ہیں تو دونوں چھوڑ دیوں کو بہتر لکھ سکے کے قرار دے اور ماہین دیون اور ترکہ کے ہو تو اشرافیان میں نظر کر سوا اگر دونوں میں توافق ہو چنانچہ یہ صورت
ہو کہ دونوں میں توافق بالثبوت ہو سوس دس اشرافی واسے دین کو دفن ترکہ میں تین بن ضرب کیا حاصل ہوئے ہم پھر اس کی کو تقسیم کے دفن میں پانچ پر قسمت کیا جائے
قسمت چھ ہوئے سوس کا حصہ ہوا تو اشرافیوں سے اور جبکہ پانچ اشرافیوں سے دین کو دفن ترکہ میں تین بن ضرب کیا حاصل ہوئے ہم پھر اس کی کو تقسیم کے دفن میں پانچ پر قسمت کیا جائے
قسمت کیا خارج ہوئے تین یہ پانچ اشرافیوں واسے کا حصہ ہو اور اگر اس صورت میں تیرہ اشرافیان ہوں تو تیرہ اور چھ دس دیوان میں پندرہ میں جو بہتر لکھ سکے کے ہر تین کی
تو ہر دین کے نصیب کو اس تقسیم کے تمام میں ضرب کر اور حاصل کو جمع ترکہ پر قسمت کر سونچا حصہ ہو گا ہر دین کا سوجہ کہ دس اشرافیوں واسے دین کو بہتر لکھ سکے کے ضرب کیا جائے
تیس حاصل ہوئے چھ جبکہ اسکو پندرہ پر قسمت کیا تو اٹھارہ اشرافیان اور ایک اشرافی کی دو تہائی ان خارج ہوئے دس اشرافیوں واسے دین کا حصہ ہوا اور پانچ اشرافیوں واسے
دس کے دین کو بھی تمام ترکہ میں ضرب کیا حاصل ہوئے پھر جب اس مبلغ کو پندرہ پر قسمت کیا جائے اشرافیان اور ایک اشرافی کی تہائی خارج ہوئی چھ ہوئے پانچ اشرافیوں
واسے دین کا اور اگر اسی صورت میں پانچ اشرافیوں کا ترکہ فرض کیجیے تو ترکہ اور تقسیم میں توافق بالحنس ہو گا باوجودیکہ پانچ اور پندرہ تہا غلین ہیں تو دس اشرافیوں واسے
کے دین کو حنس ترکہ میں لینے ایک میں ضرب کر دس حاصل ہوئے اور اس حاصل کو حنس تقسیم پر لینے تین پر قسمت کر خارج ہوگی تین اشرافیان اور ایک اشرافی کی ایک تہائی
یہ حصہ ہو تو اشرافیوں واسے کا اور پانچ اشرافیوں واسے کے دین کو بھی دفن ترکہ میں ضرب کر اور حاصل کو دفن تقسیم لینے تین پر قسمت کر خارج ہوگا ایک اور دہائی ان
ایک کی چھ ہوئے پانچ اشرافیوں واسے کا اور یہ بھی اختیار ہو کہ تین اور تہا اخل اور توافق میں تمام ترکہ میں ضرب کرے اور یہ بھی کہ توافق اور تہا اخل کی دونوں صورتوں میں
دفن کا انہیں اعتبار کرے کہ ان کے اطلاق دس اشرافیوں میں شریع فی مسئلہ الخارج پھر مصنف نے بیان سے مسئلہ الخارج کا بیان شرع کیا خارج اصطلاح فرائض
میں اس سے عبارت ہو کہ ورنہ باہم صلح کر لین بھنے وارث کے اخراج پر میراث سے بعض اس مال کے جو اسکے حصے سے کثیر ہو اور یہ شریع میں سنت پر مقرر ہے اللہ عالی نے
کتاب الفرائض میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکو فرمایا اور عمر بن دینار سے روایت کی کہ عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی چار زوجات میں سے ایک نے جو
لینے مرض موت میں طلاق دی پھر وہ حدت میں مر گئی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے زوجہ مذکورہ کو اور تین زوجات کے ساتھ میراث دینے کا حکم کیا تو ان کے وارثوں نے اس امر
سے صلح کر لی اسکے ربع ثمن لینے آٹھویں حصے کی جو قتالی سے اسکے نصف پر لینے ۸۴ ہزار دینار پر اور یہ دلیل پر محتاج کے جائز ہونے پر ذکرہ اکل الدین اور حالانکہ عبد الرحمن
بن عوف نے چار بار اپنا تمام مال اپنی زوجہ کی میں نصف نصف اللہ تقسیم کر دیا تھا اور نصف باقی رکھا تھا اور یہ دلیل ہو اسپر کہ مال حلال کے جمع کرنے میں کچھ حقیقہ
نہیں لینے و پھر اولے حقوق واجبہ وصولی خدا علیہ وسلم نے فرمایا نعم المال الاصل الاصل یعنی مال نکاح کے رکے واسطے کیا خوب ہے کہ انانی الطعنا دی قتال کو
صلح من الوارثہ والعزما علی شیئی معلوم منہا طرح سے طرح سامان میں اصلاح و حل کا نہ استوفی نصیبہ سو مصنف نے کہا کہ جو شخص ارثوں وارثان
دیون میں سے صلح کو لینے نہیں ہر ترکہ میں سے تو اس وارث کے سامان یا اس ارث کا دین تقسیم سے گرا دیا جائے اور یہ قرار دیا جائے گا کہ گویا اس نے اپنا حصہ ہر ایک
میں سے جو وصاح بن اور ثناء اول اسکے کی تقسیم کر چاہا ہے پھر اسکے سامان کو تقسیم سے گرا دیا جائے کہ انانی الشرفی طعنا دی نے کہا شری معلوم کی قید اس واسطے لگائی تاکہ
جو مل لکھ اس واسطے کہ شری معلوم ہر ایک میں سے صلح نہیں اگرچہ اس صلح دہشت پر قسم تقسیم الباقی میں بیع والیہ دیون علی سامان من تقی منہم تقسیم منہ کرج و ام دم

پھر قسمت کیا جائے باقی بچا دیون سے لگے سهام پھر
 مع وجود زوج کے چھوٹے بڑا درستی تقسیم ہو اور فون پر انہیں حصہ ملے گا اور ان کے دوہم اور چار کا ایک سهم فضا علی الزوج علی مانی ذمتہ من لہم
 وخرج من بین الورثة فاحسب سهم من التصحیح و سهم ثلثہ و سهم باقی التركة و سهم اعدا المہر بین الام و المہم انما ما یجوز سہما مہما من التصحیح فی
 التصحیح و حیثہ یكون سہما من الام و سهم لکم پھر زوج نے صلح کر لی اپنے حصہ کی یعنی نصف میراث کی اس پر جو اسکے ذمہ پر مہر لکھا ہے واجب الادا ہے اور وہ مہر
 ہو گیا اور فون کے درمیان سے تو زوج کے تین سهام تصحیح سے گرا رہے اور باقی ترکہ سولے مہر کے مان اور چھوٹے تین تہاؤں کے پھر ان کے سهام کے تصحیح فی التصحیح
 قسمت کر دے اور اس وقت میں دو سہم مان کے چھوٹے اور ایک سهم چچا کا ہوا ہے جو سهام ہے ہر ایک وارث کی تصحیح سے تصحیح سے پہلے وہی ہوا تھا مہر میں زوج کے خارج ہوا
 سے سهام باقی در زمین کچھ فرق اور تغیر واقع ہوا تھا جو ان کی قبل الزوج کان لم یکن لکن یطلب فرض الام من ثلث اصل المال لیس ثلث الباقی اور چھوٹے
 نہیں کہ زوج کو یون قرار دینے کو گویا کہ وہ دی نہ تھا تاکہ ان کا فرض اصل مال کی تہائی سے باقی مال کی تہائی کی طرف بدل نہ ہو مہر میں اصل مال چھوٹے اس کی تہائی
 دو سہم ہیں اور اگر زوج کو نابور فرض کیجے تو اس کا نصف حصہ سا قاطع ہو کر تین سہم باقی رہینگے اس کی تہائی ایک سہم پر لایہ جینگے کیونکہ لام سہم و لام سہماں و ہونہ
 الاجل قالہ السید وغیرہ قلت و ہذا ہوا العوالب ولقد خلط فی قسمہ ہذا لکن صاحب الفہار و صاحب الجمع السبعین وغیرہا علی ما عنی من نسخ
 فانہما سہما الباقی لام سہم و لام سہماں وقد علمت انہ خلط الاجلح اسمہا سہم کہ اس وقت میں اپنے باقی مال کی قسمت میں مان کا ایک سہم ہو گا
 اور چچا کے دو سہم اور وہ مخالف اجمل کے ہوا لہذا کہا ہے سید شریف وغیرہ شارحین میراث میں کہتے ہوں کہ یہی قول ہے زوج کو نابور فرض کیا مافی اور
 شیکس جو اور البتہ اس مسئلہ کی قسمت کرنے میں صاحب الفہار و صاحب الجمع السبعین وغیرہ مخالف کہتے ہیں جو کہ اس کی وجہ سے اس کو نابور فرض کیا مافی اور
 مصنفون باقی مال کو تین تین سہم کو نہ چھوٹے قسمت کیا جو ان کا ایک سہم اور چچا کے دو سہم اور البتہ شیکس سید شریف وغیرہ کے نقل کلام سے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ مخالف اجمل کے
 ہر سہم اور یہ سہم پر عمل ہے جبکہ اس کا مختلف ہوتا ہو اسکے احوال اور اسکے فرض عدم سے اور چچا کا حال اس طرح مختلف ہوتا ہو چنانچہ اگر چچا کے باپ ہو تو اسکے فون کا
 اعتبار کرنا لازم نہیں ہوتا اس کے ایک سہم اور باپ کے دو سہم ہیں دونوں فقہ میں و اگر کو یون فرض کیجے کہ چچا نے صلح کر لی کہ ترکہ پر تو ہی مسئلہ چھوٹے ہو گا پھر جبکہ چچا کا حصہ اپنے
 ایک سہم گرا دیا باقی رہے پانچ سہم تین سہم زوج کے اور دو سہم مان کے تو باقی مال پانچ حصے کیا جاوے گا زوج اور ان تین تین حصے زوج کے اور دو حصے مان کے اگر کو یون فرض کیجے
 کہ مان کے حصے پر صلح واقع ہوئی اور وہ خارج ہو گئی میراث سے تو بھی مسئلہ چھوٹے ہو گا پھر جبکہ مان کے دو سہم سا قاطع کر دیے جا رہے تو باقی ترکہ چار حصے ہو گا اس میں تین تین زوج کے اور ایک چچا
 کا کہ انی الطحاوی قال العلامة قطب الدین محمد بن سلطان نے شرحہ للکنز و قولہ فاحسب کان لم یکن فیہ نظر ثم ذکر خواجہ رحمہ اللہ علامہ قطب الدین محمد بن
 سلطان نے شرح کنز میں کہا اور مان کا یہ قول کہ زوج کو یون قرار دے کہ وہ گویا کہ نہ تھا اس کی میں اعتراض ہے پھر شارح مذکور نے ویسا بیان کیا ہے کہ تحریر ہو چکا ہو اسکو
 تامل کرے قال مولفہ العبد الفقیر العاجز الحقیر محمد علاء الدین بن الشیخ علی الحنفی الخفی العباسی الامام جامع بنی امیہ ثم المقتی بدستور الخفیہ قد عرفت
 من تالیفہ فی اوخر شہر المحرم الحرام ثلثۃ احدى و سبعین والفا ہجریۃ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام اس شرح کا جامع بندہ محتاج ضعیف ناچیز نے
 محمد علاء الدین ابن شیخ علی حصن کا دستہ والا حنفی مذہب عباسی نسب بنی امیہ کی جامع مسجد کا امام پھر دمشق مفتی کتا ب کو میں کتاب کی تالیف خارج ہوا
 پچھلی تاریخ شہر محرم الحرام سن ایک ہزار اکتھربھی میں ہجرت والے رسول پر ہو جو بہتر و درود اور سلام قاموس میں ہے کہ حصہ کی ایک ضعیف کا امام ہے شاید کہ تالیف میں
 کسی موضع کی طرف منسوب ہو امام اور مفتی میں احتمال ہے کہ شارح کی صفت ہو یا اسکے والد کی اور یہی ظاہر ہے کہ بالفتی نے تلخیصہ و تحریرہ و تہذیبہ اور البتہ
 میں اس شرح کی تلخیص اور تحریر اور تنقیح میں بہت بے لطف کیا ہے ہم تلخیص مراد انتصار اور قاموس میں ہے کہ تلخیص عبارت ہے تہذیب اور شرح سے شیخ الاسلام نے شرح راہ
 تفسیر میں کہا کہ ایجاز اور اختصار یعنی واحد میں ہے اقلال لفظ مع توسیع المعنی یا اقلال بلا اخلال یا اقلال سبائی و بقا معانی یا اقلال کثیر اللفظ فی التفسیر فی قلیل
 نقل و ان

سے
 نسخہ اول سے عبارت ہے
 مان کا پانچ سہم گرا دیا باقی رہے پانچ سہم تین سہم زوج کے اور دو سہم مان کے تو باقی مال پانچ حصے کیا جاوے گا زوج اور ان تین تین حصے زوج کے اور دو حصے مان کے اگر کو یون فرض کیجے کہ مان کے حصے پر صلح واقع ہوئی اور وہ خارج ہو گئی میراث سے تو بھی مسئلہ چھوٹے ہو گا پھر جبکہ مان کے دو سہم سا قاطع کر دیے جا رہے تو باقی ترکہ چار حصے ہو گا اس میں تین تین زوج کے اور ایک چچا کا کہ انی الطحاوی قال العلامة قطب الدین محمد بن سلطان نے شرحہ للکنز و قولہ فاحسب کان لم یکن فیہ نظر ثم ذکر خواجہ رحمہ اللہ علامہ قطب الدین محمد بن سلطان نے شرح کنز میں کہا اور مان کا یہ قول کہ زوج کو یون قرار دے کہ وہ گویا کہ نہ تھا اس کی میں اعتراض ہے پھر شارح مذکور نے ویسا بیان کیا ہے کہ تحریر ہو چکا ہو اسکو تامل کرے قال مولفہ العبد الفقیر العاجز الحقیر محمد علاء الدین بن الشیخ علی الحنفی الخفی العباسی الامام جامع بنی امیہ ثم المقتی بدستور الخفیہ قد عرفت من تالیفہ فی اوخر شہر المحرم الحرام ثلثۃ احدى و سبعین والفا ہجریۃ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام اس شرح کا جامع بندہ محتاج ضعیف ناچیز نے محمد علاء الدین ابن شیخ علی حصن کا دستہ والا حنفی مذہب عباسی نسب بنی امیہ کی جامع مسجد کا امام پھر دمشق مفتی کتا ب کو میں کتاب کی تالیف خارج ہوا پچھلی تاریخ شہر محرم الحرام سن ایک ہزار اکتھربھی میں ہجرت والے رسول پر ہو جو بہتر و درود اور سلام قاموس میں ہے کہ حصہ کی ایک ضعیف کا امام ہے شاید کہ تالیف میں کسی موضع کی طرف منسوب ہو امام اور مفتی میں احتمال ہے کہ شارح کی صفت ہو یا اسکے والد کی اور یہی ظاہر ہے کہ بالفتی نے تلخیصہ و تحریرہ و تہذیبہ اور البتہ میں اس شرح کی تلخیص اور تحریر اور تنقیح میں بہت بے لطف کیا ہے ہم تلخیص مراد انتصار اور قاموس میں ہے کہ تلخیص عبارت ہے تہذیب اور شرح سے شیخ الاسلام نے شرح راہ تفسیر میں کہا کہ ایجاز اور اختصار یعنی واحد میں ہے اقلال لفظ مع توسیع المعنی یا اقلال بلا اخلال یا اقلال سبائی و بقا معانی یا اقلال کثیر اللفظ فی التفسیر فی قلیل نقل و ان

(جلد دوم) دو وزن جلدین آخرین ابواب
 در الفبا شرح مختصر الایمان و شرح از
 علامه علامه الدین مصطفیٰ مروفتی
 بر چهار مجلد است کامل
 فتاویٰ و احکام مالکیری - هر چهار جلد کامل در جلد
 هدایای صبح الکفایه - از سید جمال الدین کرانی
 نهایت شریف شرح مشهور معروف حاصل الفتن
 ای که مجلدات در این بین جلد اول در دست
 کتب الکمال جلد دوم چهارم تا آخر کتاب الفتن
 فتاویٰ قاضی خان - از امام قاضی حسن بن
 مصطفیٰ قاضی خان - مستند مشهور مروفتی جلد اول
 معنای سراجی از این بین جلد دوم
 شرح و قایم - از امام صدر الشریع علی قلم
 مع حاشیه و ذخیره الفقهی جلد اول و اصل
 در تفسیر کلام خوشنویس
 شرح و قایم - از سید محمد دایره مروفتی و اصل
 ذخیره الفقهی - حاشیه شرح و قایم از وی
 بر چند جلدی جلد اول مروفتی
 اشعار و النظار - مع شرح حموی مروفتی
 مستند جلد اول
 دلائل - از سید قاسم و صدایا جلدی
 کثر الدقائق محشی - جلد اول در کتب
 مستوفی الدقائق شرح کثر الدقائق مشهور اول
 عینی شرح کثر الدقائق - محشی مستند مروفتی
 جلد اول و جلد
 (د) دو وزن جلد عبادات
 (۲) دو وزن جلد معاملات

مختصر و قایم محشی - از امام صدر الشریع
 درسی مستند اول
 شرح الفقهی - فی مسائل الایمان از
 مولوی تراب علی مرحوم
 قدر ویری محشی - تألیف امام ابو الحسن
 درسی مستند اول
 شرح الیاس - شرح مختصر و قایم - از
 شیخ محمود بن الیاس و جلد
 اصول فقه عسکری
 غایب اثبت شرح حاشی - از مولانا
 عبدالرزاق بنی مروفتی و جلد اول
 توضیح تلخیص - از صدر الشریع و اصل
 تقدیر از مع کامل - حاشیه از حسن طبری
 شرح الاسلام - لا خسر و نهایت نایاب مروفتی
 حاشی - از مولانا امام الدین
 شرح مسلم المشوشت - از علامه العلوم مروفتی
 انقیاس - مروفتی و مستند شرح
 اصول الشاشی محشی - بحصول الحاشی
 علامه حسن بن علی مرحوم
 حدیثی - از وی
 مشافه حق - ترجمه مشکوٰۃ المصابیح شرح
 جناب مولانا محمد قطب الدین خان مروفتی مرحوم
 و مفقود کامل چهار جلدین
 تحفه الاخیار - ترجمه از وی و شارح الاثر
 ترجمه مولوی زخم علی
 ترجمه جامع ترمذی - حاصل المتن جلد اول
 ترجمه مولوی فضل احمد جلد ثانی زیر طبع

رسمی
 اشعار
 مولانا عبدالعزیز مروفتی - چهار جلد
 بین لوری شرح مع ترجمه
 ایضا محشی
 تفسیر الوصول الی احادیث جامع الوصول
 از شیخ عبدالرحمن بن علی مروفتی
 جامع ترمذی - امام ابو حنیفه مع ترجمه
 مع جمیع اصول حدیث جزئی و فرائض ترمذی
 قد طالع فی شفا الدین قسطلانی کی شرح
 صحیح البخاری - از مولانا سید مروفتی
 دین مجلدات در این بین شرح خط نسخ
 سنن ابی داود - هر چهار جلد کامل و اصل
 بین از امام یاقان بن شمس داخل صحاح
 مستند مروفتی
 و الاثر فی الامت - از سید فارسی و اصل
 بشیر و خواص اسماء محشی مروفتی
 زوا و السبیل الی الجنة و السبیل
 ذخیره احادیث از مولانا غلام کجیا
 علامه الحیات - از سید مروفتی و اصل
 تاصری صاحب آردی به نقل در دو کاغذ
 انفس
 اردو
 تفسیر قادی - ترجمه اردو تفسیر حنیف
 ترجمه مولوی خزانة الدین مروفتی کامل و اصل
 تفسیر زاد الاخرت - نظم میں لوری تفسیر
 قرآن کی کمال حدیث - کامل چهار جلدین از

مولوی عبدالسلام
تفسیر سورہ انفکاحہ -
مولوی اکرام الدین

تفسیر سورہ یوسف -
ایضاً - چہارہ حصہ -
تفسیر سورہ ممتحنہ -

تفسیر فارسی

تفسیر حبیبی - الامام حسین واعظم - مختار -
متداول پوری تفسیر خوش خط -

تفسیر بحر موانع - ہفت پارہ از عمدہ قاضی
دولت آبادی نفیس طریقہ تلمیم تفسیر اول منزل -

تفسیر اسرار الخاقانہ - مصنفہ ملا معین -
در تصوف -

میزان الفرقان - در اصول تفسیر از ملا
محمد عثمان قسری -

ایضاً عربی

عرائس الیہ بیان - حوض میں مولفہ حضرت
شاہ رکن الدین روز بہان شیرازی سلطان
الاولیاء اور تفسیر کی تالیف پر مولفہ خاتم الاولیاء
محمی الدین عربی دونوں تصوف میں بہت
معروف و مشہور ہیں بخط نسخ کامل دو جلد ہیں

(جلد اول) اولین پندرہ پارہ -
(جلد دوم) آخرین پندرہ پارہ -

تفسیر جے نقطہ فیضی - سنی بہ سوانح الامام
علم کے سرکار تاج لکھنؤ جو کتاب خزانہ اکبر شہ
اکبر میں گوہر نایاب محقق تھی اسنے خزانہ کی فہرست
کیجے عجیب صفت ہی بالکل جے نقطہ اسپر عجیب

ایضاً - مسلمانیت بکھر چکا وغیرہ شرطہ جزا کی
امداد لاج بنہ نقطہ - قرعون دقارون کا نام تھا
روایت کا ترجمہ سیدہ نقطہ شہ شہادہ ترجمہ کا

غریبہ کرتا واقعی بجا تھا اور فہمی مصنفہ کا اثر
زیادہ - دیبہ ساری پایا چہ سنا تھا تلمیم کی
تمام کوششیں سیدہ شہادتہ نفیس نسخہ طرزیکہ

جو اہر رقم خوش خط ہیں سنی لکھی بہت عمدہ چہا -
فتح الجہیز - مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی مطبوعہ لاہور -

تفسیر جلالین مع کمالین - بہ بخشی جدید
مطبوعہ دہلی -

تفسیر سراج المہیر - حارر مولفہ مولفہ تالیف
شیخ محمد بن احمد شریفی

ہیناوی و کشادہ -
تقریب و قرات -

بتیان فی اعراب القرآن - مولفہ شیخ
عبد امد بن حسین مبارکی محدث مفسر نوی
مثنوی شہادہ اس فن کی کوئی کتاب نہ ہیں
طبع نئی - غلط ضمی سے خلاصہ اکثرا مستفاد
درج ہو گیا ہے - سائنس میں رسالہ فتح الجہیز مولانا
ولی اللہ دہلوی کا لکھا ہوا ہے -

تفسیر جلالین فی شرح الجلالین تفسیر
جلالین پارہ نمبر پر شرح مولانا ثراب علی مرحوم
در التلمیم - خواص و تاثیرات آیات و سورہ
قرآنی مولفہ قاضی ابوالحسن مصری -

تقریب - بزبان عربی - ترجمہ بلور اصل کے
انکے نیچے فارسی ترجمہ موجود تھا - اور اردو

ترجمہ لکھنؤ - خطی نسخہ ہاکی لکھنؤ -
امداد لکھنؤ -
الاولی

جوامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی -
ترجمہ بیاض نفوس - از سید نور الدین جلالی -

پایہ دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش -
اوقات غزنی - از سید علامہ حیدر شاہ -
ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی

خرمہ و دانش - مولفہ سنی کی تالیف
محمد کریم بخش -

مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
مولانا ابوالحسن فرید آبادی -

مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
مولانا ابوالحسن فرید آبادی -

سیرۃ النبی - ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
سیرۃ النبی - ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -
سیرۃ النبی - ترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -

اکسیر ہدایت - ترجمہ اردو و کیمیائے سعادت
جوامع شریعت و حقیقت ترجمہ مولوی غلام الدین احمد
کیمیائے حکمت - حصہ اول - بیان شریعت

علم و ادب -
سنت الہدیین - ذکر کرامات حضرت شاہ بخاری
مطبوعہ مطبعہ پشیمانہ

۲۴۲

۱۹۶۳

This book was taken from the Library
on the date first stamped. A fine of
one anna will be charged for each
day the book is kept over time.

۱۰۰۰۰۰۰۰



۷۹۵۲

۱۰۰۰۰۰۰۰

